عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ (القرآن)

راجپال کے جانشین

- ملعون لوگوں کی ناپاک داستانیں
- گستاخان رسول کے شیطانی چہروں کی رونمائی
- تہہ در تہہ سازشیں بے نقاب ہوتی ہیں!

ترتیب و تحقیق

علامہ ابو ٹیپو خالد الازھری

انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف تحفظ ناموس رسالتؐ۔لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راجپال کے جانشین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اسلام اپنے مخالفین کے جذبات کا جب اس قدر لحاظ رکھتا ہے کہ ان کے جھوٹے اور باطل عقائد کے خلاف مخصوص آداب و حدود سے متجاوز ہو کر رائے زنی نہیں کرنے دیتا تو حقیقت میں وہ غیروں کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ جو عقائد چاہیں رکھیں اور جن آراء کو چاہیں اختیار کریں' انہیں جبرا عقائد کو چھوڑنے اور رائے تبدیل کرنے کی سطح پر نہیں لایا جائے گا۔ البتہ جس طرح ان کی دل آزاری کی مسلم معاشرے کے افراد کو اجازت نہیں' ٹھیک اسی اصول کے تحت ان کے لیے بھی ہرگز یہ روا اور جائز نہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑئیں' قرآن کی توہین کریں یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایسی ہرزہ سرائی اور بدزبانی کریں جو مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرے۔ وہ اپنے عقائد پر قائم رہنے میں آزاد ہیں لیکن اسلامی عقائد پر حملے کرنے کو ان کا حق آزادی اظہار نہیں مانا جا سکتا۔ آج کے معروف و مشہور افکار میں سے وہ چاہیں تو سیکولرزم کو اپنائیں یا کیمونزم اور سوشلزم کو۔ مغربی تہذیب کے گن گائیں یا عیسائیت و یہودیت میں سے کسی کے محاسن گنوائیں۔ لیکن انہیں اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی کہ مسلمان معاشرے میں رہتے ہوئے وہ اسلام کے خلاف جو چاہیں کہتے پھریں اور کہنے میں جو انداز اور جو الفاظ چاہیں' استعمال کرتے پھریں۔ عمل اور رد عمل اور علت اور معلول کا قانون ہر کہیں بروئے ظہور آتا ہے۔ مسلمان کے عقائد پر حملہ ہوگا' اس کے دین کی تحقیر کی جائے گی' اس کے اساسات ایمان پر وار ہوگا اور اس کے مرکز عقیدت پر ضرب لگائی جائے گی' اس کے نبیؐ اور قرآن کے بارے میں زبان درازی کا مظاہرہ ہوگا تو اس کے اندر غیظ و غضب کے جذبات ابھرنا ناممکن اور غیر فطری نہیں ہوگا۔ مغرب کا دینی حمیت سے بے گانہ معاشرہ اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ مسلمان کے لیے دین و ایمان کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اس معاشرے کی بے روح دانش یہ جانتی ہی نہیں کہ مسلمان بے عمل اور گناہ گار تو ہو سکتا ہے لیکن اگر اس کے اندر دینی حس جاری و ساری ہو تو وہ بے غیرت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ناموس دین اور آبروئے رسالتؐ کے تحفظ کے لیے جان کو قربان کر دینا بہت کم قیمت سمجھتا ہے۔ وہ راہ حق میں جان کا نذرانہ دے کر بھی بہ انداز تاسف یہی کہتا ہے کہ

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ (القرآن)

راجپال کے جانشین لعنہ

○

- ملعون لوگوں کی ناپاک داستانیں
- گستاخانِ رسول ﷺ کے شیطانی چہروں کی رونمائی
- تہہ در تہہ سازشیں بے نقاب ہوتی ہیں!

○

ترتیب و تحقیق

علامہ ابو ٹیپو خالد الازہری

انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف تحفظ ناموس رسالت ﷺ ۔ لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2664
اردو ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	----------	راجپال کے جانشین
ترتیب و تحقیق	----------	علامہ ابو ٹیپو خالد الازہری
تعداد	----------	ایک ہزار
اشاعت اول	----------	مارچ 2000ء
قیمت	----------	200 روپے
ناشر	----------	انٹرنیشنل انسٹیٹیوٹ آف تحفظ ناموس رسالت ؐ لاہور

المكتبة الرحمنية
13725

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینہ

❄ انتساب	7
❄ آوازِ حق (علامہ ابوٹیپو خالد الازہری)	9
❄ راجپال کے جانشینوں سے	13
❑ سلمان رشدی	15
❑ تسلیمہ نسرین	104
❑ بونینزا (Bonanza)	147
❑ عاصمہ جہانگیر	163
❑ مشتاق راج	192
❑ سلیمان اطہر	196
❑ حبیب اللہ مظہر	207
❑ نعمت احمر	209
❑ اختر حمید خاں	212
❑ عبدالحق	237
❑ گل مسیح	256
❑ احمد فراز	266
❑ احمد بشیر	290

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❑ اعتزاز احسن	298
❑ عبدالرشید بھٹی	314
❑ حنیف رامے	329
❑ یوسف کذاب	339
❑ فتنہ گوہر شاہی	365
❑ کوثر جمال	375
❑ قرآن مجید تحریف کی زد میں	403
❑ محکمہ بہبود آبادی کی ناپاک جسارت	410
❑ کپڑے پر قرآنی آیات کی توہین	448
❑ کپڑے پر مقدس ناموں کی بے حرمتی	469
❑ جسٹس (ر) جاوید اقبال	479
❑ اکرم عربی	564
❑ پیر احمد شاہ کھگہ (ایم پی اے)	577
❑ عمانوئیل لوتھر راتق	579
❑ نجیب محفوظ	590
❑ عزیز نشین	592
❑ پروفیسر ڈاکٹر نصر حامد ابو زید	596
❑ نیشن آف اسلام	601
❑ اسلام دی عرب نیشنل مومنٹ	606
❄ تمہیں محمدؐ کا عشق اب بھی پکارتا ہے (نظم)	611

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

آفتابِ اُفق، ولائتِ قمر، امیر السالکین، مجاہدِ ختم نبوت

مخدوم سائیں **حضرت سیّد عبدالحفیظ شاہ** مدظلہٗ

اور

عاشقِ رسولؐ، مریدِ صادق، سفیرِ محبت، مجاہدِ ختم نبوت

عزت مآب جناب **ڈاکٹر سیّد راشد علی** صاحب

کے نام

جنہوں نے موجودہ دور کے سب سے بڑے فتنہ "قادیانیت" کا پوری دنیا میں ایک نئے اور منفرد انداز میں تعاقب کیا اور شکست فاش دی۔

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آوازِ حق

تحفظ ناموس رسالت ﷺ تمام عبادتوں کا مغز ہے اور یہ ایسی اعلیٰ وارفع عبادت ہے جس پر تمام عبادتیں قربان کی جاسکتی ہیں---- تحفظ ناموس رسالت ﷺ ہر مسلمان کے ایمان کی روح ہے' جس کے بغیر اسے بے گور و کفن چلتی پھرتی لاش تو کہا جاسکتا ہے---- مسلمان ہرگز نہیں---- حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض ہے اور اپنے اس فرض کی انجام دہی کے لیے وہ ہروقت کوشاں رہتا ہے---- امت مسلمہ کا ہر فرد تحفظ ناموس رسالت ﷺ پر مرمٹنا اپنی سعادت ہی نہیں بلکہ اسے اپنے لیے حیات جاوداں بھی سمجھتا ہے---- شہیدان ناموس رسالت ﷺ خوش قسمت اور نیک بخت انسانوں کا گروہ ہے' جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ناموس رسول ﷺ کی حفاظت کی ہے۔ بلاشبہ وہ ہماری تاریخ کا درخشندہ باب ہیں' جن پر پوری ملت اسلامیہ فخر کرتی ہے بلکہ رشک کرتی ہے---- قابل رشک اور ایمان افروز بات یہ ہے کہ ان "شہیدان وفا" نے عدالت کے کٹہرے میں (عدالت خواہ گورے انگریز کی ہو یا کالے انگریز کی) عدالت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر--- بقائمی ہوش وحواس--- اپنے "جرم" کا برملا اقرار کیا---- اور اصرار کیا کہ انہیں اس جرم میں پھانسی دے دی جائے---- اور مزید انتباہ کیا کہ آئندہ بھی---- اگر کسی بدبخت نے شان رسالت ﷺ میں توہین کی---- تو وہ یہ "جرم عظیم" کرنے کی سعادت حاصل کریں گے---- اور بار بار حاصل کریں گے-----

نماز اچھی' حج اچھا' روزہ اچھا' زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے مقابل بدبخت اور دیوث انسانوں (جنہیں انسان کہنا بھی انسانیت کی توہین اور تذلیل ہے) کا ایسا گروہ بھی ہے' جو معمولی دنیاوی و مادی لالچ میں آکر کائنات کی محبوب ترین ہستی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین کرتا ہے۔ دراصل یہ لوگ اسلام دشمن طاقتوں کے تنخواہ دار اور مراعات یافتہ ایجنٹ ہوتے ہیں جو ان کے مفادات کے لیے ایسا کام کرتے ہیں---- یہود و نصاریٰ' قادیانی و ہندو' یہ سب---- ابلیس کی مجلس شوریٰ کے سینئر ممبران ہیں۔ یہ سرپرستان گستاخان رسول ﷺ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کی کل کائنات' ان کی محبتوں کا قبلہ اور ان کی اخروی شفاعت کا واحد اور آخری سہارا صرف اور صرف ذات محمد ﷺ ہے۔ ان کا مشن ہے کہ مسلمانوں کے پرکیف بدن سے "روح محمد ﷺ" نکال کر انہیں بے روح کر دیا جائے' ان کے سینوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی روشن شمع بجھادی جائے' ان کے دلوں سے احترام نبی ﷺ کا جذبہ ختم کر دیا جائے کیونکہ اس کے بغیر---- کسی بھی محاذ پر مسلمانوں سے مقابلہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اس لیے یہ ملعون گاہے بگاہے امت مسلمہ کی غیرت کا ٹیسٹ لیتے رہتے ہیں' تاکہ انہیں معلوم ہو سکے کہ امت مسلمہ اپنے نبی کی ناموس کے مسئلہ پر کتنی غیرت مند ہے۔

یہ بات ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو کان کھول کر سن لینی چاہیے---- اور جان لینی چاہیے---- کہ جس دن امت محمدیہ ﷺ نے ملاازم' بنیاد پرستی' رجعت پسندی اور تاریک خیالی کے طعنوں کے خوف سے کسی بھی شخص کی طرف سے شان رسالت ﷺ میں کی گئی گستاخی کو روشن خیالی یا ترقی پسندی' رواداری یا بے غیرتی کے ہیضہ میں مبتلا ہو کر---- برداشت کر لیا---- اس پر آنکھیں بند کر لیں---- اس پر کسی مصلحت کو غالب کر لیا---- جان' مال' عزت اور رشتہ و تعلق کو ناموس رسول ﷺ پر ترجیح دے دی---- خاکم بدہن---- وہ دن امت مسلمہ کی زندگی کا آخری دن ہوگا---- خدا کی رحمتیں اور برکتیں روٹھ جائیں گی---- وہ ہمیں ہماری اس حرکت پر---- مسلمان کہنے اور ماننے سے انکار کر دیں گی---- اور پھر شاید کسی طرح سے بھی راضی نہ ہوں---- اجتماعی مصیبتوں اور پریشانیوں کا ایک طوفان---- عذاب الٰہی کی صورت میں---- امڈ آئے گا اور دل کی آنکھیں رکھنے والوں کا کہنا ہے کہ اس کے آثار (انفرادی اور اجتماعی) شروع ہو چکے ہیں---- خدا ایسے وقت سے محفوظ رکھے----

ہفت روزہ "تکبیر" کراچی نے ایک دفعہ اپنی اشاعت میں مسلمانوں کی بے حسی پر رونا رویا تھا کہ:

"تکبیر نے مسلسل اس کی نشاندہی کی ہے لیکن تحفظ دین کے علمبردار علمائے کرام اور نفاذ شریعت کی دعویدار دینی سیاسی جماعتیں اور ان کے رہنما اس گمراہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سدباب کے لیے نہ کوئی عملی قدم اٹھاتے ہیں نہ اس کے لیے کوئی فکر مندی ہی ان کے ہاں نظر آتی ہے۔

برائیوں' خامیوں اور خرابیوں کے خلاف قوت مزاحمت کا یوں مفلوج ہو جانا بڑی خطرناک علامت ہے۔ مرض کے خلاف مدافعت کی صلاحیت زندگی کی ضمانت ہے۔ یہ کلیہ افراد کی طرح قوموں کے معاملے میں بھی بالکل درست ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہر مسلمان کا عموی اور علمائے کرام اور قومی و دینی رہنماؤں کا خصوصی فریضہ ہے۔ معاشرے میں یہ سرگرمی باقی نہ رہے تو قومی وجود میں فتنوں اور بیماریوں کے پروان چڑھنے کے عمل میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی اور اس کیفیت کا آخری نتیجہ مکمل بربادی کے سوا کسی اور شکل میں برآمد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ دینی طاقتیں وقتی سیاسی سرگرمیوں میں الجھے رہنے کے بجائے معاشرے کی جڑ سے اصلاح کرنے کے اپنے اصل اور بنیادی کام پر توجہ دیں۔ اپنے باہمی اختلافات کو اس مشترکہ مقصد کے لیے مشترکہ جدوجہد میں حائل نہ ہونے دیں"۔

(ہفت روزہ "تکبیر" کراچی ۲۰ مئی ۱۹۹۹ء)

حضرت امام مالکؒ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص خواہ وہ کسی بھی نبی کی امت میں سے ہو' اگر اپنے نبی کی توہین سن کر خاموش رہتا ہے اور وہ اس پر اپنا ردعمل ظاہر نہیں کرتا---- وہ شخص اپنے نبی کی امت سے خارج ہو جاتا ہے----

اس لیے اے صاحبان بصیرت! سوچو--- غور کرو اور کوشش کرو کہ ایسا وقت نہ آئے۔

ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ کرنے والے مجاہدین و شہداء کی روشن تاریخ محفوظ ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ گستاخان رسول ﷺ کی تاریخ بھی محفوظ اور مرتب ہو تاکہ آنے والی نسلیں ان ملعونوں کی ناپاک حرکات سے آگاہ ہو سکیں۔ گستاخان رسول ﷺ کا یہ سلسلہ' سلمان رشدی سے لے کر گوہر شاہی تک' "راجپال کے جانشین" کی صورت میں' بڑی محنت اور دل پر پتھر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے---- امید ہے یہ کتاب امت مسلمہ کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہو گی۔ وہ اس سے بہت کچھ سیکھیں گے اور اس کی روشنی میں اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت بھی فراہم کریں گے۔ انشاء اللہ اس کتاب کے تمام مضامین کو علیحدہ علیحدہ پمفلٹوں کی صورت میں تیار کر کے ملک کے طول و عرض میں پھیلایا جائے گا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ گستاخان رسولؐ کے مکروہ چہرے اور ان کی ناپاک حرکات سے آگاہ ہو سکیں۔ اس کتاب کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشتر معلومات میرے عزیز بھائی تنویر حمید مرحوم ڈی آئی جی نے فراہم کی تھیں۔ مرحوم صحیح العقیدہ سلمان تھے جو اپنے دل میں اسلام کا بڑا درد رکھتے تھے' خدا تعالٰی ان کے مرقد پر شبنم افشانی کرے۔

خاکپائے مجاہدین تحفظ ناموس رسالت ﷺ

علامہ ابو ٹیپو خالد الازہری

لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راجپال کے جانشینوں سے

"ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ان لوگوں سے صاف صاف کہہ دیا جائے کہ حضرات آپ غلط جگہ پر آگئے۔ اس سرزمین پاک پر تو آپ لوگوں کے لیے گیدڑ کی زندگی ہے یا کتے کی موت۔ لہٰذا اگر آپ اپنی خیر چاہتے ہیں تو سرحد پار کر کے اپنے گرو راجپال کے دیس میں جا بسیں کہ یہاں تو قدم قدم پر غازی علم الدین آپ کو واصل جہنم کرنے کے لیے سربکف پھر رہے ہیں"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایسے خیالات کو جو لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری کا سبب بنتے ہیں، محض آزادی اظہار رائے کے طور پر قبول کرنا کسی معاشرے میں بھی ممکن نہیں ہے۔ وہ یورپ، جہاں ایک بیوی کا حق طلاق، عدالت صرف اس بنا پر تسلیم کرلیتی ہے کہ اس کا شوہر سوتے میں خراٹے لیتا ہے، اس سے اسے تکلیف ہوتی ہے یا ایک شوہر بیوی کے کتے سے اظہار نفرت کرتا ہے، اس سے اس کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، اس یورپ کا ہمارے لیے پیمانہ یہ ہے کہ ہمارے دینی جذبات، ہمارے معتقدات اور تصورات پر جو چاہے، نیش زنی کرلے، ہم یہ حق نہیں رکھتے ہیں کہ اس کا منہ بند کریں یا اس سے چھٹکارا حاصل کریں۔ امت مسلمہ پر اپنے اصول زبردستی تھوپنے اور اپنے نظریات کی عینک سے مسلم معاشرے کے معاملات کو دیکھنے اور انہی کی روشنی میں حسن و قبح کے فیصلے کرنے کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ ہمارے ہاں آزادیاں کچھ حدود و قیود سے مشروط ہیں۔ ہم بے مہار آزادیوں کے نہ متحمل ہوسکتے ہیں اور نہ فطرت اس کی تائید کرتی ہے۔

صنوبر باغ میں آزاد بھی اور پا بہ گل بھی
ان ہی پابندیوں میں حاصل آزادی، تو کرلے"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمان رشدی

"ماضی کی تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کے مخالفین نے کبھی اسلامی ملکوں میں جاسوس بھیج کر سازشوں کے جال بچھائے' نئے نئے فرقوں کو ابھارا اور فرقہ واریت کو ہوا دی۔ کبھی محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والوں کی پیٹھ ٹھونکی' کہیں نبوت کے جھوٹے دعویدار کھڑے کیے اور کہیں اسلامی ملکوں کو باہمی جنگ کی بھٹی میں جھونک دیا۔ تحقیق کے نام پر اپنی کتابوں میں مستشرقین کی زہر افشانی بھی اسی سازش کا حصہ ہے۔

اسپین (اندلس) دنیا کا خوبصورت ترین اور زرخیز خطہ ہے۔ وہاں طویل عرصہ تک مسلمانوں کی حکمرانی رہی۔ ۸۲۲ء سے ۸۵۲ء تک عبدالرحمٰن الثانی حکمران رہا۔ اس کا دور حکومت سیاست اور ثقافت کے اعتبار سے اسلامی اندلس کا دور عروج تھا۔ اس کے آخری دنوں میں ایک خطرناک فتنہ برپا ہوا۔ عیسائی پادریوں کے ایماء پر نوجوان عیسائی' جلوس کی صورت میں سڑکوں پر نکلتے اور کھلم کھلا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتے اور توہین و تمسخر کا نشانہ بناتے۔ عبدالرحمٰن الثانی نے کوشش کی کہ وہ لوگ کوئی حیلہ بہانہ کر کے یا یہ اعتراف کر کے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کا جرم مجبوراً صادر ہوا ہے' اپنی گستاخی سے توبہ کر لیں' لیکن جب کامیابی نہ ہوئی تو اسے مجبوراً ان لوگوں کو سزائے موت دینا پڑی۔ اس واقعہ میں فکر انگیز بات یہ ہے کہ مجرموں کے کیفر کردار کو پہنچنے کے بعد کلیسا نے اس معاملہ سے لاعلمی اور بے تعلقی ظاہر کی"۔ (خلیل الرحمٰن سجاوندی: ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک' شمارہ جون ۱۹۸۹ء' ص۴۹)

یہ واقعہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مقالہ نگار نے بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسپین کے مسلم حکمرانوں اور عیسائی عوام کے درمیان مستقل عداوت اور خانہ جنگی برپا کرنے کا یہ باقاعدہ منصوبہ تھا' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں نہ صرف اسلامی اقتدار ختم ہو گیا بلکہ مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹ گیا۔

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں متحدہ پاک و ہند میں بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انگریز نے یہی ڈرامہ رچایا۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین و تنقیص کا بازار گرم کیا گیا اور اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کی پشت پناہی کی گئی۔ اس کا مقصد ایک طرف تو مسلمانوں کی غیرت اسلامی کو نقصان پہنچانا تھا' دوسری طرف غیرت ایمانی رکھنے والے مسلمانوں کو مشتعل کر کے توہین رسالت کے مرتکب ہندوؤں اور کلمہ گو مسلمانوں سے ٹکرانا تھا تاکہ وہ مجتمع ہو کر انگریز کی حکومت کے لیے خطرہ نہ بن سکیں۔

ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ کے ایڈیٹر خلیل الرحمٰن سجادندی لکھتے ہیں:

"اس سلسلے میں خاص طور پر جو طریق کار اختیار کیا گیا' وہ یہ تھا کہ وہ کسی شردھانند' کسی راجپال یا کسی نتھورام کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر (خاکم بدہن) کیچڑ اچھالنے اور آپ کی بے آبروئی کرنے پر آمادہ کیا جاتا۔ اس کے نتیجے میں مسلمان مشتعل ہوتے اور بس کارروائیوں اور جوابی کارروائیوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا اور یہ نتیجہ ضرور نکلتا کہ اشاعت اسلام کا کام رک جاتا"۔ (ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک' جون ۸۹ء)

ڈاکٹر مظفر حسن ملک "سلمان رشدی کی شیطانی حرکات اور اس پر ردعمل" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"انسانی نفسیات کا خاصہ ہے کہ ہر شخص زیادہ سے زیادہ افراد کی توجہ اپنی طرف منعطف کرا کے خوش ہوتا ہے۔ اس عمل سے جو اسے قلبی سکون ملتا ہے' وہ اسے مزید عمل کی راہ پر گامزن کرتا ہے' جیسا کہ مرزا غالب نے کہا تھا۔

ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

جو لوگ ذہنی طور پر بالغ ہوتے ہیں' وہ بچوں کی طرح رو کر یا مزاحیہ حرکات کر کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرتے بلکہ صحیح معنوں میں کوئی کارنامہ انجام دے کر داد تحسین وصول کرتے ہیں مگر ایسے لوگ جو نفسیاتی طور پر غیر معتدل اور غیر متوازن ہوتے ہیں' وہ بعض منفی ذرائع سے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ خدا' رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم' اہل بیتؓ' اصحاب مکرمؓ اور دیگر دینی ہستیوں کے خلاف ہرزہ سرائی کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ کوئی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑی شخصیتوں پر تنقید کر سکتے ہیں۔

سلمان رشدی بھی ایک ایسی ہی شخصیت ہے جو کسی نفسیاتی الجھن کا شکار ہے اور شہرت کے حصول کے لیے دامن یزداں کو چاک کرنے پر تیار نظر آتا ہے۔ اس کے جو حالات مختلف اخبارات و جرائد کے ذریعے معلوم ہوئے ہیں' ان سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے کسی برطانوی خاتون سے عدالتی شادی کر رکھی ہے' جس کے لیے ضروری ہے کہ عدالت میں بیان حلفی داخل کیا جائے کہ زوجین کا کوئی مذہب نہیں' اس لیے وہ مذہبی شعائر کے تحت شادی کرنے سے قاصر ہیں' لہٰذا عدالت کے روبرو وہ ایک دوسرے سے شادی کے بندھن میں بندھ جانے کا اقرار کرتے ہیں گویا وہ دینی لحاظ سے اسلام کا انکار باضابطہ طور پر کر چکا ہے۔ ع

قشقہ کھینچا دیر میں بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

مذہب انسان کو روحانی سکون مہیا کرتا ہے اور اس سے انکار' اسے ایک ایسے ذہنی خلجان میں مبتلا کر دیتا ہے' جس میں سوائے چنگیزی اور ہوس کاری کے عذاب کے کچھ بھی باقی نہیں رہتا کیونکہ انسانی زندگی کے مقاصد معدوم ہو جاتے ہیں اور اس پر حیوانیت کے اوصاف کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ ایسا انسان سوائے اس کے کچھ سوچ نہیں سکتا کہ ہر جائز و ناجائز ذرائع سے دولت' شہرت اور اقتدار حاصل کر سکے۔ اس کے اعمال میں نہ کوئی اصول باقی رہ جاتا ہے اور نہ کوئی اخلاقی معیار۔ اس کا ضمیر مردہ اور نفس امارہ طاقتور ہو کر اسے ایسے اعمال میں مبتلا کر دیتا ہے جن سے بنی نوع انسان کی دل آزاری ہو۔ یہی صورت سلمان رشدی کی ہے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۹ مارچ ۸۹ء)

سلمان رشدی اور ولید بن مغیرہ

سورۂ نون کے شان نزول کے سلسلے میں تفاسیر میں یہ صراحت ملتی ہے کہ ولید بن مغیرہ نے جب سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی اور ایک خلاف واقعہ جنونی صفت کو حضور کی طرف منسوب کیا تو رب کائنات نے اپنی کتاب حکمت و صداقت قرآن عظیم میں اس کا شدید رد فرمایا اور خود اس گستاخ کے اندر جو دس ملعون صفتیں تھیں' ان کا انکشاف فرما دیا تاکہ قوم جان لے کہ اس گستاخ و دریدہ دہن کے اندر کون کون سی واقع برائیاں ہیں۔ ان دس برائیوں میں آخری برائی قرآن نے یہ ارشاد فرمائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد فلک زنیم اور اس پر طرہ یہ کہ وہ نطفہ ناتحقیق (ولد الزنا) ہے--- اسی لیے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ کھلم کھلا گستاخی رسول کا ارتکاب کرنے والے اکثر اسی صفت کے حامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ آج کل عالمی شہرت یافتہ دریدہ دہن و گستاخ رسول سلمان رشدی کے بھی حسب و نسب کا جب پتہ چلایا گیا تو وہ بھی نطفہ ناتحقیق ہی نکلا--- جیسا کہ ذیل کی تفصیل سے عیاں ہے۔

سلمان رشدی کون ہے؟

رسوائے زمانہ سلمان رشدی نے آیات شیطانی لکھ کر دنیا میں کشیدگی کی فضا پھیلا رکھی ہے اور کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ سلمان رشدی کا تعلق علی گڑھ اور لکھنؤ سے رہا ہے۔ اس کی ماں کا نام زہرہ بٹ ہے۔ ایک شریف انسان شاغل صاحب سے اس کی شادی ہوئی تھی۔ شاغل صاحب کا تعلق مسلم یونیورسٹی کے شعبہ معاشیات سے رہا ہے اور وہ آج بھی علی گڑھ میں مقیم ہیں۔ سلمان رشدی کی ماں زہرہ بٹ کے والد عبداللہ بٹ' اجمل خاں طبیہ کالج علی گڑھ کے پرنسپل بھی رہے۔ ریٹائرڈ ہونے پر اپنا شفاخانہ بارہ دری علی گڑھ پر کھولا تھا۔ ڈاکٹر بٹ کا تعلق قادیانی مذہب سے تھا۔ علی گڑھ چھوڑنے کے بعد پاکستان مقیم ہوگئے اور ان کا انتقال ہوگیا۔ زہرہ بٹ اب بھی حیات ہے اور نام بدل کر کراچی میں سکونت اختیار کیے ہوئے ہے۔

زہرہ بٹ کے سگے بھائی محمود بٹ اب بھی لکھنؤ میں ہیں۔ یوپی کے چیف سیکرٹری رہے۔ ان کی ایک کوٹھی بٹ ہاؤس کے نام سے اب بھی میرس روڈ پر ہے' حالانکہ محمود بٹ نے اس کو ایک لالہ کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ زہرہ بٹ کے شوہر شاغل صاحب اعظم گڑھ کے انصاری گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے حقیقی بھتیجے کی شادی ادریس صاحب یونیورسٹی انجینئر کی لڑکی سے ہوئی ہے۔ ان کی کوٹھی چھتری کے نام سے میرس روڈ پر ہے۔ شاغل صاحب کی اہلیہ زہرہ بٹ جب کشمیر گھومنے گئی تھی تو وہاں ایک کشمیری سے اس کا معاشقہ ہوگیا اور علی گڑھ واپس آنے پر شاغل صاحب کو چھوڑ کر کشمیری عاشق کے ساتھ رنگ رلیاں منانے لگی' لہٰذا یہ سلمان رشدی اسی کی ناخلف اولاد میں سے ہے۔

کشمیری شوہر کے ساتھ' زہرہ بٹ بمبئی چلی گئی اور وہاں سے انگلینڈ جا کر بود و باش اختیار کر لی۔ اس دوران زہرہ بٹ نے اپنے بیٹے سلمان رشدی کی شادی ایک یہودی لڑکی میری ونگش سے کر دی۔ شاغل صاحب اب بھی علی گڑھ میں باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔ زہرہ کے چلے جانے کے بعد انہوں نے دوسری شادی نہیں کی جبکہ امریکہ میں کتنے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برس رہے اور دہلی پلاننگ کمیشن کے سیکرٹری کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوگئے۔ سلمان رشدی عقاید کے اعتبار سے پہلے ہی گمراہ تھا' اب ناموس رسالت کی اہانت کر کے سزا کا مرتکب ہوا ہے۔ (الطاف حسین فریدی' علی گڑھ' بحوالہ "جرائم" نئی دہلی' جون ۱۹۸۹ء)

سلمان رشدی اپنے کو کشمیری کہتا ہے۔ اس کے ذاتی تعلقات مشہور کشمیری قادیانی خلیفہ حکیم نورالدین کے خانوادے سے بھی بتائے جاتے ہیں۔ نیز اس نے دونوں شادیاں غیر مسلم سیکولر خواتین سے کیں۔ خود اس کی تعلیم بھی انتہا پسند آزاد معاشرہ میں ہوئی' نیز اس کے علاوہ اس کے مراسم بھٹو دور کے وزارت اطلاعات کے سیکرٹری نسیم احمد سے بھی ہیں اور نسیم احمد ہی کے ترغیب دلانے پر اس نے بھٹو مرحوم کے بارے میں اپنے ناول میں تعریفی کلمات لکھے تھے۔ نسیم احمد متشدد اور سکہ بند قادیانی ہے۔ الیکشن ۸۸ء میں پاکستان پیپلزپارٹی کی انتخابی مہم کے تشہیری شعبے کا انچارج یہی نسیم احمد تھا۔

ان تمام کڑیوں کو اگر ملایا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ بدطینت سلمان رشدی کی تحریری خباثت کے پس پردہ قادیانی مشینری کارفرما ہے۔ قادیانی پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی کتاب میں متعدد جگہ امہات المومنین اور خانوادہ رسولؐ پر کیچڑ اچھالنے اور ان مقدس ہستیوں کے بارے میں اپنے خبث باطن کے اظہار میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

قادیانی صرف اس لیے ہی مرتد نہیں ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا بلکہ اس لیے بھی مرتد ہیں کہ مرزا قادیانی نے ازواج مطہراتؓ صحابہ کرامؓ اور انبیاء کرامؑ کے بارے میں انتہائی غلیظ زبان استعمال کی ہے۔ سلمان رشدی دنیادار ہونے کے باوجود قادیانیت کا پرچارک ہے۔ قادیانیت کا پرچارک ان معنوں میں کہ جو کام قادیانی امت اور جماعت احمدیہ انجام دے رہی ہے' وہی کام ذرا مختلف انداز میں سلمان رشدی کر رہا ہے۔

قادیانی حضرات خود تراشیدہ عقاید اور سامراجیت کی آڑ لے کر گھڑے گئے نظریات کو مختلف انداز سے پوری دنیا میں پھیلانے پر زور دے رہے ہیں۔ گزشتہ برس انہوں نے پاکستان کے مختلف علماء کرام کو "مباہلہ" کی دعوت دی۔ ان علماء کرام نے مختلف اوقات میں اس دعوت کا تحریری جواب دیا اور دعوت قبول کرتے ہوئے جگہ اور وقت کا تعین کیا کہ وہ یعنی مرزا طاہر آئے اور مباہلہ کرے لیکن وہ خود ہی دعوت دے کر میدان سے بھاگ گیا۔ کہیں نہیں پہنچا۔ یہ دعوت مباہلہ کے ہی دنوں کی بات ہے جب بدطینت سلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشدی کی کتاب The Satanic Verses تصنیف کے مراحل سے گزر رہی تھی یا یوں کہہ لیجئے کہ سلمان رشدی اپنی کتاب بھی اسی "دعوت مباہلہ" کے دوران لکھ رہا تھا۔ یہ کتاب' جس کا ترجمہ ہمارے یہاں "شیطانی آیات" کیا گیا ہے' یہ کتاب کے اصل انگریزی نام اور اس کی ماہیّت کے اعتبار سے مناسب نہیں' اس کا مناسب اردو ترجمہ تو یہ ہونا چاہیے "شیطانی کلام"۔

اب اس کتاب کا نام ہی خود لکھنے والے کے اصل مقام اور اصل نام اور اس کی اصل حیثیت کا تعین کرتا ہے یعنی اس کتاب کا لکھنے والا "شیطان" ہے۔ یوں سلمان رشدی کو مسلمان نہیں بلکہ شیطان کہنا ہی زیادہ مناسب ہے۔ "شیطانی کلام" اس وقت منظرعام پر آئی جب "دعوت مباہلہ" کی قبولیت اور مرزا طاہر کے مقام مباہلہ پر نہ پہنچنے کے تمام مراحل ختم ہوگئے یعنی دعوت مباہلہ کا شور دب گیا۔

ہارون رشید ہفت روزہ "ندا" میں لکھتے ہیں:

"سلمان رشدی جون ۱۹۴۷ء میں بمبئی کے ایک مغرب زدہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا۔ اس کے والد انیس سلمان کو ورثے میں وسیع جائیداد ملی' جسے وہ تمام عمر اجاڑنے میں لگے رہی' حتیٰ کہ ۱۹۸۷ء میں ان کا انتقال ہوگیا۔ کمسن رشدی کو' جو بمبئی کے مشنری سکول میں پڑھتا تھا' ۱۹۶۰ء میں خاندان کے ثقافتی قبلے لندن بھیجا گیا تاکہ وہ جدید انگریزی تعلیم پائے اور مغربی انداز کی زندگی گزارنا سیکھ سکے۔ اس نے لندن میں اپنے رشتہ داروں کے ہاں قیام کیا۔ اسے رگبی پبلک میں داخل کرایا گیا۔ وہ پیلے رنگ کا ایک منحنی سا لڑکا تھا' جو بمبئی کے عام لوگوں کے مقابلے میں بڑا ماڈرن دکھائی دیتا لیکن لندن کے معیار سے وہ انگریزی تہذیب کے قرینوں سے ناآشنا اور کسی قدر ناتراشیدہ نظر آتا تھا۔ ابتدائی دنوں میں کھانے کی میز پر کئی بار اس کا مذاق اڑایا گیا کہ وہ بعض برطانوی کھانے ڈھنگ سے نہ کھا سکتا تھا۔ والد کی طرف سے نظرانداز کیے گئے زودرنج لڑکے کو اس سے بڑی تکلیف پہنچی۔ یہ بات اس کے دل و دماغ میں ثبت ہوگئی کہ مغربی قرینوں اور طرز فکر سے مسلح آدمی ہی توقیر کا مستحق ہے۔

ضدی لڑکے میں انگریزوں سے بڑھ کر انگریز بننے کی خواہش پیدا ہوگئی۔ دوسروں نے صرف مغربی لباس پہننا اور چھری کانٹے سے کھانا کھانا سیکھا تھا لیکن وہ ابھی تک "مذہبی توہمات" میں مبتلا ہیں۔ وہ ان سے دو جوتے آگے بڑھے گا اور ہر اس چیز سے لاتعلقی اختیار کرے گا' جو مغربی شعور کے سانچے میں غیر منطقی نظر آتی ہے۔ انگریزی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محاورے کے مطابق وہ تین گنا ہوشیار بننے کی کوشش کرنے لگا اور دوسروں کو چونکا دینے کے لیے اس نے بے ہودہ اور گندی چیزوں میں دلچسپی کا اظہار شروع کر دیا۔ وہ ایک ایسا لڑکا تھا جس میں کچھ کر دکھانے کا جذبہ تھا ("وہ مجھے نظرانداز کیوں کرتے ہیں' کیا میں کوئی حقیر وجود ہوں؟") یہ برطانیہ میں پاپ میوزک کی مقبولیت کا دور تھا' جسے روایت پسند مسترد کر رہے تھے لیکن نئی نسل اس پر فدا تھی۔ وہ ہر وقت ریکارڈ پلیئر میں پاپ میوزک کا کیسٹ لگائے رقص کرتا نظر آتا اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رکھتا جب تک کہ اسے روک نہ دیا جاتا یا تھکن اس پر سوار نہ ہوتی۔ اس میں کچھ کر دکھانے کا جذبہ تھا اور اس کے لیے وہ جسمانی تھکن کی زیادہ پرواہ نہ کرتا تھا۔ ایک ایسے گھرانے میں' جہاں کوئی نظریہ اور فکر موجود نہ تھی اور جو اپنے روایتی کلچر سے دستبردار ہوچکا تھا' شوخ لڑکے کی حوصلہ افزائی کی جاتی---

اگلے سالوں میں جب اس نے کیمبرج میں داخلہ لیا' یہ شوخی کچھ اور اجاگر ہوگئی۔ وہ سور کا گوشت کھانے میں جھجک کا شکار نہ ہوتا جبکہ خاندان کی پہلی نسل کو اس میں تامل تھا۔ ۱۹۶۸ء میں وہ کیمبرج سے فارغ ہوا تو نائٹ کلبوں میں چرس اور دوسری منشیات سے شغل کرتا نظر آنے لگا۔ والد کے ساتھ آئے روز اس کی تلخی ہوتی' جو جلد غصے میں آ جانے والے آدمی تھے۔ سلمان بھی اس معاملے میں باپ سے پیچھے نہ تھا۔ زود رنجی اس کے اطوار پر غالب تھی۔ ۱۹۸۷ء میں جب انیس رشدی کا انتقال ہوا تو وہ اپنے بیٹے سے ناخوش تھے' جسے ان کی کوئی پرواہ نہ تھی اور جو ایک منہ زور حیوان کی طرح بے قابو تھا۔ ۱۹۶۸ء میں اس کے والدین کراچی منتقل ہوگئے۔ سلمان کی بہنیں جوان ہوگئی تھیں اور ان کی شادیوں کا مسئلہ والدین کو پریشان کر رہا تھا۔ وہ بمبئی واپس جانا نہیں چاہتے تھے' جہاں مسلمانوں کو بے پناہ مشکلات کا سامنا تھا اور جہاں بچیوں کے لیے رشتوں کی تلاش اور خوشگوار زندگی گزارنے کی راہ میں بے شمار رکاوٹیں حائل تھیں۔ بوڑھے ماں باپ اب لندن میں بھی رہنا نہیں چاہتے تھے۔ نکھٹو انیس رشدی کی دولت ختم ہو رہی تھی اور برطانیہ کی نئی نسل پیلے اور کالے رنگ کے لوگوں سے نفرت کرتی تھی۔ سلمان رشدی اپنے والدین کے ساتھ پاکستان نہیں آیا اور ایک سال لندن ہی میں رکا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ جدید ثقافت سے بیگانہ مذہبی معاشرے میں کیسے زندگی گزار سکے گا لیکن آخرکار اسے کراچی آنا پڑا کیونکہ لندن میں اسے کوئی ڈھنگ کا کام نہ مل سکا تھا۔

پاکستان میں' جہاں یحییٰ خاں اقتدار میں تھے' اس نے کسی اخبار میں نوکری تلاش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ناتجربہ کار اور ضرورت سے زیادہ انگریز تھا۔ آخرکار وہ ٹی وی میں ملازم ہوگیا لیکن اس کی تنخواہ بے حد کم تھی' جس میں پسندیدہ تفریحات کا بار نہیں اٹھایا جا سکتا تھا۔ ٹی وی میں اسے کچھ اور مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ سلمان کا کہنا ہے کہ اسے ٹی وی پروگراموں میں "سور" اور "حرامی" کے سے الفاظ استعمال کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اس کے اظہار کا اسلوب لندن میں پروان چڑھا تھا' جہاں کتابوں' فلموں اور اخباروں میں ایسے الفاظ کا استعمال زیادہ معیوب نہ سمجھا جاتا تھا اور تحریروں میں ندرت پیدا کرنے کے لیے ان کا سہارا لینا ایک فیشن بن گیا تھا' لہٰذا وہ ایک سال کے بعد لندن واپس چلا گیا۔ وہ ذہنی انتشار کا شکار تھا۔ بھارت اب اس کا وطن نہیں رہا تھا اور وہ پاکستان کو بھی وطن نہ بنا سکا۔ اب لندن ہی اس کی جائے پناہ ہوسکتی تھی' جہاں اسے تعصب کے شکار' گوری چمڑے والوں کے درمیان رہنا تھا۔ لندن میں اس نے تھیٹر اور اشتہاری اداروں میں کام ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ تھیٹر میں اس نے ایک آدھ چھوٹا موٹا کردار ادا کیا لیکن ہدایت کاروں کو اس کے اندر اداکاری کی صلاحیتیں نظر نہ آئیں۔ اس نے ایک اشتہاری ادارے میں کاپی رائٹر (اشتہار کا مضمون لکھنے والے) کے طور پر اپنا لوہا منوانا چاہا۔ وہ اشتہاروں کے لیے چونکا دینے والے لیکن منفی انداز کے جملے لکھتا۔

اشتہارات میں نادر خیالات پسند کیے جاتے ہیں لیکن رشدی کے لکھے جملوں میں ایک ٹیڑھ نظر آتی تھی لہٰذا یہ عام طور پر مسترد کر دیے جاتے۔ مثلاً کریم بسکٹ کے ایک اشتہار کے لیے اس نے شریر لیکن لذیذ (Naughty But Tasty) کا عنوان تجویز کیا۔ بسکٹ کمپنی کے منتظمین نے یہ سلوگن مسترد کر دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ اس میں فحاشی کا پہلو نکلتا ہے۔ بعد میں یہ سلوگن کسی اور کمپنی نے استعمال کیا تو رشدی نے دوستوں کو بتایا کہ وہ اس کا لکھا ہوا جملہ ہے' تاہم نقادوں کا کہنا ہے کہ یہ جملہ ایک امریکی مصنف نے پچھلی صدی کے آخر میں برتا تھا' شہرت پسند رشدی جس کا کریڈٹ لینے پر مصر تھا۔

سلمان رشدی کی ذاتی زندگی ذہنی انتشار اور لذت کوشی کے حصار میں تھی۔ اس نے کلیریسا لوارڈ نامی ایک خاتون سے مراسم قائم کیے۔ دو سالہ تعلقات کے بعد ۱۹۷۶ء میں وہ ایک اپارٹمنٹ میں اکٹھے رہنے لگے' تاہم انہوں نے شادی کرنے کے لیے مزید دو سال انتظار کیا۔ ۱۹۸۴ء میں جب رشدی کامیابی اور شہرت کے دور میں داخل ہوا تو اس نے کلیریسا سے علیحدگی اختیار کرلی' تاہم طلاق کا قانونی عمل مکمل کرنے کے لیے وہ دونوں مزید تین سال انتظار کرتے رہے۔ اس وقت ان کے اکلوتے بچے ظفر رشدی کی عمر ۹ سال تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمان رشدی کا پہلا ناول ۱۹۷۵ء میں "Grimus" کے عنوان سے چھپا تو اسے خریداروں اور نقادوں نے مسترد کر دیا' لیکن اس نے ہمت نہ ہاری۔ ۱۹۷۹ء میں اس کا دوسرا ناول طباعت کے لیے تیار تھا' جس پر اس نے کئی سال محنت کی تھی۔ یہ ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا۔ پاکستان' بھارت اور برطانیہ کے پس منظر میں لکھی گئی یہ کتاب "Shame" اس نسل سے بحث کرتی ہے' جنہیں ہجرت کرنا پڑی۔ وہ خاندان جو جمے جڑے نہ رہ سکے۔ رشدی نے پاکستان اور بھارت' دونوں کا مضحکہ اڑایا۔ اس کتاب میں اندرا گاندھی کا تذکرہ بھی تھا اور جیسا کہ رشدی کی خصوصیت ہے کہ وہ حال یا ماضی کے کسی کردار کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی توہین کیے بغیر نہیں رہ سکتا' اس نے اندرا گاندھی کی کردار کشی کی تھی۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی نے پبلشر اور مصنف کو ہرجانے کا نوٹس دے دیا۔ قانونی ماہرین نے ادارے کو بتایا کہ اندرا کا مقدمہ مضبوط ہے۔ چنانچہ انہوں نے کھلے عام معافی مانگی اور بھارتی وزیر اعظم کو ہرجانہ ادا کیا۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ہرجانے کی رقم کیا تھی۔ سلمان کی تیسری کتاب "Midnight Children" تھی۔ یہ پاکستان کی ثقافتی' سیاسی اور مذہبی فضا کے حوالے سے لکھا جانے والا ناول ہے۔ وہی تمسخر آمیز انداز۔ اس ناول پر اسلامی ثقافت کا مذاق اڑانے والے رشدی کو بکر ایوارڈ ملا' جو برطانیہ کا سب سے بڑا ادبی انعام سمجھا جاتا ہے۔ رشدی کو اس کے ساتھ ۱۰ ہزار پاؤنڈ کی رقم بھی ملی لیکن اس کتاب کی اشاعت کے بعد اس کی اصل کامیابی یہ تھی کہ اب پینگوئن والے اسے بلاتکلف چھاپنے پر آمادہ تھے۔ انہوں نے شیطانی ہفوات کے لیے اس سے معاہدہ کر لیا اور اسے ۸۵۰۰۰۰ پاؤنڈ (تقریباً ۳ کروڑ روپے) کی رقم ادا کی۔ اس عرصے میں ایک آسٹریلین ادیبہ روبین ڈیوڈسن سے مراسم استوار کرنے کے بعد اس سے علیحدگی اختیار کر چکا تھا۔ شہرت اور کامیابی کے میدان میں داخل ہوتے ہی اس نے اپنے اردگرد کے کئی لوگوں سے نجات حاصل کر لی' جو اس کے لیے ادبی اداروں سے رابطہ رکھتے تھے۔ جلد ہی اس نے امریکی ادیبہ میری اینی ڈکنز سے شادی کر لی۔ وہ اب بھی ایک مضطرب اور بے قرار آدمی تھا۔ ایک انٹرویو میں اس نے کہا "میرے اندر دو شخصیتیں کارفرما ہیں" اپنے ناول کے دو کرداروں کا حوالہ دیتے ہوئے اس نے کہا "ان میں سے ایک جبریل کی طرح ہے اور دوسری صلاح الدین چمچے کی طرح' میں سڑک پر چلتے ہوئے جب کسی شخص کو اپنی طرف آتے دیکھتا ہوں تو اپنی ایک شخصیت کو چھپا لیتا ہوں"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیطانی ہفوات

رشدی ایک عرصے سے اپنے اہل خاندان' دوستوں اور بالخصوص اپنی ماں کو بتا رہا تھا کہ وہ ایک اچھوتے موضوع پر لکھ رہا ہے۔ مغرب میں جہاں کسی چونکا دینے والے موضوع کے پس منظر میں سماجی مسائل پر لکھنے کا اسلوب مقبول ہوچکا ہے' یہ کوئی عجیب بات نہیں لیکن کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ ایک ایسے موضوع پر لکھے گا اور اس میں اتنی غیرذمہ داری اور سفاکانہ گندگی پر اتر آئے گا۔۔۔ اس کتاب کا عنوان ایک مضحکہ خیز روایت سے ماخوذ ہے۔ جب مکہ کے مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ بہتان تراشا کہ انہوں نے سورہ نجم کی بعض آیات حذف کر دی ہیں۔ مشرکین کی گھڑی ہوئی کہانی کے مطابق حضورؐ نے یہ کہتے ہوئے یہ آیات حذف کی تھیں کہ یہ الفاظ شیطان کی مداخلت کے سبب ان کی زبان سے نکل گئے تھے۔

بعض عیسائی مصنفین کا نظریہ یہ ہے کہ پیغمبر بھی دوسرے جیسے عام لوگ ہوتے ہیں اور وہ معصوم نہیں ہوتے۔ علماء کا کہنا ہے کہ لذت پرست معاشرے کے ادھورے دانشور بھدی زندگیوں کا جواز تلاش کرنے کے لیے یہ موقف اختیار کرتے ہیں۔ ایسی تحریریں ذہنی طور پر بیمار قارئین کی تسکین کا ذریعہ بھی بنتی ہیں۔

سلمان رشدی کی کتاب کے مرکزی کردار دو بھارتی اداکار ہیں' جو ۳۰ ہزار فٹ کی بلندی پر تباہ ہونے والے ایک جمبو جیٹ سے برطانوی ساحلوں پر گرتے ہیں تو انہیں نئی زندگی مل جاتی ہے۔ ان میں سے جبریل بھارتی فلموں میں دیوتاؤں کے کردار ادا کرتا رہا ہے جبکہ صلاح الدین چمچہ ایک ثانوی (ایکسٹرا) اداکار ہے۔ اپنی نئی زندگی میں انہیں نئی شخصیتیں عطا ہوتی ہیں۔ صلاح الدین شیطان کا روپ دھار لیتا ہے۔

کتاب میں جاہلیہ کے نام سے ایک فرضی شہر دکھایا گیا ہے۔ یہ شہر اپنی عمارتوں اور ماحول میں مکہ کی طرح ہے' جہاں ایک شخص پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔۔۔ کتاب میں اس کردار کا نام موہنڈ (Mahound) رکھا گیا ہے' قرون وسطیٰ کے اسلام کی مزاحمت کرنے والے تاریک مغرب میں یہ نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ نئی اور پرانی ڈکشنریوں میں بھی یہ لفظ اسی حوالے سے درج ہے۔ یہ لفظ جو جادوگر کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے' نیم خواندہ اور مشرک مغرب کی اس نفسیات کی عکاسی کرتا ہے' جو اسلام سے خوف کی پیداوار تھی۔ کتاب میں کئی جلیل القدر پیغمبروں کا تذکرہ بازاری زبان میں کیا گیا ہے' وہ مکہ کے اس عہد کی تصویر دکھاتی ہے جب حضور صلی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ماننے والوں کے طفیل حجاز' دنیا کو روشنی عطا کرنے والا مرکز بن گیا تھا' جہاں انسان اپنے خدا کی طرف لوٹ کر جہل' کبر' خودغرضی اور پستی سے نجات حاصل کر رہے تھے' لیکن رشدی کی کتاب میں ازواج مطہراتؓ اور اصحاب رسولؐ پاکبازی اور سلیم الفطرتی کے مظہر نہیں' حتیٰ کہ خود رسول خدا بھی نہیں۔ وہ انھیں عام انسانوں سے بھی زیادہ تاریک کرداروں میں پیش کرتا ہے۔ کتاب کا بھیانک ترین حصہ وہ ہے جس میں اس نے ۱۲ ایسی بازاری عورتوں کو دکھایا ہے' جو امہات المومنین کے نام رکھ لیتی ہیں تاکہ اپنے گھناؤنے اور گناہ آلودہ کاروبار کو فروغ دے سکیں۔ کتاب میں ہجرت بھی ایک موضوع ہے جو ہمیشہ مصنف کا ذہنی مسئلہ رہا ہے۔ وہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ ہجرت کرنے والے کردار' جیسا کہ وہ خود ہے یا بھارت سے پاکستان اور برطانیہ آنے والے دوسرے لوگ ایک عظیم المیئے کا شکار ہوتے ہیں اور ان کی شخصیتیں ٹوٹ پھوٹ جاتی ہیں' وہ انھیں بمبئی' کراچی اور لندن میں جڑوں کے بغیر ایسے اداس اور بے ربط انسانوں کے روپ میں دکھاتا ہے' جن کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں' جن کی روحیں اداسی سے بھری اور شخصیتیں مسخ ہوگئی ہیں اور یہ کہ ان کے دکھ درد کی کسی کو پرواہ نہیں۔

کتاب اپنے بین السطور کے پیغام کی حیثیت سے سیاسی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نے نسل پرستی کی مخالفت کی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی برصغیر سے تعلق رکھنے والے اس کے کردار اور افریقی کالے واقعی پستی کا شکار ہیں۔ کتاب کے آخری مناظر میں یہ کالے اور پیلے لوگ ایک نائٹ کلب میں رقص کرتے ہوئے اس وقت جل مرتے ہیں' جب عمارت کو آگ لگ جاتی ہے--- یہ اس کے تصورات کا جنم ہے۔

رشدی دوسری دنیا پر یقین نہیں رکھتا اور اسے اندازہ تھا کہ جب اس کی کتاب چھپ کر آئے گی تو اس پر احتجاج کیا جائے گا' لیکن اسے اس امر کا کوئی اندازہ نہ تھا کہ وسائل سے محروم' مشکلات اور غلبے کا شکار مسلمان ایسی حمیت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ حال ہی میں "آبزرور" لندن میں شائع ہونے والے ایک انٹرویو میں اس نے کہا "مجھے پتہ تھا کہ قرون وسطیٰ کے تاریک زمانوں کا اسلام' جسے مسجدوں سے باہر لانے کی کوشش کی جا رہی ہے' مجھے پسند نہ کرے گا لیکن مجھے اندازہ نہ تھا کہ اس کتاب پر اتنا ردعمل ہوگا۔ اگر آپ میری طرح اس بات پر اعتقاد نہیں رکھتے کہ کوئی بلند و برتر وجود فرشتے کو پیغام (وحی) کے ساتھ بھیجتا ہے تو لوگ آپ کو تکلیف دینے پر تل جاتے ہیں"۔

اہم بات یہ ہے کہ صرف شاعر اور کہانیاں کہنے والے ہی رشدی کی کتاب کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثبت کردار ہیں۔ خود اپنے بارے میں وہ کہتا ہے "خدا نے میرے اندر خلا پیدا کر دیا ہے اور میں مذہب کی ان ہدایات سے یہ خلا پر نہیں کر سکتا جو حتمی نوعیت رکھتی ہیں۔ میں یہ خلا لٹریچر سے پر کرتا ہوں۔ میں لٹریچر سے اتنی ہی محبت کرتا ہوں جتنا کہ میری کتاب جلانے والے اسلام سے۔ ادب ہی میں' میں انسانی معاشرے اور روح کے بلند ترین اور پست ترین مقامات تلاش کرتا ہوں۔ میں ادب میں نہ صرف مکمل صداقت بلکہ انسانی روح کی کہانی کی سچائی بھی ڈھونڈتا ہوں--- لہٰذا ایک اعتبار سے یہ عقاید کا تصادم ہے' جس طرح میری کہانی کا کردار سلیمان موہند (محمدؐ) سے متصادم ہے"۔

سلمان رشدی کے خیال میں اس کی کتاب بے ہودہ یا فحش نہیں۔ "میں نے ایک عظیم مذہب کی تخلیق کی انسانی تعبیر پیش کرنے کی کوشش کی ہے"۔ مسلمانوں کی طرف سے احتجاج کے جواب میں اس کا موقف یہ ہے کہ "یہ کتاب مذہب کے بارے میں نہیں بلکہ یہ ہجرت' اس کے مصائب اور اس سے جنم لینے والی تبدیلیوں کے بارے میں ہے"۔ میں نے برصغیر سے برطانیہ آنے والے مہاجروں کے نقطہ نظر سے اس کا جائزہ لیا۔ یہ (ہجرت) دنیا کی سب سے پرانی اذیت ہے"۔ اسے شکوہ ہے کہ جن لوگوں کے لیے اس نے کتاب لکھی' انھیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ پانچ سال مہاجروں کی ثقافت کو زبان دینے کی کوششوں کے بعد' کہ میں خود بھی ان میں سے ایک ہوں' اپنی کتاب کو جلتے ہوئے دیکھ رہا ہوں' جن لوگوں کے بارے میں' میں نے یہ کتاب لکھی ہے' وہ اسے نہیں پڑھتے' حالانکہ اس کے صفحات پر ان کے لیے کچھ مسرت اور ان کے وجود کا بہت کچھ اعتراف ہے"۔

ایک دوسرے انٹرویو میں اس نے کہا:

"میری کتاب میں ایسے کردار ہیں جو محبت' موت اور خدا کے ساتھ یا اس کے بغیر مکمل انسان بننے کی کوشش کر رہے ہیں اور (کتاب کے) باہر کی دنیا میں غیر انسانی قوتیں برسر احتجاج ہیں۔ آج کے بھارت میں (جہاں سب سے پہلے اس کی کتاب پر پابندی لگی) ایک لکیر کھینچ دی گئی ہے' جیسا کہ میری کتاب کا ایک کردار کہتا ہے مذہب لادینیت سے اور تاریکی روشنی سے برسر جنگ ہے۔ اب جبکہ یہ جنگ برطانیہ تک پھیل گئی ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ اسے حماقت سے ہار نہیں دیا جائے گا۔ یہ انتخاب کا وقت ہے' ہمیں طے کر لینا چاہیے کہ ہم کس کے ساتھ ہیں"۔

انسانیت' روشن خیالی اور رواداری کے علمبردار مصنف کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ اس کی کتاب سے انڈونیشیا سے لے کر امریکہ تک کروڑوں مسلمانوں کو اذیت پہنچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اسے معلوم ہے کہ پبلشر کو فی منٹ ۵۰ احتجاجی ٹیلی فون کالیں اور روزانہ ہزاروں ٹیلی گرام مل رہے ہیں لیکن وہ اس کا حوالہ نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ صرف چند انتہا پسند اور تقلید پرست مسلمان اس کے خلاف ہیں۔ وہ مکہ کو ایک قحبہ خانہ بنا کر پیش کرتا ہے اور اس پر ہرگز شرمندہ نہیں' اس نے پیغمبروں اور ان کے تربیت کردہ کرداروں کی توہین کی ہے لیکن وہ ان لوگوں کو قصوروار قرار دیتا ہے' جنھوں نے برطانیہ اور بھارت میں اس کے جواب میں پرامن اور باوقار مظاہرے کیے اور جن کا مطالبہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ یہ کتاب مارکیٹ سے واپس لی جائے اور جن لوگوں کی دل آزاری کی گئی ہے' ان سے معذرت طلب کی جائے۔ وہ مسلمانوں سے اہل مغرب کے سے رویے کا مطالبہ کرتا ہے' جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ناروا افعال منسوب کرنے پر بڑبڑانے کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ اس کی تمام تر قوت متخیلہ اور ذہانت اسے یہ بات سمجھانے میں ناکام رہتی ہے کہ مسلمان دوسروں سے مختلف ہیں اور وہ خواہ کتنے ہی بے عمل کیوں نہ ہو جائیں' اپنے عقاید اور محترم شخصیتوں کی توہین گوارا نہیں کر سکتے۔ برطانوی ارکان پارلیمنٹ سے جو ملک کی مسلمان آبادی کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے ایک نیا قانون بنانے کی تیاریاں کر رہے ہیں' وہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تاریکی کی قوتوں کے سامنے نہ جھکیں--- اس کا رویہ یہ ہے کہ تمام تر شائستہ احتجاج کے باوجود وہ کتاب کی فروخت بڑھانے کے لیے امریکہ جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ جب امام خمینی نے اس کے قتل کا فتویٰ جاری کیا تب اس نے کہا "واقعی اب معاملے کو سنجیدگی سے لینا پڑے گا"۔

پینگوئن کا رویہ

پینگوئن کے ادارتی مشیر' بھارتی صحافی' رکن پارلیمنٹ اور دانشور خوشونت سنگھ کے اس مشورے کے باوجود کہ کتاب شائع نہ کی جائے' پینگوئن نے اس کی اشاعت کیوں ضروری سمجھی؟--- خوشونت سنگھ نے کہا تھا کہ اگر مصنف کے خیال میں بھارتی مسلمان اس کتاب کو ٹھنڈے دل سے برداشت کر لیں گے تو وہ ان کے مزاج سے آشنا نہیں لیکن غالبًا یہ مغرب کے اہل سیاست و دانش کا مسئلہ نہیں۔ ان کے نزدیک فرد کی آزادی کا مفہوم کچھ اور ہے۔ جیسا کہ احتجاجاً کتاب جلانے کے واقعہ کے بعد برطانیہ کے وزیر تعلیم مسٹر کیتھ بیکر نے ۳۰ جنوری ۱۹۸۹ء کے "ٹائمز" لندن میں لکھا کہ مسلمان سنسر کے بغیر سنسر لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا دلچسپ استدلال یہ ہے کہ اگرچہ برطانوی قانون' ذہنی غلاظت پیدا کرنے والا فحش مواد شائع کرنے کی اجازت نہیں دیتا لیکن لوگوں کو آزادی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ جو چاہیں' لکھیں۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ اس کتاب سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کردار کو انصاف سے پیش نہیں کیا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت مسیح کے بارے میں اس انداز کی باتیں لکھی جاتی ہیں تو انہیں بھی سخت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک سچے عیسائی ہیں مگر اس کے باوجود وہ سنسر کے حق میں نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو کتاب جلانے کی بجائے مصنف کے خلاف قرآن سے دلائل پیش کرنے چاہئیں کیونکہ اس طرح تو الٹا مصنف کو فائدہ پہنچ رہا ہے' جس کی کتاب زیادہ بکنے لگی ہے۔ مسٹر بیکر کا کہنا ہے کہ برطانیہ میں حضرت مسیح کے خلاف مواد کی اشاعت روکنے کا قانون موجود ہے لیکن اب یہ بیکار ہوچکا ہے کیونکہ اسے کبھی برتا ہی نہیں گیا۔

مسٹر بیکر کا استدلال ہندوستان کے آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی یاد دلاتا ہے' جو جدید برطانیہ کے ہیروز میں شامل ہیں۔ وہ بہترین قوت فیصلہ اور انگریزی شان و شکوہ کے ساتھ برطانوی شائستگی کی ایک علامت سمجھے جاتے تھے۔ ان کی خوبصورت بیوی کئی سال نہرو سے معاشقہ کرتی رہیں' ماؤنٹ بیٹن کو یہ سب کچھ معلوم تھا لیکن وہ نہرو اور اپنی بیوی کی راہ میں مزاحم نہ ہوئے --- مزاحمت کیا معنیٰ' نہرو کے ساتھ ان کے مراسم حد درجہ خوشگوار تھے ---- مسٹر بیکر شاید یہ بات کبھی نہیں سمجھ سکتے کہ ایسی صورت حال میں ایک مسلمان کی حمیت کیا نتیجہ پیدا کر سکتی ہے۔ ان کے خیال میں جو چیز بدذوقی کی علامت ہے' اسے بھارتی پارلیمنٹ کے رکن شہاب الدین ذہنی آلودگی پھیلانے کی ایک دانستہ کوشش قرار دیتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ فضائی آلودگی کی طرح اس آلودگی سے بچنے کی بھی کوشش کی جانی چاہیے۔ لیکن برطانوی اخبارات کے ادبی نقاد مسٹر شہاب الدین کی بجائے کیتھ بیکر کے ہم خیال ہیں۔ یہ نقاد تسلیم کرتے ہیں کہ رشدی کی کتاب ذہنی غلاظت کی آئینہ دار ہے' وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ رشدی نے زیادہ رائلٹی اور زیادہ شہرت کے لالچ میں برطانیہ کے ان مسلمانوں کا دل دکھایا ہے جو ہمیشہ قانون کی پابندی کرتے ہیں اور جو اخلاقی اعتبار سے دوسروں سے بہت بہتر ہیں' لیکن وہ اس سوال کا کوئی جواب نہیں دیتے کہ ایسے شخص کو کوئی سزا ملنی چاہیے یا نہیں۔

سلمان رشدی کو وائٹ بریڈ ۳۶۰۰۰ ڈالر کا انعام یونہی نہیں ملا' یہ اسے مسلمانانِ عالم کے سینے میں چھرا گھونپنے کا صلہ دیا گیا ہے"۔ (ہفت روزہ "ندا" لاہور' ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ترقی پسند صحافی اور ناول نگار سلمان رشدی کے گستاخ قلم کی جھلکیاں" کے عنوان سے مسعود ابدالی لکھتے ہیں:

"مشہور ترقی پسند صحافی اور مصنف سلمان رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" (Satanic Verses) کے خلاف امریکی مسلمانوں کا احتجاج برابر جاری ہے۔ اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ کے سیکرٹری جنرل ظہیرالدین کے مطابق کتاب کے طابع اور ناشر وا ئیکنگ (Viking) کو اڑھائی لاکھ سے زیادہ خطوط روانہ کیے جا چکے ہیں۔ ٹیلیفون پر احتجاج کا سلسلہ بھی برابر جاری ہے اور کئی ہفتوں سے کمپنی کا ٹیلی فون ایکسچینج بار بار جام ہو جاتا ہے۔ تاہم چند ہفتے پہلے اس کتاب کا کینیڈین ایڈیشن تقسیم عام کے لیے جاری کر دیا گیا۔ امریکی ایڈیشن زیر طبع ہے اور خیال ہے کہ فروری کے آخر میں یہ کتاب امریکہ میں تقسیم کر دی جائے گی۔

اس مہم کا سب سے افسوناک پہلو یہ ہے کہ برطانیہ اور امریکہ کے علاوہ دنیا کے ایک بڑے حصے میں مسلم عوام بالکل بے خبر ہیں۔ ایک طرف مسلمانوں کی جانب سے عوامی سطح پر خاموشی ہے تو دوسری طرف ساری دنیا' خصوصاً اسلامی ملکوں میں ترقی پسندوں نے سلمان رشدی کے حق میں زبردست تحریک چلا رکھی ہے۔ ہندوستان کی انجمن ترقی پسند مصنفین نے وزیر اعظم راجیو گاندھی کی جانب سے کتاب پر پابندی کے حکم کو عدالت میں چیلنج کرنے کی دھمکی دی ہے۔ خفیہ طریقوں سے کتاب کے ہزاروں نسخے ہندوستان کے مختلف شہروں میں تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ لندن میں مشہور کمیونسٹ رہنما طارق علی اور دوسرے ترقی پسند رہنماؤں نے سلمان رشدی کے خلاف "کردار کشی" کی تحریک کی سختی سے مذمت کی ہے۔

برطانیہ اور امریکہ کے مسلمانوں نے اس کتاب کے خلاف زبردست مہم چلا رکھی ہے۔ نیویارک میں اسلامک سرکل کے ہیڈکوارٹرز سے اس تحریک کو کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ تمام چھوٹی بڑی مساجد کے ائمہ جمعہ کے خطبات میں اس مسئلے کو اٹھا رہے ہیں۔ تحریک کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس شیطانی کتاب نے سارے امریکہ کے مسلمانوں کو متحد کر دیا ہے۔ شیعہ' سنی' دیوبندی' بریلوی' تمام کے تمام مکتبہ فکر کے لوگ مل جل کر اس سمت میں کام کر رہے ہیں۔ دوسری طرف غیرت مند مسلمانوں نے مسٹر رشدی کو قتل کی دھمکی دی ہے۔ تاریخ کے ایک ماہر ہونے کی بنیاد پر انہیں شدھی تحریک کے شردھانند کا حشر معلوم ہے' لہٰذا وہ اپنے گھر کے اندر بزعم خود "ضمیر کے قیدی" بن کر رہ گئے ہیں۔ لندن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پولیس نے ان کی حفاظت کے لیے ایک پورا دستہ ان کے گھر تعینات کر رکھا ہے اور خودکار ہتھیاروں سے مسلح سپاہی ان کے گھر پہرہ دیتے رہتے ہیں۔

کتاب کے ناشر وا ئیکنگ پبلی کیشنز نے بے حد ہٹ دھرمی کا رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس کے سربراہ کا کہنا ہے کہ یہ کتاب کسی بھی مذہب کے حق میں یا خلاف نہیں' بلکہ محض ایک ناول ہے اور دوسرے تمام ناولوں کی طرح اس کے سارے کے سارے کردار فرضی ہیں۔ خود مسٹر رشدی کا کہنا ہے کہ "مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اور مسلمان کی حیثیت سے میں کس طرح اسلام کے خلاف کام کر سکتا ہوں؟" مسٹر رشدی نے الزام لگایا ہے کہ "مودودی جماعت" کے ملا ان کے ترقی پسندانہ نظریات کو پسند نہیں کرتے اور ساری تحریک انہی انتہا پسندوں کی چلائی ہوئی ہے۔ مسٹر رشدی لندن کے ترقی پسند حلقوں میں بے حد مقبول ہیں اور مغربی پریس انہیں ایک مستند صحافی کے طور پر ٹی وی پر پیش کرتا رہتا ہے۔ صدر ضیاء کے انتقال پر مغربی ٹی وی پر سب سے لمبا تبصرہ انہیں کا تھا۔ موصوف نے صدر ضیاء مرحوم کو اس صدی کی سب سے قابل نفرت شخصیت قرار دیا۔ نومبر کے انتخابات میں پاکستانی ترقی پسندوں کی کامیابی پر انہوں نے گہری مسرت کا اظہار کیا' لیکن اس دوران انہیں اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے' لہٰذا انہوں نے صرف اخباری بیان جاری کرنے اور لندن میں پیپلز پارٹی کے رہنما نسیم احمد کے نام مبارکباد کا پیغام بھیجنے پر اکتفا کیا۔

آج ہم ان کی کتاب شیطانی آیات کے کچھ حصوں کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ اس کا ترجمہ کرتے ہوئے کیسی ذہنی اذیت ہو رہی ہے' اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس کا ترجمہ یہاں پیش کرنے کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ قارئین "تکبیر" کو اندازہ ہو کہ "مہذب" مغرب اسلام کے خالق کیسی نیچی حرکتوں پر اتر آیا ہے۔

"ابراہیم اس وادی میں حاجرہ اور اپنے بچے اسمٰعیل کے ساتھ آیا۔ اس بے آب و گیاہ وادی میں اس نے اسے (حاجرہ) چھوڑ دیا۔ حاجرہ نے پوچھا کیا یہ اللہ کی مرضی ہے؟ ہاں اس نے جواب دیا اور وہ حرامزادہ واپس چلا گیا"۔ (صفحہ ۹۵)

"پانی ڈھونے والا خالد' سلمان' جیسے نامانوس سے نام والا ایرانی گنگلا اور اس غلیظ مثلث کی تکمیل کے لیے غلام بلال بھی وہاں موجود تھا۔ اس بھارے سے کالے دیو کو موہاؤنڈ (Mohound) نے آزاد کیا تھا"۔ (صفحہ ۱۰۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"موھاؤنڈ کے تین حواری زم زم کے کنویں پر نہا دھو رہے تھے۔ وضو ہر وقت وضو' پاؤں گھٹنوں سے اوپر' ہاتھ' کہنیوں سے نیچے' سر گردن تک' گردن کا مسح' انگلیوں کا خلال' گیلا سر' چھینٹے اڑاتے' پانی بہاتے' نہاتے دھوتے' اور نماز پڑھتے یہ کیسے مضحکہ خیز لگتے ہیں"۔ (صفحہ ۳۶۳)

"یثرب کے نخلستان میں نئے مذہب اسلام کے ماننے والے اپنے گھروں سے نکالے ہوئے تھے' لہٰذا بہت غریب تھے۔ وہ کئی سالوں تک ڈکیتی اور لوٹ مار پر گزر بسر کرتے رہے۔ موھاؤنڈ کے لیے انہیں روکنے کا وقت نہ تھا۔ سلمان نے بلال سے کہا کہ نتائج حاصل کرنے کے لیے ضمیر کی آواز پر کان مت دھرو"۔ (صفحہ ۳۶۳)

"یہ مومنین لاقانونیت کی زندگی بسر کر رہے تھے مگر ان دنوں موھاؤنڈ یا سید الملائیک جبرئیل بلکہ اللہ کو ضابطوں کا خبط ہوگیا تھا۔ جبرئیل رسول کے پاس آتے اور ضابطوں کی لڑی چھوڑ دیتے' حتیٰ کہ مومنین کو بھی مزید وحی کی تاب نہ رہی۔ سلمان نے بتایا کہ ہر چیز کے لیے ضابطہ ہے۔ اگر ایک آدمی کی ریح خارج ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا رخ ہوا کی طرف کر لے۔ آب دست کے لیے کون ہاتھ استعمال ہونا چاہیے"۔ (صفحہ ۳۶۴)

"سید الملائیک جبرئیل نے بتایا کہ مردہ کو کس طرح دفن کیا جائے؟ اور کس طرح میراث تقسیم ہو۔ ایرانی سلمان فکر میں پڑ گیا کہ اللہ کی جانب سے (تقسیم کا) یہ انداز تو تاجروں جیسا ہے"۔ (صفحہ ۳۶۴)

"سلمان نے کہا کہ فرشتہ ہمیشہ بروقت وحی لے کر آتا ہے۔ جب ہی مومنین موھاؤنڈ کی رائے سے اختلاف کرتے ہیں خواہ وہ خلائی سفر (معراج) سے متعلق ہو یا جنہم کے بارے میں اسی لمحے فرشتے ایک جواب لے کر حاضر ہوتا ہے اور یہ وحی ہمیشہ موھاؤنڈ کی رائے کے حق میں ہوتی ہے"۔ (صفحہ ۳۶۴)

"خواتین کے معاملے اور شیطانی آیات نے سلمان کو موھاؤنڈ سے بالکل الگ کر دیا۔ سنو میں جھوٹ نہیں بولتا۔ اپنی بیوی کے انتقال کے بعد موھاؤنڈ فرشتہ نہیں رہا تھا۔ تم میرا مطلب سمجھے؟ سلمان نے نشے میں چور لہجے میں کہا۔ لیکن یثرب میں برابر کی چوٹ رہی۔ وہاں کی عورتوں نے صرف ایک سال میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی آدھی داڑھی سفید کر دی"۔ (صفحہ ۳۶۶)

"جیسے ہی جاہلیہ میں یہ خبر عام ہوئی کہ باپردہ طوائفوں نے موھاؤنڈ کی زوجیت اختیار کر لی ہے' شہر کے مردوں کے جذبات اپنے عروج کو پہنچ گئے۔ پندرہ سالہ طوائف عائشہ اپنے گاہکوں میں سب سے زیادہ مقبول تھی اور موھاؤنڈ کو بھی پیاری تھی"۔

"سب سے بوڑھی اور موٹی طوائف کا نام سودہ تھا۔ جاہلیہ کے مردوں میں اس کے گاہکوں کی کمی نہ تھی۔ یہ لوگ اس کے پاس مادرانہ شفقت اور جمال کی وجہ سے آتے تھے (سودہ) اپنے گاہکوں کو بتاتی کہ موھاؤنڈ نے اس سے اور عائشہ سے ایک ہی دن شادی کی تھی' جبکہ عائشہ اس وقت چھوٹی سی بچی تھی"۔

"طوائف حفصہ اپنے نام کی طرح مزاج کی بہت تیز تھی۔۔۔ ان طوائفوں کی جتھہ بندی اور قحبہ خانے کی جوڑ توڑ یثرب کے سیاسی اسٹیج سے چھپی نہ رہی۔ مثال کے طور پر عائشی اور حفصہ نے دو خودسر و مغرور طوائفوں کے خلاف مشترکہ محاذ بنا لیا۔ یہ دونوں دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی کے لیے مشہور تھیں اور ان کا انداز بے حد آمرانہ تھا۔ ایک تو مخذولی قبیلے کی ام سلمہ اور سب سے شاطر رملہ جو موھاؤنڈ کی نام نہاد گیارہویں بیوی تھی' ابوسمبل اور ہند کی بیٹی"۔

"اس کے علاوہ زینب بنت جحش اور جویریہ' جو جنگ میں پکڑی گئی تھیں' یہودنیں ریحانہ اور صفیہ اور میمونہ۔ ان طوائفوں میں سب سے زیادہ جاذب نظر اور حسین و جمیل ماریہ قبطیہ تھی۔ اسے سارے گر آتے تھے۔ ہم سر عائشہ کو یہ ترکیبیں سکھانے سے انکار کر دیا تھا۔ ان طوائفوں میں سب سے مختلف زینب بنت خدیمہ تھی۔ موھاؤنڈ کی یہ بیوی حال ہی میں انتقال کر گئی"۔ (صفحہ ۳۸۲)

نعوذ باللہ۔ ثم نعوذ باللہ۔ کیا غلاظت کی یہ ٹوکری کسی بھی اعتبار سے ناول معلوم ہوتی ہے۔ کیا یہ سارے کردار فرضی ہیں؟ مسٹر رشدی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس میں کہیں بھی حضور اکرمؐ کا نام نہیں لیا گیا' لیکن لفظ موھاؤنڈ کی بھی ایک تاریخی اہمیت ہے۔ جہاں یہ لفظ مسٹر رشدی کے لیے پردے کا سبب بنا ہے' وہیں اس سے قدیم اورینٹل تحریک کی یاد بھی تازہ ہوگئی ہے۔ یورپ کے اورینٹل مصنفین حضور اکرمؐ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھیوں کے لیے موھاؤنڈ کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ اس میں لفظ "مو" محمد کا مخفف ہے' جبکہ ھاؤنڈ جرمن کتے کی ایک نسل کا نام ہے۔ گویا صحابہ کرامؓ کو "محمدؐ کے کتے" کا خطاب دیا گیا۔

چاند کا تھوکا اپنے ہی منہ کی طرف واپس ہوتا ہے' لہٰذا ان حرکتوں سے حضور اکرمؐ اور ان کے ساتھیوں کی توہین تو خیر کیا ہوتی' مغرب کا اپنا ہی چہرہ داغدار ہوا اور آج اسلام خود ان کے قلعوں میں انہیں شکست دے رہا ہے۔ امریکہ کے ہر شہر میں دل و دماغ فتح ہو رہے ہیں۔ رشدی کی کتاب کے خلاف تحریک کا آغاز بھی لندن اور امریکہ سے ہوا اور امریکی و یورپی مسلمانوں کی کوششوں سے پاکستان' ہندوستان' ایران' خلیج کی ریاستوں نے کتاب پر پابندی لگا دی۔ تحریک کے سربراہ اور اسلامک سرکل کے سیکرٹری جنرل ظہیرالدین نے اکثر اسلامی ملکوں کی کارکردگی کو انتہائی مایوس کن قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اسلامی ملکوں میں وا ئیکنگ پبلی کیشنز اور اس کے مشہور زمانہ پینگوئن کو بلیک لسٹ کر دیا جائے۔ اس ادارے کی کسی بھی کتاب کو اسلامی دنیا میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ ایک اندازے کے مطابق پینگوئن ہر سال مجموعی طور پر پندرہ لاکھ ڈالر مالیت کی کتابیں اسلامی دنیا کو فروخت کرتی ہے' لہٰذا یہ پابندی اس ادارے کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دے گی۔ اسلامی کانفرنس کے سیکرٹری جنرل شریف الدین پیرزادہ نے بھی ایسی ہی تجویز پیش کی ہے' لیکن آج تک کسی بھی اسلامی ملک نے اس سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اسلامک سرکل نے اسلامی حکومتوں پر دباؤ ڈالنے اور ملک کے اندر تحریک چلانے کے لیے پاکستان' ترکی' انڈونیشیا اور مصر کی مذہبی و سیاسی تنظیموں اور طلبہ انجمنوں سے تعاون کی درخواست کی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ تنظیمیں اس سلسلے میں کیا اقدام اٹھاتی ہیں؟" (ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' ۹ر فروری ۱۹۸۹ء)

دنیا میں بڑے بڑے شیطان گزرے ہیں' رسوائے زمانہ سلمان رشدی نے مال دنیا کے بدلے اپنا سب کچھ غیر مسلموں کے ہاتھوں فروخت کر کے اپنا نام بھی شیاطین کی فہرست میں داخل کرا لیا ہے۔ اس نے اپنی چوتھی اور تازہ ترین کتاب شیطانک ورسز (Satanic Verses) کے ۵۴۷ میں سے ۸۰ صفحات میں محسن انسانیت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم' جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام' نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور صحابہ کرام خصوصاً حضرت سلمان فارسی اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اسلام کے بارے میں دریدہ دہنی کی ہے۔ یہ کتاب کیا ہے؟ گندگی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلاظت کی پوٹ ہے، جس نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات عشق و محبت میں آگ لگا دی ہے۔

یہ کتاب ستمبر ۸۸ء میں برطانیہ کے ایک ادارے "پینگوئن گروپ" اور "وا لیکنگ پینگوئن" نے شائع کی۔ جونہی مسلمانان برطانیہ کو پتا چلا، انہوں نے اس کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔ برطانیہ کے شہروں، بریڈ فورڈ، بوسٹن، یوتھن، برمنگھم، لنکاشائر اور ہائی و یکمب وغیرہ میں مظاہرے کیے اور اس کتاب کو نذر آتش کیا۔ لندن کے ہائیڈ پارک سے بیس ہزار سے زاید افراد نے جلوس نکالا۔ موسلادھار بارش اور سخت سردی کے باوجود ساڑھے چار میل کا فاصلہ طے کر کے کتاب کے پبلشر کو احتجاجی یادداشت پیش کی۔

ہندوستانی مسلمانوں کے پرزور احتجاج کی بنا پر حکومت ہند نے اس کتاب پر فوری پابندی عاید کر دی تھی، لیکن ہندوستانی مسلمانوں نے اپنے جذبات کے اظہار اور عالم اسلام کے ساتھ ہم آہنگی کے لیے مظاہروں کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۲۴ فروری ۸۹ء کو بمبئی میں ایک جلوس نکالا گیا جس پر پولیس نے فائرنگ کر دی اور دیکھتے ہی دیکھتے پندرہ سے زیادہ مسلمان خون میں نہا گئے اور اپنے آقا و مولا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر قربان ہو گئے۔ (گل محمد فیضی: ماہنامہ "ضیائے حرم" بھیرہ، شمارہ مئی ۱۹۸۹ء، ص ۳۴)

مقبوضہ کشمیر کی اسمبلی میں شیطانی کتاب کے مسئلے میں ہنگامہ ہوا۔ سری نگر کے مسلمانوں نے زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا اور پولیس کے تشدد کے سبب ایک مسلمان شہید ہوا اور سینکڑوں زخمی ہو گئے۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء)

ہالینڈ کے دارالحکومت ڈین ہیگ میں ۳ مارچ ۸۹ء کو علماء کی قیادت میں چھ ہزار افراد نے مظاہرہ کیا، اسی رات اسلامک اکیڈمی، ڈین ہیگ میں علماء اہلسنت نے ایک اعلامیہ جاری کیا، جس پر مولانا بدرالقادری، مولانا سید سعادت علی قادری، مولانا افتخار علی چشتی وغیرہم گیارہ علماء نے دستخط کیے اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ:

> "بلاشبہ یہ کتاب اسلام کے خلاف ہی ایک خفیہ سازش نہیں ہے بلکہ تمام ادیان ہی کی توہین ہے، حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، جن کا احترام ہر آسمانی مذہب کا جزو ہے، ان کی بھی توہین کی گئی ہے۔
>
> لہٰذا شریعت اسلامیہ کے مطابق مصنف مرتد، واجب القتل ہے۔ ہر ملک میں اس کتاب کی اشاعت، امن و امان کے لیے نقصان دہ ہے۔ ہم حکومت ہالینڈ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کی درآمد پر پابندی لگائے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک میں اس کتاب کی اشاعت و فروخت پر پابندی لگائے"۔ (مولانا بدر القادری: ماہنامہ "فیض الرسول" براؤں شریف' انڈیا' مئی ۱۹۸۹ء' ص ۲۷)

۴ر مارچ کو آسٹرڈیم' ہالینڈ میں بھی مظاہرہ کیا گیا اور ایکشن کمیٹی بنائی گئی' جس نے ہالینڈ کی حکومت کے ذمہ دار افراد سے رابطہ کر کے اس کتاب پر پابندی لگوانے کی کوشش کی۔ ورلڈ اسلامک مشن کے نمائندوں نے ہالینڈ کورٹ میں اس کتاب کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔

ڈنمارک کے صدر مقام کوپن ہیگن میں دو ہزار مسلمانوں نے پارلیمنٹ کے باہر مظاہرہ کیا۔ فرانس کے ایک ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے رشدی کے خلاف مظاہرہ کیا اور فرانسیسی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ رسوائے زمانہ کتاب کا ترجمہ کرنے سے باز رہے۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء)

مصر کے شیخ الازہر جناب جاد الحق علی جاد الحق نے کہا کہ شیطانی کتاب دروغ گوئی اور قیاس آرائی کا مجموعہ ہے۔ انہوں نے برطانیہ کی تمام اسلامی تنظیموں سے کہا کہ وہ اس شیطانی کتاب کی تقسیم رکوانے کے لیے قانونی اقدامات کریں۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء)

ایرانیوں نے تہران میں برطانوی سفارت خانے کا گھیراؤ کیا اور برطانیہ اور امریکہ میں کتاب کی اشاعت کے خلاف مظاہرہ کیا۔

جناب احمد دیدات (ڈربن' جنوبی افریقہ) عالم اسلام کے مشہور مبلغ اور مناظر ہیں۔ انہوں نے ہفت روزہ "تکبیر" کراچی کے ایڈیٹر سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں ہلکی پھلکی ضربوں کا قائل نہیں ہوں۔ انگریزی محاورے کے مطابق ٹیبل ٹرن کرنے پر یقین رکھتا ہوں' جسے آپ اردو میں "بازی الٹ دینا" کہتے ہیں۔ رشدی نے غلاظت پھیلائی ہے' آپ اپنے ہاتھ گندے کیے بغیر اس کو صاف نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رشدی کی کتاب کے کچھ اقتباسات کا انتخاب کیا ہے اور مغرب کے دانشوروں سے کہا ہے کہ لو! ذرا Best of Rushdi پر نظر ڈالو اور تم اسے ہضم کر کے دکھاؤ۔ اگر تم اسے ہضم کر لیتے ہو تو تم سے زیادہ بے غیرت اور بے شرم دنیا میں کوئی نہیں اور اگر تم سے یہ "لذیذ مواد" ہضم نہیں ہوتا تو رشدی تمہارے حوالے' ہمارا اس مردود سے کوئی واسطہ نہیں۔ ان اقتباسات کا اشارے اور کنائے کی زبان میں خلاصہ یہ ہے:

"شیطانی کتاب میں صفحہ ۸۰ پر امریکیوں کے لیے کہا گیا ہے کہ یہ سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے والے ہیں--- صفحہ ۸۵ پر ماں کے ساتھ منہ کالا کرنے والا اپنا لطف و سرور بیان کرتا ہے--- صفحہ ۱۴۲ پر ماں کے ساتھ جنسی تعلق کے خواب بیان کیے ہیں--- صفحہ ۱۰۹ پر بہن کی گالی دی گئی ہے۔ لندن کے انگریزوں کو ۲۹ مقامات پر حرامی (Basters) کہا گیا ہے۔ ملکہ برطانیہ الزبتھ کے ساتھ اپنی جنسی ملاقات کا خواب بیان کیا گیا ہے۔ وزیر اعظم تھیچر کی پالیسیوں کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ تو (Policies ______) ہیں۔ یہاں نقاط کی جگہ انگریزی کا چار حرفی بے ہودہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اپنی بیوی کو' جو کسی باقاعدہ شادی کے بغیر رشدی کے ساتھ رہی' کتیا (Bitch) کہا گیا اور مزے لے لے کر بتایا گیا کہ میں تو پانچ پانچ بار اس کتیا کو استعمال کرتا ہوں۔ ایک اور انگریز عورت میکی راک کے بارے میں بتایا ہے کہ میں تو ہفتے میں ۵۲ مرتبہ اسے استعمال کرتا ہوں۔ اس نے راما اور سیتا کے بارے میں بھی اسی بے ہودگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ وہ سفید فام عورت کو ماں' بہن' ملکہ اوز داشتہ کی صورت میں خوب ذلیل کرتا ہے اور جگہ جگہ انگریزی زبان کا چار حرفی لفظ استعمال کرتا ہے"۔ (ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' شمارہ ۲۱' ستمبر ۱۹۸۹ء)

احمد دیدات نے رشدی کے اخلاق باختگی کے نمونے دکھانے کے بعد کہا:

"رشدی کی تحریروں کو ادب عالیہ قرار دینے والے ہمیں بتائیں کہ کیا ایسی کتابیں کسی شریف آدمی کی کتابوں والی الماری میں رکھی جا سکتی ہیں؟ یا انہیں کوئی ہاتھ میں تھامنا بھی گوارہ کر سکتا ہے؟ میرے نزدیک تو یہ شخص جنسی جنون کا نفسیاتی مریض ہے۔

اب میں اہل مغرب کو دعوت دوں گا کہ لو رشدی کو پڑھو' خوب پڑھو۔ دیکھو یہ تمہاری ملکہ کے ساتھ کیا کر رہا ہے؟ تمہاری وزیر اعظم کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے؟ اپنی ماؤں اور بہنوں کے ساتھ اس کی' لطف اندوزی کے مناظر دیکھو۔ اسے سفید فام عورت اور سفید فام قوموں کے وطن کے لیے انگریزی زبان کا چار حرفی لفظ استعمال کرتے ہوئے کیسی مسرت حاصل ہو رہی ہے۔ وہ برطانیہ' امریکہ' فرانس اور دوسرے مغربی ملکوں کو کس نظر سے دیکھتا ہے؟ چھ کالوں کے ہاتھوں ایک سفید عورت اذیتیں دے دے کر ماری جاتی ہے تو اسے کیسی خوشی محسوس ہوتی ہے؟ (ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' شمارہ ۲۱' ستمبر ۱۹۸۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں شک نہیں کہ یہ مغربی دانشوروں کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ ہے' لیکن غیرت اور شرم و حیا ایسی چیزیں تو ان کی لغت ہی سے خارج ہو چکی ہیں' وہ تو اسلام دشمنی میں اندھے اور باؤلے ہو چکے ہیں۔ ان کا علاج تو صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ مسلم ممالک مشترکہ طور پر دباؤ ڈالیں اور مفادات کو خاطر میں لائے بغیر کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ ۱۳ مارچ ۱۹۸۹ء کو اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ کا اجلاس ریاض میں بلایا گیا تھا' جس میں شیطانی کتاب کے مسئلہ پر بھی غور کرنا تھا۔ معلوم نہیں اس کا نتیجہ کیا رہا؟

جناب احمد دیدات نے صحیح کہا ہے کہ یہ کتاب کسی شریف آدمی کی الماری میں رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ اس کی تائید روزنامہ "جنگ" کی اس خبر سے بھی ہوتی ہے:

> "پوپ جان پال نے ہدایت کی ہے کہ شیطانی آیات نامی کتاب ویٹکن سٹی کی سرکاری لائبریری میں نہ رکھی جائے۔ پاپائے روم نے خود بھی یہ کتاب پڑھی تھی اور اس پر منفی ردعمل ظاہر کیا تھا۔ بعد میں انہوں نے حکم دیا کہ یہ کتاب کسی صورت میں ویٹکن کے کتب خانے میں نہ پہنچنے پائے"۔ (روزنامہ "جنگ" راولپنڈی' ۱۳ فروری ۱۹۸۹ء)

۱۹۲۶ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ایک بین الاقوامی اقتصادی' سماجی اور ثقافتی معاہدہ طے کیا تھا۔ شیطانی کتاب کا مصنف اور اس کی سرپرست حکومتیں اس معاہدے کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھیرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

اس معاہدے کی ۲۰ ویں دفعہ کی دوسری شق میں کہا گیا ہے کہ:

> "اس معاہدے کی رو سے قومی' نسلی یا مذہبی تنفر کی شدید ممانعت ہے کیونکہ یہ دشمنی' تعصب' فتنہ و فساد یا امتیازی طرز سلوک کی بنیاد بنتا ہے"۔
> (ماہنامہ "وحدت اسلامی" اسلام آباد' شمارہ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ' ص ۱۵)

پھر قابل غور بات یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام تو تمام ادیان و مذاہب میں مقدس اور محترم ہستی ہیں' جبکہ اس ناپاک کتاب میں ان کی بھی برملا توہین کی گئی ہے۔ کیا اس کے باوجود امریکہ اور برطانیہ کے دانشوروں کے لیے یہ کتاب اور اس کا مصنف پسندیدہ اور لائق حمایت ہے؟

پاکستان کے غیور مسلمانوں کا مظاہرہ

پاکستان میں سب سے پہلے مولانا کوثر نیازی نے روزنامہ "جنگ" میں کالم لکھا'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں اس کتاب کے مندرجات کی مذمت کی گئی۔ پھر کیا تھا' پورے ملک کے خطباء نے اپنے خطبوں میں اس کی مذمت کی اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ نہ صرف اس کتاب پر پابندی لگائی جائے بلکہ بین الاقوامی سطح پر کوشش کر کے اس کی اشاعت بھی رکوائی جائے۔ بعد میں بھی مولانا کوثر نیازی تحریک تحفظ ناموس رسالت کی مسلسل سرپرستی کرتے رہے اور اخبارات میں مقالات لکھتے رہے۔

۱۲ فروری ۱۹۸۹ء کو امریکن سنٹر' اسلام آباد کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کا پروگرام ترتیب دیا گیا' جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے شرکت کی۔ اسلام آباد' راولپنڈی ایکشن کمیٹی برائے تحفظ ناموس رسالت کا شائع کردہ اشتہار ہمارے سامنے ہے جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ نواب زادہ نصراللہ خان ایم این اے جلوس کی قیادت کریں گے۔ اس اشتہار کا عنوان ہے:

سلمان رشدی کی رسوائے زمانہ کتاب میں
شان رسولؐ میں شرمناک گستاخیاں

اسلام آباد راولپنڈی کے مسلمان' نیویارک میں کتاب کی اشاعت رکوانے کے لیے جلوس نکالیں گے۔ یہ آپ کے جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان ہے۔

دوسرا اشتہار بزم ارشاد جامعہ رضویہ' ضیاء العلوم' راولپنڈی کی طرف سے ہے۔ جامعہ کے ناظم اعلیٰ مولانا سید حسین الدین شاہ مدظلہ اس تحریک میں دوسرے علماء کے شانہ بشانہ شریک رہے اور قیادت کرتے رہے۔ اشتہار کا عنوان یہ تھا:

بدنام زمانہ ملعون راجپال کی معنوی اولاد نے
غلامان رسولؐ کی غیرت کو للکارا ہے

غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس : مورخہ ۱۲ فروری' بروز اتوار' ساڑھے بارہ بجے دن' بزم ارشاد جامعہ رضویہ' ضیاء العلوم کے زیر اہتمام جامعہ رضویہ ضیاء العلوم ڈی بلاک سٹیلائٹ ٹاؤن' راولپنڈی سے علماء و مشائخ کی زیر قیادت درود و سلام اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت کی گونج میں کمرشل سنٹر' چاندنی چوک' فیض آباد' زیرو پوائنٹ' آب پارہ' مسجد قطب شہید اور لال مسجد سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہوا امریکن سنٹر جا کر پرامن مظاہرہ کے ذریعے اپنے جذبات کا اظہار کرے گا۔

اس مظاہرے کا مقصد، حکومت پاکستان اور اسلامی ممالک پر زور دینا تھا کہ وہ اس کتاب کے ناشر ادارہ پینگوئن کی تمام مطبوعات کا بائیکاٹ کریں، اپنے ممالک میں داخلے پر پابندی لگائیں اور سفارتی سطح پر برطانیہ اور امریکہ پر زور دیں کہ اس کتاب پر پابندی لگائی جائے کیونکہ برطانیہ کے بعد یہ ناپاک کتاب امریکہ سے شائع کی جا رہی تھی اور اعلان کیا جا رہا تھا کہ کئی زبانوں میں اس کے تراجم شائع کیے جائیں گے۔

پروگرام کے مطابق سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گل ہائے عقیدت و محبت پیش کرتا ہوا پرامن جلوس جونہی امریکن سنٹر کے قریب پہنچا، وفاقی پولیس نے آنسو گیس کے شیل پھینکنا شروع کر دیے اور گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ شرکاء جلوس نے بھی پتھراؤ کیا اور ساڑھے تین گھنٹے تک یہ علاقہ میدان جنگ کا منظر پیش کرتا رہا۔ جلوس کے قائدین مولانا کوثر نیازی، نواب زادہ نصراللہ خاں، مولانا فضل الرحمٰن شدید زخمی ہوئے۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی کو رضاکاروں نے اپنے گھیرے میں لے لیا اور روزنامہ "ڈان" کے دفتر میں لے گئے، جہاں انہیں آنکھیں صاف کرنے کے لیے پانی میں بھگو کر رومال پیش کیا گیا۔ آدھ گھنٹے کے بعد جا کر ان کی طبیعت بحال ہوئی۔

اخباری اطلاعات کے مطابق پانچ عاشقان رسول موقع پر شہید ہوگئے اور ایک سو افراد زخمی ہوئے۔ ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے جان کا نذرانہ پیش کرنے والوں میں جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، راولپنڈی کا ہونہار طالب علم بارہ سالہ نوید عالم شہید بھی تھا۔

روزنامہ "مرکز" اسلام آباد کے مطابق:

> "بارہ سالہ لڑکے نوید عالم سمیت تین افراد امریکن سنٹر کی دیواریں عبور کر کے اندر داخل ہوئے اور چھت پر چڑھ گئے اور تین بج کر ۲۶ منٹ پر امریکی پرچم پھاڑ کر اتار دیا۔ نوید عالم سمیت تینوں نوجوان چھت سے اتر رہے تھے تو پولیس نے تین بج کر ستائیس منٹ پر گولی چلا دی۔ پولیس کی گولیوں کا پہلا نشانہ بارہ سالہ نوید عالم بنا۔ گولی نوید عالم کے سینے کے آرپار ہوگئی، وہ زمین پر گر گیا"۔ (روزنامہ "مرکز" اسلام آباد، ۱۳ فروری ۱۹۸۹ء)

اس سانحہ میں کل سات مجاہدین شہید ہوئے، جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱ - نوجوان طالب علم ظفر اقبال فرزند مرزا سلطان محمد پرنسپل قندیل انسٹی ٹیوٹ پنڈی

۲ - جواں سال طالب علم حافظ نوید عالم فرزند مظفر خان ساکن ایبٹ آباد

۳ - جواں سال طالب علم نور الہدیٰ فرزند محمد شعیب سواتی

۴ - جواں سال طالب علم محمد شاہد فرزند محمد یونس سکنہ راولپنڈی

۵ - شیر دل نوجوان حق نواز فرزند عظیم اللہ ساکن مانسہرہ

۶ - جاں نثار نوجوان محمد ارشد فرزند محمد صادق ساکن اٹک

۷ - جاں باز نوجوان محمد فاروق فرزند عبداللہ خان ساکن راولپنڈی

ان کے علاوہ بے شمار جاں نثاران مصطفیٰ اس فائرنگ سے زخمی اور مضروب

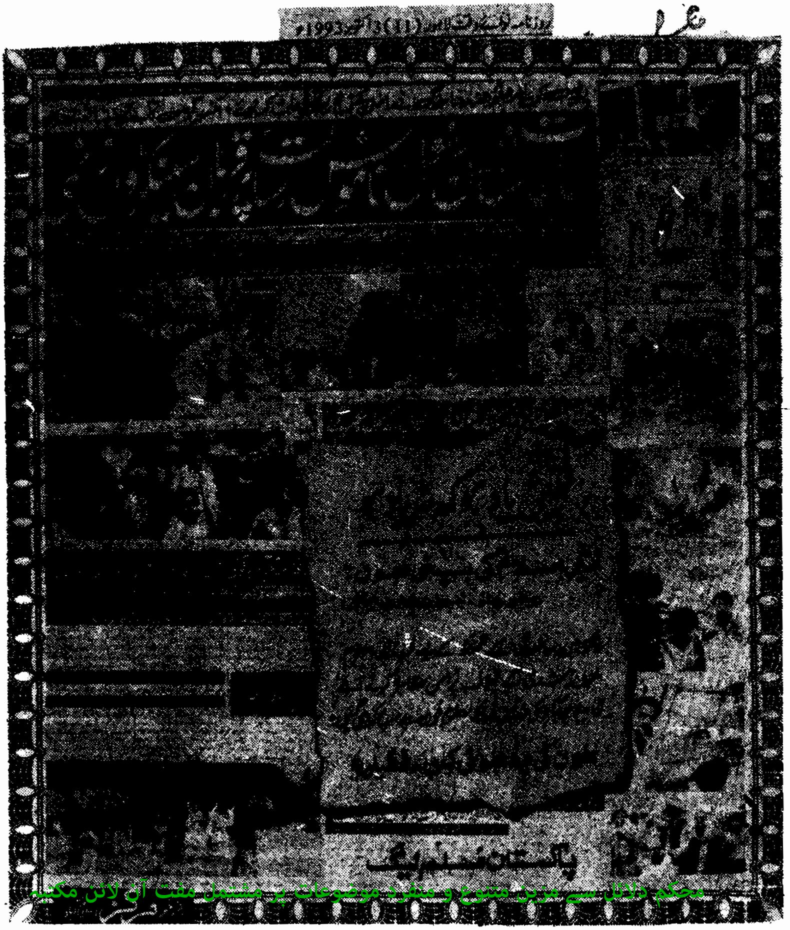

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔

اس سانحہ فاجعہ نے تمام عالم اسلام کو ہلا کر رکھ دیا اور پورے ملک میں پولیس کی اس وحشیانہ کارروائی کی شدید مذمت کی گئی۔

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی نے لاہور ہائی کورٹ کے جج کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا:

"تحریک پاکستان سے اب تک ایسا ظلم و تشدد نہیں دیکھا جو پولیس نے ۱۲ فروری ۱۹۸۹ء کو اسلام آباد میں کیا۔ ہمارے کوئی سیاسی مقاصد نہیں تھے۔ حکومت خود بھی ہمارے مقصد کی حمایت کر چکی تھی۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ سلمان رشدی اور اس کی کتاب کے خلاف احتجاجی مراسلہ امریکی سنٹر میں پیش کیا جائے"۔ ("نوائے وقت" لاہور' ۲۳ فروری ۱۹۸۹ء)

اس تحریک کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ تمام مکاتب فکر کے علماء ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے۔ اس سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے کامل یقین کے بعد اتحاد کی واحد بنیاد دامن مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء سے مخلصانہ وابستگی ہے۔ اس کے بغیر ہماری پراگندگی بڑھتی ہی جائے گی۔

۱۳ فروری کو انجمن مدارس عربیہ نے مسلم مسجد لاہور سے ایک احتجاجی جلوس نکالا۔ ۲۳ فروری کو شیطانی کتاب کے خلاف گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں مکمل ہڑتال ہوئی۔ ("نوائے وقت" لاہور' ۲۳ فروری ۱۹۸۹ء) احتجاج کی یہ تفصیلات بہت معمولی ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ پورے ملک میں بلکہ دنیا کے ہر اس خطے میں احتجاج کیا گیا جہاں مسلمان آباد ہیں۔

آزاد کشمیر کی کابینہ نے اس کتاب پر پابندی لگا دی۔ (روزنامہ "جنگ" راولپنڈی' ۱۹ فروری ۱۹۸۹ء) اس کے علاوہ جن ممالک نے پابندی لگائی ہے' ان میں بھارت' پاکستان' مصر' ایران' سعودی عرب' کویت' ملائیشیا' سری لنکا' جنوبی افریقہ کے علاوہ کئی اور ممالک شامل ہیں۔ بقول مولانا کوثر نیازی دنیا کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ تمام فضائی کمپنیوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ شیطان رشدی کسی طیارے سے سفر نہیں کر سکتا۔ (گل محمد فیضی: ماہنامہ "ضیائے حرم" شمارہ مئی ۱۹۸۹ء)

گزشتہ سطور میں بیان کردہ تفصیلات سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اس ناپاک کتاب نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو کس ناقابل برداشت کرب میں مبتلا کر رکھا ہے اور ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ عاشقان رسول نے کس طرح غم و غصہ کا اظہار کیا ہے' لیکن ایک طبقہ اسے دل کی بھڑاس نکالنے کے ساتھ جگ ہنسائی کا باعث بھی قرار دیتا ہے۔ اس طبقے کے نزدیک مسئلے کا بہترین حل یہ ہے:

"یاد رکھیے! اس قسم کی بیہودہ شیطانی بکواس کا بہترین جواب موجودہ حالت میں یہی ہے کہ خاموش رہا جائے' لیکن ایسے موقعوں پر خاموش رہنا بھی سیکھنا پڑتا ہے۔ خدا کرے کہ موقع محل کی تمیز اور جہاں خاموشی بہتر ہو' وہاں اپنے جذبات پر قابو رکھنے اور خاموش رہنے کی عادت یہ دونوں چیزیں سیکھنے کی ضرورت کا ہمیں خاطر خواہ احساس ہو جائے"۔ (خلیل الرحمٰن سجاوندی: ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک' شمارہ جون ۱۹۸۹ء)

اب انہیں کون سمجھائے؟ کہ جب چوٹ بہت ہی سخت ہو تو برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔ ایک مومن سب کچھ برداشت کر سکتا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب' رسولوں کے امام' گنہگاروں کے شفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اور صحابہ کرام کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا' ورنہ اسے سمجھ لینا چاہیے کہ میرا ایمان ہی درست نہیں ہے۔

مولانا کوثر نیازی نے ایک بیان میں کہا:

"اپنی ماں عائشہ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کیسے معاف کر دیں؟"
(روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی' شمارہ ۱۴ فروری ۱۹۸۹ء)

پی ڈی پی کے رہنما ڈاکٹر امیر احمد نے اپنے انٹرویو میں ایک سوال کے جواب میں کہا:

"ایک بدبخت انسان کی شر انگیزی پر پاکستان کے عوام کا ردعمل بالکل فطری اور ایمانی تقاضوں کے عین مطابق تھا جسے حزب اختلاف کی کارستانی قرار دینا دراصل پاکستان کے کروڑوں غیرت مند مسلمانوں کے منہ پر تھپڑ مارنے کے مترادف ہے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی' شمارہ ۲۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

صاحبزادہ یعقوب خان

وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے کہا ہے کہ "لندن اور واشنگٹن میں مقیم سفیروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان ممالک کی حکومتوں کو ملعون رشدی کی دل آزار کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اشاعت کے خلاف ہمارے جذبات سے آگاہ کریں کہ شیطانی کتاب کی اشاعت سے ہمارے دل بری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سفیروں کو یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ان ممالک کی حکومتوں پر زور دیں کہ وہ فوری طور پر مارکیٹ سے یہ کتاب واپس لے لیں اور اس کی مزید اشاعت اور فروخت پر فی الفور پابندی لگائیں"۔ (روزنامہ "مرکز" اسلام آباد' ۱۲؍ فروری ۸۹ء)

سینٹ کی قرارداد

سینٹ نے آج متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی' جس میں سلمان رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" میں حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ سلم)' ازواج مطہراتؓ اور صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ایوان یہ مطالبہ کرتا ہے کہ کتاب کے پبلشر پینگوئن کو سزا دی جائے اور جب تک وہ اس کتاب کی تمام جلدیں واپس نہیں لے لیتا اور عالم اسلام سے معافی نہیں طلب کرتا' حکومت پاکستان کو ادارے کی دوسری تمام کتابوں کے ملک میں داخلے پر پابندی عاید کر دینی چاہیے۔

(روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی' ۱۴ فروری ۱۹۸۹ء)

شیطانی کتاب اور برطانوی عدالت

"سلمان رشدی کی کتاب کے خلاف دائر کردہ مسلمانوں کی درخواست کو لندن کی ایک عدالت نے مسترد کر دیا۔ اس درخواست میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ رشدی کی کتاب "شیطانی خرافات" پر پابندی لگا دی جائے اور برطانوی قانون کا اطلاق اسلام پر بھی کیا جائے' جس میں عیسائیت کے خلاف کفر بکنے پر مصنف پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ برٹش مسلم فرنٹ کی طرف سے مسلمان بیرسٹروں کے ایک پینل نے یہ درخواست عدالت میں پیش کی تھی۔ اس میں ان وکلاء نے یہ دلیل دی تھی کہ اس کتاب میں مصنف نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے اور مسلمان قوم کا منہ چڑانے کی کوشش کی ہے اور اہانت آمیز اور ملحدانہ نظریات پیش کیے ہیں' جنہیں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ عدالت نے درخواست کو مسترد کر دیا اور کہا کہ یہ آزادی تحریر و تقریر کے حق کے منافی ہے۔ وکلاء نے بعد ازاں ایک بیان میں کہا کہ وہ اب عدالت عالیہ سے رجوع کریں گے اور جلد ہی نگرانی کی درخواست پیش کر دی جائے گی"۔ ("نوائے وقت" لاہور' ۱۵ مارچ ۸۹ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملعون رشدی کی کتاب بیچنے والے ہلاک

"امریکہ میں نیویارک کے ایک روزنامہ کے دفتر اور کیلی فورنیا میں کئی دکانوں پر' جہاں شیطان رشدی کی نجس کتاب فروخت ہو رہی تھی' نامعلوم افراد نے بموں کے زبردست حملے کیے۔ نیویارک میں جس اخبار کے دفتر پر حملے کیے گئے' اس نے شیطان رشدی کی حمایت اور اس کے خلاف مسلمانوں کے جذبات کی مذمت میں ایک اداریہ لکھا تھا۔ وائس آف امریکہ کے مطابق اخبار کے دفتر اور دکانوں پر حملے آتش گیر بموں سے کیے گئے۔ دھماکوں اور آتش زدگی کی وجہ سے دفتر اور دکانوں کو زبردست نقصان پہنچا اور نجس کتاب سمیت بہت سی کتابیں خاکستر ہو گئیں۔ امریکی صدر جارج بش نے ان حملوں پر برہمی کا اظہار کیا اور ان حملوں کے ذمہ دار افراد کے خلاف بڑے سخت الفاظ استعمال کیے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت امریکہ' حملوں کے ذمہ دار افراد کو تلاش کر کے ان پر مقدمہ چلائے گی اور ان کو سخت سے سخت سزا دلوائے گی"۔ ("مرکز" اسلام آباد' ۱۲ مارچ ۱۹۸۹ء)

"انڈیا ٹوڈے"

"انڈیا ٹوڈے" نے ستمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کا جو خلاصہ بیان کیا ہے' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ انتہائی گستاخانہ' مکروہ اور شیطانی جسارت ہے۔

"انڈیا ٹوڈے" کے تبصرہ نگار مدھو جین نے جو تفصیلات بیان کی ہیں' ان کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ آغاز اسلام سے لے کر آج تک کوئی شیطان صفت' پیغمبر اسلامؐ اور ازواج مطہرات کی شان میں اتنی دریدہ دہنی اور اہانت کا مرتکب نہ ہوا تھا' اور کسی غیر مسلم کو بھی اسلام اور قرآن مجید کے بارے میں ایسی مکروہ ہرزہ سرائی کی جسارت نہ ہوئی تھی۔

اس کی تائید سردار خشونت سنگھ نے بھی کی ہے' جو اس شیطان ناول کو چھاپنے والے ادارہ "پینگوئن" کے ادارتی مشیر ہیں۔ انہوں نے اس ناول کو پڑھنے کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا: "میں نے مسودہ کو کافی باریک بینی سے پڑھا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس کی اشاعت کافی الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا کرے گی۔ اس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کے بارے میں متعدد مقامات پر توہین آمیز باتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہی گئی ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) محمری جعلساز کے روپ میں لکھا گیا ہے"۔

سلمان رشدی' باڈی گارڈ' جنوبی افریقہ

سلمان رشدی کی تازہ کتاب "شیطانک ورسز" کے خلاف جنوبی افریقہ اور برطانیہ میں احتجاج کی لہر شدت اختیار کر گئی ہے' جس کے باعث اپنی جان کی حفاظت کے لیے سلمان رشدی کو ہمہ وقتی باڈی گارڈ کی خدمات حاصل کرنا پڑ گئی ہیں۔ جنوبی افریقہ کے مسلمانوں کا کہنا ہے کہ اگر سلمان رشدی نے جنوبی افریقہ کی سرزمین پر قدم رکھا تو وہ جہاد کریں گے' جس کے باعث سلمان رشدی نے اپنا جنوبی افریقہ کا دورہ منسوخ کر دیا۔

"شیطانی کتاب اور تحریک تحفظ ناموس رسالتؐ" کے عنوان سے مولانا کوثر نیازی اپنے کالم "مشاہدات و تاثرات" میں رقم طراز ہیں:

"رشدی کی شیطانی کتاب کے خلاف عالم اسلام میں جو طوفان اٹھا ہے' بعض لوگ سمجھتے ہوں گے وہ ایک وقتی ہیجان تھا۔ اب اس میں وہ زور باقی نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں کمی کے بجائے اور تیزی آ رہی ہے اور اس کی لہریں مشرق سے لے کر مغرب تک کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب اس میں رشدی اور اس کے دوسرے تمام بھائی بند خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گے۔

چین ایک کمیونسٹ ملک ہے اور کمیونزم کی مذہب دشمنی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں لیکن تحریک تحفظ ناموس رسالت کی سرگرمیوں سے وہ بھی خالی نہیں رہا۔ پچھلے سال وہاں "جنسی عادات" کے نام سے ایک ناپاک کتاب شائع ہوئی تھی' جس میں آنحضورؐ کی ذات اقدس پر چھینٹے اڑانے کی کوشش کی گئی تھی۔ شیطانی کتاب کے خلاف چلنے والی عالمی تحریک کے زیر اثر چینی مسلمانوں نے اس کے خلاف زبردست جلوس نکالے۔ میں اس احتجاج کو شیطانی کتاب کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کا نتیجہ اس لیے قرار دیتا ہوں کہ "جنسی عادات" نامی کتاب مارچ ۸۸ء میں شائع ہوئی تھی مگر اس کے خلاف مظاہرے اسلام آباد میں رشدی کے خلاف نکلنے والے جلوس کے بعد شروع ہوئے۔ پیکنگ میں مظاہرہ ۱۲ مئی کو ہوا' جس میں دس ہزار مسلمانوں نے شرکت کی۔ ان میں طلبہ اور طالبات بھی شامل تھے' جو اپنے آقا و مولاؐ کی شان میں گستاخی کے خلاف شعلہ جوالہ بنے ہوئے تھے۔ ہمیں حکومت چین کا ممنون ہونا چاہیے' جس نے مسلمانوں کے اس جلوس پر نہ تو فائرنگ کی' نہ لاٹھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جارح، یہ کردار تو پاکستانی حکومت کے شایان شان ہے جو پیغمبر اسلامؐ کی جوتیوں کے طفیل اقتدار پر فائز ہے یا پھر برطانیہ کی نام نہاد جمہوری حکومت کے سزاوار، جس نے لندن میں شیطانی کتاب کے خلاف نکالے جانے والے جلوس کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ چینی حکومت نے اس کے بجائے فوری طور پر کتاب کو خلاف قانون قرار دیتے ہوئے ان تمام بک سٹالوں سے یہ کتاب اٹھا لی، جو اسے فروخت کر رہے تھے۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا، پیکنگ کے مشہور و معروف "لینزو سنٹرل سکوائر" میں کتاب کے نوے ہزار نسخوں کو برسرعام جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ کتابوں کی یہ تلفی ہزاروں مسلمانوں اور دوسرے شہریوں کی موجودگی میں ہوئی، جن میں وہ لوگ بھی شامل تھے، جو چین میں جمہوری نظام رائج کرنے کے علمبردار تھے۔ ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ کتاب پر لگائی جانے والی پابندی اور بعد میں برسرعام اس کا اتلاف آزادی اظہار رائے اور جمہوری قدروں کے منافی ہے۔

شیطانی کتاب کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کے مثبت نتائج کا یہ ایک منظر ہے۔ دوسرا منظر برطانیہ میں پیش ہوا۔ یہ بھی ملاحظہ فرما لیجیے۔

۲۷ر مئی کو لندن کے پارلیمنٹ سکوائر میں برطانیہ کے باشندوں نے عجب نظارہ دیکھا۔ برطانیہ کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے تقریباً ایک لاکھ مسلمان یہاں ناموس مصطفیٰؐ پر، رشدی مردود کے ناپاک حملوں کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ ان میں وہ بڑے بوڑھے بھی شامل تھے، جو اپنے اپنے ملکوں سے ترک سکونت کر کے برطانوی شہریت اختیار کر چکے تھے۔ وہ نوجوان بھی تھے، جن کی پیدائش ہی برطانیہ کی کفر زا فضاؤں میں ہوئی تھی مگر ان کی رگوں میں حضورؐ کی عزت و ناموس پر بہنے کے لیے بے تاب خون رواں دواں تھا۔ ان میں مختلف مکاتب فکر کے وہ علمائے کرام بھی تھے، جو یوں تو فرقہ وارانہ مسئلوں پر ایک دوسرے سے الجھتے رہتے ہیں لیکن آج وہ سب ایک دوسرے کے شانے سے شانہ ملا کر اتحاد اسلامی کی خوبصورت مثال بنے ہوئے تھے۔ اجتماع کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ وسیع و عریض سکوائر میں تل دھرنے کی جگہ باقی نہ رہی تھی۔ برطانوی پولیس کو منتظمین سے درخواست کرنی پڑی کہ وہ وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ پہلے اپنا مارچ شروع کر دیں۔ اگلے دن برطانوی پریس نے اس مظاہرہ کو نمایاں طور پر اپنے کالموں میں جگہ دی بلکہ بعض نے تو کئی پہلوؤں سے اسے بے نظیر قرار دیا۔

۱۷ جون کو (مشہور برطانوی جریدہ "اکانومسٹ" کی اطلاع کے مطابق) بریڈفورڈ کے مسلمانوں نے پھر ایک شاندار مظاہرہ ترتیب دیا۔ اس میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے دوسرے انصاف پسند افراد بھی شامل تھے۔ برطانوی پولیس نے جو ڈنڈے بازی میں پاکستانی پولیس کی استاد ہے' اس موقع پر پچاس سے زاید مسلم نوجوانوں کو گرفتار کر لیا۔ ان پر الزام تھا کہ وہ تشدد پر اتر آئے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ حکومت پاکستان کی فرض شناس انتظامیہ کی طرح ان پر گولیاں چلانے سے پھر بھی احتراز کیا گیا۔

۱۹ جون کو مسلمانان برطانیہ نے ایک قانونی معرکہ جیتا۔ برطانیہ کے قانون میں مذہب دشمنی اور بے حرمتی اور توہین کا مقدمہ صرف مسیحی مذہب کے سلسلے میں چلایا جا سکتا ہے مگر لندن کے ہائیکورٹ نے فیصلہ دیا کہ رشدی کے خلاف بھی مقدمہ چلایا جا سکتا ہے' حالانکہ ہوم سیکرٹری اور اس کے بعض رفقائے کار اس نظریہ کے حامی ہیں کہ سرے سے اس قانون ہی کو اڑا دیا جائے' کجا کہ اسلام اور دوسرے آسمانی مذاہب کو بھی تحفظ فراہم کیا جائے۔

ادھر برطانیہ میں مرتد رشدی کا عالم یہ ہے کہ وہ ایک فلیٹ میں چھپا ہوا زرد پتے کی طرح لرز رہا ہے۔ برطانیہ کے مشہور اخبار "میل" کی رپورٹ کے مطابق اس کے اعصاب کی حالت یہ ہے کہ اس کے گھر کے باہر ایک ٹیکسی کا ٹائر پھٹا تو رشدی ڈر کے مارے بے ہوش ہو گیا۔ اس نے سمجھا موت کا فرشتہ آ پہنچا ہے اور ابھی کوئی عاشق رسول اس کے کمرے میں داخل ہو کر اسے واصل بہ جہنم کرنے والا ہے۔

اور یہ بھی رشدی کی شیطانی کتاب کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کا ایک توسیعی پہلو ہے کہ آج سری نگر اور کشمیر کے دوسرے شہر اور قصبے' سرکار دو عالمؐ کے موئے مبارک کی چوری پر فریاد و فغاں میں ڈوب گئے ہیں۔ مادہ پرست اور نام نہاد دانشور طبقے کو شاید اس مسئلے کی اہمیت کا اندازہ نہ ہو' اس لیے نامناسب نہ ہو گا اگر اس باب میں بھی کچھ معروضات پیش کر دی جائیں۔

امام المرسلین' خاتم النبین حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات سے اہل ایمان کو جو والہانہ تعلق رہا ہے' وہ صرف اس گئے گزرے دور ہی کا حصہ نہیں' آنحضورؐ کے زمانہ سعادت میں بھی صحابہ کرامؓ آپؐ سے عشق و شیفتگی کا تعلق رکھتے تھے۔ آپؐ ناخن ترشواتے تو صحابہ کرامؓ زمین پر گرنے سے پہلے اپنے دامن میں انہیں سمیٹ لیتے کہ بطور تبرک انہیں محفوظ کر لیں۔ آپؐ وضو کرتے تو استعمال شدہ پانی کو زمین پر نہ گرنے دیتے' اسے چلو بنا کر ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر چہرے پر مل لیتے۔ بال بنواتے تو کٹی ہوئی زلفیں عاشقان رسول سنبھال کر رکھ لیتے کہ ان سے دارین کی برکتیں حاصل کی جائیں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا نہیں کہ آنحضورؐ اس پر خفا ہوں۔ آپ سے بہتر کون جانتا تھا کہ یہ عشق کے مظاہر ہیں بلکہ کبھی کبھی تو آپؐ خود صحابہ کرامؓ میں یہ سوغاتیں تقسیم کرتے۔ مستند ترین روایات سے ثابت ہے کہ آپؐ ان کے ذوق و شوق کی تسکین کے لیے بعض اوقات خود بھی اس کے اسباب مہیا فرما دیتے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آخری حج کے موقع پر قربانی دینے کے بعد نائی آیا۔ آپؐ نے اس کی طرف داہنی کنپٹی کی۔ جب اس کے بال اتر چکے تو آپؐ نے حضرت ابو طلحہؓ کو بلایا اور وہ بال ان کے حوالے کر دیے۔ اس کے بعد بائیں کنپٹی کے بال اترے۔ وہ بھی آپؐ نے حضرت ابو طلحہؓ کے سپرد کر دیے اور فرمایا کہ انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔

ظاہر ہے کہ حسب فرمان یہ موئے مبارک صحابہ کرامؓ میں تقسیم ہوئے ہوں گے اور آپؐ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ جہاں جہاں پہنچے ہوں گے (اور تاریخ بتاتی ہے کہ وہ کہاں کہاں نہیں پہنچے) وہاں وہاں موئے مبارک بھی ضرور پہنچے ہوں گے اور ان کی حفاظت کے لیے کس طرح جان کی بازی لگا دی جاتی تھی۔ اس کا اظہار اس واقعہ سے ہوتا ہے' جو مشہور سیرت نگار قاضی عیاضؒ نے قلمبند کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کفار سے لڑتے ہوئے حضرت خالدؓ کی ٹوپی گر پڑی۔ اس پر انہوں نے اس زور سے حملہ کیا کہ کفار کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ جنگ ختم ہونے کے بعد جب اس زوردار حملہ کی بات ہوئی تو حضرت خالدؓ نے کہا:

> "اس کا سبب یہ نہ تھا کہ میں اپنی کلاہ کو بچانا چاہتا تھا' اصل بات یہ تھی کہ اس کلاہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ موئے مبارک رکھے تھے اور میں نہیں چاہتا تھا کہ یہ مقدس بال کفار کے ہاتھ لگ جائیں"۔

کشمیر میں جن موئے مبارک کی چوری پر احتجاج کا طوفان برپا ہے' یہ شاہجہان کے زمانے میں آپؐ کے روضہ اقدس کا ایک مجاور ہندوستان میں لے کر آیا۔ اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے عہد میں انہیں پہلے عام زیارت کے لیے اجمیر شریف میں رکھا' پھر انہیں کشمیر میں منتقل کیا گیا اور جب اورنگ زیب عالمگیر جیسے محتاط اور بدعات کے مقابلے میں شمشیر برہنہ بادشاہ نے یہ اہتمام کیا تو ظاہر ہے کہ ان کا پایہ استناد ہر قسم کے اشتباہ سے خالی ہے۔ یہی موئے مبارک حضرت بل کی درگاہ میں محفوظ تھے۔

حضرت بل کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اہل کشمیر دو باتیں کہتے ہیں۔ ایک یہ کہ "بل" کشمیری زبان میں جھیل کے کنارے کو کہتے ہیں اور چونکہ یہ درگاہ جھیل کے کنارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر واقع تھی' اس لیے اسے حضرت بل کہا جاتا ہے اور دوسری بات جسے قبول عام کا درجہ حاصل ہے' یہ ہے کہ "بل" بال کا مخفف ہے اور حضرت بل سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک بال مراد ہے۔ اس درگاہ کے حضور سے اس تعلق کی بنیاد پر کشمیر کے مسلمانوں کو اس سے بے حد عقیدت و محبت ہے۔ یہ صدیوں سے ان کا مرکز اجتماع چلا آ رہا ہے۔ تحریک آزادی کشمیر کا آغاز بھی اسی مقام سے ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ان طاقتوں کو اس درگاہ سے ازلی بیر ہے۔ جو اہل ایمان کے اتحاد سے ترساں و لرزاں ہیں' وہ عرصہ دراز سے اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح اس مرکز اجتماع سے آنحضورؐ کے موئے مبارک کا رابطہ کاٹ دیا جائے تاکہ اس مقام پر مسلمان متحد نہ ہونے پائیں۔ ۱۹۶۳ء میں بھی یہ کوشش کی گئی کہ موئے مبارک کو یہاں سے اڑا لیا جائے اور اب ربع صدی کے بعد دوبارہ یہ ناپاک سازش عمل میں آئی ہے کہ فرزندان توحید کو اس سرمایہ عشق سے محروم کر دیا جائے۔ رشدی ملعون کی ناپاک کتاب اور سری نگر سے موئے مبارک کی چوری اس سلسلہ سازش کی دو کڑیاں ہیں۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ حرمت مصطفیٰ پر ہونے والے حملوں کے خلاف عالمی سطح پر چلنے والی تحریک تحفظ ناموس رسالت' جذبات کا وقتی ابال ہے' وہ انتہائی جہالت میں مبتلا ہیں۔ یہ تحریک تو اہل ایمان کی زندگی ہے۔ یہ تاریخ کے ہر دور میں چلتی رہی ہے اور ہمیشہ چلتی رہے گی۔ اس وقت تک جب تک رشدیوں اور موئے مبارک چرانے والوں کے ہاتھ اور سر قلم نہیں ہو جاتے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۳۰ جولائی ۱۹۸۹ء)

جناب اے ایچ گیلانی اپنے مضمون "شیطانی آیات اور مغربی ممالک" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"مغربی ممالک کی طرف سے رشدی کو قتل کرنے کے فتووں کو کہیں وحشیانہ قرار دیا جا رہا ہے اور کہیں اسے بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کی آڑ میں چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ دراصل یہ ممالک مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی ہر حرکت اور حرکت کرنے والے کا دفاع' اظہار خیال کی آزادی کے تحفظ کے نام پر کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے کسی قومی ہیرو کی توہین تو برداشت نہیں کر سکتے لیکن مسلمانوں کی مقدس کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے خلاف خواہ کوئی کتنی ہی شرمناک حرکت کا مرتکب کیوں نہ ہو اور وہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر خواہ کتنی ہی غلاظت کیوں نہ اچھالے' ان لوگوں کے لیے اس میں اچنبھے کی کوئی بات نہیں ہوتی جو بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کی غیرت ایمانی سے ٹکراتی ہو' وہ ان کے نزدیک اظہار خیال کی آزادی کے زمرے میں آتی ہے۔ کچھ یہی طرز عمل بدنام زمانہ رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" پر مسلمانوں کی طرف سے ہونے والے ردعمل کے جواب میں' مشترکہ یورپی برادری کے ممالک کے سربراہوں نے اختیار کیا ہے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۳۰ مارچ ۱۹۸۹ء)

قمرالزمان اعظمی سیکرٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن "سلمان رشدی' اس صدی کا سب سے بڑا گستاخ رسول" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"برطانیہ کے بڑے بڑے اخبارات' جن کی اشاعت لاکھوں ہے' انہوں نے اس کتاب پر اور اس سے متعلق مسلمانوں کے احتجاج پر اداریے لکھے ہیں۔ "سنڈے ٹائمز" گارڈین اور دوسرے نیشنل سطح کے اخبارات نے مسلمانوں کو "جیو اور جینے دو" کے اصول پر عمل کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ انہیں صبر و تحمل کی تلقین کی ہے۔ بعض اخبارات نے اس تحریک کو ملا ازم کا نام دے کر اسے محض ایک مذہبی گروہ کا مسئلہ قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ چند ایک نے کھلے بندوں اس دل آزار تحریر کو ادب کا شاہکار اور فکشن لٹریچر میں ایک معقول اضافہ قرار دیا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ یہ سب کچھ مسلم دشمن عناصر بالخصوص یہودیوں کے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ مسلمان اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی برداشت نہ کر سکیں گے اور وہ احتجاج کے لیے سڑکوں پر نکل آئیں گے۔ اس طرح سے اس کتاب کی اشاعت میں بے پناہ اضافہ ہو گا۔

برطانوی ریڈیو اور ٹی وی نے اپنی بین الاقوامی خبروں میں مسلمانوں کے احتجاج کے تذکرے کیے اور سلمان رشدی کے انٹرویو کے ساتھ ساتھ ایسے مسلمانوں سے بھی انٹرویو لیے' جو نہ کماحقہ دین سے آشنا ہیں اور نہ اس کتاب کے ہی مندرجات اور اس کی قباحتوں کا حقیقی شعور رکھتے ہیں۔ اس طرح سے برطانیہ کے تمام نشریاتی ذرائع اس کتاب کی اشاعت کا سامان فراہم کر رہے ہیں۔ حکومت برطانیہ نے سلمان رشدی کو برطانوی شہری قرار دے کر اسے بھرپور تحفظ فراہم کیا ہے۔ اس طرح وہ اپنے چہیتے برطانوی شہری کی خواہشات کی تکمیل کے لیے کم و بیش دو ملین مسلم شہریوں کی دل آزاری کر رہی ہے۔

مسلمانوں کے ایک وفد سے ملاقات کے دوران ایک برطانوی لیڈر نے مشورہ دیا کہ آپ لوگ اس کتاب کے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کر سکتے' اس لیے کہ ہمارے قانون میں ایک برطانوی شہری کے لیے تحفظ تو ضرور فراہم کیے گئے ہیں مگر پیغمبر اسلام صلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آبرو اور ان کے وقار کے تحفظ کے لیے کوئی دفعہ موجود نہیں ہے۔ اس طرح کی قانونی چارہ جوئی کا نتیجہ خود مسلمانوں کے حق میں مفید نہ ہوگا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کم و بیش دو ملین مسلمان برطانوی شہری ہیں یا نہیں؟ اگر یہاں بسنے والے مسلمان بھی برطانوی شہری ہیں تو پھر یہاں کے ایک شہری کو یہ حق کیسے دیا جا سکتا ہے کہ وہ ۲۰ لاکھ مسلمانوں کی عزت و آبرو سے کھیلے۔ برطانوی ارباب اقتدار کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ مسلمان اپنے پیغمبرؐ کی ناموس پر اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے' وہ اپنے نبیؐ کی ذات پر حملہ براہ راست پوری ملت اسلامیہ پر حملہ تصور کرتا ہے۔

ہم یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اہل مغرب کے اندر مذہبی غیرت نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے ورنہ وہ خود اپنے پیغمبر کے خلاف "دی لاسٹ ٹمپٹیشن آف کرائسٹ" کی نمائش کو کیسے گوارا کر لیتے' جس میں سیدنا مسیح علیہ السلام کی جنسی زندگی کے مناظر فلمائے گئے ہیں۔ اگر برطانیہ کا عیسائی معاشرہ سیدنا مسیح علیہ السلام کی آبرو کا تحفظ نہیں کر سکتا تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں اس کی بے حسی قابل فہم ہے۔

مسلم ممالک اپنے معمولی اختلافات کی بنا پر مغربی ممالک سے اپنے سفارتی تعلقات ختم کر لینے کی دھمکی دیتے ہیں مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف لکھی جانے والی کتاب کے خلاف حکومتی سطح پر برطانیہ سے کوئی موثر احتجاج نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ برطانوی رائے عامہ مسلمانوں کے احتجاج کو کٹر مذہب پرستی اور ملائیت کا نام دے رہی ہے۔

اگر عرب اور بعض مسلم ممالک برطانیہ سے کیے گئے چند تجارتی اور تعمیراتی معاہدے منسوخ کر دیں تو حکومت برطانیہ مسلمانوں کے مطالبات کے سامنے سرخمیدہ ہو جائے۔ خلافت عثمانیہ کے باغیرت تاجدار' سلطان عبدالحمید نے ایک یورپین ملک کو محض اس لیے جنگ کی دھمکی دی تھی کہ اس نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی پر فلم بنانے کا ارادہ کیا تھا' مجبوراً اسے اپنا یہ پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔

مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ برطانوی مسلمانوں کے احتجاج کی تائید میں اپنے سیاسی اثرات و رسوخ بھرپور استعمال کریں اور سفارتی دباؤ ڈال کر برطانیہ کو مجبور کریں کہ وہ اس کتاب پر پابندی عاید کرے۔ اگر برطانوی قانون میں اس طرح کی کتابوں پر پابندی کی کوئی شق موجود نہیں ہے تو برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان ایک بل کے ذریعہ مذاہب اور بانیان مذاہب کے احترام کی دفعہ منظور کرا کے اس کتاب کو غیر قانونی قرار دیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال ہی میں ادب کے سب سے بڑی انعام نوبل پرائز کے لیے مصر کے ایک ایسے ہی ادیب "محفوظ" کو منتخب کیا گیا ہے جس کے خلاف علماء اسلام اور مسلم عوام بیس سال سے تحریک چلا رہے ہیں اور اس کی تحریروں کی اسلام دشمنی کو نمایاں کر رہے ہیں جبکہ ادب اور علم سے معمولی سی واقفیت رکھنے والا بھی یہ جانتا ہے کہ مصر میں اس سے بڑے بڑے ادباء موجود ہیں جو اس انعام کا حقیقی استحقاق رکھتے ہیں مگر چونکہ وہ اسلام دشمنی میں نمایاں نہیں ہیں' اس لیے انعام تقسیم کرنے والوں کی نگاہ میں وہ معتبر نہیں ہیں۔

گزشتہ دنوں سلمان رشدی نے اپنے ایک انٹرویو میں' محفوظ کی بہت تعریف کی ہے اور اس کو بھی اپنی ہی طرح مسلمانوں کی شدت پسندی کا شکار قرار دیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان اسلام دشمن قوتوں کا نہ صرف یہ کہ آپس میں رابطہ ہے بلکہ یہ ایمان فروش' ایمان کی قیمت پر قلم کا سودا کرنے والے ایک دوسرے کا دفاع بھی کرتے ہیں"۔
(روزنامہ "جنگ" لاہور' کیم مارچ ۱۹۸۹ء)

"آزادی اظہار اور شیطانی آیات" کے عنوان سے جناب آغا شاہی سابق وزیر خارجہ لکھتے ہیں:

"سلمان رشدی کے ناول پر اٹھنے والا طوفان' اس کی مذمت اور کلمہ کفر کہنے پر اسلامی قانون کے تحت اسے سزائے موت دینے کے اعلان کے گرد گھوم رہا ہے اور مغرب میں اس سنگین جرم اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو پہنچنے والی اذیت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی' جس کا موجب شیطانی آیات کے وہ پیراگراف بنے ہیں' جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و عظمت کو داغدار کرنے' آپؐ کے محترم صحابہؓ کی توہین کرنے اور امہات المومنینؓ پر گھٹیا ترین طعن کرنے کی جسارت کی گئی ہے۔ مصنف سلمان رشدی' جس کا دعویٰ ہے کہ اسے اسلامی تاریخ اور روایات کا علم ہے' اس نے دیدہ و دانستہ طور پر اسلامی اعتقاد کی مرکزی صداقتوں پر آتش باری کرنے کی کوشش کی ہے' تاہم مغرب میں حکومتی اداروں اور نیوز میڈیا کی ساری توجہات کا مرکز اس کی سزائے موت اور آزادی اظہار کا حق بنا ہوا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ حق اتنا غیر مشروط ہے کہ وہ ان تمام حقوق اور آزادیوں پر سبقت حاصل کر جائے جن سے تمام شہری نسل' جنس' زبان یا مذہب کے کسی امتیاز کے بغیر متمتع ہو رہے ہیں اور جو کسی کم اساسی حیثیت کے حامل نہیں۔

۲۸ فروری کو عوامی بحث میں حصہ لیتے ہوئے وزیر اعظم تھیچر نے ہاؤس آف کامنز کو بتایا کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آزادی تقریر و اظہار صرف قوانین ملکی کے تحت ہے ـــــ یہ ہر اس چیز سے زیادہ اساسی ہے جس پر ہم یقین رکھتے ہیں ـــــ اور کسی ملک کی طرف سے اس میں مداخلت نہیں ہونی چاہیے"۔

برطانیہ' جسے جمہوریت کا گہوارہ اور قانون کی حکمرانی کی مثال پیش کرنے والے ملک کی حیثیت سے دنیا میں عزت و احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے' وہ اقوام متحدہ کی جانب سے قریباً بیس سال پہلے منظور کیے جانے والے شہری اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی میثاق کا فریق ہے۔ اس میں جن بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے' ان میں ہر ایک کے لیے آزادی اظہار کا حق بھی ہے لیکن یہ معاہدہ دوسروں کے حقوق اور شہریوں کے احترام' نیز سلامتی' امن عامہ' عوامی صحت و اخلاق کے تحفظ کے لیے بعض ضروری پابندیاں بھی عاید کرتا ہے۔

اس بین الاقوامی معاہدہ کی ایک اور دفعہ آرٹیکل ۲۶' قانون کے سامنے تمام انسانوں کی برابری اور بغیر کسی امتیاز کے' سب کو قانون کے ایک جیسے تحفظ کی گارنٹی دیتی ہے۔ صرف یہی تحدیدی بین الاقوامی دستاویز ہی ایسی نہیں جو آزادی اظہار کے حق کے لیے بعض حدود اور تحفظات متعین کرتی ہے۔

برطانیہ نسلی امتیاز کے خاتمہ کے کنونشن میں بھی شامل ہے جو نسلی برتری یا نفرت کے خیالات کے پھیلانے پر پابندی عاید کرتا ہے۔ برطانیہ کے قومی قانون میں بھی آزادی تقریر و اظہار' زبانی و تحریری اہانت اور بے حرمتی کے قانون کے ماتحت ہے۔

اس قانونی منظرنامے کے برعکس برطانیہ ایک ایسا سماجی منظر پیش کرتا ہے جس میں اس کے بھورے اور کالے' پندرہ سے بیس لاکھ مسلمانوں کی مضبوط برادری مذہب کی تقدیسات کے معاملہ میں قانون کے تحت مساویہ سلوک سے متمتع نہیں ہو رہی۔ انگلیکن عیسائی قانون بے حرمتی کے تحت اس وقت تحفظ طلب کر سکتے ہیں جب حضرت مسیح علیہ السلام کی شخصیت کو شامل کیا گیا ہے لیکن جب پیغمبر اسلامؐ پر شدید ترین حملے کیے جائیں' جیسا کہ شیطانی آیات کے معاملہ میں ہوا ہے تو وہ اس قانون سے مدد کے طالب نہیں ہوسکتے بلکہ اس کی بجائے انہیں اس کے مصنف کی آزادی خیال و اظہار کے بارے میں بتایا جاتا ہے اور تنبیہہ کی جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو برطانیہ کی سیکولر سوسائٹی کے معیارات و اقدار کے مطابق ڈھالیں۔

جب تک برطانیہ اپنے مسلمان شہریوں کے احساس اذیت کے جواب میں ہمدردانہ رویہ اختیار نہیں کرتا' وہ ان کے بارے میں شہری اور سیاسی حقوق کے معاہدہ کے تحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اوپر عاید ہونے والے فرض سے عہدہ برآ نہیں ہوتا' برطانوی قانون کا یہ رخنہ مسلمانوں کے معتقدات کے خلاف مہم میں تحریر و طباعت یا آرٹ کی شکل میں شیطانی آیات کی قسم کے دوسرے اعمال کی توسیع و پھیلاؤ کو دعوت دیتا ہے۔ خارجہ سیکرٹری جیفرے ہاؤ نے کہا ہے کہ شیطانی آیات مسلمانوں اور اہل برطانیہ کے لیے ایک جیسی جارحانہ ہے۔ وہ اس کتاب میں برطانیہ اور نازی جرمنی کے درمیان کیے گئے موازنہ پر اظہار ملال کرتے ہیں مگر یہ بات ضرور جان لی جانی چاہیے کہ رشدی نے برطانوی معاشرے کی جو توہین کی ہے' اس کا اس اذیت و ناراضی سے کوئی موازنہ نہیں ہو سکتا جو برطانیہ کی مسلمان برادری اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو ہوئی ہے اور ان کے کرب و اضطراب سے پر احتجاج میں معصوم جانوں کا اتلاف ہوا ہے۔

یہ کتاب اور اس پر ہونے والے ردعمل نے برطانیہ میں نسلی تعلقات پر کاری ضرب لگائی ہے۔ ریجنٹ پارک مسجد کے امام زکی بداوی نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اس سے برطانوی باشندوں اور مسلمانوں کے روابط کو ایسا دھچکا لگا ہے کہ ان کے بیس سال پیچھے چلے جانے کا امکان ہے۔ بین الاقوامی طور پر رشدی نے مغرب کے خلاف بنیاد پرست ہی نہیں' تمام مسلمانوں کے غصہ کو ابھارا ہے۔ ایران کے ساتھ برطانیہ کے تعلقات کرچ کرچ ہو کر رہ گئے ہیں۔ یورپی برادری اور امریکہ' ایران کو الگ تھلگ کرنے اور سزا دینے کا سوچ رہے ہیں۔ صرف دہریت نواز سوویت یونین نے ایران کی اقتدار کا احترام کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ بین الاقوامی مفاہمت اور اقوام عالم کے درمیان پائے جانے والے دوستانہ تعلقات ہی صرف ایسی چیزیں نہیں ہیں' جو رشدی کے اسلام پر جارحانہ حملہ سے متاثر ہوئی ہیں۔

برطانیہ اس نقصان کو کم کرنے اور صورت حال کو مزید خراب ہونے سے بچانے کے لیے پیغمبر اسلامؐ کی اہانت کے خلاف قانون بنا کر بہت کچھ کر سکتا ہے' جیسا کہ ممتاز لبرل لارڈ سکارمین نے کہا ہے کہ ساتھی شہریوں کے مذہبی احساسات کے بارے میں معقول حد سے تجاوز کرنا ایک کامیاب کثیر القومیتی اجتماعی معاشرے کے لیے کسی طرح سودمند نہیں ہو سکتا۔ یہ اضطرابات اور شہریوں کی باہمی سرپھٹول پر منتج ہو سکتا ہے۔

کیلفورڈ لانگلے کے مضمون "مسلمانوں کے ساتھ امن قائم کرنا" مطبوعہ "ٹائمز" ۲۵ فروری ۱۹۸۹ء میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ تھیچر حکومت کو بڑے مذاہب کے محترم بانیان کی اہانت کو جرم قرار دینا چاہیے۔ اس کے بعد اس نے حضرت مسیح علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ سرفہرست دیے ہیں۔ اگر یہ راستہ اختیار کیا جاتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ امتیازی سلوک، جس سے برطانوی مسلمان اذیت محسوس کرتے ہیں، ختم ہو جائے گا اور مکمل نظر بین الاقوامی قانونی دستاویزات کے تحت برطانیہ کے فرائض پورے ہو جائیں گے۔ اگر اندمال نہ کیا گیا تو اس میثاق کے نفاذ کی ذمہ دار اقوام متحدہ کی کمیٹی برائے حقوق انسانی کی طرف رجوع ہی ایک آخری کوشش رہ جاتی ہے۔ اسلامی کانفرنس کی تنظیم نیز دولت مشترکہ کے مسلمان ملکوں کا یہ فرض ہے کہ وہ برطانیہ کے کثیر القومیتی معاشرے میں بین المذاہب اور بین النسل مفاہمت کے لیے، برطانوی حکومت پر ضروری قانون سازی کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں تاکہ سماجی تعلقات مزید خراب ہو کر اس نقطہ تک نہ پہنچیں جہاں سے واپسی ممکن نہ ہو"۔

مغربی ملکوں کا افسوسناک رویہ

"رسوائے زمانہ مصنف سلمان رشدی کی شیطانی کتاب کی وجہ سے پیدا ہو جانے والی صورت حال میں تازہ ترین موڑ یہ آیا ہے کہ یورپی برادری کے سارے رکن ممالک نے ایران سے اپنے سفیروں کو واپس بلانے کا فیصلہ کر لیا ہے بلکہ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر جیفری ہاؤ نے تہران میں متعین اپنے ملک کے سفارتی عملہ کی وطن واپسی کے معاملہ کے ساتھ ہی ساتھ لندن میں ایرانی سفارت خانہ کے عملہ کو بھی واپس ایران چلے جانے کی ہدایت کر دی ہے۔ فرانس کے وزیر خارجہ موسیو رولینڈ ڈوماس نے یورپی برادری کے سفیروں کو تہران سے واپس بلانے کی تجویز کے ساتھ ہی ساتھ یورپی برداری کو "بنیادی انسانی حقوق" کے احترام کے لیے پورے عزم اور حوصلہ کا مظاہرہ کرنے کی ترغیب دلاتے

ہوئے سلمان رشدی کو مکمل تحفظ فراہم کرنے پر زور دیا ہے جبکہ مغربی جرمنی کے وزیر تعلیم جرگن موئیلمان نے امام خمینی کی طرف سے رشدی کے واجب القتل ہونے کے فتوے کو وحشیانہ کارروائی قرار دیتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اس کے خلاف سلامتی کونسل میں غور کی اپیل کی ہے بلکہ بزعم خویش ایرانی عوام سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ امام خمینی کو، جو ان کے بقول بڑھاپے اور اپنے رویہ کی وجہ سے ایران اور اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں، حد کے اندر رکھیں۔

ادھر امریکی وزیر خارجہ مسٹر جیمز بیکر نے ایک ٹی وی انٹرویو میں رشدی کے قتل کی دھمکی کو ناقابل برداشت قرار دیتے ہوئے مہذب دنیا کے ساتھ روابط رکھنے کے لیے ایران کو مہذب رویہ اپنانے کا مشورہ دیا ہے۔ اسی کے پہلو بہ پہلو یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ مغربی برادری کے دو اور رکن ممالک کینیڈا اور آسٹریلیا میں بھی نہ صرف اس کتاب پر پابندی مناسب نہیں سمجھی گئی بلکہ بڑے پیانہ پر کتاب منگوانے کے انتظامات کو وسعت دی جا رہی ہے۔ اب اگر ان سارے حقائق کو یکجا کر کے دیکھا جائے تو کم از کم ایک بات تو بالکل صاف اور واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے کہ انسانی حقوق اور تہذیب کی علمبرداری کے دعویدار' ان ملکوں میں اسلامی اقدار اور مسلمانوں کے جذبات کے بارے میں کوئی نرم گوشہ نہیں پایا جاتا اور مسلمانان عالم کی دل آزاری کا جب بھی کوئی موقع آتا ہے تو یہ سارے کے سارے متحد ہو کر ایک مشترکہ محاذ قائم کر لیتے ہیں۔ سوال صرف کسی شخص کے قتل کی دھمکی کا بھی نہیں ہے' مہذب رویوں کی اجارہ داری کا دعویٰ رکھنے والے ان ملکوں میں کبھی کشمیری' فلسطینی یا قبرصی مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف آواز نہیں اٹھائی گئی۔ قبرص میں جب تک یونان کی مدد سے قبرصی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جاتی رہی' کسی کو تہذیب انسانیت یاد نہیں آئی' لیکن جب سالہا سال سے جاری اس ظلم و ستم کو ختم کرا کے قبرصی مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ترک فوج نے اقدام کیا تو ساری مغربی دنیا میں انسانیت کی دہائی دی جانے لگی۔ اسی طرح ان میں سے کسی کو فلسطینی مسلمانوں پر پچھلی نصف صدی سے روا رکھے جانے والے بہیمانہ اور انسانیت سوز مظالم پر کبھی دکھ نہیں ہوا لیکن اس کے برعکس اگر فلسطینی مسلمان اپنے غصب شدہ حقوق کی بازیابی کے لیے ایک گولی بھی چلا دیتے ہیں تو ساری مغربی حکومتیں اور ذرائع ابلاغ مسلمانوں کو درندہ اور دہشت گرد ثابت کرنے پر تل جاتے ہیں۔

اسرائیلی دہشت گرد دور دراز ملک یوگنڈا میں سارے بین الاقوامی ضابطوں کو پامال کرتے ہوئے فلسطینیوں کے خلاف خونریز کارروائی کرتے ہیں تو انہیں روس اور امریکہ دونوں شاباش دیتے ہیں' لیکن اگر فلسطینی' اسرائیل کے خلاف کوئی کارروائی کرتے ہیں تو امریکہ جیسی سپرپاور کا صدر بھی اسے ساری مغربی تہذیب پر حملہ قرار دے دیتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ مغربی ممالک ہوں یا روس اور بھارت' یہ سب کی سب طاقتیں اسلام دشمنی کے معاملہ میں باہم مربوط و متحد ہیں لیکن مسلمان اس حقیقت کو جاننے کے باوجود مسلسل متفرق و منتشر ہی دکھائی دیتے ہیں۔ کہیں دائیں بائیں کے جھگڑے انہیں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کیے ہوئے ہیں' کہیں ان کا شیعہ یا سنی ہونا' ان کے مابین دیوار بنا ہوا ہے اور کہیں زبان' رنگ اور نسل کی خلیج انہیں ایک دوسرے سے الگ کیے ہوئے ہے' حالانکہ اسلام ہی نے سب سے پہلے ان تفرقوں کے خاتمہ کا اعلان کیا اور پیغمبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دے کر ایک بے مثال اور عالمگیر اخوت اور بھائی چارہ کی بنیاد ڈالی۔ ایک خدا' ایک رسولؐ اور ایک قرآن کے ماننے والوں کی حیثیت سے ساری دنیا کے مسلمانوں کو ان تلخ مگر چشم کشا حقائق کی روشنی میں اپنے طرز عمل پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور ہمارے فروعی اختلافات کو ہوا دے کر ہماری اجتماعی قوت اور دینی حمیت کو ختم کر دینے کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ دوسرے' ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ کی شان میں ناقابل تصور گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کرنے والے نابکار شخص کے تحفظ کے لیے تو اتنے جوش و خروش کے ساتھ متحد ہو سکتے ہیں لیکن ہم اپنے دین اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آبرو کو بچانے کے لیے بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہو رہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایران کے خلاف مغربی حکومتوں کے اقدامات کے مقابلہ میں ساری دنیا کے مسلمانوں کو یکجا ہو کر آواز بلند کرنی چاہیے اور پینتالیس مسلمان ملکوں کو اس سلسلہ میں متحدہ موقف اختیار کر کے اسلامی اخوت و اتحاد کا مظاہرہ کرنا چاہیے"۔ ("اداریہ" روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۲ فروری ۱۹۸۹ء)

کلنٹن کی رشدی سے ملاقات ـــــ حمایت کا اعلان

"امریکی صدر بل کلنٹن نے بدھ کے روز شیطان برطانوی مصنف سلمان رشدی سے ملاقات کی' جو چار سال پہلے چھپنے والی کتاب "شیطانی آیات" کی اشاعت کے بعد سے روپوش ہے۔ یہ ملاقات کلنٹن کی طرف سے حمایت کے اظہار کے لیے تھی' جن کے پیش رو صدر بش نے ایران کی طرف سے جاری کیے جانے والے موت کے فتویٰ کے بعد رشدی سے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔

ملاقات کے بارے میں امریکی ترجمان کا کہنا ہے کہ اس ملاقات سے دنیا پر یہ ظاہر کرنا تھا کہ امریکہ اس شخص کی حمایت کرتا ہے' جسے کسی حکومت نے قابل قتل قرار دیا ہے۔ ایران کی حکومت نے مغربی ملکوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ "شیطانی آیات" کے شیطان صفت مصنف سلمان رشدی کی حمایت سے باز رہیں ورنہ ان ممالک پر مسلمانوں کی بداعتمادی بڑھ جائے گی اور دونوں بلاکوں میں کشیدگی کی شدت میں بھی اضافہ ہو جائے گا اور مسلمان ممالک میں مغربی طاقتوں کے خلاف اشتعال بڑھ جائے گا۔ واضح رہے کہ سلمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رشدی کو چار سال قبل اسلامی انقلاب کے بانی آیت اللہ خمینی نے گردن زدنی قرار دیا تھا' جس کے بعد یہ ملعون انسان دنیا بھر میں چھپتا پھرتا ہے لیکن کہیں چین نصیب نہیں ہوتا۔ تہران سے جاری شدہ ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ سلمان رشدی کی حمایت کا مطلب دنیا بھر کے ایک ارب مسلمانوں کو مشتعل کرنا ہے جو مغربی بلاک کے مفاد میں نہیں ہوگا۔ اعلان میں مغربی ممالک پر زور دیا گیا کہ وہ عالم اسلام کے بارے میں اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کریں تاکہ ان کے طویل المیعاد مفادات کا تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔ واضح رہے کہ رشدی گزشتہ چند ماہ سے مغربی ملکوں کے رہنماؤں سے ملاقاتیں کر رہا ہے اور ان پر زور دے رہا ہے کہ وہ اسے گردن زدنی قرار دینے سے متعلق فتویٰ واپس لینے کے لیے ایران پر دباؤ ڈالیں"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۲۶ نومبر ۱۹۹۳ء)

جان میجر کی ملعون رشدی سے ملاقات

"برطانوی وزیر اعظم جان میجر نے "شیطانی کلمات" کے مصنف ملعون رشدی سے ملاقات کی ہے اور اس کے قتل کے فتوے کی مذمت کی ہے۔ ملعون رشدی نے کہا ہے کہ جان میجر سے ملاقات اس کی زندگی کا ایک یادگار واقعہ ہے۔ برطانیہ نے جس طرح عالم اسلام کے جذبات کی پروا نہ کرتے ہوئے ملعون رشدی کو پناہ فراہم کی ہے' اس کے پیش منظر' جان میجر سے رشدی کی ملاقات زیادہ تعجب خیز بات نہیں ہے۔ برطانیہ کی حکومت اور عوام ایک عرصے تک اسلامی ممالک پر حکومت کرتے رہے ہیں اور انہیں مسلمانوں کے حساس جذبات کا پوری طرح علم ہے لیکن قانون' اخلاق اور تہذیب حاضر کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے برطانیہ نے رشدی کا ساتھ دیا اور ملت اسلامیہ کے جذبات کو سخت ٹھیس پہنچائی۔ برطانیہ میں اس وقت بھی لاکھوں کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں جو عیسائی انگریزوں کی طرح برابر کے شہری حقوق رکھتے ہیں لیکن حکومت برطانیہ نے ان کے ایمان اور اعتقاد کا بھی خیال نہیں کیا۔ دراصل عیسائی دنیا' عالم اسلام اور امہ کے خلاف اکٹھی ہے اور رشدی کے معاملے نے ثابت کر دیا ہے کہ پوری دنیا صرف دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہے' ایک اسلامی اور دوسرے اسلام دشمن۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام دشمنی میں عیسائی' یہودی' ہندو تمام برابر ہیں بلکہ ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی فکر میں ہیں جبکہ امت مسلمہ آپس میں انتشار اور نفاق کا شکار ہے۔ برطانیہ کو بہرحال اسلامی اعتقادات کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور اگر عیسائیت کے تحفظ کے لیے بلاس فیمی ایکٹ بن سکتا ہے تو پیغمبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت اور شان میں گستاخی کے مجرم کو بھی موت کی سزا کا قانون بنانا چاہیے یا پھر برطانیہ ملعون رشدی کو مسلمانوں کے حوالے کر دے تاکہ قرار واقعی سزا دی جا سکے"۔ ("اداریہ" روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۱۳ مئی ۹۳ء)

شاتم رسولؐ سلمان رشدی کو امریکہ کی شہ

پروفیسر شمیم اختر' سابق چیئرمین شعبہ بین الاقوامی تعلقات جامعہ کراچی لکھتے ہیں:

"یہ تو سب کو معلوم تھا کہ امریکہ اور اس کا استعماری ٹولہ مسلمانوں کے دشمن ہیں مگر یہ اب پتہ چلا ہے کہ وہ اسلام دشمنی میں اس حد تک گر سکتے ہیں کہ کھلے عام ناموس رسولؐ پر حملہ کرنے والے کو نہ صرف پناہ دیں بلکہ اس کی ہمت افزائی کریں۔ شاہ ایران کی معزولی کے بعد امریکہ' برطانیہ اور فرانس نے اپنے پٹھو کو اپنی سرزمین میں پناہ تک دینے سے انکار کر دیا تھا۔ شیطانی آیات کا رسوائے زمانہ مصنف سلمان رشدی' جو پانچ سال سے کسی مفرور اور روپوش مجرم کی طرح عبرتناک زندگی بسر کر رہا ہے' برطانیہ کے لیے اب ایک ایسا بوجھ بن گیا تھا جسے برطانیہ کا وزیر اعظم غلاظت کے ڈھیر کی طرح اپنی سرزمین سے دور پھینکنا چاہتا تھا' سو امریکہ سے بہتر اور کون سی سرزمین ہو سکتی تھی۔ جان میجر کو اپنے ملک کی چار سالہ تاریخ تو یاد ہو گی (گو اس کی تعلیم تھرڈ کلاس میٹرک تک کی ہے) کہ کس طرح برطانوی حکومت خطرناک مجرموں کو عبور دریائے شور کی سزا دے کر اپنی نئی نوآبادی یعنی امریکہ بھیج دیتی تھی۔ آج تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔

پہلے تو جان میجر نے ایران کو گیدڑ بھبکی دینے کے لیے مئی میں اس سے ملاقات کی اور ایران سے اس کے خلاف جاری فتویٰ موت واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ ساتھ ہی ایران سے تعلقات معمول پر لانے کے عمل کو شاتم رسولؐ کی جان بخشی سے مشروط کر دیا۔ لیکن صدر رفسنجانی نے فتویٰ منسوخ کرنے سے صاف انکار کر دیا کیونکہ یہ کسی فقیہ کا انفرادی اجتہاد یا کسی مجذوب کی بڑ نہیں بلکہ چودہ سو سالہ تاریخ اسلام کی نذیر و روایت ہے۔ یہی کچھ تنظیم اسلامی OIC کے وزرائے خارجہ نے بھی کہا تھا' ساتھ ہی انہوں نے اس فتویٰ کو منسوخ کرنے سے اپنی معذوری کا اظہار کیا تھا۔ اسلامی تنظیم میں تو امریکہ کے حلقہ بگوش رجواڑوں اور ریاستوں کی اکثریت ہے لیکن حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی فتویٰ کے خلاف نہیں بولا۔ ترکی بھی اس تنظیم کا رکن ہے اور خود کو سرکاری طور پر لامذہب کہتا ہے لیکن اس نے بھی سلمان رشدی کے خلاف موت کے فتوے کی مخالفت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کی اور جب کسی کرائے کے ناشر نے صیہونی اور نصرانی عناصر کی ایماء پر اس رسوائے زمانہ کتاب کا ترجمہ شائع کیا تو ترکی میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ اسی طرح بنگلہ دیش میں کسی نادان خاتون (تسلیمہ نسرین) نے مخرب اخلاق تصنیف شائع کی، جس سے عوام کی دل آزاری ہوئی تو وہاں بھی احتجاج کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ لہٰذا نئی صلیبی جنگ کے نقیبوں کو یہ معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ محض ایران کا مسئلہ نہیں ہے، یہ عالم اسلام کا مسئلہ ہے۔

دراصل صدر کلنٹن سے رشدی کی ملاقات دنیائے اسلام کو ایک کھلا چیلنج ہے۔ رشدی کا اپنا تو کوئی وجود ہے نہیں، وہ بے چارہ تو ایجنٹ ہے اور وہ بھی کسی گھسے پٹے ریکارڈ کی طرح۔ ہم تو مشاہدے اور تجربے سے ابھی تک یہی سمجھتے آئے تھے کہ دنیا کی سب سے زیادہ طاقتور مملکت کا صدر بڑا عدیم الفرصت ہوتا ہوگا اور ایسا نظر بھی آتا ہے۔ صدر جارج بش نے کئی مہینہ تک پاکستان کی سابقہ سفیر جناب سیدہ عابدہ حسین کو اسناد سفارت پیش کرنے کے لیے اپنے دربار میں رسائی کا موقع نہیں دیا، اور جب امریکی صدر کی گستاخی پر چہ میگوئیاں ہونے لگیں تو یہ بتایا گیا کہ یہ تو وہاں کا معمول ہے اور امریکی صدر اس قدر مصروف رہتا ہے کہ غیر ممالک کے سفراء کو مہینوں شرف باریابی نہیں حاصل ہوتا اور اس ضمن میں متعدد ریاستوں کے سفیروں کے نام بتائے گئے تھے۔

لیکن سلمان رشدی کو ایسی کوئی دقت نہیں پیش آئی۔ وہ امریکی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر کے ساتھ ایک گھنٹہ رہا۔ یاد رہے کہ اسی وارن کرسٹوفر نے پاکستان کے سابق وزیر اعظم کے خصوصی معاون اور ایلچی چودھری نثار علی اور نائب وزیر خارجہ مسٹر کانجو سے ملنے سے انکار کر دیا تھا۔ پاکستانی مندوبین کرسٹوفر سے موسم، بیس بال یا پاپ میوزک پر بات چیت کرنے نہیں گئے تھے بلکہ پاکستان کو دہشت گرد قرار دینے کے یکطرفہ امریکی فیصلہ کے مسئلہ پر گفت و شنید کرنے گئے ہوئے تھے اور بے چارے بے عزت ہو کر خالی ہاتھ واپس آ گئے۔ اس پر ساری قوم کی ہتک ہوئی۔ جب یہ معلوم تھا کہ امریکہ کا فیصلہ کسی سازشی منصوبہ کا حصہ تھا تو امریکہ کو صفائی دینے کے لیے سات سمندر پار جانے کی کیا ضرورت تھی۔

امریکہ جانے سے پہلے پناہ کی تلاش میں رشدی دربدر مارا مارا پھرتا رہا۔ جیسا اوپر بیان کیا جا چکا ہے، وہ برطانوی وزیر اعظم جان میجر سے ملا، پھر کینیڈا، پرتگال، آئرلینڈ، ہالینڈ اور اسکینڈے نیویا کی خاک چھانتا پھرا اور وہاں کے حکمرانوں سے پناہ کا طالب رہا مگر ان روباہ صفت افراد کو بخوبی معلوم تھا کہ اگر انہوں نے اسے پناہ دینے کی غلطی کی تو ان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرزمین ایک ارب کلمہ گو نفوس (جو تمام کرہ ارض پر پھیلے ہوئے ہیں) کے غیظ و غضب کا ہدف بن جائے گی۔ لہٰذا انہوں نے شیطانی آیات کے مصنف کو شیطان بزرگ کے پاس بھیج دیا ــــ اس طرح ایک بار پھر امریکہ کی اسلام دشمنی منظرعام پر آ گئی۔

ملنے کو تو کلنٹن' رشدی سے مل لیا اور جب حسب توقع ساری دنیا سے مسلمانوں کی صدائے احتجاج بلند ہوئی تو صدر امریکہ نے یہ صفائی پیش کی کہ اس ملاقات سے مسلمانوں کی ہتک یا دل آزاری مقصود نہ تھی بلکہ یہ آزادی تحریر کی حمایت کا اظہار تھا۔ یہ بڑی طفلانی یا احمقانہ بات ہے کیونکہ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ رسول" ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کی ہجو کرنے والے کی ہمت افزائی کر رہا ہے اور ساتھ ہی یہ توقع کرتا ہے کہ وہ اسے صبر و تحمل سے برداشت کریں۔ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس معاملے میں اس کا پیش رو جارج بش زیادہ شاطر اور مکار نکلا۔ اس نے درپردہ اور سفارتی سطح پر سلمان رشدی کی بھرپور حمایت کی مگر رشدی کو منہ نہیں لگایا۔

کلنٹن سے ملاقات کے بعد رشدی بڑا نہال تھا اور یہ بیان دیا کہ وہ اپنے میزبان کی گرم جوشی اور دوستی سے بہت متاثر ہوا اور ملاقات کو اپنے موقف کی سیاسی حمایت پر محمول کرتے ہوئے یوں کہا "اب مجھے دنیا کے سب سے بڑے ملک کی حمایت حاصل ہو گئی ہے اور اب اس کے بل بوتے پر اسے ایران پر دباؤ ڈالنے کے لیے دوسرے ممالک کا تعاون حاصل ہو جائے گا"۔ بالفاظ دیگر وہ اس فتوے کو منسوخ کرانے میں کامیاب ہو جائے گا مگر اس حیات است و محال است و جنون است۔

اسے یہ تو معلوم ہو جانا چاہیے تھا کہ یہ ایران کا مسئلہ نہیں ہے' ساری امت اسلامیہ کے دین اور عقاید کا مسئلہ ہے۔ اسے کوئی فرد' کوئی فتنہ' کوئی مجتہد' کوئی حکمران نہ تو واپس لے سکتا ہے' نہ ہی منسوخ کر سکتا ہے۔ اگر امریکہ کو اس ضمن میں کوئی شک و شبہ ہو تو خادمین حرمین شریفین جلالت الملک شاہ فہد بن عبدالعزیز سے پوچھ لے کہ شاتم رسول کی شریعت میں کیا سزا ہے؟ اگر شاہ فہد کسی مصلحت کے تحت اس مسئلہ پر خاموش ہیں تو ان کی خاموشی کو رشدی کے حق میں نیم رضا پر محمول کرنے کی غلطی نہیں کرنی چاہیے۔ کیا امریکہ کو معلوم نہیں کہ سعودی عرب کی شخصی حکومت شریعت پر کتنی سختی سے پابند ہے۔ نہ تو سعودی قانون خواتین کو گاڑی چلانے کی اجازت دیتا ہے' نہ ہی انہیں مردوں کے برابر شہری حقوق دیتا ہے۔ معمولی معمولی چوری ڈکیتی پر ملزم کے ہاتھ کاٹ لیے جاتے ہیں۔ زانی کو تہ تیغ کر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ شہزادی تک کو نہیں بخشا گیا۔ پھر حکومت کے مخالف کو تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بھی سنگین سزائیں دی جاتی ہیں۔ یاد رہے کہ ۱۹۷۹ء میں ان باغیوں کو (جنہوں نے خانہ کعبہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی) کس بے دردی کے ساتھ سزائے موت دی گئی تھی! سعودی عرب میں ایسی سزائیں روزمرہ کا معمول ہیں اور ان کے خلاف امریکہ' برطانیہ' فرانس' مغربی جرمنی اور جاپان نے احتجاج تو کجا' اس پر اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ سعودی عرب میں تو خانہ کعبہ میں باغیوں کا پناہ لینا بھی اس مقدس مقام کی بے حرمتی تصور کیا جاتا ہے' جس کی سزا موت ہے تو اس کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول کی شان میں گستاخی کرنے والے کو وہ حکومت کیا سزا دے گی! اگر امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ سلمان رشدی کے خلاف موت کا فتویٰ کسی شیعہ مجتہد کی اختراع ہے تو پھر سلمان رشدی کو شاہ فہد کے حوالے کر کے دیکھ لے کہ اسے وہابی فقہ کے تحت وہ کیا سزا دیتے ہیں۔

جس وقت گلشن رشدی سے مل رہا تھا' امریکی دفتر خارجہ نے تمام دنیا میں امریکی سیاحوں' سفراء اور سفارت خانوں کو ممکنہ ردعمل کے پیش نظر اپنی نقل و حرکت محدود کرنے کا حکم دیا۔ اس کا ایک اولیٰ مظاہرہ پاکستان میں دیکھنے میں آیا۔ اسلام آباد میں امریکیوں کو بازاروں' بالخصوص جمعہ بازار جانے کی سخت ممانعت کر دی گئی۔ یہی نہیں' انہیں یہ بھی تاکید کر دی گئی کہ جہاں تک ممکن ہو' وہ مقامی آبادی کی نظروں سے اوجھل رہیں۔ کراچی میں امریکی قونصلیٹ کی حفاظت کے اتنے سخت اقدام کیے گئے ہیں کہ سرکاری مہمان خانے سے لے کر ہوشنگ روڈ کے چوراہے تک' سارا علاقہ جمعہ کو بیوپاریوں اور راستہ چلنے والوں کے لیے بند کر دیا گیا تھا۔ یہ بڑی ستم ظریفی ہے کہ اتنی اہم گزرگاہ پاکستانی شہریوں کے لیے بند کر دی جائے کیونکہ امریکی قونصلیٹ میں بیٹھے ایک درجن امریکیوں کو ان سے ڈر لگتا ہے۔ اسی علاقہ میں Marriot Hotel بھی واقع ہے جہاں مقیم مہمانوں کو بڑی تکلیف ہوئی۔ انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے وہ بلا قصور قید تنہائی کی سزا کاٹ رہے ہیں۔ اگر امریکیوں کو پاکستانیوں سے اتنا خوف آتا ہے تو کل وہ شہر کے شہر خالی کروا لیں گی تاکہ مٹھی بھر امریکی سیاح اور سفارت کار محفوظ رہیں!

اس سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں: اول یہ کہ امریکی انتہائی بزدل قوم ہے۔ اسے انسانوں سے ڈر لگتا ہے۔ دوم یہ کہ امریکی انتظامیہ انتہائی کوتاہ اندیش ہے۔ آخر بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال کر وہ اپنے باشندوں پر زمین کیوں تنگ کیے ہوئے ہے۔ امریکہ' حکومتوں سے جنگ کر سکتا ہے مگر عوام سے نہیں جنگ کر سکتا۔ وہ صومالیہ میں دیکھ چکا ہے۔ کیا وہ دوسری جگہ بھی مسلمانوں کے صبر کو آزمانا چاہتا ہے؟ آتشگیں مادے کی طرح قتل و گیس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذخائر پر تو لگی ہی ہوئی تھیں' خلیج پر قبضہ کر کے اس نے دنیا کے ساٹھ فیصد ذخائر پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ اس کے لیے اس نے عراق کا ہوا کھڑا کیا تھا' اب وہ رشدی کا مسئلہ کھڑا کر کے مسلمانوں کے محور اور مرکز یعنی نبوت پر حملہ کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ کسی قوم کو مغلوب کرنے کے لیے پہلے اس کے عقیدے کو متزلزل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ نفسیاتی جنگ کا پہلا معرکہ ہے اور صلیبی جنگ کا پیش خیمہ ہے۔

اس کی پشت پر ایک منصوبہ کارفرما ہے' جس کا ذکر امریکی دانشور Huttington نے سہ ماہی جریدے "Foreign Affairs" میں شائع شدہ اپنے مضمون میں کیا ہے۔ اس کا لب لباب یہ ہے کہ اشتراکیت پر غالب آنے کے بعد اب عیسائیت اور اسلام کے تمدن کا تصادم ناگزیر ہوگیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صلیبی جنگ کا اعلان ہے جس کا کرائے کا ڈھنڈورچی' سلمان رشدی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدر کلنٹن نے اسے اتنی توجہ دی ہے ورنہ رشدی کی آبرو کیا ہے۔

مسلمان دانشوروں کو باور کرایا جاتا ہے کہ یہ آزادی تحریر و تقریر کا مسئلہ ہے' کوئی مذہبی مسئلہ نہیں۔ یہ اہل مغرب کی منافقانہ چال ہے چنانچہ جب برطانیہ میں مقیم ایک مسلمان نے سلمان رشدی کی تصنیف کے خلاف عدالتی کارروائی شروع کی اور اپنے موقف کی یہ دلیل دی کہ رشدی پر برطانیہ کے اس قانون کے اصول کا اطلاق ہونا چاہیے جو عیسیٰ مسیح کے خلاف اہانت آمیز ہر فعل' خواہ تحریری ہو یا تقریری' ممنوع قرار دیتا ہے تو عدالت نے اس کی درخواست کو رد کرتے ہوئے یہ فیصلہ سنایا کہ اس قانون کی رو سے عیسیٰ کی اہانت تو ممنوع ہے لیکن محمدؐ کی نہیں۔ اس فیصلے سے مغرب کے انصاف اور حق پرستی کے بلند بانگ دعوے کی قلعی کھل جاتی ہے۔

اس کے برعکس اسلام کا حکم ہے کہ

"ہم نبیوں میں سے کسی کے درمیان تمیز نہیں کرتے۔ ہمارے لیے تو سب یکساں طور پر قابل احترام ہیں"۔

ہمیں یہ ہرگز نہ بھولنا چاہیے کہ رشدی کی آڑ میں یہ اسلام پر امریکہ کا حملہ ہے' جس کا مقابلہ بلا لحاظ عرب و عجم سارے مسلمانان عالم کو کرنا چاہیے"۔ (عالمی افق)

"بین الاقوامی رویہ" کے عنوان سے محترم چودھری غلام جیلانی لکھتے ہیں

"یورپ کی ظاہری آزاد خیالی کے ذرا باطن میں جھانک کر دیکھئے' سو آپ کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوائے تنگ نظری، تاریک خیالی اور اندھے تعصب کے اور کچھ دکھائی نہ دے گا۔ یہ لوگ ملا کی پھبتی کستے ہیں لیکن خود ملا سے بھی گئے گزرے ہیں۔

یورپی برادری نے جناب خمینی کے سلمان رشدی کے بارے میں فتویٰ پر جس رد عمل کا اظہار کیا ہے وہ تعجب خیز بھی ہے اور شاق انگیز بھی۔

یورپی برادری کے ممالک نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے اعلیٰ سفارت کار، ایران سے بطور احتجاج بلالیں گے اور ان کا کوئی وفد یا افسر ایران کا دورہ نہیں کرے گا۔ یورپی برادری نے ایران سے تعلقات کو معمول پر لانے کی شرط یہ رکھی ہے کہ وہ اپنی دھمکی واپس لے۔ مغربی جرمنی اور فرانس نے بھی یورپی برادری کے فیصلے کی تائید کی۔ مغربی جرمنی نے تو ایران کے ساتھ کیے ہوئے ثقافتی سمجھوتے کو بھی معطل کر دیا ہے۔

ایران کے فتوے پر برطانیہ کا رد عمل سب سے زیادہ شدید تھا کیونکہ سلمان رشدی برطانوی شہری ہے اور اپنے شہری کو تحفظ دینا برطانوی نظام اپنا فرض اولین سمجھتا ہے۔ برطانیہ اور ایران کے سفارتی تعلقات تو ختم ہو گئے ہیں۔

بعض دوسرے ممالک جو یورپی برادری کے موقف کو صحیح تو سمجھتے ہیں لیکن انہوں نے اس کے فیصلے کا ساتھ نہیں دیا۔ ان میں نیوزی لینڈ اور سوئٹزر لینڈ شامل ہیں۔ انہوں نے یورپی برادری کا ساتھ صرف مادی مفادات کی وجہ سے نہیں دیا۔ نیوزی لینڈ ایران کو کروڑوں روپے کا گوشت فراہم کرتا ہے، اگر وہ رشدی کی حمایت کرتا ہے تو اسے اس نفع بخش کاروبار سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

دریں اثناء اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کا بیان بھی آگیا، انہوں نے کہا کہ وہ ایران کی جانب سے رشدی کو دی جانے والی دھمکی کو صحیح نہیں سمجھتے۔

یہ لوگ ایران کے فتوے پر کیوں برہم ہیں؟ برطانیہ کے وزیر خارجہ اور اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کے بیانات میں اس کا جواب ملتا ہے۔ یہ کہ آزادی اظہار پر کسی کو دھمکی دینا بین الاقوامی رویئے کے خلاف ہے۔ وزیراعظم برطانیہ مسز تھیچر نے اپنے بیان میں مزید کھل کر کہا کہ اظہار رائے کے معاملے میں، ہم کو اس قسم کی مداھنت گوارا نہیں۔ آزادی اظہار ہماری بنیادی قدر ہے۔

اہل مغرب اس سے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے نزدیک مہذب معاشرے کی بنیادی قدر آزادی اظہار ہے جس سے مشرق ابھی تک محروم ہے۔ لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ آزادی اظہار کو بین الاقوامی رویہ تسلیم نہیں کرے گا تو اس معاملے میں اس سے کوئی مصالحت نہیں کی جائے گی۔

یہاں ہم ان سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ وہ براہ کرم واضح کریں کہ آزادی اظہار سے ان کا کیا مفہوم ہے اور بین الاقوامی رویہ کیا ہے؟ آزادی اظہار کا اگر مفہوم یہ ہے کہ ہر شخص کو اظہار کی آزادی ہے تو کیا اس میں کسی کو گالی دینے اور توہین کرنے کی آزادی بھی شامل ہے؟ بلاشبہ اظہار کی آزادی انسانی زندگی کی نشوونما کے لیے ضروری ہے لیکن ہر آزادی کی طرح اس کی بھی کچھ حدود ہیں۔ مثلاً آپ کا جی چاہتا ہے کہ آپ زور زور سے بولیں تو آپ کی آزادی میں یہ اجازت تو شامل نہیں کہ آپ مجھے سونے نہ دیں۔ انگریزی محاورے کے مطابق آپ کے ہاتھ کی حرکت میری ناک کی پھننگ تک ہے' آپ کا ہاتھ اس سے پرے جائے گا تو مداخلت ہوگی جس کا نتیجہ تصادم ہوگا اور یہی بین الاقوامی رویئے کی روح ہے۔ جسے اقوام متحدہ کے منشور میں عدم مداخلت کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ہم دانشوران مغرب سے سوال کرتے ہیں کہ سلمان رشدی نے جو کچھ لکھا ہے' وہ آزادی اظہار کی حدود میں آتا ہے؟ اس ناول کی گندگی کی جانب اشارہ کرنا بھی ہمارے لیے تکلیف دہ ہے پھر ہم برطانیہ کے ذمہ داروں سے دریافت کرتے ہیں۔

1- ناول میں دنیا کے تین مذہب یہودیت' عیسائیت اور اسلام کے جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں' کیا وہ آزادی اظہار ہے؟

2- پیغمبر اسلام ﷺ ' وحی' امہات المومنینؓ اور اصحابؓ رسول ﷺ کے بارے میں جو فقرے کسے گئے اور جو دریدہ دہنی کی گئی ہے' کیا وہ ادب یا اظہار رائے کی آزادی کا جائز استعمال ہے؟

ہم ثبوت میں وہ تمام جملے اور الفاظ درج کر دیتے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جاتا کہ اہل مغرب کس کو تحفظ دے رہے ہیں لیکن ہمارا قلم بھی اس کے نقل کرنے سے کانپتا ہے۔ ہم برطانوی وزیر خارجہ سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر آزادی اظہار کا یہی مفہوم ہے کہ جس پر کسی حالت میں بھی پابندی نہیں لگ سکتی تو پھر توہین عدالت کا برطانوی قانون کیوں ہے؟ پھر اجازت دے دیجئے کہ عدالت کا فیصلہ جس کو نامنظور اور ناگوار ہو وہ سر عدالت جج کو گالی سنا دے' اگر اظہار کی آزادی مطلق ہے تو حدود برطانیہ میں حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیحؑ کے بارے میں سوء ادب کیوں خلاف قانون ہے؟

پچھلے دنوں برطانیہ ہی میں ایک برطانوی انٹیلی جنس افسر کی کتاب پر پابندی لگائی گئی تھی' کیوں؟ کیا آزادی اظہار اس کے لیے نہیں تھی؟

اصل حقیقت یہ ہے کہ مغرب اپنی بے راہ و معاشرت کے سبب تمام اعلیٰ انسانی صفات سے عاری ہو چکا ہے۔

پچھلے دنوں ماہنامہ ہیرالڈ کراچی میں سلمان رشدی کا انٹرویو شائع ہوا تھا۔ اس میں اس نے کہا تھا کہ آج کا زمانہ سیکولرازم (لادینیت) کا زمانہ ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو مذہب کے بارے میں زیادہ حساس نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ٹھیٹھ مغربی نقطہ نظر ہے' مفہوم اس کا یہ ہے کہ جس طرح اہل یورپ نے مذہب کے بارے میں غیر جانبداری اور بے حسی اختیار کر لی ہے' اسی طرح مسلمان بھی مذہب کے معاملے میں غیر جانبدار اور بے حس ہو جائیں۔ دوسرے الفاظ میں مسلمانوں کو بھی اسی طرح بے غیرت ہو جانا چاہیے جس طرح یورپ والے ہیں لیکن خود رشدی سمیت یورپ والوں پر حقیقت واضح ہو گی کہ مسلمان باغیرت قوم ہے اور اپنے رسول ﷺ کے بارے میں ذرا سی گستاخی بھی اس کے لیے ناقابل برداشت ہے' یہ مسلمان قوم کا مزاج ہے جس کو دنیا کو سمجھ لینا چاہیے۔

با خدا دیوانہ باش و با محمد ﷺ ہوشیار

مسلمان کتنا ہی بے عمل اور دین سے دور ہو۔ وہ سب کچھ برداشت کر سکتا ہے اپنے رسول ﷺ کے بارے میں سوء ادب برداشت نہیں کر سکتا۔

یورپ والے یہ بھی کہتے ہیں کہ رشدی نے جب معافی نامہ شائع کر دیا ہے تو پھر اسے معافی کیوں نہیں دی جاتی؟ افسوس کہ عقلیت کا مدعی یورپ یہ بھی نہیں سمجھ سکا۔

ایک گستاخی غیر مسلم کی ہے' ایک مسلمان نام رکھنے والے کی۔ دونوں میں فرق ہے۔ برطانوی مصنف ایچ جی ویلز نے بھی اسی طرح کی بیہودہ گوئی اپنی مختصر تاریخ عالم میں کی تھی۔ مسلمانوں نے اس پر شدید ردعمل کا اظہار کیا تھا لیکن اس کی بیہودہ گوئی باعث تعجب نہ تھی۔ کیونکہ وہ غیر مسلم تھا۔ پھر اس کی تحریر مخالفانہ تو تھی' توہین آمیز نہ تھی۔ لیکن ایک شخص مسلمان گھرانے میں پیدا ہوتا ہے' نام کا مسلمان ہے' وہ اگر گستاخی کرتا ہے تو وہ مخالف کے ضمن میں نہیں بلکہ بغاوت کے ضمن میں آتی ہے۔ اس کا رسمی معافی نامہ قبول نہیں کیا جائے گا' وہ اسی سزا کا مستحق ہے جو دنیا میں ہر باغی کے لیے مقرر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

جناب خمینی نے رشدی کے قتل کا فتویٰ دیا' ٹھیک دیا۔ اس کے سر کی قیمت مقرر کی' ٹھیک کی۔ انہیں ایسا کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی' اگر رشدی ان کے حدود اختیار میں ہوتا۔ انہوں نے فیصلہ سنا دیا' اب اس پر اسی طرح عمل ہوگا جس طرح خود یورپ نے دکھایا۔

ٹراٹسکی کو اسٹالن سے شدید نظریاتی اختلاف تھا۔ جب سٹالن برسر اقتدار آیا تو ٹراٹسکی روس سے نکل کر میکسیکو میں پناہ گزیں ہو گیا۔ میکسیکو اسٹالن کے دائرہ اختیار میں نہیں تھا۔ اس لیے اسٹالن نے اپنے ایجنٹ بھیجے اور انہوں نے ٹراٹسکی کو میکسیکو میں اس کے گھر میں قتل کر دیا۔ سولہ سترہ برس کی بات ہے' اسرائیل کے ایجنٹ ایک نازی جرنیل ایکمین کو لاطینی امریکہ سے پکڑ کر اسرائیل لے آئے۔ معلوم ہوا کہ یہ جرنیل ان کی ہٹ لسٹ پر تھا۔ یہودیوں کا کہنا تھا کہ یہ نازی جرنیل ہزاروں یہودیوں کا قاتل تھا۔ لاطینی امریکہ کا وہ ملک جہاں یہ جنگ عظیم دوم کے بعد پناہ گزین تھا' احتجاج ہی کرتا رہ گیا۔ لیکن نہ اسرائیل نے پرواہ کی نہ امریکہ اور برطانیہ نے اسے غیر بین الاقوامی رویہ قرار دے کر اس کی مخالفت کی۔ اسرائیل نے دھڑلے سے اس کے خلاف اپنی عدالت میں مقدمہ چلایا اور اسے پھانسی پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد یہ پچھلے برس کی بات ہے کہ اسرائیلی کمانڈوز نے تیونس میں داخل ہو کر تنظیم آزادی فلسطین کے لیڈر ابو جہاد کو قتل کیا۔ کیا اسرائیل کی یہ غنڈہ گردی بین الاقوامی رویئے کے مطابق تھی؟

اور اسرائیل تو ایسے اغوا بطور کاروبار کرتا ہے۔ تین چار برس کی بات ہے نائجیریا کی حکومت کو اپنے ملک کا ایک سابق وزیر درکار تھا جو انقلاب کے بعد لندن میں آکر مقیم ہو گیا تھا۔ خفیہ ایجنٹ اس وزیر کو بے ہوش کر کے ایک بڑے صندوق میں بند کرکے لے جا رہے تھے کہ کسٹم والوں کو شبہ ہو گیا۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ اغوا کا یہ کام اسرائیلی ایجنٹوں نے کیا تھا۔

عجیب بات ہے کہ مغرب کے دوست یہ بات کریں تو نہ آزادی اظہار مجروح ہوتی ہے نہ بین الاقوامی رویہ ٹوٹتا ہے اور نہ کوئی احتجاج ہوتا ہے لیکن اگر مشرق کے لوگ اپنے جذبات پر چھری چلنے پر تڑپتے ہیں تو مغرب سراپا احتجاج ہو جاتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کیا سی آئی اے کے قاتل دستے نہیں؟ کیا کے جی بی مخالفین کو قتل نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی؟..... اگر محض اور سیاسی اختلافات میں قتل روا ہے تو کیا وہ شخص واجب القتل نہیں جس نے پورے عالم اسلام کے دل کو مجروح کیا ہے؟"

(روزنامہ جنگ لاہور 15 مارچ 1989ء)

.... یا محمدؐ ہوشیار!

برطانوی اشاعتی ادارے پینگوئن کی طرف سے شائع کی جانے والی سلمان رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" میں حضور رسالت مآب ﷺ کی توہین اور گستاخی کا جو پہلو موجود ہے' اس پر کرہ ارض کے تمام مسلمان تڑپ اٹھے ہیں اور برطانوی مسلمانوں سے لے کر افریقہ' ایشیا' امریکہ اور یورپ کے کونے کونے میں اس کتاب کے خلاف زبردست احتجاجی تحریک جاری ہے اور مصنف' اس کی کتاب اور اشاعتی ادارے کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب اسلام دشمن عناصر کی طرف سے ہوتا رہتا تھا اور مسلمانوں نے غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دریدہ دہنوں کو کیفر کردار تک بھی پہنچایا' لیکن سلمان رشدی کی ناپاک جسارت اس لحاظ سے فکر انگیز ہے کہ وہ خود کو مسلمان کہلاتا ہے۔ وہ بمبئی کے ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد اس کا خاندان کراچی منتقل ہو گیا جبکہ سلمان رشدی نے برطانیہ کا رخ کیا اور وہیں رہ کر ناول نگاری شروع کی۔ اس کی ہر کتاب نے کوئی نہ کوئی طوفان ہی کھڑا کیا لیکن سلمان رشدی کے قلم کو لگام دینے کی ضرورت کسی نے محسوس نہ کی اور یوں اسے اب یہ جرأت ہوئی کہ اس نے شان رسولؐ میں گستاخی کر ڈالی۔ اب تک سلمان رشدی کو ایک ترقی پسند' لبرل' آزاد رو مسلمان مصنف قرار دیا جا رہا تھا اور اسے دانشور ثابت کرنے والوں کی کوئی کمی نہ تھی لیکن "شیطانی آیات" نے اس کے خبث باطن کو عیاں کر دیا ہے اور اس کی متعصب اور مبنی بر جہالت دانش کا بھانڈا بھی پھوڑ دیا ہے۔

شیطانی آیات میں حضور اکرم ﷺ ازواج مطہراتؓ' وحی' قرآن اور بنیادی اسلامی عقائد پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے ایک عام سے مسلمان کے جذبات کو بھی سخت ٹھیس پہنچتی ہے۔ اس لیے کتاب کی اشاعت کے فوری بعد برطانیہ کے مسلمانوں نے اپنے شدید غم و غصے کا اظہار کیا' بھارتی مسلمانوں کے غیظ و غضب کو دیکھ کر نئی دہلی کی سیکولر حکومت کو بھی اس کتاب پر پابندی عائد کرنا پڑی' پاکستان' ملائشیا' خلیجی ممالک اور جنوبی افریقہ تک میں اس کتاب پر پابندی عائد کی جا چکی ہے۔ گذشتہ ہفتے قومی اسمبلی میں ایک قرارداد کے ذریعے اس کتاب' اس کے مصنف اور اس کے اشاعتی ادارے کے خلاف سخت ترین کارروائی کا مطالبہ کیا گیا۔ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ سرکاری سطح پر برطانیہ سے رابطہ کر کے اسے دنیائے اسلام کے جذبات سے آگاہ کرے۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ہر اسلامی ملک برطانوی حکومت تک اہل اسلام کا احتجاج پہنچائے۔ برطانوی حکومت کو جو خاص بات سمجھانے کی ہے' وہ یہ ہے کہ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن توہین رسالت ﷺ اس کی برداشت سے باہر ہے۔ اہل برطانیہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ جب برصغیر پر ان کے استعماری دور میں ایک شاتم رسول راج پال نے اپنی زہریلی کتاب شائع کی تو غازی علم الدین شہید نے اس بدبخت کو جہنم رسید کرنے میں کوئی دیر نہ لگائی اور فوراً پھانسی کے پھندے کو چوم کر شہادت کا درجہ حاصل کیا۔ ہم یہاں فتویٰ دینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اور نہ ہم مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ اور مشتعل کرنا چاہتے ہیں' تاہم شان رسالت ﷺ میں گستاخی کرنے والے کا قتل شریعت کی رو سے جائز تصور کیا جاتا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ سلمان رشدی کو بھی جلد یا بدیر کسی غازی علم الدین کا سامنا کرنا پڑے گا۔

یہاں ہمیں اس پہلو پر ضرور غور کرنا ہوگا کہ آخر اسلام دشمن عناصر اور اب ایک نام نہاد مسلمان کو اس دریدہ دہنی کی جرأت کیونکر ہوئی۔ اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کا نہ صرف ایمان کمزور ہو گیا ہے بلکہ سیاسی قوت کے لحاظ سے بھی ان کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ باہمی منافقتوں اور ایک دوسرے کے خلاف سازشوں نے عالم اسلام کو قابل ذکر قوت بننے ہی نہیں دیا اور اسی کمزوری کا فائدہ اٹھا کر اسلام دشمن عناصر کو حضور رسالت مآب ﷺ کی ذات گرامی قدر پر کیچڑ اچھالنے کی جسارت ہو رہی ہے۔ اس مسئلے کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ برطانیہ میں' جہاں سلمان رشدی کو اپنی کتاب چھپوانے کا موقع ملا ہے' کوئی مذہبی اور اخلاقی قدریں باقی ہی نہیں رہیں اور مذہبی بے غیرتی شرمناک حدوں کو چھو رہی ہے کہ مال و منفعت اور دنیاوی تعیش کی خاطر گرجے بھی فروخت کیے جا رہے ہیں۔ حیاسوز اور مخرب اخلاق حرکات اپنی انتہا پر ہیں۔ خون کے رشتے تک کی تمیز باقی نہیں رہی اور مغربی تہذیب کی معراج یہ ہے کہ انسان جس قدر اخلاقی پستیوں کی انتہا تک پہنچ سکے' اسے مہذب سمجھا جاتا ہے۔ برطانوی معاشرے کے ذہن میں صلیبی جنگوں کی کشمکش کے اثرات آج بھی بہت گہرے نظر آتے ہیں اور اسلام کے خلاف بغض کا اظہار یوں کیا جاتا ہے کہ پالتو کتوں کے نام زیادہ تر صحابہؓ کے نام پر رکھے جاتے ہیں۔ شراب خانوں کو مدینہ اور چکلوں کو مکہ کا نام دیا جاتا ہے۔ کبھی جوتیوں پر آیات قرآنی منقش کر دی جاتی ہیں اور کبھی زیر جامہ پر اسلامی شعائر کا مذاق اڑانے والی تحریریں لکھ دی جاتی ہیں۔

مغرب زدہ مسلمان ترقی پسندی' لبرل ازم اور دانشوری بگھارنے کے لیے ان واقعات کا لطف لیتے ہیں اور ایک قہقہے میں احتجاج کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ اس بے حسی کے ساتھ اسلام دشمن عناصر سے دو دو ہاتھ کرنا مشکل ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان برائے نام مسلمان کے بجائے اسلام کی روح کو اپنے قول و عمل میں داخل کریں اور اپنی صفوں میں ایسا اتحاد پیدا کریں کہ کسی کو پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات عزت مآب کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھنے کی جرأت نہ ہو۔

(اداریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور' 11 فروری 1989ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لے دے کے رہ گئی ہے یہی اپنی کائنات" کے عنوان سے صاحبزادہ سید خورشید گیلانی لکھتے ہیں:

حکیم الامت علامہ اقبالؒ سے چند ملاقاتوں کی یادداشت پر مشتمل فقیر سید وحید الدین کی انتہائی دلچسپ اور یقین افروز کتاب "روزگار فقیر" میں شاعر مشرق سے ایک ملاقات کا حال یوں درج ہے کہ ایک صاحب نے حضرت علامہؒ سے پوچھا "غازی علم الدین کی موت شہادت ہے یا نہیں؟"

ڈاکٹر صاحب نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا "اس کا انحصار نیت پر ہے۔ اس کے بعد سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ حقیقت ذہن میں ہو کہ حملہ آور کا اصل مقصد پیغمبر کے ذاتی وقار کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اس کے لائے ہوئے پیغام کو مجروح اور اس ایمان محکم کو متزلزل کرنا ہے' جو اس پیغام رشد و ہدایت پر قائم و استوار ہے تو یہ حملہ صرف انسانی یا پیغمبرانہ وقار کا قتل نہیں رہتا بلکہ اس ایمان اور عقیدہ کا قتل بن جاتا ہے۔ اس کوشش یا اقدام کے خلاف ہر مدافعت یقیناً صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوتی ہے اور وہی اس کا ٹھیک ٹھاک اجر دینے والا ہے"۔

ڈاکٹر صاحب نے یہ کہہ کر نہایت رقت آمیز لہجہ میں فرمایا:

"میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص میرے پاس آ کر یہ کہے کہ تمہارے پیغمبر نے ایک دن میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے"۔ آج ملعون رشدی کی خرافات و ہفوات پر مشتمل "شاتنک ورسز" جیسی ہذیان زدہ کتاب کے پس منظر میں' عالم اسلام کے جذبات کی' حضرت علامہ کے درج بالا احساسات' بھرپور اور پرجوش ترجمانی اور عکاسی کر رہے ہیں' وہ جو حضرت علامہؒ نے فرمایا ہے کہ

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

دراصل یورپ کو اس خاص ترکیب کا ابھی تک ادراک حاصل نہیں ہوسکا ورنہ وہ ملعون رشدی کے مسئلے کو حقوق انسانی' آزادی رائے اور جمہوریت کا مسئلہ نہ بناتا۔

یورپ کے مفکرین کے ہاں انسان اور قوم کے اجزائے ترکیبی اس سے بالکل مختلف ہیں' جن کا تصور ایک مسلمان کے ہاں موجود اور مستحکم ہے۔ ان کے ہاں انسان کیا ہے؟ بندر کی ترقی یافتہ شکل' چار چھ گیلن پانی' فاسفورس' کولیسٹرول' آئرن کی مخصوص مقدار اور ایسی ہی چند دوسری دھاتوں کے آمیزہ کا نام انسان ہے' اور بس! اسی طرح قوم یا تو نسل سے وجود میں آتی ہے یا وطن سے اور یا رنگ اور زبان سے' مگر ہمارے ہاں نہ انسان اتنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے قیمت ہے اور نہ اس کی ساخت اتنی بے ہودہ کہ منڈی یا دکان پر اس کا مول تول چند سو روپوں میں ہو جائے اور اس طرح قوم یا ملت نسل' وطن' رنگ اور زبان جیسے لکڑی کے جالوں سے تشکیل نہیں پاتی بلکہ ہمارے ہاں انسان خلیفتہ اللہ فی الارض اور امانت الٰہی کا حامل اور امین ہے اور انسانوں ہی سے پیغمبر اور رسول مبعوث کیے گئے اور قوم' رنگ و نسل اور وطن اور زبان سے نہیں' عقیدہ و ایمان سے بنتی ہے۔

یورپ یہ سمجھتا ہے کہ پیغمبر بھی تو انسان ہوتا ہے۔ اگر اس کے بارے میں کچھ لکھ دیا جائے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اور اگر کوئی قوم کسی تحریر پر ناراض ہوتی ہے تو یہ کونسی پریشانی کی بات ہے؟ یہ یورپ کی اس کج فہمی اور بدفکری کا شاخسانہ ہے جو انسان اور قوم کے حوالے سے اس کے اندر رائج ہے' وہ انسان کو دھات' پانی اور ہوا کا آمیزہ اور قوم کو رنگ' نسل' زبان اور وطن کا مجموعہ سمجھ کر انسانیت کے تقدس اور ملت کے تشخص کو فراموش کر دیتا ہے۔ اس لیے وہ توہین رسالت ایسے فعل قبیح کو اس کے صحیح تناظر میں دیکھنے کی زحمت نہیں کرتا اور ہمیں بھی اس سے چنداں غرض نہیں کہ وہ انسان اور ملت کے بارے میں اپنے نظریات میں ضرور تبدیلی لائے لیکن ہم اسے یہ بتانا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان کی سوچ کیا ہے؟

ہر انسان آکسیجن سے سانس لیتا ہے لیکن مسلمان کی سانس کا دوسرا نام عشق رسولؐ ہے۔ ہر انسان پانی پی کر جیتا ہے لیکن مسلمان حب رسولؐ کی آب و ہوا میں زندہ رہتا ہے۔ ہر انسان آنکھ سے دیکھتا ہے لیکن مسلمان کی آنکھ کا سرمہ خاک مدینہ و نجف ہے۔ ہر انسان کے پہلو میں دل دھڑکتا ہے لیکن مسلمان کے دل کی دھڑکن یاد رسولؐ ہے۔ ہر انسان کی رگوں میں خون دوڑتا ہے لیکن مسلمان کی رگوں میں محبت آل رسولؐ گردش کرتی ہے۔ ہر انسان زندگی کو زندگی سمجھ کر بسر کرتا ہے لیکن مسلمان خدا و رسولؐ کی خوشنودی کے لیے زندگی گزارتا ہے۔ ہر انسان آزادی کا خواہاں ہے لیکن مسلمان غلامی رسولؐ کا طلبگار ہے۔ ہر انسان موت سے خوفزدہ رہتا ہے لیکن مسلمان شہادت کی آرزو رکھتا ہے۔ ہر انسان نفع و نقصان کے حوالے سے سوچتا ہے لیکن مسلمان ہر چیز کو عقیدہ و ایمان کے ترازو میں تولتا ہے۔ ہر انسان اپنی ناموس کی فکر میں رہتا ہے لیکن مسلمان اپنی جان کو حرمت رسولؐ پر لٹا دینے کو اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے۔

نماز اچھی' روزہ اچھا' حج اچھا' زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے' مسلماں ہو نہیں سکتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحاؐ کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

یورپ رشدی کے واجب القتل ہونے کے فتوے کو حقوق انسانی کے منافی قرار دیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر لطیفہ کیا ہوگا کہ کون سا انسان؟ جو ان کے نزدیک بندر کی اولاد ہے اور کیسا حق؟ جن کے ہاں کالا اور گورا دیکھ کر حقوق متعین ہوتے ہیں۔ انسان کے مقدس ہونے کا تصور مسلمان کے ہاں ہے اور اس کے حقوق کا تحفظ بھی سب سے پہلے اسلام نے کیا ہے، جس نے انسان کو اشرف المخلوقات اور کالے اور گورے اور بندہ و آقا کی تمیز کو فساد آدمیت قرار دیا ہے اور تاریخ نے اپنی آنکھوں سے علیؓ و بلالؓ کو دوش بدوش چلتے اور نواسہ رسول امام حسنؓ اور غلام زادہ اسامہ بن زیدؓ کو آغوش رسولؐ میں زانو بہ زانو بیٹھے دیکھا۔

ہم جب رشدی کو واجب القتل قرار دیتے ہیں تو یہ فتویٰ محض ایک فرد، ایک آدمی اور ایک انسان کے خلاف نہیں بلکہ ہر وہ سوچ واجب القتل ہے جو دلوں سے احترام رسولؐ فنا کرتی ہے، وہ ذہنیت واجب القتل ہے جو گستاخی رسولؐ کا سوچتی ہے، واجب القتل ہے جو پیغمبرؐ کے خلاف لکھتا ہے اور وہ زبان واجب القتل ہے جو نبیؐ کے خلاف بکتی ہے اور پیغمبر بھی ایسا جو محض مسلمانوں کا نبی نہیں، انسانیت کا محسن ہے، حقوق انسانی کا نگہبان ہے، ناموس آدمیت کا محافظ ہے، جس نے انسان کی حرمت کو کعبے سے افضل اور انسان کی ذات کو راز الٰہی قرار دیا ایسے پیغمبر کی توہین، وقار انسانی کی توہین ہے، ناموس آدمیت پر حملہ ہے، شرف آدم کی گستاخی ہے۔ جو شخص انسانیت کی آن کو ملحوظ نہیں رکھتا، کسی کو اس کی جان کا لحاظ کیسے ہو سکتا ہے؟

ملعون رشدی کے اس مکروہ قضیئے میں یورپ کا ایک اور نفسیاتی مسئلہ بھی ہے اور بدقسمتی سے عالم اسلام کی بعض کمزوریاں اور کوتاہیاں یورپ کو ایسے مسائل پیدا کرنے پر ابھارتی ہیں۔ اس کا نفسیاتی پرابلم یہ ہے کہ تاریخ کے ہر موڑ پر اسے اگر سابقہ پیش آیا ہے، تو اسلام سے آیا ہے اور اسلام سو بار ڈوب کر بھی بڑی شان سے پھر طلوع ہوا ہے اور زمانے کی سائنسی کروٹیں، دنیا کے فلسفیانہ، مغالطہ، ٹیکنالوجی کی بے محابا طاقت، میڈیا کے بے شمار حملے اور کھلی جارحیتیں سب کی سب نہ اسلام کی حقانیت اور آفاقیت کو جھٹلا سکی ہیں اور نہ مسلمانوں کے جوہر کو کچلا سکی ہیں، یورپ نے ہر حربہ آزما کر دیکھا۔ صلیبی جنگوں سے لے کر عہد حاضر کی سازشوں تک، اسلام اور اہل اسلام نے ہر زخم سینے پر کھایا ہے مگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیٹھ نہیں دکھائی۔

ترکی خلافت کا سقوط' عرب اور ترک محاذ آرائی' ننگی طاقت اور تلبیس سے عالم اسلام کا ایک بڑا حصہ شکنجہ غلامی میں کس دینا اور آج "جنگجو اسلام" اور "بنیاد پرستی" ایسی اصطلاحات کی آڑ میں مسلمانوں کو وحشی "بدو' دہشت گرد" اور نہ جانے کیا کیا باور کرانے کی مہم' یہ ساری کڑیاں اسلام اور اہل اسلام کو موم کی ناک بنانے کے سلسلے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یورپ نے سوچا کہ جنگ مسلط کر دی جائے تو مسلمان ہار مان جائیں گے' اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے تو اہل اسلام گھٹنے ٹیک دیں گے' ایٹمی ٹیکنالوجی پر پابندی لگا دی جائے تو عالم اسلام جھک جائے گا' یورپ نے یہ سارے پاپڑ بیلے' مسلمانوں کا ناک میں دم ہوا لیکن ہر بار اپنے بال و پر جھٹک کر محو پرواز ہوگئے۔ یورپ نے بڑے گہرے تفکر اور شیطان کے اپنی مجلس شوریٰ سے خطاب کو خوب سمجھ کر اب یہ رستہ نکالا ہے کہ

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

ملعون رشدی کی اس کتاب کا لب لباب یہی ہے کہ مسلمانوں کے دل سے حب نبیؐ کی تپش چھین لی جائے تو مسلمان خود بخود راکھ کا ڈھیر بن جائیں گے اور پھر اس راکھ پر پانی کے چند چھینٹے چھڑک کر اسے زمین کے برابر کر دیا جائے' لیکن یہاں یورپ کو پھر ٹھوکر لگی۔ اس نے حکمرانوں کے آئینے میں عام مسلمان کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی۔ اس نے سمجھا کہ ان میں زندگی کی رمق نہیں رہی' ان کے اعصاب شل ہوگئے ہیں' ان کے دل بجھ گئے ہیں' ان کے جذبات سو گئے ہیں اور اب صور اسرافیل پر بھی بڑی مشکل سے اٹھیں گے' اسے یہ اندازہ نہ ہوسکا کہ لاریب مسلمان اپنی تہذیب سے ناآشنا ہوگئے ہیں' اپنا نظام حکومت بھول بیٹھے ہیں' اپنی شکل و صورت بگاڑ بیٹھے ہیں' اپنی اقتصادیات گروی رکھ بیٹھے ہیں مگر اس سب کے باوجود دل کا سودا بازار عشق مصطفےؐ میں کرتے ہیں۔ اگرچہ مسلمان ہزار بار سرراہ لوٹے گئے' یورپ انہیں لوٹ کر لے گیا' امریکہ لوٹ رہا ہے لیکن خود جب لٹانے پر آتے ہیں تو اپنا سب کچھ ناموس مصطفےؐ پر لٹا کر خوش ہوتے ہیں بلکہ اس پر بھی مطمئن نہیں ہوتے اور کہتے رہ جاتے ہیں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا' نہ بس ایک جاں' دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا' کروں کیا' کروڑوں جہاں نہیں

رشدی ملعون نے تو براہ راست حملے کیے ہیں' مسلمان تو اشارے اور کنائے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گستاخی کو بھی ناقابل معافی قرار دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک نعلین نبیؐ کی نوک، تاج شاہی سے زیادہ معظم اور محترم ہے، ان کے ہاں آپ کا نقش کف پا سجدہ گاہ عشق ہے، اہل اسلام، کہکشاں کو آپ کے قدموں کی دھول سمجھتے ہیں، ارباب عشق کلی کی چٹک کو تبسم رسولؐ کا صدقہ سمجھتے ہیں، صاحبان نظر کے عقیدے میں آب حیات، ان کے تلووں کا دھوون ہے، خلعت شاہی آپ کے لباس کی اترن ہے، دیار حبیبؐ کے کوچے، جنت کے باغیچے ہیں بلکہ درمندان عشق ہر اس شخص کو اپنا امام سمجھتے ہیں جو ان کی گلی کا گدا ہو۔ خواجہ فریدؒ نے کہا ہے

تیڈے نام توں مفت وکانڈڑی آں
تیڈے باندیاں دی ہیں باندڑی آں
ہم در دے کتیاں نال ادب

یورپ نے اس شیطانی کتاب کے ذریعے چاہا ہے کہ مسلمانوں کی سیاست عدم استحکام کا شکار ہے، حکمران استعمار کے آلہ کار ہیں، معیشت مفلوج ہے اور دفاع کمزور ہے۔ لے دے کے ایک حب نبیؐ کا جذبہ ہے۔ اگر وہ بھی کسی طرح ان کے دلوں سے نکال لیا جائے تو مسلمان ہمیشہ کے لیے غلام بن جائیں گے۔ یورپ ہم سے ہماری یہ کائنات چھین لینا چاہتا ہے۔ اہل اسلام اپنے ہر معاملے میں غافل واقع ہوئے ہیں لیکن ناموس رسولؐ اور حب نبیؐ ان کو اپنے مال، اپنے وطن، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی عزیز رہی ہے اور متاع عزیز فراموش کرنے والی چیز نہیں ہوتی، اور یہی وہ متاع عزیز ہے، جس کے سہارے مسلمان زندہ ہیں ورنہ زندگی کا جواز کیا رہ جاتا ہے؟

اک عشق مصطفےٰؐ ہے اگر ہوسکے نصیب
ورنہ دھرا ہی کیا ہے جہان خراب میں"

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، ۲۴ جولائی ۹۳ء)

ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ملعون رشدی

"ایمنسٹی انٹرنیشنل انسانی حقوق کی حفاظت اور دنیا میں امن و سلامتی کے قیام کی غرض سے کام کرنے والی ایک معروف عالمی تنظیم ہے، جو اپنے خفیہ اور وسیع ذرائع و وسائل سے دنیا کے مختلف ممالک میں انسانیت پر ہونے والی زیادتیوں کی حق تلفیوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مظالم کا پردہ فاش اور ان کے تدارک کی کوشش کرتی ہے۔ اس کے شوروغل مچانے سے اگرچہ مظلوموں کو رہائی نہ ملے' دنیا' کم از کم ان کی بدحالی سے واقف تو ہو جاتی ہے مگر اس کا کیا کیا جائے کہ دیگر بین الاقوامی اداروں کی طرح اس تنظیم کے کرتا دھرتا بھی یہودی اور عیسائی ہونے کے ناتے سے بعض اوقات اسلام اور مسلم دشمنی کی رو میں بہہ جاتے ہیں اور اس ضمن میں المناک اور کھلے شواہد مہیا کر دیتے ہیں۔ تازہ اطلاع کے مطابق اس عالمی تنظیم نے اپنی جانب سے امن و سلامتی کے ایوارڈ کے لیے ترکی سے ایک ایسے ملحد شخص کا انتخاب کیا ہے' جس نے بدنام زمانہ سلمان رشدی کی مشہور کتاب "شیطانی ہفوات" کا ترکی زبان میں ترجمہ شائع کر کے راتوں رات ذلت و رسوائی میں اپنا نام پیدا کر لیا۔ عزیز نشین وہی شخص ہے جس کے ترجمہ کی اشاعت کے بعد ترکی کے مسلمانوں نے اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اس ہوٹل کو آگ لگا دی تھی' جس میں وہ ٹھہرا تھا۔ ۳۷ سے زاید افراد آتش زدگی کے اس حادثہ کا شکار ہوگئے تھے۔

سلمان رشدی کی کتاب اس قدر بدنام ہوچکی ہے کہ اس پر مزید تبصرہ و تعارف کی ضرورت ہے' نہ کوئی گنجائش۔ اس کا ترجمہ بھی اتنا ہی سہل' شر انگیز اور فتنہ و فساد کو بھڑکانے والا ہی ہوسکتا ہے۔ انسانی حقوق کی بلند پایہ تنظیم کی جانب سے یہ انعام گویا اسلام دشمن' فتنہ پرور اور مسلم آزار لوگوں کے لیے کھلی دعوت اور ترغیب ہے اور اس امر کا اعلان ہے کہ ان کی طرف سے اسلامی شعائر و اقدار کی توہین و تضحیک قابل قدر اور مستحسن ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے اپنی اس حرکت سے مسلمانوں اور منصف مزاج لوگوں کے دلوں سے اپنی قدر و منزلت گھٹائی ہے اور اپنے مداحوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اس مترجم کو امن ایوارڈ کا مستحق قرار دینا عام لوگوں کے لیے قطعی ناقابل یقین اور انتہائی حیرت و تعجب کا باعث ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مذکورہ تنظیم ساری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات سے یکسر ناواقف ہے (جو بالکل ناقابل یقین ہے) یا پھر اس کا یہ اقدام اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ دنیا میں جو بھی کام اسلام اور مسلمانوں کو بے عزت اور ان کے جذبات کو پامال کرنے کی غرض سے کیا جائے گا' اس ادارہ کی جانب سے تعریف اور انعام کا مستحق ہوگا۔ گویا حقوق انسانی کی اس تنظیم نے ایسے بدکرداروں کے لیے عالمی سطح کا ایک محفوظ پلیٹ فارم فراہم کر دیا ہے' جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے' کم ہے۔

وطن عزیز پاکستان میں ایمنسٹی انٹرنیشنل اور انسانی حقوق کے حوالہ سے کام کرنے والے افراد کہنے کو تو مسلمان ہیں لیکن قریباً سبھی کے دلوں میں اسلام کی کماحقہ' عزت و تکریم اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی نہیں ہے [illegible] بھی ان کی نظروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بیچ ہیں' اس لیے ان کے اقوال و افعال سے اسلام سے بغض و عناد کے کھلم کھلا مظاہرے دیکھنے میں آتے ہیں۔ قرآن کریم کی شان والاتبار پر حرف آتا ہے اور پاکستان دشمنی ٹپکتی ہے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میں حیران ہوا کرتا تھا یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے؟ اب ملعون رشدی کیس میں اینمنٹی انٹرنیشنل کی بلی تھیلے سے باہر آئی ہے تو پتہ چلا ہے کہ اس نام نہاد ادارے (اور اس سے متعلقہ پاکستانی کارکنوں) کی (بھی) فکری اور نظری تعمیر ہی اسلام دشمنی پر ہوئی ہے۔

ملعون رشدی کیس میں دیار مغرب کی شدید دلچسپی' اس کی پشت پناہی اور اسے اکرام و وظائف سے نوازنا' اس کے قتل کا فتویٰ واپس لینے کے لیے ایران پر دباؤ ڈالنا اور اب اینمنٹی کا ملعون عزیز نشین کو بھی امن و سلامتی کا ایوارڈ دینا اس امر کے بین شواہد ہیں کہ "شیطانی ہفوات" کی تصنیف ملعون رشدی کا ذاتی فعل نہیں تھا' یہ اقوام مغرب کی اسلام کے خلاف سازش ہے اور سوچی سمجھی پالیسی ہے۔

یہ مضمون "نوائے وقت" لاہور' بابت ۲ جنوری ۹۴ء میں چھپ چکا تھا کہ "نوائے وقت" ۱۴ جنوری میں یہ خبر شائع ہوئی:

سلمان رشدی برطانوی جاسوس ہے

پیرس (اپ س) فرانسیسی رسالے "پیرانج" نے اپنے حالیہ شمارے میں انکشاف کیا ہے کہ سلمان رشدی برطانیہ کا جاسوس ہے۔ اس نے اپنی کتاب شیطانی آیات برطانوی جاسوسی ادارے کے حکم پر لکھی۔ رسالہ لکھتا ہے کہ برطانیہ سلمان رشدی کے حفاظتی انتظامات پر سالانہ ۳۰ لاکھ فرانک خرچ کرتا ہے۔ رسالے نے سوال کیا ہے کہ انگریز قوم بڑی کنجوس ہے۔ جہاں اسے فائدہ نہ ہو' وہ ایک فرانک بھی خرچ نہیں کرتی' اس لیے اگر رشدی برطانیہ کے مفادات کی خدمت نہیں کرتا تو پھر اس پر ان کی رقم خرچ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔ (ماہنامہ "المذاہب" لاہور' جولائی ۹۴ء)

ترکی اور شیطانی کتاب

"ترکی میں دل آزار کتاب "شیطانی آیات" کے سلسلے میں بھڑک اٹھنے والے تشدد کے باعث ۴۰ افراد ہلاک اور ۱۵۰ زخمی ہوگئے۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب نماز جمعہ سے فارغ ہونے والے مسلمانوں نے اس ہوٹل کا رخ کیا' جہاں "شیطانی آیات" کے کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصوں کا ترجمہ کرنے والا ترک مصنف ٹھہرا ہوا تھا۔ مسجدوں سے نکلنے والے ہزاروں مسلمانوں نے، جو ۸۷ سالہ ترک مصنف عزیز نشین کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ ہوٹل کے باہر مظاہرہ کرنے کے دوران ایک ثقافتی مرکز پر پتھراؤ کیا اور بائیں بازو کے افراد کی ملکیت ریستورانوں پر بھی حملہ کیا۔ مشتعل ہجوم نے کتابوں کی دکان کے علاوہ کئی کاروں کو بھی نذر آتش کر دیا۔ اسی دوران وہ ہوٹل جہاں عزیز نشین ٹھہرا ہوا تھا، میں آگ لگ گئی۔ ہجوم نے آگ بجھانے والے عملے کو بھی ہوٹل تک جانے سے روکا مگر فوجی دستوں نے موقع پر پہنچ کر ہوائی فائرنگ کر کے آگ بجھانے والی گاڑیوں کے ہوٹل تک پہنچنے کا راستہ صاف کیا۔ آگ پر قابو پانے میں کئی گھنٹے لگے اور آگ بجھانے والے عملے نے کئی گھنٹوں تک اوپر کی منزلوں میں پھنسے افراد کو نکالنے کا کام جاری رکھا۔ ترک مصنف کے خلاف مظاہرے کی دعوت، اسلام پسند اخبارات نے شائع کی تھی۔ عزیز نشین ناول نگاری کے علاوہ ڈرامے بھی لکھتا ہے۔ اس کے ترجمہ "شیطانی آیات" کے اقتباس بائیں بازو کے ایک اخبار نے بڑے پیمانے پر شائع کیے تھے، لیکن ترک مصنف کے خلاف ہونے والے تازہ مظاہرے کا سبب اس کی جمعرات کے روز کی وہ تقریر تھی، جس میں اس نے دل آزار جملے ادا کیے تھے۔

اس نے کہا تھا کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (نعوذ باللہ) نبی نہیں مانتا۔ دریدہ دہن ترک مصنف نے قرآن پاک کے (نعوذ باللہ) الہامی کتاب ہونے پر بھی شک کا اظہار کیا تھا۔ میدیمک ہوٹل کو جہاں آگ بھڑک اٹھی تھی، آگ سے شدید نقصان پہنچا۔ مرنے والے تمام افراد ہوٹل میں رہائش پذیر تھے۔ مرنے والے زیادہ تر افراد دھوئیں کے باعث دم گھٹنے سے ہلاک ہوئے۔ مرنے والوں کی اکثریت مصنف، شاعر اور پبلشر حضرات پر مشتمل ہے۔ یہ حضرات ایک کانفرنس میں شرکت کرنے کے لیے اس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ادھر ترک دریدہ دہن مصنف کو جو خود بھی اس کانفرنس میں ہی شرکت کرنے کے لیے سیواس آیا تھا اور میدیمک ہوٹل میں ٹھہرا تھا۔ آگ کے دوران زیادہ چوٹیں نہیں آئیں، اسے آگ بجھانے والے عملے نے ہوٹل سے بحفاظت نکال لیا اور انقرہ پہنچایا۔ اسے سر میں معمولی زخم آیا ہے۔ ادھر ترک وزیر اعظم تانسو چلر نے ترک عوام سے پرسکون رہنے کی استدعا کی ہے۔ انہوں نے کابینہ کے ہنگامی اجلاس کے بعد اخبار نویسوں کو بتایا کہ سیواس قصبے میں امن و امان بحال کر دیا گیا ہے اور فوج نے شہر کا کنٹرول سنبھالا ہوا ہے۔ ترک وزیر اعظم نے کہا کہ "تمام ضروری اقدامات کر لیے گئے ہیں"۔ انہوں نے بتایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ نائب وزیر اعظم اردل انونو اور فوج کے سربراہ جنرل دوگان گوریز' سیواس جا کر خود جائزہ لیں گے۔ ادھر ۸۰ ہزار آبادی کے قصبے میں ۲ یوم کے لیے کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے۔ وزیر داخلہ محمد غازی اوگلو نے جو قصبے کا دورہ کر چکے ہیں' یہ بتانے سے انکار کر دیا کہ سیواس میں کب تک خصوصی حفاظتی اقدامات برقرار رکھے جائیں گے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۴ جولائی ۱۹۹۳ء)

میڈونا اور سلمان رشدی

"امریکی گلوکارہ میڈونا کی جنسی بے راہ روی کی داستانیں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ہر تین ماہ کے بعد اپنا بوائے فرینڈ بدل لیتی ہے۔ اس کی کتاب "سیکس" نے اسے دنیا بھر میں بدنام کر کے رکھ دیا ہے لیکن ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ اس کا کہنا ہے کہ وہ ایک مذہبی عورت ہے۔ اسے اپنے مذہب سے بڑا پیار ہے۔ وہ کہتی ہے کہ اس میں لاکھ برائیاں ہیں لیکن وہ اپنے مذہب کی سچائی کو تسلیم کرتی ہے۔ دراصل میڈونا کے خاندان کا تعلق رومن کیتھولک فرقے سے ہے۔ رومن کیتھولک انتہا پسند اور بنیاد پرست تصور کیے جاتے ہیں۔ میڈونا نے ایک ایسے ماحول میں پرورش پائی' جہاں ہر اتوار چرچ جا کر دعا مانگنا فرض سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ حالات و واقعات نے میڈونا کو اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے' جہاں لوگ اسے "سیکس سمبل" سمجھتے ہیں لیکن آج بھی وہ اپنی مذہبی شخصیت پر اصرار کرتی ہے۔

گزشتہ دنوں میڈونا نے اپنی نئے گانوں کی البم "سپرم" کی ریکارڈنگ کراتے وقت اپنی متنازعہ شخصیت کے بارے میں کھل کر باتیں کیں۔ میڈونا کی ان باتوں کو دنیا کے بین الاقوامی شہرت کے حامل اخبارات و جرائد نے شائع کیا۔ اس گفتگو میں میڈونا نے بتایا کہ "سیکس" کی اشاعت کے بعد انٹرویو کے لیے سب سے زیادہ منت ساجت شیطانی آیات کے مصنف ملعون سلمان رشدی نے کیے۔ میڈونا کے مطابق میں نے اسے صاف صاف کہا "تم ایک بدبخت آدمی ہو' جس نے کنفیوز ہو کر اپنے مذہب کے بارے میں غلیظ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ تم اگر چاہو تو مجھے بھنبوڑ سکتے ہو۔ مگر تم اپنے مذہب کے بارے میں گندے خیالات کا اظہار کرو' یہ مجھے قبول نہیں"۔ میڈونا نے کہا کہ وہ دنیا کے ہر مذہب کا بالکل اسی طرح احترام کرتی ہے' جیسے عیسائیت کا۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ اپنا جسم ضرور فروخت کرتی ہے مگر مذہب کے نام پر سودے بازی نہیں کرتی۔ جب سلمان رشدی نے انٹرویو کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ اصرار کیا تو میڈونا نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ وہ روحانیت پسند عورت ہے"۔
(روزنامہ "پاکستان" لاہور کا جمعہ میگزین' دنیائے فن' ۱۲ر مارچ ۱۹۹۳ء)

ملکہ ازابیلا کے کولمبس سے ناجائز تعلقات تھے ـــــ سلمان رشدی

نیویارک (انٹرنیشنل ڈیسک) سلمان رشدی نے ایک کہانی لکھی ہے' جس میں انکشاف کیا گیا ہے کہ امریکہ دریافت کرنے والے ہسپانوی سیاح کرسٹوفر کولمبس اور ملکہ ازابیلا کے مابین ناجائز تعلقات تھے۔ "نیوز ویک" کے مطابق تاریخی افسانہ "سکوائر" میگزین کی نومبر کی اشاعت میں شائع ہوگا۔ رشدی رقمطراز ہے "ملکہ نے اپنی کنیزوں کو رخصت کر دیا اور کولمبس کو انگلیوں سے بالوں میں کنگھی کرنے اور چھیڑ چھاڑ کی اجازت دے دی۔ اس دوران کولمبس کو ملکہ کا چہرہ' سیاہ گیسوؤں کے سمندر میں مستور ایک حسین جزیرے کی مانند محسوس ہو رہا تھا۔ اس موقع پر ملکہ نے کولمبس سے اس کی خواہش پوچھی تو اس نے دبے ہوئے الفاظ میں ملکہ سے تعلقات کی خواہش کا اظہار کر دیا"۔ (اور افسانہ نگار لکھتا ہے کہ ملکہ نے انکار نہیں کیا)ـــــ (ماہنامہ "شاداب" اکتوبر ۹۱ء)

سلمان رشدی اپنی "خدمات" پر امریکی یونیورسٹی کا اعزازی پروفیسر بن گیا

"بدنام زمانہ کتاب "شیطانی ہفوات" کے بدنام زمانہ برطانوی مصنف سلمان رشدی کو امریکہ کی میی چوسس یونیورسٹی نے اس کی "خدمات" کے اعتراف میں اعزازی پروفیسر کی ڈگری دی ہے۔ سلمان رشدی گزشتہ چار سال سے روپوش ہے' جو گزشتہ روز اپنا اعزاز حاصل کرنے کے لیے اچانک یونیورسٹی میں نمودار ہوا اور ۶۰۰ طلبا کے مجمع سے خطاب کیا۔ اس موقع پر ۴۶ سالہ رشدی کے اردگرد سخت پہرہ تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ گزشتہ چار سال میں متعدد بار منظرعام پر آیا کیونکہ اس کے خیال میں دہشت گردی سے ٹکر لینے کا بہترین طریقہ یہی ہے"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور' ۲۵ر نومبر ۱۹۹۳ء)

سلمان رشدی کی دہشت زدہ زندگی کی بہترین عکاسی کرنے والے مصنف کے لیے انعام کا اعلان

"تہران (پی پی اے) بھارتی نژاد برطانوی مصنف سلمان رشدی کی موت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتوے کے چھ سال بعد ایران کہانی لکھنے کا مقابلہ منعقد کرا رہا ہے۔ ایران کے تبلیغ اسلامی کے دفتر کے مطابق رشدی کی دہشت زدہ پر عذاب زندگی کی بہترین نقشہ کشی کرنے والے مصنف کو اشرفیوں کا انعام دیا جائے گا"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۴ر فروری ۹۵ء)

"چھ سال پناہ گاہ میں چھپنے کے تجربے کو میں ہی جانتا ہوں"—— (سلمان رشدی)

"لندن (انٹرنیشنل ڈیسک) "شیطانی آیات" کے مصنف سلمان رشدی نے کہا ہے کہ وہ پچھلے چھ سال سے پناہ گاہوں میں چھپے رہنے کے دوران جس تجربے سے گزر رہا ہے' اس سے دوسرے لوگ اس تجربے سے گزرنے کے بعد ہی واقف ہوسکتے ہیں۔ جریدے "نیوز ویک" کے ساتھ ایک انٹرویو میں سلمان رشدی نے کہا کہ وہ بازار سے کپڑے نہیں خرید سکتا۔ اس کے گھر میں کبھی پلمبر نے یا مرکزی ہیٹنگ سسٹم کو ٹھیک کرنے والے نے بھی آنا ہوتا ہے۔

رشدی نے کہا کہ وہ سمجھتا ہے کہ مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں نے اس معاملے کو بگاڑ کر بدترین بنا دیا ہے۔ لوگوں کے دماغوں میں ایک ڈرانے والے خواب کا منظرنامہ بیٹھ چکا ہے۔ رشدی نے کہا کہ وہ اپنے ناول میں ایک شاعر فلنٹ سونز کے خوبصورت شعر شامل کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے لوگوں کے خوف سے اپنے شعر اس ناول میں استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی۔ رشدی نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ وہ پچھلے دو سال میں بڑے بڑے سیاستدانوں سے مل کر اکتا چکا ہے۔ لوگوں کو یہ پتہ نہیں کہ ان سے ملنے کے لیے کتنا عرصہ پہلے تیاریاں پکڑنا پڑتی ہیں۔ مجھے ان سیاست دانوں سے گلہ تو نہیں ہے لیکن میں ادیب ہوں اور اپنی باقی زندگی اقتدار کی غلام گردشوں کے چکر لگاتے ہوئے نہیں گزار سکتا۔ سلمان رشدی نے کہا کہ اس کے قتل کی دھمکیاں دہشت گردی کی ایک قسم ہے' جو آسان ترین ہدف کے خلاف استعمال کی جاتی ہے اور اگر اسے نظرانداز کر دیا گیا تو اسے دوہرایا جائے گا۔

سلمان رشدی نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ ایسے گھر میں پیدا ہوا جو لوگوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس کی تین بہنیں تھیں اور کوئی بھائی نہیں تھا اور یہ اس کی زندگی کا تجربہ ہے کہ عورتیں مردوں سے زیادہ دلچسپ ہوتی ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں اس نے کہا کہ جب بھی کسی ملک میں بڑا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا پہلا کام عورتوں کو قید کرنا ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشدی نے دعویٰ کیا کہ اسلامی ممالک میں شیطانی آیات پر پابندی کے باوجود اس کی فوٹو کاپیاں ہو رہی ہیں اور مغرب میں یہ مزید سنجیدگی سے پڑھی جا رہی ہے۔ سلمان رشدی نے کہا کہ وہ اپنے شہر بمبئی میں جانا چاہتا ہے جہاں اسے باپ کے ترکے میں مکان ملنے والا ہے لیکن اسے ڈر ہے کہ کچھ مقامی انتہا پسند یا سیاستدان اس کے لیے کوئی مشکل نہ کھڑی کر دیں۔ رشدی نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کے آبائی علاقے میں ایک صحافی گیاجی نے سروے کر کے بتایا کہ اس کی بستی کے لوگ چاہتے ہیں کہ وہ دوبارہ علاقے میں واپس آ جائے' تاہم بعض انتہا پسند اس کے خلاف ہیں"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور' ۱۲ر فروری ۹۵ء)

زندہ مردہ

"سلمان رشدی کو جب امام خمینی نے ہلاکت کا مستحق قرار دیا ہے' اسی دن سے وہ چھپے چھپے پھر رہا ہے۔ کبھی وہ کسی جگہ پناہ لیتا ہے تو کبھی کسی اور خفیہ ٹھکانے میں چند دن گزارتا ہے۔ اس کی امریکی بیوی اسے چھوڑ کر جا چکی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ میں تو بے گناہ ہوں' میرا جرم صرف یہ ہے کہ میں نے سلمان رشدی سے شادی کی تھی لیکن اس کی پاداش میں ہمیشہ کے لیے جیتے جی زیر زمین ہو جاؤں یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟ چنانچہ اس نے عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے سلمان رشدی کو اس کی سزا بھگتنے کے لیے چھوڑ دیا اور خود کہیں اور چلی گئیں۔ مگر سنا ہے کہ ابھی تک اس نے "معتوب رشدی" سے طلاق حاصل نہیں کی ہے۔

سلمان رشدی کا مسئلہ یہ ہے کہ جب سے اس نے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی ہے' دنیائے مغرب نے اسے اپنا ہیرو بنا لیا ہے۔ انہیں تو مسلمانوں کو بنیاد پرست ثابت کرنے کا بہانہ چاہیے۔ برطانوی حکومت نے سلمان رشدی کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے جو بہت مہنگا سودا ثابت ہو رہا ہے۔ رشدی کی حفاظت کے لیے پولیس فراہم کی گئی اور وہ ہروقت پہرہ چوکی میں رہتا ہے۔ اس پر برطانیہ کے لاکھوں پاؤنڈ خرچ ہو جاتے ہیں مگر مسلمانوں کے خلاف اس "شوپیں" کو دنیا کے سامنے عالم اسلام کے مقابلے میں مظلوم اور مجبور ظاہر کرنے کی یہ قیمت' مغربی دنیا والے بخوشی ادا کر رہے ہیں۔

سلمان رشدی ہروقت خدا جانے کہیں پوشیدہ رہ کر زندگی گزارتا ہے لیکن کبھی کبھی وہ اچانک پولیس کے بھاری پہرے میں کسی جگہ نمودار ہو جاتا ہے اور مغربی میڈیا کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی پبلسٹی کرنے کا اور اس بہانے اسلام کو ہدف نکتہ چینی بنانے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ سلمان رشدی نے اپنے بدنام زمانہ ناول کے بعد ایک اور ناول بھی شائع کرایا ہے اور اب اس کا ایک اور ناول مکمل ہے۔ اس شخص کی بدبختی جسے بعض لوگ خوش قسمتی سمجھتے ہیں' یہ ہے کہ جب سے اسلام کے معتوب کے حوالے سے شہرت ملی ہے' یورپ اور امریکہ اور دوسرے مخالف اسلام ملکوں میں اس کی آؤ بھگت بھی زیادہ ہوگئی ہے اور کتابوں سے وصول ہونے والی آمدنی میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ پچھلے دنوں ایک امریکی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے رشدی نے شکوہ کیا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اپنی باقی ماندہ زندگی اس طرح چھپ کر کیسے گزاروں گا؟ سیاست دانوں سے ملاقاتیں کر کے' اپنی حفاظت کی اپیلیں کر کے' میں تھک چکا ہوں اسی چکر میں دو سال تک میں کچھ نہ لکھ سکا۔ میں ان کی کہاں تک خوشامد کروں کہ میری جان بخشی کرائی جائے۔ رشدی کو شاید علامہ اقبال کا شعر یاد نہ رہا کہ:

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اگر اس نے خدا کو معبود بنایا ہوتا تو سیاستدانوں کی خوشامد کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

اسی انٹرویو میں رشدی نے کہا ہے کہ میں انڈیا میں پیدا ہوا تھا۔ سولہ سال کی عمر تک وہیں رہا لیکن افسوس ہے کہ بھارت میں پرانا کلچر اور ماحول ختم ہو رہا ہے۔ بھارت خود کو سیکولر کہتا ہے مگر وہاں اکثریت کٹر مذہبی ہے تو پھر یہ ملک سیکولر کیسے ہو سکتا ہے؟ میں اسی بھارت کے متعلق لکھنا چاہوں گا جہاں میں نے جنم لیا تھا اور جو تبدیل ہو چکا ہے۔ میں مغرب میں رہتا ہوں اور میرا کہنا ہے کہ میں صحیح معنوں میں انڈین نہیں ہوں۔

رشدی نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ مغربی ملکوں میں اس کی کتاب "شیطانی ہفوات" بہت مقبول ہو رہی ہے۔ لیکن رشدی کو یہ احساس ابھی تک نہیں ہوا کہ اس مقبولیت اور دولت کی دنیا اور آخرت میں اسے کیا قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے۔ اپنے سولہ سالہ بیٹے کے بارے میں رشدی نے بتایا کہ میں نے اسے کسی مذہب کی تعلیم نہیں دی۔ صرف دیانت داری سکھانے کی کوشش کی ہے اسے میرے تمام حالات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسائل کا علم ہے مگر مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ وہ مذہب سے بالکل آزاد ہے۔

سلمان رشدی جیسے باپ کا بیٹا ایسا ہی ہو سکتا ہے!"

(ہفت روزہ فیملی میگزین لاہور' 19 تا 25 فروری 95ء)

اب قائداعظمؒ کی کردار کشی

"بدنام زمانہ شاتم رسول سلمان رشدی کی طرف سے ہندوستان کی تحریک آزادی کے اہم کرداروں کے بارے میں ایک ڈرامہ سیریل لکھی جا رہی ہے جس میں قائداعظمؒ کا منفی انداز میں واجبی ذکر ہوگا۔ یہ بات قائداعظمؒ پر فلم بنانے میں مصروف اکبر ایس احمد نے گزشتہ روز گورنر ہاؤس میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے بتائی۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی حکومت نے قائداعظمؒ پر فلم کے سلسلے میں بمبئی میں شوٹنگ کی اجازت نہیں دی۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور' 14 اپریل 95ء)

حیراں ہوں کہ ابھی تک زندہ ہوں

"بدنام مصنف سلمان رشدی نے سویڈش ٹیلی ویژن پر ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ "میں اپنے زندہ بچ رہنے پر حیران ہوں" ایران کی طرف سے سزائے موت سنائے جانے کے چھ سال مکمل ہونے پر خطاب کرتے ہوئے رشدی نے کہا کہ "میں حیران ہوں کہ ابھی تک میرے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوئے اور میں اپنے معاملات چلا رہا ہوں۔" رشدی نے بتایا کہ اس نے حال ہی میں.ایک اور ناول مکمل کیا ہے جس کی تکمیل پر پانچ سال لگ گئے۔ یاد رہے کہ رشدی کی ایک کتاب "شیطانی آیات" پر ایران کے رہنما آیت اللہ خمینی نے رشدی کے لیے سزائے موت کا فتویٰ دیا تھا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 15 فروری 95ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمان رشدی' منظر عام پر

"شیطانی آیات" نامی بدنام زمانہ کتاب کا بھارتی نژاد برطانوی مصنف سلمان رشدی سات برس کی روپوشی کے بعد جمعہ کے روز جرمی میں برآمد ہوگیا۔ ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ خمینی نے اسے ملعون قرار دیکر اس کے قتل کا فتویٰ دے دیا تھا جس کے بعد وہ مسلسل سات برس تک جان کے خوف سے روپوشی کی بدترین زندگی گزار رہا تھا۔ جرمنی کے شہر لیپ زگ میں کتاب میلے میں شرکت کے دوران گستاخ رسولؐ رشدی نے اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اسلام پر بحث کے دوران مسلمانوں کا احتجاج قابل افسوس ہے کیونکہ مسلم ثقافت میں اور بھی بہت کچھ ہے جس کا مطالعہ میری کتاب میں کیا جاسکتا ہے۔ ایرانی فتوے کے بارے میں اس نے کہا کہ یہ موضوع بہت بور ہوچکا ہے اور میں اس کی بھینٹ نہیں چڑھنا چاہتا۔ اس نے کہا کہ میں اپنی نئی کتاب "The Moor's Last Sigh" (حبشی کی آخری آہ) کی تیاری کے سلسلے میں اس میلے میں آیا ہوں اور دوسرے مصنفین سے بھی ملوں گا۔ اس نے جرمن حکومت سے دوبارہ اپیل کی کہ وہ فتویٰ واپس لینے کے لیے ایرانی حکومت پر دباؤ ڈالے۔ رشدی نے کہا کہ ایران کو میرے معاملے میں یورپی برادری کے سامنے صاف اور غیر مبہم بیان دینا چاہیے۔ رشدی کی حفاظت کے لیے جرمن پولیس کی بھاری نفری میلے میں موجود تھی اور وہ جہاں بھی جاتا' پولیس اسے گھیرے رکھتی۔ ادھر لندن میں خودساختہ مسلم پارلیمنٹ کے ترجمان کلیم صدیقی نے کہا ہے کہ اس معاملے پر کوئی سودے بازی نہیں ہوگی کیونکہ یہ یورپ میں مسلمانوں کی بقاء کا مسئلہ ہے۔"

(روزنامہ خبریں لاہور' 31 مارچ 96ء)

ڈنمارک ناراض ہوگیا

"ڈنمارک نے انتباہ کیا ہے کہ ایران نے سلمان رشدی کے معاملے میں جو تبصرہ کیا ہے' اس سے ہوسکتا ہے کہ ڈنمارک' ایران کے خلاف سخت موقف اختیار کرے۔ ڈنمارک نے اس ہفتے کہا تھا کہ اسے دورے پر آئے ہوئے ایک ایرانی عہدیدار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یقین دلایا ہے کہ ایران سلمان رشدی کو قتل کرنے کے لیے قاتل نہیں بھیجے گا۔ تاہم جب وہ عہدیدار ڈنمارک سے چلے گئے تو ایران کی سرکاری خبررساں ایجنسی نے ان کے حوالے سے بتایا کہ قتل کے فتوے پر عملدرآمد ہونا چاہیے۔ ڈنمارک کے وزیر خارجہ نے کہا کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایران کے ساتھ بات چیت کرنا بے کار ہوسکتا ہے۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور' 12 فروری 95ء)

یورپ' فتویٰ فری زون"

"یورپی یونین کو امید ہے کہ وہ بدنام زمانہ مصنف سلمان رشدی کے لیے " فتویٰ فری زون" حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ یونین وزرائے خارجہ اس بات پر متفق ہوچکے ہیں کہ ایران کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ یورپی یونین کی حدود میں آیت اللہ خمینی کا فتویٰ عائد نہ کیا جاسکے اور اس بات کو تجارت سے منسلک کیا جاسکتا ہے تاکہ ایران کے معاشی مسائل کو کم کیا جاسکے۔ یورپی یونین کے اس منصوبے کو ڈنمارک اور ایران کے مابین ہونے والے معاہدے پر لاگو کیا جائے گا۔ فرانس جس کے پاس یورپی یونین کی صدارت بھی ہے' نئی تجاویز کے ساتھ ایک وفد تہران بھجوائے گا۔ برطانوی اخبارات کے مطابق اس منصوبے پر عملدرآمد بہت مشکل ہے کیونکہ فتویٰ پر عمل کرنا ان کا مذہبی فرض ہے کیونکہ ایران کے مذہبی پیشواؤں نے فتویٰ واپس لینے سے انکار کر دیا ہے۔ گذشتہ دنوں سلمان رشدی نے فرانس کے صدر متراں اور یورپی یونین کے اہم افراد سے برسلز میں ملاقات کی تھی۔"

(روزنامہ خبریں لاہور' 14 اپریل 95ء)

سلمان رشدی حادثہ میں زخمی

"کتاب شیطانی آیات کے رسوائے زمانہ مصنف سلمان رشدی حادثہ میں زخمی ہوگئے' ان کے چہرے اور بازو پر زخم آئے ہیں اور انہیں ساؤتھ ویلز کے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا ہے' پولیس حادثے کی تفصیلات بتانے سے گریز کر رہی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ان کی کار دارالحکومت سے دو سو کلو میٹر جنوب میں ایک ٹرک سے ٹکرائی ہے وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی تازہ کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں آسٹریلیا آئے ہوئے ہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور' 18 دسمبر95ء)

بال ٹھاکرے کا احتجاج

"بھارتی ہٹلر بال ٹھاکرے' سلمان رشدی کے تازہ ناول "دی مورزلاسٹ سائی" سے خوش نہیں جس میں میں اسے بدمعاش سیاسی ٹھگ کے روپ میں پیش کیا گیا ہے۔ بال ٹھاکرے نے رشدی کا ناول پڑھنے کے بعد اسے مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے کام سے کام رکھے۔ بال ٹھاکرے کے چالیس ہزار کارکنوں نے دھمکی دی ہے کہ کوئی بھی شخص اس ناول کو بمبئی میں فروخت کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ناول کا مرکزی کردار رامن فیلڈگ' بال ٹھاکرے کی طرح ہندوؤں کا مذہبی رہنما بننے سے پہلے ایک کارٹونسٹ تھا۔ بال ٹھاکرے اور اس کے ماننے والے بمبئی کو موبئی کہتے ہیں' جبکہ فیلڈنگ کی پارٹی کا نام بھی موبئی ایکسز ہے' چونکہ ناول کے کردار اور بال ٹھاکرے کا مقصد مشترکہ ہے اور وہ ہے بھارت کو مسلمانوں سے پاک کرنا اور ہٹلر کے معتقد فیلڈنگ کا مقصد بھی یہی ہے۔ بال ٹھاکرے نے اپنا دفاع کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم اپنے ملک میں جو کرتے ہیں' اس سے دوسرے ممالک میں رہنے والوں کو کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔ بال ٹھاکرے نے کہا کہ رشدی کا ناول ایک بھونڈی نقل ہے۔ رشدی کے ناول میں کارٹونسٹ فیلڈنگ کو کرکٹ سے لگاؤ رکھنے والا بتایا گیا ہے اور اس کی گیارہ رکنی ٹیم ہے جو اس نے اپنے دشمنوں کو برباد کرنے کے لیے بنا رکھی ہے' اسی طرح بال ٹھاکرے کو بھی کرکٹ سے بہت دلچسپی ہے۔ بال ٹھاکرے ان بھارتی رہنماؤں میں ہے جنھوں نے رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" کی بھارت میں پابندی کی مخالفت کی تھی اور کہا تھا کہ جذبات کی آزادی ہر ایک کو ہونی چاہیے لیکن جب رشدی نے اس پر کتاب لکھی تو بال ٹھاکرے چیخ رہا ہے۔"

(روزنامہ خبریں لاہور' 10 ستمبر95ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلمان رشدی جنوبی امریکہ میں

سید انوار احمد بلگرامی

"مسلمان' سلمان رشدی کو اس کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ لندن کی سڑکوں پر اسی آزادی سے گھوم سکے جیسے وہ خود آتے جاتے رہتے ہیں۔ اسکی زندگی پہلے کی جیسی اب کبھی نہیں ہوگی۔"

ڈاکٹر کلیم صدیقی کی یہ پیشگوئی' رشدی کو ضرور یاد آئی ہوگی جب وہ جنوبی امریکہ کے ملک' چلی کے دارالحکومت سان تیاگو کے ایک فلیٹ میں بند' تنہا اس کونے سے اس کونے تک چہل قدمی کر رہا ہوگا اور اس کو اس فلیٹ سے نکلنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آرہی ہوگی۔ جب 17 نومبر کو رشدی سخت حفاظتی انتظام میں سان تیاگو اپنے فلیٹ میں پہنچایا گیا تو چلی کے حکام نے اس کو وہیں مقفل کر دیا اور اس کو اس واحد تقریب سے بھی محروم کر دیا جس میں وہ پبلک میں اپنا بدنام زمانہ سراپا دکھا سکتا۔ یہ انکشاف اس کے پبلشر نے رائٹر خبر رساں ایجنسی کے نمائندے کے سامنے کیا۔

امام خمینی کے مشہور زمانہ فتوے نے اس ملعون مصنف کا پیچھا سان تیاگو تک کیا ہے۔ وہاں کی حفاظتی تدابیر کے بارے میں حساس حکام مکمل احتیاط سے کام لے رہے ہیں۔ وہ اپنے یہاں امن و امان میں رخنے کے قطعی روادار نہیں۔

رشدی چلی میں اپنی نئی کتاب "دی فورز لاسٹ سائی" کی ایک کتابوں کی نمائش کے ذریعے فروخت کے لیے پہنچا تھا مگر ملک میں وارد ہونے سے اب تک عوام میں اس کو دیکھا نہیں گیا کیونکہ حکام نے اچانک اس واحد پبلک پروگرام' یعنی کتابوں کی نمائش کے دورے کو منسوخ کر دیا اور عذر صرف "حفاظتی امور" کا پیش کیا۔

وزارت داخلہ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ "حفاظتی تدابیر کی خاطر اور چلی میں رشدی کو دعوت دینے والے منتظمین سے اتفاق رائے کے ذریعے' اس کے بعض پروگرام منجملہ لاطینی امریکن بین الاقوامی کتابوں کی نمائش میں آمد کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ رشدی کے مقامی پبلشر پلازہ وائی جانز کے نمائندے اولاف بانتل نے میگاویژن ٹی وی اور دوسرے چینلز کو بتایا کہ یہ بدقسمت مصنف چلی کے حکام کے رویئے پر بہت برہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ انہوں نے اس کو مقامی میڈیا سے ہر قسم کے رابطے سے محروم رکھا ہوا ہے۔

اولاف ہاتل نے بتایا کہ "آدھ گھنٹہ ہوا کہ سلمان رشدی نے مجھے فون پر بتایا کہ چلی میں جو اس کے ساتھ سلوک ہوا ہے' اس پر اسے بہت صدمہ پہنچا ہے۔ آج دوپہر سے جیسے ہی وہ چلی میں وارد ہوا ہے' اس کو ایک فلیٹ میں بند کر دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں اس کو میڈیا سے یا چلی کے لوگوں سے بات کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں ملا ہے۔"

بانتل کا کہنا ہے کہ رشدی کو یہ بات بہت ناگوار گزری ہے اور وہ اپنے آپ کو حقوق انسانی سے محروم سمجھ رہا ہے۔ مگر اس نے یہ نہیں بتایا کہ رشدی کب تک مقفل رہے گا یا اس کو اس ملک میں گھومنے پھرنے کی آزادی ملے گی بھی یا نہیں' شیطانی آیات کا مصنف اپنی بدنامی پر بہت اتراتا ہے اور میڈیا سے فائدہ اٹھا کر اپنی کتابیں فروخت کرواتا ہے۔ اس طرح اپنی آزادی سے ہمیشہ کے لیے محرومی کا وہ تھوڑا بہت ازالہ کرلیتا ہے۔ اس نے بانتل کو بتایا کہ وہ پبلک بیان دینے کا خواہش مند ہے۔

جب سے امام خمینی نے 1989ء میں اس کے قتل کا فتویٰ صادر کیا ہے' رشدی سخت حفاظتی انتظام اور قطعی تنہائی میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ برطانیہ میں جہاں اس کی رہائش ہے۔ اس کو چوبیس گھنٹے پولیس کی سخت محافظت میں رہنا پڑتا ہے جس کے لیے برطانوی ٹیکس دہندگان کو سالانہ لاکھوں پونڈ ادا کرنے پڑتے ہیں اور جب یہ شخص برطانیہ سے کہیں باہر چلا جاتا ہے' برطانیہ کا ادارہ اسکاٹ لینڈ یارڈ بیرونی ملک کی پولیس سے اس کی حفاظت کے لیے پورا پورا تعاون کرتا ہے۔

مثال کے طور پر جب امریکی صدر بل کلنٹن نے رشدی کو واشنگٹن دعوت دی تو وہائٹ ہاؤس میں سیکورٹی کا انتظام اتنا ہی سخت تھا جتنا اس موقع پر تھا جب اسرائیل کا سابق وزیراعظم اسحاق رابن' یاسر عرفات اور صدر حسنی مبارک' اوسلو معاہدے پر دستخط کرنے وہائٹ ہاؤس وارد ہوئے تھے۔

روزنامہ "ال مرکیوریو" کے مطابق اس دفعہ رشدی کے چلی پہنچنے سے پہلے اسکاٹ لینڈ یارڈ نے چلی کی پولیس سے مل کر اس کے لیے حفاظتی انتظامات ترتیب دیئے تھے۔ جن میں ایک یہ بندوبست بھی تھا کہ رشدی خاموشی سے سان تیاگو میں داخل ہوگا۔ مگر ایک مقامی اخبار نے دو ہفتے قبل اطلاع دے دی تھی کہ وہ آنے والا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے پہنچنے کی تاریخ یعنی 17 نومبر کو پریس نے کتابوں کی نمائش میں اس کے آنے کے وقت تک کی خبر دے دی۔ اس کے جواب میں چلی کے حکام نے نمائش کے علاقے کو پولیس گاڑیوں' بم اسکواڈ اور پولیس کے کتوں سے گھیر لیا۔ حکام کی طرف سے یہ اقدام کسی گھبراہٹ کا مظہر نہیں تھا بلکہ کفر بکنے والے اس بدنام زمانہ مصنف جہاں بھی وہ جائے' اس کی جان ہتھیلی پر رہنے کا اظہار ہے۔ نشر و اشاعت کے یا ادبی حلقے بیشک رشدی کا نام چمکانے کی کوشش میں لگے رہیں یا اس کو ادبی انعامات سے نوازتے رہیں (اس کی نئی کتاب کو بوکر انعام کے لیے پیش کیا گیا تھا مگر وہ انعام حاصل نہیں کر پائی) دنیا بھر میں پولیس اس کی سخت ترین حفاظت کا بندوبست کرتی پھرے مگر امام خمینی کا فتویٰ' وہ جہاں بھی جاتا ہے' اس کا پیچھا کرتا ہے۔ موت اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے.... سانتیاگو کے سخت پہرے والے فلیٹ کے دروازے کے باہر بھی۔

اگر اس کی قسمت میں موت ابھی نہیں لکھی تو کم از کم اس کی زندگی خود موت سے بدتر گزر رہی ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور' 20 دسمبر 1995ء)

سلمان رشدی کے قتل کا فتویٰ واپس

دس سال سے ایرانی حکومت شیطانی آیات نامی بیہودہ کتاب کے برطانوی مصنف سلمان رشدی اور اس کے مغربی پشت پناہوں کے درمیان جاری کشمکش ایرانی وزیرخارجہ کمال خرازی کے اس اعلان سے ختم ہو گئی ہے کہ ایران کی موجودہ حکومت "شیطانی آیات" کے مصنف اور اس کی کتاب سے متعلق افراد کی زندگیوں کے لیے کوئی خطرہ نہیں بنے گی اور وہ کسی بھی فرد کی اس کام کو انجام دینے (یعنی فتوے کے نفاذ) کی حوصلہ افزائی یا اس میں مدد نہیں کرے گی۔" رشدی اور اس کے مغربی حامی' ایران کے اس اعلان کو اپنی بڑی فتح قرار دے رہے ہیں اور رشدی نے واضح طور پر اعلان کر دیا ہے کہ وہ اپنی کتاب کی اشاعت کے بارے میں کسی قسم کی پشیمانی کا شکار نہیں اور وہ اس سلسلے میں کسی سے معافی نہیں مانگے گا۔ برطانوی وزیرخارجہ رابن کک نے ایرانی اعلان کو اپنی سفارتی کامیابی قرار دیتے ہوئے فوراً ایران سے سفارتی تعلقات کو مکمل طور پر بحال کرنے اور دونوں ممالک کے درمیان سفیروں کے تبادلے کے احکامات جاری کر دیے ہیں جبکہ رشدی کا خیال ہے کہ وہ اب مکمل طور پر آزاد ہو گیا ہے۔ البتہ برطانوی مسلمانوں نے ایران اور رشدی کے درمیان ہونے والے تصفیے پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" کا معاملہ ختم نہیں ہوا بلکہ اس کتاب کی مسلسل اشاعت' رشدی اور اس کے پبلشرز کی طرف سے اسے واپس نہ لینے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی فروخت جاری رکھنے سے مسلمانانِ عالم اور رشدی کے درمیان اصل تنازع روزِ اوّل کی طرح برقرار ہے اور اس کتاب کے بارے میں اپنے اس اصولی موقف پر سختی سے قائم ہیں کہ اپنے دین اور پیغمبر ﷺ کی بے حرمتی پر مبنی کتاب کی اشاعت انہیں کسی صورت منظور نہیں اور جب تک رشدی اور اس کے حامی یہ تسلیم نہیں کرتے کہ انہوں نے اس کتاب کے ذریعے اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور دیگر مقدس ہستیوں کی توہین کی ہے اور وہ جب تک اس کتاب کی اشاعت کو ختم نہیں کرتے، اس وقت تک کتاب اور مصنف کے خلاف مسلمانوں کی اصولی مہم قانون کے دائرے میں جاری رہے گی۔

دنیا کی تاریخ مین شاید ہی کسی کتاب نے ایک پوری مذہبی کمیونٹی کی، جس کی تعداد پوری دنیا میں بلین ہا افراد پر مشتمل ہے، اس قدر دل آزاری کی ہو جس طرح برطانوی ادارے پینگوئن وائکنگ کی شائع کردہ رشدی کی کتاب سیٹینک ورسز نے کی ہے۔ اس بھارت نژاد برطانوی سلمان رشدی نے دس سال پہلے ناول کی آڑ میں یہ گھٹیا کتاب شائع کی جس میں قرآن، اسلامی عقائد، پیغمبر اسلام ﷺ، امہات المومنینؓ اور اصحابِ رسولؓ کا انتہائی فحش اور لچر زبان میں مذاق اڑایا گیا۔ نعوذباللہ رسول اللہ کو مغربی تصور کے مطابق شیطان کے طور پر پیش کیا گیا۔ خانہ کعبہ کو قحبہ خانہ اور اسلام کی مقدس ترین خواتین کو طوائفوں کے روپ میں دکھایا گیا۔ قرآن مجید کی صحت پر شک کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ کے مقرب ترین صحابی سلمان فارسیؓ کو قرآن کی آیات میں تحریف کرنے والے ایک چالاک شخص کے طور پر بیان کیا گیا۔ رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارک پر حملہ کرتے ہوئے رشدی نے اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ رسول اللہؐ کو نعوذباللہ شیطانی آیات اور جبرائیل کی طرف سے لائی گئی آیات الٰہی میں فرق معلوم نہیں ہوتا تھا۔ رشدی نے پیغمبر اسلام ﷺ کا کتاب میں وہ مغربی نام لکھا جو مستشرق اور متعصب عیسائی آپ ﷺ کا ذکر توہین آمیز پیرائے میں بیان کے لیے استعمال کرتے تھے۔

قرآن، فرشتے، رسول ﷺ، اصحابِ رسولؓ، رسول اللہ کا گھرانہ اور اسلامی عبادات غرضیکہ ہر وہ چیز جسے تمام مسلمانانِ عالم عزیز رکھتے ہیں اور جن کے تقدس اور پاکیزگی کو مانے بغیر ان کا ایمان مکمل نہیں ہوتا، رشدی کے شیطانی دماغ اور قلم سے محفوظ نہیں رہیں۔ کتاب کی اشاعت سے قدرتی طور پر پوری اسلامی دنیا میں احتجاج کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا اور تمام عالمِ اسلام میں غصے اور اشتعال کی ایک لہر دوڑ گئی۔ برطانوی مسلمانوں نے پہل کرتے ہوئے کتاب کی اشاعت پر سخت احتجاج کیا اور کتاب پر فوری پابندی، اس کی مکمل واپسی اور رشدی سے تمام مسلمانوں سے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا جبکہ رشدی اور اس کے پبلشرز نے نہ صرف کتاب کو زیادہ سے زیادہ تعداد مین شائع کرانے پر اصرار کیا بلکہ اس کے مقتدر اور ادبی حلقوں میں حامیوں نے اسے اعلیٰ ترین ادبی ایوارڈ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے نامزد کر دیا۔

شمالی انگلستان کے شہر بریڈفورڈ کے مسلمانوں نے رشدی کی کتاب کے خلاف اپنے جذبات اور غم و غصے کے اظہار کے لیے جنوری 1989ء میں مظاہرہ کیا۔ رشدی کے حامیوں اور میڈیا کے بعض افراد نے ملی بھگت کر کے اس کتاب کو اس جلوس میں علامتی طور پر آگ لگا دی۔ کتاب جلنے کے واقعے کی فلم بنا کر پوری دنیا میں فوری طور پر دکھا کر برطانوی میڈیا نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مسلمان علم کے قدردان نہیں بلکہ یہ نازیوں سے بھی بدتر ہیں جو کتابیں جلاتے ہیں۔ اسی سال فروری میں ایران کے انقلابی رہنما آیت اللہ خمینی نے رشدی اور اس کے پبلشرز کی موت کا فتویٰ جاری کیا تو گویا برطانوی میڈیا کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پرانے سکور برابر کرنے کا بہترین موقع مل گیا۔ اسلام کے خلاف حملوں میں اخبار' ٹی وی' ریڈیو' کالم نویس' ادیب اور سیاست دان ایک دوسرے سے بازی لیجانے میں مصروف ہو گئے۔ انہوں نے ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت کتاب کے موضوع اور اس کے دل آزار مندرجات سے توجہ ہٹا کر اسے آزادئ تحریر و تقریر کا ایشو بنانے کی کوشش کی۔ برطانوی مسلمانوں کا موقف اور ان کی کتاب کے بارے میں شکایات سننے سے انکار کر دیا گیا۔ پوری کمیونٹی کے مقابلے میں برطانوی میڈیا' حکومت' سوائے چند افراد کے تمام سیاست دانوں نے اس معاملے میں رشدی کی ہر طرح حمایت کی۔ برطانوی حکومت نے اس کی حفاظت پر ہر سال ملین پونڈ سے زائد رقم خرچ کی جبکہ رشدی نے نہ صرف کتاب کی اشاعت جاری رکھی بلکہ وقتاً فوقتاً اپنا موقف بدل کر' کبھی مسلمان بن کر' کبھی اس بات کا اظہار کر کے کہ اس کی آزادی سلب ہونے کے بعد وہ بڑا مظلوم بن گیا ہے' اپنے لیے پبلسٹی کے مواقع پیدا کرنے کی کوشش کی۔ کتاب کے مندرجات کے بارے میں معذرت خواہ ہونے کے بجائے وہ اور اس کے حامی ہر موقع پر کوشش کرتے رہے کہ اصل موضوع پر بات نہ ہو۔

برطانوی مسلمانوں نے برطانوی حکومت' میڈیا اور رشدی کے حامی حلقوں کے بے پناہ پروپیگنڈے کی یلغار کے باوجود ہمیشہ کوشش کی کہ رشدی کی کتاب کی اشاعت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اصل مسئلے سے توجہ نہ ہٹنے پائے یعنی کسی بھی مصنف کو ناول' افسانے' ڈرامے یا کسی دوسرے ادبی فورم کی آڑ میں ایک کمیونٹی کے اعتقادات' ان کے عقیدے' ان کی محترم ہستیوں اور سب سے بڑھ کر پیغمبرِ خدا کی توہین کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اور جو فرد خواہ وہ مغربی حلقوں کے نزدیک ادبی یا سیاسی لحاظ سے کتنا ہی کارآمد ہو' اسے اپنے خیالات کو اس طرح کتاب کی صورت میں شائع کرنے' پھیلانے اور اس سے مالی منفعت اٹھانے کی کسی صورت بھی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ رشدی اور اس کے حامیوں کی تمام تر اشتعال انگیزیوں کے باوجود برطانوی مسلمانوں نے کتاب پر پابندی کی مہم کو ہمیشہ قانون کے دائرے میں رہ کر چلایا ہے اور اس وقت بھی جب رشدی اور اس کے حامی اپنی اصولی فتح کے دعوے کر کے بڑے متکبرانہ انداز میں اعلان کر رہے ہیں کہ انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آزادیٔ تحریر و تقریر کی جنگ جیت لی ہے اور ایران کے وزیر خارجہ کے بیان کے بعد کہ رشدی کے بارے میں فتوے کو ایرانی حکومت نافذ نہیں کرے گی' وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ انہیں مسلمانوں کے دین کی توہین شائع کرنے کا از سر نو لائسنس مل گیا ہے۔ برطانوی مسلمانوں نے دنیا کو یاد دلایا ہے کہ رشدی کی کتاب ''شیطانی آیات'' کا معاملہ حل نہیں ہوا اس لیے کہ اصل کتاب کی اشاعت اور اس کے توہین آمیز مندرجات ہیں جن کی مسلسل اشاعت جاری ہے نہ کہ آیت اللہ خمینی کا فتویٰ اور فتوے کا نفاذ تو کالعدم ہو سکتا ہے' توہین رسالت کا معاملہ رشدی کی معافی اور کتاب کی واپسی کے بغیر ختم نہیں ہو سکتا۔ دس سال بعد بھی مسلمانوں کی جدوجہد جاری ہے اور جب تک رشدی اپنی کتاب واپس نہیں لیتا یہ مہم جاری رہے گی۔

(ہفت روزہ تکبیر کراچی' 15 اکتوبر 1998ء)

خوف نے مجھے مفلوج کر دیا تھا

یہ 1988ء کے اواخر کی بات ہے' جب بھارت کے ایک مصنف سلمان رشدی نے شیطانی آیات (Satanic Verses) نامی ایک کتاب لکھی' جس میں قرآن پاک کی بعض آیات کے بارے میں لغویات لکھی گئیں اور حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازیبا کلمات لکھے۔ اس کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد پورے عالم اسلام میں احتجاج کی ایک لہر اٹھی' مظاہرے ہوئے' ملعون کو گرفتار کر کے سزائے موت کے مطالبات ہوئے اور سب سے پہلے بھارت میں اور پھر پاکستان میں اس کتاب پر پابندی عائد کی گئی۔

تین ماہ بعد 14 فروری 1989ء کو ایران کے روحانی پیشوا آیت اللہ خمینی نے ایک قدم آگے بڑھ کر سلمان رشدی کے قتل کا فتویٰ صادر کیا اور اس کا سر لانے والے کے لیے بیس لاکھ ڈالر کا انعام بھی مقرر کیا۔

اس کے بعد وہی ہوا جو اسلام دشمن طاقتیں کیا کرتی ہیں۔ رشدی روپوش ہو گیا۔ اسلام دشمن قوتیں اس کی حفاظت کرتی رہیں۔ اس کی حفاظت کے لیے انٹرنیشنل رشدی ڈیفنس کمیٹی (آئی آر ڈی سی) بنائی گئی۔ تاہم اسلام کے پروانوں کے خوف سے اسے کبھی بھی مستقل ایک جگہ نہیں رکھا گیا۔ اس کی کمین گاہیں مستقل تبدیل کی جاتی رہیں اور سیکورٹی بہت سخت تھی۔ سوائے چند مخصوص افراد کے کسی کو اس کی کمین گاہ کا علم نہیں ہوتا تھا۔

جدید اور مصروف زندگی نے لوگوں کے حافظے کمزور کر دیئے ہیں۔ دس سال کے عرصہ میں اسلام کے ''شیدائی'' اپنی اپنی مصروفیات میں پڑ کر سب کچھ بھول بھال گئے' پھر یکایک ایران نے بھی اپنا فتویٰ 24 ستمبر 1998ء کو واپس لے لیا۔ یہی فتویٰ دراصل رشدی کو مستقل خوف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا کیے ہوئے تھا۔ 24 ستمبر کو ایران کے وزیر خارجہ ڈاکٹر کمال خارزی نے برطانیہ کے خارجہ سیکرٹری کو اقوام متحدہ میں بتایا کہ "حکومت ایران شیطانی آیات کے مصنف اور اس سے متعلقہ دوسرے لوگوں کے خلاف مزید کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی"۔ پھر ایک پریس کانفرنس میں بھی اس امر کا واضح اعلان کر دیا گیا۔

ایرانی فتویٰ واپس لیے جانے کے لیے اقوام متحدہ' امریکہ' یورپی یونین' انٹرنیشنل رشدی ڈیفنس کمیٹی کی چیئرپرسن فرانسس ڈی سوزا اور سیکرٹری کارمل بیڈفورڈ کی طرف سے دس سال تک ایران پر مسلسل دباؤ ڈالا گیا۔ اب نہ جانے یہ دباؤ کا اثر تھا یا ایران کی اپنی کوئی حکمت عملی تھی کہ ایران کو فتویٰ واپس لینا پڑ گیا۔

دس سال کی قید تنہائی کے بعد فتویٰ واپس ہونے پر رشدی بہت خوش ہے۔ باضابطہ اعلان کے بعد بڑی خوشی منائی گئی اور آئی آر ڈی سی کے ہیڈ آفس میں رشدی کے بڑے حمایتی ناروے' ایمسٹرڈیم اور سویڈن سے خصوصی طور پر اکٹھے ہوئے۔ یہ کچھ زیادہ نہیں صرف دس لوگ تھے جو قید تنہائی کے دوران رشدی کی سپورٹ کرتے رہے۔ اس "خوشی" کے موقع پر شراب کے دور چلے' شیمپئن خصوصی طور پر منگوائی گئی تھی' جس سے فتح کا جشن منایا گیا۔ اس موقع پر رشدی نے ان الفاظ میں اپنے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا :

"ہمیں جیتنا تھا کیونکہ ہماری جیت کے علاوہ دوسرا راستہ ہار کا تھا' جو ہم نے کبھی قبول نہیں کیا۔ آپ کی جو تائید و حمایت مجھے حاصل رہی' اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ اب ہمیں منصوبے بنانے' جنگی حالت میں رہنے اور مسترد کیے جانے کے احساس کمتری میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہماری جنگ کا بڑا خوبصورت اختتام ہوا ہے اور آزادی کی نوید ہمارے لیے خوش کن ہے۔"

قارئین کرام! آیت اللہ خمینی نے اپنا فتویٰ 14 فروری 1989ء کو دیا۔ 14 فروری کو عالمی سطح پر محبت کرنے والوں کا دن کہا جاتا ہے' اصطلاحاً Valentine's day کہلاتا ہے۔ اس روز اسلام کے شیدائی اور دین سے محبت کرنے والی شخصیت کے اس فتویٰ نے رشدی کی دنیا اندھیر کر دی اور اس کی زندگی مکمل طور پر تبدیل ہو گئی۔ فتوے کے چند گھنٹے بعد ہی لندن میں موجود رشدی اور اس کی بیوی کو سپیشل برانچ نے اپنی حفاظت میں لے کر نامعلوم جگہ پر منتقل کر دیا۔ اب رشدی نے بتایا ہے کہ پہلی رات براڈوے کے ایک پر فضا مقام پر منتقل کیا گیا۔ یہ ان بہت سی راتوں میں پہلی رات تھی جب رشدی کے پاس صرف خبریں سننے کی مصروفیت ہوتی تھی۔ گویا خوف کی بنا پر وہ ہر لمحہ خبریں سنتا اور پڑھتا رہتا۔

سپیشل برانچ نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ رشدی کی زندگی کے لیے اسے مستقل حرکت میں رکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور کسی جگہ بھی طویل قیام نہ کیا جائے۔ وہ ملک اور شہر بدلتا رہا۔ کئی جگہوں پر وہ صرف ایک سے دو دن تک رہ سکا۔ ایک جگہ رہائش کا سب سے طویل عرصہ تین ماہ تھا۔ جن گھروں میں اسے رکھا جاتا وہ شہر سے دور دیہاتی علاقوں میں ہوتے۔ دیہاتی اتنی سیکورٹی دیکھ کر ہمیشہ یہ جاننے کی ٹوہ میں لگے رہتے کہ آخر کون سا ایسا اہم آدمی ہے، جس کے لیے اس قدر انتظام کیا جارہا ہے۔ شہروں کے ساتھ ساتھ دیہاتوں میں بھی گمنام ہو کر رہنا مشکل ہو گیا تھا۔

رشدی کے لیے ایک خصوصی کار لی گئی تھی، جس پر اسے ایک سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا اور جب بھی رشدی اس پر سفر کرنے لگتا، سپیشل برانچ والے کار کی پوری طرح چیکنگ کرتے۔ اگر اس کو کہیں جانا ہوتا تو کم از کم چھ روز قبل اسے سپیشل برانچ کو بتانا پڑتا کہ وہ فلاں جگہ جانا چاہتا ہے۔

سپیشل برانچ کے عملے کے بارے میں رشدی کا کہنا ہے کہ "وہ بڑے اچھے لوگ تھے۔ میری حفاظت کے لیے انہیں میری زندگی میں مداخلت کرنا پڑتی مگر ان کی ٹریننگ اس طرح کی گئی تھی کہ وہ آپ کی زندگی میں واضح مداخلت کے باوجود آپ کو تنہائی بھی دیتے تھے۔"

رشدی کو اپنے سیکورٹی گارڈز سے یہ خبریں ملتی رہتی تھیں کہ فلاں ملک سے قاتلوں کی ٹیم لندن آئی ہوئی ہے، آج فلاں جگہ سے قاتل چل پڑے ہیں۔ یہ خبریں مسلسل اس کا خون خشک کیے رکھتیں۔ فتویٰ کے پہلے سال شیطانی آیات کتاب کے پبلشرز پینگوئن کو پانچ ہزار سے زائد دھمکیوں بھرے خطوط موصول ہوئے، پچیس دھمکیاں بم کی موصول ہوئیں اور پبلشرز کے دفتر کے باہر مسلمانوں نے ناکہ بندیاں کیں۔

جنوری 1989ء میں مسلمانوں نے بریڈ فورڈ کی گلیوں میں شیطانی آیات کی کاپیاں نذر آتش کیں۔ جب مسلمانوں کے غیظ و غضب کے یہ مناظر ٹیلی ویژن پر دکھائے گئے تو رشدی کی رگوں میں خون جم گیا۔ بعد میں رشدی نے لکھا کہ "یہ مناظر دیکھ کر میں بستر پر لیٹا رہتا، مجھے خوف سے نیند نہ آتی اور موت کے فرشتے کا منتظر رہتا۔"

رشدی کی بیوی ماریانہ نے بھی فتوے کے چند ماہ بعد اسے چھوڑ دیا، وہ اپنے بیٹے ظفر کو بھی ساتھ لے گئی۔ اب رشدی کی یہ قید 'قید تنہائی' میں بدل گئی۔ اس نے پھر لکھنا شروع کر دیا۔ اپنے بیٹے ظفر کی یاد میں اس نے "ہارون اینڈ سی آف دی سٹوریز" لکھی۔ اس میں رشدی نے اپنا کتھارسس کیا مگر یہ بھی اس کی تنہائی کم نہ کر سکی۔

اس دوران رشدی پر برطانوی پریس کی طرف سے تنقید کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ رشدی کی حفاظت پر سالانہ دس لاکھ پاؤنڈ خرچ ہو تا رہا۔ تنقید اس بنیاد پر ہو رہی تھی کہ برطانوی عوام سے حاصل کردہ ٹیکس کی رقم فضول خرچ کی جارہی ہے۔ پریس کی طرف سے الزام لگایا گیا کہ رشدی اپنی متنازعہ حیثیت سے برطانوی عوام کا استحصال کر رہا ہے۔ پھر اکتوبر 1993ء میں شیطانی آیات کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناروے کے پبلشر ولیم کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ تب آئی آر ڈی سی نے امریکہ اور یورپی یونین کو ایران پر فتویٰ واپس لینے کے لیے دباؤ بڑھانے کا کہا مگر کچھ نہ ہو سکا۔

1995ء میں رشدی نے پھر لکھنا شروع کیا اور The Moor's Last Sigh نامی کتاب چھاپی۔ اس کا کہنا ہے کہ ایران کا فتویٰ مجھے ہمیشہ کے لیے خاموش کرنے کو تھا مگر میں نے اپنی تحریر کو خاموش نہیں ہونے دیا۔

پھر اس نے ایک طباعتی ادارے کی تیس سالہ ایڈیٹر الزبتھ سے شادی کر لی۔ 1997ء میں ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا' جس کا نام ملن رکھا گیا۔ یہ شادی نیویارک میں رشدی کے ایک دوست کے گھر خاموشی سے ہوئی' پھر رشدی اور الزبتھ نے مل کر بھارت کی پچاسویں سالگرہ آزادی پر ایک مجموعہ مرتب کیا جس کا نام Vintage Book of Indian Writing رکھا گیا۔ اس کی بیوی الزبتھ کی شناخت خفیہ رکھی گئی تاکہ اس کی جان کو کوئی خطرہ درپیش نہ ہو' تاہم اب رشدی کھل کر اس کے بارے میں گفتگو کرتا ہے۔

فروری 1998ء میں رشدی کو پہلی مرتبہ برطانوی خارجہ سیکرٹری رابن کک سے ملنے کی اجازت دی گئی خارجہ سیکرٹری کو رشدی نے بتایا کہ ''میں نے پوری کوشش کی ہے کہ کسی طرح سے خوف کو اپنی زندگی سے نکال دوں' خوف نے مجھے فالج زدہ کر دیا ہے۔'' آخر کار خارجہ سیکرٹری کی ایرانی وزیر خارجہ سے اقوام متحدہ میں ملاقات کے دوران معاملات طے پا گئے اور 24 ستمبر 1998ء کو فتویٰ واپس لے لیا گیا۔ اب رشدی ایک مرتبہ پھر نارمل زندگی گزارنے اور مستقل رہائش اختیار کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ عام لوگوں کی سی زندگی گزار سکے۔ وہ سپر مارکیٹ میں ٹرالی لے کر خریداری کرنا چاہتا ہے' سیر کے لیے جانا چاہتا ہے' سینما میں فلم دیکھنا چاہتا ہے مگر یہ سب کچھ آہستہ آہستہ ممکن ہو سکے گا۔

وہ کہتا ہے ''آزادی آپ کا دوسرا جسم ہے' آپ اس میں بڑی آزادی سے فٹ ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ آپ کا قدرتی جسم ہے' باقی ہر چیز ثانوی ہے۔''

(روزنامہ ''خبریں'' لاہور' سنڈے میگزین 22 نومبر 1998ء)

شاتم رسول کی سیکورٹی پر بھاری اخراجات

لندن (رپورٹ سلطان محمود) سرکاری سطح پر اس انکشاف پر کہ شاتم رسول سلمان رشدی کی سیکورٹی پر ختم ہونے والے مالی سال میں ڈیڑھ ملین پونڈ کا خرچہ آیا ہے' برطانوی عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔ برطانیہ کی وزارت خزانہ نے اپنی سالانہ رپورٹ میں بتایا ہے کہ شیطانی آیات کے اس مردود مصنف کی حفاظت پر گذشتہ ایک سال میں برطانوی ٹیکس دہندگان کے ڈیڑھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملین پونڈ صرف ہوئے ہیں۔ اس کثیر سرمایہ کے اصراف کی بعض اخباروں میں شائع ہونے والی خبر کے نتیجہ میں شدید عوامی رد عمل منظر عام پر آرہا ہے اور عوام کی اکثریت اس حق میں نہیں ہے کہ اس شخص کی حفاظت پر اس قدر زیادہ سرمایہ خرچ کیا جائے۔ برطانوی لوگ اپنے علاقائی اخباروں کے کالم ایڈیٹر کی ڈاک میں رشدی پر خرچ کی جانے والی اس رقم کے خلاف احتجاجی مراسلات کے ذریعہ شدید نفرت کا کھل کر اظہار کر رہے ہیں۔ دریں اثناء ایک مشہور برطانوی صنعتی شہر کاونٹری سے شائع ہونے والے علاقائی اخبار "کاونٹری ٹیلی گراف" نے اپنے ادارتی کالموں میں لکھا ہے کہ سلمان رشدی ایک مال دار شخص ہے' اس نے اپنی متنازعہ تصنیف شیطانی آیات سے لاکھوں پونڈ کمائے ہیں' وہ اپنی حفاظت کے معقول انتظامات خود کرنے کا متحمل ہو سکتا ہے پھر اس پر سرکاری فنڈ زارزاں کرنا برطانوی ٹیکس دہندگان کے ساتھ سراسر زیادتی اور ظلم ہے۔ ادھر ایک برطانوی رکن پارلیمنٹ راجر گاسف نے کہا ہے کہ وہ آزادئ اظہار کے زبردست حمایتی ہیں' تحریر و تقریر کی آزادی ہی جمہوریت کی روح ہے اور برطانیہ جیسے ایک جمہوری ملک میں اپنا موقف اور نقطۂ نظر بیان کرنے کا ہر شخص کو حق حاصل ہے لیکن ہمیں اس حق کا ناجائز استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ سلمان رشدی کی متنازعہ کتاب کو آزادی اظہار کے حق کے استحصال کی ایک بڑی مثال ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس نے اپنی اس تصنیف سے عالم اسلام کو بے پناہ دکھ پہنچایا ہے۔ اسے ایسی تضحیک آمیز کتاب لکھنے سے پہلے یہ سوچنا چاہیے تھا کہ اس کے نتائج اس کے حق میں اچھے نہیں نکلیں گے۔ اگر آج وہ جس مصیبت میں پھنسا ہوا ہے تو اس میں برطانوی عوام کا کوئی قصور نہیں ہے۔ قومی اخبار روزنامہ سن نے بھی حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ سلمان رشدی کو مجبور کرے کہ وہ اپنی حفاظت کے اخراجات خود ادا کرے۔ سن نے پچھلے دنوں اپنے ایک خصوصی اداریہ میں لکھا تھا کہ ہر شخص کے جان و مال کی حفاظت بلا شبہ برطانوی حکومت کی ایک بنیادی ذمہ داری ہے اور ایران کے انقلابی رہنما آیت اللہ خمینی کے فتوے سے سلمان رشدی کی زندگی کو خطرہ ہے لیکن جب یہ شخص اس قدر زیادہ مالی وسائل سے ہمکنار ہے تو پھر اس پر عوامی سرمایہ خرچ کرنا کسی بھی طرح مناسب اور جائز نہیں ہے۔ برمنگھم کے رہائشی ایک پاکستانی نژاد رہنما اور سینئر مقامی مجسٹریٹ الحاج محمد انور مغل نے برطانوی حکومت کو یاد دلایا ہے کہ برطانیہ میں سب سے بڑی اقلیت مسلم کمیونٹی ہے اور ملکی نظام چلانے کے لیے مسلمان بھی برابر ٹیکس ادا کرتے ہیں۔ سلمان رشدی نے اپنی بے ہودہ کتاب سے برطانیہ میں رہائش پذیر ہر مسلمان کے مذہبی جذبات کو شدید ٹھیس پہنچائی ہے۔ اس نے پورے عالم اسلام کو خون کے آنسو رلایا ہے۔ چنانچہ ایسے شخص کی حفاظت پر مسلمانوں کے ٹیکس کی رقم خرچ کرنا جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور' 3 مئی 1998ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشدی کی موقع پرستی اور منافقت

پر مبنی داستانِ حیات

دس سال قبل ستمبر 1988ء میں پبلشرز وائکنگ کی طرف سے رشدی کے ناول "شیطانی کلمات" کی اشاعت سے پہلے اس ادارے کے ادارتی مشیر بھارتی مصنف خشونت سنگھ نے برطانوی اشاعتی ادارے کو خبردار کیا تھا کہ رشدی کی کتاب کی اشاعت سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں سخت ردعمل اور اشتعال پیدا ہوگا کیونکہ اس کتاب میں پیغمبر اسلام ﷺ اور اسلام کے بارے میں انتہائی توہین آمیز مواد ہے لیکن رشدی کے پبلشرز اور خود رشدی نے اس وارننگ کو نظر انداز کر کے کتاب شائع کرا دی جس کے لیے رشدی کو ساڑھے سات لاکھ ڈالر ایڈوانس ادا کیے گئے تھے۔ کتاب کی اشاعت سے برطانوی مسلم حلقوں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا اور انہوں نے اس کتاب کو واپس لینے اور اس کی اشاعت و فروخت پر فوری پابندی لگانے کا مطالبہ کیا لیکن رشدی' اس کے پبلشرز اور اس کے ادبی حامیوں نے مسلمانوں کے احتجاج کو مکمل طور پر نظر انداز کر کے کتاب کو برطانیہ کے سب سے موقر ادبی انعام کے لیے نامزد کر دیا۔ لیبر پارٹی کے سابق رہنما مائیکل فٹ نے جو ادبی ججوں کے پینل میں شامل تھے 'کتاب کی بے پناہ تعریف کی' حالانکہ اس کتاب میں مسلمانوں' اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ ساتھ برطانیہ کے شاہی خاندان' حکومت اور اداروں کا بھی سخت مذاق اڑایا گیا تھا۔ اسے انتہائی لچر اور فحش زبان میں لکھا گیا تھا اور کتاب میں جابجا گالیوں' بیہودہ جملوں اور بربنگی کی بھرمار تھی۔

برطانوی مسلمانوں کی احتجاجی مہم کے نتیجے میں جنوری 1989ء میں کتابوں کی فروخت کرنے والے سب سے بڑے برطانوی ادارے ڈبلیو ایچ سمتھ نے اعلان کیا کہ وہ اپنے سٹورز میں رشدی کی کتاب فروخت نہیں کریں گے۔ تمام ممالک میں مسلمانوں نے اپنی احتجاجی اور قانونی مہم جاری رکھی۔ برصغیر میں تیس سے زائد مسلمان پولیس کی فائرنگ سے جاں بحق ہو گئے۔ نتیجتاً رشدی کے خلاف 14 فروری 1989ء کو آیت اللہ خمینی مرحوم نے فتویٰ جاری کیا۔ رشدی نے اپنی خفیہ رہائش گاہ سے اگرچہ اس بات کا اعتراف کیا کہ "اس کی کتاب سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے" لیکن اس نے اس کتاب کو واپس لینے یا اس کی فروخت و اشاعت رکوانے سے انکار کر دیا اور اپنے طویل مضمون میں اعلان کیا کہ وہ کبھی بھی مسلمان نہیں رہا اس لیے اس پر اپنے مذہب سے غداری کا الزام عائد نہیں ہوتا۔ اپنے برطانوی حمایتیوں کی شہ پا کر اس نے اس بات پر حیرانی کا اظہار کرنا شروع کیا کہ مسلمان اس کے خلاف احتجاج کیوں کر رہے ہیں اور ان احتجاجی مسلمانوں پر برطانوی قانون کے مطابق کاروائی کیوں نہیں کی جا رہی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

برطانوی مسلمانوں کی طرف سے مسلسل قانونی احتجاج کی شدت کے پیش نظر پہلے تو برطانوی وزیر خارجہ ڈگلس ہرڈ نے اگست 1990ء میں اعلان کیا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا بڑا احترام کرتے ہیں اور ادھر رشدی نے یہ اعلان کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ اس نے مصری وزیر اوقاف کی موجودگی میں اسلام قبول کر لیا ہے' ادھر وہ اپنی متنازع کتاب کا پیپر بیک ایڈیشن اور دوسری زبانوں میں اس کے ترجمے پر زور نہیں دے گا۔ رشدی کے مسلمان ہونے کے اعلان کو قبول کرتے ہوئے مسلمانوں نے کتاب کی اشاعت مکمل طور پر رکوانے اور اس کی فروخت ختم کرنے کے لیے اپنی مہم جاری رکھی جبکہ رشدی نے دعویٰ کیا کہ مصری وزیر اور عالم جس کی موجودگی میں اس نے اسلام قبول کیا تھا' دونوں نے کتاب کو متنازع اور توہین آمیز قرار نہیں دیا۔ اپنے مسلمان ہونے کے بارے میں لکھتے ہوئے رشدی نے اپنی کتاب واپس لینے سے انکار کر دیا اور ساتھ یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس کی کتاب میں اسلام کی توہین کی دانستہ کوئی کوشش نہیں کی گئی اور مصری عالم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ رشدی کے جھوٹ کا پردہ چاک کرتے ہوئے اس کے اسلام قبول کرنے کے موقع پر موجودہ مصر کے عالم شیخ جمال بناء نے واضح طور پر اعلان کیا کہ رشدی کا یہ دعویٰ کہ اس کی کتاب توہین آمیز نہیں ہے' بالکل غلط ہے۔ انہوں نے اس پر زور دیا کہ وہ کتاب کی مزید اشاعت فوراً بند کرا دے۔

رشدی کی چال کو سمجھتے ہوئے کہ وہ اس تنازع سے توجہ ہٹا کر کتاب کی مسلسل اشاعت سے مستقل مالی فائدہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ برطانوی مسلمانوں نے اپنی احتجاجی مہم کو اس وقت تک ختم کرنے سے انکار کر دیا جب تک کتاب پر مکمل طور پر پابندی عائد نہیں کی جاتی۔ ادھر رشدی کی طرف سے اسلام قبول کرنے اور مذہب کی دوبارہ دریافت کے دعووں سے اس کے لبرل حامیوں میں پھوٹ پڑنا شروع ہو گئی اور جنوری 1991ء میں ممتاز برطانوی بیرسٹر آکسفورڈ یونیورسٹی کے قانون کے استاد فرانسس بنین جو رشدی کے حامی اور اس کی دفاعی مہم کے انچارج تھے' یہ کہہ کر مستعفی ہو گئے کہ "رشدی دفاع کے قابل ہی نہیں۔" اپنے مسلمان ہونے کے دعووں میں رشدی کتنا مخلص تھا' اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے کسی مرحلے پر بھی اپنی کتاب کے مندرجات پر معافی مانگنے' انہیں اگلے ایڈیشنوں سے نکالنے یا کتاب کی اشاعت رکوانے پر کبھی رضامندی کا اظہار نہیں کیا بلکہ وہ اسے ایک سنجیدہ ادبی شہ پارہ قرار دے کر مصر رہا کہ اس پر بحث جاری رہنی چاہیے۔ پاکستانی مصنف اور قائداعظم فلم پروجیکٹ کے انچارج پروفیسر اکبر ایس احمد سے اپنے 1991ء میں ایک انٹرویو میں رشدی نے کتاب کو واپس لینے کے موضوع کو نظر انداز کرتے ہوئے وضاحتیں پیش کیں کہ کتاب کیوں واپس نہیں لی جا سکتی۔

اب جبکہ رشدی اور اس کے حامی ایران کی حکومت کی طرف سے فتوے کے نفاذ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستبرداری کے بعد اپنے آپ کو دباؤ سے آزاد محسوس کر رہے ہیں' رشدی نے اپنی تازہ ترین پریس کانفرنس میں واضح طور پر کہا کہ مذہب کی نو دریافت اور اسلام قبول کرنے کے بارے میں اس کے اعلانات وقتی ضرورت کے تحت بناوٹی تھے۔ "میں ایک مذہبی آدمی نہیں اور مجھے یہ اعلان کر کے خوشی ہوتی ہے کہ میں مسلمان نہیں۔"

اس نے اپنے سابقہ موقف کی خود ہی تردید کرتے ہوئے کہا کہ اسے اپنی کتاب کے لکھنے اور اس کی اشاعت پر کوئی پشیمانی نہیں اور اسے واپس لینے کا بھی کوئی سوال نہیں۔ رشدی کی تازہ پریس کانفرنس اعلیٰ ادب کی تخلیق کے اس دعوی دار کی موقع پرستی اور منافقت' ابن الوقتی' بے شرمی' ڈھٹائی اور خود نمائی پر مبنی کردار کا بھرپور مظاہرہ تھی جس سے اس کی ساری زندگی عبارت ہے۔

(ہفت روزہ تکبیر کراچی' 15 اکتوبر 1998ء)

فتویٰ اور رشدی

رشدی کی دل آزار گھٹیا کتاب کی اشاعت کو چھ مہینے گزر چکے تھے۔ پوری دنیا کے مسلمان کتاب کے مندرجات' اس کی اشاعت اور فروخت' رشدی اور اس کے مغربی حامیوں کی اشتعال انگیزیوں پر سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے لیکن حیرت انگیز طور پر اسلامی جمہوریہ ایران میں ابھی تک اس پر کوئی عوامی یا سرکاری ردعمل سامنے نہیں آیا تھا حالانکہ فروری 1979ء کے انقلاب کے بعد یہ ملک اسلامی بنیاد پرستی کا گڑھ سمجھا جاتا تھا۔ اسلام آباد میں پولیس کی فائرنگ سے جاں بحق ہونے والے مسلمانوں کے بارے میں ایرانی ٹی وی پر خبریں اور رپورٹ دکھائی جارہی تھی' جب ایرانی انقلاب کے رہنما آیت اللہ خمینی مرحوم کو رشدی کی توہین آمیز کتاب کے بارے میں پہلی دفعہ پتہ چلا۔ کتاب کے متعلق تمام معلومات حاصل ہونے اور اس کے مندرجات سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد 14 فروری 1989ء کو آیت اللہ خمینی مرحوم نے رشدی کو مرتد قرار دیتے ہوئے اپنا مشہور فتویٰ جاری کیا کہ "اس کتاب کا مصنف اور اس کی اشاعت سے متعلق افراد موت کے مستحق ہیں۔"

دس سال قبل دیئے جانے والے اس فتوے نے رشدی کی کتاب سے متعلق مسلمانوں کے اعتراضات' ایران اور برطانیہ کے تعلقات اور آزادئ تحریر و تقریر کے بارے میں بحث کا رخ موڑ دیا۔ رشدی کی کتاب میں دین کی بے حرمتی' پیغمبر اسلام' اور امہات المومنین و صحابہ کرامؓ کے بارے میں گھٹیا مندرجات پس منظر میں چلے گئے اور رشدی اور اس کے حامیوں نے رشدی کی ناپاک جسارت کے بجائے' آزادئ تحریر و تقریر کو موضوع بحث بنانے کی کوشش کی۔

آیت اللہ خمینی مرحوم کے فتوے سے اگرچہ رشدی کی کتاب کا معاملہ بین الاقوامی اہمیت حاصل کر گیا اور دنیا بھر کو اس بے ہودہ کتاب کے بارے میں آگاہی ہو گئی لیکن اس پبلسٹی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ توہین رسالت کرنے اور مذہبی اعتقادات کے تقدس کا مضحکہ اڑانے کا اصل ایشو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس منظر میں چلا گیا۔ رشدی ان حلقوں کا ہیرو بن کر سامنے آیا جو آزادی تحریر و تقریر کے نام پر ہر طرح کی فحش گوئی' بد کلامی' گھٹیا پن کو روا رکھنا چاہتے ہیں اور مذہب خصوصاً اسلام اور اس کے نبی محترم کا نعوذ باللہ مذاق اڑانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ جبکہ اس فتوے کے نتیجے میں مسلمان تنگ نظر 'ادب' خیالات' تحریر و تقریر کے مخالفین اور خون کے پیاسوں کے طور پر پیش کیے گئے جو لکھنے کو برداشت نہیں کرتے بلکہ مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں۔ یہ سمجھنے کے بجائے کہ مسلمان اس کتاب کے بارے میں اتنا احتجاج کیوں کر رہے ہیں' انہیں اس کے مندرجات سے اتنی تکلیف کیوں پہنچی ہے اور ان کی دل آزادی کی کیا وجوہات ہیں' فتوے کے اعلان کے بعد مغربی حلقوں نے اسلام کی مخالفت اور مسلمانوں کی توہین کرنے کا ازسر نو بہانہ ڈھونڈ لیا۔ مسلمانوں کے غصے' غم اور افسوس پر مبنی جذبات کو رشدی اور اس کے مغربی حامیوں نے آزادی اظہار اور سنسر شپ سے متعلق کر دیا۔ مغربی میڈیا نے جو مغربی مقتدر حلقوں کے لیے اسلام پر تضحیک آمیز حملے کرانے میں ہراول دستے کا کام دیتا ہے مظلوم مسلمانوں کو مجرموں اور قاتلوں کے روپ میں پیش کرنا شروع کیا اور مسلمان' جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت سے دل آزاری کے حقیقی صدمات محسوس کیے رشدی کو دبانے اور اس کی آواز کو خاموش کرانے والے مجرمین کے طور پر پروجیکٹ کیے جانے لگے۔

آیت اللہ خمینی جب تک زندہ رہے' وہ ہر سال اپنے فتوے کی تجدید اور اسے نافذ کرنے کا عزم کرتے رہے اور ان کے بعد ان کے جانشین سید علی خامنہ ای نے بھی فتوے کو ناقابل واپسی قرار دیا۔ اب ایران کی حکومت' جو مغربی ممالک خصوصاً امریکہ اور برطانیہ سے اپنے تعلقات بہتر بنانے کے لیے حد سے زیادہ گرمجوش ہے' اور افغانستان میں مہم جوئی کی صورت میں مغرب کی حمایت چاہتی ہے' کی طرف سے فتوے کے نفاذ سے لاتعلقی کے واضح اعلان کو رشدی اور اس کے مغربی حامی اپنی فتح کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ رشدی نے ایرانی حکومت کے بیان کے بعد اپنے جہالت پر مبنی روایتی تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ وہ اس کتاب کی اشاعت کے بارے میں کوئی معافی نہیں مانگے گا بلکہ پچھلے دس سال میں ایرانی فتوے کے بعد اس نے ایک بھگوڑے کی طرح جس طرح برطانوی خفیہ پولیس کی حفاظت میں زندگی گزاری ہے اس نے اسے ایک نظریاتی جنگ جیتنے کی قیمت قرار دیا ہے۔

(ہفت روزہ تکبیر کراچی' 15 اکتوبر 1998ء)

شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کی جدوجہد ایک نظر میں

دس سال کے عرصے میں رشدی کی توہین آمیز اور اسلام کی بے حرمتی پر مبنی کتاب کی اشاعت کے بعد اب تک دنیا کے مختلف ممالک میں بے شمار احتجاجی مظاہروں اور جلوسوں کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصدقہ طور پر 30 کے قریب افراد پولیس فائرنگ کے نتیجے میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں' اور کئی سو افراد زخمی ہوئے ہیں۔ اپنے مذہب' پیغمبر اسلام اور امہات المومنین کی بدترین توہین کے مرتکب رشدی کے خلاف 12 فروری 1989ء کو احتجاج کرنے والے پاکستانی مسلمانوں کے جلوس پر سب سے پہلے' بے نظیر کے دورِ حکومت میں اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے کے سامنے پولیس نے فائرنگ کی جس میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق 10 افراد جاں بحق ہوئے جبکہ اگلے دن 13 فروری کو مقبوضہ کشمیر میں قابض بھارتی پولیس کے ہاتھوں پانچ کشمیری مسلمان رشدی کی کتاب کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ 24 فروری کو درندگی کی انتہا کرتے ہوئے ممبئی میں پولیس نے 13 مسلمانوں کو گولیوں سے بھون ڈالا جو رشدی کی کتاب کے خلاف احتجاج کے لیے جمع ہوئے تھے جبکہ مارچ میں ڈھاکہ کے عظیم احتجاجی مظاہرے پر پولیس کی فائرنگ سے سینکڑوں افراد زخمی ہوئے۔ مغربی معاشرے اور حکومتیں اپنے اس دعوے کے اعادے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں کہ وہ انسانی جان کی حرمت اور شہریوں کی زندگی کی حفاظت کی بڑی محافظ ہیں لیکن 30 کے قریب انسانی جانوں کے اس ضیاع کے بارے میں مغربی حکومتوں نے کچھ بھی نہیں کیا بلکہ انہیں رشدی کے اس حق کی حفاظت سے زیادہ دلچسپی رہی کہ وہ کروڑوں مسلمانوں کے جذبات' ان کے مذہب اور عقائد کا بدترین انداز میں مذاق بنا کر شائع کرتا رہے۔ رشدی نے اپنی حالیہ پریس کانفرنس میں اپنی کتاب کے جاپانی مترجم کی موت پر تو افسوس کا اظہار کیا لیکن اسے ان بے گناہ افراد کی موت اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے پر معذرت یا افسوس کے دو الفاظ کہنے کی کبھی توفیق نہیں ہوئی جو اس کی اشتعال انگیز تحریر کے نتیجے میں گولیوں کا نشانہ بنے۔ مسلمان اور غیر جانبدار انسان اس پورے معاملے سے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں پوری طرح حق بجانب ہیں کہ مغربی حکومتوں اور ان کے حواریوں کے نزدیک مسلمانوں کی جان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ وہ فلسطین' کشمیر' بوسنیا اور اب کوسوو میں اس کا مظاہرہ ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ رشدی کا معاملہ بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔

(ہفت روزہ تکبیر کراچی' 15 اکتوبر 1998ء)

کب کیا ہوا؟

☆...... 18 ستمبر 1988ء: "سنڈے" نے سلمان رشدی سے اس کے آنے والے ناول کے بارے میں انٹرویو شائع کیا۔

☆...... 25 ستمبر 1988ء: وائکنگ اور پینگوئن پبلشرز نے "The Satanic Verses" شائع کی۔

☆...... 5 اکتوبر 1988ء: انڈیا نے کسٹم ایکٹ (دفعہ 11) کے تحت "The Satanic

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"Verses" پر پابندی عائد کردی اور کہا کہ یہ پابندی رشدی کی ادبی اور فنکارانہ صلاحیتوں کے انکار کی صورت میں نہیں عائد کی گئی۔

☆ ...... 14 ستمبر 1988ء : سری لنکا نے بھی کتاب پر پابندی عائد کر دی۔

☆ ...... 14 جنوری 1989ء : ایک بہت بڑی ریلی میں مسلمانوں نے بریڈ فورڈ میں "The Satanic Verses" کی کاپیاں نذر آتش کیں۔

☆ ...... 8 فروری 1989ء : پاکستان نے بھی کتاب پر پابندی عائد کر دی۔

☆ ...... 12 فروری 1989ء : پاکستان میں کتاب کے خلاف مظاہرے کے دوران 5 افراد جاں بحق ہو گئے۔

☆ ...... 14 فروری 1989ء : آیت اللہ خمینی نے فتوے کا اعلان کیا اور سلمان رشدی روپوش ہو گیا۔

☆ ...... 17 فروری 1989ء : وزیر خارجہ جیفری ہووے نے حکومت ایران پر دباؤ ڈالا مگر تہران میں ایمبیسی بند نہ کی۔

☆ ...... 19 فروری 1989ء : رشدی نے لوگوں کے جذبات مجروح ہونے پر معافی مانگی۔

☆ ...... 20 فروری 1989ء : خمینی نے اعلان کیا کہ فتویٰ جاری رہے گا۔

☆ ...... 15 مارچ 1989ء : ادیبوں نے "World-wide day of Action for Rushdie" منایا۔

☆ ...... اگست 1989ء رشدی کی اپنی بیوی ماریانہ سے علیحدگی ہو گئی۔

☆ ...... فروری 1990ء : اپنی کتاب کی حمایت میں رشدی نے 7000 الفاظ پر مشتمل ایک مضمون لکھا۔

☆ ...... 11 جولائی 1991ء : کتاب کا جاپانی زبان میں ترجمہ کرنے والے پروفیسر ہی توشی کو ٹوکیو میں قتل کر دیا گیا۔

☆ ...... فروری 1992ء : رشدی کی حمایت کی مہم چلانے والی فرانسس ڈی سوزا نے لندن میں ایرانی سفیروں سے ملاقات کی۔

☆ ...... مارچ 1992ء : برطانیہ میں کتاب کی فروخت جاری رہی۔

☆ ...... مئی 1993ء : وزیراعظم جان میجر نے فتویٰ کے بارے میں گفتگو کرنے کے لیے سلمان رشدی سے ملاقات کی۔

☆ ...... جولائی 1993ء : ترکی کے ایک لبرل اخبار میں کتاب کے اقتباسات چھپنے پر ہنگامہ ہوا جس میں چالیس افراد جاں بحق ہو گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆...... ستمبر 1993ء : یہ بات سننے میں آئی کہ اپنی حفاظت کے لیے رشدی 5 لاکھ پاؤنڈ کا سرمایہ لگا چکا ہے۔

☆...... ستمبر 1993ء : "Midnight's Children" نے "Booker of the Bookers" کا ایوارڈ جیتا۔

☆...... اکتوبر 1993ء : برطانوی ایئر لائن نے رشدی کو جہاز میں سفر کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

☆...... 11 اکتوبر 1993ء : ناروے میں سلمان رشدی کی کتاب کے پبلشر ولیم نیگار کو اوسلو میں اس کے گھر کے سامنے گولی مار دی گئی۔

☆...... اگست 1996ء : سلمان رشدی کی ایک اور کتاب "The Moor's Last Sigh" شائع ہوئی۔

☆...... فروری 1997ء : رشدی کے سر کی قیمت بڑھا کر 25 لاکھ پاؤنڈ کر دی گئی۔

☆...... اگست 1997ء : رشدی نے دوبارہ شادی کی۔

☆...... نومبر 1997ء : سری لنکا نے بی بی سی کو رشدی کی کتاب "The Midnight Children" کی فلم دکھانے سے انکار کر دیا۔

☆...... فروری 1998ء : رابن کک نے ایران پر دباؤ بڑھانے کا وعدہ کیا۔ رشدی کی ٹونی بلیئر سے ملاقات بھی ہوئی۔

☆...... 24 ستمبر 1998ء : کمال خرازی نے کہا کہ وہ سلمان رشدی کے قتل پر رکھے گئے انعام کی حمایت نہیں کرتے۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور، 22 نومبر 1998ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیمہ نسرین

معروف کالم نویس جناب تنویر قیصر شاہد اپنے مضمون میں لکھتے ہیں :

"۳۲ سالہ تسلیمہ نسرین نے میمن سنگھ میڈیکل کالج سے ۱۹۸۴ء میں گریجوایشن کی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ کے لیے اس نے ڈھاکہ مٹفورڈ ہسپتال میں جاب کیا۔ اس دوران میں اس نے مختلف روزناموں اور ہفت روزوں میں "محبت" کے موضوع پر نظمیں اور غزلیں لکھنا شروع کیں۔ اس کی شاعری تو اس قابل نہ تھی کہ وہ اس کی شہرت کا باعث بنتی لیکن وہ اپنے خیالات اور نظریات کی وجہ سے ڈھاکہ کے سوشلسٹ حلقوں میں پاپولر ہوگئی۔ اس کے سرکل کے لوگ صرف اس کی خوبصورت جوانی اور پرکشش جسم کی وجہ سے اس کے مداح نہ تھے بلکہ آزادانہ جنسی میل ملاپ اور تعلقات کے بارے میں اس کے خیالات اور رویہ' اس کے مداحوں میں اس کی مقبولیت کا باعث تھا۔ بھارت کے لیے یہ عورت ایک اچھی آلہ کار بن سکتی تھی' اس لیے بھارتی حلقوں نے اس کی خوب پذیرائی کی اور اس کی گمراہ کن تخلیقات پر اسے خوب انعام و اکرام سے نوازنا شروع کیا۔ ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد کو شہید کر دیا گیا تو بنگلہ دیش میں اس پر شدید ردعمل ہوا۔ ردعمل کے نتیجہ میں کہیں کہیں ہندوؤں کے مندروں پر خراشیں آئیں۔ تسلیمہ کو یہ خراشیں اپنے دل پر محسوس ہوئیں۔ اس کو بنیاد بنا کر اس نے "لجا" (شرم) کے نام سے ایک ناول لکھ مارا۔ "شرم" نامی ناول میں بے شرمی کی تمام باتیں موجود ہیں۔ اس ناول میں تسلیمہ نے تمام اخلاقی حدود کو پھلانگ ڈالا ہے۔ اس ناول میں بین السطور نہیں بلکہ واضح اور صاف لفظوں میں اسلامی قوانین کا مذاق اڑایا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اگر اسلام کسی مرد کو چار شادیاں کرنے کی اجازت دیتا ہے تو عورت کو بھی بیک وقت چار شوہر رکھنے کی اجازت ہونی چاہیے اور اگر اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا تو بقول تسلیمہ' اسلام عورت کے حقوق پر مسلسل ڈاکہ زنی کر رہا ہے۔

تسلیمہ' انتہا کی عریانیت پسند اور بے حیائی کے خیالات و نظریات رکھنے والی خاتون ہے۔ شادی اور جنس کے بارے میں اس کے خیالات انتہائی غلیظ ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ انسان شادی کیوں کرے۔ جو تمہیں پسند آئے' اس کے ساتھ لیٹ جاؤ اور سمجھ لو کہ دونوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برابر کے پارٹنر ہیں۔ تسلیمہ کو وزیر اعظم خالدہ ضیاء اور عوامی لیگ کی سربراہ شیخ حسینہ پر بھی اعتراض ہے کہ وہ اپنے سروں کو اسلامی طرز پر ڈھانپتی ہیں۔ اس کی تحریروں سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ آیا اس کی شاعری اور اس کی تحریروں پر اس کے جنسی رویہ کا اثر ہے یا اس کے جنسی رویے پر اس کی شاعری اور تحریروں کا اثر ہے۔ عریانیت میں وہ بالکل بے تکلف ہے اور وہ عورتوں سے کہتی ہے حیض کے دوران میں ہم بستری میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ میں ایک ڈاکٹر ہوں اور بہتر جانتی ہوں۔ وہ اس خیال کی بھی مخالفت کرتی ہے کہ لکھاریوں اور مصنفین کو کسی قسم کے قواعد و ضوابط کا پابند بنایا جائے تاکہ سوسائٹی کی اخلاقی اقدار کی حفاظت ہو سکے۔ وہ بچوں کی پرورش اور گھر میں رہنے کو' عورتوں کی بدترین غلامی سمجھتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ خاوند کی غیر موجودگی میں اپنے آشنا کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنا یا آشنا کے نطفے سے بچہ پیدا کرنا قطعاً معیوب نہیں ہے۔ اس کی شاعری اور تحریریں پڑھ کر کہا جا سکتا ہے کہ تسلیمہ مشنری جذبے سے جنسی بے راہروی پھیلا رہی ہے۔ وہ اپنی تحریروں میں ناجائز تعلقات اور زناکاری کی بھرپور تبلیغ کرتی ہے۔ جنسی فعل کو "الف" سے لے کر "ی" تک فحش انداز سے بیان کرتی ہے۔ تسلیمہ مردوں کے ساتھ جنسی جبر کی حامی ہے۔ اس کے خیال میں مطلقہ شوہروں کے ساتھ ناجائز جنسی تعلقات قائم کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ اس کا نعرہ ہے "عورت کے لیے رحم کی آزادی" یعنی

(Freedom For A Woman's Uterus)

تسلیمہ نسرین مکمل طور پر ایک آزاد جنسی زندگی کی قائل ہے اور اس کے خیال میں لفظ حرام یا حرامی لغت سے نکال دینا چاہیے کیونکہ اس لفظ نے خواتین کی بہت تذلیل کی ہے۔ تسلیمہ کے خیال میں اگر وہ شادی افضل نامی کسی شخص سے کرتی ہے لیکن افضل کے بچے کے باپ کے نام کے طور پر وہ اپنے آشنا کا نام لکھتی ہے تو یہ سب اس کی نظر میں بالکل جائز۔ اگر ہم تسلیمہ نسرین کے آزاد خیال پر قلم اٹھائیں گے تو ہمیں اخلاقی حدود و قیود کو پھلانگنا ہوگا۔ تسلیمہ نسرین کے بے راہ رو نظریات کے بارے میں ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ ابھی ہماری زبان میں اتنے گندے اور غلیظ لفظ نہیں ہیں کہ ہم انہیں بیان کر سکیں۔

تسلیمہ نسرین نے ۷ سال میں ۷ شادیاں کیں اور ۷ ہی بار طلاق لی۔ اس کے نزدیک طلاق یا شادی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ شادی کی پہلی رات (سہاگ رات) اس کے پہلے شوہر نے صرف اس لیے خودکشی کر لی کیونکہ تسلیمہ نے اس کو سہاگ رات اپنے کمرے میں آنے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ اس کا ایک دوست یہ رات اس کے پاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزارنے کے لیے آ رہا ہے۔ تسلیمہ کے خیال میں ہر عورت کو اپنے رحم (Uterus) میں اپنی پسند کا "نطفہ" رکھنے کی پوری آزادی ہونی چاہیے۔ اس کے نزدیک ایک ہی وقت پر شوہر اور آشنا سے تعلقات رکھنے بھی جائز ہیں۔ اگر یہ سب کچھ تسلیمہ نسرین کو ایک مصلح ثابت کرتا ہے تو پھر کرسٹائن کیلر، انٹونیا، ڈی سانچا، لیڈی بین وینیڈا اور وارلی ہارکس کو مدعو کرنا چاہیے کہ وہ ایک برطانوی قانونی کمیشن تشکیل دیں جو کہ مسٹر جان میجر کو بتائے کہ کس طرح سے روایتی ماؤں اور اکیلی ماؤں (بغیر خاوند) کے درمیان مساوات قائم کی جائے، کس طرح سے روایتی بچوں اور محبت کے قابل بچوں (حرامی بچوں) کے درمیان مساوات قائم کی جائے"۔ (ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" اگست ۹۴ء)

"بتیس برس کی اس جوان عورت کے کئی نام ہیں: وہ ملعون سلمان رشدی اور راجپال کی پیروکار ہے، وہ شہرت کی بھوکی ہے، وہ انارکی پسند ہے، وہ لفظوں کا پلیگ پھیلانے کی متمنی ہے، وہ عورتوں کے حقوق کی چیمپئن ہے۔ بعض اندر کے ذرائع اسے بھارتی ایجنٹ کے نام سے بھی یاد کرتے ہیں کہ بھارت اس کے ہر متنازعہ معاملے میں اسے بحران سے نکالنے کے لیے لپکتا ہے۔ وہ ایک ایسی قلمکار ہے جس نے کبھی انٹرویو دینے سے انکار نہیں کیا ہے اور جس نے فوٹو سیشن سے منہ نہیں پھیرا۔ وہ ایک ایسی خاتون ہے جسے بعض افراد نے اس کے لکھاری کردار کے پس منظر میں اسے عورت کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ قرار دیا۔ اس کی آزاد روی، آزاد منشی اور مذہب سے بیزاری کے پیش منظر میں، اس کی تحریروں کے حوالے سے اسے دریدہ دہن پکارا گیا--- اور وہ ایک ایسی عورت ہے جو خدا کی آخری کتاب قرآن پاک پر حملہ آور ہوئی ہے۔ بنگلہ دیش، جو کبھی مشرقی پاکستان کہلاتا تھا، کے شہریوں نے اس کے سر کی قیمت ایک لاکھ ٹکہ مقرر کی ہے۔ مذہب سے منحرف اور قرآن مجید پر اتہام لگانے والی مکروہ کردار کی یہ عورت اس سے بھی بڑی سزا کی مستوجب ہے۔

اس عورت کا نام تسلیمہ نسرین ہے۔ اللہ کے آخری نبیؐ اور ان کے اہل خانہ اور دوسرے عظیم پیغمبروں کے بارے میں اپنی بدباطنی کا اظہار کرنے والے سلمان رشدی کی طرح تسلیمہ بھی خود کو مسلمان کہتی ہے۔ وہ بھی رشدی کی طرح ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئی اور پلی بڑھی--- مگر اپنے کردار، افعال، سوچ اور فکر کے اعتبار سے وہ کسی طرح بھی راجپال ایسے مکروہ انسانوں سے کم نہیں ہے۔ وہ بنگلہ دیش کی شہری ہے۔ بنگلہ دیشی اسلامی تنظیموں نے اسے گرفتار کر کے اسے عدالت کے ذریعے سزا دینے کا مطالبہ کیا ہے۔

بنگلہ دیش کی جماعت اسلامی نے ڈھاکہ میں لاکھوں فرزندان توحید کی موجودگی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلسے کے شرکت کنندگان کی تائید سے اسے سزائے موت سنائی ہے۔ ڈھاکہ سے دور ایک اور بنگلہ دیشی شہر "کھلنا" میں بھی ایک عظیم جلسہ منعقد ہوا، جس میں مفتی سعید نذرالاسلام اور ان کے آٹھ رفقاء علمائے دین نے اعلان کیا کہ جو شخص تسلیمہ نسرین کو قتل کرے گا، اسے نوے ہزار ٹکہ بطور انعام دیا جائے گا۔ بنگلہ دیشی شہریوں اور علمائے دین کے بے پناہ دباؤ کا اثر یہ ہوا کہ حکومت بنگلہ دیش بھی تسلیمہ کی مذمت کرنے لگی۔ ڈھاکہ کے چیف میٹروپولیٹن مجسٹریٹ شاہد الدین احمد نے پینل کوڈ کی شق ۲۹۵ الف کے تحت تسلیمہ کے ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیے۔

تسلیمہ نسرین کا جرم کیا ہے؟ دانندگان راز کہتے ہیں کہ وہ کسی ایک جرم کی مرتکب نہیں ہے۔ اس نے کئی جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔

تسلیمہ نسرین ایک ایسی عورت ہے جو اسلام کے ازلی اور ابدی اور مستقل قوانین کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے بجائے سرکشی پر اتر آئی ہے۔ کلکتہ سے انگریزی زبان میں ایک اخبار شائع ہوتا ہے۔ اس کا نام "سٹیٹس مین" ہے۔ "ہندوستان ٹائمز" کے بعد "سٹیٹس مین" کو ممتاز ترین اور انتہائی موثر اخبار خیال کیا جاتا ہے۔ تسلیمہ نسرین نے اسی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے انتہائی بے شرمی اور دریدہ دہنی سے کام لیتے ہوئے کہا:

"میں قرآن میں چھوٹی موٹی تبدیلیوں کے حق میں نہیں ہوں، اس سے مقصد پورا نہیں ہوگا۔ قرآن پر مکمل نظرثانی کی ضرورت ہے"۔ لیکن جب بنگلہ دیش کے مسلمانوں میں اشتعال پھیل گیا تو فوراً اپنی بات سے پھر گئی اور اپنے کہے کی "وضاحت" یہ کہہ کر کی "میری بات کو غلط معانی پہنائے گئے ہیں۔ میں نے تو کہا تھا کہ بائبل، وید، قرآن اور ایسی تمام مذہبی کتابیں اب فرسودہ ہو چکی ہیں۔ اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان تمام کتابوں کو عجائب گھروں میں رکھوانا ہوگا۔ قرآن اور دیگر تمام مذہبی کتابوں نے ہمیشہ قابل نفرت قوانین اور ضابطوں کے ذریعے عورتوں کو زنجیروں میں جکڑنے کی کوشش کی ہے"۔ ("دی اسٹیٹس مین" ۹ مئی ۹۴ء)

"Time Of India"، جرمنی اور آسٹریلیا کے جرائد اور بی بی سی کا ٹیلی وژن اس کے انٹرویو اور بیانات نشر کر رہے ہیں۔ ۳۰ جون کو بی بی سی نے ایک انٹرویو میں، جو بنگلہ دیش کے ٹیلی وژن نے بھی نشر کیا، تسلیمہ نسرین کو اس حالت میں دکھایا کہ وہ سگار پی رہی ہے اور قرآن پاک کی بعض آیات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ "ان میں غلطیاں ہیں"۔ اس انٹرویو کے بعد بنگلہ دیش میں مزید اضطراب اور اس کے خلاف غم و غصہ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ یقینی تھا۔ اس نے اپنے ایک تازہ ترین انٹرویو میں کہا ہے کہ "مجھے کسی بھی وقت' کسی بھی لمحے قتل کیا جا سکتا ہے"۔ لیکن حیرت اور بے حمیتی کا عالم یہ ہے کہ تسلیمہ نسرین یہ حقیقت تسلیم کرنے سے مسلسل گریزاں ہے کہ اس کے قلم نے اسلامی روایات اور اسلامی قوانین کا نہ صرف مذاق اڑایا ہے بلکہ قرآن شریف کی متعدد آیات مبارکہ کا سرے سے انکار کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں تسلیمہ کا موقف وہی ہے جو سلمان رشدی اکثر اوقات پیش کرتا رہتا ہے۔ نسرین کا کہنا ہے "میں نے تو صرف ناول لکھا ہے اور ناول ایک کہانی ہوتا ہے اور کہانی تو فرضی ناموں اور مفروضہ نظریات پر قائم ہوتی ہے۔ اس پر مجھے قتل کر دینے کی دھمکیاں چہ معنی؟ میں نے ادب کی خدمت کی ہے' کوئی جرم نہیں کیا؟" مگر اس کے بھونڈے اور لاحاصل موقف کو سننے کے لیے کوئی بھی اسلام پسند فرد تیار نہیں ہے' بالخصوص بنگلہ دیش کی "جماعت مسلم" نے تو سرے سے اس کے الفاظ سننے سے انکار کر دیا ہے۔ مذکورہ تنظیم کا کہنا ہے کہ مصنفہ کو اسلامی قوانین کے مطابق سزا دی جائے کیونکہ اگر ایسی ضرر رساں کتابوں سے صرف نظر کیا گیا تو اور لوگوں کو بھی اس مذموم فکر سے تحریک ملے گی۔

تسلیمہ نسرین نے ایک طویل نظم بھی تحریر کی ہے' جس کا عنوان ہے "آؤ بغاوت کریں"۔ تسلیمہ مزید "بہادری" کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے کہتی ہے کہ "ہمیں بھی مغرب کی عورت کی مانند یہ آزادی ملنی چاہیے کہ ہم جب اور جس وقت چاہیں' اپنے بیڈ پارٹنر کو تبدیل کر لیں"۔

تسلیمہ نسرین کو گلہ ہے کہ بنگلہ دیش کے کمیونسٹ اس کے موقف کے سرعام ہمنوا نہ بن سکے۔ اس نے ایک بھارتی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا "یہ لوگ خود کو کمیونسٹ تو قرار دیتے ہیں مگر ووٹ مانگنے اور اپنی ترقی کے لیے ملاؤں کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ اب میں اس جنگ میں تنہا رہ گئی ہوں مگر میری عمر بڑی ہے ابھی جنگ کرنے کو"۔ پھر تسلیمہ نے سب کو لکارتے ہوئے کہا:

"میں مذہبی ٹھیکیداروں کے چنگل میں نہیں پھنسوں گی۔ میری ان سے جنگ رہے گی' میری زندگی کے آخری سانسوں تک۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے ان اعلانات سے مجھے بہت سے مسائل کا سامنا کرنا ہوگا۔ زندگی ایسی عظیم نعمت سے بھی ہاتھ دھوئے جا سکتے ہیں مگر مشن کے آگے زندگی کی حیثیت کیا ہے؟ آخر انگلستان کی سرزمین پر بیٹھا سلمان رشدی بھی تو بہادری کے ساتھ تمام عالم اسلام کے ملاؤں کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ مجھے رشدی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افکار سے نئی زندگی کی نئی حرارت ملتی ہے"۔

عالم اسلام کو ایک نئے فتنے کا سامنا ہے۔ اب دیکھئے اس کی سرکوبی کے لیے کون سب سے پہلے آگے بڑھتا ہے کہ حرمت اسلام خطرے میں ہے!!

بنگلہ دیشی مسلمان عام طور پر یہ خیال ظاہر کر رہے ہیں یقیناً تسلیمہ نسرین نے خود کو قانون سے بچانے کے لیے کسی طاقتور مغربی جمہوریہ کے سفارت خانے میں پناہ لے رکھی ہے اور زیادہ ترین قیاس یہ ہے کہ وہ اس وقت کسی امریکی پناہ گاہ میں ہے۔ وہ بغیر کسی ڈر خوف کے ٹیلی وژن پہ جا بھی سکتی ہے اور پوری بے باکی سے بول بھی سکتی ہے۔ تسلیمہ نے آسٹریلیا کی نشریاتی کمپنی کو بتایا "ہمارا مذہب عورتوں کو ہر قسم کی انسانی عظمت سے محروم رکھتا ہے۔ اسلام میں عورتوں کو غلام سمجھا جاتا ہے۔ میں مذہب کے خلاف اس لیے لکھتی ہوں کہ اگر خواتین کو آزاد زندگی گزارنی ہے تو انہیں مذہب کی قید سے باہر نکلنا ہوگا"۔ اس سے پوچھا گیا کہ آیا وہ اسلام کو مورد الزام ٹھہرا رہی ہے تو مسز نسرین نے جواب دیا "ہاں' بالکل"۔ (ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" اگست ۹۴ء)

گویا تسلیمہ نے یہ بیان دے کر خدا کے چیلنج کو چیلنج کیا ہے۔ اسی انٹرویو نے بنگلہ دیش بھر میں ایک آگ سی لگا رکھی ہے اور اسی کے پس منظر میں تسلیمہ کے قتل کے فتوے جاری کیے جا رہے ہیں۔ جب یہ آگ زیادہ پھیل گئی تو تسلیمہ اپنے شائع شدہ مذکورہ انٹرویو ہی سے مکر گئی۔ اس نے کہا کہ اس نے ایسا کوئی بیان دیا ہی نہیں۔ قتل کے خوف سے اس نے اپنا گھر چھوڑ دیا تھا۔ اپنی کسی خفیہ رہائش گاہ سے اس نے بنگلہ دیشی پارلیمنٹ کے سپیکر کو ایک خط لکھا' جس میں کہا گیا تھا کہ اس نے قرآن کو تبدیل کرنے اور اس پر نظرثانی کرنے کی بات (انٹرویو میں) نہیں کی تھی بلکہ اس نے تو شریعت اسلامی کو بدلنے کا کہا تھا۔۔۔۔ اس خط کو اخبارات (بنگلہ دیش کے وہ اخبارات جو تسلیمہ کی مدد کر رہے ہیں) نے شائع کر دیا مگر "سٹیٹس مین" اپنی سٹوری پر قائم رہا اور اپنے ایک طویل وضاحتی نوٹ میں کہا کہ اخبار کے رپورٹر کے پاس ابھی تک وہ کیسٹ محفوظ ہے جس میں تسلیمہ کا انٹرویو ریکارڈ کیا گیا اور یہ کیسٹ تسلیمہ کی آواز میں ثابت کر سکتا ہے کہ اس نے شریعت اسلامی کو نہیں بلکہ قرآن کو بدلنے کی بات کی تھی۔ اس وضاحتی نوٹ نے تسلیمہ کے خط کی جہاں تکذیب کر دی' وہاں بنگلہ دیش میں اس کے خلاف بھڑکنے والی نفرت و حقارت کی آگ کو مزید بھڑکا دیا۔ چند روز بعد "سٹیٹس مین" نے مغربی جرمنی سے شائع ہونے والے ایک جرمن جریدے "Der Spiegel" کا وہ عکس بھی اپنے اخبار میں شائع کر دیا' جس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیمہ نے وہی بات کہی تھی جو "سٹیٹس مین" کو انٹرویو میں کہی۔

وارنٹ بلاضمانت' جو مجسٹریٹ شاہد الدین احمد کی طرف سے جاری کیے گئے تھے' ان کی بھنک تسلیمہ نسرین کے کانوں میں بھی پڑ گئی۔ چار جون کی سہ پہر چار بج کر دس منٹ پر وہ اپنے ایک ساتھی' جس کی شناخت دیکھنے والے نہ کر سکے' کے ہمراہ ڈھاکہ کے شانتی نگر میں واقع سات منزلہ بلڈنگ میں اپنے فلیٹ سے نکلی' رکشے میں بیٹھی اور غائب ہوگئی۔ فرار کے وقت جن لوگوں نے اسے دیکھا' ان لوگوں کا کہنا ہے کہ اس وقت وہ گیروے رنگ کی ساڑھی میں ملبوس تھی اور اس کے ایک ہاتھ میں سوٹ کیس تھا۔ پیچھے اپنے فلیٹ میں وہ اپنی والدہ' ایک بھائی اور ایک بہن کو چھوڑ گئی۔ پلک جھپکتے میں تسلیمہ کے فرار کی خبر سارے ڈھاکہ میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ لوگوں نے اس کے گھر کا گھیراؤ کر لیا اور اہل خانہ سے استفسار ہونے لگا کہ بتایئے ملعونہ کہاں گئی ہے؟ اسی رات تسلیمہ کی والدہ اور بہن بھی گھر سے غائب ہوگئے۔ صرف اس کا بھائی فیضان کبیر رہ گیا۔ فیضان نے ایک بھارتی اخبار کو بتایا کہ میری والدہ اور بہن بنگلہ دیشی بنیاد پرستوں اور مذہبی جنونیوں کے خوف کی وجہ سے فرار ہونے پر مجبور ہوئیں۔۔۔ لیکن فیضان نے بتایا' اس کی بہنیں اور ماں بنگلہ دیش کے دارالحکومت میں ہی موجود ہیں۔

تسلیمہ کا باپ میمن سنگھ میں رہتا ہے۔ وہ مدتوں سے اپنی بیوی اور بچوں سے علیحدہ زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس کا نام جناب علی ہے اور پیشے کے اعتبار سے وہ ڈاکٹر ہے۔ تسلیمہ کے غائب ہونے کے بعد لوگوں نے میمن سنگھ میں رہائش پذیر ڈاکٹر جناب علی سے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ جب وہ کوئی ڈھنگ کا اور اطمینان بخش جواب نہ دے سکا تو غصے میں بھرے ہوئے لوگوں نے اس کے کلینک پر دھاوا بول دیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ قریب تھا کہ ڈاکٹر جناب قتل کر دیے جاتے' میمن سنگھ کی انتظامیہ نے جائے فساد پر پہنچ کر مظاہرین کو منتشر کر دیا۔ ڈاکٹر جناب علی اب چوبیس گھنٹے پولیس کی "حفاظت" میں رہتے ہیں مگر خطرے کی تلوار ہنوز لٹک رہی ہے۔ اس سے چھٹکارا پانے کی وہ کوئی راہ نہیں پاتے۔ دریں اثنا تسلیمہ کے بھائی فیضان کبیر نعمان نے پندرہ جون کو کھلنا میں مفتی سعید نذر الاسلام اور ان کے آٹھ ساتھی علماء کے خلاف پرچہ درج کرایا ہے کہ ان لوگوں نے اس کی بہن کو قتل کرنے کی دھمکی دی ہے اور اسلام کے پردے میں قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی ہے۔ مقامی مجسٹریٹ علی محسن نے تفتیش کا حکم جاری کر دیا ہے۔

دوسری طرف حکومت بنگلہ دیش کے لیے تسلیمہ نسرین کا فرار دردِ سر بن گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ وہ کہاں چلی گئی ہے۔ بنگلہ دیش پولیس کی تینوں شاخیں' تلاش میں سرگرداں ہیں۔ بنگلہ دیش سے بیرون ملک جانے والے سارے ہوائی اور خشکی کے راستے بند کر دیے گئے ہیں اور ان کی سخت نگرانی کی جا رہی ہے تاکہ تسلیمہ کسی بھی طرح بیرون ملک فرار ہونے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ تسلیمہ کی فیملی کا کہنا ہے کہ وہ ڈھاکہ ہی میں روپوش ہے اور خاموشی کے ساتھ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ سے ضمانت قبل از گرفتاری حاصل کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ اس نے بقول فیملی' ڈھاکہ کے بعض نامور قانون دانوں سے بھی رابطہ کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ مسلسل جائزہ لے رہی ہے کہ ڈھاکہ سے شائع ہونے والے کثیر الاشاعت اخبار "Dainik Jankantha" کے ان سینئر چار اخبار نویسوں کے مستقبل کا فیصلہ کیا ہوتا ہے جن پر تقریباً اسی پینل کوڈ کے تحت مقدمات درج ہیں جس پینل کوڈ کے تحت تسلیمہ عدالت کو مطلوب ہے۔

گزشتہ دنوں جب ڈھاکہ میں یہ کہا جا رہا تھا کہ تسلیمہ اپنے وکیلوں کی معرفت عدالت تک رسائی حاصل کرنے کی سعی کر رہی ہے' یہ قیاس آرائیاں بھی ہونے لگیں کہ تسلیمہ نے فرانسیسی سفارت خانے میں پناہ لی ہوئی ہے۔ یہ سفارت خانہ ڈھاکہ میں گلشن ڈپلومیٹک علاقے میں واقع ہے۔ جب ایک انگریزی اخبار "سنڈے" کی نمائندہ نے ڈھاکہ میں ایک تقریب میں شریک فرانسیسی سفیر مسٹر مائیکل لیکومب سے پوچھا کہ آیا یہ خبر درست ہے یا محض قیاس آرائی؟ اس پر مذکورہ سفیر نے مسکرا کر قریب کھڑے برطانوی ہائی کمشنر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "ہو سکتا ہے آنجناب کا سفارت خانہ اتنا بڑا ہو کہ وہ تسلیمہ کو پناہ دینے کی جرات کر سکے"۔ لیکن' بہر حال' مسٹر مائیکل لیکومب نے یہ ضرور تسلیم کیا کہ ایک ماہ قبل تسلیمہ نسرین فرانسیسی ویزا لینے کے لیے سفارت خانے آئی تھی مگر اس میں بھی کسی کو شبہ نہیں ہے کہ تسلیمہ خاصے عرصے سے مغربی سفارت کاروں کے نزدیک ہے اور وہ اسے ذاتی حیثیت میں جانتے پہچانتے ہیں۔ ۱۹۹۲ء میں جب کلکتہ سے آتے ہی ڈھاکہ ایئرپورٹ پر تسلیمہ کا پاسپورٹ بنگلہ دیشی حکومت نے ضبط کر لیا تھا' اس وقت امریکی حکومت نے دخل اندازی کرتے ہوئے اس کا پاسپورٹ بحال کروایا۔ ۲ جون ۱۹۹۴ء کو تسلیمہ نے اپنے اخباری کالم بعنوان "Jai Jai Din" میں یہ تسلیم کیا کہ یہ امریکی حکومت کا دباؤ ہی تھا جس نے اس کے پاسپورٹ کی بحالی میں مرکزی کردار ادا کیا۔ یہ کالم اس کی بلا ضمانت گرفتاری کے وارنٹ جاری ہونے سے ٹھیک دو دن پہلے شائع ہوا' چنانچہ ان حقائق کے پس منظر میں یہ قیاس آرائیاں کسی حد تک درست معلوم ہوتی ہیں کہ تسلیمہ نے ڈھاکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں واقع کسی مغربی سفارت خانہ میں پناہ حاصل کر رکھی ہے۔

بنگلہ دیشی قومی سیاست کو تسلیمہ فیکٹر نے ایک نئے رنگ' ایک نئے آہنگ سے ہمکنار کیا ہے۔ برسراقتدار اور حزب مخالف طبقات کے بیانات اسی حوالے سے شائع اور نشر ہونے لگے ہیں۔ اپوزیشن پارٹی کی رہنما حسینہ شیخ کا کہنا ہے کہ یہ درست ہے کہ تسلیمہ نے جو کچھ انٹرویو میں کہا' غلط ہے مگر اسے بنیاد بنا کر سارے ملک میں مولویوں نے جو اودھم مچا رکھا ہے' یہ حکومت کے اشارے پر ہو رہا ہے۔ حسینہ کہتی ہیں کہ یوں سرکار بنگلہ دیش اپنی ناکامیوں اور نا اہلیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے تسلیمہ فیکٹر کو بھرپور انداز میں استعمال کرنے کی ٹھان چکی ہے۔ ایسا کر کے دراصل حکومت عوامی توجہات کو دوسری طرف منتقل کر رہی ہے۔ بنگلہ دیش پارلیمنٹ کے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر عبدالصمد آزاد' جو بنگلہ دیش کے سابق وزیر خارجہ بھی ہیں' کا کہنا ہے کہ تسلیمہ کارڈ خالدہ ضیاء کا "نیو آٹوکریٹک" ہتھیار ہے۔ عوامی لیگ کے عبدالمتین خسرو کا کہنا ہے کہ "وہ (تسلیمہ نسرین) بھارت کے خفیہ ادارے "را" کی جاسوسہ ہے۔ اس نے بنگلہ دیش کے خلاف کالم اور مضامین لکھ کر بھارت سے کروڑوں روپیہ وصول کیا ہے"۔

اس میں' مگر' کسی کو بھی شبہ نہیں ہے کہ قرآن کریم کو اپنی کج فہمی اور کج روی کی بنیاد پر تنقید کا نشانہ بنانے والی تسلیمہ کا ناول "لاجا" بھارت میں بہت مقبول ہوا۔ "لاجا" میں اس نے دانستہ ایسے کردار زیربحث لائے ہیں' جن کی گفتگو اور زندگی کے دوسرے عوامل سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بنگلہ دیش میں رہنے والے ہندوؤں کے ساتھ بنگلہ دیشی حکومت کا رویہ انتہائی ظالمانہ اور ناروا ہے۔ یہ ناول بھارت کے شہر اجودھیا میں معروف تاریخی مسجد (بابری مسجد) کی جنونی اور متعصب ہندوؤں کے ہاتھوں شہادت کے بعد منظرعام پر آیا۔ اس واقعہ (بلکہ سانحہ) کو بھی "لاجا" میں فکشن کا حصہ بنایا گیا ہے' جس میں بتایا گیا ہے کہ ہندوؤں کا اقدام (مسجد کو شہید کرنے کا) درست اور مسلمانوں کا احتجاج غلط تھا۔ گویا یہ ناول بھارت کی مسلم دشمن سیاسی جماعتوں (راشٹریہ سیوک سنگھ اور بھارتیہ جنتا پارٹی وغیرہ) اور بھارت کے مسلم دشمن ہندو سیاست دانوں (ایل کے ایڈوانی اور اٹل بہاری واجپائی وغیرہ) کی نیتوں' سوچوں اور عزائم کی مسلسل کہانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) نے اپنے فنڈ سے اس ناول کے پائریٹ ایڈیشن شائع کر کے لاکھوں کی تعداد میں مفت اپنے وابستگان اور پارٹی ورکروں میں تقسیم کیے۔ بعد ازاں تسلیمہ کو بھارت کا معروف ادبی ایوارڈ "آنندا پروشکار" ایوارڈ دیا گیا۔ یہ ایوارڈ "لاجا" پر نہیں دیا گیا تھا بلکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیمہ کی کتاب "Taslima Nasreen Nirbachito Column" پر دیا گیا جو اس کے کالموں اور مضامین کا مجموعہ ہے۔

تسلیمہ نسرین کو اس کی قرآن دشمنی، مذہب سے بیزاری اور وطن دشمنی کے پس منظر میں سب سے پہلے جس تنظیم نے گرفتار کرنے اور اسے قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا تھا، وہ سلہٹ کی ایک تنظیم تھی۔ اس کا نام "سمجھاسینگ پریشد" ہے۔ بعد ازاں اس مطالبے اور تحریک کی کمان بنگلہ دیش کی جماعت اسلامی کے ہاتھ آگئی اور میدان کارزار اور گرم ہوگیا۔ بنگلہ دیش میں اب یہ میدان دو حصوں میں منقسم ہوگیا ہے۔ ایک گروپ وہ ہے جو تسلیمہ کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کر رہا ہے اور تسلیمہ کا پیچھا بھی۔ اس گروپ کی رہنمائی جماعت اسلامی کر رہی ہے اور یہ Alliance for Resistance Against Anti Islam کی چھتری تلے آگے بڑھ رہی ہے۔ دوسرا گروپ آزادی تحریر و تقریر اور بنیادی انسانی حقوق کے پردے میں تسلیمہ کی سپورٹ کر رہا ہے۔ اس گروپ کو اخبارات و جرائد اور ٹی وی اور ریڈیو کے پلیٹ فارم حاصل ہیں اور یہ "مکتی یدھ برودھ نرمل جاتیہ کمیٹی" کے نام سے بنگلہ دیش کے اسلام کو "بنیاد پرست" قرار دے کر ان کی منطق اور دلائل کو تعصب کی گرد کا عنوان دے رہے ہیں۔

تسلیمہ نسرین ۲۵ اگست ۱۹۶۲ء کو سابق مشرقی پاکستان (حالیہ بنگلہ دیش) میں میمن سنگھ کے علاقے میں پیدا ہوئی۔ پیشے کے اعتبار سے وہ ڈاکٹر ہے۔ ڈھاکہ سے اس نے ایم بی بی ایس کیا اور پھر وہیں ڈھاکہ میڈیکل کالج ہاسپٹل میں ہی میڈیکل آفیسر کی حیثیت میں کام کرنا شروع کر دیا۔ مگر جلد ہی اس نے میڈیکل کا پیشہ چھوڑ دیا۔

تسلیمہ کہتی ہے: "ہسپتال میں جب میرے سامنے زنا بالجبر (Rape) کا کیس آتا تو میں کانپ کر رہ جاتی۔ میرا خیال ہے کہ یہی سانحات مجھے مرد سے نفرت کی طرف لے گئے اور میرے اندر ایک نظریے اور مستحکم خیال نے جڑ پکڑ لی: "یہ کہ اگر کوئی مرد عورت کو ریپ کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عورتیں بھی مردوں کو ریپ کریں"۔ اس عجیب و غریب نظریے کی پیش کاری پر سب لوگ ہنسے مگر جب اس نے اس کا مسلسل اپنے کالموں میں ذکر کرنا شروع کر دیا تو لوگ چونکنے لگے۔

اخلاق باختگی کا اس سے بڑا مظاہرہ اور کیا ہوسکتا ہے!! سلہٹ کے ممتاز عالم دین مولانا عزیز الحق نے تسلیمہ کے مذکورہ دریدہ دہن بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: "یہ عورت طوائف سے بھی زیادہ بداخلاق ہے۔ یہ شرمگاہ کو ہر پابندی سے آزاد کر دینے کا مطالبہ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے۔ یہ کہتی ہے کہ عورت بھی مرد کی مانند بیک وقت چار شوہر رکھ سکتی ہے۔ اس کا مطالبہ ہے کہ عورتوں کو شادی کے بغیر غیر مردوں کے ساتھ رہنے کا حق دیا جائے۔ اس کی یہ باتیں اور مطالبے قرآن اور اللہ کے قوانین کے خلاف ہیں۔ یہ کفر ہے اور مسلمان کا کافر ہو جانا یا کفر بکنا ارتداد میں شمار ہوتا ہے اور ارتداد کی سزا' سزائے موت ہے"۔

تسلیمہ کا ناول "لاجا" (LAJJA) لندن کے معروف اشاعتی ادارے پینگوئن (PENGUIN) نے شائع کیا۔ اس ناول کا ادبی معیار کیا ہے؟ بنگلہ دیش' بھارت اور انگلستان کے ادبی نقادوں کی اکثریت نے اسے ایک سطحی اور سفلے جذبات کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ بعضوں نے اسے Loose Written ناول قرار دیا ہے۔ اس ناول کا بالاستیعاب مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مصنفہ کو اپنے مرکزی خیال پر بھی گرفت حاصل نہیں ہے۔ وہ بار بار زگ زیگ راستے پر گامزن معلوم ہوتی ہے۔ پھر ناول میں برہنہ مناظر کی (ریپ کی شکل میں) اتنی تفصیل اور باریکی سے منظر نگاری کی گئی ہے کہ اس کا شمار ننگے ناولوں (Pornographic Novels) میں ہونے لگا۔ اسی لیے تو نقادوں نے اسے سفلے جذبات کا مجموعہ قرار دیا ہے۔ مرازل سین کا کہنا ہے: "عظیم ادب کہلائے جانے والے فن پارے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ابتدائی اور آخری مراحل تک پروقار اور سنجیدہ ہو جبکہ تسلیمہ کے ناول میں یہ دونوں باتیں مفقود ہیں۔ پھر دوسرے مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ میں ایسے ناول پر مزید کوئی تبصرہ کروں جو متنازعہ فیہ ہے"۔ تسلیمہ کے ہم وطن ایک معروف نقاد ابوا لبصر کا کہنا ہے: "تسلیمہ اپنے مقاصد کے اعتبار سے ناول میں قریب پہنچی ہوئی محسوس ہوتی ہے مگر شدت جذبات میں ایسا کرتے ہوئے اس نے ادب کی روح کو مجروح کر دیا ہے"۔

بنگلہ دیش میں مذہبی جماعتوں کا متفقہ مطالبہ ہے کہ جب تک تسلیمہ نسرین کیفر کردار کو نہیں پہنچ جاتی' وہ مظاہرے اور ہڑتالیں بند کریں گے' نہ حکومت کو چین سے بیٹھنے دیں گے۔ "جاتیہ پارٹی" کے قائم مقام چیئرمین منیر الرحمٰن چودھری کا اصرار ہے کہ حکومت جلد از جلد ایسا مسودۂ قانون پارلیمنٹ سے منظور کروائے جس کے تحت تسلیمہ نسرین کو عمر قید یا سزائے موت دی جا سکے۔ بنگلہ دیش کی چوتھی بڑی سیاسی جماعت "جماعت اسلامی" کے سربراہ پروفیسر غلام اعظم (جن کی بنگلہ دیشی شہریت مدتوں معطل رہی' بنگلہ دیش سپریم کورٹ نے جولائی ۱۹۹۴ء کے پہلے ہفتے ان کی شہریت بحال کر دی) کی اپیل پر ۳۰ جون کو ملک بھر میں نصف دن کے لیے ہڑتال رہی۔ ان کا مطالبہ ہے کہ مجوزہ ایکٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Blasphemy#Act) کو فی الفور پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے تاکہ قرآن اور نبی کریمؐ کے خلاف زبان درازی کرنے والوں کی سختی سے سرکوبی کی جا سکے اور انہیں سخت سزائیں دی جا سکیں۔ ڈھاکہ میں "ایک سو ایک رکنی مفتی کمیٹی" نے بھی اسی مجوزہ ایکٹ کے حق میں ۲۷ جون کو بنگلہ دیش پارلیمنٹ کے سامنے مظاہرہ کیا۔ ان کے مقابل بنگلہ دیش کے ہوم سیکرٹری عظیم الدین احمد کا کہنا ہے: "میرے خیال میں بنگلہ دیش پینل کوڈ کی شق ۲۹۵ الف کافی ہے' کسی نئے ایکٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ شق ۲۹۵ الف ایسے بدبخت لوگوں سے نبٹنے کے لیے بہت ہے۔ تسلیمہ اور ان کے ساتھ وہ اخبار نویس' جو اب بھی زیر حراست ہیں' وہ اس شق کو بھی ظالم قرار دے رہے ہیں اور اگر مجوزہ ایکٹ منظور کر لیا گیا تو ایسے لوگ نہ جانے کیا طوفان اٹھا دیں"۔

بنگلہ دیشی پینل کوڈ کی شق نمبر ۲۹۵ الف کا اطلاق مسلمانوں' ہندوؤں' عیسائیوں اور بدھوں پر یکساں طور پر ہوتا ہے۔ یہ شق کہتی ہے کہ --- "ہر وہ شخص یا ادارہ یا گروہ یا تنظیم کسی بھی مذہب کی بنیادوں' افکار اور اعتقادات کے خلاف زبانی بات کرے' قلم سے لکھے یا بصری یا سمعی آلات کے ذریعے اسے نشر کرے' جو کوئی بھی کسی مذہب کے پیروکاروں کے جذبات سے کھیلے یا کھیلنے کی کوشش کرے' جو کوئی بھی مذہب اور مذہبی لوگوں کو بے حرمت کرے یا بے حرمتی کرنے کی کوشش کرے' اسے قید کی سزا دی جائے گی یا جرمانہ کیا جائے گا یا ایک ہی وقت میں جرمانہ اور سزا دونوں دی جا سکیں گی۔ سزائے قید میں دو سال تک مزید اضافہ کیا جا سکتا ہے"۔

۲۹ جولائی ۱۹۹۲ء کو بنگلہ دیش کی جماعت اسلامی نے (تسلیمہ نسرین کیس شروع ہونے سے بہت پہلے) ایک بل متعارف کروایا جس کا مقصد و مطلب یہ تھا کہ پینل کوڈ کی مذکورہ شق کو تبدیل کرتے ہوئے یہ اضافہ کیا جائے کہ مذہبی دل آزاری کرنے والوں (خواہ ان کا تعلق اسلام' عیسائیت' ہندو اور بدھ مت ہی سے کیوں نہ ہو) کو عمرقید یا سزائے موت دی جائے۔ جماعت کے سیکرٹری جنرل مولانا مطیع الرحمٰن نظامی کا کہنا ہے کہ اس بل کو شرعی ارکان کی ایک سرکاری کمیٹی کو بھیجنے سے پہلے وزارت قانون اور وزارت مذہبی امور' دونوں نے اس کا گہرا جائزہ لیا اور اس کے ہر پہلو پر غور کر لیا تھا۔ شرعی امور کے ماہرین نے اس کی منظوری دیتے ہوئے کہا کہ اسے بلاجھجک پارلیمنٹ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ مگر' بقول مطیع الرحمٰن نظامی' وزیر قانون نے اسے یہ کہہ کر روک لیا کہ اسے کسی مناسب موقع پر منظوری کے لیے پیش کر دیا جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیارہ جولائی ۱۹۹۴ء کی ایک چلچلاتی دوپہر کو بنگلہ دیش کی بیس خواتین تنظیموں نے پارلیمنٹ کے سامنے تسلیمہ نسرین کے حق میں مظاہرہ کیا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ: (۱) تسلیمہ کے وارنٹ گرفتاری واپس لیے جائیں۔ (۲) جماعت اسلامی کے مجوزہ بل کو منظور نہ کیا جائے۔ جس روز یہ مظاہرہ کیا گیا' عین اسی روز تسلیمہ نسرین کی طرف سے پارلیمنٹ کے سپیکر شیخ رزاق علی کو ایک خط موصول ہوا۔ یہ خط' جو کسی نامعلوم مقام سے لکھا گیا تھا' سپیکر سے مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جماعت اسلامی ایسے بنیاد پرستوں کا کوئی بھی بل اسمبلی میں پیش نہ کیا جائے اور اگر ایسا کیا گیا تو یہ اقدام بنیادی انسانی حقوق کے منافی ہوگا۔ خط میں مزید لکھا گیا ہے: "میرے انٹرویو اور میری کتاب کے بھینٹ میرے بہن بھائیوں اور والدین کو کیوں چڑھایا جا رہا ہے؟ انہیں بنیاد پرستوں کی طرف سے موت کی دھمکیاں کیوں دی جا رہی ہیں؟" یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس روز خواتین نے پارلیمنٹ کے سامنے تسلیمہ کے حق میں مظاہرہ کیا' اسی روز تسلیمہ کی طرف سے سپیکر شیخ رزاق علی کو خط موصول ہوا اور عین اسی دن اخبارات میں بنگلہ دیش کے نامور دانشوروں کے بیانات تسلیمہ کے حق میں شائع ہوئے۔ ان دانشوروں میں جسٹس کے ایم سبحان اور پروفیسر کبیر چودھری سرفہرست ہیں۔ جسٹس سبحان نے کہا: "تسلیمہ نسرین کے معاملے میں خالدہ ضیاء (وزیر اعظم) متعصب بنیاد پرستوں اور مجہول مولویوں کے ہاتھوں میں کھیل رہی ہے" اور پروفیسر کبیر چودھری' جو ڈھاکہ یونیورسٹی کے انتہائی معزز اور ممتاز ماہر تعلیم ہیں' نے تسلیمہ کی حمایت کرتے ہوئے کہا: "۱۹۷۱ء کی جنگ آزادی کے دوران بنگلہ دیشی قوم نے جماعت اسلامی کا اصل چہرہ دیکھ لیا تھا۔ یہ ہمیشہ سے مرکز بیزار سیاست کے خوگر رہے ہیں۔ تسلیمہ پر ان کے الزامات ان کے منجمد ذہنوں کے عکاس ہیں"۔

تسلیمہ نسرین قرآن پاک پر حملہ آور ہوئی ہے۔ یہ جسارت قابل مذمت بھی ہے اور نفرت انگیز بھی۔ اس سے قبل سلمان رشدی خدا کے آخری نبیؐ کی ذات مقدس پر حملہ آور ہوا تھا۔۔۔ لیکن یہ حیرت کی بات ہے کہ رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" پر عالم اسلام میں جو ردعمل دیکھنے میں آیا تھا' تسلیمہ کے معاملے میں اس کا عشر عشیر بھی سامنے نہیں آیا۔ اس معاملے کو علاقائی رنگ مل گیا ہے۔ بنگلہ دیش میں فضا گرم تو ہے ہی کہ دریدہ دہن نسرین کا تعلق وہاں سے ہے۔ پاکستان کی نسبت بھارت میں اس مسئلے پر زیادہ بحث و تمحیص ہو رہی ہے۔ وہاں کے سیکولر اور مذہبی حلقوں میں اسے سنجیدہ نظروں سے دیکھا جا رہا ہے۔ بھارتیوں کا بیشتر حصہ تسلیمہ کے موقف کی حمایت پر نظر آتا ہے۔ لیکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ضمن میں مسلمانوں کو یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ اہل بھارت کی اکثریت ہندو مذہب کی پیروکار ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کی ایک رکن سشما سوراج کا کہنا ہے کہ "بنگلہ دیش میں اس تکوڑے مسئلے پر جو کچھ ہو رہا ہے' وہ بیسویں صدی کی روشنی میں نہیں ہونا چاہیے"۔

بھارت کے وزیر مملکت برائے امور خارجہ سلمان خورشید (موصوف بھارت کے ایک سابق مسلمان صدر کے پوتے ہیں) کا کہنا ہے کہ ہم بھارتیوں کا مسئلہ یہ ہے کہ ہم سیکولر ہیں۔ اس بنیاد پر ہم تسلیمہ نسرین کی حمایت کرتے ہیں اور بنگلہ دیش کے لوگ ہیں کہ بھارت کی اس حمایت کے پس منظر میں وہ تسلیمہ کو بھارت کی ایجنٹ کہنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ بھارت کے سابق سیکرٹری خارجہ جے این ڈکشٹ نے اس معاملے کو ایک دوسری نظر سے دیکھا ہے۔ ان کا کہنا ہے: "بنگلہ دیش کے عوام شناخت کے بحران میں سے گزر رہے ہیں۔ ان کے دو مسائل ہیں: اولاً بنگلہ دیشی شناخت اور ثانیاً اسلامی شناخت! انھیں ڈر ہے کہ اگر وہ ہم سے دوستی اور قربت میں اضافہ کریں گے تو ان کی شناخت (اول الذکر) ختم ہو کر رہ جائے گی۔ چنانچہ وہ اس طرح کی حرکتیں کر کے مسلسل یہ ثبوت فراہم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ وہ لوگ مغربی بنگال (جو بھارت کا حصہ ہے) سے علیحدہ ہیں۔ اپنی مذہبی انتہا پسندی کا ثبوت فراہم کرنا بھی اسی نفسیاتی کمزوری کی ایک کڑی ہے"۔

جیلانی بانو کا شمار بھارت کے ممتاز ترین اور ثقہ ادیبوں میں ہوتا ہے۔ ان کی اپنی تحریروں میں بھی بے باکی جھلکتی ہے۔ اردو ادب کو ان کے قلم نے ایسی کہانیاں اور طویل افسانے بخشے ہیں' جن میں سے اکثر کا شمار اب کلاسیک میں کیا جاتا ہے۔ انہوں نے تسلیمہ نسرین کے مسئلے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ "تسلیمہ نے اپنی کتاب "لاجا" میں جو کچھ لکھا ہے' وہ اس کا بنیادی حق ہے۔ ایک قلمکار ہونے کے ناتے اسے پورا پورا حق ہے کہ وہ اپنے وطن میں رہ کر وطن کے مسائل کو اپنے فکشن کا حصہ بنائے مگر اس نے جس طرح اور جس بیباکی سے قرآن کے بارے میں بیان دیا ہے' اسے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔ مذہبی معاملات کو ادیب ہینڈل نہیں کر سکتے اور نہ انہیں کرنے ہی چاہئیں۔ تسلیمہ نسرین نے جس طرح کا بیان اپنے مبینہ انٹرویو میں دیا ہے' ایسے بیانات لاکھوں دلوں کو مجروح کر دیتے ہیں"۔

حیدر آباد عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے سابق سربراہ انور معظم کا کہنا ہے کہ یہ کہنا سرے سے غلط ہے کہ مسلم سوسائٹی اور اسلامک کمیونٹی بے لچک اور بے رواداد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں: "میں بہت سی تاریخی مثالیں پیش کر سکتا ہوں کہ اسلام کے ہر دور میں نئی تبدیلیوں کو بہ احسن طریقے سے نہ صرف قبول کیا گیا بلکہ ان کو قبول عام بھی ملا۔ مگر جس طرح نسرین نے قرآن کے بارے میں کہا ہے' یہ نہ صرف انتہائی متنازعہ بات کہی گئی ہے بلکہ یہ بے ہودہ بھی ہے۔ قرآن کو کبھی تبدیل نہیں کیا جا سکتا اور نہ اس پر نظرثانی کرنا کسی انسان کے بس کی بات ہے۔ مسلمان نئی تبدیلیوں کو کھلے دل سے قبول کرتے ہیں۔ اجتہاد کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے مگر سوال یہ ہے کہ کونسی تبدیلی؟ اگر آپ کہیں کہ ہندوؤں میں ذات پات کی لعنت ختم کر دینی چاہیے تو کوئی بات بھی ہے کیونکہ یہ انسانوں کے ساتھ ناانصافی ہے' یہ بہرحال ایک غیر انسانی سلوک ہے۔ لیکن اگر کوئی احمق اٹھ کر یہ مطالبہ کرے کہ شریعت اسلامی کو تبدیل کر دینا چاہیے تو اس مطالبے کا دوسرے معنوں میں مطلب یہ ہے کہ قرآن کی کیا ضرورت ہے"۔

دانیال لطیفی بھارتی سپریم کورٹ کے معروف قانون دان ہیں۔ ان کا ذہنی رجحان بائیں بازو کی قوتوں کی جانب ہے۔ تسلیمہ نسرین کو سزائے موت دینے اور اس کا مطالبہ کرنے والوں پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا: "یہ بیوقوفوں کا ایک مختصر سا ٹولہ ہے جسے اسلام کا کچھ پتہ نہیں۔ اگر حضورؐ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس طرح کی فضول باتوں کو کبھی کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ اسلام کسی شخص کو اس طرح موت کے حوالے کرنے کی قطعی اجازت نہیں دیتا"۔ اس کے ساتھ بھارت کے مشہور مسلمان سیاست دان سید شہاب الدین کا کہنا ہے: "بنگلہ دیش میں جو کچھ ہو رہا ہے' مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اگر تسلیمہ نسرین نامی کسی خاتون نے قرآن کے بارے میں اس طرح کی بات کی ہے' تو پھر اسے اس کا سامنا کرنے کی بھی ہمت رکھنی چاہیے۔ خود کو لبرل کہلوانے والے افراد اگر جوش میں آ کر اس طرح کی باتیں کہتے ہیں تو انہیں اپنے نظریے اور فکر کے لیے قربانی دینے کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے۔ مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ اس عورت نے قرآن کے بارے میں اس طرح کا بیان دے کر دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں کو تکلیف پہنچائی ہے۔ میں اس کی سزائے موت کے مطالبے پر کوئی تبصرہ نہیں کروں گا"۔

نئی دہلی سے اردو میں شائع ہونے والے اخبار "نئی دنیا" کے مدیر شاہد صدیقی کا شمار بھارتی سیاست و صحافت میں ان گنے چنے مسلمانوں میں ہوتا ہے جو اپنا ایک اثر رکھتے ہیں اور جن کی آواز اور رائے عوامی حلقوں سے نکل کر پارلیمنٹ کے ایوانوں میں بھی سنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے اور جن پر مباحثہ ہوتا ہے۔ ان کے اخبار کو اترپردیش کے مسلمانوں کا نقیب بھی کہا جاتا ہے۔ شاہد صدیقی نے تسلیمہ نسرین کے نفرت خیز مطالبے اور اس کی بدباطنی پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا ہے: "کوئی بھی مصلح اپنی جدت پسندی اور اصلاحی ترنگ میں آ کر یہ مطالبہ نہیں کرے گا کہ قرآن کو تبدیل کیا جائے۔ آپ کو یہ تو اختیار حاصل ہے کہ آپ اسلام کے دائرے میں رہیں یا غیر مسلمی کا جوا پہن لیں مگر آپ کو یہ اختیار قطعی نہیں دیا جا سکتا کہ آپ دنیا کے دوسرے بڑے اور آخری مذہب کی آخری مکمل کتاب کو تنقید کا نشانہ بنانا شروع کر دیں۔ مسلمان ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور اسے قیامت تک کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی شخص (مسلمان عورت یا مرد) ایسا سوچتا ہے یا اس کا مطالبہ کرتا ہے تو یقیناً وہ اسلام کے دائرے میں نہیں رہا۔ ایسے لوگوں میں' خواہ سلمان رشدی ہو یا بنگلہ دیش کی تسلیمہ نسرین"۔

بلاشبہ بھارت انسانی حقوق کے پردے میں تسلیمہ نسرین کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ بھارت کی مسلم دشمن ہندو تنظیمیں اور سیاسی جماعتیں بدبخت تسلیمہ کے غلط موقف کی تائید کرنے پر تلی ہوئی ہیں ــــ مگر اس کے ساتھ ہی بھارتی مسلمانوں کی ایک بہت بڑی اکثریت ہندو حکمرانوں اور ہندو سیاسی جماعتوں سے چند سوالات پوچھتی ہے: کیا ہندو بھگوید گیتا (ہندوؤں کی مذہبی کتاب) کو تبدیل یا نظرثانی کرنا قبول کر لیں گے؟ اور اگر کوئی شخص ایسا مطالبہ کرتا ہے تو ان کے مذہبی جذبات کیا شکل اختیار کریں گے؟ بھارت کے محکوم مسلمان اپنے حاکم ہندوؤں سے یہ پوچھنے کی بھی جسارت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اٹھ کر رام یا سیتا پر تنقید یا تنقیص کرنا شروع کر دے تو ان کے دلوں کی حالت کیا ہوگی؟؟

نیویارک سے "انڈیا ابراڈ" کے نام سے ایشیائی امریکیوں کے معاملات سے متعلقہ ایک معتبر انگریزی ہفت روزہ شائع ہوتا ہے۔ مذکورہ جریدے نے اپنی یکم تا ۷ اگست ۹۴ء کی اشاعت میں ڈھاکہ سے اپنے نمائندہ خصوصی ارشاد الحق کی رپورٹ شائع کی ہے جس میں تسلیمہ نسرین بحران کے حوالے سے جریدے کے صفحہ سولہ پر کہا گیا ہے: "بنگلہ دیش کی حکمران جماعت بی این پی یعنی بنگلہ دیش نیشنل پارٹی کے سیکرٹری جنرل اور خالدہ ضیاء کابینہ کے وزیر رفیق الاسلام نے اپنے ایک بیان میں کھل کر کہا ہے کہ تسلیمہ نسرین کو عدالت میں ہر صورت میں حاضر ہونا پڑے گا اور وہاں عدالت کے روبرو بیان دے کر عدلیہ اور عوام کو قائل کرنا پڑے گا کہ اس نے کوئی ایسی بات کہی ہے نہ لکھی ہے' جو اسلامی قوانین اور ملکی آئین کے تحت قابل تعزیر ہے۔ اگر وہ کامیاب ہو جاتی ہے تو اسے ملک سے باہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے میں مکمل آزادی ہوگی"۔ تسلیمہ نسرین جو ۴ جون سے غائب ہے (اور رپورٹ کے مطابق) جس کے بارے میں یقین ہے کہ وہ ڈھاکہ میں ایک مغربی سفارت خانے میں چھپی ہوئی ہے' کے بارے میں مذکورہ بنگلہ دیشی وزیر کا یہ بیان اس وقت سامنے آیا ہے جب یورپین یونین کے نمائندگان نے متحدہ طور پر حکومت بنگلہ دیش سے تسلیمہ کی حفاظت کرنے کی درخواست کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ تسلیمہ نسرین کو ملک سے باہر نکلنے کی اجازت دے دی جائے۔ رفیق الاسلام نے مزید کہا: "ہماری عدلیہ آزاد' صاف و شفاف اور ذمہ دار ہے۔ تسلیمہ کو عدالت میں حاضر ہونا چاہیے اور اسے جو کچھ کہنا ہے' وہاں جا کر کہے"۔

رپورٹر ارشاد الحق لکھتا ہے کہ جونہی یورپین یونین کی طرف سے تسلیمہ کی حفاظت اور اسے ملک سے باہر نکلنے کی اجازت دینے کے بارے میں بیان منظرعام پر آیا۔ بنگلہ دیش کے علماء مزید شدت کے ساتھ باہر نکل آئے۔ انہوں نے اسے ملک میں مداخلت کرنے کے برابر قرار دیا اور کہا کہ مغربی ممالک کی طرف سے زندیق عورت کی طرفداری کھلی مداخلت ہے اور ہم اسے برداشت نہیں کریں گے۔ بنگلہ دیش امام کونسل کے سربراہ ایم اے جائل اور اس کے کنوینر مولانا عبدالحمید نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ "مغرب کے نام نہاد مہذب ممالک کے وزراء اور سفارت کار جس طرح تسلیمہ ایسی بے لگام اور بداخلاق عورت کی طرفداری کر رہے ہیں' اس سے ان کی اسلام دشمنی عیاں ہوتی ہے"۔ انہوں نے حکومت پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ جبکہ عدالت کی طرف سے تسلیمہ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہوچکے ہیں' کارپردازان حکومت کی طرف سے اس کی گرفتاری میں ناکامی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت غیر ملکی دباؤ کے زیراثر دانستہ اس اقدام سے پہلوتہی کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی بنگلہ دیش امام کونسل کی طرف سے حکومت کے خلاف ایک رٹ کر دی گئی ہے کہ اس نے تسلیمہ کو ابھی تک گرفتار کیوں نہیں کیا ہے۔ بنگلہ دیش ہی میں جدید علوم سے بہرہ ور علمائے دین کی ایک تنظیم "پراگریسو ڈیموکریٹک فورسز" (پی ڈی ایف) کے صدر مولانا وحید الزمان نے یورپین یونین کے مذکورہ بیان کو بنگلہ دیش کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کے مصداق قرار دیا ہے اور اس بیان کی مذمت کی ہے۔ "ینگ مسلم سوسائٹی" نے بھی تسلیمہ کو جلد از جلد گرفتار کر کے اسے سرعام پھانسی دینے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ اور لوگ عبرت حاصل کریں۔ علماء کے ایک گروہ نے وزیر اعظم خالدہ ضیاء کے دفتر پر ہلہ بولنے کی بھی کوشش کی' جسے پولیس نے ناکام بنا دیا۔ اس گروہ نے حکومت کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر تسلیمہ کسی مغربی ملک میں پناہ لینے میں کامیاب ہوگئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ہم اس کا ذمہ دار حکومت کو ٹھہرائیں گے اور اس کی سزا بہرصورت حکومت کو بھگتنا پڑے گی۔

رپورٹ میں لکھا گیا ہے کہ ایک طرف تو بنگلہ دیش میں علماء نے اپنے مطالبات کے طوفان میں حکومت کا ناطقہ بند کر رکھا ہے اور دوسری طرف پہلی مرتبہ بنگلہ دیش میں ملک کے دانشوروں' اساتذہ' صحافیوں اور ادیبوں نے علمائے دین کے خلاف ایک زبردست اجتماع کیا ہے۔ اس کا انعقاد ڈھاکہ میں ہوا' جس میں ملک کے تمام صوبوں سے جدت پسند طبقات نے شرکت کی۔ اس اجتماع کے شرکت کنندگان نے علمائے دین کو مذہبی فاشسٹ قرار دیا اور کہا کہ یہ لوگ مذہب کی آڑ لے کر حکومت کے ایوانوں میں پہنچنے کی سازش کر رہے ہیں اور اپنی مذہبی جنونیت کی وجہ سے ملک میں آزادی تحریر و تقریر کا گلا گھونٹ دینا چاہتے ہیں۔ اجتماع کے آخر میں ایک سات نکاتی مطالبہ بھی حکومت کے کارپردازوں کے سامنے پیش کرنے پر اتفاق کیا گیا اور کہا گیا کہ حکومت اس پر جلد از جلد عمل کرے تاکہ ملک کو پائیدار امن اور استحکام نصیب ہوسکے۔ ان مطالبات میں دو نکات کو مذہبی حلقوں نے ملک کی سلامتی اور نظریے سے متصادم قرار دیا۔ ان دونوں مطالبات میں کہا گیا ہے (۱) جنگی مجرموں (وہ لوگ جنہوں نے ۱۹۷۱ء کی جنگ میں بنگلہ دیش تحریک کا ساتھ نہیں دیا تھا) کو فی الفور عدالت میں پیش کیا جائے اور ان پر مقدمہ چلا کر انہیں سزائے موت دی جائے یا ملک بدر کیا جائے۔ (۲) مذہب کو سیاست سے الگ رکھا جائے۔ اس بات پر مزید زور دیا گیا کہ اسمبلی کے ذریعے جلد از جلد ایسا قانون پاس کروایا جائے جس کے تحت ہر وہ شخص یا ادارہ یا تنظیم جو مذہب کو سیاست کے لیے استعمال کرے' اسے جیل میں ٹھونسا جا سکے۔

"انڈیا ابراڈ" ہی کے شمارے (یکم تا ۷ اگست ۱۹۹۴ء) کے صفحہ سولہ پر اس کے نمائندہ عزیز حنیفہ (موصوف کا تعلق جنوبی افریقہ سے ہے) نے واشنگٹن سے ایک رپورٹ ارسال کی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ واشنگٹن میں عورتوں کے حقوق کی پاسدار ایک عالمی تنظیم "ہیومن رائٹس واچ" (جسے امریکی حکومت کی جزوی اعانت بھی حاصل ہے) کی ڈائریکٹر ڈورتھی تھامس نے تسلیمہ نسرین کو علمائے بنگلہ دیش کی طرف سے قتل کرنے کی کھلے عام دھمکیوں پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کیا ہے اور ان دھمکیوں کو عالمی انسانی بین الاقوامی حقوق کے چارٹر کے منافی قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے ڈورتھی نے بنگلہ دیش کی وزیر اعظم خالدہ ضیاء اور بنگلہ دیشی صدر عبدالرحمٰن بسواس کو طویل خطوط لکھے ہیں۔ ان میں کہا گیا ہے: "آپ کی حکومت نے تسلیمہ نسرین کی گرفتاری کے جو وارنٹ جاری کر رکھے ہیں'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں اس پر افسوس بھی ہے اور شدید پریشانی بھی۔ خاص طور پر اس فضا میں کہ جب تسلیمہ اپنے انٹرویو کے اس حصے سے انکار کر چکی ہے جسے بنیاد بنا کر بنیاد پرستوں نے اسے قتل کرنے کے منصوبے بنائے ہیں۔ ہمیں یہ سن کر دکھ ہوا ہے کہ آپ کے ملک کے ایک ملا نذرالاسلام نے اس شخص کو اڑھائی ہزار ڈالر بطور انعام دینے کا اعلان کر رکھا ہے' جو تسلیمہ کو قتل کرے گا۔ ہمیں معلوم ہے کہ ایسے اقدامات اور دھمکیاں آپ کے آئین کے مطابق قابل سزا ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس کے باوجود نذر الاسلام اور اس قبیل کے دوسرے خون کے پیاسے ملاؤں کی گرفتاری کے لیے آپ کی حکومت نے کچھ بھی نہیں کیا ہے"۔ (ماہنامہ "سیارہ ڈائجسٹ" ستمبر ۹۴ء)

تسلیمہ نسرین اور حقوق انسانی کے ادارے

یہ بھی باتیں سامنے آئی ہیں کہ مغرب کے یہودی اور بعض عیسائی تنظیموں نے سلمان رشدی سے اس کا ناول "شیطانی آیات" لکھوایا' جس کی بازگشت ساری دنیا میں سنائی دی گئی۔ مغرب کا خدا بیزار معاشرہ اس کوشش میں ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کو نت نئے روز کسی نہ کسی طرح ذہنی کچوکے دیے جائیں اور وہ اپنے ان مذموم مقاصد اور نیت کو بروئے کار لا کر اپنے چیلے چانٹوں کو آگے لاتا رہتا ہے۔

"برطانیہ کے انسانی حقوق کے ایک گروپ نے گزشتہ روز اعلان کیا ہے کہ وہ بنگلہ دیش کی مصنفہ تسلیمہ نسرین کی ہر ممکن مدد کے لیے تیار ہیں۔ شاتم رسول سلمان رشدی کی حمایت کرنے والے اور انسانی حقوق کے عالمی کمیشن کے چارٹر نمبر ۱۹ کے تحت شخصی رائے کی آزادی کے سب سے بڑے حمایتی ڈاکٹر فرانسز ڈی سوزا نے گزشتہ روز ایک پریس کانفرنس کے دوران اعلان کیا کہ تسلیمہ نسرین کو ناقابل برداشت شخصیت ظاہر کر کے اس کی جان کو سخت خطرے میں ڈال دیا ہے' جس کی وجہ سے اسے مجبوراً روپوش ہونا پڑا۔ لندن کے روزنامہ "ٹائمز" میں بھارت کے نمائندے امیت رائے نے اس رپورٹ کے ساتھ لکھا ہے کہ تسلیمہ نسرین کو' ان کی تصنیف لجا (شرم) میں عورتوں پر ظلم کی روئیداد بیان کرنے پر بنگلہ دیش کے مسلمانوں نے' کافرہ قرار دے کر اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔ مولانا مطیع الرحمٰن نظامی' جو جماعت اسلامی کے ڈپٹی لیڈر ہیں' نے کہا کہ تسلیمہ نسرین نے ناقابل معافی گناہ کیا ہے' جس کی اسے ضرور قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔

اے پی پی نے بھی نئی دہلی کے حوالہ سے اطلاع دی ہے کہ بین الاقوامی انسانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق کے کئی گروپس اور دانشوروں نے امریکہ' ہالینڈ اور ناروے کی حکومتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ گستاخ دین و قرآن حکیم' تسلیمہ نسرین کو اپنے ملک میں سیاسی پناہ دینے پر غور کریں۔ تسلیمہ نسرین کے خلاف بنگلہ دیش حکومت نے گرفتاری کے وارنٹ جاری کر رکھے ہیں' جس کے باعث وہ ۴ جون سے زیر زمین چلی گئی ہے۔ امریکہ اور ناروے کی حکومتوں نے اپیل کنندگان سے کہا ہے کہ وہ صرف تسلیمہ نسرین کی کسی ذاتی درخواست پر ہی غور کر سکتے ہیں جبکہ ہالینڈ کے سفیر ڈھاکہ سے باہر تھے' اس لیے ان سے رابطہ نہیں ہوسکا۔ ناروے کی حکومت نے اپنے بھارت میں مقیم سفیر کو بنگلہ دیش بھیجا تاکہ وہ تسلیمہ نسرین کی امداد کر سکیں لیکن وہ ڈھاکہ پہنچنے کے باوجود فی الحال کچھ نہیں کر سکے۔ دریں اثناء آسٹریلیا کے شہر سڈنی کے ریڈیو نے تسلیمہ نسرین کا ایک ریکارڈ شدہ خصوصی انٹرویو نشر کیا ہے جس میں گستاخ اسلام و قرآن مصنفہ نے ایک بار پھر اپنے پہلے بیان کو دہراتے ہوئے کہا کہ اسلام میں عورت کو ایک غلام کی حیثیت حاصل ہے۔ تسلیمہ نسرین نے کہا کہ ہمارا مذہب اسلام' عورت کو انسانی وقار کا مقام نہیں دیتا۔ اس نے کہا کہ اسلام کے نظریہ کے مطابق عورت مرد کی پسلی سے پیدا ہوئی ہے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲ جولائی ۹۴ء)

"مغرب و یورپ تسلیمہ نسرین کی حمایت میں کھل کر سامنے آ چکے ہیں۔ برطانیہ کا انسانی حقوق کا کمیشن' جو سلمان رشدی کی حمایت کر رہا تھا' وہ تسلیمہ نسرین کے لیے بھی میدان میں نکل آیا ہے۔ ناروے کی حکومت نے بنگلہ دیش پر زور دیا ہے کہ تسلیمہ نسرین کو ستمبر میں ناروے میں ادیبوں کی اس کانفرنس میں شرکت کی ضرور اجازت دی جائے' جس میں "اظہار خیال کی آزادی" کے موضوع پر بحث ہوگی۔ یورپی یونین اور جرمنی نے بھی اپنے سفارت کاروں کے ذریعے تسلیمہ کو اپنے ہاں پناہ حاصل کرنے کی پیشکش کی ہے۔ تسلیمہ نے ایمنسٹی انٹرنیشنل سے بھی امداد طلب کی ہے۔ تسلیمہ نسرین کے شیطانی بھائی' سلمان رشدی نے بھی مغربی ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ تسلیمہ نسرین کی حفاظت میں اپنا موثر کردار ادا کریں"۔ (ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" اگست ۹۴ء)

ضد اور ہٹ دھرمی نے اسے اور بھی گردن زدنی کے قریب کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ امریکہ کی نام نہاد اسلامی حقوق کی تنظیمیں تسلیمہ کا دفاع کر رہی ہیں اور اس بہانے اسے امریکہ بلانے کی کوششیں ہو رہی ہیں تاکہ وہاں تسلیمہ کی وساطت سے دنیا بھر میں بنگلہ دیش اور بنگلہ دیش کے علمائے دین کو بدنام کیا جا سکے۔

تسلیمہ نے ایک ملاقات میں کہا "مجھے لاس اینجلس سے عورتوں کے حقوق پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاب کرنے کی متعدد دعوتیں آ چکی ہیں مگر برا ہو اس بنگلہ دیشی حکومت کا' جس نے میرے ملک سے باہر جانے پر پابندی لگا دی ہے۔ اس نے میرا پاسپورٹ بھی ضبط کر لیا ہے۔ یہ انسانی حقوق پر ڈاکہ نہیں تو اور کیا ہے؟" (ماہنامہ "تعمیر جہاں" لاہور' جولائی ۹۴ء)

"ٹائمز آف لندن" نے بنگلہ دیشی مسلمانوں کے غصے اور ناراضگی کو "بنیاد پرستی" کا مسئلہ بنا کر پیش کیا ہے اور اس نے اسے آزادی اظہار خیال اور اسلام کے درمیان جنگ قرار دیا ہے۔

اسلامی ممالک میں روایتی مسلم نظریے اور حقوق نسواں کے حامیوں کے درمیان نظریاتی جنگ کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بے چینی میں مغرب کے لیے خوشی کا واضح عنصر نظر آتا ہے کیونکہ یہ کہا جاتا ہے کہ تسلیمہ نسرین بھی سلمان رشدی کی طرح ایک مصلح ہے۔ "ٹائمز آف لندن" کے لکھاری نے لکھا کہ تسلیمہ نسرین کو اپنی تمام قابل اعتراض کوششوں میں اپنے ہم خیالوں کی مدد کی ضرورت ہے تاکہ اسلامی معاشرے میں عورت کے کردار کو مرد کے برابر لایا جا سکے۔ (مغربی خواہشات کے مطابق) شریعت میں تبدیلی کی جا سکے اور اس کے باعث معاشرے کے مختلف لوگوں کے طبقات (مرد اور عورت) کے درمیان مساوات قائم کی جا سکے۔

اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد برطانوی انسانی حقوق کی تنظیموں نے تسلیمہ کی حمایت میں تاخیر کا خطرہ مول نہ لیا اور ایک دن بعد ہی اس کی حمایت کے لیے باہر آ گئیں۔ اسلام اور آزاد خیالی کی اس جنگ میں "واشنگٹن پوسٹ" بھی تسلیمہ نسرین کی حمایت میں شریک ہوگیا۔ اس نے تسلیمہ نسرین کی حمایت میں یہ لکھا کہ تسلیمہ شریعت میں نظرثانی چاہتی ہے' قرآن میں نہیں۔ امریکی اخباروں نے دوسری قوموں سے بھی اپیل کی ہے کہ وہ نسرین کی حفاظت کا بندوبست کریں۔ ایسا لگتا ہے کہ مغرب والے (اسلام دشمنی میں) جوش و خروش میں بہت آگے نکل گئے ہیں اور وہ اپنا فتویٰ جاری کرنے سے پہلے حقائق جاننے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتے"۔ (ماہنامہ "بیدار ڈائجسٹ" اگست ۹۴ء)

دنیا بھر کی منحرف اسلام دشمن طاقتیں بلکہ پورا مغرب اس عورت کی پشت پناہی کر رہا ہے' حتیٰ کہ امریکی صدر بل کلنٹن نے بھی اس کے حق میں بیانات دیے ہیں۔ گزشتہ دنوں جرمن وزیر خارجہ کا بیان تھا کہ ہم تسلیمہ نسرین کو پناہ دینے کے لیے تیار ہیں۔

"دریں اثناء بعض علمائے کرام نے امریکی صدر کے تسلیمہ کے حق میں بیان کی شدید مذمت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ بارہ کروڑ بنگالی مسلمانوں کے دینی جذبات کی صریح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالفت ہے۔ بائیں بازو کی تمام تنظیموں' ہندو ثقافت کی علمبردار تنظیموں اور عوامی لیگ نے بھی' جس کی سربراہ حسینہ شیخ ہیں' اعلانیہ تسلیمہ نسرین کی حمایت کی ہے بلکہ حسینہ شیخ نے ۵ جون ۱۹۹۴ء کو بیرونی ممالک کے صحافیوں اور مبصرین کے ایک اجتماع سے خطاب کے دوران میں حکومت پر الزام لگایا ہے کہ "اس نے تسلیمہ کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی ہے"--- سیاسی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حسینہ شیخ کا یہ بیان اور اس کی تسلیمہ نسرین کے ساتھ حمایت بہت بڑی سیاسی غلطی ہے' جس کا خمیازہ اسے آئندہ انتخابات میں بھگتنا پڑے گا"۔ (ہفت روزہ "اہلحدیث" لاہور' ۲۶ اگست ۹۴ء)

تسلیمہ نسرین بحران پر واشنگٹن میں بنگلہ دیشی سفارت خانے کا ردعمل

قرآن پاک تبدیل کرنے (نعوذ باللہ) کا مطالبہ کرنے والی بدزبان تسلیمہ نسرین نے جو بحران پیدا کیا ہے' بنگلہ دیشی حکومت کو دو اطراف سے دباؤ کا سامنا ہے۔ بنگلہ دیشی سیکولر قوتوں کا دباؤ اور امریکی دباؤ۔ ثانی الذکر دباؤ روز افزوں ہے--- مگر اس کے باوجود بنگلہ دیشی حکومت نے تسلیمہ نسرین کو چھوڑ دینے اور معاف کر دینے کے دباؤ کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے ہیں۔ واشنگٹن میں بنگلہ دیشی سفارت خانے میں متعین پریس منسٹر غازی الحسن خان کی طرف سے جولائی کے آخری ہفتے مقامی اخبارات کو جو بیان جاری کیا گیا' اس میں کہا گیا ہے: "تسلیمہ نسرین نے بنگلہ دیش ایسے ملک میں' جہاں مسلمانوں کی آبادی چھیاسی فی صد سے بھی زیادہ ہے' قرآن کے بارے میں بدکلامی کر کے نہ صرف ایک سنگین بحران کو جنم دیا بلکہ کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو بھی مجروح کیا ہے۔ ایسے میں حکومت بنگلہ دیش نے نسرین کی گرفتاری کے جو وارنٹ جاری کیے ہیں' وہ عین آئین کے مطابق ہیں۔ اس ضمن میں بنگلہ دیش کے پینل کوڈ کی شق ۲۹۵ الف کو معرض عمل میں لایا گیا ہے"۔ بیان میں مزید کہا گیا ہے "عدالت میں نسرین کے خلاف ایک مقدمہ درج کیا گیا تھا لیکن موصوفہ عدالت عالیہ میں پیش ہوئی ہے اور نہ ہی اس نے خود کو پولیس کے حوالے کیا ہے۔ یوں وہ تہرے جرم کی مرتکب ہوئی ہے۔ اس نے دانستہ قانون کو پامال کرنے کی کوشش کی ہے"۔

بنگلہ دیشی سفارت خانے نے یہ بھی کہا ہے کہ اگرچہ تسلیمہ نے اپنے ایک بیان میں بھارت کے اخبار "ا سٹیٹسمین" میں شائع ہونے والے اپنے متنازعہ بیان کی تردید کی ہے مگر متعلقہ اخبار نے اس حوالے سے اس کی تردید کو قبول نہیں کیا ہے اور نہ ہی کوئی معذرت شائع کی گئی ہے' جس کا مطلب یہی لیا گیا کہ اس نے اپنے انٹرویو میں قرآن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں قابل مذمت الفاظ ضرور کہے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی سفارت خانے نے ایک وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے: "حکومت بنگلہ دیش نے ہر اس گروہ' تنظیم یا فرد پر واضح کر دیا ہے کہ ان کی طرف سے یہ اعلان کہ نسرین کو قتل کرنے والے کو انعام دیا جائے گا' ان کا یہ اعلان قابل سزا ہے اور ان کا عمل قابل سزا ہوگا"۔

پریس منسٹر غازی الحسن خان کی طرف سے جو سرکاری بیان جاری کیا گیا ہے' اس میں آگے چل کر کہا گیا ہے: "ماضی میں بھی جب تسلیمہ نے اخباری کالموں کے ذریعے معاشرے میں بے سکونی پیدا کرنے کی کوشش کی اور عوامی ردعمل میں اس کی جان کو خطرہ محسوس ہوا تو حکومت بنگلہ دیش نے اسے گھر پر سرکاری محافظ مہیا کیے۔ اب جبکہ ایک بار پھر اسے جان کا خطرہ ہے' حکومت نے اس کی بہبود کی خاطر اسے خود کو قانون کے حوالے کرنے کا کہا مگر وہ بار بار جل دینے اور قانون کی آنکھوں میں مٹی ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ نہ صرف یہ کہ اس نے خود کو قانون کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا بلکہ وہ مزید متنازعہ بیان دینے سے بھی باز نہ آئی جس سے سماج میں مزید اشتعال پھیلا۔ مثلاً اس نے اکیس (۲۱) جون کو آسٹریلوی ٹیلی وژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ اسلام عورتوں سے لونڈیوں اور غلاموں ایسا سلوک کرتا ہے"۔ سفارت خانے نے اس پر گرفت کرتے ہوئے کہا ہے: "نسرین جو خود کو قومی اور بین الاقوامی حالات حاضرہ سے باخبر رہنے کا دعویٰ کرتی ہے' یہ بیان دیتے ہوئے فراموش کر بیٹھی کہ خود اس کے ملک میں وزیر اعظم اور قائد حزب اختلاف خالدہ ضیاء اور شیخ حسینہ دونوں خواتین ہیں۔ اس کے علاوہ دو اور مسلمان ملکوں (ترکی اور پاکستان) میں بھی وزیر اعظم تانسو چیلر اور بے نظیر بھٹو عورتیں ہی ہیں اور یہ حکمران عورتیں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے عمل کے تحت اقتدار کے ایوانوں میں داخل ہوئیں"۔

بیس جولائی ۱۹۹۴ء کو واشنگٹن سے شائع ہونے والے معروف اخبار "واشنگٹن پوسٹ" میں ایک طویل مضمون (تسلیمہ کے حق میں اور بنگلہ دیش سرکار اور علمائے دین کے خلاف) شائع ہوا' جس کا عنوان تھا:

In BanglaDesh Militants Seek Writers Death:

Islamic Radicals Call Feminist Blasphemer.

واشنگٹن میں متعین بنگلہ دیشی سفیر مسٹر ہمایوں کبیر نے اس دل آزار مضمون کا جواب ۲۴ جولائی کو "واشنگٹن پوسٹ" کو خط لکھتے ہوئے دیا: "مذہب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمان کی حفاظت کے واسطے اٹھ کھڑے ہونا کوئی جرم ہے نہ انتہا پسندی۔ دوسروں کے مذہب پر حملہ آور ہونا بنگلہ دیش کے سیکولر قوانین کے تحت ممنوع ہے۔ اس کی اجازت قطعی نہیں دی جا سکتی اور جو کوئی ایسا کرے گا' اسے ملکی آئین اور قوانین کے تحت سزا بھگتنا پڑے گی۔ بنگلہ دیشی جمہوری حکومت ایسے لوگوں کا مواخذہ ضرور کرے گی"۔ (ماہنامہ "سیارہ ڈائجسٹ" لاہور' ستمبر ۹۴ء)

"تسلیمہ کے معاملے کو مغرب نے بہت اہمیت دی ہے اور اس کے خلاف مظاہروں کو آزادی اظہار کے خلاف قرار دیا ہے۔ اس بات کا ادراک کیے بغیر کہ تسلیمہ کے خلاف عوامی مظاہرے بھی آزادی اظہار ہی کا تقاضا تھے' ان عوامی مظاہروں کی پشت پناہی کسی گروپ کو حاصل نہیں تھی بلکہ وہ تسلیمہ کے بیانات پر عوامی ردعمل تھا جو خودبخود سامنے آیا تھا۔

تسلیمہ نسرین کے لیے حمایت سے خود مغرب کے اصول جمہوریت کی بھی نفی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ عوام کی اکثریت اس کے خلاف تھی اور اس پر مقدمہ چلانے کی خواہش مند تھی۔ اس معاملے میں تسلیمہ کی حمایت سے بنگلہ دیش کے کروڑوں عوام کی رائے کو صرف اس لیے نظرانداز کیا گیا ہے کیونکہ اس رائے سے مغرب کو بنیاد پرستی کی بو آتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ مغربی سفارت خانوں کا طرزعمل بھی قابل توجہ ہے کیونکہ تسلیمہ نے جو کچھ بھی کہا تھا' وہ محض عوامی جذبات کی توہین نہیں تھی۔ اس توہین کی تو اسے سزا بھی نہیں دی جا رہی تھی' سزا تو اس کو ملکی قوانین کی خلاف ورزی پر دی جانی تھی۔ جس حفاظت سے اسے عدالت میں لایا گیا تھا' اسی حفاظت سے اس پر مقدمہ بھی چلایا جا سکتا تھا۔ کسی ملک کے قانون کی خلاف ورزی کیا معنی رکھتی ہے؟ تسلیمہ نسرین کے حامیوں کو اس کی وضاحت ضرور کرنی چاہیے"۔ (روزنامہ "جسارت" کراچی' "فرائیڈے اسپیشل" ۲ ستمبر ۹۴ء)

جائنٹ ایکشن کمیٹی برائے عوامی حقوق

جائنٹ ایکشن کمیٹی برائے عوامی حقوق کے زیر اہتمام "قائد اور پاکستان" کے موضوع پر سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے عابد حسن منٹو ایڈووکیٹ نے کہا کہ "بنگلہ دیش میں بیس فیصد غیر مسلم ہیں مگر وہاں تو توہین رسالت کا قانون نہیں بنایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر تسلیمہ نسرین کا دوسرے ملک میں پناہ لینے کا مجھے افسوس ہوا لیکن اس بات کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشی ہوئی کہ وہ کسی رجعت پسند مولوی کی گولی کا نشانہ بننے کی بجائے سویڈن کی آزادی میں چلی گئی ہے"۔

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر جاوید اقبال نے کہا کہ "۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔ یہ بڑی زیادتی تھی۔ کس کے کہنے پر ایسا کیا گیا' قائد اعظم زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہ دینے دیتے"۔ (روزنامہ "جنگ" "نوائے وقت" "خبریں" لاہور' ۱۲ اگست ۹۴ء)

تسلیمہ اور بھارتی جنتا پارٹی

"یہاں تک تو یہ بات خوب نبھی لیکن اسی دوران کچھ بنگلہ دیشی غیر مسلموں نے یہ انکشاف کیا کہ ناول لکھنے کے لیے تسلیمہ نسرین نے ہندوستان کی بھارتیہ جنتا پارٹی سے ۴۰ لاکھ روپے اینٹھ لیے ہیں۔ اس پر تسلیمہ نسرین کا ردعمل تھا: "کسی نے یہ افواہ پھیلا دی کہ میں نے بھارتیہ جنتا پارٹی سے ۴۰ لاکھ روپے لیے ہیں۔ اس افواہ نے تمام کھیل بگاڑ دیے۔ میں بھارتیہ جنتا پارٹی میں کسی کو نہیں جانتی—— یہ ناول بنگلہ دیش میں اقلیتی فرقہ پر مظالم کے ضمن میں لکھا گیا تھا۔ بھارتیہ جنتا پارٹی نے اس ناول کو ہندوستان میں اپنے فسادات کے فروغ کے لیے استعمال کر کے بے ایمانی کا مظاہرہ کیا ہے"۔

یہ عجیب بات ہے کہ تسلیمہ نسرین نے بنگلہ دیشی غیر مسلموں کے لیے ایک "عالمی شہرت یافتہ" ناول لکھا اور خود بنگلہ دیشی غیر مسلم ہی ان پر ۴۰ لاکھ روپے کی سودے بازی کا الزام لگا رہے ہیں اور بنگلہ دیش میں ان "مظلوموں" سمیت کوئی بھی شخص یا گروہ ان کی حمایت میں آگے نہیں آ رہا ہے! تسلیمہ نے اس کی صفائی اس طرح پیش کی ہے: "ہو سکتا ہے کہ میری طرف سے ان کی حمایت کی وجہ سے یہ الزام لگایا گیا ہو کیونکہ وہ مسلمانوں کے بیک لیش (ردعمل) کے خوف سے میری حمایت کھل کر نہیں کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ ہندو' بودھ اور عیسائی اتحاد کونسل بھی میرے خلاف جاری کیے گئے فتویٰ پر خاموش رہی۔ اس سے مجھے صدمہ نہیں ہوا کیونکہ جب عوامی لیگ جیسی سیکولر سمجھی جانے والی پارٹی میرے حق میں آواز نہیں اٹھا سکی تو آپ ایک خوفزدہ چھوٹے سے گروپ سے کیا توقع کر سکتے ہیں؟" صدمہ کرنے کی ضرورت بھی کیا ہے' سات مرتبہ طلاق حاصل کرنے والی تسلیمہ نسرین کو؟ آخر ہندوستان کی پوری ہندو لابی ان کے ساتھ ہے کہ نہیں؟" (ماہنامہ "افکار ملی" انڈیا' جولائی ۹۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زینت امان کے ایمان کی پکار

"سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے دریدہ دہن' مسلمانوں میں گنتی کے پیدا ہوتے ہیں جنہیں امریکی اور مغربی حکومتیں اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مسلم عقیدہ اور ایمان پر حملہ آور ہونے کے لیے استعمال بھی کرتے ہیں اور ان کی سرپرستی بھی۔ لیکن رشدی اور تسلیمہ جیسے شیطان صفت انسانوں کے پاس عام فرد کو متاثر اور اس کی نظروں کو خیرہ کرنے کے لیے عورتوں کی آزادی حقوق جیسے کتنے ہی دلکش نعرے کیوں نہ ہوں' اگر وہ بنیادی اخلاق' مسلم روایات اور اسلامی شریعت کے بالکل برخلاف ہوں تو عام مسلمان گناہگاری کا معترف ہونے کے باوجود کفر کا ارتکاب کرنے کا تصور بھی نہیں کرتا کہ گناہگار ہونا تو فطری ہے مگر کفر کا مرتکب ہونا غیر انسانی فعل ہے۔ ویسے بھی گناہگار ہونا خالصتاً انسانی وصف ہے۔

"ہرے راما ہرے کرشنا" جیسی فلم سے اپنے فلمی کیریئر کا آغاز کرنے والی بھارتی مسلمان اداکارہ زینت امان بھی ایسی ہی شخصیات میں شمار ہوتی ہیں۔ اپنی آزاد روی (تسلیمہ نسرین جس طرح کی زندگی کے تصور کی تبلیغ کرتی ہے) کے باوجود زینت امان نے تسلیمہ نسرین کی جانب سے قرآن کے اصولوں میں تبدیلی کے دعوے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "قرآن میں ترمیم کا شوشہ چھوڑ کر تسلیمہ نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ مسلمان نہیں۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس میں قیامت تک تبدیلی نہیں ہو سکتی"۔ زینت امان کا کہنا ہے کہ "اگر کوئی قرآن میں ترمیم کا مطالبہ کرے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی ہونی چاہیے' کیونکہ قرآن میں ترمیم سے متعلق تو ایک بچہ بھی کہے گا کہ یہ غلط ہے"۔ (روزنامہ "جسارت" کا "فرائیڈے اسپیشل" ۲ ستمبر ۹۴ء)

پاکستانی سینٹ

گزشتہ دنوں سینٹ میں بھی بنگلہ دیش کی گستاخ رسول تسلیمہ نسرین کی بازگشت سنائی دی۔ جناب راجہ محمد ظفر الحق' جو سینٹ میں قائد حزب اختلاف اور موتمر عالم اسلامی کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں' نے کہا کہ

"بنگلہ دیش کی شاتم رسول تسلیمہ نسرین کو بچانے کے سلسلہ میں یورپی برادری نے جو موقف اختیار کیا ہے' اس پر حکومت پاکستان کو اپنے موقف کی وضاحت کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ یورپی ممالک کی طرف سے اسلام کا تمسخر اڑانے والوں کی پشت پناہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور انہیں تحفظ فراہم کرنے کے معاملے میں تمام اسلامی ممالک کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ وہ جمعرات کو ایک نکتہ اعتراض پر سینٹ میں بیان دے رہے تھے۔ اپوزیشن لیڈر سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق نے کہا کہ جرمنی میں یورپی یونین کے وزرائے خارجہ کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ شاتم رسول تسلیمہ نسرین کے معاملے میں بنگلہ دیش کی حکومت سے رابطہ کیا جائے گا اور تسلیمہ نسرین کو یورپی ملکوں میں پناہ دی جائے گی۔ اس لیے کہ اس نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کتاب لکھی ہے۔ اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ یہ نہایت اہم معاملہ ہے' اس سے پہلے سلمان رشدی نے کتاب لکھی اور مغربی ملکوں نے اسے پناہ دی حالانکہ ان کے اپنے قوانین میں پیغمبروں کی توہین جرم ہے۔ دو ماہ پہلے آسٹریا کی حکومت نے سلمان رشدی کو سب سے بڑا ایوارڈ دیا۔ اس پر میں نے احتجاج کیا اور پاپائے روم نے مجھے لکھا ہے' ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح اسلام دشمن حلقوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے۔ کشمیر میں روزانہ درجنوں افراد کو مارا جا رہا ہے مگر یہ معاملہ یورپی وزراء کے اجلاس میں زیر بحث نہیں آیا اور بنگلہ دیش میں شاتم رسول کو بچانے کے لیے ساری یورپی دنیا میں زلزلہ آگیا ہے۔ اجلاس کے صدر نشین نے وزراء سے پوچھا کہ کون اس معاملے کا جواب دے گا مگر کسی وزیر نے اس کا جواب نہیں دیا"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۲ جولائی ۱۹۹۴ء)

"یورپی و مغربی طاقتوں اور ذرائع ابلاغ نے باغیان اسلام' گستاخان رسول اور مسلم دشمن افراد کو بین الاقوامی شہرت دینے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ ہر گستاخ رسول اور باغی رسولﷺ کو سیاسی پناہ دینا اور اس کی مدح سرائی کی آڑ میں اہل اسلام کو معتوب کرنا یورپی قوموں کا وطیرہ بن چکا ہے۔

دفعہ ۲۹۵ سی کے خلاف مسیحی تحریک میں عیسائیوں کو امریکی لابیوں اور قادیانیوں کی اعانت اور اخلاقی حمایت حاصل رہی۔ ابھی سلمان رشدی کے وجود سے دھرتی پاک نہیں ہوئی تھی کہ بنگلہ دیش میں ایک احمق خاتون نے قرآن میں ترمیم و تحریف کا مطالبہ کر کے عالم اسلام میں ہیجان پیدا کر دیا ہے۔ عیسائی طاقتیں' جن کا دعویٰ ہے کہ ہمارے مذہب میں بھی آسمانی کتابوں کی توہین اور انبیائے کرام کی توہین جرم ہے' نہ جانے وہ اسلام دشمنی میں آسمانی کتابوں اور پیغمبروں کی اہانت کے مرتکبین کی سرپرست کیوں بن گئی ہیں؟ وہ اسلام دشمنی میں اپنے مذہب کی تعلیمات کو بھی بھول چکے ہیں یا جان بوجھ کر مسلم کش تحریک میں اندھے ہو کر اپنی تعلیمات کو پس پشت ڈال رہے ہیں؟" (ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۹ جولائی ۹۴ء)

دو شیطان ـــــ دو دوست

"شاتم رسول سلمان رشدی نے امریکہ میں تسلیمہ نسرین کو متعارف کروایا۔ گزشتہ سال زبردست حفاظتی انتظامات کے تحت جب رشدی نے امریکہ کا دورہ کیا تو اس نے روزنامہ "نیویارک ٹائمز" کے ایڈیٹر سے ملاقات کرتے ہوئے اسے تسلیمہ کا ناول "لاجا" دیا اور اس کے دریدہ دہن کالموں کا مجموعہ بھی پیش کیا۔ رشدی کی تجویز پر "نیویارک ٹائمز" نے تسلیمہ کا ایک مضمون ادارتی صفحے پر شائع بھی کیا۔ اس مضمون کا عنوان تھا:

Sentenced to Death اور یہ ۳۰ نومبر کو شائع ہوا"۔ (ہفت روزہ "سنڈے" ۲ جولائی ۱۹۹۴ء)

مقابلہ

"بنگلہ دیشی مصنفہ تسلیمہ نسرین جو آج کل اہل مغرب کے لیے کھلونا بنی ہوئی ہیں' یورپ کی سیر و سیاحت میں مصروف ہیں' جہاں مغربی ذرائع ابلاغ نے انہیں خوب پبلسٹی دی ہے اور بہادر مصنفہ بنا کر پیش کیا ہے۔ تسلیمہ کے بارے میں پہلے یہ خبر آئی تھی کہ وہ تین شادیاں کر چکی ہیں مگر اب ایک بھارتی جریدے نے یہ انکشاف کیا ہے کہ وہ خیر سے سات شادیاں کر چکی ہیں۔ ان کی عمر ابھی صرف ۳۲ سال ہے۔ اتنی کم عمری میں شادیوں کی یہ تعداد قابل غور ہے۔ دیکھئے آگے چل کر وہ شادیوں اور طلاقوں کے معاملے میں کس کس کا ریکارڈ توڑتی ہیں۔ ایلزبتھ ٹیلر کے بارے میں خبر آئی ہے کہ وہ اپنے آٹھویں شوہر سے بھی نالاں ہیں اور کوئی دن جاتا ہے کہ آپ طلاق کی خبر سن لیں گے۔ اگرچہ یہ طلاق ایلزبتھ ٹیلر کو کئی لاکھ ڈالر میں پڑے گی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مغربی قوانین کے تحت طلاق کی صورت میں بیوی کو کافی رقم ملتی ہے مگر ایلزبتھ ٹیلر شادی کے وقت ہی اپنے شوہر لیری کو یہ معاہدہ لکھ کر دے چکی ہیں کہ اگر طلاق ہوئی تو لیری بے روزگار نہیں ہوگا' اسے خاصا "ہرجانہ مل جائے گا"۔ بہرحال اب تسلیمہ کا ایلزبتھ ٹیلر سے مقابلہ ہے"۔ (ہفت روزہ "فیملی" لاہور' ۱۱ تا ۱۷ ستمبر ۹۴ء)

رشدی اور رشدن

"بنگلہ دیش کی گستاخ قرآن مصنفہ تسلیمہ نسرین نے ایک غیر ملکی صحافی کو انٹرویو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اپنی جان کا تحفظ چاہتی ہے اور ملک سے فرار ہونے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اس نے کہا گزشتہ پانچ ہفتوں کے دوران اسے ہر دوسرے روز اپنا ٹھکانہ بدلنا پڑتا ہے۔

تسلیمہ نسرین کو اپنی پریشانی کا تو احساس ہے لیکن اس نے جن کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو مجروح کیا ہے' ان کے جذبات کا اسے کوئی احساس نہیں ہے۔ خدا جانے یہ روشن خیالی کی کون سی قسم ہے؟ تسلیمہ نسرین تین خاوندوں سے طلاق لے چکی ہے۔ دوسری طرف سلمان رشدی کو بھی اس کی بیوی چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ اس لیے کیا ہی اچھا ہو کہ یہ دونوں رشدی اور رشدن آپس میں شادی کر لیں۔ اس سے ان کی سیکورٹی کا مسئلہ بھی آسان ہو جائے گا اور گستاخانہ تحریروں کا نشہ بھی دو آتشہ ہو جائے گا"۔ ("سرراہے" روزنامہ "نوائے وقت" ۲۰ جولائی ۱۹۹۴ء)

مجھے اپنی بیٹی کے خیالات سے مکمل اتفاق ہے

" تسلیمہ نسرین کے والد ڈاکٹر رجب علی نے ڈھاکہ سے خفیہ طور پر منتقل ہونے کے بعد میمن سنگھ میں اپنے ایک رشتہ دار کے گھر سے فون پر اخباری نمائندے کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ "انہیں اپنی بیٹی تسلیمہ نسرین کی قابلیت اور کتابوں میں شائع ہونے والے خیالات پر ناز ہے اور وہ اس کے خیالات سے متفق ہیں"۔ انہوں نے کہا کہ " تسلیمہ نسرین نے اسلام کے بارے میں جن جن خیالات کا اظہار کیا ہے' وہ ان سے مکمل طور پر اتفاق کرتے ہیں"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۲ جولائی ۹۴ء)

جو لکھا اس پر افسوس نہیں

" تسلیمہ نسرین نے کہا ہے کہ میں اپنے اصولوں پر ثابت قدم رہوں گی اور جو میں نے لکھا ہے' اس پر مجھے کوئی افسوس نہیں"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۴ر دسمبر ۱۹۹۴ء)

تسلیمہ نسرین پر مقدمہ لازماً چلے گا (ہائیکورٹ)

بھارت اور تھائی لینڈ کے حکام بزدل ہیں

ویزا نہ دینے پر تسلیمہ نسرین کا رد عمل

"کولون (ریڈیو رپورٹ) بنگلہ دیش ہائیکورٹ نے کہا ہے کہ متنازعہ مصنفہ تسلیمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نسرین کو توہین اسلام اور مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کے الزامات میں مقدمے کا لازمی طور پر سامنا کرنا پڑے گا۔ ہائیکورٹ نے تسلیمہ نسرین کے وکلاء کی اپیل مسترد کرتے ہوئے ماتحت عدالت کو حکم دیا کہ وہ مقدمے کی کارروائی جاری رکھنے کے لیے دفعہ ۱۸۸ کے تحت وہ اجازت نامہ حاصل کرے' جو ایسے بنگلہ دیشی شہریوں کے لیے مقدمہ چلانے کے لیے درکار ہوتا ہے' جنہوں نے مبینہ جرم کا ارتکاب ملک سے باہر کیا ہو۔ ادھر بھارت اور تھائی لینڈ کی حکومتوں نے تسلیمہ نسرین کو نجی دورے کے لیے ویزا دینے سے انکار کر دیا ہے۔ تسلیمہ نسرین نے اس پر بھارت اور تھائی لینڈ کے حکام کو بزدل قرار دیا ہے۔ تسلیمہ نسرین نے بتایا کہ وہ اگلے ماہ جرمنی' برطانیہ' یونان اور بلجیم کا دورہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۸ جنوری ۱۹۹۴ء)

تسلیمہ نسرین کے لیے سویڈن کا ایوارڈ

"بنگلہ دیش کی متنازعہ مصنفہ تسلیمہ نسرین کو سویڈن کا معروف ایوارڈ سٹاک ہوم میں دیا گیا۔ اس انعام کی مالیت ۳۴ ہزار ۵ سو مارک کے برابر ہے۔ یہ انعام اسے مسلمان بنیاد پرستوں پر تنقید کے صلے میں دیا گیا"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۷'۱۸ اگست ۹۴ء)

اس پر مدیر "سرراہے" نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"بنگلہ دیش کی رشدن ڈاکٹر تسلیمہ نسرین نے کہا ہے کہ بھارتی حکومت بزدل ہے' جس نے اسے ویزا دینے سے انکار کر دیا ہے۔

ڈاکٹر تسلیمہ نسرین نجی دورے پر بھارت جانا چاہتی تھی لیکن بھارتی حکومت نے اسے ویزا دینے سے انکار کر دیا۔ یہ بھارت ہی تھا جس نے سب سے پہلے اسلام کے خلاف ڈاکٹر تسلیمہ نسرین کے مضامین کو اچھالا اور اسے ایک بہت بڑی مصنفہ اور ادیبہ بنا دیا۔ ڈاکٹر تسلیمہ نسرین کا ناول "لجا" بھی شاید بھارت ہی میں شائع ہوا تھا۔ لیکن جب ڈاکٹر تسلیمہ پر برا وقت آیا تو بھارتی حکومت نے اسے پہچاننے ہی سے انکار کر دیا۔ بنگلہ دیش میں ڈاکٹر تسلیمہ کے خلاف مقدمات چل رہے ہیں' اس لیے وہ وہاں نہیں جا سکتی۔ اس نے سوچا ہوگا کہ اگر اسے بھارتی ویزا مل گیا تو وہ کلکتہ میں رہائش اختیار کر لے گی لیکن اسے معلوم ہونا چاہیے تھا کہ وقت نکل جانے کے بعد بھارت اپنے پرانے دوستوں سے آنکھیں پھیر لیا کرتا ہے۔ پاکستان سے مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرنے کے لیے اس نے بنگالیوں کی بڑی آؤ بھگت کی۔ کلکتہ میں ان کے پناہ گزین کیمپ قائم کیے اور انہیں مہمانوں کی طرح رکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن جب علیحدگی کا عمل مکمل ہوگیا تو اس نے بنگلہ دیشیوں کو مار مار کر کلکتہ سے نکالنا شروع کر دیا۔ لہٰذا ڈاکٹر تسلیمہ نسرین سے بھارت نے جو سلوک کیا ہے' وہ اس کی قدیم روایت کے عین مطابق ہے۔ یہ تو تسلیمہ کو سوچنا چاہیے تھا کہ وہ کن لوگوں کے کہنے میں آکر اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کر رہی ہے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۱۴ جنوری ۱۹۹۵ء)

تسلیمہ کا مستقبل

"اسلام گناہ' گمراہی اور کج روی سے منع کرتا ہے جبکہ تسلیمہ اسی شاہراہ پر بگٹٹ دوڑنا چاہتی ہے۔ اس کا عقیدہ اس کے اپنے الفاظ میں اس طرح ہے: "میں عورت کے "رحم" کی آزادی چاہتی ہوں"۔ اہل مغرب تسلیمہ کو سر آنکھوں پر بٹھائیں گے کیونکہ وہ ایک اسلامی معاشرے کے اخلاقی اور سماجی تانے بانے کو ادھیڑنا چاہتی ہے اور اپنی فحش نگاری سے مشرق کی نوجوان نسل کے ناپختہ اذہان کو آلودہ کر دینے کی خواہاں ہے۔ اہل مغرب پر تو ہمیں کوئی گلہ نہیں کہ گزشتہ نو صدیوں سے وہ اسلام کے خلاف معاندانہ رویہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ انہیں اسلام کے اساسی عقاید کی حقانیت اور اس کی عالم گیر تہذیب کی برتری گوارا نہیں۔۔۔۔ لیکن تسلیمہ نسرین سے یہ سوال ضرور کریں گے کہ کل کلاں کو اس کی اپنی اولاد جوان ہوگی تو وہ اسے کیا منہ دکھائے گی؟" (ہفت روزہ "زندگی" ۲۶ اگست تا یکم ستمبر ۹۴ء)

سخاروف انعام کے لیے نسرین کی تائید

"یورپی پارلیمان کے وزرائے خارجہ کی کمیٹی نے تائید کی ہے کہ بنگلہ دیش کی ادیبہ تسلیمہ نسرین کو اس سال کا سخاروف انعام دیا جائے۔ یہ انعام انسانی حقوق اور آزادی اظہار کی ترویج کے لیے دیا جاتا ہے۔ تسلیمہ نسرین کا نام سوشلسٹ گروپ نے تجویز کیا تھا اور جمعرات کو وزرائے خارجہ کی کمیٹی نے اس کی تائید کی۔ سخاروف انعام روس کے باغی سائنس دان آندرے سخاروف کے نام پر ہر سال دیا جاتا ہے۔ تسلیمہ نسرین کے علاوہ اس انعام کے دو اور امیدوار ہیں جن میں کیوبا کے سیسٹین آرکوس برگنیز اور دوسری کرد کی لیلیٰ زانا ہیں۔ (ہفت روزہ "آج اور کل" ۲۰ تا ۲۶ اکتوبر ۹۴ء)

اس حوالے سے مشہور ترقی پسند دانشور و صحافی قاضی جاوید نے اپنے مضمون "ادب کا نوبل انعام" میں بجا طور پر لکھا کہ "خدا ہی جانتا ہے کہ اس حوالے سے (انسانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق اور آزادی اظہار کی ترویج) تسلیمہ نسرین کس طرح اس انعام کی مستحق بنتی ہے۔ تاہم یورپ کے طاقتور ادارے اسے یہ انعام دلوانے کے لیے کوشاں ہیں"۔ (روزنامہ "پاکستان" لاہور' ۳۰ اکتوبر ۹۴ء)

پندرہ روزہ "معلومات" لاہور نے "تسلیمہ نسرین کا فرار' بنگلہ دیشی حکومت کی مجرمانہ غفلت" کے عنوان سے لکھا:

"ایک اطلاع کے مطابق بنگلہ دیش کی شاتم قرآن مصنفہ تسلیمہ نسرین عدالت سے ضمانت کرانے کے بعد ناروے فرار ہو گئی ہے' جہاں اسے سویڈن میں تین ماہ کے لیے سیاسی پناہ دینے کی اطلاع دی گئی ہے۔ یہ صورت حال بنگلہ دیش ہی نہیں' پوری دنیا کے مسلمانوں کے لیے تکلیف دہ اور پریشان کن ہے اور اس میں مغربی دنیا کے انسانی حقوق کے نام نہاد چیمپئن ممالک کے ساتھ خود بنگلہ دیش حکومت کا کردار بھی سامنے آ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ تسلیمہ نسرین' جس کی اشتعال انگیز اور مذہب مخالف تحریروں پر پوری دنیا کے مسلمان سراپا احتجاج تھے' بنگلہ دیش کی حکومت کی مرضی اور ایماء کے ساتھ ہی وہاں سے فرار ہوئی ہے۔ گویا بنگلہ دیش حکومت کے نزدیک ایک دریدہ دہن خاتون بنگلہ دیش کے کروڑوں اور دنیا کے اربوں مسلمانوں سے زیادہ اہم ہے۔ دوسری طرف شاتم رسول سلمان رشدی کو تحفظ دینے والے مغربی ممالک تسلیمہ نسرین کے معاملہ میں ایک بار پھر ننگے ہو کر سامنے آ گئے ہیں۔ دراصل انہیں تسلیمہ نسرین اتنی عزیز نہیں' ان کی اصل دلچسپی تو خلاف اسلام تحریروں اور تقریروں کو محفوظ کرنے اور ایسی قبیح حرکات کرنے والے افراد کو تحفظ دینے میں ہے' خواہ اس سے اربوں مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں۔ مغربی ممالک کی انسانی حقوق کے حوالے سے یہ توجیح بڑی ہی شر انگیز ہے کہ ان کے نزدیک اربوں مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے والے خبیث الفطرت شخص کے انسانی حقوق تو بڑے محترم ہیں مگر ان اربوں مسلمانوں کے جذبات اور انسانی حقوق کوئی وقعت نہیں رکھتے' جو ان تحریروں پر احتجاج کرتے ہیں اور جن کے جذبات کو مجروح کر کے ان کے انسانی حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ تسلیمہ نسرین نے قرآن کریم کے بارے میں جو شر انگیز الفاظ کہے ہیں' اس نے آج تک ان کی تردید نہیں کی' جبکہ کروڑوں مسلمانوں نے اس پر صرف اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے' جس میں وہ بالکل حق بجانب ہیں۔ بہتر ہوتا اگر بنگلہ دیش کی حکومت تسلیمہ نسرین کو باقاعدہ عدالت میں پیش کر کے اس پر مقدمہ چلاتی' اس کی متنازعہ تحریروں کا جائزہ لیتی' اس کی تحریروں پر احتجاج کرنے والوں کا نقطۂ نظر سنتی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیمہ نسرین کو اپنی صفائی کا موقع دے کر فیصلہ سناتی اور جرم ثابت ہونے پر قانون کے مطابق سخت ترین سزا دی جاتی۔ مگر اس صورت حال سے گریز صرف اسی لیے کیا گیا کہ تسلیمہ نسرین کے پاس صفائی میں کہنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ بھارتی جنتا پارٹی سے لاکھوں روپے لے کر ناول لکھنے والی ایک آزاد خیال مصنفہ اپنی صفائی میں آخر کہہ بھی کیا سکتی ہے۔ کروڑوں بلکہ اربوں مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے والی اور اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب کے بارے میں بھی قابل اعتراض جملے کہنے والی مصنفہ اس کا آخر کیا جواز پیش کرتی۔ چنانچہ اسے ایکسپوز ہونے سے بچانے اور اس طرح کی تحریریں لکھوانے والے اس کے سرپرستوں کے نام ظاہر ہو جانے کے خوف سے عدالتی راستہ اختیار کرنے کی بجائے اسے فرار کرانے کی راہ اختیار کر لی گئی"۔ (پندرہ روزہ "معلومات" لاہور' یکم تا پندرہ ستمبر ۹۴ء)

اس انعام پر تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ "نوائے وقت" نے اپنے اداریہ "یورپ —— تسلیمہ نسرین کی پذیرائی" کے عنوان سے لکھا:

"یورپی پارلیمنٹ نے اپنا انسانی حقوق کا بڑا انعام "سخاروف ایوارڈ" بنگلہ دیش کی گستاخ مصنفہ تسلیمہ نسرین کو دینے کا فیصلہ کیا ہے' جس کے ساتھ اٹھارہ ہزار ڈالر نقد بھی ہوں گے۔ بنگلہ دیش کی گستاخ مصنفہ کا کارنامہ یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب' اخلاق' رسول اکرمﷺ کی ذات گرامی اور مسلم اقدار کے خلاف ہے' جس کی وجہ سے سلمان رشدی کی طرح یورپ نہ صرف اس کی حمایت کر رہا ہے بلکہ انہیں ایوارڈ بھی دیے جا رہے ہیں۔ اس سے پہلے یورپی پارلیمنٹ نے اس گستاخ مصنفہ کے حق میں ایک قرارداد بھی منظور کی تھی' جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یورپ' اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں اب بھی صلیبی دور کی طرح سوچتا ہے اور ہر اس شخص کو سر آنکھوں پر بٹھانے کے لیے تیار ہے' جو اس کے نقطۂ نظر سے اسلام کی توہین اور مسلمانوں کی دل آزاری پر آمادہ ہو۔ پہلے سلمان رشدی کے مسئلہ پر یورپ اور امریکہ نے اسی طرز عمل کا مظاہرہ کیا' جو عالم اسلام کو چڑانے کے مترادف تھا اور اب تسلیمہ نسرین کی حوصلہ افزائی اور پذیرائی کی جا رہی ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ یورپ' مسلمانوں کو بنیاد پرست قرار دے کر معلوم نہیں کیا کیا ثابت کرنا چاہتا ہے مگر خود اسلام دشمنی میں اس قدر اندھا ہوچکا ہے کہ اسے پورے عالم اسلام کے جذبات و احساسات کی بھی کوئی پروا نہیں۔

فرانس میں مسلمان بچیوں کو [illegible] ممالک کی اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے۔ اس کے برعکس عالم اسلام کا معاملہ یہ ہے کہ ہم یورپ اور امریکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہر جتن کر رہے ہیں۔ جمہوریت اور روشن خیالی کے اس دور میں کسی قوم کے مذہب' عقیدے اور قابل احترام شخصیات کی توہین و تنقیص اور عوام کی دل آزاری ایک ایسا قبیح فعل ہے کہ جس کی اجازت کوئی مہذب اور متمدن معاشرہ نہیں دے سکتا مگر یہ طرفہ تماشا ہے کہ تہذیب اور روشن خیالی کا علمبردار یورپ ایسے بدبخت عناصر کی سرپرستی میں لگا ہوا ہے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۲۱ نومبر ۹۴ء)

تسلیمہ نسرین کی صدر متراں سے ملاقات

بنگلہ دیش کی مصنفہ تسلیمہ نسرین نے پیرس میں فرانس کے صدر متراں سے ملاقات کے دوران تبادلہ خیال کیا۔ سرکاری ذرائع کے مطابق اس بات چیت میں بنگلہ دیش کی صورت حال اور خاص طور پر خواتین کے رتبے اور حیثیت پر غور کیا گیا"۔ (روزنامہ "پاکستان" ۳ دسمبر ۹۴ء)

جناب احمد شجاع پاشا "مغرب اور اسلام—— تصادم کی راہ پر" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"مغرب نے اسلامی بنیاد پرستی کی مذمت کو وطیرہ بنا لیا ہے۔ یہ بنیاد پرستی ہے کیا؟ اس کی وضاحت کھلے عام تو نہیں کی جاتی مگر دبی زبان میں یہ ضرور کہا جا رہا ہے کہ اسلام کے بنیادی ارکان پر یقین رکھنے والا بنیاد پرست ہے۔ مغرب کی نظروں میں وہ مسلمان بنیاد پرست نہیں جو نماز نہیں پڑھتا اور روزے نہیں رکھتا اور اپنے مذہب کو اپنے گھر تک محدود رکھنے کا قائل ہے۔

یوں معلوم ہو رہا ہے کہ مغرب مسلمانوں کا مزاج سمجھنے سے قاصر ہے۔ اسے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ لوگ پیغمبر اسلامؐ سے اس قدر محبت کیوں کرتے ہیں' قرآن کی غلط تشریح کو قابل مواخذہ کیوں سمجھتے ہیں' حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کے مرتکب رشدی کو ملعون کیوں کہتے ہیں اور "لجا" لکھنے والی تسلیمہ نسرین کے خلاف کیوں ہیں؟ تعجب اس پر نہیں کہ مسلمان اسلام کی تحقیر کرنے والوں کے خلاف کیوں ہیں' تعجب اس امر پر ہے کہ ان انسانوں کو' جنہوں نے اسلام کی جان بوجھ کر تحقیر کی' مغرب میں اس طرح پذیرائی مل رہی ہے' جیسے وہ دنیا کے نجات دہندہ ہوں۔ برطانیہ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آزادی افکار" کا ایوارڈ دیا' جس میں بارہ ہزار پونڈ کی رقم بھی شامل تھی۔ سوال یہ ہے کہ کیا یورپی پارلیمنٹ کے اراکین یا مغربی ممالک کے قائدین ادب و فن کو تسلیمہ نسرین کی تحریروں میں کوئی خوبی نظر آئی یا اس کے ناول کو فنی یا ادبی لحاظ سے شاہکار تسلیم کر لیا گیا؟ س سوال کا جواب یہ ہے کہ اس کے حامیوں اور معترفین کی عظیم اکثریت نے شاید ہی اس کی کوئی تحریر پڑھی ہو' جنھوں نے پڑھی ہے' وہ انہیں عریانیت پر مبنی تحریریں قرار دیتے ہیں۔۔۔ اصل بات یہ ہے کہ مغرب نے صدیوں سے اسلام کے خلاف جو ثقافتی جنگ شروع کر رکھی ہے' رشدی' مصر سے نوال السودی' متحدہ عرب امارات سے دیبا فاسی اور اب بنگلہ دیش سے تسلیمہ نسرین۔۔۔ یہ سب لوگ اس جنگ میں مغرب کے وہ ہتھیار اور آلہ کار ہیں' جن سے اسلام' اس کی تعلیمات' عقاید' اس کی معاشرتی' تمدنی اور اخلاقی قدروں پر اندر سے ضرب اور نقب لگانے اور مسلم معاشروں میں بے راہ روی پر مبنی مغربی افکار و خیالات مسلط کرنے کا کام لیا جا رہا ہے۔

اسلام کی ثقافتی میراث پر مغرب کا حملہ صلیبی جنگوں کے انداز میں سینکڑوں سال سے جاری ہے۔ صرف اس کا انداز اور اس کے اظہار کے طریقے وقت کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ مسلم معاشروں میں "آزادی نسوانیت" کی تحریک برپا کرنے کے لیے مغربی حکومتیں دانشور' مشنری ادارے' یونیورسٹیاں اور دیگر علمی اور تحقیقی ادارے نہایت زور شور سے اس طرح مصروف عمل ہیں' جس طرح وہ ماضی میں مستشرقین کے ذریعے تحقیق کے نام پر سرگرم رہے۔ مستشرقین نے علمی تحقیق کے نام پر جو کام انجام دیا' اس کا مقصد ایک طرف تو امپریلزم اور نوآبادیاتی نظام کا استحکام اور بقا تھا اور دوسری طرف اسلام کے سرمایہ علم و عمل کو مشتبہ بناتا تھا۔ یونیورسٹیوں اور علمی درسگاہوں میں' چاہے وہ مغرب میں ہوں یا مسلم ممالک میں' طالب علموں' ریسرچ اسکالروں اور لکھنے پڑھنے والوں کو اپنے رنگ میں ڈھالنے اور اسلام پر مختلف محاذوں سے حملہ کرنے کی پوری ترغیب دی گئی۔ اس طرح کی ہزاروں مخصوص مثالیں اور کتابیں موجود ہیں' جو مستشرقین اور ان کے زیر اثر کام کرنے والوں کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں' جس کا مقصد اسلام سے مسلمانوں کا رشتہ کمزور کرنا اور مسلم معاشروں میں تشکیک پھیلانا ہے۔ اب یہ کام "نسوانیت سے آزادی" کی تحریک برپا کر کے لیا جاتا ہے۔ مغرب نے اسلام کے بارے میں صرف اپنے اہداف تبدیل کیے ہیں' پالیسی اور اس میں کارفرما روح وہی ہے' جو صلیبی جنگوں کی تہہ میں کارفرما تھی۔

مغربی حکومتوں اور دانشوروں کی سوچ یہ ہے کہ مغرب میں رہنے والی عورتوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرکاری خرچ پر رشدی کی حفاظت کی۔ وہ امریکہ پہنچا تو امریکہ کے صدر کلنٹن نے، جن سے ملاقات کے لیے دنیا کے سربراہان حکومت کی قطار لگی رہتی ہے، اسے بغیر کسی پروگرام کے، اپنے حضور میں حاضر ہونے کا موقع فراہم کیا اور ٹی وی پر اس کی یوں تشہیر کی گئی، جیسے کوئی بہت بڑا قائد، کوئی بہت بڑا عالم اور حکیم، صدر سے ملنے آیا ہو۔ تسلیمہ نسرین ابھی امریکہ نہیں پہنچی، وہ گئی تو ممکن ہے اس کو رشدی سے زیادہ پذیرائی ملے۔ رشدی کی کتاب کی ادبی حیثیت کچھ نہیں۔ اگر وہ ادبی لحاظ سے کسی قابل ہوتی تو اسے ادب کا نوبل پرائز دے دیا جاتا۔ اس کی شیطنیت کو سیاسی رنگ دے کر اس بے ضمیر کو اس قدر اہمیت دے دی گئی ہے کہ اسے بھی اپنے لعنتی ہونے پر فخر ہونے لگا ہوگا۔ تسلیمہ کی "لجا" بھی ناول ہے۔ ممکن ہے اگلے سال کے نوبل پرائز کے لیے منتخب کر لیا جائے مگر تاحال تو کتاب کی بجائے لکھنے والی کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ سویڈن نے سیاسی پناہ دے رکھی ہے۔ ایک دنیا جانتی ہے کہ سویڈن کا معاشرہ غیر مزاحم ہے۔ تسلیمہ کو "لجا" لکھنے پر سویڈن نے ایوارڈ دیا۔ یورپی پارلیمنٹ نے اسے مدعو کیا ہے۔ اسے عورتوں کے حقوق کے حق میں آواز بلند کرنے پر یورپی پارلیمنٹ نے بھی ایوارڈ دیا۔ ساڑھے بارہ ہزار ڈالر کی بنگلہ دیش میں تو بہت زیادہ اہمیت ہوگی لیکن سویڈن میں، جہاں وہ رہائش پذیر ہے، یہ رقم دو تین مہینے اس کا ساتھ دے سکے گی اور فرانس کے صدر متراں نے بھی تسلیمہ نسرین سے ملاقات کی۔ اسے اور رشدی کو یہ پذیرائی صرف مغرب میں ملی اور وہ بھی اس لیے کہ ان دونوں نے اسلام کی تحقیر اور تضحیک کی۔

کیا اس پذیرائی سے یہ سمجھا جائے کہ مغرب اسلام کی تحقیر کرنے والوں کو خوش آمدید کہتا ہے اور ان کی ہر قسم کی اعانت کے لیے تیار ہے۔ کیا اس پذیرائی پر اسلامی امہ کے لیے کوئی پیغام مضمر تو نہیں۔ کیا مغرب کا یہ اقدام اسلام کی تحقیر کے مترادف نہیں"۔

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، ۸ر جنوری ۱۹۹۵ء)

"مغرب کی ثقافتی جنگ کا نیا حربہ" کے عنوان سے جاوید اقبال خواجہ لندن سے لکھتے ہیں:

"بنگلہ دیشی مصنفہ تسلیمہ نسرین گزشتہ سال مغربی ممالک میں نہایت مقبول رہیں اور ان ممالک کے درمیان، تسلیمہ کو نوازنے اور اس پر مختلف مالی اور سیاسی انعامات کی بارش برسانے کی دوڑ لگی رہی۔ بنگلہ دیش سے اس کے فرار پر سویڈن میں ثقافتی امور کے وزیر نے ہوائی اڈے پر تسلیمہ نسرین کو گلے لگا کر استقبال کیا۔ یورپی پارلیمنٹ نے اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی آزادی اور حقوق کی معراج "نسوانیت سے آزادی کی تحریک" کے ذریعے حاصل کی ہے' جبکہ مشرقی' خصوصاً اسلام معاشروں میں' سینکڑوں سال تک حکومت کرنے' اسلامی معاشرے کے روایتی اداروں کی عموماً تباہی اور سیاست اور تعلیم کے ذریعے مغربی خیالات پھیلانے کے باوجود مسلم معاشروں میں عورتوں کو مغربی خواتین کی طرح آزادی نہیں ملی۔ یہ مقصد اب اس تحریک کے ذریعے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس تحریک کا بنیادی فلسفہ یہ ہے کہ عورتیں اپنی زندگی' اپنے خیالات اور سب سے بڑھ کر اپنے جسم کی خود مالک و مختار ہیں اور وہ معاشرے میں بغیر کسی پابندی کے ان کو جس طرح استعمال میں لانا چاہیں' ان کو اس سلسلے میں مکمل آزادی ہونی چاہیے۔ والدین' خاوند' باپ' بھائی' شوہر اور سوسائٹی کو اس سلسلے میں کوئی پابندی عاید نہیں کرنی چاہیے۔ یہ تحریک جو ۶۰ء کے عشرے میں اپنے عروج کو پہنچی' مغرب میں جنسی انقلاب کا باعث بنی' اب یہ ایک جنسی سیلاب کی شکل اختیار کر چکی ہے اور مغربی تہذیب کا جزو لاینفک ہے۔

مغرب یہ جنسی سیلاب اپنے لٹریچر' فلموں' گانوں اور ٹی وی پروگراموں کے ذریعے مسلم معاشروں میں پہلے ہی برآمد کر رہا ہے' اب عورتوں کے حقوق اور آزادی خیالات و افکار کے نام پر اسے تسلیمہ نسرین جیسے مقامی افراد کے ذریعے زیادہ وسیع پیمانے پر پھیلانے کا نہایت جامع پروگرام بنایا گیا ہے۔ تسلیمہ نسرین کے فرار کا ڈرامہ رچا کر اور اسے غیر معمولی بین الاقوامی شہرت دے کر ایک طرف تو اس پروگرام کو اجاگر کیا گیا ہے اور دوسری طرف تسلیمہ نسرین کو اس وسیع پیمانے پر نواز کر ان تمام عناصر کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے' جو اسلام کے خلاف لکھ کر اس بنگلہ دیشی خاتون کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔

بعض مغربی سماجی اور سیاسی ماہرین میں بھی "نسوانیت سے آزادی" کی تحریک کے مغربی معاشروں پر مرتب ہونے والے اثرات پر سخت اضطراب پایا جاتا ہے۔ وہ اپنے اردگرد ناجائز بچوں کی فوج اور نوعمر اکیلی ماؤں (Teenage Single Mothers) کی روز افزوں تعداد' طلاق کی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی شرح اور نوعمروں کے ہاتھوں دل دہلا دینے والے جرائم کے وقوع پذیر ہونے والے واقعات کو بڑی حد تک اسی تحریک کا نتیجہ قرار دیتے ہیں لیکن مغربی صاحبان اقتدار (Establishment) کی اکثریت انہی عناصر پر مشتمل ہے' جو خود اسی تحریک کے سائے میں پل کر جوان ہوئے ہیں۔ مسلم معاشروں میں انہیں خواتین کے حقوق سے کوئی ہمدردی نہیں' یہ محض مسلم معاشروں میں مغربی ممالک جیسی جنسی انارکی پھیلانا چاہتے ہیں۔ مسلم خواتین کے حقوق کی عدم موجودگی پر آنسو بہانے والے ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دانشوروں کی منافقت کا یہ حال ہے کہ انہی کے درمیان پچھلے تین سال سے بوسنیا میں سرب وحشیوں کے ہاتھوں مسلم خواتین کے حقوق' جن میں زندہ رہنے اور اپنی عصمت کی حفاظت کا بنیادی حق شامل ہے' انتہائی بے دردی سے پامال ہو رہے ہیں۔ ہزاروں کی تعداد میں گینگ ریپ جیسے کریہہ مظالم مسلم خواتین پر توڑے جا رہے ہیں لیکن مغربی حکومتیں یہ سب کچھ ایک تماشے کے طور پر دیکھ رہی ہیں۔

اصل چیز مسلم عورتوں سے ہمدردی یا انہیں "غصب شدہ حقوق" دلوانے میں مدد فراہم کرنا نہیں' مقصد یہ ہے کہ مغربی اقدار پوری دنیا میں' ہر محاذ اور ہر میدان زندگی میں حاوی ہوں تاکہ مغربی تہذیب' جو دراصل یہودی' عیسائی (Judo-Christian) تہذیب ہے' کی برتری ثابت ہو۔ یہ ثقافتی جنگ مغرب نے دوسری تہذیبوں' خصوصاً اسلامی تہذیب و تمدن کے خلاف شروع کر رکھی ہے' رشدی اور تسلیمہ نسرین کی پشت پناہی اسی جنگ کا ایک نیا حربہ ہے۔ اس کا ہدف اسلامی تہذیب و تمدن کی تکہ بوٹی (Decomposition) ہے اور اس عمل میں مغرب کا جو بھی ساتھی بنے گا' اس کی اسی طرح پذیرائی کی توقع ہے' جس طرح کی پذیرائی 'تسلیمہ نسرین کی' کی گئی"۔ (ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' ۱۹ر جنوری ۱۹۹۵ء)

تسلیمہ نسرین کا اعتراف جرم!

"بنگلہ دیش کی گستاخ رسول ﷺ بدنام زمانہ ناول نگار تسلیمہ نسرین نے اپنے ایک تازہ ترین بیان میں اعتراف کر لیا ہے کہ اس نے خفیہ بھارتی تنظیم "را" کے اکسانے پر توہین رسالت ﷺ اور اسلام دشمن مواد تحریر کیا ہے۔ اس نے انکشاف کیا کہ اس کی ذہنی اور معاشی حالت انتہائی ابتر ہو چکی ہے اور اس کو اس حال تک پہنچانے کی تمام تر ذمہ داری' بھارتی خفیہ ایجنسی "را" پر عائد ہوتی ہے جس نے اس کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل کرنے کے لیے استعمال کرنے کے بعد اب آنکھیں بدل لی ہیں اور اسے بھارت جانے کے لیے ویزا دینے سے انکار کر دیا ہے۔ شاتمہ رسول تسلیمہ نسرین جو ان دنوں سویڈن کے دارالحکومت شاک ہام میں خودساختہ جلاوطنی کے دن گزار رہی ہے' ایک متنازعہ ناول "لجا" لکھنے پر بنگلہ دیش میں تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے غیظ و غضب کا نشانہ بنی ہوئی ہے۔ مختلف اسلامی ممالک اور بالخصوص بنگلہ دیش میں' اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف بڑے بڑے جلوس نکلتے رہے ہیں کیونکہ اس نے اپنے ناول میں اسلام' قرآن' اور رسولؐ سمیت انبیاء کی بھی توہین کی ناپاک جسارت کی اور اس طرح تمام مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ تسلیمہ سے پہلے سلمان رشدی بھی اس قسم کی دل آزار اور غیر اسلامی حرکتیں کر چکا ہے جن سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔ توہین رسالت ﷺ کے ان تمام واقعات میں چند باتیں مشترک ہیں کہ ایک تو ان سب گستاخان رسول نے تحریری طور پر کتاب لکھ کر ناپاک جسارت کی اور پھر ان سب مصنفین نے ایسے غیر مسلم ممالک میں پناہ لے رکھی کہ جو اسلام دشمنی میں ہمیشہ نمایاں دکھائی دیے ہیں۔ تسلیمہ نسرین کے حالیہ بیان کے بعد یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی ہے کہ اس قسم کی مذموم حرکتیں اسلام دشمن طاقتوں کے کہنے پر ہوتی تھیں جو اس طرح مسلمانوں میں موجود کالی بھیڑوں اور منافق قسم کے مسلمانوں کو اکساتے رہتے ہیں کہ وہ ایسی دل آزار اور مذموم حرکتیں کرتے رہیں لیکن جب یہ طاقتیں ایسے لوگوں سے اپنا مقصد حاصل کر لیتی ہیں تو پھر اپنا ہاتھ کھینچ لیتی ہیں۔

جیسا کہ تسلیمہ نسرین نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اب بھوکوں مرنے لگی ہے اور بھارت نے اسے جو مالی مراعات دے رکھی تھیں' ان سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ اس سے ان تمام غداران وطن اور قوم اور منافق مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہیں کہ جو مالی مفادات کے لیے وطن اور اسلام دشمنی کرتے ہیں۔ امت مسلمہ کا متفقہ موقف اس مسئلے پر یہ ہے کہ ایسے لوگ جو اسلام کی مسلمہ اقدار اور مقدس شخصیتوں پر حملے کرتے ہیں' وہ مسلمان نہیں بلکہ منافق اور مرتد ہیں اور قابل گردن زنی ہیں اور بالآخر دنیا اور آخرت دونوں جگہ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ جس طرح شیطان سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین چھپ چھپ کر خفیہ زندگی گزار رہے ہیں اور اپنی زندگی سے عاجز آ چکے ہیں' تسلیمہ نسرین کے بیان سے یہ ظاہر ہوگیا ہے کہ بھارتی ایجنسی را نے تسلیمہ کو گمراہ کرنے اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد مراعات نہ دے کر بھوک اور ذہنی پریشانی کے ہاتھوں مجبور کر دیا ہے اور وہ سچ بولنے پر مجبور ہو چکی ہے۔ اس سے ان تمام منافقین کی آنکھیں بھی کھل جانی چاہئیں کہ جو غیر اسلامی قوتوں کے لیے دن رات کام کرتے ہیں اور پھر جب وہ منظر عام پر آتے ہیں تو انہیں نہ صرف دنیا میں ٹھکانا نہیں ملتا بلکہ وہ اپنی آخرت بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خراب کر لیتے ہیں۔

(ادارتی نوٹ روزنامہ نوائے وقت لاہور' 16 ستمبر 95ء)

تسلیمہ نسرین بہادر مصنفہ ہیں (ریڈیو ماسکو)

"اسلام دشمنی میں سابق کیمونسٹ مملکت روس کا سرکاری ریڈیو کسی بھی طرح مغربی ذرائع ابلاغ سے پیچھے نہیں ہے اور اس کی نشریات مسلسل مسلمانوں کی دل آزاری کا سبب بن رہی ہے۔ گزشتہ روز ایک پروگرام میں بنگلہ دیش کی مرتد اور دریدہ دہن مصنفہ تسلیمہ نسرین کے بارے میں "بہادر مصنفہ" کا خطاب استعمال کیا گیا اور یہ تاثر دیا گیا کہ راسخ العقیدہ مسلمان آزادی اظہار و تحریر کے قائل نہیں ہیں اور حقوق نسواں کی علمبردار اور بہادر مصنفہ کو بلاوجہ واجب القتل قرار دے دیا گیا"۔ (روزنامہ "جسارت" کراچی' کیم جولائی ۹۴ء)

را کی ایجنٹ

"بنگلہ دیش کی گستاخ رسول ناول نگار تسلیمہ نسرین نے اعتراف کیا ہے کہ اس کے بھارت کی رسوائے زمانہ خفیہ ایجنسی "را" کے ساتھ روابط تھے اور اسی کے ورغلانے پر اس نے توہین رسالت ﷺ اور اسلام دشمنی پر مبنی مواد تحریر کیا تھا۔ یہ بات اس نے سویڈن کے شہر سٹاک ہوم میں اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہی جہاں وہ ان دنوں خود ساختہ جلاوطنی کے دن گزار رہی ہے۔ "ہندوستان ٹائمز" نے "یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا" کے حوالے سے بتایا ہے کہ تسلیمہ نسرین نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ سویڈن میں اس کی ذہنی اور معاشی حالت انتہائی ابتر ہے اور اس کو اس حال تک پہنچانے کی تمام تر ذمہ داری "را" پر عائد ہوتی ہے' جس نے اس کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل کرنے کے لیے' استعمال کرنے کے بعد اب آنکھیں بدل لی ہیں۔ تسلیمہ کا کہنا ہے کہ اس نے متعدد بار سویڈن کی زندگی سے تنگ آکر بھارت جانے کے لیے ویزہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس کو ہر بار انکار کر دیا گیا۔ واضح رہے کہ تسلیمہ نسرین کی انتہائی توہین آمیز اور اشتعال انگیز تحریروں کے بعد بنگلہ دیش کے عوام میں اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف شدید نفرت پیدا ہو گئی تھی اور اس کو بھی مذہبی حلقوں کی طرف سے سلمان رشدی کی طرح واجب القتل قرار دیا گیا تھا جس کے بعد بعض مغربی ممالک کے سفارت کاروں کی مداخلت پر وہ نہایت خاموشی کے ساتھ سویڈن چلی گئی تھی۔"

(روزنامہ خبریں لاہور' 15 دسمبر 95ء)

جو لکھا' اس پر افسوس نہیں!

"جلاوطن بنگلہ دیش ادیبہ تسلیمہ نسرین نے کہا ہے کہ میں اپنے اصولوں پر ثابت قدم رہوں گی اور جو میں نے لکھا ہے اس پر مجھے کوئی افسوس نہیں۔ لندن میں بی بی سی کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے تسلیمہ نسرین نے کہا کہ بنگلہ دیش میں عورتوں کے ساتھ ناانصافی اور غیر مساوی برتاؤ کیا جاتا ہے اور اسلامی بنیاد پرست اور مذہبی قوانین ان پر سختیاں کرتے ہیں۔ تسلیمہ نسرین پر ان کی عدم موجودگی میں بنگلہ دیش کی ایک عدالت میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے کہ انہوں نے اسلامی عقائد کی توہین کی ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور' 16 دسمبر 94ء)

تسلیمہ نسرین کے والد کو دماغ کا کینسر

"بنگلہ دیش کی گستاخ دین مصنفہ تسلیمہ نسرین کے والد ڈاکٹر رجب علی نے کہا ہے کہ وہ اس صدمہ سے نڈھال ہیں کہ اب شاید وہ آئندہ کبھی بھی اپنی بیٹی سے ملاقات نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ وہ اپنی بیٹی سے ملنے کے لیے سویڈن جانے کی تیاری میں تھے کہ اچانک ان کے دماغ میں کینسر کے پھوڑے نے ان کی یہ خواہش پوری نہیں ہونے دی۔ غم سے نڈھال ڈاکٹر رجب علی نے کہا کہ کینسر اب ان کی زندگی کا چراغ جلد ہی گل کر دے گا اور وہ زندگی کے آخری ایام میں اپنی بیٹی سے ملاقات نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ وہ پریس میڈیا کے ذریعے اپنی بیٹی کو آخری نصیحت کرتے ہیں کہ وہ آئندہ اسلام کے خلاف گستاخی کی جرات نہ کرے اور گزشتہ گستاخی کے لیے عوام سے معافی مانگے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور' 15 فروری 95ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدیر "سرراہے" کا تبصرہ

دیکھیے تسلیمہ نسرین کو توبہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے یا نہیں لیکن مغربی ممالک اسلام دشمنی میں اسے جتنا آگے لے گئے ہیں' اس کے بعد اس امر کی امید بہت کم ہے کہ وہ اپنے باپ کی نصیحت پر کان دھرے گی۔ تسلیمہ نسرین کو یورپ والوں نے "بت" بنا رکھا ہے اور اس کے دماغ میں ایسی باتیں بھر دی ہیں کہ وہ آسانی سے ان کی آلہ کار بنی ہوئی ہے۔۔

صیاد ہنر دکھلائے اگر تعلیم سے سب کچھ ممکن ہے
بلبل کے لیے کیا مشکل ہے الو بھی بنے اور خوش بھی رہے

(کالم "سرراہے" نوائے وقت لاہور' 22 فروری 95ء)

تسلیمہ نسرین اسلام دشمنوں کی ایجنٹ

"بائیس ممالک کی نام نہاد "انسان دوست" تنظیموں نے بنیاد پرستی کے خلاف بین الاقوامی گروپ قائم کرنے کا اعلان کیا ہے جو حکومتوں پر اثرانداز ہونے اور رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کرے گا۔ یہ نیا ادارہ غیر حکومتی پریشر گروپ ہو گا اور یہ دنیا بھر کی بنیاد پرست قوتوں کی سرگرمیاں مانیٹر کر کے ان کے خلاف مہم شروع کرے گا۔ تنظیم کے ایک اعلانیہ کے مطابق بنگلہ دیش کی دریدہ دہن مصنفہ تسلیمہ نسرین اس اتحاد کی بانی رکن ہوں گی۔ تسلیمہ نسرین کے خلاف بنگلہ دیش میں متعدد مقدمات قائم ہیں جن سے بچنے کے لیے اس نے رضاکارانہ جلاوطنی اختیار کر رکھی ہے۔ گزشتہ دنوں اس نے ایک بھارتی اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے تسلیم کیا تھا کہ اسلام کے خلاف ناول لکھنے پر اسے بھارتی خفیہ تنظیم "را" نے اکسایا تھا اور اسی کے ایماء پر اس نے مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے والی نظمیں لکھیں تھیں لیکن جب کام نکل گیا تو بھارت نے اس سے آنکھیں پھیرلیں اور اب بھارتی حکومت اسے ویزہ تک دینے پر تیار نہیں ہے۔

تسلیمہ نسرین جس کو پہلے بھارتی حکومت استعمال کرتی رہی ہے' اب اسے بنیاد پرستی کے خلاف نام نہاد "انسان دوست" تنظیمیں استعمال کرنا چاہتی ہیں۔ ان سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنظیموں کو صرف مسلمانوں کی بنیاد پرستی نظر آتی ہے' انہیں بھارتی ہندوؤں کی بنیاد پرستی نظر نہیں آتی جو اپنے ملک میں مسلمانوں کا وجود تک برداشت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

ان ہندوؤں نے مسلمانوں کی بابری مسجد شہید کر دی اور وہ علانیہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اگر بھارت میں رہنا ہے تو وہ صرف ہندو بن کر رہ سکتے ہیں۔ ان سب خرافات کے باوجود کسی انسان دوست تنظیم کو یہ توفیق نصیب نہیں ہوئی کہ وہ بھارتی مسلمانوں کے خلاف اس ظلم و ستم کا نوٹس لیتی۔ اب یہ انسان دوست ممالک تسلیمہ نسرین کو سامنے کر کے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کریں گے کہ یہ لوگ بنیاد پرست ہیں اور غیر مسلموں کو برداشت نہیں کرتے۔ ہم تمام مسلمان ممالک سے درخواست کریں گے کہ انہیں متحد ہو کر اسلام کے خلاف اس پروپیگنڈے کا جواب دینا چاہیے اور دنیا کو بتانا چاہیے کہ یہ نام نہاد انسان دوست تنظیمیں تسلیمہ نسرین کی آڑ میں اسلام کے خلاف بے سروپا پراپیگنڈہ کر رہی ہیں۔

(اداریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور 11 جنوری 1996ء)

WWW.KITABOSUNNA.COM

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بونینزا (Bonanza)

"کیا پاکستان میں رشدیوں کی حکومت ہے؟" کے نام سے ۸ اور ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو روزنامہ "ڈان" کراچی اور روزنامہ "جنگ" کراچی میں بونینزا گارمنٹس کی طرف سے پیراگون ایڈورٹائزنگ لیمیٹڈ کا تیار کردہ انتہائی غلیظ اور دل آزار اشتہار شائع ہوا، جس میں نعوذ باللہ، حضور خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام "محمد" کی توہین کا پہلو نکلتا تھا۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے اس مسئلے پر قلم اٹھایا اور ایک مستند مضمون تحریر فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑی متاع ایمان ہے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن محبوب خدا، شافع روز جزا، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ادنیٰ بے ادبی و گستاخی، اس کے لیے ناقابل برداشت ہے اور اس گئے گزرے دور میں بھی مسلمان، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر کٹ مرنے کے لیے تیار ہے اور ایسے موذیوں کے مقابلہ میں غازی علم الدین شہید اور غازی حاجی مانک مرحوم کا کردار ادا کر سکتا ہے۔

یہود و نصاریٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں گستاخی کے شوشے وقتاً فوقتاً چھوڑتے رہتے ہیں اور اہل اسلام کی طرف سے ان پر احتجاج کی خبریں اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ گزشتہ دو سالوں سے شیطان رشدی کی شیطانی کتاب پر فرزندان اسلام نے جس غم و غصہ کا اظہار کیا اور انگلینڈ سے پاکستان تک اس پر جس قدر احتجاج کیا گیا، اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ اسلام دشمن عناصر مسلمانوں کے اس احتجاج سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اس لیے ان کی طرف سے گستاخی و دریدہ دہنی کا مسلسل مظاہرہ ہوتا رہتا ہے اور وہ کسی نہ کسی شیطان رشدی کو اپنا آلہ کار بنا لیتے ہیں۔ اسی قسم کی بے ہودگی کا ایک مظاہرہ گزشتہ دنوں پاکستانی اخبارات میں کیا گیا۔ کراچی میں کوئی "بونینزا گارمنٹ" نامی کمپنی ہے، جس کی جانب سے ۸ مارچ ۱۹۹۰ء کو کراچی کے معروف انگریزی اخبار "ڈان" میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو اخبار "جنگ" کراچی میں "بونینزا ٹراؤ زرز" کا ایک اشتہار شائع کیا گیا جس میں پتلون کی شکل دکھائی گئی ہے اور اس کی عین پیشاب کی جگہ پر (نعوذ باللہ، استغفراللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام (محمد) کا کارٹون بنایا گیا ہے۔

یہ کارٹون اس قدر غلیظ اور اشتعال انگیز ہے کہ اسے دیکھ کر سر چکرا جاتا ہے اور کوئی مسلمان اپنے غم و غصہ کو ضبط نہیں کر سکتا۔ اس گستاخی و جسارت پر جب مسلمانوں کی طرف سے غم و غصہ کا اظہار کیا گیا تو اشتہارات کی جس کمپنی کی معرفت یہ اشتہار شائع ہوا تھا، اس اشتہاراتی کمپنی نے ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء کے "جنگ" کراچی میں درج ذیل معذرتی اشتہار شائع کرایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"معذرت"

"ہمارے کلائنٹ میسرز بونیزا گارمنٹ کے لیے ایک اشتہار' جو ہم نے روزنامہ "جنگ" اور روزنامہ "ڈان" میں مورخہ ۸ مارچ اور مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء کو شائع کرایا تھا' اس میں غیر دانستہ طور پر ہونے والی ایک غلطی کی جانب ہماری توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ ہم نہایت عجز و انکسار کے ساتھ اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ الحمدللہ ہم مسلمان ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ کے غلام ہیں' لہٰذا اشتہار مذکورہ سے کسی دینی بھائی کے جذبات مجروح ہوتے ہیں' اس پر صدق دل کے ساتھ ہم اور ہمارے کلائنٹ بونیزا گارمنٹ معذرت چاہتے ہیں اور اس اشتہار کو فوری طور پر واپس لیتے ہیں۔

پیراگون ایڈورٹائزنگ (پرائیویٹ) لمیٹڈ

پینوراما سنٹر' راجہ غضنفر علی روڈ' صدر' کراچی"

اس معذرت کے سلسلہ میں چند امور قابل غور ہیں:

اول: اس اشتہار کی اشاعت میں چار ادارے ملوث ہیں:

(۱) بونیزا گارمنٹ فیکٹری' جس کی جانب سے اشتہار دیا گیا۔

(۲) پیراگون ایڈورٹائزنگ کمپنی' جس کی وساطت سے اشتہار دیا گیا۔

(۳) اخبار "ڈان" کے مالکان اور ذمہ داران۔

(۴) اخبار "جنگ" کے مالکان اور ذمہ دار عملہ۔

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ معذرت نامہ ان چار اداروں میں سے صرف ایک ادارہ "اشتہارات کی کمپنی" کی طرف سے شائع کیا گیا ہے' جبکہ وہ گارمنٹ فیکٹری' جس کی جانب سے اشتہار شائع ہوا' اس کے مالکان کی طرف سے کسی رسمی معذرت کی ضرورت بھی محسوس نہیں کی گئی۔ اسی طرح اخبار "ڈان" اور اخبار "جنگ" جنہوں نے چند ٹکوں کے لالچ میں اس گندگی کو اچھال کر غضب الٰہی کو دعوت دی اور اپنا نام "موذیان رسول ﷺ" کی فہرست میں درج کرایا' انہوں نے کسی رسمی معذرت کا تکلف بھی ضروری نہیں سمجھا۔

دوم: پیراگون کی معذرت میں کہا گیا ہے کہ یہ غلطی نادانستہ طور پر ہوئی۔ یہ قطعاً دروغ گوئی اور "عذر گناہ بدتر از گناہ" کی بھونڈی مثال ہے۔ ذرا تصور فرمایئے کہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشتہار کتنے مرحلوں سے گزرتا ہوا قارئین تک پہنچا۔

(۱) سب سے پہلے "بونیزا" کی طرف سے اشتہارات کی کمپنی کو اس اشتہار کا بنیادی تصور و تخیل دیا گیا ہوگا۔

(۲) پھر اس خاکہ کے مطابق اشتہارات کی کمپنی کے بدبخت اور خبیث باطن آرٹسٹ اور ڈیزائنر کے قلم نے اس تخیل کو کاغذ پر منتقل کر کے اس کا خاکہ اور نقشہ بنایا ہوگا۔

(۳) پھر اشتہارات کی کمپنی کے ذمہ داروں نے اس خاکہ کو دیکھ کر منظور کیا ہوگا۔

(۴) پھر اشتہار کا یہ نقشہ (ڈیزائن) اس کمپنی کے ذمہ داروں کو دکھایا گیا ہوگا' جس کی طرف سے یہ اشتہار شائع ہونے والا ہے اور انہوں نے اس کی منظوری دی ہوگی۔

(۵) پھر اس ڈیزائن کی فلم اخبارات کو بھیجی گئی ہوگی اور اخباروں کے شعبہ اشتہارات نے اس اشتہار کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے یہ دیکھا ہوگا کہ اس میں کوئی ایسی قابل اعتراض بات تو نہیں جو لائق اشاعت نہ ہو؟ اور غور و فکر کے بعد اس کی منظوری دی ہوگی۔

(۶) پھر یہ اشتہار ۸ مارچ کو انگریزی اخبار میں چھپا۔ ظاہر ہے کہ چھپنے کے بعد "بونیزا" اور "پیراگون" میں اس کو بغور دیکھا گیا ہوگا۔ اس کے دو دن کے بعد اسی اشتہار کو دوبارہ شائع کرایا جاتا ہے۔

ان تمام مراحل سے گزرنے کے باوجود اسے "نادانستہ غلطی" کہہ کر اس بدترین جرم پر (جس کی سزا پھانسی ہے) پردہ ڈالنے کی کوشش کرنا' کیا مسلمانوں کا منہ چڑانے کے مترادف نہیں؟

اچھا ایک لمحہ کے لیے فرض کر لیجئے کہ یہ غلطی نادانستہ طور پر ہوئی۔ اس کے باوجود سوال یہ ہے کہ اس غلطی کا وقفے وقفے کے بعد اعادہ کیوں کیا گیا؟ اور پھر اشتہار کے چھپنے کے آٹھ دن بعد تک معذرت شائع کرنے میں تاخیر کیوں کی گئی؟ اگر یہ غلطی نادانستہ تھی تو نہ صرف یہ کہ اس اشتہار کے دوبارہ شائع ہونے کی نوبت نہ آتی' بلکہ ۸ مارچ کو شائع ہونے----- والے اشتہار پر بلا تاخیر ۹ مارچ کو معذرت شائع ہو جاتی۔ علاوہ ازیں یہ سوال پھر باقی رہتا ہے کہ جس خبیث نے یہ کارٹون بنایا' پیراگون نے اس کے خلاف کیا کارروائی کی؟

ان حقائق کو سامنے رکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ یہ غلطی نادانستہ نہیں ہوئی'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ آرٹسٹ نے دیدہ و دانستہ اپنے خبث و بد باطنی کا مظاہرہ کیا ہے اور فدایان رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت کو جان بوجھ کر چیلنج کیا گیا ہے۔ لہٰذا "پیراگون" کمپنی کی یہ معذرت لغو و لایعنی ہے' اگر ان کے دل میں ذرۂ ایمان موجود تھا تو انہیں صاف صاف اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے توبہ نامہ شائع کرنا چاہیے تھا اور اس کا عنوان معذرت کی بجائے "توبہ نامہ" ہونا چاہیے تھا اور اگر یونیٹرا کمپنی' اخبار "ڈان" اور اخبار "جنگ" کے مالکان کے دل میں ایمانی غیرت کی کوئی رمق ہوتی تو انہیں اس اشتہار کی اشاعت کے تمام ذمہ داروں کے خلاف فوری کارروائی کرنی چاہیے تھی۔ اس لیے کہ یہ جرم ایسا سنگین ہے کہ اس میں چشم پوشی کی کوئی گنجائش نہیں۔

اور پھر یہ کہہ کر فارغ ہو جانا کہ یہ غلطی نادانستہ ہوئی' قانون کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ فرض کیجئے کہ غلطی نادانستہ ہی ہوئی' تب بھی سوال یہ ہے کہ اس کے لیے کسی توبہ نامہ کی' کسی کفارے کی اور کسی سزا کی ضرورت نہیں؟

قرآن کریم نے قتل خطا (نادانستہ قتل) کا ذکر کرتے ہوئے اس کی دو سزائیں ذکر کی ہیں: ایک یہ کہ مقتول کے وارثوں کو خون بہا ادا کیا جائے۔ دوم یہ کہ مومن غلام کو خرید کر آزاد کیا جائے اور اگر مومن غلام کا حصول میسر نہ ہو تو دو مہینے کے متواتر' لگاتار' پے درپے روزے رکھے جائیں۔ یہ قتل خطا کا کفارہ ہے' جس کو ذکر کرنے کے بعد حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں: "توبة من الله" (النساء:۹۲)

یعنی اس کفارہ کا ادا کرنا' اس جرم سے توبہ کا وہ طریقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔

اس ارشاد ربانی سے واضح ہو جاتا ہے کہ نادانستہ قتل بھی ایک جرم ہے جس سے توبہ لازم ہے اور توبہ کا طریقہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ مقرر کیا گیا ہے کہ اگر مومن بردہ میسر نہ ہو' جس کو آزاد کیا جا سکے تو پھر ۶۰ دن کے روزے لگاتار' بلاناغہ رکھے جائیں۔

اب غور کیجئے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت ایک عام مسلمان کی جان کے برابر بھی نہیں؟ جب قرآن کریم نادانستہ قتل کو جرم قرار دیتا ہے' اس جرم سے توبہ کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اس توبہ کا طریقہ تجویز کرتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی بے حرمتی اگر نادانستہ بھی فرض کر لی جائے' تب بھی کیا یہ سنگین جرم نہ ہوگا۔ کیا اس سے توبہ کا اعلان ضروری نہ ہوگا اور کیا اس کے لیے کسی کفارہ اور کسی سزا کی ضرورت نہ ہوگی؟ کیا "پیراگون" والوں کا صرف یہ کہہ دینا کافی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا کہ یہ غلطی دانستہ نہیں ہوئی' بلکہ غیر دانستہ طور پر ہوئی؟ کیا تعزیرات پاکستان کی رو سے قاتل کا صرف یہ کہہ دینا کہ میں نے دانستہ قتل نہیں کیا' اس کی رہائی کے لیے کافی ہے اور اس کے بعد اس پر کوئی تعزیر لازم نہیں ہوگی۔

اور اگر یہی غلطی ملک کے صدر محترم یا وزیر اعظم صاحبہ کے بارے میں نادانستہ طور پر سرزد ہو جاتی تو کیا ہوتا؟ کمپنیوں کے لائسنس ضبط کر لیے جاتے' اخباروں کے ڈیکلیریشن منسوخ کر دیے جاتے' ایڈیٹر کو معطل اور پرنٹر کے خلاف------ فوری طور پر تادیبی کارروائی ہوتی۔ الغرض تمام ذمہ داروں کے خلاف کارروائی ہوتی اور حکومت کی پوری مشینری حرکت میں آ جاتی لیکن صد حیف! کہ یہ سنگین جرم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں سرزد ہوتا ہے لیکن کسی کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی' گویا کچھ ہوا ہی نہیں'

ع تفو! بر تو اے چرخ گرداں تفو!

سوم: "پیراگون" کے اشتہار میں کہا گیا ہے:

"ہم نہایت عجز و انکسار کے ساتھ اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ کے غلام ہیں"۔

اول تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی و روحی و جسدی) کی ذات عالی سے ایسی ناپاک جسارت کرنے کے بعد "پیراگون" والوں کو اپنی مسلمانی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر فخر کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی۔

علاوہ ازیں' گفتگو اس میں نہیں کہ اس ملعون اشتہار کو شائع کرنے والے مسلمان تھے یا یہودی؟ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے یا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح موذی رسول ﷺ؟ گفتگو اس میں ہے کہ آیا ایسی ملعون گستاخی و بے ادبی کے بعد بھی وہ مسلمان کے مسلمان ہی رہے' یا اس گستاخی کی وجہ سے مرتد اور خارج از اسلام ہو گئے؟ قرآن کریم کا فتویٰ یہ ہے کہ ایسے لوگ اگر پہلے مسلمان بھی تھے تو ایسی گستاخی کے بعد وہ کافر و مرتد ہو گئے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

قل ابا للہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزءونO لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ (التوبہ:۶۵-۶۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آپ ﷺ ان سے کہہ دیجئے گا کہ کیا اللہ کے ساتھ اور اس کی آیتوں کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ تم ہنسی کرتے تھے؟ تم اب (یہ بے ہودہ) عذر مت کرو تم تو اپنے کو مومن کہہ کر کفر کرنے لگے"۔

قرآن کریم یہ بھی بتاتا ہے کہ ایسے موذیان رسول ﷺ دنیا و آخرت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ملعون ہیں اور دونوں جہانوں میں ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے:

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرہ واعد لھم عذابا مھینا○ (الاحزاب:۵۷)

"بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

قرآن کریم نے یہ بھی بتایا کہ ایسے ملعون واجب القتل ہیں۔ ایسے موذی جہاں ملیں' ان کو قتل کر دیا جائے:

ملعونین این ما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا○ سنہ اللہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنہ اللہ تبدیلا○ (الاحزاب:۶۱-۶۲)

"وہ بھی (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جاوے گی' اللہ تعالیٰ نے ان (مفسد) لوگوں میں بھی اپنا یہ ہی دستور رکھا ہے جو پہلے ہو گزرے ہیں' اور آپ خدا کے دستور میں سے کسی شخص کی طرف سے ردوبدل نہ پاویں گے"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کے دور میں ایسے موذیان رسولؐ کو واجب القتل اور مباح الدم قرار دیا گیا۔ ابن خطل کا واقعہ مشہور ہے کہ اس خبیث کو توہین رسالتؐ کے جرم میں عین اس وقت قتل کیا گیا جب کہ وہ غلاف کعبہ سے لپٹا ہوا تھا۔ عبداللہ بن ابی سرح' جو مرتد ہونے کے بعد تائب ہو کر آئے تھے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اسلام قبول کرنے میں دیر تک توقف فرمایا۔ بالاخر ان کی بیعت قبول فرما لی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے فرمایا "تم میں ایک آدمی بھی ایسا نہ نکلا کہ جب میں نے اس کی توبہ قبول کرنے میں توقف کیا تھا تو اٹھ کر اسے قتل کر دیتا"۔ ابو رافع یہودی کو اسی جرم میں جہنم رسید کیا گیا' جس کے قتل کا واقعہ صحیح بخاری میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے۔ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں' جن سے ثابت ہوتا ہے کہ موذی رسول ﷺ کی ایک ہی سزا ہے اور وہ ہے قتل۔

جن حضرات کو ان واقعات کی تفصیل دیکھنے کا شوق ہو' وہ حافظ ابن تیمیہ" کی کتاب "الصارم المسلول" اور علامہ ابن السبکی" کی کتاب "السیف المسلول" کا مطالعہ فرمائیں۔

قرآن و سنت کے ان حوالوں کی روشنی میں تمام فقہائے امت اس پر متفق ہیں کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت و بے ادبی کا ارتکاب کریں' اگر وہ پہلے مسلمان تھے تو اس جرم کے بعد وہ مرتد اور واجب القتل ہیں۔ چنانچہ امام ابویوسف رحمہ اللہ "کتاب الخراج" میں لکھتے ہیں:

وایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ وبانت منہ زوجہ' فان تاب والا قتل' ("کتاب الخراج" ص۱۹۷-۱۹۸)

"جس مسلمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی' یا آپ کی کسی بات کو جھٹلایا' یا آپ میں کوئی عیب نکالا یا آپ کی تنقیص کی' وہ کافر و مرتد ہو گیا اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا' پھر اگر وہ اپنے اس کفر سے توبہ کر (کے اسلام و نکاح کی تجدید کر) لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے"۔

علامہ شامی" "تنبیہ الولاۃ والحکام" میں' علامہ تقی الدین سبکی کی کتاب "السیف المسلول علی من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم" سے نقل کرتے ہیں:

قال الامام خاتمہ المجتھدین تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی السبکی رحمہ اللہ تعالی فی کتابہ السیف المسلول علی من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قال القاضی عیاض اجمعت الامہ علی قتل منتقصہ من المسلمین وسابہ قال ابوبکر ابن المنذر اجمع عوام اھل العلم علی ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ القتل وممن قال ذلک مالک بن انس واللیث واحد واسحق وھو مذھب الشافعی قال عیاض وبمثلہ قال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوحنیفه واصحابه والثوری واهل الکوفه والاوزاعی فی المسلم وقال محمد بن سحنون اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی الله تعالی علیه وسلم--- والمنتقص له کافر والوعید جار علیه بعذاب الله تعالی ومن شک فی کفره وعذابه کفر وقال ابوسلیمان الخطابی لا اعلم احدا من المسلمین اختلف فی وجوب قتله اذا کان مسلما۔ ("رسائل ابن عابدین" ج۱، ص۳۱۶)

"امام خاتمۃ المجتہدین تقی الدین ابی الحسن علی بن عبدالکافی السبکیؒ" اپنی کتاب "السیف المسلول علی من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم" میں لکھتے ہیں کہ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع ہے کہ مسلمانوں میں سے جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص کرے اور سب و شتم کرے، وہ واجب القتل ہے۔ ابوبکر ابن المنذر فرماتے ہیں کہ تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرے، اس کا قتل واجب ہے۔ امام مالک بن انسؒ، امام لیثؒ، امام احمد اور امام اسحٰق اسی کے قائل ہیں اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ اس طرح کا قول امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب سے اور امام ثوریؒ سے اور اہل کوفہ سے اور امام اوزاعیؒ سے، شاتم رسول ﷺ کے بارے میں منقول ہے۔ امام محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ علماء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کرنے والے اور آپؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کفر پر اجماع کیا ہے اور ایسے شخص پر عذاب الٰہی کی وعید ہے اور جو شخص ایسے موذی کے کفر و عذاب میں شک و شبہ کرے، وہ بھی کافر ہے۔ امام ابوسلیمان الخطابیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی ایسا مسلمان معلوم نہیں جس نے ایسے شخص کے واجب القتل ہونے میں اختلاف کیا ہو"۔

اور علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

فنفس المومن لا تشتفی من هذا الساب اللعین الطاعن فی سید الاولین والاخرین الا بقتله وصلبه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد تعذيبه وضربه فان ذلك هو اللائق بحاله الزاجر لا مثاله عن سيئی افعاله- ("رسائل ابن عابدين" ص ۳۴۷‘ ج ۱)

"جو ملعون اور موذی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی میں گستاخی کرے اور سب و شتم کرے‘ اس کے بارے میں مسلمانوں کے دل ٹھنڈے نہیں ہوتے جب تک کہ اس خبیث کو سخت سزا کے بعد قتل نہ کیا جائے یا سولی پر نہ لٹکایا جائے‘ کیونکہ وہ اسی سزا کا مستحق ہے اور یہ سزا دوسروں کے لیے موجب عبرت ہے"۔

میں نے یہ چند حوالے بطور نمونہ نقل کیے ہیں ورنہ مذاہب ائمہ کی کتابوں میں اس قسم کی بے شمار تصریحات موجود ہیں اور علمائے امت نے اس مسئلہ پر مستقل کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت و بے ادبی کرنے والوں کے بارے میں تمام فقہائے امت کا فتویٰ یہ ہے کہ ایسے لوگ اگر پہلے مسلمان تھے تو اس گستاخی کے بعد وہ کافر و مرتد ہو گئے‘ ان کا نکاح ٹوٹ گیا‘ ان پر لازم ہے کہ اپنے اس کفر و ارتداد سے توبہ کریں‘ از سرِ نو اسلام لائیں‘ اپنے نکاح کی تجدید کریں اور اگر ان پر حج فرض ہے تو دوبارہ حج بھی کریں‘ خواہ وہ پہلے حج فرض ادا کر چکے ہوں کیونکہ اس ارتداد کی وجہ سے ان کی سابقہ تمام نیکیاں اکارت ہو گئیں۔

اس پر تمام ائمہ فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر ایسے موذی اپنے کفر سے توبہ نہیں کرتے اور اپنے ایمان و نکاح کی تجدید نہیں کرتے تو یہ مرتد اور واجب القتل ہیں لیکن اس مسئلہ میں اختلاف ہوا ہے کہ توبہ کے بعد ان سے سزائے قتل ساقط ہو جائے گی یا نہیں؟ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا فتویٰ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ایسا جرم ہے کہ توبہ کے بعد بھی سزائے قتل ساقط نہیں ہوتی۔ بہت سے فقہائے حنفیہ و شافعیہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا راجح قول یہ ہے کہ توبہ کرنے اور دوبارہ اسلام لانے کے بعد انؒ سے سزائے قتل ساقط ہو جائے گی۔ اس مسئلہ کی تفصیل حافظ ابن تیمیہؒ کی کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول" میں‘ علامہ تقی الدین السبکیؒ کی کتاب "السیف المسلول علی من سب الرسول" میں‘ قاضی عیاضؒ کی "الشفا" میں اور علامہ شامیؒ کے رسالہ "تنبیہ الولاۃ والحکام علی شاتم خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم" میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ فرمائی جائے۔ بہرحال اس پر اتفاق ہے کہ توبہ کے بعد بھی ایسے لوگوں پر مناسب تعزیر جاری کرنا لازم ہے۔

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی مجریہ ایکٹ ۱۹۸۴ء میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے سزائے موت تجویز کی گئی ہے' جس کا اقتباس درج ہے:

☆☆295-C. Use of derogatory remarks, etc., in respect of the Holy Prophet: Whoever by words, either spoken or written, or by visible representation, or by any imputation, innuendo, or insinuation, directly or indirectly, defiles the sacred name of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) shall be punished with death, or imprisonment for life, and shall also be liable to fine.

"۲۹۵ (سی) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں اہانت آمیز کلمات کا استعمال

جو شخص الفاظ کے ذریعے' خواہ زبان سے ادا کیے جائیں یا تحریر میں لائے گئے ہوں' یا دکھلائی دینے والی تمثیل کے ذریعہ یا بلاواسطہ یا بالواسطہ تہمت یا طعن یا چوٹ کے ذریعہ نبی کریم (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی بے حرمتی کرتا ہے' اس کو موت یا عمرقید کی سزا دی جائے گی اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا"۔

(اس دفعہ (۲۹۵-سی) میں وفاقی شرعی عدالت پاکستان نے ایک رٹ پیٹیشن منظور کرتے ہوئے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متبادل سزا' "سزائے عمرقید" کو غیر اسلامی اور قرآن و سنت کے خلاف قرار دیا اور حکومت پاکستان کے نام ایک حکم نامہ جاری کیا کہ عمرقید کی سزا کو دفعہ ۲۹۵-سی سے حذف کیا جائے' جس کے لیے ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء کی مہلت حکومت کو دی گئی۔ اس مدت کے اختتام پر عمرقید کی سزا' عدالت کے حکم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی رو سے خود بخود حذف ہو کر غیر موثر ہو گئی' لہٰذا اب اس دفعہ ۲۹۵-سی کی سزا صرف اور صرف موت ہے)

ہمارے ہاں پولیس کے ادارے کو "قانون نافذ کرنے والے ادارے" کے طور پر تعبیر کیا جاتا ہے لیکن زیر بحث کیس میں پولیس کے اعلیٰ حکام نے اور صدر مملکت سے لے کر صوبائی وزراء تک نے جو کردار ادا کیا' اس کا اظہار بھی ضروری ہے۔ کراچی کے ایک نوجوان وکیل جناب سید اقبال حیدر صاحب نے ڈی آئی جی پولیس کو درخواست دی کہ اس اشتہار کے ذمہ دار افراد کے خلاف مقدمہ رجسٹر کیا جائے' لیکن ڈی آئی جی نے اس سے انکار کر دیا اور ہزار کوشش کے باوجود اس نے مقدمہ رجسٹرڈ کرنے کی اجازت نہیں دی۔

اس کے بعد جناب اقبال حیدر صاحب نے صدر محترم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام درج ذیل درخواست رجسٹرڈ ڈاک سے بھیجی:

"محترم جناب! روزنامہ "جنگ" کراچی میں مورخہ ۱۰ مارچ کو "بونیزا گارمنٹ" کا اشتہار شائع ہوا' جس میں جان بوجھ کر "بونیزا گارمنٹ" کے مالک' "پیراگون پبلسٹی" کے مالک اور ادارہ "جنگ" کے عملہ نے یہودی لابی کی سازش کے تحت توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے۔ اشتہار کی کاپی منسلک ہے۔

جناب عالی! اگر ان لوگوں کو قرار واقعی سزا نہ دی گئی تو آئندہ آپ ان حرکات سے کسی کو نہ روک سکیں گے اور یہ واقعہ ایسے تمام مجرموں کے لیے حوصلہ افزائی کا موجب ہو گا۔ ویسے ہم مسلمان بھی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں گے"۔

اس درخواست کی کاپی مع اشتہار کے درج ذیل افراد کو بھیجی گئی:

وزیر اعظم پاکستان' ہوم سیکرٹری سندھ' وفاقی وزیر داخلہ' اپوزیشن لیڈر سندھ اسمبلی' وفاقی وزیر قانون' صوبائی وزیر داخلہ' متحدہ اپوزیشن لیڈر' آئی جی سندھ' وزیر اعلیٰ سندھ' ڈی آئی جی کراچی' وزیر اعلیٰ پنجاب' کمشنر کراچی' وزیر اعلیٰ سرحد' میئر کراچی' وزیر اعلیٰ بلوچستان' تمام پبلسٹی ادارے۔

یہاں یہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ پریس کے قوانین کے تحت ملک میں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبار' رسالہ یا کتاب چھاپی جائے' اس کی کاپیاں صوبائی و مرکزی محکمہ اطلاعات کے علاوہ دیگر کئی اداروں کو بھیجنا لازم ہے اور حکومت میں متعدد شعبے اس پر بھی مامور ہیں کہ ملک میں چھپنے والی ہر چیز کو بغور پڑھا جائے اور ہر اہم اور ضروری چیز صدر مملکت' وزیر اعظم' صوبائی گورنر' صوبائی وزرائے اعلیٰ اور محکمہ اطلاعات کے مرکزی و صوبائی وزراء کے علم میں لائی جائے۔

اس لیے مندرجہ بالا درخواست' جو "صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے نام بھیجی گئی اور جس کی کاپیاں وزیر اعظم' وزیر اعلیٰ اور دیگر ارباب اقتدار کو بھیجی گئیں' یہ کوئی ایسی اطلاع نہیں تھی جس سے ہمارے بیدار مغز ارباب حکومت بے خبر ہوں' اس کے باوجود ارباب اقتدار میں سے کسی نے اس درخواست کو لائق التفات نہیں سمجھا' گویا ہمارے "ارکان دولت" کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کی بے حرمتی ایسی چیز نہیں جس پر کسی قانونی کارروائی کی ضرورت محسوس کی جائے۔ جس ملک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح توہین کی جا رہی ہو' اور اس کے ارباب حکومت مہر بلب ہوں' اور جہاں سلمان رشدیوں کا راج ہو' اہل نظر ہی بتا سکتے ہیں کہ ایسا ملک دار الاسلام ہے یا دار الکفر؟ کیا اس کے بعد ہمارے لیے قہر الٰہی سے بچنے کی توقع کی جا سکتی ہے؟

ہر طرف سے مایوس ہو کر جناب اقبال حیدر صاحب نے عدالت عالیہ سندھ میں ڈی آئی جی کے خلاف رٹ پٹیشن دائر کی ہے اور عدالت سے درخواست کی ہے کہ ڈی آئی جی کو حکم دیا جائے کہ توہین رسالت میں ملوث افراد کے خلاف مقدمہ درج کر کے قانونی کارروائی کریں۔ تادم تحریر یہ درخواست عدالت عالیہ کے فیصلے کی منتظر ہے۔ دیکھئے اسے لائق سماعت سمجھا جاتا ہے یا نہیں۔

یہ تمام صورت حال بادل نخواستہ زبان قلم پر آئی۔ میں ان دس کروڑ فرزندان اسلام سے' جو قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں' صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ امت بانجھ ہو گئی ہے؟ اور اب اس میں کوئی غازی علم الدین شہید پیدا نہیں ہوتا جو اس قسم کے موذیان رسول ﷺ کی نجاست سے خدا کی زمین کو پاک کر دے۔

آخر میں' میں ان تمام افراد اور اداروں کے ارکان سے' جو اس سنگین گستاخی میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملوث ہوئے ہیں' ان کی خیرخواہی کے لیے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تاویلات کے ذریعے اس بے ہودہ جرم پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اخلاقی جرات سے کام لے کر بذریعہ اخبار اپنے جرم کا اعتراف و اقرار کریں اور سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں توبہ کریں' اپنے اسلام کی تجدید کریں' اپنے نکاح دوبارہ پڑھائیں اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگیں' ورنہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطش شدید کی چکی میں ایسے پسیں گے کہ دیکھنے والوں کو رحم آئے گا۔ خدا کے قہر سے ڈریں اور اپنی دنیا و عاقبت برباد نہ کریں۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

قال الامام السبکی رحمه الله تعالی اعلم انا وان اخترنا ان من اسلم وحسن اسلامه تقبل توبه ویسقط قتله وهو ناج فی الاخره ولكنا تخاف علی من یصدر ذلک منه خاتمه السوء نسال الله تعالی العافیه فان التعرض لجناب النبی صلی الله تعالی علیه وسلم عظیم وغیره الله له شدیده وحمایته بالغه فیخاف علی من وقع فیه بسب او عیب لو تنقص او امر ما ان یخذ له الله تعالی ولا یرجع له ایمان ولا یوفقه لهدایته ولهذا تری الكفره فی القلاح والحصون متی تعرضوا لذلک ملكوا وكثیر ممن راینا وسمعنا به تعرض لشئی من ذلک وان نجامن القتل فی الدنیا بلغنا عنهم خاتمه ردیه نسال الله تعالی السلامه ولیس ذلک ببدع لغیره الله لنبیه صلی الله علیه وسلم وما من احد وقع فی شئی من ذلک فی هذه الازمنه مما شاهدناه او سمعناه الا لم یزل منكوسا فی اموره كلها فی حیاته ومماته فالحذر كل الحذر والتحفظ كل التحفظ وجمع اللسان والقلب عن الكلام فی الانبیاء الا بالتعظیم والاجلال والتوقیر والصلاه والتسلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وذلک بعض ما اوجب اللہ تعالی لھم من التعظیم۔
("رسائل ابن عابدین" ص ۳۵۱' ج ۲)

(ترجمہ) "امام سبکیؒ" فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہم نے اسی کو ترجیح دی ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کے بعد تائب ہو جائے' دوبارہ اسلام قبول کر لے اور حسن اسلام کا مظاہرہ کرے' اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اس سے قتل کی سزا ساقط ہو جائے گی اور وہ آخرت میں ناجی ہو گا' لیکن جس شخص سے ایسی چیز صادر ہو' ہمیں اس کے حق میں سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے۔ "اللہ تعالی پناہ میں رکھے" کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی کی بے ادبی نہایت سنگین جرم ہے اور اس معاملے میں حق تعالی شانہ کی غیرت نہایت شدید ہے' اس لیے جو شخص کسی ایسی چیز کا مرتکب ہو' اس کے بارے میں شدید اندیشہ ہے کہ اللہ تعالی اسے توفیق سے محروم کر دیں' اس کا ایمان واپس نہ لوٹائیں اور اسے ہدایت کی توفیق نہ دیں"۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

تذییل

یہ ناکارہ نماز عصر تک "بصائر و عبر" کی مندرجہ سطور مکمل کر کے قبیل مغرب گھر پہنچا۔ مغرب کے بعد ایک دوست نے میرے نام ایک پرچہ بھیجا' جس میں تحریر تھا:

"بندہ آج بعد نماز ظہر کچھ دیر کے لیے سو گیا تھا۔ خواب میں دیکھا کہ تو ایک بڑے مجمع کو وعظ کر رہا ہے۔ بندہ تیری بائیں جانب بالکل قریب بیٹھا ہے۔ تو نے مجھ سے کہا: سیصیب کی آیت کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا: ۲۶ ویں پارے میں ہے۔ تو نے کہا: یہ نہیں۔ میں نے پھر عرض کیا کہ ۸ ویں پارے میں ہے اور یہ آیت پڑھ کر سنائی:

سیصیب الذین اجرموا صغار عنداللہ وعذاب شدید بما کانوا یمکرون۔ (الانعام: ۱۲۴)

"عنقریب ان لوگوں کو' جنہوں نے یہ جرم کیا ہے' خدا کے پاس پہنچ کر ذلت پہنچے گی اور سزائے سخت ان کی شرارتوں کے مقابلہ میں"۔ (ترجمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت تھانوی") تو نے کہا: صحیح ہے۔ میں اس خواب سے پریشان ہوں اور جب آیت کا ترجمہ دیکھا تو پریشانی اور بڑھ گئی"۔

اس ناکارہ نے ان صاحب کو جواب میں لکھا:

"میں آج سارا دن اسی آیت کا مضمون لکھتا رہا ہوں' شاید اسی کا پرتو آپ کے قلب پر پڑا' خدا نہ کرے کہ ہم اس آیت کا مصداق بنیں"۔

یہ خواب اور اس آیت کا مضمون بھی اس ناکارہ کی تائید کرتا ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کی بے حرمتی کے جرم میں ملوث ہوئے' وہ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے نہیں بچ سکتے اور ارباب اقتدار میں سے جو لوگ بھی ان مجرموں کی حمایت کریں گے' وہ قہر الٰہی کا نشانہ بن کر رہیں گے' اس لیے ان پر لازم ہے کہ وہ صدق دل سے اس گناہ سے توبہ کا اعلان کریں اور اس کی تلافی کی کوشش کریں"۔

(ماہنامہ "بینات" کراچی' مئی ۱۹۹۰ء)

WWW.KITABOSUNNAT.COM

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاصمہ جہانگیر

۱۷ مئی ۱۹۸۶ء کی شام اسلام آباد ہوٹل میں ایک سیمینار کے دوران ویمن ایکشن فورم کی چیئرمین عاصمہ جہانگیر قادیانی ایڈووکیٹ (موجودہ چیئرپرسن انسانی حقوق کمیشن پاکستان) نے شریعت بل کے خلاف تقریر کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں انتہائی غیر محتاط زبان استعمال کی۔ عاصمہ جہانگیر نے اپنی تقریر میں حضور نبی کریم ﷺ کو "جاہل" کہا۔ (نعوذ باللہ) روزنامہ "مسلم" اسلام آباد کے سٹاف رپورٹر نے ۱۸ مئی ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں عاصمہ جہانگیر کی تقریر اس طرح رپورٹ کی:

"The beautiful thing about Islam was that it was for the Layman."

انگریزی زبان کا لفظ Layman رپورٹر نے عاصمہ جہانگیر کی تقریر کے لفظ "جاہل" کے ترجمہ کے طور پر استعمال کیا۔

عاصمہ جہانگیر نے اپنی تقریر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو نہ صرف "جاہل" کہا بلکہ تعلیم سے "نابلد" "ان پڑھ" اور "نہایت ست" کے الفاظ استعمال کیے۔

عاصمہ جہانگیر کے حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کے دوران ایک وکیل نے احتجاج کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے محتاط رہنا چاہیے، جس پر دونوں کے درمیان تلخی ہو گئی اور جلسے کی فضا کشیدہ ہو گئی۔ بعد کے بیان میں عاصمہ جہانگیر نے کہا کہ اس نے یہ الفاظ "امی" کی تشریح کے طور پر کہے تھے۔

لفظ "امی" کی تشریح و شان نزول کے لیے قرآن مجید کی تفاسیر سے رجوع کیا جا سکتا ہے کہ یہ لفظ حضور نبی کریم ﷺ کی شان اور عزت و احترام کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اس کی تشریح کے لیے کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ مولانا امین احسن اصلاحی نے بڑی خوبصورت بات لکھی ہے، فرماتے ہیں:

"جو لوگ "امی" کا ترجمہ ان پڑھ کر کے اس لفظ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تحقیر کے طور پر استعمال کرتے ہیں، وہ نہ تو اس لفظ کے مادہ و مخرج سے واقف ہیں اور نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی تاریخ اور نہ قرآن میں اس کے مواقع استعمال سے"۔("تدبر القرآن" از مولانا امین احسن اصلاحی)

عاصمہ جہانگیر کی شان رسالت ﷺ میں صریحاً گستاخی کے خلاف ملک بھر میں سب سے پہلے جس مجاہدہ نے بھرپور آواز اٹھائی' وہ آواز آپا نثار فاطمہ مرحوم سابق ایم این اے کی تھی۔ (خدا تعالیٰ ان کی قبر پر شبنم افشانی کرے)۔ انہوں نے اس سلسلہ میں "شان رسالت اور اس کے تقاضے" کے عنوان سے روزنامہ "جنگ" لاہور ۱۸ جون ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں لکھا:

> "اس لفظ کا مخرج بھی "ام" ہے جس کے معنی ماں کے ہیں یعنی وہ شخص جو اپنی مادری فطرت پر دوسری خارجی اثراندازیوں سے محفوظ ہے۔ یہ لفظ آپ کے لیے ایک خصوصی امتیاز کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور مقصود اس کے استعمال سے آپ کے اس اعجاز کا اظہار ہوتا ہے کہ اگرچہ آپ ﷺ امی تھے لیکن آپ نے دنیا کو قرآن عظیم جیسی کتاب دی' جس کی کوئی اور مثال موجود نہیں ہے۔ اس سے واضح ہے کہ کسی دوسرے کے لیے اس کا استعمال کسی طرح جائز نہیں ہے۔
>
> قارئین یہ ہے لفظ "امی" کی تعریف جس پر میں اور میرے ماں باپ قربان۔
>
> ودمن ایکشن فورم کی خاتون عاصمہ جہانگیر نے اپنے الفاظ سے پوری قوم کو شرمندہ کیا ہے اور اس فورم کی طرف سے یہ ہماری پہلی دل آزاری نہیں ہوئی بلکہ تین سال کی لگاتار کوششیں ایک سے ایک بڑھ کر ہے۔ یہ ان چند سوشلسٹ خواتین کی تنظیم ہے کہ جنہوں نے متعدد بار سڑکوں پر اسلام کے خلاف نعرہ بازی کی' مظاہرے کیے' حدود آرڈیننس کی مخالفت کی' قانون شہادت کی مخالفت کی' آدھی نماز' آدھا روزہ' آدھا طواف کا اعلان کیا۔ حجاب پر مبینہ طور پر اشتہار چھاپے اور ایسی تصویریں شائع کیں کہ خاتون کو حجاب میں دکھا کر اس کے ہاتھ میں بیڑی پہنا کر نیچے لکھا کہ مجھے کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے اور میں کیوں قید کی گئی ہوں۔ الغرض' کیا کچھ خواتین کی طرف سے اسلام کی راہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ عاصمہ نے انڈیا کے دورہ کے دوران ایک کانفرنس میں تقریر کی کہ پاکستان میں حدود آرڈیننس کے تحت خواتین کے لیے نہایت وحشیانہ سزائیں مقرر کی جا رہی ہیں جس پر وزیر اعظم ہندوستان نے اپنی جوابی تقریر میں تعجب کا اظہار کیا کہ پاکستان اس پڑھے لکھے معاشرہ میں ایسی ہولناک سزائیں تجویز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہا ہے۔ تعجب ہے؟ ان خواتین نے پاکستان میں ۲ روزہ سیمینار کیا اور مطالبہ کیا کہ پاکستان میں استقاط حمل کی قانونی طور پر اجازت دی جائے۔

ویمن ایکشن فورم نے شریعت بل کی مخالفت کی تحریک بھی چلا رکھی ہے۔ چنانچہ مذکورہ سیمینار بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ اتنے دن گزرنے پر، ابھی تک حکومت کی طرف سے کوئی فیصلہ منظرعام پر نہیں آیا۔ حکومت کی نرمی نے ان خواتین کے حوصلے بڑھا دیے ہیں، اب نہ کوئی ان کو عالم نظر آتا ہے نہ شریعت کی پابندیاں۔

اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ ہمارے ملک کی زمین کوئی افتادہ زمین نہیں ہے کہ جو چاہے ہل چلا کر جو بیج چاہے، بو دے بلکہ صدیوں سے ایک مذہب اور ارفع تہذیب کا گہوارہ رہی ہے۔ یہ بیگانہ پودے ہمارے ملک میں ہماری غفلت سے اگے ہیں، ان کو اکھاڑ پھینکنے والے ہاتھ پیدا ہوں گے تو نشان بھی نہ رہے گا اور اب آثار شہادت دے رہے ہیں کہ نوجوانوں میں ان کے خلاف بیداری پیدا ہو رہی ہے اور لوگوں پر یہ راز آشکارا ہو رہا ہے کہ ان کی پرورش میں سب سے زیادہ حصہ اسلام دشمن طاقتوں کا ہے۔ وہ ان کے لیے کھانا اور پانی مہیا کر رہے ہیں۔ ہمارے وطن کی زمین ان کے لیے ناسازگار ہے اور امید نہیں کہ دوسروں کی کھاد اور پانی سے زیادہ دنوں تک زندہ رہ سکیں گے۔

(۱) آخر میں پھر حکومت سے مطالبہ کروں گی کہ گستاخ رسول کی سزا فوراً قرآن و سنت کے مطابق منظور کی جائے۔ اگر ہم ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت نہ کر سکے تو ایسا نہ ہو کہ خدا تعالیٰ ہماری حفاظت سے ہاتھ اٹھا لے۔ (العیاذ باللہ)" (روزنامہ "جنگ" لاہور، ۱۸ جون ۱۹۸۶ء)

محترمہ آپا نثار فاطمہ نے قومی اسمبلی میں تحریک استحقاق پیش کر کے اس واقعہ کو بیان کیا اور حکومت سے درخواست کی کہ وہ ازخود گستاخ رسول عاصمہ جہانگیر کے خلاف مقدمہ دائر کرے۔

حکومتی رویہ -- منافقت اور اسلام دشمنی کا بدترین مظاہرہ

"قومی اسمبلی کے سپیکر حامد ناصر چٹھہ نے وزیر داخلہ اسلم خٹک کو ہدایت کی ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے متعلق نازیبا ریمارکس دینے والوں کے خلاف مقدمہ درج کروائیں۔ حضور پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کے معاملہ پر تحریک استحقاق کے ذریعے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیگم نثار فاطمہ نے کہا تھا کہ ویمن ایکشن فورم کے زیر اہتمام اسلام آباد کے ایک ہوٹل میں ۱۷ مئی کو منعقد ہونے والی تقریب میں عاصمہ جہانگیر نے رسول کریم ﷺ کی شان میں نامناسب ریمارکس دیے۔ بیگم نثار فاطمہ نے کہا کہ یہ فورم' ملک میں شریعت کے نفاذ کے خلاف جلسے جلوس منعقد کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس فورم کی سرگرمیوں پر پابندی عاید کی جائے۔ انصاف و پارلیمانی امور کے وزیر مملکت میر نواز خاں مروت نے کہا کہ حکومت ایسے عناصر کی اسلام کے خلاف سرگرمیوں کا جائزہ لے گی اور کسی شخص کو حضور نبی کریم ﷺ یا اسلام کے خلاف نازیبا اور گستاخانہ الفاظ استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گی۔ انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر کوئی بھی شخص پولیس اسٹیشن میں رپورٹ درج کروا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایوان اخباری اطلاع کی بنیاد پر اس معاملہ میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ سپیکر حامد ناصر چٹھہ نے اس تحریک کو فنی بنیادوں پر خلاف ضابطہ قرار دیا اور تاہم حکم دیا کہ وزیر داخلہ اس واقعہ کا مقدمہ درج کروائیں"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۵ جون ۱۹۸۶ء)

بعد ازاں رکن قومی اسمبلی لیاقت بلوچ نے ایک تحریک استحقاق پیش کی' جس میں انہوں نے پوچھا کہ محترمہ آپا نثار فاطمہ کی' گستاخ رسول عاصمہ جہانگیر کے خلاف تحریک استحقاق کے ضمن میں سپیکر قومی اسمبلی نے وزیر داخلہ کو اس واقعہ کا مقدمہ درج کروانے کے بارے میں جو حکم صادر فرمایا تھا' اس کا کیا بنا؟

جناب لیاقت بلوچ کی تحریک استحقاق کا جواب دیتے ہوئے قومی اسمبلی کے سپیکر حامد ناصر چٹھہ نے وضاحت کی کہ "انہوں نے وزیر داخلہ کو عاصمہ جہانگیر کے خلاف مقدمہ درج کرانے کی کوئی ہدایت نہیں کی تھی بلکہ ان کے ریمارکس سفارشی نوعیت کے تھے' مزید براں انہوں نے آپا نثار فاطمہ کی تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیا تھا۔ (روزنامہ "جنگ" ۱۵ جون ۱۹۸۶ء)

وفاقی وزیر انصاف اقبال احمد خاں (موجودہ چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل) نے تحریک کی فنی بنیاد پر مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ "اگر اس قسم کے ریمارکس (جو حضور نبی کریم ﷺ کی شان اقدس کے خلاف) دیے گئے ہیں تو مناسب کارروائی کے لیے پولیس سے رجوع کیا جا سکتا ہے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۵ جون ۱۹۸۶ء)

مزید براں سپیکر قومی اسمبلی حامد ناصر چٹھہ نے کہا کہ "رسول پاک ﷺ کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے والے افراد کو سزا دینے کے لیے کوئی مناسب قانون موجود نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' اس مقصد کے لیے قانون میں مناسب ترمیم ہونی چاہیے"۔(روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۸جون ۱۹۸۶ء)

وزیر مملکت برائے عدل و پارلیمانی امور میر نواز خان مروت نے قومی اسمبلی میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ رسول کریم ﷺ کے خلاف نازیبا کلمات کہنے والے کو سزا دینے کے لیے پاکستان پینل کوڈ میں گنجائش موجود ہے۔ اس قانون کی رو سے رسول پاک ﷺ اور صحابہ کرام کی شان میں نازیبا الفاظ کہنے والے کو ایک سال قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ کوئی بھی شخص پولیس کے پاس یہ مقدمہ درج کروا سکتا ہے اور حکام خود بھی ایسا مقدمہ درج کر سکتے ہیں۔(روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۸جون ۱۹۸۶ء)

اس واقعہ کے بعد عاصمہ جہانگیر اپنے خلاف تحریک کے زور پکڑنے کے خدشہ کے پیش نظر ملک سے باہر چلی گئیں۔(روزنامہ "جنگ" لاہور' ۳جولائی ۱۹۸۶ء)

دریں اثنا انہی دنوں عاصمہ جہانگیر نے برملا اعلان کیا کہ "میرے شوہر قادیانی ہیں۔ اس سلسلہ میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتی' وہ ہم سے بہت بہتر ہیں"۔(روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۶جون ۱۹۸۶ء)

محترم محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ لکھتے ہیں:

"اس کے بعد ماہ جولائی ۱۹۸۶ء میں ایک خاتون ایڈووکیٹ عاصمہ جہانگیر نے اسلام آباد میں منعقدہ ایک سیمینار میں تقریر کرتے ہوئے معلم انسانیت' حضور ختمی مرتبت کے بارے میں ناخواندہ (illiterate) اور تعلیم سے نابلد' جیسے نازیبا اور توہین آمیز الفاظ استعمال کیے' جو سامعین اور تمام امت مسلمہ کی دل آزاری کا باعث تھے' جس پر راولپنڈی بار ایسوسی ایشن کے معزز اراکین میں سے عباد الرحمٰن لودھی اور ظہیر احمد قادری ایڈووکیٹ نے سخت احتجاج کیا اور مطالبہ کیا کہ وہ ان توہین آمیز الفاظ کو واپس لے کر اس گستاخی پر معافی مانگے لیکن اس کے انکار پر سیمینار میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ جب یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تو راقم الحروف کی تجویز پر ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس کا ایک غیر معمولی اجلاس لاہور میں منعقد ہوا' جس میں عاصمہ جہانگیر کی اس قابل اعتراض تقریر پر غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ فوری طور پر توہین رسالت کی سزائے حد کو پاکستان میں نافذ کرے اور اس جرم کے مرتکب افراد کو قرار واقعی سزا دے' ورنہ اس کے سنگین نتائج کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر عاید ہوگی۔ راقم الحروف کی درخواست پر لاہور میں وکلاء اور علماء کا ایک مشترکہ اجلاس ماہ جون ۱۹۸۶ء میں منعقد ہوا' جس میں تمام مکاتیب فکر کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سربرآوردہ علماء اور ممتاز قانون دان حضرات نے شرکت کی اور متفقہ طور پر حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی:

"ہم دین اور قانون سے وابستہ لوگ برملا اس کا اعلان کرتے ہیں کہ سرزمین پاکستان کا کوئی مسلمان اس ملک میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں کسی قسم کی اہانت آمیز بات کو کسی نوع برداشت نہیں کر سکتا اور نہ ہی سیکولر ذہن رکھنے والے عناصر کو یہ اجازت دینے کے لیے تیار ہے کہ وہ یہاں اپنی مذموم اور شر انگیز سرگرمیوں کو جاری رکھیں اور فتنہ و فساد پھیلانے کی کوشش کریں۔ ہم واشگاف الفاظ میں ان عناصر کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرنے سے باز آجائیں ورنہ اس کے نہایت سنگین نتائج برآمد ہوں گے"۔

اس قرارداد پر مولانا عبدالستار خان نیازی' علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید' علامہ علی غضنفر کراروی صدر اتحاد بین المسلمین' ڈاکٹر خالد محمود صدر جمعیتہ العلمائے برطانیہ' میاں محمد اجمل قادری امیر انجمن خدام الدین' مولانا مفتی محمد حسین نعیمی ناظم دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور' مولانا عبدالمالک شیخ الحدیث علوم اسلامیہ منصورہ' صاحبزادہ مولانا عبدالرحمٰن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور' مولانا محمد اجمل خان نائب جمعیتہ العلمائے اسلام' مولانا گلزار احمد مظاہری مرحوم صدر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان اور دیگر علمائے کرام نے دستخط کیے۔ ان کے علاوہ ممتاز وکلاء نے بھی اس قرارداد پر اپنے دستخط ثبت کیے' جس کے بعد یہ قرارداد حکومت پاکستان' صوبائی حکومتوں اور اراکین قومی اسمبلی کو بھیجی گئی۔

عاصمہ جہانگیر کی اس قابل اعتراض تقریر کا نوٹس سب سے پہلے قومی اسمبلی میں اسلامی جذبہ سے سرشار خاتون ایم۔ این۔ اے محترمہ نثار فاطمہ نے لیا اور انہوں نے وہاں پوری قوت کے ساتھ آواز اٹھائی کہ عاصمہ جہانگیر کے ان توہین آمیز الفاظ کے خلاف حکومت فوری کارروائی کرے لیکن چونکہ اس وقت قانون میں توہین رسالت کے جرم کی کوئی سزا مقرر نہیں تھی' اس لیے اس کے خلاف کوئی موثر کارروائی نہ ہو سکی۔

اس بندۂ عاجز کے مشورے سے قومی اسمبلی میں اسی مجاہد خاتون محترمہ نثار فاطمہ نے ایک بل پیش کیا' جس میں توہین رسالت کی اسلامی سزا' سزائے موت تجویز کی گئی لیکن اس وقت کے وزیر انصاف جناب اقبال احمد خان نے' جن سے ہمارے پیشہ وکالت کے تعلق سے دیرینہ مراسم تھے' اس تجویز سے اختلاف کیا۔ ان کے خیال میں اس جرم کی کوئی سزا قرآن میں مقرر نہیں' اس لیے انہوں نے اس بل کی حمایت سے معذرت کا اظہار کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیرت اس بات پر ہوئی کہ وزیر موصوف علامہ اقبال جیسے عاشق رسول ﷺ کے نام سے منسوب مرکزی مجلس اقبال کے رکن رکین بھی تھے۔ یہ معلوم کر کے اور بھی حیرت ہوئی کہ ان موصوف کے علاوہ مولانا وصی مظہر ندوی' جناب لیاقت بلوچ' شاہ بلیغ الدین اور کچھ اسلامی ذہن رکھنے والے اراکین اسمبلی بھی اس تجویز سے پوری طرح متفق نہیں۔ وہ حضرات بوجوہ صرف عمرقید کی سزا کو کافی سمجھتے تھے' جس پر محترمہ نثار فاطمہ اور اس فقیر نے فرداً فرداً ہم خیال اراکین اسمبلی اور جناب مروت خان وزیر مملکت برائے انصاف و پارلیمانی امور سے مل کر ان کے سامنے قرآن و حدیث' آئمہ کرام اور اجماع امت کے فیصلے پیش کیے اور انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اس بل کی حمایت کر کے اسے قومی اسمبلی سے منظور کرائیں۔ پھر ہمت مردانہ سے کام لیتے ہوئے محترمہ نثار فاطمہ نے جب یہ بل قومی اسمبلی میں پیش کیا تو اراکین کی اکثریت کو اس کی حمایت میں دیکھ کر کسی کو اس بل کی مخالفت کی جرات نہ ہو سکی اور بالاخر ۲ اکتوبر ۱۹۸۶ کو پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر اس بل کو منظور کر لیا۔

البتہ وزارت قانون کی طرف سے اس بل میں یہ ترمیم کر دی گئی کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سزا' سزائے موت یا عمرقید ہوگی۔ اس طرح دفعہ ۲۹۵ سی کا تعزیرات پاکستان میں اضافہ کر دیا گیا۔ لیکن' چونکہ اس دفعہ سے راقم الحروف' مرحومہ آپا نثار فاطمہ' علمائے کرام' وکلاء اور مسلمان عوام مطمئن نہیں تھے' اس لیے دوبارہ فیڈرل شریعت کورٹ میں ۲۹۵ سی کو راقم الحروف نے مسلم ماہرین قانون کی تنظیم کی جانب سے اس بنا پر چیلنج کر دیا کہ توہین رسالت کی سزا بطور حد سزائے موت مقرر ہے اور حد کی سزا میں حکومت ہی نہیں' بلکہ پوری امت مسلمہ کو بھی سوئی کی نوک کے برابر کمی یا اضافہ کرنے کا اختیار نہیں اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ اس مقدمہ کی باقاعدہ سماعت یکم اپریل ۱۹۸۷ء کو شروع ہوئی' جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو بھی معاونت کی دعوت دی گئی۔ بعض علماء کا خیال تھا کہ یہ قابل معافی جرم ہے اور بعض نے یہ بھی کہا کہ حاکم وقت سزائے موت سے کمتر سزا بھی دینے کا مجاز ہے۔ اس مقدمہ کی سماعت لاہور' اسلام آباد اور کراچی میں فیڈرل شریعت کورٹ کے فل بنچ' جو جناب جسٹس گل محمد خان چیف جسٹس' جناب جسٹس عبدالکریم خاں کندی' جناب جسٹس عبدالرزاق تھیم پر مشتمل تھا' کے سامنے ہوئی۔ منجملہ دیگر علمائے کرام کے مولانا مفتی غلام سرور قادری' مولانا حافظ یوسف صلاح الدین اور جناب سید ریاض الحسن نوری قابل ذکر ہیں۔ مولانا حافظ یوسف صلاح الدین' جو جماعت اہلحدیث کے محقق عالم ہیں' کا پہلی شریعت پٹیشن میں موقف تھا کہ شاتم رسول کا جرم ناقابل معافی جرم ہے' لیکن بعد میں انہوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے دوسرے یعنی موجودہ مقدمہ کی پٹیشن کے دوران بحث کرتے ہوئے اپنے پہلے موقف سے رجوع کرتے ہوئے جرم مذکور کو قابل معافی بتلایا' جبکہ مولانا مفتی غلام سرور قادری شاتم رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ردہ یعنی ارتداد کی بنا پر واجب القتل تو سمجھتے تھے' لیکن اسے قابل معافی جرم بھی قرار دیتے تھے۔ حکومت پاکستان کی جانب سے ڈپٹی اٹارنی جنرل میاں عبدالستار نجم پیش ہوئے۔ وہ بھی اس جرم کو قابل معافی جرم قرار دیتے تھے اور اس کو وہ منشائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سمجھتے تھے۔ اس کے برعکس حکومت پنجاب کی جانب سے مجاہد ختم نبوت اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل جناب نذیر احمد غازی اور جناب جلال الدین خلہ' حکومت سرحد کی جانب سے میاں محمد اجمل' جو اب پشاور ہائی کورٹ کے فاضل جج ہیں' سندھ اور بلوچستان کی طرف سے وہاں کے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرلز نے ہمارے موقف کی مکمل تائید اور حمایت کی۔ ان کے علاوہ جناب ریاض الحسن نوری مشیر وفاقی عدالت نے عمرقید کی سزا کے اسلامی احکام سے منافی ہونے کے بارے میں اپنے دلائل بھی پیش کیے۔ سندھ کی حکومت نے بھی شاتم رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سزا' سزائے موت تسلیم کی' لیکن عمرقید کی سزا کی مخالفت نہیں کی۔

توہین رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقدمہ میں علمائے کرام' صوبوں کے اسسٹنٹ اور ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرلز اور دیگر وکلاء صاحبان کے علاوہ عاجز کو رفیق محترم جناب ڈاکٹر ظفر علی راجہ ایڈووکیٹ کی شب و روز معاونت حاصل رہی ہے' جس میں ان کا خلوص اور ملی حمیت کا جذبہ کارفرما رہا ہے۔ بالآخر وہ ساعت سعید بھی آ گئی' جب فیڈرل شریعت کورٹ نے متفقہ طور پر' اس گدائے شہ عرب و عجم کی' پٹیشن منظور کرتے ہوئے توہین رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متبادل سزا عمرقید کو غیر اسلامی اور قرآن و سنت کے خلاف قرار دیا اور حکومت پاکستان کے نام حکم نامہ جاری کیا کہ عمرقید کی سزا کو دفعہ ۲۹۵ سی سے حذف کیا جائے' جس کے لیے ۳۰ اپریل ۱۹۹۱ء کی مہلت حکومت کو دی گئی۔ اس مدت کے اختتام پر عمرقید کی سزا حکم عدالت کی رو سے خودبخود حذف ہو کر غیر موثر ہو گئی۔ اس طرح نہ صرف اس عاجز' مرحومہ آپا نثار فاطمہ اور مولانا سید متین ہاشمی مرحوم کی' بلکہ پوری امت مسلمہ کی دلی آرزو پوری ہوئی اور اس فیصلہ کی بدولت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک ایسی سنت تازہ ہوئی' جس پر تمام مسلمانوں کے ایمان کا دارومدار ہے"۔ ("ناموس رسول ﷺ اور قانون توہین رسالت ﷺ" از محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غداران ناموس رسالت ﷺ

یہ ہیں' امریکہ کے ٹشو پیپر اور دم بریدہ سگان برطانیہ' جنہوں نے عاصمہ جہانگیر کے مندرجہ بالا موقف کی حمایت کی' اسے محب وطن اور سچا مسلمان قرار دیا' ہر ممکن امداد کا یقین دلایا' اخبارات میں عاصمہ جہانگیر کی حمایت میں مضامین لکھے' اخباری بیان دیے اور عاصمہ کے خلاف بیان دینے والوں کی مذمت کی اور اس طرح خود اپنا منہ کالا کیا۔

(۱) بیگم مہناز رفیع' سابق صدر تحریک استقلال' شعبہ خواتین پنجاب (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۶ جون ۱۹۸۶ء)

(۲) تسنیم منٹو' صدر انجمن جمہوریت پسند خواتین پنجاب (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۶ جون ۱۹۸۶ء)

(۳) محمود علی قصوری ایڈووکیٹ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۶ جون ۱۹۸۶ء)

(۴) عابد حسن منٹو ایڈووکیٹ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۶ جون ۱۹۸۶ء)

(۵) نصیر اے شیخ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۶ جون ۱۹۸۶ء)

(۶) شیلا ضیاء' صدر پنجاب ویمن لائرز ایسوسی ایشن (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۱ جون ۱۹۸۶ء)

(۷) راؤ عبدالرشید' رہنما پیپلز پارٹی (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۴ جون ۱۹۸۶ء)

(۸) میاں احسان الحق' رہنما پیپلز پارٹی (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۴ جون ۱۹۸۶ء)

(۹) افضل سندھو' رہنما پیپلز پارٹی (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۴ جون ۱۹۸۶ء)

(۱۰) سیف الملوک ایڈووکیٹ' پاکستان ینگ لائرز ایسوسی ایشن (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۴ جون ۱۹۸۶ء)

(۱۱) سید افضل حیدر ایڈووکیٹ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۴ جون ۱۹۸۶ء)

(۱۲) لیاقت وڑائچ ایڈووکیٹ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۴ جون ۱۹۸۶ء)

(۱۳) بلقیس نصر من اللہ' سابق ایم این اے (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۷ جون ۱۹۸۶ء)

(۱۴) معین باری' فیصل آباد (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۰ جولائی ۱۹۸۶ء)

(۱۵) عبدالعزیز خالد' نامور شاعر (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۴ جون ۱۹۸۶ء)

(۱۶) وارث میر' معروف صحافی (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۶' ۱۹ جون ۱۹۸۶ء)

(۱۷) شیخ محمد یوسف' صدر جمعیت وکلاء پاکستان (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۹ جون ۱۹۸۶ء)

(۱۸) شیخ غلام نبی' کنوینر تحریک فلاح ملت اسلامیہ پاکستان (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۹ جون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۸۶ء)

(۱۹) آپا رضیہ 'صدر تحریک نسواں(روزنامہ "جنگ" لاہور '۹ا جون ۱۹۸۶ء)

(۲۰) لئیق عسکری 'انفارمیشن سیکرٹری' نیشنل کونسل آف سول برٹیز(روزنامہ "جنگ" لاہور '۹ا جون ۱۹۸۶ء)

(۲۱) ملک محمد قاسم 'سیکرٹری پاکستان مسلم لیگ(روزنامہ "جنگ" لاہور '۹ا جون ۱۹۸۶ء)

(۲۲) ڈاکٹر خالد رانجھا ایڈووکیٹ(روزنامہ "جنگ" لاہور '۹ا جون ۱۹۸۶ء)

(۲۳) جسٹس آفتاب حسین 'ریٹائرڈ چیف جسٹس 'وفاقی شرعی عدالت(روزنامہ "جنگ" لاہور '۹ا جون ۱۹۸۶ء)

(۲۴) زبیدہ خانم 'خاتون کی ڈائری 'مستقل کالم(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور '۲۹ جولائی ۱۹۸۶ء)

(۲۵) مولوی سعید الرحمٰن علوی 'سابق ایڈیٹر ہفت روزہ "خدام الدین "(روزنامہ "جنگ" لاہور '۲۶ جولائی ۱۹۸۶ء)

فوج پر تنقید

"انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر کو حیدر آباد پریس کلب نے بارہ ربیع الاول کے روز "میٹ دی پریس" پروگرام میں مدعو کیا۔ عاصمہ جہانگیر ایک روز قبل سے حیدر آباد آئی ہوئی تھیں اور انہوں نے مقامی ہوٹل میں ایک ورکشاپ سے خطاب بھی کیا۔

"میٹ دی پریس" میں جب عاصمہ جہانگیر سے پوچھا گیا کہ ریاست کے چار ستونوں میں سے سب سے زیادہ کون انسانی حقوق کی پامالی کا ذمہ دار ہے تو انہوں نے فوج کو بلا تامل اس کا ذمہ دار قرار دیا"۔(روزنامہ "جسارت" کراچی' "فرائیڈے اسپیشل" ۲۶ اگست ۱۹۹۴ء)

عدلیہ پر تنقید

"عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ نے عدلیہ پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ "عدلیہ کی آزادی بھی ایک دھوکہ ہے"۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ حکومت نے ہائی کورٹس میں جو "دیگ" چڑھائی ہے اور ججوں کی سیاسی وابستگی اور اہلیت جس طرح زیر بحث ہے 'کیا اس کے بعد بھی انسانی حقوق کا تصور کیا جا سکتا ہے۔ اگر انصاف نہیں ہو گا تو انسانی حقوق کا کیا سوال؟ عاصمہ جہانگیر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "آپ نے ایک ایسی بات چھیڑ دی ہے جس سے میرا دل بہت پہلے سے دکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا ہے"۔ پھر انہوں نے ذاتی تجربات کے حوالے سے عدلیہ کے مختلف واقعات سنائے۔ ان واقعات میں سرفہرست یہ تھا کہ جج اہلیت نہ ہونے کے سبب فیصلہ لکھنے سے بچنے کے لیے کس طرح "مک مکا" کراتے ہیں۔ انہوں نے کہا "آپ انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں' اس عدلیہ سے تو کچھ بھی نہیں مل سکتا اور جب کوئی شخص حصول انصاف کے لیے میرے پاس آتا ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ اسے سب کچھ بتا دوں کہ ہماری عدلیہ کا حال کیا ہے"۔ (روزنامہ "جسارت" کراچی' "فرائیڈے اسپیشل" ۲۶ اگست ۱۹۹۴ء)

اسقاط حمل کی اجازت

"عاصمہ جہانگیر نے اس بات کی حمایت کی ہے کہ پاکستان میں خواتین کو اسقاط حمل کی اجازت ہونی چاہیے"۔ (روزنامہ "جسارت" کراچی' "فرائیڈے اسپیشل" ۲۶ اگست ۱۹۹۴ء)

اقلیتی کمیشن میں عاصمہ جہانگیر کا تقرر

"نگران حکومت نے قومی اقلیتی کمیشن کی تشکیل بھی کی۔ جس کا کام اقلیتوں کے مسائل کا جائزہ لے کر ان کے حل کے لیے تجاویز اور سفارشات پیش کرنا قرار پایا۔ یہ تیرہ رکنی کمیشن سرکاری اور غیر سرکاری اراکین پر مشتمل ہے' جس میں سات اراکین مختلف اقلیتوں سے تعلق رکھتے ہیں' جن میں دو مسیحی دلشاد نجم الدین (سابق آئی جی پولیس) اور ڈونلڈ ڈی سوزا انجینئر (گوانی نژاد پاکستانی)' دو ہندو گوردھان درس اور ایم پنجوانی (نمائندہ ہندو کیلاش' کوہلی) ایک پارسی ایس۔ آر۔ پونشگر' ایک سکھ موہر سنگھ' ایک احمدی (قادیانی) ... قاسم الدین ہے۔ اس کے علاوہ ان غیر سرکاری ارکان میں ۲ دیگر ارکان بھی شامل کیے گئے ہیں' جن میں عاصمہ جہانگیر اور انصار برنی شامل ہیں جبکہ باقی اراکین سرکاری ہیں' جن میں وفاقی سیکرٹری داخلہ' وفاقی سیکرٹری تعلیم' وفاقی سیکرٹری قانون و انصاف اور وفاقی سیکرٹری اقلیتی امور شامل ہیں' جبکہ اس کمیشن کے انچارج مقامی وزیر اقلیتی امور ہوں گے"۔ (پندرہ روزہ "شاداب" لاہور' ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۳ء)

توہین رسالت ﷺ کی سزا ختم کی جائے

"پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر نے ایک پریس کانفرنس میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ گستاخ رسول ﷺ ایکٹ کو منسوخ کیا جائے یا اس طرح ترمیم کی جائے کہ اسے انسانی حقوق کے معیار پر پورا ہونا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ اقلیتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت نازک صورت حال سے دوچار ہیں' اس لیے جلد ہی اس مسئلہ کے حل کی طرف توجہ دی جائے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۵ جولائی ۱۹۹۳ء)

اسلامی قوانین پر تنقید

(۱) "ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی سیکرٹری جنرل اور قانون دان عاصمہ جہانگیر نے کہا کہ پاکستانی قوانین مذہبی بنیادوں پر بنائے گئے ہیں اور اس بنا پر' عائلی قوانین سمیت خواتین سے متعلق تمام قوانین غیرانسانی اور وحشیانہ ہیں۔ یہ بات انہوں نے گزشتہ دنوں انڈیا انٹرنیشنل سنٹر دہلی میں "پاکستان میں خواتین کا کردار اور حیثیت" کے موضوع پر لیکچر دیتے ہوئے کہی۔ عاصمہ جہانگیر نے کہا کہ پاکستانی خواتین نے مزید اسلامائزیشن کو روکنے کی کوششوں میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ انہوں نے پرامید ہو کر کہا کہ خواتین کی تحریک بنیاد پرستی پر قابو پا لے گی۔ انہوں نے اپنے لیکچر میں علماء اور مذہبی رہنماؤں پر بھی تنقید کی"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۶ اگست ۱۹۹۲ء)

(۲) "ہم ملک میں سیکولرازم لائیں گے"۔ (عاصمہ جہانگیر کا خطاب' روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۸ جولائی ۱۹۹۴ء)

علماء کرام کے خلاف مہم

"جوائنٹ ایکشن کمیٹی برائے عوامی حقوق کے زیر اہتمام ایک ریلی منعقد کی گئی' جس میں ۲۷ مختلف تنظیموں کے کارکنوں نے شرکت کی۔ ان تنظیموں میں ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان' ویمن ایکشن فورم اور دیگر تنظیمیں شامل تھیں۔ ریلی کی قیادت سابق وزیر خزانہ ڈاکٹر مبشر حسن' آئی اے رحمان' عاصمہ جہانگیر' حنا جیلانی' بیگم یوسف صلاح الدین' جوزف فرانسس' حسین نقی' بیگم طاہر مظہر علی اور شاہ تاج قزلباش نے کی۔ ریلی میں شریک مظاہرین نے بینرز اور پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے جن پر درج تھا: "ملاں گردی بند کرو۔ پاکستان بچانا ہے تو مولوی کو بھگانا ہے۔ سیاست اور مذہب ایک ہیں۔ امن کا دشمن ملاں۔ جمہوریت اور سیکولرازم لازم و ملزوم ہیں"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۳ جولائی ۱۹۹۴ء)

قادیانیت نوازی

سرفراز حسین صدیقی' ابوظہبی سے اپنے ایک مراسلہ میں لکھتے ہیں:

"۲۰ ستمبر کی صبح میں نے بی بی سی سننے کے لیے ریڈیو آن کیا تو ہندی سروس میں' پاکستان میں انسانی حقوق کی چیمپئن عاصمہ جہانگیر کا انٹرویو نشر ہو رہا تھا۔ میں خاصی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیر تک یہی سمجھتا رہا کہ یہ کسی ہندو عورت کا انٹرویو ہے جو پاکستانی قوم کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی ہے۔ اس نے اپنے انٹرویو میں صاف صاف کہا کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا کوئی حق نہیں۔ لاہور ہائی کورٹ ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی کر رہی ہے' ان کی ضمانت تک منظور نہیں کی جا رہی۔ جب اس نے یہ کہا کہ پاکستان میں اقلیتوں کے قانون کے تحت ایک ہندو سلام کر سکتا ہے' کلمہ پڑھ سکتا ہے مگر ایک قادیانی نہیں' تو انٹرویو لینے والے ہندو نے ایک طنزیہ قہقہہ لگایا۔ اس نے اپنے انٹرویو میں یہ بھی کہا کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ کیا حکومت پاکستان' اس جاہل عورت عاصمہ جہانگیر کے خلاف کوئی ایکشن لے گی جس نے پاکستان کی قومی اسمبلی اور عدالت عالیہ دونوں کی توہین کی ہے"۔ (روزنامہ "اردو ڈائجسٹ" ۱۹۹۴ء)

شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کی مخالفت

عاصمہ جہانگیر نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ "شناختی کارڈ میں مذہبی خانہ مولویوں کی سازش کی ایک کڑی ہے۔ ہم پاکستان کو مولویوں کے حوالے نہیں ہونے دیں گے"۔

(روزنامہ "پاکستان" لاہور' ۲۲ اکتوبر ۹۲ء)

○ فیڈرل شریعت کورٹ' جداگانہ طریقہ انتخاب اور توہین رسالت آرڈیننس ختم کیا جائے

○ اقلیتوں نے الگ وطن کا مطالبہ کر دیا تو پھر پاکستان کا کیا بنے گا؟

"ہیومن رائٹس کمیشن کی چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر نے کہا ہے کہ "پیپلز پارٹی کے منشور میں کہا گیا تھا کہ جداگانہ طریقہ انتخاب کو ختم کیا جائے گا۔ حکومت کو چاہیے کہ اپنا وعدہ پورا کرے۔ نیز فیڈرل شریعت کورٹ اور توہین رسالت آرڈیننس ختم کرے"۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز ایک احتجاجی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ اس تقریب میں جوزف فرانسز نے کہا کہ اگر اقلیتوں نے الگ وطن کا مطالبہ کر دیا تو پھر پاکستان کا کیا بنے گا؟"

(روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۴ دسمبر ۹۳ء)

عاصمہ جہانگیر کے اس بیان پر جناب محمد جاوید سلفی نے شدید تنقید کرتے ہوئے لکھا:

"عاصمہ جہانگیر اور اس جیسے نظریات رکھنے والی دوسری چند خواتین' انسانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق کے نام پر آئین پاکستان اور اسلامی قوانین کے خلاف آواز بلند کرتی رہتی ہیں۔ یہ الحادی و لادین نظریات کی حامل خواتین ملک کی ناخواندہ اور سادہ لوح خواتین کو گمراہ کرنے اور ورغلانے میں مشغول ہیں۔ یہ عورتیں ملک میں غیر مسلم اقوام کے لیے کام کرتی ہیں۔ مسلمانوں والا نام رکھ کر اور مسلمان کہلوا کر کوئی مرد یا عورت مسلمان نہیں بن سکتا۔ ان جیسی خواتین نے ہی پچھلے چند سالوں میں اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ اور ظالمانہ قرار دیا تھا۔ فیڈرل شریعت کورٹ اور توہین رسالت کے قانون کے خاتمہ کا مطالبہ کوئی کافر ہی کر سکتا ہے۔ مسلمان تو چاہتے ہیں کہ ملک میں اسلامی قوانین کا بول بالا ہو' ملک میں اسلامی حکومت رائج ہو' قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء بنایا جائے لیکن عاصمہ جہانگیر اور ان جیسے دوسرے مرد و زن' فیڈرل شریعت کورٹ اور توہین رسالت کے قانون کو ختم کروا کر' ملک کو کفر و الحاد' فحاشی و عریانی' بدکاری' اخلاق سوزی اور گناہوں کا اڈہ بنانا چاہتے ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ عاصمہ جہانگیر کا تعلق ملک میں اقلیت قرار دی جانے والی جماعت قادیانیہ سے ہے کیونکہ یہی لوگ ہیں جو ایسی سازشوں کے تانے بانے بنتے رہتے ہیں۔ ایڈووکیٹ عاصمہ جہانگیر بہت حد تک قادیانی مذہب سے متاثر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والے افراد کے کیس لیتی ہیں۔ ملک میں قادیانی جماعت دوسری غیر مسلم اقلیتوں کو وطن عزیز کے خلاف ابھارنے میں مصروف کار ہے۔ انگریز حکومت کا لگایا ہوا پودا ان کے مفادات کے لیے کام کر رہا ہے۔ سرزمین پاکستان پر رہ کر یہ لوگ اس کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ ان کا چیف برطانیہ کے شہر لندن میں بیٹھ کر ہر جمعۃ المبارک کے روز پاکستان اور عالم اسلام کے خلاف مذموم پروپیگنڈا کر کے انہیں بدنام کرتا ہے۔ مرزا طاہر کے خطبات' جو ہر جمعہ کے روز شام پانچ بج کر پینتیس منٹ پر بی بی سی لندن اور ریڈیو ماسکو کے ایف ایم ۱۶ میٹر پر براڈ کاسٹ ہوتے ہیں' ان میں پاکستان کے خلاف بغض و عناد بھرا ہوتا ہے۔ مرزا طاہر احمد ایک غیر ملکی ایجنٹ ہے' جو اپنے حواریوں کے ذریعے وطن عزیز میں امن و امان کا مسئلہ کھڑا کروانے اور اقلیتوں کو ملک کے خلاف ابھارنے کے لیے کام کر رہا ہے۔ عاصمہ جہانگیر جیسی انسانی حقوق کے لیے آواز بلند کرنے والی خواتین کیا ملک میں جرمنی جیسا قانون اور رسم و رواج بنانا چاہتی ہیں۔ کیا وہ ملک میں آزادی نسواں کے نام پر عورتوں کو برہنہ ہو کر ساحل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمندر اور پارکوں میں پھرنے کی آزادی دلوانا چاہتی ہیں؟ وہ کونسے حقوق خواتین و حضرات کو دلوانا چاہتی ہیں۔ ملک میں خواتین کو پہلے ہی بہت سے حقوق حاصل ہیں۔ ان کو اسمبلیوں تک رسائی حاصل ہے۔ اقلیتوں کو ان کے حقوق سے زاید آزادیاں دے رکھی ہیں۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ ملک میں فرقہ واریت' گروہیت' لسانیت' علاقائیت' نسلیت' عصبیت اور غداری پر ابھارنے والی انجمنوں' جماعتوں' پارٹیوں اور تنظیموں پر پابندی عاید کرے۔ نیز جو لوگ قرآن و حدیث اور وطن عزیز کے خلاف اپنی گندی زبانیں دراز کیے ہوئے ہیں' ان کو لگام دے۔ اس وقت جماعت احمدیہ ہی تمام اقلیتوں کو وطن عزیز کے خلاف استعمال کر رہی ہے۔ حکومت کے لیے اس جماعت کے افراد پر خصوصی نگاہ رکھنا ضروری ہے۔ مسٹر جوزف فرانسز کو فوری طور پر گرفتار کر کے انوسٹیگیشن کروائی جائے کہ وہ کس ملک اور کس گروہ کے لیے کام کر رہا ہے۔ نیز عاصمہ جہانگیر کو بھی لگام دی جائے"۔ (ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد' ۱۸ فروری ۱۹۹۴ء)

حقوق انسانی کمیشن کے ان اسلام دشمن مطالبات پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے محترم ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی نے "توہین رسالت ﷺ کے قانون پر ماڈرن اور مغرب زدہ خواتین کا اعتراض" کے عنوان سے لکھا:

"حال ہی میں اسلام آباد میں خواتین کی تیس تنظیموں کے نمائندگان (لیگل فورم) نے ان قوانین کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا ہے جو خواتین کے حقوق کو (ان کے خیال میں) متاثر کرتے ہیں۔ ان کے مطالبات کا ہدف اسلامی قوانین (بشمول حدود قوانین اور ازدواجی معاملات سے متعلق قوانین) ہیں اور انہوں نے ان کی تنسیخ کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ خواتین کی یہ تنظیمیں مسلمان خواتین کی تنظیمیں ہیں اور وہ ان قوانین کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کر رہی ہیں جو خواتین کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان ماڈرن اور مغرب زدہ خواتین (جو صرف نام کی مسلمان ہوتی ہیں) کا اصل مقصد خواتین کے حقوق کا تحفظ اور حصول نہیں بلکہ خود اسلام کی مخالفت ہے اور یہ مطالبات دراصل غیر مسلموں (عیسائیوں' یہودیوں' ہندوؤں اور قادیانیوں) کے مطالبات ہیں اور ان ماڈرن خواتین کی سرگرمیوں کو یہی غیر مسلم کنٹرول کر رہے ہیں۔

ہمارے اس شبہ کو اس امر سے تقویت ملتی ہے کہ ان مطالبات میں ایک مطالبہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی ہے کہ توہین رسالت کا قانون منسوخ کیا جائے' حالانکہ توہین رسالت کے قانون کا خواتین کے حقوق سے دور کا تعلق بھی نہیں اور یہ مطالبہ صرف غیر مسلموں کا مطالبہ ہے' جسے ماڈرن اور مغرب زدہ خواتین کا نمائندہ فورم پیش کر رہا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی مرد اور کوئی عورت اس وقت تک مسلمان نہیں کہلا سکتی' جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والدین' اولاد' بیوی یا خاوند' یہاں تک کہ اپنی ذات سے بھی زیادہ محبت نہ کرے۔ اس صورت میں توہین رسالت کے قانون کی حمایت ہمارے ایمان کا جزو اصلی ہے۔

ہمارے ملک میں توہین عدالت کا قانون پوری قوت سے موجود ہے' جس میں ملزم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا' یہاں تک کہ پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں اس امر پر متفق ہیں کہ توہین عدالت کے ملزم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا حق حاصل نہیں۔ اس کے باوجود کسی غیر مسلم اور کسی ماڈرن خاتون نے توہین عدالت کے قانون کو منسوخ کرنے کا مطالبہ نہیں کیا' جبکہ توہین رسالت کے قانون میں ملزم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہوتا ہے' اس کے باوجود اسے منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

توہین رسالت (بار بار توہین رسالت کے مقدس مقام کے بارے میں ہمارے جذبات کو مجروح کرتا ہے' اور یہ الفاظ ہمیں شدت سے چبھ رہے ہیں' لیکن ہم حقیقت حال کی وضاحت کی خاطر انہیں مجبوراً استعمال کر رہے ہیں) کا قانون امن عامہ کو قائم رکھنے کے لیے بھی ضروری ہے۔ اگر یہ قانون نہیں ہوگا اور ہر شخص کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں توہین آمیز الفاظ استعمال کرنے کی اجازت دی جائے گی تو شمع رسالت کے پروانوں کو توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کی خبر لینے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ ابھی ایک دن قبل ہی یہ صورت پیش آ چکی ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب افراد پر بعض لوگوں نے فائرنگ کی اور ایک کو ہلاک اور دوسرے کو زخمی کر دیا گیا۔ اگر حکومت نے اس قانون کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کرنے والوں کی پذیرائی کی یا اس کی سزا میں کوئی رعایت برتی تو پورے ملک میں نقض امن کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت حکومت اس پوزیشن میں نہیں کہ نقض امن کی یہ صورت' تحریک کی شکل اختیار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر لے تو اس سے عہدہ برآ ہو سکے۔ لہٰذا حکومت کو دو ٹوک اعلان کرنا چاہیے کہ وہ ایسا مطالبہ کرنے والوں کی حمایت نہیں کرتی اور نہ ہی اس قانون میں کسی قسم کی کوئی ایسی ترمیم زیرِ غور ہے' جو اس میں نرمی پیدا کرتی ہو۔

مسلمانوں کے عقیدے کی رو سے' کسی بھی نبی کی توہین' شدید سزا کی مستوجب ہے۔ اس وقت حکومت پاکستان اس قانون کے بارے میں معذرت خواہانہ اور مدافعانہ پوزیشن اختیار کیے ہوئے ہے۔ اگر حکومت دیگر انبیاء کے بارے میں بھی اس قسم کا قانون وضع کر دے (یعنی حضرت موسیٰ' حضرت ہارون' حضرت داؤد' حضرت سلیمان' حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور دیگر انبیاء کرام کی توہین کرنے والے کے لیے وہی سزا مقرر کر دے جو قبل ازیں توہین رسالت کے لیے تجویز کی گئی ہے) تو عیسائیوں اور یہودیوں کے لیے اعتراض کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔ یہی دونوں اس مہم میں پیش پیش ہیں۔ ان کا اعتراض رفع ہونے پر اس مذموم مہم میں کوئی جان نہیں رہے گی اور حکومت کی دردسری ختم ہو جائے گی"۔ (ماہنامہ "نوائے قانون" اسلام آباد' مارچ ۹۴ء)

پاکستان کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا' شعائر اسلام کا مذاق

"بھارت کے نئے ٹی وی چینل "زی ٹی وی" کے مختلف پروگراموں میں اسلام آباد کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور نظریہ پاکستان اور مسلمانوں کے شعائر کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اس چینل پر ایسے پروگرام دکھائے جا رہے ہیں جن کے ذریعے پاکستان کے عوام' خصوصاً نئی نسل کے ذہنوں میں قیام نظریہ پاکستان اور اسلام کے بارے میں ابہام پیدا کرنے کی مذموم کوشش کی جاتی ہے۔ جن پاکستانیوں نے ایسے پروگرام دیکھے ہیں' انہوں نے بھارت کی ناپاک سازشوں کی شدید مذمت کی ہے اور بیشتر نے احتجاجاً "زی ٹی وی" دیکھنا بند کر دیا ہے۔ پیر کے روز ڈش انٹینا پر آنے والے چینل "زی ٹی وی" پر ایک نیا پروگرام "سرحد" کے نام سے دکھایا گیا۔ اس پروگرام میں پاکستان کی نمائندگی' معروف شاعر احمد فراز اور انسانی حقوق کی تنظیم کی عہدیدار عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ نے کی' جبکہ اس میں بھارت کے ایک سابق وزیر (سابق منتری) اور فلمسٹار سنیل دت بھی شریک تھے' جبکہ حاضرین میں ایسے لوگ موجود تھے جو قیام پاکستان کے بعد نقل مکانی کر کے بھارت چلے گئے۔ اس پروگرام میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ برصغیر کی تقسیم اور قیام پاکستان بیکار تھا اور اس کی وجہ سے ہزاروں افراد کو اپنی جان' مال اور جائیداد سے ہاتھ دھونے پڑے۔ اس پروگرام میں ۶۵ء اور ۷۱ء کی جنگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو "فضول" قرار دیا گیا اور نقصانات کی تفصیل میں پاکستان کو "شکست خوردہ" دکھانے کی کوشش کی گئی۔ پروگرام میں شریک حاضرین نے یہ بات کرنے کی کوشش کی کہ تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے وقت نقل مکانی کے موقع پر مسلمانوں نے ان پر ظلم ڈھائے حالانکہ حقائق اس کے برعکس ہیں اور تاریخ شاہد ہے کہ بھارت سے پاکستان آنے والے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے گئے تھے۔ پروگرام میں شریک بھارت کے سابق وزیر (منتری) نے پاکستان کے خلاف جی بھر کر زہر اگلا اور پاکستان کے اندرونی معاملات میں براہ راست مداخلت کر کے یہاں پر فرقہ وارانہ اور لسانی اختلافات کو ہوا دینے کی مذموم حرکت کی مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اس پروگرام میں شریک دونوں پاکستانیوں احمد فراز اور عاصمہ جہانگیر نے نہ تو پاکستان اور مسلمانوں کے موقف کی صحیح طور پر نمائندگی کی اور نہ ہی نظریہ پاکستان کے حق میں ایک بھی لفظ کہا بلکہ ہر بار صرف اتنا ہی کہا کہ پاکستان اور بھارت اب دو حقیقتیں ہیں اور ہمیں آپس میں بس پیار و محبت سے رہنا چاہیے بلکہ ایک موقع پر تو عاصمہ جہانگیر نے یہاں تک کہہ ڈالا کہ ہم نے بنگلہ دیش میں واقعی بہت زیادتیاں کی تھیں، جس کا مطلب تھا کہ اگر وہ علیحدہ ہوا تو ٹھیک تھا، جبکہ احمد فراز نے بھارت کے سابق منتری کی زہریلی تقریر کے جواب میں محض اتنا ہی کہا کہ "یہ تو آپ سیاسی باتیں کر رہے ہیں، کیا آپ یہاں ووٹ لینے آئے ہیں"۔

پاکستان کی نمائندگی کرنے والے ان دونوں افراد نے بھارتیوں کے تمام تر پروپیگنڈے کے جواب میں مسئلہ کشمیر کے مختصر ذکر کے علاوہ کوئی بات نہ کی اور نہ ہی بھارتی مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کی بات کی۔ یہ بات اس پروگرام میں شریک حاضرین میں سے کونے میں بیٹھے ایک بھارتی مسلمان سے برداشت نہ ہو سکی اور وہ چیخ اٹھا کہ بھارت میں مسلمانوں کو نیچ ذات اور گھٹیا سمجھا جاتا ہے۔ اس نوجوان کو تو بھارتی کمپیئر نے زبردستی خاموش کرا دیا مگر پاکستان کی نمائندگی کرنے والے دونوں افراد کو یہ بات کہنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔

مختلف افراد نے "نوائے وقت" فون کر کے اس پروگرام میں ان دونوں پاکستانی شخصیات کی شرکت پر پرزور احتجاج کیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس پروگرام میں ان دونوں کی شرکت کا سختی سے نوٹس لیں اور ان سے پوچھا جائے کہ وہ کس کی اجازت سے پاکستان کے خلاف پیش کیے جانے والے اس پروگرام میں شریک ہوئے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، ۲۶ اگست ۱۹۹۳ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعصب کون ہے؟

ماہنامہ "نیوز لائن" کراچی' جولائی ۱۹۹۴ء کے شمارہ میں انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر کے ایک انٹرویو میں' جس میں انہوں نے کہا تھا کہ "ملا مذہب کے نام پر دہشت گردی پھیلا رہے ہیں"... کے جواب میں امریکہ کے یٰسین محمد نے "نیوز لائن" کو ایک مراسلہ بھیجا' جو اگست ۹۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ انہوں نے عاصمہ جہانگیر سے پوچھا کہ "وہ دیانت داری سے بتائیں کہ انسانی حقوق کے نام پر وہ کس چیز کا پرچار کر رہی ہیں؟ ایک متعصب آدمی سے' جیسا کہ وہ (عاصمہ جہانگیر) ہیں' حقوق انسانی کے ضمن میں خدمات کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔ مراسلہ نگار نے لکھا کہ عاصمہ جہانگیر' علمائے کرام کے اتنی خلاف ہے کہ اگر وہ کسی جیل کی سپرنٹنڈنٹ بنا دی جائے' جو علمائے کرام سے بھری ہوئی ہو' تو وہ ہر حالت میں ان پر تشدد کر کے انہیں موت کی وادی میں پہنچا دے۔ عاصمہ جہانگیر' جو انسانی حقوق کی چیمپئن ہونے کا دعویٰ کرتی ہے' دراصل مغرب کی ایک غلام کے سوا کچھ نہیں اور شاہ سے زیادہ شاہ کی وفادار ہے۔ تشویشناک امر یہ ہے کہ اسے ان خدمات کے عوض اپنے بیرونی آقاؤں سے رقم کی ادائیگی ہوتی ہے' جیسا کہ اس نے اپنے انٹرویو میں تسلیم کیا ہے"۔
(ماہنامہ "نیوز لائن" کراچی' اگست ۹۴ء)

نام نہاد حقوق انسانی کی علمبردار کے چہرے سے

پردہ اٹھتا ہے

عاصمہ جہانگیر کے شوہر کی فیکٹری میں مزدوروں پر زبردست تشدد

"پاکستان انسانی حقوق کمیشن کی چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر کے خاوند کی ملکیتی لاہور قصور روڈ پر واقع ایک گارمنٹس فیکٹری کی انتظامیہ نے مزدوروں سے مذاکرات کا ڈھونگ رچا کر بات چیت کے لیے لاہور بلا لیا اور فیکٹری میں ان کی افرادی قوت کم ہونے کے بعد اپنے آدمی لا کر فیکٹری کو ان کے حوالے کر دیا اور فیکٹری جزوی طور پر آج ہڑتال کے بارہویں دن چالو کر دی گئی جبکہ فیکٹری چالو ہونے کی اطلاع پر فیکٹری میں داخل ہونے والے مزدوروں پر تشدد سے علاقہ بھر میں کشیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق گزشتہ دنوں مذکورہ فیکٹری کے مینجر نے بلاجواز چالیس مزدوروں کو نکال دیا تھا' جس پر فیکٹری کے ۴۰۰ سے زاید مزدوروں نے کام بند کر کے عام ہڑتال' مظاہرے اور بعد ازاں تامرگ بھوک ہڑتال شروع کر دی' جس کے بعد ہڑتالی مزدوروں کی حالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازک ہو گئی ہے' جن کو گلوکوز کے انجکشن دیے جا رہے ہیں۔ دوسری طرف فیکٹری مالکان اور انتظامیہ نے پیپلز لیبر بیورو لاہور ڈویژن کے سیکرٹری چودھری منظور احمد ایڈووکیٹ' لیبر رہنماؤں نذیر احمد' شفاقت حسین اور محمد یاسین کے علاوہ درجنوں مزدوروں کو ہڑتال ختم کرنے اور ان کے مطالبات پر غور کرنے کی پیشکش کے ساتھ مذاکرات کے لیے لاہور بلایا لیکن جب مزدوروں کی بڑی تعداد اپنے مطالبات تسلیم کر لیے جانے کی خوش فہمی کے ساتھ لاہور روانہ ہو گئی تو مزدوروں کی افرادی قوت کم ہو جانے اور بقیہ ماندہ تامرگ بھوک ہڑتالی مزدوروں کی نڈھالی اور شدید جسمانی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے فیکٹری مینجر اور انتظامیہ نے اپنے لائے ہوئے درجنوں افراد کو فیکٹری کے اندر باہر تعینات کر دیا اور فیکٹری کو اپنے آدمیوں کے ذریعے جزوی طور پر چالو کر دیا۔ دوسری طرف مزدوروں کی ایک بڑی تعداد اپنے رہنماؤں کی قیادت میں مذاکرات کی میز پر فیکٹری انتظامیہ کا انتظار کرتی رہی لیکن وہ نہ آئے جبکہ مصطفےٰ آباد میں موجود ہڑتالی کیمپ میں جب فیکٹری جزوی طور پر چالو کیے جانے کی اطلاع پہنچی تو کئی ایک ہڑتالی مزدور جب صورت حال کا جائزہ لینے پہنچے تو وہاں موجود مالکان کے غنڈوں نے انہیں زبردست تشدد کا نشانہ بنایا۔ دریں اثناء قصور پاور لوم ورکرز یونین کے رہنماؤں نے یہاں ایک پر ہجوم پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ اگر آئندہ اڑتالیس گھنٹوں میں فیکٹری انتظامیہ' متعلقہ افسران اور پنجاب حکومت نے اپنی بے حسی کا ازالہ نہ کیا تو پھر یونین کے ہزاروں ورکر عاصمہ جہانگیر کے گھر کی طرف مارچ کرنا شروع کر دیں گے اور تمام تر صورت حال کی ذمہ داری انتظامیہ اور پنجاب حکومت پر ہو گی"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور' ۱۰ اپریل ۱۹۹۴ء)

عاصمہ جہانگیر کے شوہر کی فیکٹری کے مزدوروں کی بھوک ہڑتال دوسرے ہفتے میں داخل ہو گئی--- درجنوں مزدوروں کی حالت نازک ہو گئی

"بین الاقوامی سطح پر انسانی حقوق کی علمبردار کی حیثیت سے جانے جانی والی قانون دان عاصمہ جہانگیر' جو پاکستان انسانی حقوق کمیشن کی چیئرپرسن بھی ہیں' کے خاوند کی ملکیتی فیکٹری کے سینکڑوں مزدوروں کا احتجاج یہاں دوسرے ہفتے میں داخل ہو گیا ہے اور تامرگ بھوک ہڑتال کرنے کی وجہ سے درجنوں مزدوروں کی حالت نازک ہو گئی ہے اور ان پر مسلسل نیم بے ہوشی کی کیفیت طاری ہے۔ ان مزدوروں کو لگاتار گلوکوز کے انجکشن دیے جا رہے ہیں۔ مختلف حلقوں کی طرف سے دباؤ کے باوجود محنت کشوں نے اپنی علیحدہ یونین کے قیام' تنخواہ کی باقاعدہ وصولی' ملازمین کی بحالی اور دیگر مطالبات تسلیم نہ ہونے تک ہڑتال ختم نہ کرنے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزم ظاہر کیا ہے۔ دوسری طرف پیپلز لیبر بیورو کے سیکرٹری چودھری منظور احمد، قصور پاور لومزدور کرز یونین کے محمد رمضان، محمد شریف، پیپلز یوتھ آرگنائزیشن کے سینئر نائب صدر بشیر احمد شیخ اور محنت کشوں کی دوسری تنظیموں کے نمائندوں نے فیکٹری مالکان، لیبر آفیسروں اور متعلقہ حکام کو متنبہ کیا ہے کہ اگر آئندہ ۴۸ گھنٹوں میں مزدوروں کے تمام مطالبات غیر مشروط طور پر تسلیم نہ کیے گئے تو ان تنظیموں کی زیر قیادت ہزاروں مزدور سڑکوں پر نکل آئیں گے اور ہڑتالی مزدوروں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے قصور میں کاروبار زندگی معطل کر دیں گے"۔(روزنامہ "خبریں" لاہور، ۱۹ اپریل ۹۴ء)

قصور میں عاصمہ جہانگیر کے شوہر کی گارمنٹس فیکٹری اور مزدوروں کی چپقلش

یونین بنانے والے مزدوروں پر فیکٹری کے دروازے بند کر دیے گئے

عاصمہ جہانگیر نے خود ضلعی انتظامیہ کو مزدور تحریک ناکام بنانے کا کہا۔۔۔ مزدوروں کا الزام

"لاہور قصور روڈ پر قائم انسانی حقوق کمیشن کی چیئرپرسن اور معروف قانون دان عاصمہ جہانگیر کے شوہر کی ملکیتی گارمنٹس فیکٹری کے دروازے کھول تو دیے گئے ہیں، مگر یونین سازی کرنے والے چالیس مزدوروں کو فیکٹری میں داخل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فیکٹری مالکان نے تنظیم سازی کی حمایت کے الزام کے تحت مزید ڈیڑھ سو سے زاید محنت کشوں کو فیکٹری سے نکالنے کے منصوبے پر کام شروع کر دیا ہے۔ موضع بھولے کی کے نزدیک مذکورہ گارمنٹس فیکٹری میں مزدوروں اور مالکان کی چپقلش کی تفصیلات معلوم کرنے کے لیے "خبریں" نے مختلف افراد سے رابطہ کیا۔ مزدوروں کے نمائندوں محمد سرور، محمد یٰسین اور لیاقت علی وغیرہ نے بتایا کہ فیکٹری کے تقریباً چار سو مزدوروں نے مالکان کی بنائی ہوئی پاکٹ یونین سے تنگ آ کر نئی یونین تشکیل دے ڈالی مگر مالکان اس اقدام سے ناراض ہو گئے اور انہوں نے سینکڑوں مزدوروں پر روزگار کے دروازے بند کر دیے۔ عاصمہ جہانگیر نے مبینہ طور پر خود ایک ضلعی اعلیٰ افسر کو فون کر کے مزدور تحریک ناکام بنانے کے لیے کہا۔ مزدوروں کا الزام ہے کہ مزدور دوستی کا نعرہ لگانے والی حکومت جان بوجھ کر ہمارے احتجاج سے پردہ پوشی کر رہی ہے۔ دوسری طرف قصور اور گرد و نواح کی متعدد مزدور تنظیموں اور ہزاروں مزدوروں میں مذکورہ گارمنٹس فیکٹری کے اندر مزدوروں پر ہونے والے غیر قانونی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم کے خلاف غم و غصہ کی تپش دھیرے دھیرے باہر آ رہی ہے اور اندیشہ ہے کہ اگر اس معاملے کو احسن طریقے سے نپٹایا نہ گیا تو کسی وقت بھی امن عامہ کی صورت حال چیلنج بن سکتی ہے۔ راوی ریان کے صدر غلام دستگیر محبوب' پنجاب لیبر فیڈریشن کے چیئرپرسن سید عارف شاہ' پیپلز لیبر بیورو لاہور ڈویژن کے صدر چودھری الطاف' چودھری منظور احمد ایڈووکیٹ سیکرٹری پیپلز لیبر بیورو لاہور ڈویژن' پیپلز لیبر یونین برادرز سٹیل کے صدر محمود بٹ' ریلوے محنت کش یونین کے سیکرٹری خادم حسین' قصور پاور لومز کے محمد رمضان اور محمد شریف کے علاوہ دوسری کئی تنظیمیں بھی اس مسئلہ پر خاصی حساس ہو گئی ہیں اور مذکورہ بالا مزدور رہنماؤں کی طرف سے جاری کردہ بیانات میں کہا گیا ہے کہ اگر گارمنٹس فیکٹری سے نکالے گئے مزدوروں کو فی الفور بحال نہ کیا گیا تو مزدور پورے پنجاب میں پہیہ جام ہڑتال کر دیں گے۔ اس سلسلہ میں نمائندہ "خبریں" نے جب مذکورہ فیکٹری کے مالکان سے رابطہ کرنے کی متعدد بار کوشش کی تو معلوم ہوا کہ فیکٹری مالکان نے نہ صرف فیکٹری آنا بند کر رکھا ہے بلکہ وہ کسی مذاکراتی میٹنگ میں بھی شریک نہیں ہو رہے"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور' ۱۲ اپریل ۹۴ء)

عاصمہ جہانگیر کے شوہر کی فیکٹری کے مزدوروں نے انٹرنیشنل کانفرنس میں ہنگامہ کر دیا

درجنوں مزدور اپنی قمیصوں میں بینر چھپا کر انسانی حقوق کی بین الاقوامی کانفرنس میں پہنچ گئے

کانفرنس درہم برہم ہو گئی۔۔ عاصمہ جہانگیر خاموشی سے غائب ہو گئیں

"انسانی حقوق کمیشن پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ دو روزہ کانفرنس کے دوسرے روز انٹرنیشنل ہوٹل میں دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے مندوبین کی موجودگی میں قصور کے مزدوروں کی ایک بڑی تعداد نے عین اس وقت کانفرنس کی کارروائی کے دوران ہنگامہ کھڑا کر دیا جبکہ انسانی حقوق کمیشن بحال کیا جائے۔ یہ بات انہوں نے پی پی پی قصور کے عہدیداروں و اراکین کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کی علمبردار کے طور پر' جانی جانے والی عاصمہ جہانگیر کی اپنی فیکٹری میں مزدوروں کا استحصال ہو رہا ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ پہلے خود اپنا احتسابی نظر سے جائزہ لیں پھر دوسروں کی بات کریں"۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور' ۲۶ اپریل ۹۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاصمہ جہانگیر کے شوہر کی فیکٹری میں مزدوروں پر غنڈہ راج

چراغ تلے اندھیرا۔۔۔ حقوق انسانی کے نام پر فراڈ

"پاکستان میں غریب طبقہ ہر طرف سے ظلم کا شکار ہو رہا ہے۔ سیاست دان ہو یا بیوروکریٹ' جاگیردار ہو یا صنعت کار' سب کے سب ہی مزدور پر ظلم کر رہے ہیں اور اس کی محنت سے اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں مگر افسوس اس وقت ہوتا ہے اور مزدور اپنے آپ کو تنہا اس وقت محسوس کرتا ہے' جب مزدور کی حمایت کا نعرہ بلند کر کے دنیا بھر میں مشہور ہونے والے خود ہی دوسرے ظالم صنعت کاروں کی طرح اس پر ظلم کرنا شروع کر دیں۔ عاصمہ جہانگیر ایک بہت بڑا نام ہے۔ وہ ہیومن رائٹس کمیشن پاکستان کی چیئرپرسن ہیں مگر ان کی اپنی فیکٹریوں میں جو مزدور پر ظلم ہوا ہے' وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ ان خیالات کا اظہار ملک نیامت صدر پاور لومزدور کرز یونین قصور نے روزنامہ "خبریں" کی انسپکشن ٹیم کے روبرو کیا۔

روزنامہ "خبریں" کی انسپکشن ٹیم فیروز پور روڈ مصطفیٰ آباد قصور' پر واقع دو فیکٹریوں "پریمئر گارمنٹس" اور "ٹی جے کارپوریشن" میں ہونے والے مزدوروں پر مظالم کے بارے میں تفصیلات جاننے کے لیے موقع پر پہنچی تھی۔ فیکٹری آمد پر سب سے پہلے ٹیم کی ملاقات یونین کے نائب صدر محمد سرور سے ہوئی۔ ٹیم کے استفسار پر اس نے بتایا کہ ان فیکٹریوں میں پانچ سو سے زاید مزدور کام کرتے ہیں۔ عوام اور حکومت کی نظروں میں دھول جھونکنے کے لیے انتظامیہ نے ایک پاکٹ یونین بنا رکھی تھی جو مزدوروں کے بجائے انتظامیہ کے حقوق کی حفاظت کرتی تھی۔ ان فیکٹریوں میں مزدوروں کو کسی قسم کی کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ میڈیکل الاؤنس' جو مزدوروں کا حق ہے' نہیں ملتا تھا۔ آٹھ گھنٹے کی بجائے بارہ گھنٹے ڈیوٹی لیتے تھے۔ اگر کوئی دوران کام مشین کی زد میں آکر زخمی ہو جاتا تو اس کو بھی کوئی رعایت نہیں دی جاتی تھی۔

پچھلے دنوں حکومت کی جانب سے مزدوروں کو سائیکلیں دی گئیں مگر فیکٹری انتظامیہ نے وہ سائیکلیں مزدوروں کی بجائے اپنے چہیتوں کو دے دیں اور ان سے بھی دو سو روپے فی کس وصول کر لیا۔ ان زیادتیوں سے تنگ آکر مزدوروں نے فیصلہ کیا کہ "پاکٹ یونین" سے جان چھڑائی جائے' چنانچہ اس سلسلہ میں مزدوروں نے ایک اجلاس میں "پاکٹ یونین" کے خلاف عدم اعتماد کر کے اپنی یونین بنا ڈالی اور انتظامیہ کو اطلاع کر دی۔ جنرل منیجر خواجہ عبدالرشید' جو کہ محترمہ عاصمہ جہانگیر کے اثر و رسوخ کی وجہ سے ہم مزدوروں کو انسان نہیں سمجھتے' یہ سن کر آگ بگولا ہو گئے اور ان تمام مزدوروں کو' جو یونین میں شامل تھے' نکال باہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا حالانکہ لیبر لاز کے تحت مزدوروں کو بغیر کسی نوٹس کے نہیں نکالا جا سکتا۔

ان ظالمانہ اقدام پر جب مزدوروں نے احتجاج کیا تو ان کو دھمکایا گیا اور گالیاں دے کر دفتر سے نکال دیا گیا' جس پر ہم سب نے ہڑتال کر دی اور فیکٹری میں کام بند کر دیا۔ اب سوائے ان بیس مزدوروں کے' جو "پاکٹ یونین" میں تھے' باقی سب مزدور ہمارے ساتھ ہیں۔ مختار یوسف سیکرٹری نشرو اشاعت نے بتایا کہ ہڑتال کے بعد مزدوروں نے بھوک ہڑتال کر کے مین فیروز پور روڈ بلاک کر دی' جس پر ضلعی انتظامیہ نے ایکشن لیا اور عاصمہ جہانگیر کی سفارش پر مزدوروں اور انتظامیہ کے درمیان مذاکرات ہوئے۔ اسسٹنٹ کمشنر قصور نے ان مذاکرات کی نگرانی کی۔ ان مذاکرات میں فیکٹری کی انتظامیہ نے مزدوروں کے مطالبات تسلیم کر لیے اور مزید مذاکرات کے لیے لاہور بلایا۔ جب مزدور لاہور پہنچے تو ان کی غیر موجودگی میں انتظامیہ نے اپنے غنڈوں کی مدد سے فیکٹری پر قبضہ کر لیا۔ جب مزدوروں کو اس کا علم ہوا تو فوراً فیکٹری پہنچے مگر انتظامیہ کے غنڈے' جن کو ضلعی انتظامیہ کی حمایت بھی حاصل ہے' مزدوروں کو مار مار کر فیکٹری سے نکال دیا' جس کے بعد مزدور بار بار ضلعی انتظامیہ کے پاس جا رہے ہیں مگر کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔

مزدوروں نے لیبر کورٹ سے حکم امتناعی بھی حاصل کیا ہے مگر اس کے باوجود فیکٹری انتظامیہ نے مزدور نکال دیے ہیں اور باقی ایک ایک کر کے نکالے جا رہے ہیں۔ ایک مزدور عبدالستار نے بتایا کہ انتظامیہ دراصل بڑے مزدوروں کو نکال کر بچوں کو بھرتی کرنا چاہتی ہے کیونکہ ان کی تنخواہ کم ہوتی ہے۔ ایک مزدور اللہ دتہ نے بتایا کہ مشین پر کام کرتے ہوئے میرا بازو زخمی ہو گیا مگر ہسپتال کا بل انتظامیہ نے کھا لیا۔ اس دوران انسپکشن ٹیم نے فیکٹری میں بچوں کو گھومتے ہوئے دیکھا تو ان کو بلا کر پوچھا کہ وہ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ ان بچوں نے ٹیم کو بتایا کہ وہ یہاں ملازمت کرتے ہیں۔ ٹیم کی وہاں سات بچوں سے ملاقات ہوئی۔ بچوں نے بتایا کہ ان کو دو سو روپے سے چار سو روپے تک مزدوری دی جاتی ہے اور وہ بارہ گھنٹے تک کام کرتے ہیں۔ ایک فیکٹری مزدور رمضان نے ٹیم کو بتایا کہ دراصل انتظامیہ نے دو ریکارڈ بنائے ہوئے ہیں' ایک ریکارڈ لیبر ڈیپارٹمنٹ' انکم ٹیکس اور سوشل سکیورٹی کے لیے اور دوسرا ریکارڈ فیکٹری کے مزدوروں کے لیے ہے۔

انسپکشن ٹیم نے فیکٹری مینجر خواجہ عبدالرشید سے ملاقات کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ لاہور گئے ہوئے ہیں۔ جب کسی دوسرے ذمہ دار افسر سے بات کرنے کی کوشش کی تو فیکٹری کے گیٹ سے انکار میں جواب ملا۔ انسپکشن ٹیم نے فیکٹری کے بعد ضلع کچہری میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسسٹنٹ کمشنر سے ملاقات کرنے کی کوشش کی مگر اتفاقاً وہ بھی نہیں مل سکے۔ ضلع کچہری میں انسپکشن ٹیم کی ملاقات پاکستان پیپلز پارٹی قصور کے جنرل سیکرٹری زبیر طاہر ایڈووکیٹ سے ہوئی۔ زبیر طاہر نے بتایا کہ ان کو اس مسئلہ کا علم ہے اور انہیں عاصمہ جہانگیر کی وجہ سے شدید تکلیف ہوئی ہے۔ انہوں نے کئی مرتبہ مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی مگر فیکٹری انتظامیہ کی بے حسی کی وجہ سے مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔

پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور ڈویژن کے سینئر نائب صدر محبوب عالم اور پیپلز یوتھ ضلع قصور کے صدر نواز گل ایڈووکیٹ نے ٹیم کو بتایا کہ انسانی حقوق کے نام پر عاصمہ جہانگیر نے اپنی وکالت چمکائی ہے۔ لاکھوں روپے کے فنڈ اکٹھے کیے' اسی فنڈ پر دنیا بھر کے دورے کرتی ہے مگر "چراغ تلے اندھیرا" ہے' انسانی حقوق کا ان سے صرف اخباروں کی حد تک تعلق ہے۔ حکومت پاکستان کو فوری طور پر اس ظلم پر ایکشن لینا چاہیے اور ان بہروپیوں کا اصل روپ ظاہر کر دینا چاہیے اور کسی نیک شخص کو انسانی حقوق کا چیئرمین بنانا چاہیے۔ محمد رمضان فنانس سیکرٹری پاور لومزدور کرز یونین قصور نے بات چیت میں حصہ لیتے ہوئے جذباتی انداز میں کہا کہ سوشل سکیورٹی اور محکمہ محنت حکومت کے لاکھوں روپے ضائع کرتے ہیں مگر کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچاتے۔ لیبر آفیسر قصور "رانا حسب الارشاد" چھ لاکھ روپے مہینہ اکٹھا کرتا ہے اور صنعت کاروں کو اجازت دے دیتا ہے کہ وہ مزدوروں کا خون چوس لیں۔ ان دونوں محکموں کو فوری طور پر بند کر دینا چاہیے۔ ہر فیکٹری میں لیبر لاز کو پاؤں تلے روندا جاتا ہے۔ بچوں سے جبری مشقت لی جا رہی ہے مگر سب خاموش ہیں۔ یہ جمہوری حکومت میں انتہائی افسوسناک ہے۔ اس کے بعد ٹیم واپس روانہ ہو گئی"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور' کیم مئی ۱۹۹۴ء)

جبری مشقت کا شکار بچوں کی عمر' تنخواہ' مدت ملازمت انسانی حقوق کے علمبرداروں کے منہ پر طمانچہ

ہیومن رائٹس کمیشن پاکستان کی چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر کے شوہر طاہر جہانگیر کی فیکٹری پریمئر گارمنٹس میں درجنوں بچوں سے جبری مشقت لی جاتی ہے۔ جن بچوں سے ٹیم کی ملاقات ہوئی' ان کے نام درج ذیل ہیں:

نام	عمر	تنخواہ	مدت ملازمت
عارف ولد محمد دین	۱۴سال	۳۰۰روپے	اڑھائی سال
اختر ولد محمد حسین	۱۰سال	۲۵۰روپے	۲سال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد نذیر ولد اللہ دتہ	۱۴سال	۳۰۰روپے	۳سال
غلام مصطفےٰ ولد فقیر حسین	۱۳سال	۳۰۰روپے	۲سال
ارشد ولد خوشی محمد	۱۳سال	۴۰۰روپے	۳سال
شیر احمد ولد عالم	۹سال	۳۰۰روپے	۲سال
ارشاد ولد انور	۱۰سال	۳۰۰روپے	۲سال

(روزنامہ "خبریں" لاہور' یکم مئی ۹۴ء)

عاصمہ جہانگیر کے شوہر کی فیکٹری میں انسانی حقوق کی پامالی---
۲۹ مزدور برطرف
ساتھیوں کو بحال نہ کیا گیا تو عاصمہ جہانگیر کی مزدور دشمنی کے خلاف تامرگ بھوک ہڑتال کریں گے --- مزدور رہنما

"پاکستان میں انسانی حقوق کمیشن کی چیئرپرسن اور معروف قانون دان عاصمہ جہانگیر کے شوہر کی لاہور قصور روڈ پر واقع گارمنٹس فیکٹریوں میں پاکٹ یونین کے خلاف عدم اعتماد کر کے اپنے طور پر یونین سازی کرنے والے مزدوروں پر فیکٹری مالکان اور انتظامیہ نے ایک اور جابرانہ اقدام اٹھاتے ہوئے اپنی پہلی فیکٹری کے ان ۲۹ مزدوروں کو بھی بلا نوٹس فیکٹری سے نکال دیا ہے' جنہوں نے پریمئر گارمنٹس فیکٹری میں نئی یونین بنانے والے فیکٹری کے ۹۵ فیصد مزدوروں کی مالی امداد کے لیے چندہ اکٹھا کر کے دیا تھا۔

تفصیلات کے مطابق عاصمہ جہانگیر کے شوہر طاہر جہانگیر کی لاہور قصور روڈ پر واقع گارمنٹس کی دو فیکٹریوں میں سے پریمئر گارمنٹس کے نام سے چلنے والی ایک گارمنٹس فیکٹری میں گزشتہ ماہ کے آخر میں مزدوروں نے پاکٹ یونین کے ذریعے اپنے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والے مالکان کی پاکٹ یونین کے بالمقابل اپنی یونین بنا ڈالی تو فیکٹری مالکان نے مزدوروں کی اس گستاخی پر چار سو کے قریب کام کرنے والے مزدوروں کو فیکٹری سے نکال دیا' جس پر مزدوروں کے نمائندہ چالیس ارکان نے تامرگ بھوک ہڑتال کر دی' تو بھوک ہڑتال کے پندرھویں روز' جب ہڑتالیوں کی حالتیں نازک ہونے لگیں' تو مالکان نے مجبوراً فیکٹری کے گیٹ کھول دیے مگر مزدوروں کے ساتھ مذاکرات میں طے ہونے کے باوجود مزدوروں کی یونین کے چالیس نمائندوں کو فیکٹری میں داخل ہونے سے روک دیا' جس پر مزدوروں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے اپنے برطرف ساتھیوں سمیت فیکٹری میں داخل ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کوشش کی تو انہیں زبردست تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

برطرف کیے جانے والے چالیس مزدوروں اور ان کے ساتھیوں نے اس ناانصافی پر ڈپٹی کمشنر قصور اور لیبر کورٹ لاہور جا کر دادرسی کے لیے درخواستیں دیں تو ایک مقامی افسر کی موجودگی میں فیکٹری مالکان نے برطرف کیے جانے والے مزدوروں کی تمام شرائط کو تسلیم کر لیا مگر لیبر کورٹ میں جا کر مالکان طے شدہ شرائط سے منحرف ہو گئے۔ دریں اثناء برطرف مزدوروں کے پنجاب بھر کے رہنماؤں رفاقت علی، محمد اکرم، محمد شریف، عارف علی، ملک نیامت علی، محمد عاشق، محمد رمضان، بوٹا مسیح، اکبر مسیح، محمد اسحاق، عبدالرشید اور عبدالجبار وغیرہ نے گزشتہ روز ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عاصمہ جہانگیر اور ان کے شوہر نے پریمئر گارمنٹس میں اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والے مزدوروں کے لیے چندہ اکٹھا کر کے دینے والے انہی مالکان کی نزدیک ہی واقع دوسری فیکٹری میں کام کرنے والے ۲۹ مزدوروں کو بغیر کسی نوٹس کے فیکٹری سے نکال دیا ہے۔ مزدور رہنماؤں نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر آئندہ ایک ہفتے تک ہمارے برطرف ساتھیوں کو بحال نہ کیا گیا تو ہم عاصمہ جہانگیر کی مزدور دشمن پالیسی کے خلاف پنجاب اسمبلی ہال کے سامنے اپنے سینکڑوں ساتھیوں سمیت تامرگ بھوک ہڑتال کر دیں گے"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور، ۲۴ اپریل ۹۴ء)

پی ایس ایف کی مذمتی قرارداد

"گزشتہ روز پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن ضلع قصور کا اجلاس چیف آرگنائزر آصف چودھری کی رہائش گاہ پر ہوا، جس کی صدارت ضلعی صدر چودھری محمد اکرم نے کی۔ اجلاس میں قصور سٹی کے صدر ندیم اختر، تحصیل چونیاں کے صدر صوبہ بلوچ اور پتوکی کالج کے صدر ذوالفقار ڈوگر نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں ایک مشترکہ قرارداد منظور کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ عاصمہ جہانگیر کے شوہر طاہر جہانگیر کی فیکٹریوں میں مزدوروں اور بچوں پر ہونے والے مظالم بند کیے جائیں اور برطرف شدہ مزدور بحال کیے جائیں۔ اجلاس میں ان فیکٹریوں میں بچوں سے جبری مشقت کی بھی مذمت کی گئی۔ اجلاس میں عاصمہ جہانگیر کو چیئرپرسن ہیومن رائٹس کمیشن سے ہٹانے کا بھی مطالبہ کیا گیا"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور، یکم مئی ۹۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان احمد چودھری' چیئرمین "پیام یونین"

"عاصمہ جہانگیر اپنے "گھر والے" کے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر احتجاج کریں یا پھر انسانی حقوق کی علمبرداری کا دعویٰ ترک کر دیں۔ یہ بات این ایل ایف کے رہنما اور پیام یونین کے چیئرمین احسان احمد چودھری نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر اور ان کے شوہر کی گارمنٹس فیکٹری میں مبینہ طور پر ایک عرصہ سے ظلم و بربریت جاری ہے۔ حق مانگنے والے مزدوروں کو یا تو بغیر وجہ بتائے کان سے پکڑ کر باہر پھینک دیا جاتا ہے یا پھر ان پر تشدد کروایا جاتا ہے۔ انہوں نے صدر' وزیر اعظم' گورنر اور وزیر اعلیٰ سے صورت حال کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۰ اپریل ۹۴ء)

حافظ محمد ادریس

"امیر جماعت اسلامی پنجاب حافظ محمد ادریس نے کہا ہے کہ رسالت ماب ﷺ اور دیگر انبیائے کرام کی شان میں گستاخی معمولی بات نہیں ہے۔ حافظ محمد ادریس نے کہا کہ ہیومن رائٹس کمیشن کے ذمہ دار اشتعال انگیز بیانات دے کر جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کر رہے ہیں۔ ایسے مواقع پر جذبات سے بالاتر ہو کر دلیل اور ثبوت کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔ اقلیتوں کو ایسے نازک معاملات میں ہلاشیری دے کر ان کی کوئی خدمت نہیں کی جا رہی۔ حافظ محمد ادریس نے کہا کہ یہ عناصر کس قدر تضادات کا شکار ہیں کہ ایک طرف ہیومن رائٹس کے چیمپئن بنے ہوئے ہیں' تو دوسری جانب آج کے اخبارات میں عاصمہ جہانگیر کے شوہر کی فیکٹری کے مزدوروں کی بھوک ہڑتال کی خبر بھی موجود ہے۔ اس سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ عاصمہ جہانگیر اور ان کے ٹولے کے لوگ صرف اور صرف اسلامی قوانین کے خلاف ہیں اور ان کی مخالفت کے لیے کئی پردوں کو اوڑھ کر خبث باطن کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اپنی فیکٹری میں کام کرنے والے مزدوروں کے معاملہ پر انہیں انسانی حقوق کی یاد کیوں بھول جاتی ہے۔ حافظ محمد ادریس نے کہا کہ انسانی حقوق کے اس نام نہاد ٹولہ کو بیرونی ایجنسیوں سے باقاعدہ رقوم ملتی ہیں اور یہ اسلام کے خلاف پراپیگنڈا کے لیے ان کو استعمال کرتے ہیں"۔ (روزنامہ "خبریں" یکم مئی ۹۴ء)

عاصمہ جہانگیر کے خلاف عیسائی رہنما کے الزامات

"گستاخی رسول ﷺ کے کیس میں عیسائی رہنماؤں اور انسانی حقوق کی تنظیم کے بعض عہدیداروں کے خلاف ملک میں امن و امان کی صورت حال خراب کرنے اور غیر ملکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایجنسیوں کی خواہش پر مذہب کے نام پر لوگوں کو لڑانے کے الزام میں لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کرنے والے بشپ کیستھ لزلی کے اٹھارہ سالہ اکلوتے طالب علم بیٹے کو دو عورتوں سمیت ۷ افراد نے مبینہ طور پر اغوا کر لیا ہے۔ گلبرگ پولیس نے ایس ایس پی لاہور کے حکم پر ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ ایف سی کالج میں رہائش پذیر بشپ کیستھ لزلی کے مطابق چند ماہ قبل گوجرانوالہ میں ہونے والے گستاخ رسول کے واقعہ اور بعد ازاں ہائی کورٹ کے باہر اس سلسلہ میں قتل ہونے والے منظور مسیح کے واقعہ پر بعض عیسائی رہنماؤں اور انسانی حقوق کی ایک تنظیم کی عہدیدار (عاصمہ جہانگیر) نے' جو خود مبینہ طور پر قادیانی ہے' بعض ملک دشمن اور کمیونسٹ طرز کے افراد کے ساتھ مل کر غریب عیسائیوں کو غلط راہ پر لگایا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کو آپس میں لڑانے کی کوشش کر کے ملکی امن و امان خراب کرنے کی کوشش کی اور حکومت کے خلاف جلوس نکال کر لاکھوں ڈالر کمائے"۔ (روزنامہ "پاکستان" لاہور' ۲۷ جولائی ۱۹۹۴ء)

میرے شوہر قادیانی ہیں --- عاصمہ جہانگیر کا اعتراف

"میرے شوہر (طاہر جہانگیر) قادیانی ہیں۔ اس سلسلے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتی۔ وہ ہم سے بہت بہتر ہیں"۔ (عاصمہ جہانگیر کا بیان' روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۶ جون ۱۹۸۶ء)

بلا تبصرہ

"عاصمہ جہانگیر اور اس کے شوہر طاہر جہانگیر کو آئی سی پی کے قرضے ادا کرنا ہیں"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۳۰ اگست ۹۳ء)

WWW.KITABOSUNNAT.COM

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتاق راج

معروف قانون دان محمد اسماعیل قریشی صاحب لکھتے ہیں:

"پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد یہ توقع تھی کہ یہاں توہین رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جرم کی شرعی سزا' سزائے موت کا قانون پھر سے بحال ہو جائے گا' لیکن کسی بھی مقننہ یا حکومت کو اس بارے میں پیش رفت کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ اسی اثناء میں اسلام دشمن قوتوں نے پاکستان کی اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے لیے' سازشوں کا جال سارے ملک میں بچھا دیا۔ زر خرید ایجنٹوں کے ذریعہ یہاں کے نوجوانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لیے لادینی لٹریچر بھی پھیلانا شروع کر دیا گیا۔ اس سلسلہ میں ایک کیمونسٹ مشتاق راج کا ذکر ضروری ہے جس کی اشتعال انگیزی' قانون توہین رسالت کا باعث بنی۔ اس کی خدمات روس کی حکومت نے حاصل کیں۔ مشتاق راج نے ۱۹۸۳ء میں Heavenly Communism (آفاقی اشتمالیت) نامی ایک کتاب لکھی جو ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ میں مفت تقسیم کی گئی۔ یہ کتاب راقم الحروف تک بھی پہنچائی گئی۔ اگرچہ' میں مصنف کے مبلغ علم سے واقف تھا' مگر یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کتاب میں کیمونزم کا مذہبی نقطۂ نظر سے کس طرح جائزہ لیا گیا ہے' میں نے کتاب پڑھنا شروع کی۔ جیسے جیسے کتاب کو پڑھتا گیا' میری قوت برداشت جواب دیتی چلی گئی۔ مجھ پر غم و غصہ کی جو کیفیت طاری ہوئی' وہ ناقابل بیان ہے۔ اس کتاب میں نہ صرف اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ تمسخر کیا گیا' بلکہ مذاہب اور ادیان کا بھی مذاق اڑایا گیا تھا۔ دینی پیشواؤں کو "مذہبی شیطان" کہا گیا' انبیائے کرام علیہ السلام پر نہایت گھٹیا اور سوقیانہ حملے کیے گئے اور انتہا یہ ہے کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں بھی گستاخی کی جسارت کی گئی۔ میں نے نہایت صبر و ضبط سے کام لیتے ہوئے ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس (پاکستان زون) کا اجلاس طلب کیا' جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پاکستان کے نامور علمائے دین کے علاوہ بیرون ملک سے عالم اسلام کے دو ممتاز اسکالرز ڈاکٹر ربیع المدخلی اور پروفیسر سعید صالح نے بھی شرکت کی۔ سب علماء کا متفقہ فتویٰ تھا کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم واجب القتل ہے' لہٰذا حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس ناپاک کتاب کو فوری طور پر ضبط کرلے اور بغیر کسی تاخیر کے توہین رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قانون بنا کر اسے نافذ العمل کر دیا جائے' تاکہ آئندہ کسی بدبخت کو اہانت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جرات نہ ہوسکے۔ لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن اور بار کونسل نے بھی راقم کی تحریک پر مشتاق راج کو بار کی رکنیت سے خارج کر دیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسے گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دی جائے اور اس ناپاک کتاب کی ساری کاپیاں فوری ضبط کرلی جائیں۔ اہل لاہور کو جب اس کتاب کی اشاعت کا علم ہوا تو ان کے جذبات مشتعل ہوگئے اور حکومت نے امن و امان کی صورت حال اور بار ایسوسی ایشن کی قرارداد کے پیش نظر اسے زیر دفعہ ۲۹۵ اے گرفتار کرلیا' کیونکہ تعزیرات پاکستان میں اس وقت تک توہین رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسے سنگین اور انتہائی دل آزار جرم کی کوئی سزا مقرر نہیں تھی۔ ملک عزیز کے تمام مکاتب فکر کے علماء' وکلاء' بار ایسوسی ایشنز اور دینی تنظیموں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس سلسلہ میں فوری طور پر قانون سازی کی جائے۔ پاکستان کے قومی اخبارات نے بھی اس کی تائید کی اور اس کی حمایت میں اداریے لکھے۔ بالآخر اسلامی نظریاتی کونسل نے اسلامیان پاکستان کے اس مطالبہ کا نوٹس لیا اور شیخ غیاث محمد' سابق اٹارنی جنرل کی تحریک پر حکومت سے سفارش کی کہ توہین رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ارتداد کی سزا' سزائے موت مقرر کی جائے۔ اس کے باوجود حکومت وقت نے اس نازک مسئلہ کو مستحق توجہ نہیں سمجھا"۔

("ناموس رسول ﷺ اور قانون توہین رسالت" از محمد اسماعیل قریشی)

کتاب کی ضبطی کے لیے لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کی گئی' جس کے فیصلہ کی روشنی میں مذکورہ متنازعہ کتاب ضبط ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی مشتاق راج کے خلاف تھانہ انارکلی لاہور میں مقدمہ درج کروایا گیا جس کے تحت اس کی گرفتاری عمل میں آئی۔ روس اور بھارت نواز لابیاں' مشتاق راج کو بچانے کے لیے سرگرم عمل ہوگئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتاق راج کی درخواست ضمانت کی سماعت کے دوران بڑے دلچسپ اور ایمان پرور واقعات دیکھنے کو ملے۔ سماعت کے دوران مجاہد ختم نبوت رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ نے محسوس کیا کہ جسٹس صاحب' مشتاق راج کی ضمانت لینے پر آمادہ ہے اور توہین رسالت کے معاملے کو آزادی اظہار سے منسلک کر رہا ہے تو انہوں نے عدالت میں جسٹس کو مخاطب کر کے گرج کر کہا "خبردار! اگر تم نے اس شاتم رسول ﷺ کی ضمانت منظور کی تو میں تمہاری جان لے لوں گا"۔ جج نے کہا کہ "یہ توہین عدالت ہے"۔ رشید مرتضیٰ قریشی صاحب نے بپھرے ہوئے شیر کی طرح گرج کر کہا "وہ توہین رسالت ﷺ ہے"۔ اس پر عدالت میں سناٹا چھا گیا اور جج خوفزدہ ہو کر اندر اپنے چیمبر میں بھاگ گیا۔ اور پھر اس نے کیس کی سماعت سے انکار کر دیا۔ بعد میں ایک دوسرے جج صاحب نے مشتاق راج مردود کی درخواست ضمانت مسترد کر دی۔ جب اسے جیل بھیجا گیا تو وہاں بھی دلچسپ صورت حال پیدا ہو گئی۔ قیدیوں کو جب معلوم ہوا کہ مشتاق راج توہین رسالت ﷺ کے جرم میں گرفتار ہوا ہے تو قیدیوں کی غیرت ایمانی بیدار ہو گئی اور انہوں نے اسے برداشت کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی جان کے دشمن ہو گئے۔ چنانچہ جیل کے عملے کو مجبوراً اسے تمام قیدیوں سے الگ رکھنا پڑا۔

مشتاق راج کی گرفتاری کے سلسلہ میں جناب محمد اسماعیل قریشی صاحب لکھتے ہیں:

"جب ہم نے اس کے خلاف مقدمہ درج کروایا تو پولیس اسے گرفتار کرنے پر تیار نہیں تھی۔ اسی دوران چار نوجوان ہمارے پاس آئے کہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ ہم اس شاتم رسول ﷺ کو قتل کیے بغیر گھر نہیں جائیں گے' اس لیے ہمیں اس کا پتہ بتایا جائے تاکہ اسے اس کے انجام تک پہنچایا جائے۔ ہم نے ان نوجوانوں کو سمجھایا کہ آپ صبر کریں اور اسے قانون کے حوالے ہونے دیں مگر یہ نوجوان خود اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور اس کا دفتر ڈھونڈ لیا۔ پولیس کو جب اس صورت حال کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس کی حفاظت کی خاطر خود اسے گرفتار کر لیا۔ بعد ازاں اس کا کیس فوجی عدالت میں سماعت کے لیے گیا جس نے یہ کہہ کر اسے چھوڑ دیا کہ وہ پہلے ہی چھ ماہ کی سزا بھگت چکا ہے' اس لیے مزید کسی سزا کی ضرورت نہیں۔ فوجی عدالت نے اسے رہا کر دیا۔ مگر فدایان رسول ﷺ کا خوف مسلسل اس پر مسلط تھا جس کے باعث رہائی ملنے کے باوجود اس نے زیر زمین چلے جانے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عافیت جانی اور تب سے اب تک وہ لاپتہ ہے"۔ (ہفت روزہ "زندگی"
لاہور' ۱۷ تا ۲۳ نومبر ۹۰ء)

کیا مر گئے ہیں اہل جنون کچھ تو خبر لو
اٹھتی نہیں کہیں سے بھی دار و رسن کی بات

WWW-KITABOSUNNAT-COM

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلیمان اطہر

"ہمارا ملک' اپنے محدود زرمبادلہ کا ایک خاصا حصہ ہر سال بیرون ملک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے نوجوانوں خصوصاً ان اساتذہ پر خرچ کرتا ہے جو مختلف مضامین میں' پی ایچ ڈی کرنے کے لیے باہر کی یونیورسٹیوں میں جاتے ہیں۔ ان کو اپنے وسائل سے بڑھ کر سہولتیں دی جاتی ہیں اور پی ایچ ڈی کے بعد ان کے' ترقی کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ ان میں یقیناً ایسے لوگ ہیں جو باہر سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے آتے ہیں اور ملک کی تعلیمی اور غیر تعلیمی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں لیکن اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا ایک استاد ڈاکٹر سلیمان اطہر' جو اسلامیات میں پی ایچ ڈی کے لیے ایڈنبرا برطانیہ گیا' اسلام دشمنی میں یہودیوں اور عیسائی مستشرقین سے بھی آگے نکل گیا۔ اس نے خبث باطن' بددیانتی' ملک و ملت سے غداری اور حضور رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دیے۔

پی ایچ ڈی کے لیے اس کے منتخب کردہ موضوع کا عنوان ہے:

"The Development of Military Intelligence in the career of the Prophet at Medina"

"مدینہ میں رسول اکرم ﷺ کی پیشہ ورانہ زندگی میں فوجی جاسوسی کا ارتقاء"

عنوان کے انتخاب سے ہی ظاہر ہے کہ مقصود ایسی تحقیق ہرگز نہیں جس سے مسلمانوں کی' پاکستان کی یا علم سیرت کی کوئی خدمت ہو سکے بلکہ مقصود نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور آپ کے کارناموں کو غلط انداز میں پیش کرنا' آپ کی عظمت کو گھٹا کر دکھانے کی کوشش کرنا اور سیرت پاک کو بگاڑنا ہے۔

اس شخص کے ارادۂ بد کا واضح اظہار اس کے مقالے کے آغاز ہی میں ہو جاتا ہے جہاں وہ اس موضوع پر تحقیق کرنے کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔ حوالہ اصل مقالہ صفحہ ۲'۳۔

"The earliest followers of the Prophet like the first four caliphs who had taken part in most

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

of the events which took place during his career as a prophet did not write the biography of their leader, because after his death they were engaged, as Tor Andrae writes, as responsible leaders in the military state and therefore had other things to do rather than relating the stories concerning the activities of Muhammad. These followers were the most appropriate persons to write an honest biography of their leader because they, in spite of their firm belief in his prophethood, had witnessed his drawbacks as a human being and his limits concerning his relationship to God."

"رسول (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کے سب سے پہلے پیروکاروں مثلاً خلفائے اربعہ' جنہوں نے آپ کی پیغمبر کی حیثیت سے پیشہ ورانہ زندگی کے دوران ہونے والے اکثر واقعات میں حصہ لیا تھا' اپنے لیڈر کے حالات زندگی نہیں لکھے' کیونکہ ان کی وفات کے بعد' جس طرح ٹور انڈرے نے لکھا ہے' وہ فوجی ریاست کے ذمہ دار لیڈران کی حیثیت سے بہت مصروف تھے' اس لیے ان کے پاس (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کارگزاریوں کے متعلق کہانیاں سنانے کی بجائے دوسرے بہت سے کام تھے۔ یہ پیروکار اپنے لیڈر کی دیانت دارانہ سیرت لکھنے کے سب سے زیادہ اہل تھے۔ کیونکہ ان کی رسالت میں پختہ یقین رکھنے کے باوجود انہوں نے بحیثیت انسان ان کی خامیوں اور خدا کے ساتھ ان کے رشتے کی محدودیت کا مشاہدہ کیا تھا"۔ (نعوذ باللہ نقل کفر' کفر نہ باشد)

یہ مقالہ لکھنے میں اس کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ "جاسوسی نے بہت ناموافق حالات کے بالمقابل آپ کی کامیابی میں سب سے بڑا رول ادا کیا"۔ (نعوذ باللہ) اس مقالے کا ایک ایک صفحہ' رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ناپاک جسارتوں' گستاخیوں'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بددیانتوں، تحریفات، ہرزہ سرائیوں اور سب و شتم سے بھرا ہوا ہے۔ ان کو نقل کرنا بلکہ محض پڑھنا ہی ایک مسلمان کے لیے انتہائی اذیت ناک ہے۔ لیکن مقصود چونکہ یہ ہے کہ نوجوانوں کو اس کے ناپاک خیالات کی زد سے محفوظ رکھا جائے اور اسے اس حیثیت سے ہٹایا جائے جہاں سے وہ ملک و قوم کے خزانے سے تنخواہ حاصل کر کے اس کے نوجوانوں کے دل میں حضرت رسالت مآب فداہ ابی و امی کے بارے میں ناپاک خیالات کا بیج بونے کی کوشش میں مصروف ہے، اس لیے بادل ناخواستہ سینے پر پتھر رکھ کر محض چند نمونے نقل کرنے کی جسارت کی جا رہی ہے تاکہ حالات کی سنگینی کا احساس دلا کر اس کے علاج کے لیے کوشش کی جائے۔ ان عبارتوں کو نقل کرتے ہوئے نقل کفر کفر نہ باشد پیش نظر ہے۔

یہ شخص جنگ بدر کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ اصل مقالہ صفحہ ۷۶۔

The Ansar (people of Medina) were generally farmers and the Muhajirun had come from a city where people were engaged in trading activities to earn their livelihood and had no experience of farming. Most of the Muhajirun were poor and had no money to start a business. In a situation where the newcomers had neither the skill necessary for farming nor they money necessary to set up a business their leader was confronted with the problem of providing them with food and lodging through some other source. Soon a source was discovered and it was to plunder the Meccan caravans.

ترجمہ: "انصار عموماً کسان تھے اور مہاجرین ایک ایسے شہر سے آئے تھے جہاں کے لوگ روزی کمانے کے لیے تجارتی سرگرمیوں میں معروف رہتے تھے اور زراعت کا کوئی تجربہ نہ رکھتے تھے۔ ایسی صورت میں جبکہ نئے آنے والوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس نہ زراعت کے لیے ضروری مہارت تھی نہ کاروبار سجانے کے لیے ضروری سرمایہ' ان کے لیڈر (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ مسئلہ درپیش تھا کہ ان لوگوں کو کسی اور ذریعے سے خوراک اور رہائش مہیا کی جائے' جلد ہی ایک ذریعہ تلاش کر لیا گیا' وہ تھا کی' قافلوں پر ڈاکے ڈالنا"۔ (نعوذ باللہ)

ادھر حضرات انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین' خصوصاً ان ہستیوں کے بارے میں' جنہوں نے بیعت عقبہ اولی اور ثانیہ میں شرکت کی اور بالاصرار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ آنے کی دعوت دی' مندرجہ ذیل بہتان تراشی کر کے چاند پر تھوکنے کی کوشش کی ہے۔ اصل مقالہ صفحہ ۱۰۱۔

There were, moreover, devoted followers of the Prophet among the local community especially those seventy or so Medinans at whose personal invitation he had migrated to Medina. They had to protect their invitee against any possible danger from his enenies for their honour's sake. It made them ready instruments of a comprehensive espionage system from which no Medinan Arab family was secure.

ترجمہ : "پھر مدینے کی مقامی آبادی میں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جانثار پیروکار بھی تھے۔ خصوصاً وہ ستر کے لگ بھگ مدینے کے باشندے جن کی ذاتی دعوت پر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ انہیں اپنی عزت کی خاطر (ایمان کے تقاضے سے نہیں' نعوذ باللہ) دشمنوں کی طرف ممکنہ خطروں سے ان (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کرنی تھی۔ اسی بات نے انہیں ایک ایسے ہمہ گیر جاسوسی نظام کا آلہ کار بننے پر آمادہ کر دیا جس سے مدینے میں بسنے والا کوئی عرب خاندان بھی محفوظ نہ تھا"۔ (نعوذ باللہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار اور خصوصی تربیت یافتہ ساتھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت معصب بن عمیر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کا قریبی نمونہ ہونے کا شرف حاصل تھا اور اسی وجہ سے حضور ﷺ نے انہیں مسلمانان مدینہ کی خواہش پر ان کی تربیت اور مدینہ میں تبلیغ اسلام کے لیے روانہ فرمایا اور ان کی سرتوڑ کوششوں سے ہجرت سے قبل ہی مدینہ کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ انہوں نے اہل مدینہ کی اسلام سے محبت اور رغبت کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خوشخبری بھجوائی لیکن مقالہ نگار نے اس بارے میں ان کے متعلق مندرجہ ذیل ہرزہ سرائی کی ہے۔ از صفحہ نمبر ۲۲۱۔

The spies or secret agents sent out to work in the enemy of neutral tribes in the guise of preachers or the new faith such as Mus'ab and the people of al-Raji' may be called missionaries.

ترجمہ: "ایسے جاسوس یا خفیہ ایجنٹ جنہیں دشمن یا غیر جانبدار قبائل میں نئے دین کے مبلغین کے روپ میں بھیجا گیا تھا' جیسے معصب بن عمیر اور الراجیٔ کے لوگ مشنری کہلائے جا سکتے ہیں"۔ (نعوذ باللہ)

اس بدنیت اور بدباطن شخص نے خاکم بدہن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میکیاولی کے پرنس کی طرح ایک ایسے شکی مزاج حکمران کے روپ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے جنہوں نے اپنے وفاداروں کی وفاداری کے باوجود ان پر ایک باقاعدہ جاسوسی نظام مسلط کر رکھا تھا کیونکہ وہ انسانی فطرت کو ناقابل اعتماد سمجھتے تھے۔ حوالہ صفحہ نمبر ۲۲۰۔

He also kept the Muhajirun and the Ansar, who were his followers, under close watch through his information service in spite of their faithfulness towards him because after all they were human beings.

ترجمہ: "انہوں نے مہاجرین اور انصار کو' جو آپ کے پیروکار تھے' ان کی وفاداری کے باوجود اپنے جاسوسی نظام کے ذریعے سخت نگرانی میں رکھا ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کیونکہ وہ تھے تو آخر انسان ہی"۔ (نعوذ باللہ)

یہ شخص ذات اقدس کے بارے میں بہتان تراشی کے معاملے میں اس قدر بے حیا ہے کہ اتفاق سے کسی مسلمان کی ایسی جگہ موجودگی کو' جہاں کسی مخالف نے شراب کی بدمستی میں گفتگو کر کے اپنا راز فاش کر دیا' یہ معنی پہناتا ہے کہ جاسوسی کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ من ذالک) خود اپنے صحابی کو مجلس شراب میں شرکت کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ حوالہ صفحہ ۱۳۸۔

The news of the despatch of this caravan reached the Prophet through Nu'aymb. Mas'ud of the Banu Ashja'. He was at Mecca at the time of the departure of the caravan. Then he came to Medina to visit his Jewish friends. He disclosed this news whilst drunk at a party held in the house of a Jew named Kinana b. Abi'l-Huqayq. Another participant of the party was a Muslim, Sulayt b. Aslam by name, who took the news to the Prophet.

ترجمہ : "اس قافلے کی روانگی کی خبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو اشجع کے نعان بن مسعود کے ذریعے پہنچی۔ وہ قافلے کی روانگی کے وقت مکہ میں موجود تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے ایک یہودی دوست کے پاس مدینہ آیا اور ایک یہودی کنانہ بن ابی حقیق کی مجلس میں شراب کے نشے میں راز فاش کر دیا۔ اس مجلس کا ایک اور شریک سلیط بن اسلم نامی مسلمان تھا جو یہ خبر حضور تک لایا"۔

اس واقعہ سے مقالہ نگار نے جو کچھ ثابت کرنے کی کوشش کی' وہ یہ ہے۔ حوالہ اصل مقالہ صفحہ ۱۳۸۔

Sulayt, who used to attend such parties happened to be present in Kinana's house. The latter did not suspect him of being a spy of

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Muhammad but he might have been attending such parties on Muhammad's advice to keep him informed of what was going on in Jewish quarters. In this way, Muhammad succeeded in obtaining information about the caravan.

ترجمہ : "سلیط جو ایسی مجالس میں شرکت کیا کرتے تھے' کنانہ کے گھر میں موجود تھے۔ کنانہ کو اس بات کا شک نہ تھا کہ وہ (سلیط) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جاسوس ہے' لیکن یہ بات قرین قیاس ہے کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت پر آپ کو یہودی علاقے کی سرگرمیوں پر مطلع کرنے کے لیے ایسی پارٹیوں میں شرکت کیا کرتا تھا۔ اس طریقے سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قافلے کے بارے میں اطلاع حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کر لی"۔

پہلی خود ایک بات گھڑ کر اسے قرین قیاس قرار دیا اور پھر اسے حضور ﷺ کی ذات اقدس کی طرف منسوب کر کے یہ الزام لگایا کہ اس طرح انہوں نے اطلاع حاصل کی' حالانکہ خود یہ بات غلط اور بے دلیل ہے کہ آپ ؐ نے اس صحابی کو (نعوذ باللہ) جاسوسی کی غرض سے مجلس شراب میں شرکت کے لیے بھیجا۔ مزید الزام تراشی ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۳۔

On at least three occasions, after the defeat at Uhud, during the siege of Medina and during the campaign of Khyber, the Prophet or his companions spread false news among the enemy to demoralize them and consequently achieved their goals.

ترجمہ : "کم از کم تین مواقع پر' احد میں شکست کھانے کے بعد (نعوذ باللہ) مدینے کے محاصرے کے موقع پر اور خیبر کے خلاف کارروائی کے دوران رسول (اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود) یا ان کے صحابہ نے دشمنوں میں جھوٹی خبریں پھیلائیں تاکہ ان کی ہمتیں پست کر دیں اور اس طرح انہوں نے اپنے مقاصد حاصل کیے"۔ (نعوذ باللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے' اس کا اندازہ اس بدباطن شخص کی اپنی عبارتوں کو دیکھ کر' جن میں اس نے یہ جھوٹ گھڑا ہے' خودبخود ہو جاتا ہے۔ اپنے مقالے میں اس نے احد اور خیبر کے موقع پر گفتگو کرتے ہوئے حضور ﷺ کی طرف جھوٹی خبریں پھیلانے کی نسبت کی ہے اور محاصرہ مدینہ کے موقع پر ایک صحابی کی طرف حضور کی طرف جن دو مواقع پر ایسی نسبت کی ہے' ان کے بارے میں اس کی عبارتیں یہ ہیں۔ حوالہ اصل مقالہ' صفحات ۲۱۶-۲۱۵۔

When the Prophet left for Uhud, Ibn Ubayy stayed behind with one-third of the Prophet's original force and the battle resulted in the victory of the Meccans but the latter did not storm Medina. One of the reasons why the Meccans did not press home their advantage in Medina was, as 'Amr b. al-'As is reported to have said, that they had beard that Ibn Ubayy was in Medina with one-third of the Muslim force. This statement leads us to make an assumption, namely, that the Prophet had spread the news that Ibn Ubayy was at Medina with his consent to serve as a reserve and to defend the city in case of danger. Such propaganda is a part of espionage work.

ترجمہ: "جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی مدینے کی اصل طاقت کے تہائی حصے کے ساتھ پیچھے رہ گیا۔ جنگ کا نتیجہ اہل مکہ کی فتح کی صورت میں ظاہر ہوا (غلط بیانی) لیکن وہ مدینے پر حملہ آور نہ ہوئے۔ عمرو بن عاص کی روایت کے مطابق' ایک وجہ یہ تھی کہ انہوں نے سن رکھا تھا کہ ابن ابی ایک تہائی مسلم فوج کے ساتھ مدینے میں ہے۔ یہاں سے ہم یہ مفروضہ قائم کر سکتے ہیں کہ رسول (اکرم صلی اللہ علیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم) نے یہ بات پھیلا دی تھی کہ ابن ابی ان کی مرضی سے مدینہ میں بطور محفوظ فوج کے رکا ہوا ہے تاکہ خطرے کی صورت میں شہر کا دفاع کر سکے۔ ایسا پروپیگنڈا جاسوسی کے کام کا ایک حصہ ہے"۔

اب اس شخص کی بددیانتی ملاحظہ فرمائیے کہ بغیر کسی بھی دلیل کے اپنی طرف سے بات فرض کر کے ذات اقدس کی طرف منسوب کر دیتا ہے اور اس بنیاد پر جاسوسی اور غلط خبر پھیلانے کا الزام لگا دیتا ہے۔

صورت حال یہ تھی کہ ابن ابی اس لیے مدینے میں رک گیا تھا کہ مدینے کے اندر رک کر لڑنے کی اس کی تجویز نہ مانی گئی تھی۔ اہل مکہ یہ جانتے تھے کہ اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا تو اپنے گھر اور قبیلے کے دفاع میں ابن ابی بھی ضرور لڑے گا۔ اس سے نتیجہ نکالنا کہ غالباً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود غاکم بدہن غلط اطلاع پھیلائی' یہ اپنے ناپاک مفروضے کو ثابت شدہ حقیقت کے طور پر پیش کرنا ذات اقدس سے عناد اور دشمنی کی منہ بولتی مثال ہے۔

دوسرا واقعہ جو اس بدبخت نے ذات اقدس کی طرف منسوب کیا ہے' وہ خیبر کی کارروائی کے دوران ہے۔ اسے ملاحظہ کیجئے' حوالہ صفحہ ۱۷۵۔

Soon after his arrival at Khyber the Prophet tried to buy off the Banu Ghatafan whgo were 4,000 strong. He sent Sa'd b. Mu'adh to meet 'Uyayna, who was in a Jewish fort, and offered him a year's crops of Khyber for his retirement but 'Uyayna refused to accept this offer. Then a rumour, most probably at the Prophet's instigation, was spread that the settlements of the Banu Ghatafan were under attack. The propagation of this false news, which is, after all, an important aspect of intelligence work, forced the Banu Ghatafan to return to their territory to defend their own

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

households.

ترجمہ: "خیبر پہنچنے کے فوراً بعد رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے بنو غطفان کو' جس کی تعداد ۴ ہزار تھی' خریدنے کی کوشش کی۔ انہوں نے سعد بن معاذ کو عینیہ (سردار غطفان) کے پاس' جو ایک یہودی قلعے میں مقیم تھا' بھیجا اور اسے خیبر کی ایک سال کی فصل کی پیشکش کی لیکن عینیہ نے پیشکش قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد یہ افواہ غالباً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکسانے پر پھیلائی گئی کہ بنو غطفان کی آبادیوں پر حملے کا خطرہ ہے۔ اس جھوٹی خبر کے پھیلانے سے' جو بہرحال جاسوسی کے کام کا اہم حصہ ہے' بنو غطفان اس بات پر مجبور ہوگئے کہ وہ اپنے گھروں کے دفاع کے لیے اپنے علاقوں کی طرف لوٹ جائیں"۔

اوپر کے حوالہ نمبر ۳ میں بدترین قسم کی تلبیس کی گئی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس پر اپنی طرف سے جھوٹا بہتان باندھا گیا ہے۔ حوالہ واقدی کا ہے لیکن بددیانتی یہ ہے کہ اس حوالہ میں "غالباً رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اکسانے پر" کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیا گیا ہے' واقدی کی کتاب میں یہ ہرگز موجود نہیں۔ یہ ذات اقدس پر جھوٹ باندھنے کی بدترین مثال ہے۔ یہ حقیقت ہے اس الزام کی کہ حضور نے نعوذ باللہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے جھوٹی خبریں پھیلائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بغض کی یہ بیماری اس شدت سے اس بدبخت کو چمٹی ہوئی ہے کہ اس تمام بہتان تراشی اور ہرزہ سرائی سے بڑھ کر یہاں تک بکواس کر دیتا ہے کہ نعوذ باللہ حضور نے نہ صرف ایک جاسوسی نظام قائم کر رکھا تھا بلکہ نعوذ باللہ خاکم بدہن خود بھی جاسوس تھے۔ نقل کفر کفر نہ باشد' یہ بدبخت لکھتا ہے (صفحہ ۱۲۸)

Because of the failure of the previous missions in the intelligence game and because there was no more time left to examine the capabilities of anyone else, Muhammad himself accompained by one of his companions set out on a spying mission.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ : "جاسوسی کے کھیل میں سابقہ مشنوں کی ناکامی کی وجہ سے --- اور اس وجہ سے کہ کسی اور (جاسوس) کی صلاحیت آزمانے کا وقت نہیں بچا تھا' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خود اپنے ایک ساتھی کو ہمراہ لے کر جاسوسی کے مشن پر روانہ ہو گئے"۔ (نیز حوالہ صفحہ نمبر ۱۳۳)

In the subsequent outcome of the unsuccessful attempts of the first two missions Muhammad did not solely on his agents, but he himself acted as a spy.

ترجمہ : "پہلی دو ناکام کوششوں کے نتیجے میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صرف اپنے ایجنٹوں پر تکیہ نہ کیا بلکہ خود جاسوس کی حیثیت اختیار کر لی"۔ (نعوذ باللہ)

آزادی سے پہلے انگریزوں کے دور حکومت میں اسلام دشمنوں نے اپنے کام سے رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی۔ "رنگیلا رسول" نامی کتاب لکھی گئی' جس کا مسلمانوں نے نہ صرف جواب دیا بلکہ ہرزہ سرا مصنف بھی کیفر کردار کو پہنچا۔ اب ہماری یونیورسٹیاں خود اپنے پیسوں سے لوگوں کو انگریزوں کے پاس بھیجتی ہیں' انہیں یہاں اپنے ملک میں ہر طرح کی سہولتیں (تنخواہ سمیت) دیتی ہیں۔ وہاں کا سارا خرچ زر مبادلہ میں ادا کرتی ہیں اور انگریزوں کے اسلام دشمن ادارے ان کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں' حتیٰ کہ ان میں سے بعض حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور ان کے خلاف الزام تراشی اور بدزبانی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ایسے لوگ صرف اسی طرح کی تحریریں لکھنے پر بس نہیں کرتے بلکہ یہ مستقل طور پر دشمنوں کے ایجنٹ بن کر ہمارے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں براجمان ہیں اور نئی نسل کو حضور ﷺ کے دامن عاطفت سے دور لے جانے کی کوشش میں معروف رہتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر ہمارے لیے بے غیرتی کا کوئی اور مقام ہو گا۔

واضح ہو کہ مقالہ زیر بحث اسلامیہ یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے اور اوپر دیے گئے حوالوں کی تصدیق لائبریری سے کی جا سکتی ہے"۔

(ماہنامہ "بینات" کراچی' اگست ۸۶ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حبیب اللہ مظہر

"۲۴ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو سوشل سیکورٹی آفس شاہدرہ میں "حبیب اللہ مظہر" نامی ایک قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں دریدہ دہنی اور گستاخی کی' جس سے مسلمان ملازمین میں اشتعال پیدا ہوا۔ دفتر مذکور میں دو یوم تک ہڑتال رہی۔ ملازمین نے زبردست احتجاج کیا لیکن انتظامیہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

ملزم کے خلاف تھانہ شاہدرہ میں پرچہ درج کرایا گیا۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کیا۔ ملزم نے عدالت سے ضمانت پر رہائی حاصل کر لی ہے۔ ملزم مذکور کی گرفتاری کے بعد لوکل انتظامیہ کے ڈائریکٹر آغا جاوید مسعود' ڈپٹی ڈائریکٹر' سوشل سیکورٹی افسران' ملک اعجاز' ملک منہاس' سجاد' چودھری شفیق نے ملزم کی بھرپور سرپرستی اور امداد کی۔ گواہوں کو' جو درجہ سوم کے ملازمین ہیں' گواہی سے دستبرداری کے لیے دھمکیاں دیں اور بلیک میل کرنے کی کوشش کی۔ دریں اثناء ملزم کے خلاف احتجاج کرنے والے ملازمین کو دور دراز علاقوں میں تبدیل کر دیا۔

"لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس عبدالمجید ٹوانہ نے توہین رسالتؐ کے مقدمے میں ملوث شاہدرہ کے ایک قادیانی سوشل سیکورٹی افسر حبیب اللہ مظہر کی ضمانت منسوخ کر دی' جس کے بعد پولیس نے کمرہ عدالت کے باہر اسے گرفتار کر لیا۔ ملزم کے خلاف ایک شخص نعمت اللہ نیازی کی رپورٹ پر پولیس تھانہ شاہدرہ میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو مقدمہ درج کیا گیا تھا' جس میں ملزم پر الزام لگایا گیا کہ ملزم نے اپنے دفتر میں اپنے ساتھی ارکان کی موجودگی میں حضرت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات ادا کیے' بالخصوص اس نے حضرت زینبؓ کے ساتھ حضرت نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح کے بارے میں نازیبا کلمات ادا کیے۔

اس مقدمے میں سیشن جج لاہور نے ملزم کو ضمانت پر رہا کر دیا تھا' جس پر مدعی نے لاہور ہائی کورٹ میں ملزم کے خلاف منسوخی ضمانت کی درخواست دائر کی۔ دوران سماعت اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب مسٹر نذیر احمد غازی نے موقف اختیار کیا کہ حضرت نبی آخر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے بارے میں کوئی بھی ایسا لفظ ادا کرنا تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت جرم ہے جس سے گستاخی کا پہلو نکلتا ہو۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں بدترین مسلمان بھی یہ سوچ تک نہیں سکتا کہ وہ اپنی مطلب براری کی خاطر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کرے۔ انہوں نے حکومت پنجاب کی جانب سے ملزم کی منسوخی ضمانت کی حمایت کرتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ سیشن کورٹ نے غلط طور پر ملزم کو ضمانت پر رہا کیا ہے۔ فاضل عدالت نے اس پر ملزم کی ضمانت منسوخ کرتے ہوئے قرار دیا کہ ملزم کو ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہیے تھی' جس سے اہانت رسولؐ کا کوئی پہلو نکلتا ہو"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۲۳ مارچ ۹۴ء)

جوش ملیح آبادی کی بکواس

اس وقت سبک بات نہیں ہو سکتی
توہین خرابات نہیں ہو سکتی
مجرے کے لیے آئے ہیں جبریل امین
کہہ دو کہ ملاقات نہیں ہو سکتی

(جوش ملیح آبادی)

www.KitaboSunnat.com

نعمت احمر

"گزشتہ دنوں فیصل آباد کے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے دفتر میں عارضی طور پر تعینات ایک سینئر عیسائی ٹیچر (معروف ترقی پسند شاعر) نعمت احمر کو مبینہ طور پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرنے اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے کی بنا پر ایک مسلمان نوجوان فاروق نے چھری کے پے درپے وار کرکے ہلاک کر دیا۔ معلوم ہوا ہے کہ میانی اور چک ۲۴۲ ر۔ب دسوہہ کے گاؤں کے سکولوں میں تعیناتی کے دوران اس کے بارے میں شکایت پائی جاتی تھی کہ وہ گستاخ رسول ہے اور طلباء کے سامنے عقاید اسلام اور اکابرین اسلام کے بارے میں نامناسب ریمارکس دیتا ہے۔ چک ۲۴۲ ر۔ب دسوہہ کے متعدد لوگوں نے اور بالخصوص اساتذہ نے محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام کو نعمت احمر عیسائی ٹیچر کے خلاف درخواستیں بھی دی تھیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مقتول کے خلاف تھانہ ڈجکوٹ میں اس کے نامناسب ریمارکس کے خلاف پرچہ بھی درج ہوا تھا۔ افسوس کہ نہ تو پولیس نے کوئی کارروائی کی اور نہ ہی محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام نے کوئی توجہ دی۔ البتہ حفظ ماتقدم کے طور پر اسے عارضی طور پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) میں تعینات کر دیا گیا۔ اس طرح علاقہ کے لوگوں میں غم و غصہ کی لہر مزید تیز ہوگئی کہ شان رسالتؐ میں گستاخی کرنے والے اور اسلام کے خلاف نازیبا ریمارکس دینے والے عیسائی ٹیچر کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کی بجائے اسے مزید تحفظ دے دیا گیا۔ علاقہ بھر میں مقتول کے خلاف سخت اشتعال پایا جاتا تھا۔ چنانچہ مسلمان فاروق قصائی نے علم الدین کی یاد تازہ کرتے ہوئے شان رسالتؐ میں گستاخی کرنے والے عیسائی ٹیچر کو جہنم رسید کر دیا۔

جہاں تک واقعہ کی تفصیلات کا تعلق ہے' وہ اخبارات میں آ چکی تھیں۔ عیسائی گستاخ رسولؐ کا حالیہ قتل قطعی ذاتی عداوت یا رنجش کا نتیجہ نہیں بلکہ ایف آئی آر میں بھی اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ چک ۲۴۲ ر۔ب کی تعیناتی کے دوران جب وہ تعلیم و تدریس کرتا تھا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کی تھی۔ تنظیم اساتذہ کے ایک وفد نے امجد حسین امجد کی سربراہی میں فیصل آباد کے علماء کے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجلاس میں جو تفصیلات بیان کی ہیں' اس سے کہیں یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مقتول نعمت احمر اور مسلمان فاروق کے درمیان کوئی ذاتی تنازعہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فاروق نے عیسائی ٹیچر کو قتل کرنے کے بعد سرعام اعلان کیا تھا کہ

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کو قتل کر کے جہاد کیا ہے اور میں نے اپنے لیے جنت خرید لی ہے"۔

عیسائی ٹیچر کے قتل کے بعد عیسائی رہنماؤں نے اس کیس کو غلط رنگ دینے کی کوشش کی۔ عیسائیوں کی طرف سے جلوس نکالا گیا' جس میں ملزم کے خلاف قرار واقعی سزا کا مطالبہ کیا گیا۔ اس موقع پر عیسائی رہنماؤں کو سوجھ بوجھ کا مظاہرہ کرنا چاہیے تھا۔ ان کا یہ رویہ قطعی نامناسب ہے۔ عیسائی پاکستان میں اقلیت ہیں' جنہیں معاشرہ میں باوقار مقام حاصل ہے۔ انہیں آئینی اور قانونی طور پر وہ تمام مراعات حاصل ہیں جو پاکستانی شہری ہونے کے ناتے دیگر شہریوں کو حاصل ہیں۔ اگر کوئی مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت مریمؑ کی توہین کرے تو وہ قابل تعزیر ہے۔ ہمیں دکھ کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ محکمہ تعلیم اور پولیس کی روایتی تساہل پسندی اور غفلت کی وجہ سے یہ واقعہ رونما ہوا۔ ملزم فاروق کا اقدام اس کے مذہبی جذبات کے مجروح ہونے کا نتیجہ ہے۔ اگر محکمہ تعلیم کے اعلیٰ حکام نے بروقت کارروائی کی ہوتی تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ عیسائی لیڈر گستاخ رسولؐ کے قتل کو مسلم عیسائی کا مسئلہ نہ بنائیں تو بہتر ہے۔ ان کے جارحانہ انداز سے عیسائی اقلیت کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتا ہے لیکن سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ایک اقلیت کے لیے یہ کسی طور پر مناسب نہیں کہ وہ اکثریت پر اپنا رعب جمانے اور اپنا فیصلہ تھوپنے کی کوشش کرے۔

فیصل آباد کی طرح سرگودھا شہر میں بھی عیسائیوں کی طرف سے اہانت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر نے دینی' سماجی حلقوں کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہمیں اقلیتی امور کے وزیر جناب پیٹر جان سہوترا کے اس بیان سے اتفاق ہے کہ فیصل آباد میں ہونے والے واقعہ کی ہائی کورٹ کے جج سے تحقیقات کرائی جائے۔ عیسائی رہنما خصوصاً جے سالک نے فیصل آباد میں مختلف جگہوں پر جو اشتعال انگیز تقریریں کی ہیں" حکومت کا فرض ہے کہ وہ فوری طور پر اس کا نوٹس لے۔ اگر مسلمانوں کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا اور ردعمل کے طور پر مسلمانوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تو پھر حکومت کے لیے لاء اینڈ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرڈر کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔

فیصل آباد اور سرگودھا میں عیسائیوں کی اشتعال انگیزی کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔ ہمیں گرد و پیش کے حالات پر گہری نظر رکھنا ہوگی۔ بھارت کی سرزمین پر قادیان کے جلسہ میں مرزا طاہر احمد کو ایک کروڑ روپیہ پیش کیا گیا' جس سے ہمارا ماتھا ٹھنکا تھا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ ہم نے گزشتہ شمارہ میں اس بات کا انکشاف کیا تھا کہ مرزا طاہر احمد کے لیے یہ کروڑ روپے کی رقم یقیناً بھارتی حکومت کا نذرانہ عقیدت ہے اور یہ رقم پاکستان کے اندر تخریب کاری' دہشت گردی اور امن و امان کی صورت حال کو بگاڑنے کے لیے استعمال ہوگی۔ فیصل آباد اور سرگودھا دونوں ایسے پوائنٹ ہیں جو قادیانیوں کے لیے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ فیصل آباد ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے' جبکہ سرگودھا قادیانیوں کا سابقہ ضلعی صدر مقام ہے جہاں قادیانی گہرا اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ انہی دو شہروں میں عیسائی مسلم کشیدگی کو ہوا دے کر حالات کو ابتر بنایا جا رہا ہے۔ ہم وفاقی حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب سے استدعا کریں گے کہ وہ ذاتی دلچسپی لے کر اس معاملے کا سختی سے نوٹس لیں۔ فیصل آباد میں عیسائی ٹیچر کے قتل پر فیصل آباد کے علماء نے سترہ جنوری کو یوم احتجاج منایا ہے۔ جمعتہ المبارک کے موقع پر قراردادیں پیش کی گئی ہیں' جن میں حکومت سے بجا طور پر پرزور مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جس میں گستاخ رسول ؐ کو برداشت نہیں کیا جا سکتا"۔ (ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد' ۳۱ جنوری ۱۹۹۴ء' جلد ۲۸' شمارہ ۳۸)

"پٹرولیم اور قدرتی وسائل کے وفاقی وزیر اور وزیر اعظم کے معاون خصوصی چوہدری نثار علی نے یقین دلایا ہے کہ فیصل آباد میں مبینہ طور پر قتل ہونے والے عیسائی ٹیچر نعمت احمر سے متعلق تفصیلی رپورٹ تحقیقات کے بعد ایک ہفتہ تک لندن کے ہائی کمشنر کو بھجوا دی جائے گی۔ وہ پاکستانی ہائی کمیشن میں پاکستانیوں کے ایک اجتماع میں خطاب کے دوران سابق میئر کونسلر جیمز شیرا کے ایک سوال کا جواب دے رہے تھے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۸ مئی ۹۴ء)

۴ جون ۱۹۹۴ء کو فیض احمر بھٹہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے گستاخ رسول نعمت احمر کے قاتل فاروق احمد کو ۱۴ سال قید بامشقت کی سزا کا حکم سنایا۔ ("عالم اسلام اور عیسائیت" اگست ۹۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختر حمید خاں

اختر حمید خاں (سکنہ ۴ سی معمار دیو فلیٹس واقع عقب تھانہ عزیز بھٹی، گلشن اقبال، کراچی) ایک ایسی شخصیت ہے جو روز اول سے پاکستان اور اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہے۔

اختر حمید خان کے انگریزی کتابچہ "میری پریشان زندگی" میں ان کا سن ولادت ۱۹۱۴ء بتلایا گیا ہے۔ ۱۹۳۷ء میں انڈین سول سروس کا امتحان پاس کر کے انگلستان میں تربیت حاصل کرنے کے بعد ۱۹۴۴ء تک بنگال میں سب ڈویژنل مجسٹریٹ کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور پھر مشہور ہندو ادارے شانتی نکیتن کلکتہ سے منسلک ہو گئے۔ ۱۹۴۷ء میں جامعہ ملیہ دہلی سے وابستہ ہو کر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۵۰ء میں مشرقی پاکستان چلے گئے اور وہاں پہلے ایک کالج کے پرنسپل اور اس کے بعد مشرقی پاکستان کے شہر "کومیلا" میں ایک اکیڈمی قائم کی، جس کے وہ پہلے ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ یہ اکیڈمی امریکیوں کی آمدورفت کا اڈہ بنی اور مبینہ طور پر مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے کی سازش وہیں پروان چڑھی۔ سرحد پار بھارتی اداروں سے اس کے روابط کتنے مستحکم ہیں، اس کا پتہ ہندوستان سے شائع ہونے والی شعیب سلطان کی کتاب Rural Development In Pakistan کے پیش لفظ میں Institute of Development Studies, Mysore کے ڈائریکٹر آر۔ پی۔ مصرا کی اختر حمید خان کے بارے میں مندرجہ ذیل تحریر سے چلتا ہے:

"Akhtar Hamid Khan with whom Shoaib worked and whom he refers so often in this book is one of the few sincere worker of Gandhian tradition in Pakistan."

مذکورہ کتاب ہندوستان کے مشہور ادارہ VIKAS Publishing House نے شائع کی ہے، جو اپنی پاکستان دشمن تصنیفات کے لیے مشہور ہے۔ اسی ادارہ نے بدنام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ کتاب Islamic Bomb شائع کر کے پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش کی تھی اور امریکی امداد بند کرانے میں خاص رول ادا کیا تھا۔ یہ بات خاص طور پر توجہ طلب ہے کہ جب مذکورہ کتاب ہندوستان میں اس کے مصنف نے شائع کرائی تو اس وقت وہ خود حکومت پاکستان' اسلام آباد میں ایڈیشنل سیکرٹری کے عہدے پر فائز تھے۔ اس کی انکوائری کرائی جائے تو بہت اہم انکشافات ہوسکتے ہیں کہ Shoaib Sultan, C.S.P کے تعلقات ہندوستانی اداروں سے کس نوعیت کے تھے۔

اختر حمید خاں نے ۱۹۷۵ء میں Rural Development Academy, Peshawar میں بحیثیت Consultant and Adviser کے اپنی پاکستان اور اسلام دشمن سرگرمیوں کا مظاہرہ جاری رکھا اور کھل کر بڑی دل آزار تقریریں کرنے لگے تو ایک زیر تربیت آفیسر ڈاکٹر افتخار علی غلجی' ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر نے تحریری شکایت کی تو چیف سیکرٹری جناب ایف۔ کے۔ بندیال نے حکومت پاکستان کی توجہ ادھر مبذول کرائی تو شعیب سلطان کو فوراً ۷ اگست ۱۹۷۵ء سے بذریعہ گزٹ Al dt. 7/8/75 - Notification No. 8/2/75 پشاور سے اسلام آباد O.S.D بنا کر ٹرانسفر کر دیا گیا مگر ان کے خلاف انکوائری ملک دشمن سازشوں کے ذریعہ دبا دی گئی اور اختر حمید خاں موقع پا کر امریکہ فرار ہو گئے اور اگلے پانچ سال وہیں پناہ گزیں رہے۔ اس کے بعد ۱۹۸۰ء میں پاکستان آ کر بدنام زمانہ بی۔ سی۔ سی۔ آئی کی مدد سے پرائیویٹ ادارہ اورنگی پائیلٹ پروجیکٹ قائم کر کے اس کے نام نہاد سربراہ کی حیثیت سے اپنے مشن یعنی پاکستان اور اسلام دشمنی کا کام پھر سے شروع کر دیا۔ ہم ان امور کے بارے میں کچھ زیادہ کہنا نہیں چاہتے مگر انکوائری ہو تو یہ بات منظرعام پر آ جائے گی کہ اس ادارے کو غیر ملکی صیہونی ایجنسیاں' جن میں کناڈا' سوئزرلینڈ' برطانیہ اور ہالینڈ کے ادارے اور ایمنسٹی انٹرنیشنل شامل ہیں' مالی امداد کس کام کے لیے دے رہی ہیں؟ یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ B.C.C.I بینک کے اس ادارے کو Federal Bank of Cooperatives, Islamabad جو خود حکومت پاکستان کا ایک وفاقی بینک ہے' ۱۹۸۰ء سے یہ امداد دے رہا ہے' جبکہ اختر حمید خاں کی کارگزاریوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ اخبارات میں شائع بھی ہوتا رہا ہے۔

"اختر حمید خاں کی منفی سرگرمیاں" کے عنوان سے احسن حامد لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پاکستان غالباً دنیا کا واحد نظریاتی ملک ہے' جہاں سرپھرے اور عقل و خرد سے بیگانہ افراد کو واہی تباہی بکنے کی مکمل آزادی ہی نہیں بلکہ نجی و سرکاری اداروں سے وظیفہ خوری کا شرف بھی حاصل ہے۔ آشفتہ سرلوگوں کے اس گروہ کو نظرانداز کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس سے معاشرے کو کوئی قابل ذکر نقصان بھی نہیں پہنچتا بلکہ وہ تفریح طبع کا کچھ سامان بھی فراہم کر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ افراد' جو دنیائے ہوش و آگہی میں کسی نہ کسی مقام کے دعویدار ہیں اور جو کسی نہ کسی طرح دانشوروں کی صف میں شامل ہو گئے ہیں' وہ اگر ذاتی مفادات یا اپنے غیر ملکی آقاؤں کے مقاصد کی تکمیل کے لیے وطن عزیز کی بنیادوں کو منہدم کرنے کے درپے ہوں' تو انہیں معاف کر دینا یا ان سے صرف نظر کر لینا' وطن دشمنی اور سماج دشمنی کے مترادف ہے۔ مگر ہمارا المیہ یہ ہے کہ پاکستان اور نظریہ پاکستان کے یہ کھلے اور چھپے دشمن' نہ صرف یہ کہ بارگاہ اقتدار تک رسائی رکھتے ہیں بلکہ وہاں سے دولت و منصب کے اکرام و اعزاز سے نوازے جاتے ہیں۔ جن ارباب اقتدار کا منصب اور فرض' باغیان ملک و ملت کی سرکوبی ہونا چاہیے' وہی ان کے مربی و سرپرست بنے نظر آتے ہیں۔

پاکستان اور اسلام دشمنی پر مبنی خیالات کا حامل ایسا ہی ایک فرد' آج کل اخبارات و رسائل میں خبروں کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اگرچہ وہ عمر کی اس منزل میں ہے' جہاں عام حالت میں اس کی سرگرمیوں سے صرف نظر کیا جانا چاہیے۔ لیکن جہاں اس کی سرگرمیوں سے اور اس کے افکار و نظریات کی کھلی تبلیغ سے وطن اور اہل وطن کو ہی نہیں' ملت اسلامیہ کی ایک بڑی آبادی کو نقصان پہنچ رہا ہو تو سکوت' اعانت کے مترادف ہو جاتا ہے اور اہل وطن کو اس خطرے سے آگاہ کرنا فرض عین بن جاتا ہے کہ اس فرد کی تمام ہمدردیاں پاکستان اور اس کے شہریوں کی بجائے بھارت اور گاندھی کے پیروکاروں سے وابستہ ہیں۔

ملک و قوم کے وسائل پر شب خون مار کر بیرونی نظریات کا پرچار کرنے والی اس شخصیت کا نام اختر حمید خاں ہے جو اورنگی پائیلٹ پراجیکٹ کے ڈائریکٹر ہیں۔ وہ بڑی خاموشی سے باشندگان اورنگی کی دنیا اور اپنی عاقبت خراب کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ پاکستان اور اسلام کے خلاف اختر حمید خاں کی دریدہ دہنی پہلی مرتبہ اس وقت منظرعام پر آئی' جب گزشتہ سال ایک ہفت روزہ اور پھر ایک روزنامے نے کراچی میں ان کا انٹرویو شائع کیا۔ انہوں نے اس انٹرویو میں اپنے افکار و نظریات کی تمام گندگیاں اس مفروضے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تحت اگل دیں کہ اس کی اشاعت بھارت کے ایک ہندی روزنامہ میں ہوگی اور اسے پڑھ کر ان کے بھارتی آقا خوش ہو جائیں گے۔ بھارت میں اس انٹرویو کی اشاعت سے ان کے پیش نظر وہاں کے ارباب اقتدار کو یہ باور کرانا تھا کہ وہ اپنے فکری قائد' گاندھی کے نہایت مخلص پیرو ہیں اور دوسری طرف ہندو فرقہ پرست اداروں کو بھارتی مسلمانوں کے خلاف جارحانہ اقدامات کا ایک حربہ دینا تھا۔ بہرحال یہ انٹرویو پاکستان میں بھی شائع ہوچکا ہے اور محب وطن مسلمانوں کی طرف سے ان کے خلاف کارروائی کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" کراچی' ۲۶ اپریل ۱۹۹۱ء)

گستاخ رسول اختر حمید خاں کے متنازعہ انٹرویو کے شروع میں انٹرویو نگار جناب جاوید لکھتے ہیں:

"کراچی میں جن مختلف شخصیات سے ملاقات کا موقع ملا' ان میں ایک نام اختر حمید خاں کا ہے۔ اختر حمید خاں کا یہ انٹرویو اگرچہ بھارت کے ایک ہندی روزنامہ کے لیے لیا گیا تھا' تاہم اس کی اس خصوصیت کے پیش نظر کہ اس میں وہ ساری باتیں کہی گئی ہیں' جو ہندوستان میں ہندو فرقہ پرست قائدین کہتے رہے ہیں' دو سال قبل کلکتہ ہائی کورٹ میں ایک ہندو نے یہ دعویٰ درج کرایا تھا کہ قرآن شریف کی بعض آیات ایسی ہیں جو مسلمانوں کو فرقہ پرستی اور خون خرابے کی دعوت دیتی ہیں' اور جب تک یہ آیات حذف نہ کی جائیں گی' بھارت میں فسادات رک نہیں سکتے۔ بعد میں مسلمانوں کے شدید ردعمل کے پیش نظر ہائی کورٹ نے یہ دعویٰ خارج کر دیا۔ بھارتی مسلمانوں کے لیے یہ انٹرویو بہت ہی تکلیف دہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے خون دے کر جس پاکستان کو حاصل کیا تھا' وہاں پر ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے' جو ہندو ذہن سے سوچتے ہیں اور خالص ویدانت خیالات کے حامل ہیں اور یہ بات بھی ان کے لیے انتہائی تعجب خیز ہوگی کہ جس پاکستان کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ وہاں جمہوریت نہیں بلکہ ڈنڈے کی حکومت چلتی ہے' وہاں حکومت بلکہ مملکت اور اسلام کے خلاف کھلے عام بیانات کی تبلیغ و اشاعت ہو رہی ہے۔ اس بات کو تو ہر ہندوستانی قبول کرے گا کہ بھارت میں اتنی جمہوریت ضرور ہے کہ پابندی سے ہر پانچ سال کے بعد انتخابات ہوتے ہیں' تاہم عام آدمی کو اپنے خیالات اور نظریات کی تبلیغ و اشاعت کی اتنی آزادی بہرکیف نہیں ہے کہ وہ مملکت کے اساسی نظریات کے خلاف اظہار رائے کر سکے۔ اس کے لیے دہشت گردی کی روک تھام کا قانون موجود ہے' جس میں سخت سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ لیکن پاکستان میں ہر بات کی آزادی ہے اور اختر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حمید خاں کے اس انٹرویو سے ظاہر ہے کہ یہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو پاکستان' نظریہ پاکستان اور اس میں رہنے والی مسلمان قوم سے شدید نفرت کرتے اور برملا اس کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ بات بھی اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ سوشلسٹوں کی دونوں ممالک میں پالیسیاں مختلف ہیں۔ ہندوستان کے بارے میں پالیسی یہ ہے کہ اسے متحد رکھنا ہے جبکہ پاکستان کے بارے میں پالیسی یہ ہے کہ اسے ختم کرنا ہے۔ پاکستانی عوام کے لیے یہ لمحہ فکریہ ضرور ہے کہ جس نظریہ پر انہوں نے ایک مملکت کی بنیاد ڈالی تھی' اسے اکھاڑ پھینکنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور اس کے لیے یہاں بڑے بڑے اہم اداروں میں بھاری بھرکم شخصیات موجود ہیں۔ یہ ادارے غیر ملکی ایجنسیوں اور حکومت پاکستان کے فنڈ سے چل رہے ہیں' جہاں کیونسٹ' سوشلسٹ اور لبرل بھاری تنخواہیں وصول کر رہے ہیں"۔
(ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' ۱۹ مئی ۱۹۸۸ء)

انٹرویو نگار نے اپنے سوالات اور اختر حمید خاں کے جوابات ایک کیسٹ میں بھی محفوظ کر لیے تھے۔ اختر حمید خاں کے "تکبیر" میں شائع کردہ انٹرویو کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

(الف) سوال یہ تھا کہ ان مذہبی جماعتوں کا کیا اثر ہے ان معنوں میں کہ مسلمان ابھی تک عہد وسطیٰ کی قوم ہے۔ رسوم کی پابندی' نماز' روزہ' ہر وقت مسجد میں موجود ہیں--- اور کچھ نہیں تو ایک مہینہ روزہ ہی رکھنا ہے اور بڑے خوش ہو رہے ہیں کہ بڑی عبادت کر رہے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جتنا کھانا پینا اور عیاشی رمضان میں ہوتی ہے' عام دنوں میں نہیں۔ زیادہ دلچسپی جو رمضان میں عورتوں اور مردوں کے لیے ہے' وہ کھانا پینا ہے۔ رات کے چار بجے اٹھ کر کھا رہے ہیں' حلوائیوں کی دکانیں چمک جاتی ہیں اور سب چیزوں کی قیمتیں ڈیڑھ گنا ہو جاتی ہیں۔

س: اس کا کیا مطلب ہے؟

ج: اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کا مقصد کھانا پینا ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ عام طور پر یہ قوم پرانی روایات میں کسی ہوئی ہے۔

(ب) قرآن نے یہ اصول بتایا ہے کہ کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله یعنی گدھو! یہ سمجھ لو کہ بیسیوں ایسی اقلیتیں ہیں جو غلبت فئة كثيرة یعنی اکثریت پر غالب آگئیں' اللہ کے حکم سے سب کو فتح کر لو۔ یہی ہندوستان میں کیا' یہی وسط ایشیا میں کیا' نکل پڑے اور سب کو فتح کر لیا۔ ہمارا مذہب اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری تاریخ ہمیں یہ نہیں بتاتے کہ اقلیت کی حیثیت سے کس طرح رہیں۔ وہ ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ لڑو اور غالب آ جاؤ۔ ہمیں تو یہ سکھایا گیا ہے کہ کم من فئه غلبت کثیرہ یا یہ سکھایا گیا ہے کہ الم تکن ارض الله واسعه فتهاجروا فیها۔ شروع کے دور میں یہ مسئلہ سامنے آیا کہ کچھ مسلمان کافروں کے علاقے میں رہ رہے تھے' ان کے لیے کیا پیغام ہے؟ قرآن میں ہے: والمستضعفین فی الارض ان کا نام رکھا گیا مستضعفین یعنی کمزور' اور تم یہ کہتے ہو کہ ہمارے اوپر بڑا ظلم ہو رہا ہے۔ اس کا کیا جواب ہے' اس کا جواب کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے: الم تکن ارض الله واسعه فتهاجروا فیها۔ یعنی "اللہ کی زمین بہت بڑی ہے ہجرت کر جاؤ"۔ یہ پیغام تو ہے اقلیت کے لیے کہ چھوڑ کے بھاگ جاؤ یا یہ پیغام ہے کہ غلبہ حاصل کر لو! قرآن نے کہا ہے وقاتلوهم حتی لا تکون فتنه "اتنا لڑو کہ فتنہ باقی نہ رہے"۔ فتنہ یہاں غیر اسلام ہے۔ سب کو ختم کر ڈالو۔ تو یہ تعلیم جہاں مسلمان اقلیت میں رہ رہے ہوں' کیسے چلے گی؟ اب یہ فیصلہ کیجئے۔ چین میں' روس میں ہر جگہ لڑنا ہے۔ چینیوں کو مار ڈالو۔ چنگیز خان کی طرح اسے فتح کر ڈالو۔ درحقیقت اسلام کا پیغام یہ ہے لیکن اس پر عمل کیجئے تو یہ خودکشی ہے"۔

(ج) سب سے پہلے یہودیوں نے ایسا کیا۔ انہوں نے مذہب کو اقتدار سے ملایا۔ ان کا خدا سب سے طاقتور ہونا چاہیے اور ان کا خدا تمام دوسرے خداؤں کو مار ڈالے۔ پھر مسلمانوں نے مذہب کو سیاسی رنگ دیا' پھر عیسائیوں نے سیاسی رنگ دیا۔ آپ جب یورپ کو فتح کرنا چاہتے تھے' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے آپ کو فتح کر لیا۔ پہلے پیٹا' اس کے بعد فتح کر لیا۔ لیکن یہ مذہب نہیں ہے بلکہ اصل میں جو بڑے مذاہب ہیں' ان کی یہ تعلیم نہیں ہے۔ یہ روایات یہودیوں کی ہے یا مسلمانوں کی ہے۔ یہ ویدانت کی اور بدھ ازم کی روایت نہیں ہے۔ ان کے ہاں حکومت قائم کرنے کا ذکر ہی نہیں آتا۔ وہ پیچھے ہٹے' یعنی کسی کو مت مارو' کوئی مارے بھی تو مار کھا لو۔ اب یہ روایت ختم ہو رہی ہے اب تو یہ ہے کہ کوئی تمہیں ایک طمانچہ مارے تو تم اسے دو طمانچے مارو۔ یہ تعلیم یہودیوں اور اسلام کی ہے۔

س: یہ تعلیم اسلام کی ہے؟

ج: بالکل یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ قرآن میں ہے ولکم فی القصاص حیوه یاولی الالباب۔ اور اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ الفتنه اشد من

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القتل اور اسلام کی تعلیم ہے کہ قاتلوا الذین لا یومنون باللہ ...... حتی یعطوا الجزیہ عن یدوھم صغرون یعنی "ایمان نہ لانے والوں سے لڑو' یہاں تک کہ وہ تمہیں جزیہ دیں اور ذلیل اور چھوٹے ہو کر رہیں"۔

(د) یہ تو قرآن کا پیغام ہے۔ آپ یہ نہیں دیکھتے کہ ایک بیج سے درخت نکلتا ہے۔ اس درخت کی خصوصیت بیج ہوتی ہے۔ پھر وہ درخت' اور درخت پیدا کرتا ہے۔ اسلام نے فتوحات پیدا کی ہیں۔ اسلام کی تعلیم فتوحات پیدا کرتا ہے۔ یہ کہنا کہ اسلام کی تعلیم فتوحات کی نہیں تو پھر آخر اسلام کا پیغام ہے کیا؟ کیوں اس درخت سے یہ پھل پیدا ہوا ہے؟ اگر اسلام یہ نہیں کہتا تو کیا وہ سب لوگ اسلام کے خلاف عمل کر رہے تھے یعنی عمرؓ ' ابوبکرؓ ' معاویہؓ اور خالدؓ بن ولید' یہ سب آخر کیا کر رہے تھے؟ کیا عرب کے بدو' جنگلی مردار کھانے والے اس لیے اکٹھے ہو گئے تھے کہ وعدکم اللہ مغانم کثیرہ تاخذونھا "اللہ وعدہ کرتا ہے تم سے کہ بے تحاشا غنائم تمہیں ملیں گے"۔ اگر نماز اور روزہ اسلام ہوتا تو وہ گھر پر بیٹھ کر نماز' روزہ کرتے' ایران کی عورتیں لوٹنے کی کیا ضرورت تھی۔

(ہ) آپ مسلمانوں کی کسی بھی مذہبی کتاب کو پڑھئے' کیسے کیسے ہندوؤں پر حملے ہوئے' کیسے کیسے ان کے مذہب کی تذلیل کی گئی' مشرک' کافر' بت پرست۔ آپ تو چودہ سو سال سے ان پر حملے کر رہے ہیں۔ ہم نے ان کے کتنے مندر توڑے ہیں۔ آپ نے بنارس میں مسجد دیکھی ہے اورنگ زیب کی؟ وہ مسجد کہاں بنی ہوئی ہے؟ سب سے اونچی نظر آئے گی۔ آپ نے قطب مینار دیکھا' اس میں جو الٹے ہوئے ٹائلز لگے ہوئے ہیں۔ مسجد قطب الاسلام کس چیز سے بنی ہوئی ہے۔ ہم تو چودہ سو سال سے یہ کر رہے ہیں۔ ان کی صورت حال یہ تھی' ایک تو وہ بیچارے ختم ہو گئے اور دوسرے ان کے مذہب کا پیغام ہمارے مذہب سے بہت گہرا ہے۔ اس معنی میں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ دنیاوی طاقت اور اقتدار کی کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ ایک اچھا اور پاک انسان' اقتدار کے بغیر بھی سکون سے رہ سکتا ہے۔ گوتم بدھ نے کبھی کوشش نہیں کی کہ وہ شہنشاہ بن جائے حالانکہ دونوں شہنشاہ ان کے شاگرد تھے' لیکن حضرت محمد ﷺ ' جب تک پورے عرب کی حکومت ان کے ہاتھ میں نہیں آ گئی' چین سے نہیں بیٹھے"۔ (ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' جلد ۱۰' شمارہ ۲۰' ۱۹ مئی ۱۹۸۸ء)

ان فقرات کے پڑھنے سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ اختر حمید خاں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی فرض عبادت کا مذاق اڑایا ہے۔
(۲) قرآن مجید کی آیات بینات کے غلط معانی اور ان کی غلط ترجمانی کر کے قرآن حکیم کی توہین کی ہے۔
(۳) صحابہ کرامؓ کی توہین کی ہے۔
(۴) سلطان کائنات کے آخری سچے رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔

دریدہ دہنی کے ان واقعات کے علاوہ، جس میں کچھ قانونی کارروائی، ایف آئی آر درج کرنے کی حد تک تو ہوئی مگر پھر بھی اختر حمید خاں اسلامی اقدار کو منہدم کرنے میں سرگرم عمل رہا اور اس نے پانچ فروری ۸۸ء کو ایک انگریزی روزنامہ میں اپنا ایک مضمون شائع کرایا، جس میں یہ بتایا کہ مسلمان لڑکیوں کو رخصتی کے وقت ان کے والدین ان کے ساتھ قرآن کا ایک نسخہ ضرور دیتے ہیں، جس کی تعلیمات پر عمل کر کے وہ پردہ کرتی ہیں اور لاتعداد بچے پیدا کرتی ہیں، جس کے نتیجے میں وہ کم عمری میں ہی مرجاتی ہیں، جیسا کہ ان کی ماں کے ساتھ ہوا اور وہ ۳۷ سال کی عمر میں اپنے ساتویں بچے کی پیدائش پر مرگئیں۔ اس مضمون میں کھلم کھلا قرآنی ہدایات کا غلط مطلب نکال کر اس کا مذاق اڑایا گیا۔

اس کے علاوہ اختر حمید خاں نے دو کتابچوں بنام "حوصلہ مند خواتین" اور "خاندانی منصوبہ بندی" کے پیش لفظ میں بعض اسلامی تعلیمات، شرعی پردہ، خاوند کی تابع داری و خدمت گاری اور کثرت اولاد وغیرہ کی نہایت بے باکی اور ڈھٹائی سے توہین کی اور ملحدانہ انداز میں تحقیر یہاں تک کی کہ قیامت کے دن نفسا نفسی کا عالم ہونا، جو مسلمہ حقیقت ہے، اس کو بھی پرانی کہانیوں کے نام سے نقل کیا اور اس طرح اسلام کی تحقیر کی۔

۱۹۸۹ء میں اس نے بچوں کے لیے ایک خوبصورت رنگین کتاب "شیر اور احمق" شائع کی ہے، جسے آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے کراچی میں ہی چھاپا ہے۔ اس منظوم کتاب کو کسی مسلمان کے لیے پڑھنا اور برداشت کرنا ممکن نہیں ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں مسلمانوں کا سا نام رکھنے والا ایک شخص کھلم کھلا آنحضور ﷺ اور آپ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت علیؓ کی توہین و تحقیر کر رہا ہے، مسلمانوں کی غیرت کا مذاق اڑا رہا ہے اور پھر بھی اسی شہر میں آزادی کے ساتھ، پرتعیش زندگی بسر کر رہا ہے۔ اس نظم میں حضرت علیؓ کی ایسی توہین کی گئی ہے کہ رسول کریم ﷺ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحاب رسول سے محبت رکھنے والے مسلمان اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کتاب میں کرہ ارض کے بہترین انسانوں کا مذاق اڑایا گیا ہے' گستاخی اور دریدہ دہنی کی گئی ہے۔ عام مسلمانوں کے علم میں اس گستاخی کو لانے کے لیے اللہ سے پناہ مانگتے ہوئے ہم یہاں اس منظوم کتاب کے تین اشعار نقل کر رہے ہیں۔ (نقل کفر' کفر نہ باشد)

گود میں احمق نے پالا ایک شیر
نام رکھا شیر کا شیر دلیر
اور دیے القاب عالی مرتبہ
رستم لشکر شکن شیر خدا
چاق و چوبند اس کو سمجھا پاسباں
کر دیا اس کے حوالے خانماں

پہلے شعر میں شیر کے پالنے والے کو (نعوذ باللہ) احمق قرار دیا گیا ہے اور اسے بہادر' لشکر شکن (دراصل خیبر شکن لکھنا چاہتا تھا) اور پھر شیر خدا کہہ کر صاف صاف بتا دیا گیا ہے کہ یہ شیر کون ہے۔ اس لیے کہ خطبوں میں حضرت علیؓ کو اسد اللہ کہا جاتا ہے اور انہیں یہ خطاب ان کی بہادری پر حضور اکرم ﷺ نے خود عطا کیا تھا۔ یہ بھی مراد لی جا سکتی ہے کہ آپ ؐ نے حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے عقد میں دے دیا تھا' گویا اپنا اثاثہ ان کے حوالے کر دیا تھا۔

ہم نے دل پر پتھر رکھ کر ان اشعار کی تشریح کی ہے' خدا ہمیں معاف کرے۔ سوال یہ ہے کہ ہم اس طرح کی گستاخی کو اپنے ملک میں کب تک نظرانداز کر کے خدا کے غضب کو دعوت دیتے رہیں گے؟

اس بنا پر ایک ایف آئی آر نمبر ۱۲۵/۹۰ تھانہ پھلیک ملتان میں ۲۵ مارچ ۱۹۹۰ء کو درج کی گئی مگر ملزم کو گرفتار کر کے عدالت میں پیش نہیں کیا گیا۔ یہ جرم خود ہی قابل دست اندازی پولیس ہے۔

حکومت پنجاب کی درخواست پر ہوم ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ سندھ نے اختر حمید خاں کی گرفتاری کے احکامات ڈپٹی کمشنر ایسٹ کراچی کو جاری تو کیے مگر کوئی عملی کارروائی نہ ہوئی۔ اہانت رسول کا یہ مقدمہ زیر دفعہ پی پی سی' ۲۹۵ سی عدالت میں اختر حمید خاں کی درخواست پر ملتان سے ٹرانسفر ہو کر ساہیوال کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ اختر حمید خاں' جو عدالت سے اشتہاری ملزم قرار دیا جا چکا ہے' اس کی درخواست ضمانت سیشن جج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساہیوال اور لاہور ہائی کورٹ (۹۱-۱۲-۱۴) سے مسترد ہو چکی ہے مگر کراچی کی پولیس اختر حمید خاں کو گرفتار کرنے سے گریزاں ہے اور یوں عدالت سیشن جج ساہیوال کو عدل کے تقاضے پورے کرنے میں بے بس کر دیا گیا ہے اور یوں اہانت رسول ﷺ کے سنگین جرم کے مقدمہ کی کارروائی آگے نہیں بڑھ رہی ہے۔

اس کتاب کو ہوم ڈیپارٹمنٹ سندھ نے اس اعتراف کے ساتھ ضبط کیا کہ اس میں اہانت رسول ﷺ اور مسلمانوں کی دل آزاری کا مواد جان بوجھ کر شامل کیا گیا ہے اور لیٹر نمبر PRO (HD) A-1/92 Karachi مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۹۲ء کے تحت اسے فوری طور پر ضبط کر لیا۔ اختر حمید خاں کے خلاف دوسری ایف آئی آر نمبر ۲۵/۹۱ مورخہ ۲۲ دسمبر ۹۱ء کو تھانہ ٹیپو سلطان کراچی ایسٹ میں زیرِ دفعہ ۲۹۵ سی (اہانت رسول ﷺ) درج ہوئی مگر پھر بھی پولیس نے ملزم اختر حمید خاں کو گرفتار نہ کیا۔ یہ مقدمہ بھی ڈسٹرکٹ جج کراچی میں زیرِ سماعت ہے مگر کوئی پیش رفت ممکن نہیں۔

ایک ایف آئی آر نمبر ۲۷/۹۲ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۹۲ء کو تھانہ ٹیپو سلطان کراچی میں بڑی تگ و دو کے بعد، علماء کرام، صوبائی محتسب کے دباؤ پر درج کرانے میں کامیاب ہوئے۔ صوبائی محتسب کو تحریری درخواست کے ذریعہ یہ بات واضح طور پر مولانا احترام الحق تھانوی، علامہ مرزا یوسف حسین، مولانا رضاء المصطفیٰ اعظمی اور مولانا ممتاز علی نے بتائی کہ شاتم رسول، اختر حمید خاں کا رابطہ ایک اعلیٰ پولیس افسر سے ہے، جس کی وجہ سے ایس ایس پی ایسٹ کراچی کو دی گئی درخواست مورخہ ۲۲ دسمبر ۹۱ء پر ایک ماہ تک کوئی قانونی کارروائی نہیں ہوئی۔

ملزم اختر حمید خاں، پھلیک پولیس (ملتان) کو مقدمہ الزام نمبر ۱۲۵/۹۰ کے تحت مطلوب تھا۔ چنانچہ علاقہ مجسٹریٹ کے حکم پر ملزم کو ۱۷ اکتوبر ۹۰ء کو اشتہاری ملزم قرار دیا گیا۔ سندھ ہائی کورٹ نے ملزم کی درخواست پر تین ہفتوں کی پروٹیکٹو ضمانت لے لی تاکہ وہ تھانہ پھلیک کے مقدمہ میں علاقہ مجسٹریٹ کی عدالت میں حاضر ہو سکے۔ ملزم نے عدالت میں پیش ہونے کے بجائے لاہور ہائی کورٹ سیٹ ملتان کو ایک درخواست دی۔ ۲ جون ۹۱ء کو دی جانے والی درخواست پر عدالت نے نہ تو سندھ ہائی کورٹ کے پروٹیکٹو بل کی توسیع کی اور نہ ہی اختر حمید خاں کے بارے میں اشتہاری ملزم کے حکم نامے کو منسوخ کیا۔

کوئی شخص جو اشتہاری ملزم ہو، اسے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۴ کے تحت پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھر میں کوئی بھی پولیس اہلکار اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۹ کے تحت عام شہری پکڑ سکتا ہے' اس شرط پر کہ ملزم کو قریبی پولیس تھانہ کے حوالے کر دیا جائے۔ انتظامیہ نے اپنی ذمہ داری محسوس نہ کی۔ کراچی وسطی میں تعینات ایک نوجوان پولیس افسر محمد فرحان بروہی' جسے کام سیکھنے کا شوق تھا اور وہ کچھ کرنے کی دھن میں مگن رہتا تھا' نے اپنے قانونی' شرعی' ایمانی تقاضے پورے کرنے کا سوچا اور ۲۲ اگست ۹۱ء کی صبح' ہمراہ کچھ سپاہیوں کو لے کر اپنے مقام تعیناتی سے اختر حمید خاں کے گھر واقع گلشن اقبال معمار ویو فلیٹس' فلیٹ نمبر سی-۴ عقب نیشنل اسٹیڈیم سے گرفتار کر کے اپنے تھانے میں لے آیا لیکن اسی روز چند گھنٹوں کے بعد اس وقت کے ڈی آئی جی کراچی آفتاب نبی کی براہ راست مداخلت سے نہ صرف اشتہاری ملزم کو تھانے سے چھوڑ دیا گیا بلکہ قانون کی پاسداری کرنے کے "انعام" میں اے ایس آئی محمد فرحان کو معطل کر دیا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ شاتم رسول ﷺ کو گرفتار کرنے کے جرم میں اے ایس آئی' معطل اور لائن حاضر ہونے کے بعد اب کہاں ہو گا لیکن اشتہاری ملزم اختر حمید خاں کراچی میں ہے اور مسلسل دریدہ دہنی میں مشغول ہے۔ اس کے خلاف مقدمات بھی درج ہیں۔ آخر پولیس اسے کیوں نہیں پکڑتی؟ کون ہے کہ جو اختر حمید خاں کی گرفتاری میں رکاوٹ بنا ہوا ہے اور کیوں؟

اورنگی پائیلٹ پراجیکٹ میں اختر حمید خاں کی منفی سرگرمیوں کے بارے میں احسن حامد لکھتے ہیں:

اختر حمید خاں کے قریبی ذرائع کے مطابق اورنگی پائیلٹ پراجیکٹ کی آڑ میں ان کی سرگرمیاں نہایت مشکوک اور ان کا کردار بے حد مشتبہ ہے۔ بین الاقوامی اداروں سے ان کے مخصوص روابط کے علاوہ ان ذرائع کے خیال میں اختر حمید کے تعلقات یہودیوں کی تنظیم موساد اور بھارت کے جاسوسی ادارہ "را" سے بھی قائم و استوار ہیں' تاہم اس بارے میں حتمی رائے اسی وقت قائم کی جا سکتی ہے جب پاکستان انٹیلی جنس' خفیہ تحقیقات کے ذریعہ ان رازوں سے پردہ اٹھائیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ غیر ملکی پاکستان و اسلام دشمن طاقتیں مختلف لوگوں کو سماجی کاموں کی آڑ میں بے شمار مفادات اور ترغیبات کا لالچ دے کر' انہیں عوام الناس میں مقبول بنا کر' اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ تاکہ اگر کوئی شخص یا ایجنسی ان پر شک بھی کرے تو عوام اسے "افواہ" سمجھ کر یقین نہ کریں۔ جیسا کہ حال ہی میں مولانا عبدالستار ایدھی کے بارے میں عجیب و غریب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکشاف ہوئے ہیں۔

"اسلام آباد کے انگریزی ہفت روزہ "پلس" (Pulse) نے اپنی دو مسلسل اشاعتوں میں مولانا ایدھی کے ذاتی ماضی اور شخصی پس منظر کو خصوصی اہمیت دی ہے۔ اعظم خلیل کی خصوصی رپورٹ کے مطابق ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۲ء تک کے عرصے میں مولانا ایدھی لبنان میں تھے۔ قریباً دو برس تک اسرائیلیوں نے انہیں اپنی تحویل میں رکھا۔ اس حقیقت کے بعد خفیہ ایجنسیوں میں ایک تھیوری پر کام کیا جا رہا ہے' جس کے مطابق مولانا ایدھی نے موساد اور ایم آئی سولہ (MI-16) کے لیے کام کرنے کے بدلے میں اپنی آزادی کا سودا کیا تھا۔ ان کے مقدس سماجی کام کے علاوہ حکومت ان کی اسلحہ سے متعلق سرگرمیوں سے بھی واقف تھی۔

اعظم خلیل کی رپورٹ کے مطابق مولانا ایدھی کو خوف تھا کہ محمد صلاح الدین کے قتل کیس کی تحقیقات سے ان کا بھانڈا بھی پھوٹ جائے گا اور اسی خوف کے تحت وہ ملک سے فرار اختیار کر گئے۔

ایدھی صاحب کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے اس جریدے نے اپنی تازہ اشاعت میں لکھا ہے کہ مولانا عبدالستار ایدھی اس وقت منظرعام پر آئے' جب ۱۹۸۶ء میں کراچی میں پان ایم طیارے کا سانحہ پیش آیا۔ چنانچہ یہودی میڈیا نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے انہیں ایک ہیرو کے طور پر پیش کرنا شروع کر دیا۔ وہ درحقیقت موساد اور ایم آئی ۱۶ کے لیے کام کر رہے تھے۔ اس بات کا انکشاف پہلی مرتبہ قائداعظم یونیورسٹی کے ایک وزٹنگ لبنانی پروفیسر کی اہلیہ نے کیا۔ ان کے مطابق جناب ایدھی کے "ڈیفنس اور اسٹریٹجک سٹڈیز ڈیپارٹمنٹ" کے افراد سے تعلقات تھے اور یہی ان کے یہودیوں سے روابط قائم رکھنے کا ذریعہ بنے۔ اس زمانے میں بریگیڈیئر(ر) عبدالباسط اس شعبہ کے سربراہ تھے اور اس خاتون کے خاوند مغربی ایشیا کے بارے میں پڑھاتے تھے۔

جناب ایدھی نے اخبار "نیشن" کی نامہ نگار نائلہ حسین سے انٹرویو میں اعتراف کیا کہ انہیں لبنان میں چند دوسرے فلسطینیوں کے ساتھ اسرائیلی فوج نے گرفتار کر لیا تھا۔ دہشت گردوں کے ساتھ ان کے روابط کا انکشاف اس وقت ہوا جب ایدھی ٹرسٹ کی ایمبولینسوں کے' چند تخریبی سرگرمیوں میں ملوث' ڈرائیوروں کو گرفتار کر لیا گیا اور انہوں نے تفتیش کے دوران سب کچھ اگل دیا۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے انکشاف کیا کہ نیویارک میں ایک مسجد کے لیے فنڈز جمع کیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے لگے تو مولانا ایدھی نے سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں کہا کہ یہاں مسجد کی تعمیر کی کوئی ضرورت نہیں' مسجد فساد کی جگہ ہے۔۔۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ سیکولر ذہن کے آدمی ہیں۔

ممتاز صحافی سعود ساحر نے حیرت کا اظہار کیا ہے کہ ایک سیدھا سادا فقیر منش اور درویش صفت انسان پراسرار بننے کی کوشش کیوں کر رہا ہے؟ ۱۹۹۳ء کے انتخابات کے دوران یہی کردار اپنا ہیلی کاپٹر ایک مخصوص سیاسی رہنما کو فراہم کرتا ہے' جس کے پائیلٹ کو انتخابات کے بعد صلہ و ستائش سے نوازا جاتا ہے۔ مولانا صدر مملکت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایدھی فاؤنڈیشن کے فنڈز کے بارے میں کوئی آرڈیننس جاری نہ کریں"۔ (ہفت روزہ "زندگی" لاہور' ۳۰ دسمبر ۱۹۹۴ء تا ۵ جنوری ۱۹۹۵ء)

تاہم اورنگی پائیلٹ پراجیکٹ میں جو دھاندلیاں اور مالی بدعنوانیاں ہو رہی ہیں' ان کی ایک ہلکی سی جھلک یہ ہے:

اورنگی پائیلٹ پراجیکٹ کے ڈائریکٹر اختر حمید خاں نے ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۷ء تک اپنے حقیقی بھائی اختر حامد خاں کو پراجیکٹ کا ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن بنائے رکھا۔ گاڑی اور ڈرائیور اور پٹرول کی مراعات کے علاوہ پانچ ہزار روپے ماہانہ تنخواہ ملتی رہی۔ اس دوران پراجیکٹ کی کارکردگی کیسی رہی' اس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔ بہرحال نااہلی کی بنا پر انہیں ۱۹۸۷ء کے اوائل میں نکال دیا گیا تھا مگر تقریباً ڈیڑھ سال بعد جون ۸۸ء سے پھر انہیں جوائنٹ ڈائریکٹر کے عہدے پر فائز کر دیا گیا۔ یہ اقرباپروری کی بدترین مثال ہے۔

نیشنل بنک سے ۱۰ لاکھ کا قرضہ ۱۳ فیصد سود پر لیا گیا تھا۔ اسے باقاعدہ ۱۸ فیصد سود پر مزری نوٹ کے ذریعہ دیا گیا ہے اور یوں مبلغ ۵ فیصد منافع حاصل کیا جا رہا ہے۔ پھر اس پر ماہانہ جو سود وصول کیا جاتا ہے' وہ اصل رقم کے بیشتر حصہ کی ادائیگی کے باوجود وہی رہتا ہے جو پہلے ماہ وصول کیا گیا تھا۔

برطانوی سفیر سے تھلے کے لیے جو رقم وصول ہوئی' اس میں تھلوں سے حاصل کی گئی رسیدیں اور حسابات برطانوی سفیر کے علاوہ کینیڈا کے امدادی ادارے "سی بے مو" کو بھی بھیج دی گئی اور یوں ایک تیر سے دو شکار کیے گئے اور دونوں اداروں سے رقم منہا کرا لی گئی۔

ہنگاموں کے متاثرین کے لیے جو سرکاری رقم ملی' اس میں سے ۹۳ ہزار ۷۰۳ روپے بچائے گئے۔ اسی طرح غیر سرکاری جمع شدہ رقم سے بھی ۳۷ ہزار ۲۵۶ روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچائے گئے اور یہ بھی پتہ نہیں کہ کہاں اور کیسے خرچ ہوئے۔

اورنگی چیری ٹیبل ٹرسٹ اکاؤنٹ سے ایک لاکھ ۶ ہزار روپے فرضی ناموں سے نکال کر پائیلٹ پراجیکٹ کے حساب میں اکاؤنٹنٹ کے ذریعہ جمع کرا دیے گئے۔ جن لوگوں کے نام سے چیک بنے' انہوں نے اس کی صورت بھی نہیں دیکھی۔ دستخط بھی چیک پر صرف اختر حمید خاں نے کیے' جبکہ اس پر دو عہدیداروں کے دستخط ہونے چاہئیں تھے۔ اس دھاندلی کی نشاندہی کرتے ہوئے ایک وصول کنندہ نے اورنگی تھانے میں ایف آئی آر درج کرائی ہے۔ مستزاد یہ کہ ٹرسٹیز کو بھی خلاف قانون سود پر قرضے فراہم کیے گئے ہیں۔

ورکس سنٹر کے نام سے جو سکیم چلائی جا رہی ہے' جس میں ہر ماہ ۲ لاکھ سے زاید رقم مزدوری میں دکھائی جاتی ہے' جسے اختر حمید خاں اپنی رپورٹ میں پراجیکٹ کا ورکس سنٹر کہتے ہیں' دراصل یہ نجی کاروبار ہے اور اس پر انکم ٹیکس واجب الادا ہوتا ہے' ادا نہیں کیا جاتا اور کئی لوگ ناجائز کاروبار کر رہے ہیں۔

اختر حمید خاں نے اپنے منظور نظر چند ملازمین کو ضابطے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھاری رقوم قرضے میں دے دیں۔ ان میں نورالھدیٰ کو ایک لاکھ ۵۷ ہزار' رمضان قریشی کو ۵۷ ہزار' یوسف صدیقی کو ۱۷ ہزار اور سہیل احمد کو ۵۵ ہزار روپے دیے گئے۔ یہ لوگ ذاتی کاروبار میں دن بھر مصروف رہتے ہیں اور او پی پی کے کام کی فرضی رپورٹ بنا کر اختر حمید خاں کو سرخرو کرتے ہیں۔

حفیظ ارائیں کو ان کے پلاٹ پر ایک شیڈ بنا کر دیا گیا اور پھر اسے ایک ہزار ماہوار کرایہ پر لے لیا گیا۔ اس طرح اسے اپنی تنخواہ ۲۶۰۰ ماہوار کے علاوہ یہ رقم بھی زاید ملتی ہے۔ حفیظ ارائیں نے ایک شکستہ اور خستہ مکان کی پوری مرمت کر کے نیا بنایا اور اسے بھی ہیلتھ سنٹر کے نام پر ڈیڑھ ہزار ماہوار کرایہ پر لے لیا گیا اور یوں اڑھائی ہزار روپے زاید کرائے کی مد میں حفیظ ارائیں کو دیے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ خود حفیظ ارائیں' ورکس سنٹر میں اپنا نجی کاروبار اپنے بھائی کے نام سے کر رہے ہیں اور انکم ٹیکس ایک پیسہ ادا نہیں کرتے۔ تنخواہ اور کرایہ کی مد میں ان کو پانچ ہزار روپے ماہانہ ملتے ہیں۔ ان کے بھائی کو ۱۸ ہزار ۶۰۰ روپیہ دے کر یہ ورکس سنٹر بنایا گیا ہے' جو خود حفیظ ارائیں کا کاروباری مرکز ہے۔

سبزیوں اور پھلوں کے پودے لگانے کی سکیم کے نام پر باہر کے چند معززین اور اختر حمید کے احباب کے گھروں پر پودے فراہم کیے جاتے ہیں کیونکہ اورنگی کے ۶۰ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۰ گز کے مکانات میں اس کی گنجائش ہی نہیں ہوتی کہ سبزیاں اور پودے لگائے جائیں۔ اس سکیم پر ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہیں جو فرضی واؤچروں کے ذریعے لیے جاتے ہیں اور فائدہ اختر حمید خاں کے حواریوں کو پہنچایا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا سرگرمیوں کے علاوہ اورنگی پائیلٹ پراجیکٹ کو ایک فلاحی ادارہ قرار دینے کے باوجود اختر حمید خاں اسے سودی کاروباری ادارہ بنائے ہوئے ہیں۔ پراجیکٹ کے تحت لیے گئے قرضے پر جو سود وصول ہوتا ہے' وہ شروع سے آخر تک ایک ہی مقررہ رقم ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر دس ہزار قرضہ لینے والے کو دس ماہ کے اندر ادائیگی کی صورت میں ہر ماہ اسے ایک ہزار روپیہ اصل کی مد میں اور ۱۸۰ روپیہ ماہانہ سود کی مد میں دس ماہ تک برابر وصول کیے جاتے ہیں۔ اس طرح دسویں مہینے میں جب اصل رقم صرف ایک ہزار رہ جاتی ہے' پھر بھی سود پوری رقم پر ۱۸۰ روپے ہی وصول ہوتا ہے۔ یہ ہے فلاحی ادارہ کا قیام اور اس کا سودی کاروبار۔

اورنگی پائیلٹ پراجیکٹ کا بیشتر کام محض کاغذی اور نمائشی ہوتا ہے۔ اس کے کرتا دھرتا اختر حمید کے قریبی رشتہ دار یا دوست احباب ہیں۔ مقامی لوگوں سے ان کا کہنا ہے پراجیکٹ کا اصل مقصد علاقے میں ترقیاتی کاموں کے لیے مشورے دینا ہے تاکہ آبادی میں صحت و صفائی برقرار رہے۔ کسی علاقے میں گٹرلائن کی ضرورت ہو تو متعلقہ گلی کے لوگوں سے ۳۰۰ یا ۳۵۰ روپے فی مکان جمع کرائے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود روپے میں خردبرد کی وجہ سے نہایت ناقص کام ہوتا ہے۔ اگر امدادی رقوم فراہم کرنے والے کسی ادارے کے افراد اس علاقہ کا دورہ کرتے ہیں تو اپنے دوستوں کو گلی کے باشندے باور کرا کے پراجیکٹ کی کارکردگی پر قصیدے پڑھوائے جاتے ہیں۔ متاثرین کو کبھی سامنے آنے ہی نہیں دیا جاتا۔ گلی کے اصل رہنے والے تو دن کے وقت کاروبار یا نوکری کے سلسلہ میں باہر رہتے ہیں۔

اختر حمید خاں کے ان کارناموں میں سیاہ ترین کارنامہ یہ ہے کہ پراجیکٹ کی نگرانی میں ڈیڑھ درجن غیر شادی شدہ لڑکیاں' گھر گھر جا کر مانع حمل دوائیں اور دیگر متعلقہ اشیاء تقسیم کرتی ہیں۔ اکثر گھروں پر ان کا خاتون خانہ سے بحث و مباحثہ بھی ہوتا رہتا ہے اور شریف گھرانے' ان لڑکیوں کی سرگرمیوں پر سخت معترض ہیں۔ ان میں سے اکثر لڑکیاں مجبوری کے تحت یہ کام کر رہی ہیں مگر بعض رقص و سرود کی محفلیں سجانے میں عار محسوس نہیں کرتیں۔ اکثر یہ محفلیں اورنگی پائیلٹ پراجیکٹ کے دفتر ہی میں منعقد ہوتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' جن میں ۴۷ سالہ اختر حمید نہ صرف شریک و محظوظ ہوتا ہے بلکہ میر مجلس بنتا ہے۔ بے راہ روی کی ان محفلوں میں دوسری لڑکیوں کو بھی شرکت کی دعوت و ترغیب پر لوگوں میں سخت اشتعال پایا جاتا ہے اور بار بار احتجاج کے باوجود کوئی اثر نہیں لیا گیا۔

اختر حمید خاں کے ان افکار و اعمال کی روشنی میں پاکستان کے محب وطن اور دینی حلقوں کا یہ مطالبہ درست معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے وسائل سے بے پناہ فائدہ اٹھانے والے ان وطن فروشوں کا سخت محاسبہ کیا جائے اور کھلی عدالت میں ان پر مقدمہ قائم کر کے انہیں کیفر کردار تک پہنچایا جائے"۔ ("اختر حمید خاں کی منفی سرگرمیاں" از احسن حامد' روزنامہ "نوائے وقت" کراچی' ۲۶ اپریل ۱۹۹۱ء)

اختر حمید خاں کیوں نہیں گرفتار ہوا؟

۱۸ اگست ۹۰ء کو ملتان کے ڈی ایس پی محمد ریاض' اختر حمید خاں کو گرفتار کرنے کے لیے کراچی گئے لیکن گرفتار نہ کر سکے اور رپورٹ لکھی کہ مذکورہ ملزم اختر حمید خاں کا تعلق ایم کیو ایم سے ہے۔ چونکہ اس وقت کراچی کے حالات ٹھیک نہیں ہیں' اس لیے اگر ملزم کو گرفتار کیا گیا تو اس سے کراچی کے حالات مزید خراب ہو سکتے ہیں یعنی امن و امان کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس ملزم کو گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ سندھ میں جس وقت فوجی آپریشن شروع کیا گیا' اس وقت فوج کو اشتہاری ملزموں اور مجرموں کی ایک فہرست بھی دی گئی' جس میں مبینہ طور پر ملزم اختر حمید کا نام بھی شامل تھی۔ اسی دوران قانون نافذ کرنے والے ادارے نے مذکورہ ملزم کو' یکم اکتوبر کو گرفتار کر لیا اور اسے متعلقہ ایس ایچ او کے حوالے کر دیا۔ لیکن انہوں نے صرف تین گھنٹے کے بعد اسے رہا کر دیا' جس کے بارے میں ایک خبر اس وقت اخبارات میں شائع ہوئی اور کہا جاتا ہے کہ ایس ایچ او مذکورہ نے ملزم کو انتہائی اعلیٰ حکومتی عہدیدار کے سیکرٹریٹ سے سفارشی فون آنے پر رہا کیا تھا۔ تیسری اہم بات یہ کہ ملزم اختر حمید خاں خاکسار تحریک کے بانی علامہ عنایت اللہ مشرقی کا داماد ہے۔ چوتھی اہم بات یہ ہے کہ ملزم پر قائم کیے گئے مقدمے کے بارے میں چند ماہ قبل ہوم سیکرٹریٹ پنجاب سے ڈپٹی کمشنر ملتان کو ہدایت کی گئی کہ وہ مقدمہ کے مدعی ملک وزیر غازی ایڈووکیٹ کو بلا کر ایک کمیٹی بنائیں اور ان مقدمات کی واپسی کے لیے راہ نکالیں' جس پر مدعی ملک وزیر غازی نے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو ایک درخواست دی کہ یہ ایک انتہائی نازک اور اہم معاملہ ہے' جسے اب تک صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عدالت تک رکھا گیا ہے اور یہ پریس میں نہیں آیا۔ اب اگر اس مقدمے کی واپسی کے لیے کوئی اقدام کیا گیا تو شدید عوامی ردعمل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا بہتر ہو گا اس کی سماعت عدالت میں جاری رہے اور مقدمہ واپس نہ لیا جائے' جس پر یہ معاملہ عدالت میں رہا۔ (روزنامہ "پاکستان" لاہور' ۸ نومبر ۹۲ء)

وزیراعظم نواز شریف نے اختر حمید کے خلاف کیس واپس لینے کی ہدایت کردی

"وزیراعظم نواز شریف نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے اس بات کی کوشش کریں گے کہ سرکردہ سماجی کارکن اختر حمید خاں کے خلاف دائر کیے جانے والے توہین رسالت ﷺ کے مقدمے واپس لے لیے جائیں گے۔ باخبر ذرائع نے کہا ہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے اختر حمید خاں کے خلاف مقدمے واپس لینے کی ہدایت کی ہے۔ وکیلوں کا کہنا ہے کہ محکمہ قانون عام طور پر وزیراعظم کی سفارش نظرانداز نہیں کرتا۔ اگر ایسا ہے تو اختر حمید خاں کا دفاع کرنے والے بہت خوش ہوں گے۔ کٹر قسم کے لیڈر یقیناً ناخوش ہوں گے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۱۱ نومبر ۹۲ء)

ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس کا ردعمل

"ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس نے قرار دیا ہے کہ وزیراعظم کو توہین رسالت کے مقدمات واپس لینے کا کوئی اختیار نہیں۔ اگر ایسا ہوا تو وہ توہین عدالت کے مرتکب ہوں گے۔ مسٹر اسماعیل قریشی کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی گئی' جس میں کہا گیا کہ امت مسلمہ کی متفقہ رائے ہے کہ توہین رسالت جیسے سنگین جرم کی سزا موت ہے اور اس بارے میں فیڈرل شریعت کورٹ فیصلہ دے چکی ہے' جس کے خلاف وزیراعظم نے سپریم کورٹ میں اس موقف کے ساتھ اپیل واپس لی کہ موت کی سزا بھی' توہین رسالت جیسے جرم کے لیے کم ہے۔ قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ وزیراعظم اس مسئلے کے بارے میں اپنی پوزیشن واضح کریں ورنہ ہماری ایسوسی ایشن ان کے خلاف توہین عدالت کی درخواست دے گی"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پنجاب حکومت نے توہین رسالت ﷺ کا مقدمہ واپس لے لیا

"حکومت پنجاب نے بین الاقوامی شہرت یافتہ سماجی کارکن اختر حمید خاں کے خلاف اہانت رسول ﷺ کا مقدمہ واپس لے لیا ہے اور ڈسٹرکٹ اٹارنی ساہیوال کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں ضروری قانونی کارروائی کریں' جس پر ڈسٹرکٹ اٹارنی نے گزشتہ روز سیشن عدالت ساہیوال میں درخواست دے دی ہے' جس پر ۲۱ فروری کو بحث ہوگی۔ واضح رہے کہ اختر حمید خاں کا اہانت رسول ﷺ پر مبنی انٹرویو ہفت روزہ "تکبیر" اور "نوائے وقت" میں شائع ہوا' جس پر ملتان کے معروف قانون دان ملک وزیر غازی نے تھانہ چہلیک ملتان مارچ ۹۰ء میں اہانت رسول ﷺ کی دفعہ ۲۹۵ سی اور دیگر دفعات ۲۹۵ بی' ۲۹۸ اے ت پ کے تحت مقدمہ درج کرایا' جس پر آج تک اختر حمید خاں نے ضمانت نہیں کرائی اور ۳ سال کے طویل عرصے میں وہ عدالت میں حاضر نہیں ہوئے حالانکہ اہانت رسول ﷺ کی دفعہ ۲۹۵ سی کی سزا موت ہے۔ اس مقدمہ کے مدعی ملک وزیر غازی ایڈووکیٹ نے یہاں پریس کانفرنس میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اہانت رسول ﷺ کا مقدمہ واپس لینے کا فیصلہ منسوخ کیا جائے اور فیصلے کا حق صرف اور صرف عدالت کو دیا جائے تاکہ انصاف اور قانون کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ اٹارنی کو ہدایت کی جائے کہ وہ مقدمہ واپس لینے کی درخواست کی پیروی نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ اختر حمید خاں پرانا بیوروکریٹ اور بدھ مت کا مداح ہے۔ اس کے خیال کے مطابق مسلمانوں نے اپنے دور حکمرانی میں ہندوؤں پر مظالم ڈھائے تھے' مندر مسمار کیے تھے اور ان جگہوں پر مسلمان بادشاہوں نے مسجدیں تعمیر کرائی تھیں۔ اسی شخص نے توہین رسالت ﷺ کے جرم کا ارتکاب کیا۔ ملک وزیر غازی نے کہا ہے کہ عدالت جو فیصلہ کرے گی' وہ فریقین کو قابل قبول ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات غور طلب ہے کہ ضابطہ فوجداری' نظام پولیس' عدالتی طریقہ کار' حکومتی دبدبہ و انتظامیہ کے شان و شکوہ' اختر حمید خاں کے اشتہاری مجرم ہونے کے باوجود عدالت میں حاضر نہ ہو سکا۔ ان حالات میں قانون کی بے بسی پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مقدمہ واپس لینے سے حکومت خود ہی عدالتی عمل سے دستبردار ہو کر عوام کو اپنی راہ لینے کا مشورہ دے رہی ہے' یہ طریقہ غلط ہے۔ انہوں نے کہا کہ شان رسالت ﷺ کا تحفظ' ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس مقدمہ میں سیکولر عناصر نے دنیا بھر کے اخبارات و جرائد میں اختر حمید خاں کے حق میں مضامین لکھے ہیں اور ہمارے قوانین کا مذاق اڑایا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس نظریاتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ میں حکومت' عوام اور اس کے اساسی نظریات کا ساتھ دیتی لیکن افسوس ہے کہ موجودہ حکومت' جو اسلام کے نام پر منتخب ہوئی ہے' نے سیکولر عناصر کے سامنے ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت بیرونی طاقتوں کو بتانا چاہتی ہے کہ وہ بنیاد پرست نہیں ہے۔ ملک وزیر غازی ایڈووکیٹ نے کہا کہ جب انہوں نے مقدمہ درج کرایا تو ڈپٹی کمشنر ملتان' ایس ایس پی ملتان' ڈسٹرکٹ اٹارنی پر مشتمل ایک ٹیم نے ان سے مذاکرات کیے لیکن انہوں نے مقدمہ واپس لینے سے انکار کیا۔ لیکن بیوروکریسی چین سے نہ بیٹھی اور آخرکار بیوروکریسی نے اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت پر غلبہ کر لیا جو کہ ایک تشویشناک امر ہے۔ پریس کانفرنس میں موجود ممتاز عالم دین علامہ عطاء المومن بخاری نے کہا کہ حکومت جس انداز سے اہانت رسول ﷺ کے مرتکب افراد کو تحفظ فراہم کر رہی ہے' اس کے نتائج خطرناک ہو سکتے ہیں۔ پریس کانفرنس میں ممتاز علماء قاری محمد حنیف جالندھری' مفتی عبدالقوی' راؤ ظفر اقبال' قاری نورالحق قریشی ایڈووکیٹ' سید کفیل بخاری اور خواجہ عبیدالرحمٰن نے بھی شرکت کی"۔ (روزنامہ "خبریں" ۱۱ فروری ۱۹۹۳ء)

اختر حمید پر توہین رسالت کے مقدمہ کی واپسی کے خلاف جوابی درخواست

"توہین رسالت ﷺ کے مقدمہ میں ملوث اختر حمید کے خلاف حکومت پنجاب نے مقدمہ واپس لینے کے لیے ڈسٹرکٹ اٹارنی ساہیوال کو جو ہدایت کی تھی' اس پر ڈسٹرکٹ اٹارنی نے مقدمہ واپس لینے کے لیے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج محمد اسلم کھوکھر کی عدالت میں درخواست دائر کر دی ہے۔ ادھر اس کے خلاف مدعی ملک وزیر غازی کے وکیل چودھری محمود احمد نے بھی درخواست دائر کر دی ہے' جس میں انہوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ توہین رسالت مآب ﷺ جیسے اہم اور نازک مسئلہ پر فیصلہ عدالت پر چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ واپسی مقدمہ سے مسلمانوں کے جذبات اور احساسات مجروح ہونے کا اندیشہ ہے۔ درخواست کی سماعت فاضل جج ۲۱ فروری کو کریں گے۔ چودھری محمود احمد ایڈووکیٹ نے یہ بھی کہا ہے کہ اختر حمید خاں عالمی شہرت کے حامل ہیں۔ انہوں نے اخبارات میں ایسے مضامین لکھے ہیں' جس سے حضور سرور کائنات ﷺ کی شان میں اور رسالت مآب ﷺ کی اہانت کا پہلو نکلتا ہے۔ چنانچہ جب ملتان کے معروف قانون دان ملک وزیر غازی کے علم میں یہ بات آئی تو انہوں نے فوری طور پر ملتان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھانہ چہلیک میں مارچ ۱۹۹۰ء میں مقدمہ دائر کرا دیا۔ یہ مقدمہ اہانت رسول ﷺ کی دفعہ ۲۹۵ سی اور دوسری دفعات ۲۹۵ بی اور ۲۹۸ اے ت پ کے تحت درج کرایا گیا۔ اس تین سال کے طویل عرصہ میں اختر حمید خاں نے نہ تو عدالت سے ضمانت کرائی' نہ عدالت میں حاضر ہوئے حالانکہ اہانت رسول ﷺ کی دفعہ ۲۹۵ سی ت پ کے تحت اس جرم کی سزا موت ہے۔ عدالت عالیہ ملتان نے یہ مقدمہ چودھری اسلم کھوکھر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ساہیوال کی عدالت میں منتقل کر دیا تھا لیکن اب حکومت پنجاب کے ہوم سیکرٹری کی جانب سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ساہیوال کو حکم موصول ہوا کہ یہ مقدمہ واپس لے لیا جائے' جس پر ڈسٹرکٹ اٹارنی ساہیوال نے سیشن جج ساہیوال کی عدالت میں مقدمہ واپس لینے کی درخواست دائر کر دی۔ اس پر مقدمہ کے مدعی کی ہدایت پر چودھری محمود احمد ایڈووکیٹ نے بھی درخواست دی' جس میں انہوں نے مقدمہ کی باقاعدہ سماعت کر کے فیصلہ کرنے کی استدعا کی ہے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۱۶ فروری ۹۳ء)

توہین رسالت ﷺ کا مقدمہ واپس لینے کے لیے حکومت پنجاب کی درخواست مسترد

"ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج چودھری محمد اسلم کھوکھر نے توہین رسالت ﷺ کے مقدمہ کو واپس لینے کی حکومت پنجاب کی درخواست مسترد کر دی اور اس مقدمہ میں ملوث ملزم اختر حمید خاں کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیے۔ اختر حمید خاں کے خلاف یہ مقدمہ ملتان کے معروف ایڈووکیٹ وزیر غازی نے تھانہ چہلیک ملتان میں درج کرایا تھا اور دو سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود جب اس کی سماعت نہ ہو سکی اور مدعی نے حصول انصاف کے سلسلے میں دشواری محسوس کی تو انہوں نے عدالت عالیہ ملتان سے استدعا کر کے مقدمہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ساہیوال کی عدالت میں منتقل کرا لیا۔ اسی اثنا میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ساہیوال کو حکومت پنجاب کے ہوم سیکرٹری کی جانب سے حکم موصول ہوا کہ یہ مقدمہ واپس لے لیا جائے چنانچہ حکومت کی جانب سے ڈسٹرکٹ اٹارنی ساہیوال نے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت میں مقدمہ واپس لینے کی درخواست دائر کی' جبکہ مدعی وزیر غازی کے وکیل چوہدری محمود احمد نے جوابی درخواست دائر کی' جس میں یہ موقف اختیار کیا کہ پاکستان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر حاصل کیا گیا اور یہ نعرہ "پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ الا اللہ" ابھی تک لوگوں کے دلوں کو گرما رہا ہے۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے ایک ایسے اسلامی ملک میں' جو خالص اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہو' ایسے مقدمہ کو' جس میں رسالت مآب ﷺ کی اہانت کا پہلو فیصلہ طلب ہو' حکومت کو واپس لینے کا کوئی اختیار نہیں کیونکہ دستور پاکستان کی رو سے بھی مقدمہ کو حکومت کسی صورت واپس لینے کی مجاز نہیں۔ فاضل جج نے مدعی کے وکیل چودھری محمود احمد کے دلائل سے اتفاق کرتے ہوئے حکومت کی جانب سے دائر کردہ درخواست واپسی مقدمہ مسترد کر دی اور حکم دیا کہ اس مقدمہ کی سماعت معمول کے مطابق کی جائے۔ نیز فاضل جج نے اس مقدمہ کے ملزم اختر حمید کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیے ہیں اور انہیں ۲۱ مارچ کو عدالت میں پیش ہونے کا حکم دیا ہے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' یکم مارچ ۹۳ء)

اختر حمید بیرون ملک فرار ہو گئے؟

"ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ساہیوال چودھری محمد اسلم کھوکھر نے عالمی شہرت یافتہ ماہر تعلیم' اختر حمید خاں کے خلاف دائر گستاخی رسول ﷺ کے مقدمہ میں ان کے دوسری بار بلاضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کر دیے اور پولیس کو سختی سے ہدایت کی کہ آئندہ تاریخ پیشی پر انہیں ہر حال میں عدالت میں پیش کیا جائے۔ قبل ازیں گزشتہ تاریخ پیشی پر بھی ملزم کے وارنٹ گرفتاری بلاضمانت جاری کیے گئے تھے۔ لیکن پولیس کے جو اہلکار ان کی گرفتاری کے لیے کراچی گئے' ان کی رپورٹ کے مطابق کراچی کے جس بنگلہ میں اختر حمید خاں رہائش پذیر ہیں' وہ گزشتہ چھ ماہ سے بند ہے۔ چونکہ اختر حمید خاں ایک ماہر تعلیم کی حیثیت سے عالمی شہرت کے حامل ہیں اور دوسرے ممالک بالخصوص یورپ کے ملکوں میں وہ وسیع تر حلقہ احباب رکھتے ہیں۔

گزشتہ دنوں ان کی خبریں اخبارات کی شہ سرخیاں بنیں' جس کی وجہ سے ایک عام تاثر یہ بھی ہے کہ وہ بیرون ملک فرار ہو گئے ہیں۔ ان کے خلاف ملتان کے ایک معروف ایڈووکیٹ نے مقدمہ درج کرایا ہے' جس میں ان پر الزام ہے کہ وہ اہانت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ قانون کی جس دفعہ کے تحت ان کے خلاف مقدمہ درج کرایا گیا ہے' اس کے مطابق گستاخ رسول ﷺ کے ملزم کو موت کی سزا دی جا سکتی ہے۔ یہ مقدمہ ملتان کی عدالت میں دو سال تک زیر سماعت رہا لیکن ملزم کی طلبی نہ ہو سکی۔ مدعی کی درخواست پر جب اس مقدمہ کی سماعت عدالت عالیہ ملتان نے ساہیوال منتقل کر دی تو حکومت پنجاب نے اس مقدمہ کو واپس لینے کے لیے فاضل جج کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روبرو درخواست دائر کی۔ فاضل جج نے حکومت کی درخواست کی سماعت شروع کی تو مدعی کے وکیل چودھری محمود احمد نے عدالت میں یہ موقف اختیار کیا کہ گستاخی رسول ﷺ جیسے اہم اور نازک مسئلہ پر اٹھائے گئے نکات کے مقدمہ کو واپس لینے کا حکومت یا اس کے کسی کارندے کو کوئی اختیار نہیں' چنانچہ فاضل جج نے مدعی کے وکیل کے موقف سے اتفاق کرتے ہوئے اس مقدمہ کی باقاعدہ سماعت کا آغاز کیا' لیکن ملزم اختر حمید خاں اب تک عدالت کے روبرو پیش نہیں ہوئے۔ فاضل جج نے کل اس کا سخت نوٹس لیا اور پولیس کو ہدایت کی کہ آئندہ پیشی پر ہر حال میں ملزم کو عدالت میں پیش کیا جائے"۔
(روزنامہ "نوائے وقت" ۲۹ اپریل ۹۳ء)

امریکہ' جو توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ملزمان کا سرپرست اعلیٰ ہے' کس طرح گستاخان رسول کی سرپرستی کرتا ہے۔ انہیں کس طرح کا تحفظ فراہم کرتا ہے اور کس طرح اپنے ٹاؤٹوں کے ذریعے پاکستانی عدالتوں پر اثرانداز ہوتا ہے؟ اس کا کچھ اندازہ ہفت روزہ "تکبیر" کراچی کے مندرجہ ذیل اداریہ سے ہوتا ہے--- ہائے ہم کیا سمجھے تھے وہ کیا نکلے؟

"اختر حمید خاں اور ان کے نادان دوستوں سے"

"امریکہ میں پاکستان کی سفیر (یا ٹاؤٹ؟ مولف) بیگم عابدہ حسین نے توہین رسالت ﷺ کے ملزم ڈاکٹر اختر حمید خاں کے خلاف عدالتی کارروائی بند کرنے کی ضروریات کا اظہار کرتے ہوئے ملک کے تمام "باشعور اور ہوش مند" عناصر سے ڈاکٹر صاحب کے خلاف جاری مقدمے کے خاتمے کو یقینی بنانے اور اس سلسلے میں سرگرم افراد کو "ہولناک غلطی" سے باز رکھنے کے لیے عوامی دباؤ بڑھانے کی اپیل کی ہے۔ لاہور سے شائع ہونے والے انگریزی روزنامے "دی نیشن" کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے انکشاف کیا کہ حکومت امریکہ نے حال ہی میں' انسان دوستی کے حوالے سے غیر معمولی مرتبے اور بین الاقوامی شہرت کی حامل شخصیت ڈاکٹر اختر حمید خاں کو بعض حلقوں کی جانب سے پریشان کیے جانے کی کارروائیوں پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ انہیں یہ پیغام امریکی محکمہ خارجہ کے ڈائریکٹر انسانی حقوق کے ذریعے ملا تھا' جس پر انہوں نے امریکی حکام کو یقین دلایا کہ حکومت پاکستان' ڈاکٹر اختر حمید خاں کی خدمات کا بھرپور اعتراف اور انتہائی قدر کرتی ہے اور ان کے خلاف شکایت واپس لی جا چکی ہے۔ بیگم عابدہ حسین نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبار سے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ تاہم انہیں پاکستان میں اپنے مختصر قیام کے دوران یہ جان کر بڑی اذیت پہنچی کہ حکومت پنجاب کی جانب سے ڈاکٹر خان کے خلاف شکایت واپس لیے جانے کے باوجود مقدمہ بدستور جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر اختر حمید خاں کے خلاف کسی بھی اقدام کے بیرون ملک اثرات ہمارے لیے بہت ناموافق ہوں گے۔ ("دی نیشن" لاہور' ۱۲ مارچ)

روزنامہ "ڈان" کراچی' ۱۷ مارچ کے مطابق' اسلام آباد میں اختر حمید سپورٹ کمیٹی کے ایک اجلاس میں ممتاز اہل قلم' انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والوں اور محققین نے اختر حمید خاں کے خلاف ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ساہیوال کی عدالت میں جاری مقدمے پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اگر اس مقدمہ کی واپسی ممکن نہیں ہے تو وفاقی حکومت متعلقہ حکام کو ہدایت کرے کہ وہ اس مقدمہ کو ساہیوال سے لاہور ہائی کورٹ منتقل کر دیں۔

ان خبروں کا پس منظر یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ساہیوال نے ڈاکٹر اختر حمید خاں کے خلاف توہین رسالت کے الزام میں جاری مقدمے کو حکومت پنجاب کی جانب سے واپسی کی درخواست کے باوجود' اس بنیاد پر ختم کرنے سے انکار کر دیا ہے کہ "دستور پاکستان کی رو سے ایسے مقدمہ کو' جس میں رسالت ماب ﷺ کی اہانت کا پہلو فیصلہ طلب ہو' حکومت کو واپس لینے کا کوئی اختیار نہیں"۔

روزنامہ "نوائے وقت" کراچی' یکم مارچ کے مطابق' عدالت نے حکومت پنجاب کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے حکم دیا کہ مقدمہ کی ساعت معمول کے مطابق جاری رکھی جائے۔ فاضل جج نے ملزم اختر حمید خاں کے خلاف وارنٹ گرفتاری بھی جاری کیے اور اسے ۲۱ مارچ کو عدالت میں پیش ہونے کا حکم دیا۔ حکومت پنجاب کی جانب سے مقدمہ کی واپسی کی درخواست کو فاضل جج نے عدالت کے دائرۂ اختیار میں مداخلت اور اس کے فیصلے کے بارے میں پہلے سے قیاس قائم کرنے کی کوشش قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر اختر حمید خاں پر یہ مقدمہ' ان کے اس انٹرویو کی بنیاد پر چل رہا ہے' جو انہوں نے ایک بھارتی جریدے کے نمائندے کو دیا تھا اور جو "تکبیر" کی ۱۹ مئی ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں ریکارڈ شدہ ٹیپ سے لفظ بلفظ نقل کر کے شائع کیا گیا تھا۔ اس انٹرویو میں انہوں نے واضح طور پر قرآنی احکام کا مذاق اڑایا اور شان رسالت ﷺ میں گستاخیاں کی تھیں اور "تکبیر" میں اسے' اس وضاحت کے ساتھ شائع کیا گیا تھا کہ اس کا مقصد ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوششوں کو بے نقاب کرنا ہے جو وطن عزیز کے فراہم کردہ وسائل سے' اس کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے کی جا رہی ہیں تاکہ ملکی معاملات کے ذمہ داران اس جانب متوجہ ہوں اور ان کوششوں کو ناکام بنایا جا سکے۔

اب ڈاکٹر اختر حمید خاں کے لیے باعزت اور درست راستہ تو یہی تھا کہ وہ عدالت میں اپنے خلاف الزامات کا سامنا کرتے اور اپنے دفاع اور صفائی میں دلائل پیش کر کے عدالت کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے' لیکن انہوں نے حیرت انگیز طور پر عدالتی عمل سے فرار کا راستہ اختیار کرتے ہوئے عدالتی کارروائی کو اپنے دوستوں اور ہمدردوں کے اثر و رسوخ کے ذریعے' روکنے کی کوشش شروع کر رکھی ہے۔ وہ آج تک عدالت میں پیش نہیں ہوئے' حتیٰ کہ بالآخر عدالت نے ان کی گرفتاری کے احکام جاری کر دیے۔

ڈاکٹر اختر حمید خاں اور بیگم عابدہ حسین جیسے ان کے ہمدردوں اور دوستوں کے لیے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ انہیں عدالتی عمل سے فرار کے بجائے عدالت سے تعاون کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ جو معاملہ عدالت میں انصاف کے حصول کے لیے زیر بحث ہے' اسے عوامی دباؤ کے ذریعے سڑکوں پر یا اخبارات کے کالموں میں طے کرنے کی کوشش ہرگز کسی عقل و دانش کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ روش اختیار کرنے والے تو دراصل خود ہی اپنے موقف کی کمزوری کا کھلا اظہار کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر اختر حمید خاں کو تحفظ' عدالت میں اپنی برات ثابت کر کے ہی مل سکتا ہے۔ جس الزام کا داغ ان کے دامن پر ہے' اسے اخبارات میں دہائیوں سے نہیں دھویا جا سکتا' یہ داغ عدالتی عمل ہی سے دھل سکتا ہے۔

اس موقع پر ہم حکومت پنجاب اور مرکزی حکومت سے بھی یہ کہنا چاہیں گے کہ دباؤ کے نتیجے میں مقدمات واپس لینے کی روش قانون اور انصاف کو مذاق بنا دیتی ہے' اس لیے انہیں ہر صورت میں اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ پھر توہین رسالت ﷺ جیسے حساس معاملے میں تو یہ طرز عمل حد درجہ افسوسناک اور اللہ کے غضب کو دعوت دینے والا ہے۔ متعلقہ حکام کو چاہیے کہ وہ اس مقدمہ کی کارروائی کی جلد از جلد تکمیل کے لیے عدالت کو بھرپور تعاون فراہم کریں' اپنے طرز عمل سے اسے دشوار نہ بنائیں"۔ (ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' ۱۸ اپریل ۱۹۹۴ء)

اہانت رسول ﷺ کا "مفرور مجرم"--- حکومتی کمیٹیوں کا رکن

"تکبیر" کے فکر انگیز اداریے "تحفظ کس کا؟ ناموس رسالت یا شاتم رسول کا؟"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ایک مثال مندرجہ ذیل ہے:

"اختر حمید خاں ولد امیر حمید خاں' ساکن ۴- سی' معمار ویو فلیٹس واقع عقب تھانہ عزیز بھٹی و کرکٹ سٹیڈیم کراچی' اپنے ایک شائع شدہ انٹرویو کی بنیاد پر زیر دفعہ ۲۹۵ سی تعزیرات پاکستان (اہانت رسول ﷺ) کے مقدمہ نمبر ۱۲۵/۹۰ مورخہ ۹۰-۳-۱۵ تھانہ چہلیک ملتان میں اشتہاری مجرم ہیں۔

لاہور ہائی کورٹ نے مقدمہ ختم کرانے کی ملزم کی اپنی درخواست ۹۱-۱۲-۱۴ کو اور پھر حکومت کی طرف سے مقدمہ کی واپسی کے لیے دوسری درخواست سیشن جج ساہیوال نے جرم اور مقدمہ کی تفصیل جانچنے کے بعد ۹۳-۲-۲۹ کو مسترد کر دی اور اپنے آرڈر میں لکھا کہ ایسے مقدمہ کی واپسی ملک کے عدالتی نظام میں مداخلت اور عدم اعتماد کے مترادف ہوگی۔ اختر حمید خاں کو ۹۰-۹-۱۸ سے مجسٹریٹ ملتان نے مجرم اشتہاری قرار دیا ہے اور سیشن جج ساہیوال نے جہاں یہ مقدمہ اختر حمید خاں کی اپنی درخواست پر ٹرانسفر ہوا تھا' وہاں سے ان کے خلاف ناقابل ضمانت وارنٹ گرفتاری جاری کیے ہیں۔ سیشن جج اور ہائی کورٹ دونوں اختر حمید خاں کی درخواست ضمانت نامنظور کر چکے ہیں۔

اہانت رسول ﷺ کے اس مقدمہ کو قائم ہوئے ساڑھے چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر آج تک پولیس نے نہ تو اشتہاری مجرم اختر حمید خاں کو گرفتار کیا' نہ عدالت میں پیش کیا اور اہانت رسول ﷺ کے اس مشہور زمانہ ملزم کو اپنی پناہ کے ذریعہ عدالت سے بچا رہی ہے۔ یہ بھی بڑے شرم کی بات ہے کہ اشتہاری مجرم اختر حمید خاں کو وزیر اعلیٰ سندھ اور بلدیہ عظمیٰ کراچی کی معروف کمیٹیوں میں رکن نامزد کیا گیا ہے۔ چنانچہ عوام یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ کیا اہانت رسول ﷺ کا جرم' سنگین نہیں ہے یا اختر حمید خاں کو کھلی چھٹی دے کر مسلمانوں کی دل آزاری اور اس طرح ان کو مشتعل کرنا مقصود ہے۔ وزیر اعلیٰ سندھ نے ٹی وی پر کہا تھا کہ نشاندہی کی جائے تو وہ فوراً مجرموں کو گرفتار کرائیں گے' اب دیکھیے اس اشتہاری مجرم اختر حمید خاں کو' جو خود ان کی امن کمیٹی کا رکن ہے' کب گرفتار کر کے عدالت میں پیش کراتے ہیں"۔ (ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' ۴ اگست ۱۹۹۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالحق

موضع اکری سے تین چار میل کے فاصلہ پر واقع ایک بستی کا نام کرونڈی (تحصیل فیض گنج' سندھ) ہے۔ یہاں قادیانیت کا ایک کینہ فطرت و شعبدہ باز مبلغ عبدالحق قیام پذیر تھا' جو امرتسر سے یہاں اٹھ آیا۔ علاقہ بھر میں یہ شخص نہایت عیار اور بدطینت خیال کیا جاتا۔ اس کے سیاسی اثر و رسوخ اور معاشی حیلہ سازیوں سے کئی سادہ لوح کلمہ گو' دولت ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسے اپنی قوت مناظرہ پر بہت بھروسہ تھا۔ وہ کہتا تھا کہ میری یہ صلاحیت مرزا قادیانی کی نبوت کی ایک دلیل ہے۔ اس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ میں مرزا قادیان کا جانشین نبی ہوں۔ بتایا جاتا ہے کہ اس کی انگوٹھی پر عبدالحق نبی اللہ نقش تھا۔ قادیانی مذکور کے دم قدم سے کفر و ارتداد نے خوب زور پکڑا۔ ایک دفعہ مناظرے کی بات چلی۔ ۱۹۶۷ء کے ابتدائی مہینوں کا ذکر ہے' فریقین ایک جگہ اکٹھے ہوئے تاکہ باہم شرائط طے ہو سکیں۔ مسلمانوں کی جانب سے مولانا لال حسین اختر نمائندہ تھے۔ مولانا موصوف کا معاملہ بھی بڑا دلچسپ ہے۔ یہ ابتداء" مرزائیوں کے قریب رہے۔ ان کی تعلیم و تربیت پر قادیانیوں کی شاخ' لاہوری گروپ کے سربراہ محمد علی نے خاص توجہ دی۔ مختلف مدرسوں میں پڑھایا گیا۔ کہتے ہیں انہیں چھ زبانوں سے واقفیت تھی' فارغ التحصیل ہو چکنے پر وہ احمدیت کی تبلیغ میں جت گئے۔ پہلے پہل "لاہوری جماعت" کے آرگن ہفت روزہ "پیغام صلح" میں کام کیا اور پھر شعبہ مالیات کے محتسب مقرر ہوئے۔ تاہم آہستہ آہستہ ان پر مرزائی ابلہ فریبیاں منکشف ہونے لگیں۔ جھوٹ آخر جھوٹ ہوتا ہے۔ طمع کاریوں کا دامن کب تک چاک نہ ہوگا؟ بقول ان کے وہ تذبذب میں تھے کہ انہیں بذریعہ خواب' حق کی پہچان نصیب ہوئی۔ دوسری دفعہ تو واضح اشارہ ملا۔ میرا ضمیر مطمئن ہو گیا۔ میں نے جانا' مجھے منزل مل چکی ہے۔ بحمد اللہ اب میں مسلمان ہوں۔

قصہ کوتاہ مناظرے کے لیے مقام' وقت اور دیگر شرائط کا تعین ہو رہا تھا کہ مولانا لال حسین اختر صاحب نے قادیانی مبلغ عبدالحق سے پوچھا "تم کس موضوع پر مناظرہ کرنا چاہتے ہو؟" جواب ملا "جس پہلو پر آپ کا جی چاہے"۔ مولانا بولے "اگر یہ بات ہے تو میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کذب مرزا ثابت کرنا چاہتا ہوں"۔ یہ سن کر قادیانی ملیچھ جل بھن کر رہ گیا اور غصہ میں جو بکواس کی، اسے نقل کرنے کا مجھ میں یارا نہیں۔ ان گستاخانہ الفاظ کے تصور سے ہی میرے دماغ کی شریانیں پھٹی جا رہی ہیں، سینے میں آگ لگی ہے۔ سوچتا ہوں ایک وہ وقت تھا جب عہد محکومی میں بھی ہمیں بارگاہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت غلامی کی سندیں عطا ہوتی رہیں، تب ہم میں غازی علم الدین شہیدؒ کا ذوق و شوق موجود تھا۔ مائیں اپنے بچوں کو بتایا کرتی تھیں کہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک پر جانیں نچھاور کر دینا ہی ثبوت ایمان ہے۔ آج کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مہدی حسنوں وغیرہ کی کمی نہیں، ہر جگہ نورجہائیں بھی جمال آراء ہیں مگر حد نظر تک کوئی فاطمہ بنت عبداللہ یا لیلیٰ خالد دکھائی نہیں دیتی۔ کیا یہ ڈسکو رقاص راجپالی نسل کو کیفر کردار تک پہنچا سکیں گے؟

سگان آوارہ کی بہتات، انسانی صحت کے لیے ہمیشہ مضر رہی ہے۔ مناسب احتیاط نہ کی جائے تو بعض اوقات یہ باؤلے پن میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کے کاٹے سے آدمیوں کی زندگی محفوظ، نہ جانوروں کا بچاؤ یقینی۔ اگر آپ اس حقیقت سے آگاہ ہیں تو پھر کتے مار مہم میں دیر کیوں؟ اب یہ سلسلہ شروع ہو جانا چاہیے کیونکہ ملت کی بقا اسی میں مضمر ہے۔۔۔۔ اگر کسی مسلمان کے لوح دل پر "محمدؐ" نہ لکھا ہو تو اس کے ایمان کا کوئی ثبوت نہیں۔ جس سینے میں شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس پر، پلکوں سے جھاڑو دینے کی تمنا کروٹیں نہ لیتی رہے اور آپ کے نعلین مبارک سے لپٹ لپٹ کر مرنے کی آرزو نہ ہو تو خدا قسم، وہ کوئی مومن نہیں، پکا کافر و زندیق ہے۔ آمدم برسر موضوع قادیانی شیطان کے چیلے عبدالحق نے جس دریدہ دہنی اور زہر افشانی کا مظاہرہ کیا، وہ اس قدر دل آزار اور روح فرسا ہے کہ سچے مسلمان یہ سننے کی تاب نہیں رکھتے۔ پڑھ لینے کے بعد بھی اگر کسی کی آنکھیں خون کے آنسو نہ روئیں اور اس صدمے سے دل دھڑکنا نہ چھوڑ دے تو وہ بخدا ہرگز مسلمان نہیں، ایک عظیم منافق ہے۔ شاتم رسول عبدالحق قادیانی کے گستاخانہ کلمات فقط اس نیت سے نقل کرنے والا ہوں کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانوں اور پروانوں کو بتا دیا جائے کہ کفر و ارتداد کے بچھو کس کس طرح نیش زنی کرتے پھر رہے ہیں۔

مولانا لال حسین اختر صاحب کی اس رائے پر کہ میں مرزا قادیانی کے کذب پر مناظرہ کرنا چاہتا ہوں۔ قادیانی مبلغ کا خبث باطن آشکارا ہوگیا۔ غلاظت کے اس ڈھیر کی یاوہ گوئیاں سننے سے پہلے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر استغفراللہ کا ورد کرتے رہیں۔ ظلمت شب کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دروغ باف پرستار نے یوں بکواس کی:

"اگر تم مرزا صاحب کے کاذب و ملعون اور مردود و گمراہ ہونے پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہو تو میں آپ کے رسول........ ہونے پر بحث کروں گا"۔

ابلیس قادیان کے اس حرامی بیٹے کی ناپاک جسارت پر اہل ایمان' آتش غضب میں بھڑک اٹھے۔ یہ اتنا کاری زخم تھا کہ ہر ایک کا کلیجہ چھلنی ہوگیا۔ لوگ چاہتے تھے کہ اسے یہیں سرگ باش کر دیا جائے مگر بعض ایسی الجھنیں پیش آئیں کہ اس نے راہ فرار اختیار کر لی اور غضبناک مسلمان کف افسوس ملتے رہ گئے۔

یا مردہ ہے یا نزع کی حالت میں گرفتار
جو فلسفہ لکھا نہ گیا ہو خون جگر سے

قادیانی مذکور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے انتہائی ذی اثر تھا۔ اس کے پاس مال و زر کی کوئی کمی نہ تھی۔ مختلف اوقات میں سندھ کی صوبائی کابینہ کے کئی وزراء سے اس کی صاحب سلامت رہی۔ وہ اپنے مبتذل مقاصد کی تکمیل کے لیے بے دریغ سرمایہ لٹایا کرتے۔ جانے اس نے کتنے اور کس طرح کے گھناؤنے کاروبار رچائے رکھے۔ یہ حقیقت تو ہر ایک پر طشت ازبام ہے کہ بے غیرت قادیانی عبدالحق نے کئی مجبور لڑکیوں کو جسم فروشی کے دھندے پر لگا رکھا تھا اور وہ اس کاروبار سے ہمیشہ ذاتی فائدے بھی اٹھاتا رہا۔

یہی وجہ ہے کہ عوام اس کے ابلیسانہ ہتھکنڈوں سے گھبراتے۔ محولا بالا ملعون و مردود کے اثر و رسوخ کی ادنیٰ سی مثال ملاحظہ کریں۔ اس کے اشارے پر ایک غیور مسلمان کو موضع کرونڈی ضلع خیرپور میں اینٹیں مار مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ قصور یہ تھا کہ وہ ان کا مہو بننے پر رضامند نہ ہوسکا۔ جب اس بے گناہ و لرزہ خیز قتل کی خبر پھیلی تو کوئی شخص میت اٹھا لانے کو تیار نہ تھا۔ تھانہ میں رپورٹ درج کروانا اور مقدمے کی پیروی تو دور کی بات ہے۔

الغرض حاجی محمد مانک صاحب ان دنوں بلوچستان میں تبلیغی دورے پر تھے۔ لوٹ کر آئے تو آپ کی سن رسیدہ والدہ محترمہ نے روتے ہوئے کہا: "بیٹا میں آپ کو دودھ معاف نہ کروں گی کہ آپ کے ہوتے ہوئے ایسے لوگ موجود ہیں جو ہمارے ملجا و ماویٰ' ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں گالیاں بکتے ہیں"۔ ان کے استفسار پر بوڑھی ماں نے پورا واقعہ کہہ سنایا۔ موصوف آٹھویں حج کی تیاری میں مصروف تھے۔ یہ دردناک حادثہ سن کر آپ نے اس کا پروگرام منسوخ کر دیا۔ دراصل اماں حضور کی بھتیجی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگاہیں پوچھ رہی تھیں کہ میرے لخت جگر! دربار حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کون سا چہرہ لے کر جاؤ گے۔ جس کی فتنہ انگیزیوں سے خواب گاہ نبیؐ پر لرزہ طاری ہے اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربت انور شق ہو جاتی ہے' وہ بے غیرت تو تمہارے سامنے دندناتا پھر رہا ہے۔ اگر تم اپنے وطن میں ناموس رسالتؐ کا تحفظ نہیں کر سکتے تو پھر مدینہ منورہ میں حاضری کا کیا مقصد؟

میں یہی سوال پوری قوم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس شہنشاہؐ کی بارش رحمت کے چھینٹوں نے جامہ بشریت میں لطف و کرم کے رنگ بھرے اور جنؐ کی چارہ سازیوں نے بندوں کو خدا سے ملا دیا' اس نور مجسمؐ کی عزت خطرے میں ہو تو ہمارا زندہ رہنا بے غیرتی نہیں تو اور کیا ہے؟ واللہ' آپؐ رنجیدہ نہ ہوں تو اے مسلمانو' ان بے روح سجدوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ دربار نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق خاطر قائم نہ رہے تو یہ بے سرور عبادت بھی ایک ناقابل برداشت بوجھ ہے ——— الغرض جناب غازی صاحب نے کرب میں ڈوبے ہوئے لہجہ میں عرض کیا:

اماں! میں وہ مسلمان نہیں ہوں جو ظاہری عبادات کو ہی منزل مقصود سمجھ بیٹھے۔ میرے کریمؐ ہر وقت میری دستگیری فرماتے ہیں۔ جب تک میرے جسم میں جان باقی ہے' اپنے پیا کے ہر نقش قدم کو لہو کے قطروں سے تابناک بناتا رہوں گا۔ شمع رسالتؐ کا پروانہ زندہ ہو تو واقعی شاتم نبی کی کوئی علامت قائم نہیں رہ سکتی۔ میں آپ کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں ان شاء اللہ بہت جلد اس قادیانی دشمن رسول کی بوٹیاں جنگلی سوروں سے نچوا دوں گا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ غازی عبدالقیوم شہیدؒ کی روح بے چین ہے۔ آخر نتھورام کی معنوی اولاد ہمیں کب تک کچوکے لگاتی رہے گی؟ پس آپ خدا کے حضور میری کامیابی کے لیے دعا فرما دیں کہ میری جدوجہد کو بارگاہ رسالت مابؐ میں قبولیت کی سند عطا ہو جائے۔

ٹھوکر سے میرا پاؤں تو زخمی ہوا ضرور
رستے میں جو کھڑا تھا' وہ کہسار ہٹ گیا

۵۴ سالہ ایک شخص کا کلیجہ رنج و الم کی آگ سے کباب ہو چکا ہے۔ آنکھوں میں خشک آنسو اور سینے میں شور قیامت۔ اس کے دن بے سکون اور راتیں حسرت انگیز ہیں۔ اس کی معنی خیز لب بستگی بھی طرز فغاں ہے اور مغموم انگیز گویائی ایک نوحہ۔ معلوم ہوا' اس پیکر حیرت اور مجسمہ غیرت کا نام الحاج غازی محمد مانکؒ ہے۔ ان کی وجہ غم بیان ہوئی کہ ناموس رسالت پر آقا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی دشمن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندہ ہو تو غلام کا عہد وفا کسی طور معتبر نہیں ہو سکتا۔ میں مرزائی شاتم رسول' عبدالحق کو ——— ابدی ذلتوں کا مرکز بنا کر یہ فرض کفایہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

بالاخر آپ ملت مصطفوی' کو درس حریت دے گئے۔ سب سے پہلے انہوں نے عوام الناس سے مردود قادیانی کی ناپاک جسارت کا تفصیلی واقعہ سنا' پھر اس پر علماء کرام کی مہر تصدیق ثبت ہوئی۔ پس اب ظالم کو گستاخیوں کا مزہ چکھانا باقی تھا۔

چونکہ گستاخ قادیانی عبدالحق مذکور مسلمانوں کے متوقع جوش و خروش کی وجہ سے چوکنا ہوچکا تھا لہٰذا حاجی محمد مانک صاحب کئی روز تک غور و خوض کرتے رہے کہ اس بے غیرت کو کس طرح تہ تیغ کیا جائے۔ آخر وہ ایک فیصلہ کر چکے اور پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آپ ۷ رمضان المبارک مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۶۶ء کو عبدالحق تک پہنچے۔

تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ مرزائی مبلغ عبدالحق ایک مدت سے آپ کو جانتا تھا' وہ مختلف اوقات میں الحاج محمد مانک صاحب سے کئی بار ملا۔ اس کی شروع سے سازش تھی کہ آپ کسی طرح رام ہوں۔ بوقت ملاقات وہ احمدیت کی خوبیاں گنواتا۔ ایک مرتبہ اس نے آپ کو ربوہ چلنے کی پیشکش بھی کی۔ شیطانی ٹولے کی سازش یہ تھی کہ آپ کے بیعت ہو جانے کی صورت میں جماعت کے وارے نیارے ہو جائیں گے۔

غازی محمد مانک صاحب اس قادیانی مردود عبدالحق کو اپنے پنجرے تک لانے میں کیسے کامیاب ہوئے؟ انہوں نے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کونسا لائحہ عمل اختیار کیا؟ واردات کی رات کہاں بسر ہوئی؟ میرے خیال میں یہ ایک غیر ضروری حصہ ہے۔ اس پہلو کو نظرانداز کرتے ہوئے ذرا آگے بڑھتے ہیں۔ الغرض امر واقعہ یہ ہے کہ دہن دراز گستاخ ایک تنومند نوجوان تھا' جبکہ محافظ ناموس رسالت بوجہ کہولت کمزور و ناتواں اور اس معاملے میں رازداری بھی بہرحال لازم تھی۔ ان اسباب کے پیش نظر انہوں نے سوچا کہ کسی نہ کسی طرح بدزبان ملعون کو ٹھکانے لگانا ضروری ہے' ظاہری نمود اور افسانوی شہرت ضروری نہیں۔ بفضلہ تعالیٰ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہے جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلمان کی موت مر

ساتواں روزہ تھا۔ موت کا بھیانک سایہ لحظہ بہ لحظہ اس کمینہ فطرت درندے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تقدیر کی گرفت اسے سیر کے بہانے مقام مرگ پر لے پہنچی۔ اب کسی لحہ مسلم جانباز جھپٹ کر شکار کو اپنے مضبوط پنجوں میں جکڑنے والا تھا۔ آفتاب رحمت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استغناء' مہتاب حسن و وفا' کے متوالے نے اس ارذل و اجہل علامت کو کس طرح لقمہ اجل بنایا' یہ بڑی دلچسپ اور راحت انگیز داستان ہے۔ مناسب ہے کہ جہاد کی کہانی خود مجاہد کی زبانی سنی جائے۔ الحاج غازی مانک صاحب نے اپنے چاہنے والوں اور عزیز و اقارب کو جیل میں اس کی تفصیل بتاتے ہوئے بیان کیا کہ

"میرے پاس ایک ریوالور تھا اور چھوٹا سا چاقو بھی۔ باغ میں پہنچے تو عبدالحق قادیانی مزدوروں کے پاس آئندہ کام کے بارے میں ہدایات دینے چلا گیا۔ میں انہی سوچوں میں گم سم بیٹھا تھا کہ جانے کہاں سے آواز آئی "اے بیدار بخت! تمہیں کاہے کا انتظار ہے۔ جرات ایمانی سے کام لے کر اسے ابھی حوالہ آتش کیوں نہیں کر دیتے"۔

یہ سن کر میں جوش غیرت سے اٹھ کھڑا ہوا۔ خدا معلوم مجھ میں اچانک اس قدر پھرتی اور قوت کیسے عود کر آئی؟ میں آج تک خود بھی اس معاملے کی گتھی نہیں سلجھا سکا۔ جب وہ مکروہ صورت قادیانی گستاخ رسول' عبدالحق مزدوروں کی طرف سے لوٹتے ہوئے نشانے کی زد میں پہنچ گیا تو غصہ سے میری حالت غیر تھی۔ دل چاہتا تھا کہ جلد از جلد یہ قضیہ نپٹا دوں۔ فوراً لبلبی دبا دی گئی۔ یکے بعد دیگرے آتشیں گولیاں اگلیں۔ ہر طرف اس خوفناک آواز سے سناٹا چھا گیا۔ جب فائر ختم ہو چکے تو دیکھا کہ ملعون .سلامت موجود ہے' غالباً گولیاں اس کے اردگرد سے گزر گئیں۔ میں دم بخود تھا کہ اب کیا کروں؟ دوسری طرف اس پر بدحواسی طاری تھی۔ میرے یہ انداز دیکھتے ہوئے یہ مسلسل چیخ رہا تھا کہ حاجی صاحب' تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ ایسا کیوں کر رہے ہو؟ خدا کے لیے مجھے نہ مارو' میں تمہارا کوئی دشمن تو نہیں------ ہمارے درمیان کچھ زیادہ فاصلہ نہ رہا۔ میری صرف ایک خواہش تھی کہ اسے بہرصورت مردہ حالت میں دیکھوں۔ قلابازی کھا کر اس پر جھپٹا اور گردن دبوچ لی۔ میں نے دیکھا کہ مجھ میں بجلی کی سی تیزی آ گئی ہے۔ میں تو اسے غیبی امداد ہی کہوں گا کہ وہ باوجود ہٹاکٹا ہونے کے موت کے خوف سے کانپ رہا تھا' حالانکہ ہم گتھم گتھا تھے۔ ہوا یہ کہ بدبخت گھبراہٹ کے عالم میں ازخود زمین پر گر پڑا۔ موقع غنیمت جانتے ہوئے میں بہ سرعت اس کے سینے پر بیٹھ گیا۔ وہ بے حس و حرکت تھا۔ جانے کیوں اس کی قوت مزاحمت ختم ہو چکی تھی۔ معلوم ہوتا تھا جیسے یہ تن مردہ ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس میں جان باقی نہیں۔ الغرض میں نے بڑے اطمینان اور حوصلے کے ساتھ جیب سے چاقو نکال کر دانتوں سے کھولا' اس کی گردن پر ٹکایا اور زور زور سے چلانا شروع کر دیا۔ جب اس کے ناپاک جسم سے سر کا بوجھ اتر چکا تو مقتول مردود کی زبان کاٹی اور پھر جبڑوں کو چیر پھاڑ دیا۔ وہ انگلی جس سے اشارہ کر کے بات کیا کرتا تھا' اسے بھی پنجے سے علیحدہ کر کے کہیں دور پھینکا۔ ساتھ ساتھ میری زبان سے بے ساختہ یہ جملے بھی ادا ہو رہے تھے کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے والوں کا حاجی مانک' ہمیشہ یہ انجام کرتا رہے گا۔ ارے کتے' اب بھونکنے کی جرات کر۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں یاوہ گوئیاں کرنے والے ذلیل کمینوں کو ہم اسی طرح ملیامیٹ کیا کرتے ہیں"۔

ٹپک ٹپک ہمارے خون کے چھینٹے اڑے تو کیا
یہ تو ہوا کہ شہر کو زیبائی مل گئی

الحاج محمد مانک صاحب کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔ آپ کی جرات مندانہ جدوجہد سے ہر کس و ناکس پر عیاں ہو گیا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے والے ابھی زندہ ہیں اور ان کے ذوق شہادت پر ایک دنیا گواہ ہے۔ فدائے رسولؐ عربی نے ثابت کر دیا کہ زندگی وہی ہے جو سید الکونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر قربان ہو جائے ورنہ زندگی' زندگی نہیں' موت ہے۔ آپ نوک خنجر سے یہ ابدی و لازوال فیصلہ لکھ گئے کہ "اس ذات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ تو کجا' ہم تو ان کوچوں اور گلیوں کی توہین بھی برداشت نہیں کر سکتے' جن کے ذرات کو اس پیکر رفعت و عظمت کی کفش بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ ایک زندگی کیا؟ ہزار بار زندگی نصیب ہو اور ہزار بار اس شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس پر نچھاور ہو جائے تو بھی دل کی تمنا بر نہ آئے۔ جس سینے میں عشق رسولؐ کا سوز نہیں' وہ سینہ نہیں بدبختیوں اور تاریکیوں کا قبرستان ہے۔ جس دل میں ناموس محمدؐ پر مر مٹنے کی تمنا نہیں' وہ دل نہیں' بوم و کرگس کا وحشت انگیز کاشانہ ہے"۔

ع "اتنا اداس شام کا منظر کبھی نہ تھا"

حاجی محمد مانک صاحب کے تمام کپڑے خون آلودہ ہو چکے تھے۔ ایک نشہ تھا جس سے آپ جھوم جھوم گئے۔ ہونٹوں پر مسکراہٹ کی چاندنی کھیلنے لگی۔ آنکھوں میں خوشی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنسوؤں کے چراغ جل اٹھے۔ یہ حالت کیوں نہ ہوتی؟ گستاخ زبان ان کے جوتوں کی ٹھوکروں میں ہے۔ مردود قادیانی چیخ چیخ، چلا چلا اور تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوچکا، اس مکروہ میت کا بھیانک منظر کیا بتاؤں، جیسے سڑک پر سؤر کئی روز سے مرا پڑا ہو۔ اس کے منہ کا وحشت ناک نقشہ مت پوچھو، معلوم ہوتا تھا کوئی پاگل کتا اپنی زبان باہر نکالے بھونک بھونک کر مرگیا ہے۔ اس کے گلے میں لعنت کا طوق لٹک رہا تھا۔ ادھر غازی محمد مانک صاحب کے چہرے پر ایسی بشاشت جیسے موتے کی ادھ کھلی کلی کا بانکپن، ہونٹوں پر خمار اور انکھڑیوں میں وہ مستی کہ جیسے بارش کی رت میں بادہ خوار کو ساقی کا دست کرم یاد آ جائے۔ حضرت قبلہ غازی صاحب نے اس عظیم فریضہ سے سرخرو ہوچکنے پر چار میل کا سفر خراماں خراماں طے کیا۔ لطف یہ ہے کہ راستے میں کسی شخص نے یہ بھی نہیں کہا کہ حاجی صاحب کپڑوں کی کیا حالت بنا رکھی ہے اور نہ آپ کے تعاقب میں آنے کی کسی کو جرات پڑی۔

قتل کی اطلاع ذرا سے وقفے میں دور دور تک پھیل گئی۔ یہ خبر اہل ضلالت کے دلوں پر بجلی بن کر گری، جبکہ کلمہ گوؤں کو مسرت و شادمانی کا سلیقہ سکھا رہی تھی۔ حاجی صاحب جائے واردات سے سیدھے "اکری" میں اپنے گھر تشریف لائے اور والدہ محترمہ کو خوشخبری سناتے ہوئے کہا "میں نے قادیانی گستاخ رسولؐ عبدالحق مردود کو نار جہنم میں جھونک دیا ہے۔ اب تو مجھ سے خوش ہو جانا"۔ یہ سنتے ہی وہ اچھل پڑیں۔ اپنے ہاتھوں سے دودھ کا کٹورا پلاتے ہوئے فرمایا "بیٹا تم نے میرا حق ادا کر دیا ہے"۔

یہاں سے غازی صاحب سیدھے جامع مسجد گئے۔ اپنے کپڑوں سے لہو کی ناپاک غلاظت اتاری۔ غسل فرمایا، نفل شکرانہ ادا کیے اور قرآن شریف کی تلاوت میں محو ہو رہے۔ اتنے میں رپورٹ درج ہونے پر پولیس بھی آپ کی گرفتاری کو آ پہنچی۔

پولیس اہلکاران آپ کے برادر اکبر محترم گل بہار صاحب سے ملے (جو ابھی تک صورت حال سے بے خبر تھے) اور حاجی موصوف کے بارے میں پوچھا۔ اصل حقائق کا علم ہونے پر وہ دوڑے دوڑے آئے اور کہا "حاجی صاحب، پولیس آپ کی تلاش میں ہے۔ کیا عبدالحق قادیانی کو آپ نے ہی قتل کیا؟" انہوں نے بتایا "ہاں! اللہ تعالیٰ نے یہ کام مجھ گنہگار سے ہی لیا ہے۔ آیئے پولیس کے پاس چلتے ہیں"۔

تھانے میں وقوعہ کی اطلاع مولوی عبدالحق قادیانی کے بیٹے مرزا یعقوب نے دی، جس پر زیر دفعہ ۳۰۲ باقاعدہ رپٹ درج ہوئی۔ جائے واردات سے پولیس اسٹیشن "فیض گنج" تین میل بجانب مشرق واقع ہے۔ ایف آئی آر میں واقعہ قتل کی وضاحت یوں درج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

"سائل بیان کرتا ہے کہ عبدالحق میرا باپ ہے اور ہمارا آموں کا اپنا باغ ہے جس میں ہم آموں کی پنیری بوتے ہیں۔ ہمارے پاس حاجی مانک آیا۔ ایک اور آدمی جس کا نام جان محمد بتایا گیا' بھی اس کے ساتھ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں آم کی پنیری چاہیے۔ آج (۲۱ ستمبر ۱۹۲۶ء) تقریباً گیارہ بجے دن مقتول (عبدالحق قادیانی) مذکورہ ملزموں کے ہمراہ باغ سے جنوب کی طرف گیا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک میرے باپ کی چیخ بلند ہوئی۔ ہم نے دیکھا کہ حاجی مانک نے اسے پکڑ کر نیچے گرا دیا اور پھر چاقو نکال کر ذبح کرنے لگا۔ آلہ قتل حاجی مانک کے ہاتھ میں تھا۔ ہمیں نزدیک آتے دیکھ کر ملزمان بھاگ گئے۔ ہم نے بچشم خود مشاہدہ کیا کہ مقتول کی گردن کٹ چکی تھی۔ پیچھے سے کچھ حصہ کٹنا باقی تھا"۔

(پولیس ریکارڈ کے مطابق ایف آئی آر کا نمبر ۸۷ جبکہ سیشن جج عدالت میں کیس نمبر ۳۵ اور سن سماعت ۱۹۶۷ء ہے)

غازی محمد مانک صاحب پولیس کی حراست میں آ چکے تھے۔ آپ ہتھکڑیاں پہنے یوں خوش دکھائی دیتے' جیسے کہہ رہے ہوں "زنجیروں میں جکڑے ہوئے ان ہاتھوں کی خوش قسمتی تم کیا جانو! میرا ذوق محبت کہتا ہے کہ اس قید پر ہزار آزادیاں قربان کر دوں۔ یہ پابجولاں کا بوجھ کیا؟ پھولوں کے گجرے ہیں جو میں نے کامیابی پر شاداں و فرحاں ہو کر سجا رکھے ہیں۔ کاش تم نے بھی میری طرح لطف آشنائی کا مزہ چکھ لیا ہوتا"۔

جب پولیس آپ کو موقع کی جانب لے جا رہی تھی تو عجب منظر تھا۔ کرخمیدہ مانک سینہ تانے اکڑ اکڑ کر چلتے ہوئے دکھائی دیے۔ ایک طرف مقتول مردود عبدالحق قادیانی کی میت اپنے انجام کا وحشت ناک نظارہ پیش کر رہی تھی۔ چونکہ مقتول کے جسم پر گولی کا کوئی زخم نہ تھا' اس لیے ریوالور کے متعلق پولیس نے زیادہ پوچھ گچھ کی اور نہ ہی آپ نے کچھ بتایا۔ الغرض چاقو کی برآمدگی ہوئی۔ پارچات تیار کیے گئے اور دیگر ضروری کوائف کا اندراج ہوا۔ بعد ازاں غازی ملت کو تھانے پہنچا دیا گیا مگر یہ پگلی دنیا نہیں جانتی کہ جسے جرم عشق پہ ناز ہو' بھلا اس کا نشہ بھی کبھی اترتا ہے۔

جنت کا تصور اب کیا آئے مرے دل میں
تصویر مدینے کی آنکھوں میں سجائی ہے

آج تھانے میں غازی صاحب کو پہلی رات تھی۔ آیئے ذرا معلوم کریں کہ آقائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نادار سید نبی آدم' خلیفتہ اللہ فی العالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلام پر اتنا کرم فرمایا۔ ابر رحمت کے چھینٹوں سے ان کی بات کس طرح بنی رہی۔ بے چین خواہشوں کو کیسے اور کیونکر چین آ گیا۔ ہم نے دیکھنا ہے کہ رخ زیبا کے شیدائی نے بے حجاب جلووں کو کس قرینے سے اپنی بے تاب نگاہوں میں سمیٹا۔ اس راحت آمیز اور کیف آور واقعہ کی ابتداء یوں ہے کہ جب تیرگی کا قافلہ سطح زمین پر اتر چکا تو شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چہرۂ انور سے نقاب الٹ دی۔ بس پھر کیا تھا؟ اہل نگاہ میں اجالے بٹ گئے۔ فداکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدر کا کیا کہنا؟ جن کی تسکین کا خود آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندوبست فرمائیں۔

مصدقہ روایت ہے کہ متعلقہ پولیس افسر کی بیوی بڑی پاکباز' نیک سرشت اور عبادت گزار تھی۔ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کی ٹھنڈی ہوا کے لیے ہمیشہ تڑپا کرتی۔ ان کا تعلق پنجاب کے ایک معزز خاندان سے تھا اور یہ کہ اس خوش بخت خاتون کے باپ ایک باعمل اور متقی عالم دین تھے۔ قصہ مختصر نصف شب کے قریب موصوفہ سو رہی تھیں کہ یکایک مقدر بیدار ہو گیا۔ خواب میں رسول پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ حوالات میں ہمارا ایک مہمان آیا ہوا ہے' اس کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا--- یہ نیک سیرت خاتون اسی لمحے اٹھ بیٹھیں۔ حد نظر تک اجالا ہی اجالا تھا۔ فضاؤں میں الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی وجد آفریں صدائیں گونج رہی تھیں۔ اب کہاں کی نیند اور کیسا اضطرار؟

انسپکٹر مذکور بغرض سحری گھر آئے تو ماحول بھینی بھینی خوشبوؤں میں رچا ہوا تھا۔ عجیب قسم کی راحت محسوس ہوئی۔ وہ کچھ نہ سمجھ سکے' جھٹ اپنی رفیقہ حیات سے پوچھا کہ یہ ہوا' یہ رات' یہ چاندنی' کس کی ادا پر نثار ہیں۔ مہکی مہکی ہوا' بدلے ہوئے موسم کا پتہ دے رہی ہے۔ ہمارے گھر میں بہار کی یہ رونقیں کیسے اور کب سے آ بسیں۔ شرم و حیا کی اس تصویر نے سجدۂ شکر سے سر اٹھایا اور اشک مسرت اپنے رخساروں سے پونچھتے ہوئے بولی:

"آج ہمارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرمایا ہے۔ ان آنکھوں نے جب سے وہ جلوہ دیکھا' کسی اور نظارے کی حسرت نہیں رہی۔ شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یاقوتی ہونٹوں سے ایسے ترنم ریز الفاظ سنے ہیں کہ میں اپنے مقدر پر مر مٹی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و ناموس کا کوئی محافظ آج تھانے میں پابند ہے۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر طرح سے ان کی مدارات کا خیال رکھیں"۔

اس ایمان پرور واقعہ کے بعد پولیس کے رویہ میں نمایاں تبدیلی رونما ہوئی۔ اب انسپکٹر' حاجی صاحب کے ساتھ تفتیشی افسر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک خادم کی طرح پیش آنے لگا۔ سحری و افطاری کا سامان بھی ادھر سے آ جاتا۔ کپڑے دھلے ہوئے ملتے۔ نماز اور تلاوت کے لیے ہر طرح کی سہولت دی جانے لگی۔ اللہ کی اس نیک بندی کو یہی دھن تھی کہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مہمان بہرحال خوش رہیں۔

یہ قید نہ تھی' ایک انعام تھا کہ آپ دنیوی جھمیلوں سے بے نیاز ہمہ وقت یاد الٰہی میں مگن رہتے اور صبح و شام محبوب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تصور میں گزار دیتے۔ کہتے ہیں ایک موقع پر کسی پولیس افسر نے پوچھا کہ حاجی صاحب آپ نے باوجود کبر سنی کے' اسے کس طرح ہلاک کر دیا۔ جواب ملا "ایک ضعیف صحابی' اللہ کی راہ میں جان دینے کی بڑی تڑپ رکھتے تھے۔ نبی کریمؐ نے انہیں ایک نوکدار ہڈی عطا فرمائی اور وہ کفار کو جہنم میں دھکیلتے ہوئے واصل بحق ہوگئے۔ میں بھی وہی ذوق و شوق لے کر اٹھا تھا"۔ تھانے میں آپ کو دو ہفتے کے قریب ٹھہرایا گیا اور اس دوران آپ کو بفضلہ تعالیٰ ہر آسائش میسر رہی۔ ۔

عرش کا ہے کبھی کعبہ کا ہے دھوکا اس پر
کس کی منزل ہے الٰہی! مرا کاشانہ دل

وہ خوش قسمت سائل' جو دامن پھیلائے ہوئے بارگاہ نبوتؐ میں آ جائے' اسے اتنی خیرات ملتی ہے کہ کاسہ گدائی سے کیسہ شاہی کو ذرا نسبت نہیں رہتی اور مانگنے والوں کو گلہ تنگی داماں ہو جاتا ہے' بلکہ اہل دل کی نگاہ میں دربار محمدؐ سے تو بن مانگے ملتا ہے۔ وہ نادان ہیں جو یہاں بھی دست طلب بڑھا دیں۔

حضور رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چوکھٹ سے کیا کیا نہیں ملتا؟ فقیروں کو کشکول سے نوازنا' مانگنے کا سلیقہ عطا فرمانا اور پھر خود ہی ظرف طالب کو بھر دینا' انؐ کی ایک نگاہ کی بات ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپؐ فقط سوال ہی پورا نہیں کرتے' سائل کو سوال سے ہمیشہ کے لیے بے نیاز بھی کر دیتے ہیں۔

جب تفتیش کا مرحلہ ختم ہوچکا تو افسران بالا کی ہدایت پر حاجی صاحب (محمد مانکؒ) کو ڈسٹرکٹ جیل خیرپور میں بھیج دیا گیا۔ یہاں ابر رحمت ایک بار پھر امڈ آیا۔ بتایا جاتا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیل سے ملحقہ ایک سید گھرانے کی رہائش تھی۔ غازی صاحب کے ادھر آتے ہی ایک سیدانی کو شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا "بیٹی! جیل میں آج شام سے ہماری عصمت و ناموس کا ایک نگہبان محبوس ہے۔ لوگ اسے حاجی مانک کے نام سے جانتے ہیں۔ اسے کھانے وغیرہ کی تکلیف نہ ہونے دینا"۔ علی الصبح گلشن زہراؓ کی اس پاکیزہ کلی نے تمام روداد اپنے بھائی سید امام علی شاہ صاحب کے گوش گزار کی۔ انہوں نے حاجی صاحب کے متعلق معلوم کروایا۔ پتہ چلا کہ وہ ایک قاتل ہے۔ اس پر پریشانی لاحق ہوئی۔ دوسرے روز پھر جمال قدس کا دیدار نصیب ہوا اور تاکید فرمائی گئی کہ یہی تو ہماری عظمتوں کے پاسبان ہیں۔

دوران اسیری ان کی طرف سے باقاعدہ کھانا پہنچتا رہا۔ نان و نفقہ کا یہ ایسا اہتمام تھا جو من و سلویٰ تناول کرنے والوں کے لیے باعث رشک ہے' اس لیے کہ خود محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مخلص غلام کی خاطر اس کا حکم فرمایا۔

پولیس کے قانونی تقاضے پورے ہو چکے تھے۔ اب حسب ضابطہ مقدمے کی ابتدائی سماعت سول کورٹ میں شروع ہوئی۔ یہاں آپ نے کوئی بھی بیان دینے سے انکار کیا۔ ازاں بعد مسل سیشن کورٹ میں روانہ کر دی گئی۔ اس وقت سیشن جج جناب محمد علی عبدالرحمٰن صاحب تھے۔ انہوں نے کیس کو بطریق احسن نپٹایا۔ مقدمہ سیشن عدالت میں زیر سماعت تھا۔ ایک پیشی پر فاضل جج نے آپ سے پوچھا کہ بتائیں مقتول کی طرز گستاخی کیا تھی؟ یہ سن کر غازی صاحب پر کپکپاہٹ طاری ہو گئی اور کہا "جناب جو کلمات میں سننا گوارا نہیں کر سکتا' وہ اپنی زبان سے کیسے ادا کر سکتا ہوں"۔

استغاثہ کے تمام گواہ قادیانی تھے۔ انہوں نے اپنے بیانات میں غازی صاحب کو مجرم ٹھہرایا۔ تاہم بغرض صفائی عدالت کی اجازت سے مسلمان گواہ بھی پیش ہوئے' جنہوں نے اس امر کے ثبوت فراہم کیے کہ مقتول مذکور مرزائیوں کا ایک یاوہ گو اور نمائندہ مبلغ تھا اور یہ کہ اس نے اہل اسلام کے جذبات کو بری طرح مجروح کیا تھا۔

سیشن کورٹ میں مرافعہ کی ایک مدت تک سماعت ہوتی رہی۔ غازی صاحب کی طرف سے مشہور ماہر قانون جناب سید غوث علی شاہ صاحب ایڈووکیٹ (سابق وزیر اعلیٰ سندھ) نے پیروی کی' جو ان دنوں خیرپور میں پریکٹس کر رہے تھے۔ آپ نے مقدمہ میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔ بڑے وزنی دلائل اور اہم قانونی نکات عدالت کے سامنے رکھتے ہوئے واضح کیا کہ یہ ایک منفرد نوعیت کا مذہبی مقدمہ ہے۔ ملزم کے مذہبی جذبات کو بری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح مجروح کیا گیا تھا' جس سے مشتعل ہو کر اس نے قتل کا فیصلہ کر لیا۔ لہٰذا حاجی صاحب کو باعزت طور پر بری کر دینا چاہیے۔

وکلاء صاحبان کا خیال تھا کہ غازی ممدوح عدالت میں اپنے اقدام سے انکار کر دیں گے مگر آپ نے یہ موقف تسلیم نہ کیا اور برابر بضد رہے کہ خواہ کوئی فیصلہ ہو' اس معاملہ میں ہرگز جھوٹ نہ بولوں گا۔ مجھ میں انکار کی جرات ہرگز نہیں۔ بالآخر جب پوچھا گیا تو آپ نے تمام احوال عدالت کے روبرو بیان کیے اور ہر کہیں اپنے فعل کا متواتر اقرار کیا۔

عزت ملت بیضا کی حفاظت کے لیے
دوش پر لاکھوں سر ہوں تو کٹاتے جاؤ

سیشن کورٹ خیرپور میں سماعت کے پہلے دن مقدمے کی سرگزشت فاضل جج کے گوش گزار کی گئی۔ الحاج غازی مانک صاحب کی جانب سے ایڈووکیٹ سید غوث علی شاہ صاحب پیروکار تھے جبکہ مسٹر علی عباس پبلک پراسیکیوٹر نے وکیل معاونت کا دم بھرا۔

(تفتیشی افسران اور دیگر پولیس ملازمین کے بیانات کا خلاصہ درج ذیل ہے)

ایف آئی آر درج کرنے کے بعد ہیڈ کانسٹیبل شکایت کنندہ کے ساتھ جائے وقوعہ پر گیا اور صورت حال ملاحظہ کی۔ لاش آم کے درخت کے نیچے پڑی تھی۔ لاش پر کئی گہرے زخم پائے گئے۔ نیز محمد اسلم اور یعقوب کی موجودگی میں تفتیشی رپورٹ تیار کرنے کے بعد نعش پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال بھیجی گئی اور گواہان محمد صادق' عبدالمجید اور بشیر احمد کے بیانات قلمبند کیے۔

رات دس بجے پولیس نے ملزم کے گھر چھاپہ مارا۔ حاجی مانک گرفتاری کے لیے ازخود پیش ہو گیا اور پوچھ گچھ کی۔ ملزم نے اپنی جیب سے چاقو نکال کر دیا' جس پر خون کے دھبے نہ تھے۔ ملزم' دوران تفتیش باقاعدہ اعتراف فعل کرتا رہا۔ لہٰذا اسے ۲۴ دسمبر ۱۹۶۶ء کو مختار کار مجسٹریٹ درجہ اول فیض گنج کے روبرو پیش کیا۔ ملزم نے ہمارے اور ذیلی عدالت کے روبرو عبدالحق قادیانی کے قتل کا اقرار کیا لیکن بالکل اکیلے نہ کہ جان محمد کے ساتھ' جیسا کہ استغاثہ کے بیان میں ہے۔

سیشن عدالت میں الحاج غازی مانک صاحب کے بیانات سے موضوع کا ایک نیا رخ ہمارے سامنے آتا ہے۔ گزشتہ صفحات میں درج کر چکا ہوں کہ ایک قادیانی مردود عبدالحق نے شرائط مناظرہ طے کرتے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گستاخانہ الفاظ بکے تھے۔ اس پر اہل ایمان کے دلوں میں غضب کا لاوا پھوٹ پڑا مگر غازی محمد مانک صاحب نے عدالت میں ایک اور بھی وجہ بیان فرمائی۔ درحقیقت معاملہ یوں ہے کہ جب مرزائی خبیث عبدالحق کی طرف سے گستاخی کا واقعہ پیش آیا تو جناب حاجی مانک صاحب موجود نہ تھے' ازاں بعد اتفاقاً" آپ کو مزید تصدیق کے لیے بے غیرت ملیچھ عبدالحق قادیانی سے ملنے کا موقع بہم پہنچ گیا۔

چنانچہ بقول آپ کے "مستری حسن محمد قادیانی' ایک بہانے سے مجھے قادیانی مبلغ عبدالحق کے پاس لے گیا۔ وہ چونکہ دونوں ہم مذہب تھے' اس لیے انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی سے متعلق گفتگو چھیڑ دی اور ترغیب دیتے رہے کہ میں احمدیہ مذہب میں شامل ہو جاؤں۔ وہ کوشاں رہے کہ کسی طرح میں مرزا قادیانی کی نبوت کو درست تسلیم کر لوں۔ مگر میرے لیے یہ بات قطعاً ناقابل برداشت تھی' بالاخر مقتول عبدالحق قادیانی نے کہا کہ میں ثابت کروں کہ مرزا غلام احمد کیسے نبی نہیں تھا؟ جواباً میری ایک دلیل یہ تھی کہ تمہارے مرزا نے دو پیشین گوئیاں کیں' جو بلاشبہ غلط ثابت ہوئیں۔ اول یہ کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ عبداللہ آتھم ۱۵ یوم کے اندر مر جائے گا اور دوم یہ کہ اس کی محمدی بیگم سے شادی ہوگی۔ اس پر جب مرزائی ملعونوں سے کوئی جواب بن نہ پڑا تو انہوں نے مجھ سے کہا "اگر ایسا ہے تو تم ثابت کرو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی برحق تھے؟" جب میں نے قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کی تو بے غیرت قادیانی مبلغ "عبدالحق" کمینگی پر اتر آیا اور بکنے لگا کہ تم اور تمہارے نبیؐ ——— ہیں اور یہ کہ تمہارے رسول پاکؐ تو "عورتوں کے شائقین" (معاذ اللہ ـــ نقل کفر' کفر نہ باشد) تھے۔ میں قوت ایمانی سے مشتعل ہو گیا اور مسواک بنانے اور فروٹ کاٹنے والے چاقو سے اس ذلیل کو ذلت کی موت سے دوچار کر دیا۔ جناب غازی مانک" کے وکیل مسٹر غوث علی شاہ نے بڑی جاندار اور مدلل بحث کی۔ انہوں نے کہا کہ ملزم ـــ اپنے بیانات میں بالکل سچا ہے لیکن مستغیث کا دعویٰ درست ثابت نہیں ہوتا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ واقعی کسی نے نہیں دیکھا اور چشم دید گواہ فرضی ہیں' لہٰذا قانونی طور پر ساتوں گواہان قابل اعتبار نہیں ٹھہرتے۔ جبکہ دوسری طرف ملزم نے پولیس' مجسٹریٹ اور دیگر ذیلی عدالتوں کے روبرو اپنے فعل کا متواتر اعتراف کیا ہے۔

الغرض درج ذیل نکات وضاحت طلب ہیں۔

(۱) آیا' مولوی عبدالحق قادیانی زخموں کے نتیجے میں مرا؟

(۲) یہ کہ ملزم نے ہی مقتول کو زخم لگائے ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) ملزم نے آئینی اعتبار سے کونسا جرم کیا ہے؟

اولاً' یہ نکتہ بالخصوص وجہ کا متقاضی ہے کہ ڈاکٹر سید عرفان احمد (جس نے پوسٹ مارٹم کیا) کی رائے میں موت کا سبب خوف و ہراس بنا--- قطع نظر نکتہ کے' ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ ملزم نے کس نوعیت کا جرم کیا ہے--- ویسے بھی ملزم طبعی عمر کے آخری درجہ پر ہے۔ بنابریں مذہبی جذبات مشتعل ہونے کی وجہ سے ملزم کو بری کر دیا جانا چاہیے۔

بالآخر ۲۰ اپریل ۱۹۶۸ء کو سیشن جج نے فیصلہ صادر کیا' جس کی رو سے تین سال قید کی سزا سنائی گئی۔ فاضل جج نے اپنے تاثرات میں لکھا۔

تمام گواہ احمدیہ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ بادی النظریوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وہ موقع پر موجود نہ ہوں۔ استغاثہ میں مبینہ جزئیات و تفصیلات دماغ پر کوئی خاص تاثر نہیں چھوڑتیں------ میڈیکل آفیسر سید عرفان احمد ولد محمد محسن سکنہ فیض گنج بہ عمر ۳۶ سال نے حلفیہ بیان دیا ہے کہ پوسٹ مارٹم کے وقت بیرونی معائنہ سے میں نے درج ذیل زخم پائے۔

۱۔	ایک گہرا زخم	۲/۱ ۵" x ۲/۱ ۳"	(گردن کے سامنے کی طرف ہڈی تک آرپار)
۲۔	ایک گہرا زخم	۱" x ۲/۱" x ۲/۱"	(زبان کی بائیں طرف)
۳۔	ایک گہرا زخم	۴/۱" x ۲/۱" x ۲/۱"	(زبان کی دائیں طرف)
۴۔	ایک گہرا زخم	۴/۱" x ۲/۱"	(دائیں رخسار پر)
۵۔	ایک گہرا زخم	۲/۱ ۱" x ۴/۱" x ۱"	(دائیں ہاتھ پر)
۶۔	ایک گہرا زخم	۱" x ۴/۱" x ۱"	(بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر)
۷۔	ایک گہرا زخم	۲/۱ ۱" x ۴/۱" x ۲/۱"	(دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر)

اور یہ کہ تمام زخم ایک تیز دھار آلہ سے لگائے گئے ہیں۔ لاش کے اندرونی معائنہ سے مندرجہ ذیل زخموں کا پتہ چلا۔ منہ کی اندرونی سطح اور بائیں طرف سے زبان بری طرح زخمی تھی۔ نسیں مکمل طور پر کٹی ہوئی ملیں۔ میں اندرونی و بیرونی معائنے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ شاید موت' ڈر اور خوف سے ہوئی۔ دونوں چشم دید گواہ (محمد یعقوب' محمد صدیق) جو کہ آنجہانی عبدالحق کے قریبی رشتہ دار ہیں' یہ بتانے سے قاصر رہے کہ واقعہ سے فوراً پہلے مقتول اور قاتل کے درمیان کیا گفتگو ہوئی۔ دوسری طرف ملزم کے بیانات کے حوالہ سے دیکھا جائے تو احمد دین و الیاس احمد بنام حکومت (پی ایل ڈی ۱۹۶۷ء لاہور ۶۴۹) میں ہے کہ جہاں ملزم کا بیان سزا کی بنیاد بنے تو بیان کو اس کی کلی حالت میں تسلیم کیا جائے۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانونی نظریہ کی مزید تصدیق غلام محمد بنام حکومت (پی ایل ڈی، ۱۹۶۸ء پاکستان جنرل) میں ہائی کورٹ کے فیصلہ سے ہو چکی ہے۔

ہمارے پاس یہ تازہ فیصلہ موجود ہے، جس میں ملزم نے سائیں غریبو کو قرآن پاک پھاڑنے پر مار دیا تھا۔ عزت ماب نے اس میں اس طرح بیان کیا "ہر مسلمان قرآن پاک کو گناہوں سے نجات کا ذریعہ مانتا ہے، اس کو کسی قسم کا پھاڑنا یا بے حرمتی یقینی طور پر مسلمانوں کے لیے ناقابل برداشت ہوگی اور پھر ایک عالم کے لیے تو اور بھی زیادہ جو مختلف ماحول میں جوان ہوا اور بالکل مختلف تربیت حاصل کی۔

موجودہ مقدمے میں مقتول نے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نازیبا کلمات استعمال کیے، اس لیے ملزم اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور اس نے جلدی میں (ایمانی تقاضوں کے تحت) ایسا کیا، لہٰذا اشتعال انگیزی ظاہر ہوئی، پس میرے خیال میں اسے ایکسپشن ۸ تعزیرات پاکستان کا فائدہ پہنچتا ہے۔

مسٹر غوث علی شاہ فاضل قانون دان، جو ملزم کی طرف سے پیش ہوئے، نے بہت سی کتابوں کا ذکر کیا ہے، جن سے احمدی مذہب کے لوگوں کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف گستاخانہ رویہ ثابت ہوتا ہے، اس لیے میں ملزم حاجی محمد مانک کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۰۴ کے تحت تین سال قید کی سزا سناتا ہوں۔ ساتھ ہی یہ امر ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہ ملزم دل کا مریض ہے، اس بنیاد پر اسے جیل میں کلاس بی عنایت کی جائے۔

آپ کو سزا کی یہ مدت خیرپور کی ضلعی جیل میں گزارنا تھی۔ غازی صاحب نے اپنے تعلق داروں اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے ارکان کو منع کر دیا تھا کہ وہ عدالت عالیہ میں اپیل ہرگز دائر نہ کریں، دوسری جانب سے قادیانیوں نے ہائیکورٹ سندھ میں نگرانی کی اپیل گزاری، جسے متعلقہ جسٹس نے سرسری سماعت کے بعد رد کر دیا اور یوں عدالتی چکربازیاں اور قانونی چارہ جوئیاں ختم ہو گئیں۔

ابتداء" مقدمے کی پیروی غازی موصوف کے برادر اکبر گل بہار صاحب کرتے رہے۔ چونکہ بمشکل گزر اوقات ہو رہی تھی، اس لیے زمین کو گروی رکھنا پڑا۔ جب صحیح صورت حال تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروانوں کے علم میں آئی تو انہوں نے دست تعاون بڑھایا اور جملہ مصارف اپنے ذمہ لے لیے۔ رہن شدہ زمین آپ کے صاحبزادگان کو آزاد کرا دی، نیز آپ کے جوش ایمانی کو پورے علاقے میں متعارف کرایا اور بالخصوص سکھر میں مختلف میٹنگیں ہوتی رہیں، جن میں قانونی دفاع بھی زیر غور رہتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تذکرہ بھی بڑا پرلطف ہے کہ سنٹرل جیل سکھر میں الحاج موصوف کے ۳ برس کیسے گزرے؟

حقیقت یہ ہے کہ مقدمے کی سماعت کے دوران ہی آپ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ پیشی کے موقع پر عدالت میں سینکڑوں لوگ فقط اس نیت سے ٹوٹ پڑتے کہ غازی صاحب کی زیارت ہو جائے گی۔ عرصہ اسیری میں ہزاروں افراد نے آپ سے ملاقات کی۔ بڑے بڑے اہل نظر آپ سے ملنے تشریف لائے۔ حضرت صاحبزادہ جناب محمود اسعد صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ ہالیجی شریف آپ کی ملاقات کو اکثر و بیشتر آیا کرتے۔ وہ فرماتے کہ غازی صاحب پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نظرکرم ہے۔ ایک وقت آئے گا جب لوگ فخر کیا کریں گے کہ میں نے ان کی زیارت کی تھی۔

آپ کے ساتھ جیل کے عملے کا سلوک بہت اچھا تھا۔ جیل خانہ کے سینئر افسروں نے انہیں ہر ممکن سہولتیں بہم پہنچائیں۔ یہ بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص کرم ہے کہ آپ جہاں جہاں بھی پہنچے' لوگوں کے دلوں میں محبت کا جذبہ پیدا ہوا۔ حکام جیل تو گہری عقیدت رکھتے تھے' الغرض جب سزا کی مدت پوری ہوگئی تو آپ کو بیرون شہر سے مینارہ روڈ معصوم شاہ تک' ایک منظم جلوس کی شکل میں لایا گیا۔ اس روز اتنا عظیم اجتماع تھا کہ لوگ حیران رہ گئے۔ کئی ذمہ دار افراد نے آنکھوں دیکھا حال بتایا کہ جلوس پورے تین میل لمبا تھا۔ بعد میں اس نے جلسے کی صورت اختیار کر لی۔ پرجوش تقاریر ہوئیں۔ "غازی مانک زندہ باد" کے نعرے لگے۔ چائے اور کھانے کا بھی اہتمام تھا۔ دور دراز علاقوں سے بسلسلہ زیارت حاضر ہونے والوں کی تو کوئی گنتی نہیں۔ جلسہ و جلوس میں سندھ کے معروف اکابرین موجود تھے۔ جناب ایاز خاں صاحب (سابق ممبر مرکزی مجلس شوریٰ و سابق رکن مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) جن کا تعلق جمعیت العلماء پاکستان سے ہے اور ہر دلعزیز اور مخلص رہنما ہیں' نے آغاز سے آخر تک ہر اہم معاملے میں تعاون فرمایا۔ مقدمہ میں ان کا مشورہ اور عملی تعاون شامل رہا۔ کئی مرتبہ جیل تک ملاقات کے لیے تشریف لائے اور جلوس میں بھی شامل ہوئے۔ نیز اس موقع پر آپ نے ایک معرکہ آراء دل نشین تقریر بھی فرمائی۔

رہائی کے بعد جب حضرت قبلہ غازی صاحب کی ضیافتوں کا سلسلہ شروع ہوا تو سپرنٹنڈنٹ جیل اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحبان نے بالخصوص دعوت منظور کروائی۔ سپرنٹنڈنٹ جیل جناب منظور حسین خان پنور صاحب' جو آج کل آئی جی جیل خانہ جات سندھ ہیں'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ہر دورا ہے پر جناب غازی ممدوح سے نیک برتاؤ کیا۔ آپ کا ابتدائی تعلق حسین آباد ضلع خیرپور سے ہے۔ ایسے صاحب کردار افسر بہت کم دیکھنے میں آئے ہیں۔ جب تک الحاج موصوف بقید حیات رہے' آپ سے وقتاً" فوقتاً" ملتے رہنا ان کا معمول تھا۔ بعض اوقات تو سپیشل ملاقات کے لیے تشریف آوری ہوتی۔ محترم سپرنٹنڈنٹ جناب پنور صاحب بتاتے ہیں کہ ایک رات میں گشت پر تھا۔ غازی محمد مانک صاحب کی کوٹھڑی کے قریب سے میرا گزر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ماحول خوشبوؤں میں رچا ہوا ہے اور عجب قسم کی روشنی بھی دیکھی۔ قریب پہنچا تو دکھائی دیا کہ غازی صاحب قبلہ رو سر بسجدہ ہیں۔ وہ پہلا دن تھا جب میرے دل میں عقیدت پیدا ہوئی اور پھر روز بروز بڑھتی ہی چلی گئی۔ اب آپ سے ملتا تو دل مطمئن ہو جایا کرتا تھا۔ ہم لوگ ہمیشہ دعاؤں کی درخواست کیا کرتے۔

ظلمت دہر میں ہر سمت اجالا کر دوں
کاش! مل جائیں مجھے کوچہ جاناں کے دیئے

غازی محمد مانک مرحومؒ نے تمام زندگی مرزائیوں کے خلاف جہاد کیا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا "میں نے پچاس مجاہدوں سے ان کے خون کے ساتھ دستخط لیے ہیں کہ اگر گورنمنٹ نے قادیانی گماشتوں کو اقلیت قرار نہ دیا تو ہم سندھ میں ان کے تمام مکانوں کو نذر آتش کر دیں گے"۔ ایک اور موقع پر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔

"خدا کی قسم اگر تمام دنیا بھی ہماری دشمن ہو جائے تو ہم تحفظ ناموس رسالتؐ کا کام کرتے رہیں گے۔ اور اس عظیم مقصد کے لیے ہر مصیبت بخوشی جھیلیں گے"۔

ایک بار جناب الحاج محمد مانک صاحب نے اپنے قریبی حلقہ کو بتایا کہ ابھی میں نے قادیانی مقتول کو واصل فی النار نہیں کیا تھا جب مجھے اشارہ ہوا کہ تم سے ایک بڑا کام لیا جانے والا ہے۔

غازی صاحب کے بقول ان کی بہت بڑی خواہش تھی کہ مرزائیوں کے خلاف کوئی انتہائی قدم اٹھائیں اور یہ کہ وہ اس سلسلے میں ایک بار ربوہ بھی تشریف لے گئے مگر بوجوہ اپنے شکار تک رسائی نہ ہو سکی۔

بالآخر اس عظیم المرتبت مجاہد کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا پرچم بلند کرتے' شاتمان نبی کی مادی قوتیں مٹاتے' بہ آواز بلند عشق رسولؐ کا نعرہ لگاتے اور سلام کی شمعیں جلاتے ہوئے سفر آخرت کے لیے تیار پایا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی مضطرب روح جلد از جلد محبوب خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا چاہتی تھی۔ ۲ اکتوبر ۱۹۸۳ء مطابق ۲۲ ذی الحجہ بروز ہفتہ چار بجے دن کی بات ہے کہ اس غازی مرد نے اپنے عزیز و اقارب سے فرمایا کہ "مجھے گاؤں کے قبرستان میں ہی مسنون طریقہ سے سپرد خاک کیا جائے۔ میری خوشی اسی میں ہے کہ آپ لوگ ہمیشہ تاجدار ختم نبوتؐ کی عزت و ناموس کا تحفظ کرتے رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہر گستاخ کو ذلت ناک موت سے دوچار کریں۔ مجھے انتظار ہے حاجی غلام محمد صاحب کو بلواؤ"۔

اس کے ساتھ ہی آپ کی نبض ڈوبنے لگی۔ تار نفس کی آمد و شد کا سلسلہ اکھڑتا چلا گیا۔ آپ کا رخ مدینہ منورہ کی سمت تھا اور برابر کلمہ طیبہ کا ورد کرتے جا رہے تھے کہ اچانک طائر روح نے قفس عنصری سے اڑان لی اور گنبد خضرا پر بوسے لٹاتا ہوا نغمہ سنج ہوگیا۔

نماز جنازہ دو بار پڑھی گئی۔ پہلی بار مولوی نور احمد صاحب' جو گاؤں کے رہائشی اور آپ کے عزیز تھے' کی اقتدا میں ادا ہوئی جبکہ دوسری دفعہ مولانا رحیم بخش صاحب امام تھے۔ جنازے میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ مصدقہ اطلاع کے مطابق آخری رسومات میں کم از کم بیس ہزار نفوس شامل ہوئے۔

غازی محمد مانک صاحب اکثر فرمایا کرتے "اوائل عمری سے ہی میری سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت نصیب ہو۔ میں مدتوں اوراد و وظائف میں جتا رہا۔ سات حج کیے' باقاعدگی کے ساتھ نمازیں پڑھیں مگر ہمیشہ اس عظیم شرف سے محروم رہا۔ آخر میری قسمت اس وقت جاگی' جب میں نے اپنے نوک قلم سے نشان باطل (عبدالحق قادیانی) کو کھرچ ڈالا۔ اب کوئی رات ایسی نہیں گزرتی جس میں شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دستگیری نہ فرمائی ہو۔ ہروقت ہر روز قربت کے مزے لوٹتا ہوں۔ بس میری زندگی کے روز و شب ان (صلی اللہ علیہ و آلہ سلم) کی نگاہ کرم سے گزر رہے ہیں"۔ ("حیات مانک" ناشر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' ملتان)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گل مسیح

"ایڈیشنل سیشن جج سرگودھا مسٹر طالب حسین بلوچ نے چک نمبر ۴۶ شمالی کے ایک شاتم رسولؐ گل مسیح کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی کے تحت سزائے موت کا حکم سنایا ہے۔ استغاثہ کے مطابق گل مسیح نے رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰؐ کی شان میں انتہائی توہین آمیز الفاظ استعمال کیے تھے' جس پر ایک طالب علم ساجد حسین نے یہ مقدمہ درج کروایا تھا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب سے تعزیرات پاکستان میں ترمیم کر کے گستاخ رسولؐ کے لیے سزائے موت مقرر کی گئی ہے' اس کے بعد سے ملک بھر میں یہ پہلا مقدمہ ہے جس میں کسی شاتم رسولؐ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا ہے۔

گل مسیح کے خلاف رسول کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کی شان میں غلیظ زبان استعمال کرنے اور ان کی ذات پاک پر کیچڑ اچھالنے کا جرم ثابت ہوگیا۔ عدالت نے اسے سزائے موت کے علاوہ پانچ ہزار روپے جرمانہ کی سزا بھی سنائی ہے۔ چک ۴۶ شمالی کے ایک شخص سجاد حسین نے سیٹلائٹ ٹاؤن تھانہ پولیس کو اطلاع دی تھی کہ ایک غیر مسلم گل مسیح آئے دن مسلمانوں کے جذبات مجروح کرتا ہے اور رسالت مابؐ اور صحابہ کرامؓ کے خلاف غلیظ زبان استعمال کر کے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر رہا ہے' چنانچہ پولیس تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن نے سجاد حسین کی اطلاع پر مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کر لیا جبکہ اس کے قبضے سے منافرت پھیلانے کا مواد بھی برآمد کر لیا۔ اس مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے فاضل جج نے تحریر کیا کہ اقلیتوں کو اپنے مذہب کے لیے پوری آزادی حاصل ہے اور وہ کھلے طور پر اپنی عبادت گاہوں میں عبادت کر سکتے ہیں لیکن انہیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ نبی آخر الزماں جناب رسالت مابؐ اور ان کے صحابہؓ کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کریں جو اتنا مکروہ اور گھناؤنا فعل ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات بھڑک سکتے ہیں چنانچہ قانون کے مطابق مجرم کو سزائے موت کی سزا کا حکم دیا جاتا ہے"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور' ۳ نومبر ۹۲ء)

"دور بر آں' توہین رسالت کے مجرم گل مسیح کو سنائی جانے والی سزائے موت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف جمعہ کو پاکستانی نژاد درجنوں مسیحیوں نے برطانوی وزیر اعظم جان میجر کی سرکاری قیام گاہ پر مظاہرہ کیا۔ بی بی سی کے مطابق پاکستانی نژاد مسیحیوں نے وزیر اعظم جان میجر سے ایک یادداشت کے ذریعے مطالبہ کیا کہ وہ گل مسیح کے معاملے میں مداخلت کریں اور پاکستانی حکومت پر گل مسیح کی جان بخشی کے سلسلہ میں دباؤ ڈالیں"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۷ نومبر ۹۲ء)

"۲۹۵ - سی ! ایک لمحہ فکریہ" کے عنوان سے ڈاکٹر محمد صدیق شاہ بخاری گستاخ رسول گل مسیح کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اگرچہ وطن عزیز پاکستان کا قیام نظام اسلام کے عملی نفاذ کے لیے تھا مگر شومئی قسمت کہ یہاں نہ صرف اسلام ہی سب سے زیادہ رسوا ہوا بلکہ اسلام کے نام پر ہی ہر بدمعاشی کی گئی۔ ہمارے ارباب اقتدار کی بے حسی ہمیشہ "قابل داد" رہی کہ یہاں ہر دور میں ہر اسلامی مطالبہ کے لیے ایک جاں گسل تحریک چلانا پڑی اور ہزاروں جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا' تب جا کر کوئی مطالبہ حکومت کے ایوانوں میں منظور ہوا۔ کچھ ایسا ہی معاملہ اہانت رسولؐ کا تھا کہ گستاخ رسولؐ کے لیے سزائے موت مقرر ہونی چاہیے۔ اس کے لیے بھی اک نعرہ مستانہ' کاوش پیہم اور علمی و عملی و قانونی جہاد مسلسل کے ذریعہ آئین پاکستان میں دفعہ ۲۹۵- سی کا اضافہ کروایا گیا' جس کی رو سے اب ملک میں گستاخی رسولؐ کی سزا موت ہے۔ اس قانون کی منظوری کے ساتھ ہی قادیانی' عیسائی اور دیگر سب باطل قوتیں اسے کالعدم قرار دلوانے کے لیے سر جوڑ کر بیٹھ گئیں۔

اس اثناء میں سرگودھا میں ایک عیسائی گل مسیح نے اس جرم کا ارتکاب کیا' چنانچہ دسمبر ۱۹۹۱ء میں اسے قانون گستاخی رسولؐ کے تحت گرفتار کیا گیا۔ ملزم کو عدالت میں صفائی کا پورا پورا موقع فراہم کیا گیا۔ آخر جرم ثابت ہونے پر ایڈیشنل سیشن جج جناب طالب حسین بلوچ نے ۲۹۵-سی کے تحت مجرم کو سزائے موت سنا دی۔ نومبر ۱۹۹۲ء کو یہ سزا سنائی گئی اور دسمبر ۱۹۹۲ء میں لاہور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی' جہاں بدنام زمانہ وکیل عاصمہ جہانگیر' عابد حسن منٹو وغیرہ اس کی وکالت پر مامور ہیں۔ منفی قوتوں کے صلاح مشورے تو پہلے ہی جاری تھے' مگر سیشن عدالت سے سزائے موت کے حکم کے ساتھ ہی یہ تمام باطل طاقتیں اپنی پوری قوت کے ساتھ مصروف عمل ہوگئیں اور باطل نواز نام نہاد مسلمان بھی ان کی حمایت میں پیچھے نہ رہے۔ حضور اقدسؐ کے دشمنوں کی کھلم کھلا حمایت اور پھر مسلمانی کا دعویٰ! عجب بات ہے اور نہ معلوم اب یہ لوگ کس تعریف کی رو سے خود کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم کہلواتے ہیں۔

قادیانی تو خیر اس مہم میں پیش پیش تھے ہی' مگر معاملہ چونکہ ایک گستاخ عیسائی کا تھا' اس لیے دنیا بھر کی عیسائی حکومتیں' تنظیمیں اور ذرائع ابلاغ اس قانون کے خلاف منظم ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہمیشہ کی طرح سچ ثابت ہوا کہ کفر ملت واحدہ ہے۔

سرگودھا کے دور دراز علاقہ میں موجود ایک گمنام عیسائی کے لیے پاکستان سے لے کر امریکہ تک اور یورپ سے لے کر افریقہ تک تمام عیسائی تڑپ اٹھے اور قانون کی بالادستی کی دہائی دینے والوں نے قانون گستاخی رسولؐ کو ختم کروانے اور گل مسیح کی رہائی کے لیے چہار طرفہ کارروائی شروع کر دی۔ ایک طرف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ انسانی حقوق کے نام پر پراپیگنڈا شروع کیا گیا' دوسری طرف حکومت پاکستان کے نام دنیا بھر سے خطوط کا تانتا بندھ گیا' تیسری جانب گل مسیح کے نام محبت بھرے تسلی آمیز پیام آنے شروع ہوئے تاکہ نہ صرف وہ اپنے موقف پر ڈٹا رہے بلکہ مستقبل میں پیدا ہونے والے گستاخان کو بھی اس حوصلہ افزائی سے حوصلہ نصیب ہو۔ ذرا ان خطوط پر ایک نظر ڈالیے اور دیکھیے کہ کون کون سے ممالک کے لوگ سرگرم عمل ہیں اور اس کے بالمقابل ہماری کیا حالت ہے۔ جبکہ یہ تعریف تو مسلمان کی تھی کہ مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں' جب جسم کے ایک حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو پورا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ہم اس کو بھول گئے اور غیروں نے اس کو اپنا لیا۔ یہ خطوط ہماری ایجاد نہیں بلکہ خود عیسائیوں کے پندرہ روزہ رسالہ "کاتھولک نقیب" لاہور نے اپنی یکم تا ۱۵ جولائی ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں شائع کیے ہیں۔

○ "ہم نے غلام اسحاق کو لکھا ہے کہ وہ منصفانہ فیصلہ کروائیں اور ایسا بہت جلد ہوگا"۔ (فلارک' بیلجیم)

○ "ہماری کوشش آپ کی رہائی کے لیے ہے"۔ (جان دار' برمنگھم)

○ "ہمیں یقین ہے تم پر بے بنیاد الزام ہے۔ ہم نے پاکستانی حکام بالا کو احتجاجی خطوط لکھے ہیں"۔ (لیون' فرانس)

○ "پاکستان اس رسولؐ کے نام پر تمہارے ساتھ ناانصافی کر رہا ہے' جس کی تعلیمات انصاف پر مبنی تھیں۔ کتنا بڑا تضاد ہے"۔ (جیراڈ' کوریا)

○ "تمہارا ایمان مسیحی برادری کے لیے انوکھی مثال ہے"۔ (واسنک' فلپائن)

○ "ہماری جدوجہد تمہاری رہائی تک جاری رہے گی"۔ (گریڈنس' ہالینڈ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ "حوصلہ رکھو! ہم افریقہ میں تمہارے لیے کوشش کر رہے ہیں"۔ (آرنا' جنوبی افریقہ)

○ "میں نے اسلامی تعلیمات کے متعلق کافی پڑھا ہے۔ اسلام اور مسیحیت ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور مجھے یقین ہے تم نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں کچھ نہ کہا ہوگا"۔ (برگ' پرتگال)

○ "حکومت پاکستان کو ہر صورت تمہیں باعزت بری کرنا ہوگا"۔ (جین' آسٹریلیا)

○ "مضبوط ہو جاؤ۔ مسیح کی محبت سے ہمیں کوئی طاقت جدا نہیں کر سکتی"۔ (سٹوڈنٹس آف یونیورسٹی آف ڈبلن' آئرلینڈ)

○ "ہم آپ کی طرف سے حکام بالا کو دیکھ رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ انہیں معلوم ہو کہ دنیا اس پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے کہ آپ کے ساتھ مناسب برتاؤ کیا جائے"۔ (رسل وشیرن سوئل' امریکہ)

○ "ہم نے پریذیڈنٹ' وزیر اعظم اور اٹارنی جنرل کو خطوط لکھے ہیں"۔ (مارک' مانچسٹر)

○ "خداوند کے فرشتے تمہاری مدد کرتے ہیں"۔ (جرلاک' ایمسٹرڈیم)

○ "میں نے برٹش فارن آفس کو خط لکھا اور اپیل کی کہ وہ آپ کے مقدمے کے لیے مدد کرے"۔ (برادر لیناکس' سکاٹ لینڈ)

○ "ہم دعاؤں سمیت اس جدوجہد میں تمہارے ساتھ ہیں"۔ (سٹوڈنٹس آف اٹیلین ایونجیلکل بائبل انسٹیٹیوٹ' اٹلی)

○ "برطانیہ میں آپ کے لیے کمپین جاری ہے اور ہمیں امید ہے جلد ہی مثبت نتائج سامنے آئیں گے"۔ (فرینک فیلڈ)

○ "مجھے یقین ہے تم بے گناہ ہو۔ میں نے وزیر اعظم نواز شریف سے اپیل کی ہے کہ وہ قانون گستاخ رسولؐ منسوخ کروائیں اور آپ کو جلد از جلد رہا کیا جائے"۔ (ڈیوڈ' سکاٹ لینڈ)

○ "تم کہاں ہو' ہم مل کر تمہیں ضرور ڈھونڈ لیں گے"۔ (ہاروک' آسٹریلیا)

○ "ہم تمہارے حالات سے پوری طرح باخبر ہیں اور اپنی تمام تر میٹنگز میں یاد رکھتے ہیں"۔ (ڈک' یوکے)

○ "تم میری دعاؤں میں ہو"۔ (کیٹ' آئرلینڈ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ "میرے ملک سکاٹ لینڈ میں اس قسم کی ناانصافی ناممکن ہے"۔ (کرسٹوفر' سکاٹ لینڈ)

○ "ہمت نہ ہارنا' ہم تمہارے ساتھ ہیں"۔ (کیرن' آئرلینڈ)

○ "ایک جمہوری ملک میں اس قسم کا تشدد خلاف توقع ہے"۔ (کلاڈ' فرانس)

○ "میں تمہارا شکرگزار ہوں کہ تم خداوند کے وفادار رہے"۔ (نوئیل' کینیڈا)

○ "میں نے سٹیٹ سے اعلیٰ افسران کو اس بات پر رضامند کیا ہے کہ وہ احتجاجی خطوط لکھیں"۔ (مائیکل کلے' امریکہ)

○ "یقین رکھو تم ہماری یادوں میں ہو"۔ (بلی' آئرلینڈ)

○ "کینیڈا کے اخبار میں آپ کے متعلق پڑھا' ہم ہر طرح سے آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی رہائی کے لیے کوشاں ہیں"۔ (لاری' کینیڈا)

○ "گل! ہر روز خدا کو بتاؤ کہ تم نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا' جو ہمیشہ ہمارا وفادار رہا اور ہماری خاطر اپنی جان صلیب پر دی"۔ (مینڈرٹ' نیدرلینڈ)

○ "مسیح پر تمہارا بھروسہ قابل ستائش اور قابل تقلید ہے"۔ (آئزک' ہانگ کانگ)

○ "پوری دنیا تمہارے لیے کوششیں کر رہی ہے"۔ (ڈورتھی' آسٹریلیا)

○ "بہت سے آئرش لوگ آپ کے لیے مختاط ہیں"۔ (رائے جان اون' آئرلینڈ)

○ "میں نے نواز شریف کو لکھا ہے کہ آپ کے کیس پر دوبارہ غور کیا جائے"۔ (لنڈا' یوکے)

○ "میں آپ کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ اس مشکل وقت میں آپ کے لیے دعائیں اور سوچ بچار کر رہے ہیں"۔ (اینا ایڈورڈ' انگلینڈ)

○ "اگر منصفانہ فیصلہ نہ ہوا تو ہم آپ کا کیس اقوام متحدہ تک لائیں گے"۔ (بینٹ' ناروے)

○ "میں نے پریذیڈنٹ کو خط لکھا ہے اور مجھے یقین ہے بہت سے لوگ ایسا کر رہے ہیں"۔ (پٹریشیا' شکاگو)

رسالے نے یہ خطوط شائع کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان خطوط سے نہ صرف گل مسیح کی حوصلہ افزائی ہوئی بلکہ اس کا نیکی پر اعتماد مضبوط تر ہوگیا۔ کیا مقدس انبیاء کی شان میں گستاخی نیکی ہے؟ کیا عیسائیت اور انجیل کی تعلیم یہی ہے؟ ہمیں مکمل یقین ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں کوئی ایسی چیز نہیں' یہ گمراہ پیروکاروں کے خیالات کی عکاسی ہے۔

سہ طرفی کاوشوں کے ساتھ ساتھ' چوتھی سمت سے نام نہاد انسانی حقوق کے چیمپئن' کھوکھلے دانشور مسلمانوں کا تعاون حاصل کیا گیا' جنھوں نے اسی لے میں راگ الاپنا شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں ۹ جون ۱۹۹۳ء کو ایک سیمینار منعقد کیا گیا' جس میں بڑے بڑے ناموں والے عیسائیوں کے علاوہ بطور مہمان خصوصی عابد حسن منٹو نے شرکت کی۔ اس شخص کو چاہیے کہ اپنا نام بھی تبدیل کر لے تاکہ مسلمانی کی اس آخری علامت سے بھی اس کی جان چھوٹ جائے اور دیگر لوگ دھوکے سے بچ جائیں۔ اس سیمینار میں اس قانون کو ناانصافی پر مبنی اور انسانی حقوق کے مخالف ثابت کیا گیا۔ کتنی عجیب بات ہے کہ اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے خلاف ہرزہ سرائی اور بکواس انصاف ہے اور اس کا سدباب ناانصافی ہے! کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ برطانیہ کے قانون میں صرف عیسائیت کو آئینی تحفظ حاصل ہے' اس لیے رشدی کے خلاف یہ قانون مسلمانوں کی کوئی مدد نہ کر سکا تھا۔ اگر وہاں عیسائیت کا تحفظ ناانصافی نہیں تو پاکستان میں اسلام کا تحفظ کس طرح ناانصافی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان تو کبھی کسی خطہ میں کسی وقت بھی کسی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کا ادنیٰ تصور بھی نہیں رکھتا' یہ سارے کے سارے دوہرے معیار عیسائیوں کی تاریخ کا حصہ ہیں۔ عیسائیت پہ زد آئے تو ان کا غیظ و غضب قابل دید ہوتا ہے' اسلام پہ چوٹ آئے تو یہ انسانی حقوق کی پاسداری ہے۔ مشہور امریکن گلوکارہ میڈونا کے ایک گانے "لائیک اے پریئر" میں جب صلیب' چرچ اور اسٹیج کا استخفاف دکھایا گیا تو صلیبی عوام اور اداروں کے غیظ و غضب کا سیلاب امڈ آیا۔ مشروبات کی وہ کمپنی' جو میڈونا کو اپنے ٹی وی اشتہارات میں دکھایا کرتی تھی' اس پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ میڈونا کو اپنے اشتہارات میں دکھانا بند کر دے۔ اس پر کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہ کمپنی کی آزادی میں مداخلت کے مترادف ہے۔ دوسری طرف جب مشہور گلوکار "کیٹ سٹیونز" نے اسلام قبول کر لیا تو امریکہ کے بیشتر ریڈیو سٹیشنوں نے اس کے ریکارڈ چلانے بند کر دیے۔ بعض جگہوں پر برسرعام اس کی موسیقی کے ریکارڈوں کو نذر آتش کیا گیا مگر انسانی حقوق کے یہ دعویدار صدائے احتجاج بلند نہ کر سکے گویا کہ ان کا اپنا قبیلہ' اپنا مذہب' اپنی برادری اور اپنے لوگ تو دائرۂ انسانیت میں شامل ہیں' ان کے حقوق کا تحفظ ہی انسانی حقوق کا تحفظ ہے' باقی تو شاید انسان ہی نہیں۔ مسلمان اپنے عقیدے کا تحفظ کریں تو یہ جرم بنیاد پرستی ہے اور یہ اپنے نظریے کی جارحانہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبلیغ بھی کریں تو روشن خیالی ہے۔ مسلمان شان رسالتؐ کا تحفظ کریں تو یہ ظلم ہے اور یہ اپنی شان خباثت کا تحفظ کریں تو عین انصاف ہے۔ انسانیت کو انسانی حقوق سے آشنا کرنے والے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حقوق کا تحفظ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اور بے غیرت' بدقماش' شرابی' زانی لوگوں کے لیے شراب' زنا' بدمعاشی اور زبان درازی کا تحفظ انسانی حقوق کا تحفظ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی جائے تو کوئی بات نہیں' ان کے ماں باپ کو گالی دی جائے تو پھر ان کے لیے اندھیری رات ہے۔ انسانیت کی فوز و فلاح کی فکر میں پریشان' راتوں کو اٹھ اٹھ کر رونے والے' انسانیت کے نجات دہندہ' محسن انسانیتؐ کے خلاف بکواس ہو تو ہم چپ رہیں اور پوپ' پالوں اور مذہبی آمروں کے خلاف بات ہو تو شور مچائیں۔ بابری مسجد کے واقعہ کے بعد مشتعل ہو کر اگر چند نوجوان مندروں کو کچھ نقصان پہنچائیں تو عبداللہ ملک جیسے لوگ اخبارات میں کالم کے کالم سیاہ کر دیں اور خود بابری مسجد کا انہدام ہو تو چپکے سے کسی کونے میں دبک جائیں۔ کیا یہی ان کا انصاف اور یہی سیکولر ازم ہے؟

عالم میں مسلمان خاک و خون میں تڑپے تو خاموش تماشا دیکھو اور کسی عیسائی کے کانٹا بھی چبھ جائے تو آہ و بکا برپا کرو۔ بوسنیا میں مسلمانوں کا خون بہے تو پانی سمجھو اور جو کہیں امریکی مفادات کی امیدوں پر پانی بھی پھرے تو آگ برساؤ۔ کشمیر میں ہزاروں مسلمات کی عصمتیں لٹیں تو سانپ سونگھ جائے اور جو کہیں کسی غیر مسلم کا آنچل بھی ڈھلکے تو انہیں نیند آئے نہ اونگھ آئے۔ فلسطینی گھر سے بے گھر ہو جائیں تو اک ذرا تسلی دے دو اور یہودی آپے سے باہر ہو جائیں تو انہیں شام' مصر' لبنان کے علاقے اور غزہ کی پٹی دے دو۔ خود ایٹم بم بنا کے چلا بھی دیں تو امن عالم کی خلاف ورزی نہ ہو اور ہم ایٹم بم کا سوچیں بھی تو دہشت گردی ہو! کیا یہ حقیقت نہیں کہ مسلمان تو کسی کے جھوٹے خدا کو بھی جھوٹا نہیں کہتے لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے سچے خدا کے خلاف بکواس پر گنگ ہو جائیں؟

ہمارے نزدیک تو سب پیغمبر قابل تعظیم ہیں' پھر آخر ہمارے پیغمبر کے خلاف زبان درازی کیوں؟ اور پیغمبر بھی وہ جو عورت کو تاریک گڑھوں سے نکال کر روشنی میں لے آیا' جس نے غلاموں کو انسان بنا دیا' جس نے ہر رنگ و نسل کے انسان کو برابر کر دیا' وہ جو اپنے پرائے سب کے لیے رحمت بلکہ رحمۃ للعالمین تھا۔ تو کیا ایسے پیغمبر کی رحمت و شفقت کا صلہ یہ ہے کہ انہی کو ہدف تنقید بنائیں اور ان کی عزت و ناموس کے تحفظ کا برا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منائیں؟ اگر آپ کو غلطیوں سے درگزر کرنے والا' بات بات پر معاف کرنے والا' بہت ہی نرم اور شفیق باپ ملا ہے اور آپ اس کی شفقت و نرمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے گالی نکالیں تو کیا یہ دنیا کی "اعلیٰ ترین" بے غیرتی نہیں؟ اور پھر نبی تو باپوں کا باپ ہوتا ہے' اس کے خلاف زبان کھولی جائے! ایں چہ بوالعجبی است!

یہ تو بس اپنی بے بسی پر رونا تھا' حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلم اور باطل نواز قوتوں کو یہ ساری جسارت ہماری اپنی بے غیرتی نے فراہم کی ہے۔ مسلمان جب تک باغیرت تھا' اس وقت اپنے ماحول میں تو کیا' پورے عالم میں کسی کو یہ جرات نہ تھی کہ وہ ناموس رسالتؐ پر نیش زنی کر سکے۔ یہ سب کچھ تب سے ہے جب سے امت مسلمہ دینی غیرت کے مسئلہ میں اپاہج ہوئی ہے' اس کے بازو شل ہوئے ہیں اور ذہن مفلوج ہوئے ہیں۔ برائی کو ہاتھ سے روکنے والی حدیث کے بموجب چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے سیمیناروں اور ایسی آوازوں کا گلا گھونٹ دیا جاتا لیکن وائے ناکامی! اگر ہم ہاتھ سے کام نہیں لے سکتے تو ہماری زبانوں پر تو تالے نہیں پڑے۔ آخر ہم سوچتے کیوں نہیں اور بولتے کیوں نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ وقت ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے اور میدان باطل کے ہاتھ چلا جائے۔ اس سے پہلے ہی ہمیں آواز بلند کرنی چاہیے۔ گل مسیح کی حمایت میں سو وکیل ہیں تو ہمارے ہزار ہونے چاہئیں۔ قانون گستاخ رسولؐ کی منسوخی کے لیے ہزار خط لکھے جاتے ہیں تو ہمارے لاکھ ہونے چاہئیں کیونکہ یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے ارباب اقتدار کا معیار حق و باطل نہیں' کرسی کا تحفظ ہوتا ہے۔ اگر باطل کی رعایت و حمایت کرنے سے ان کی کرسی بچ جائے تو انہیں ایسا کرنے میں بھی کوئی عار نہ ہوگی!

دنیا کے کونے کونے سے آئے ہوئے یہ خطوط نہ صرف ایک گہری اور منظم سازش کے آئینہ دار ہیں بلکہ ہمارے لیے ایک لمحہ فکریہ بھی ہیں۔ اگر اس لمحے ہم نے فکر و عقل سے کام نہ لیا تو تاریخ کے مجرم کے علاوہ خدا و رسول سے بے وفائی کے مرتکب بھی گردانے جائیں گے۔ اللہ کرے ایسا نہ ہو!" (ماہنامہ "الاشرف" کراچی' اکتوبر ۹۳ء)

اور بالاخر وہی ہوا' جس کا ڈر تھا--- اور امکان تھا۔ لاہور ہائی کورٹ نے توہین رسالت کے ملزم گل مسیح کو بری کر دیا۔ اس سلسلہ میں روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر ملاحظہ فرمائیں۔

"لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس فلک شیر اور مسٹر جسٹس راؤ نعیم ہاشم خاں پر مشتمل ڈویژن بنچ نے توہین رسالتؐ کے مقدمہ میں ملوث گل مسیح کی سزا کالعدم قرار دیتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اسے بری کر دیا۔ ایڈیشنل سیشن جج سرگودھا نے ملزم کو سزائے موت سنائی تھی۔ گل مسیح کی طرف سے عابد حسن منٹو' چوہدری نعیم شاکر اور عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹس پیش ہوئے جبکہ حکومت کی طرف سے سلمان اعوان اور مدعی کی طرف سے رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ پیش ہوئے"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۲۸ نومبر ۹۴ء)

گل مسیح کی رہائی پر بی بی سی کا تبصرہ

"بی بی سی نے توہین رسالتؐ کے ایک ملزم گل مسیح کی لاہور ہائی کورٹ سے بریت کے فیصلے پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس فیصلے کے نتیجے میں عیسائی آبادی اس قانون کی منسوخی کے مطالبے سے تو شاید دستبردار نہ ہو' لیکن اقلیتوں اور حکومت کے درمیان جس کشمکش کے اشارے مل رہے ہیں' کم از کم مسیحی برادری کی حد تک اس کی شدت میں کمی آنے کا امکان ضرور پیدا ہوگیا ہے۔ اس وقت پاکستان میں سینکڑوں افراد توہین رسالت کے قانون کے تحت زیر حراست ہیں۔ ان میں سے بیشتر کا تعلق قادیانی جماعت سے ہے۔ پاکستان کے انسانی حقوق کمیشن کے ایک سرکردہ رکن آئی اے رحمان نے بی بی سی کے استفسار پر بتایا کہ ملک میں ایسی فضا قائم ہوچکی ہے کہ اگر آپ کسی کی توہین رسالتؐ کے قانون کے تحت شکایت کر دیں تو پولیس والے اس کو انتہائی سنگین جرم سمجھ کر جیل میں ڈال دیتے تھے' اس کی ضمانت نہیں ہو پاتی تھی اور عدالت بھی فیصلہ کرتے وقت سخت دباؤ میں ہوتی تھی کہ اسے کہیں اس کی کوئی سزا نہ بھگتنا پڑ جائے۔ تازہ فیصلے سے ماتحت عدالتوں کو ایک اچھی نظیر مل جائے گی۔ اس سے پہلے کوئی کیس اس حد تک نہیں پہنچا تھا۔ اب تک سیشن کورٹ سے جو فیصلے ہوئے تھے' ان میں سے ایک گل مسیح تھا اور ایک ملزم ارشد جاوید کو بہاولپور میں سزائے موت سنائی گئی۔ اس کی اپیل بھی ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے' اب ایک اعلیٰ عدالت کی طرف سے فیصلہ آ جانے سے ماتحت عدالتوں پر دباؤ کم ہوگا اور پولیس کو بھی انتباہ ہوگا کہ اس الزام کی تفتیش میں قانونی تقاضوں کو مدنظر رکھا جائے۔ آئی اے رحمان نے بتایا کہ سیشن عدالتوں میں اس طرح کے ۲۰ کے قریب مقدمات زیر سماعت ہیں۔ ائی اے رحمان نے کہا کہ توہین رسالتؐ کی سزا موت ہے لیکن کچھ مقدمات ایسے بھی ہیں جن میں کم سزائیں ہیں اور وہ خاص قادیانیوں کے لیے مخصوص ہیں' ان کی تعداد ۱۰۰ سے زاید ہے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۸ نومبر ۹۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توہین رسالت کے مجرم کی رہائی

"لاہور ہائی کورٹ نے قانون تحفظ ناموس رسالت کے تحت سرگودھا کی عدالت سے سزائے موت پانے والے مجرم گل مسیح کو بری کر دیا ہے اور ثبوت جرم کے لیے شہادتوں کو نظرانداز کر کے رہائی کے لیے اس بات کو کافی اور وزنی قرار دیا کہ مجرم ڈیڑھ گھنٹے تک توہین کا ارتکاب کرتا رہا اور اس کے خلاف کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا۔ لہٰذا مجرم سزائے موت کا مستحق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس مقدمہ سے متعلق پس پردہ گہرے عوامل کی اطلاعات اخباروں کی زینت بنتی رہیں۔ صدر پاکستان کے امریکی حکومت سے اس مقدمہ اور گوجرانوالہ کے واقعات کی معافی مانگنے کے لیے امریکہ کا نجی دورے کا پروگرام بنایا گیا' جس پر کروڑوں روپے کا خرچہ دکھایا گیا۔ اس معاملے کو اتنی اہمیت دی گئی کہ سفارش کے لیے قادیانی لابی کی خدمات حاصل کرنے کی غرض سے پنجاب کے وزیر اعلیٰ منظور وٹو کو صدر کے وفد میں خصوصی طور پر شامل کیا گیا۔ یہ تحفظ ناموس رسالت کا معاملہ ہے' جو خالص دینی و اسلامی مسئلہ ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کا دینی و جذباتی معاملہ بھی ہے۔ عدالت عالیہ کے جج صاحبان کو ان خارجی عوامل سے متاثر ہوئے بغیر خالص اسلامی انداز فکر کو اپنانا چاہیے تھا"۔ (ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی' ۱۷ تا ۲۳ر دسمبر ۹۴ء)

گل مسیح سیاسی پناہ حاصل کرنے جرمنی روانہ ہوگیا

لندن (مانیٹرنگ ڈیسک) "توہین رسالت کے مقدمے میں سرگودھا کی ایک عدالت سے سزائے موت پانے والے گل مسیح' جسے گزشتہ نومبر میں لاہور ہائیکورٹ نے بری کر دیا تھا' سیاسی پناہ حاصل کرنے کے لیے جرمنی روانہ ہوگیا۔ وہ گزشتہ روز پی آئی اے کی ایک پرواز کے ذریعے فرینکفرٹ روانہ ہوا' جہاں سے وہ ایپرسنگ نام کے قصبے میں جا کر سیاسی پناہ حاصل کرے گا۔ رومن کیتھولک کے فیصل آباد کے بشپ جان جوزف نے بی بی سی کو بتایا کہ لاہور ہائیکورٹ کی طرف سے بریت کے باوجود گل مسیح کو قتل کی دھمکیاں مل رہی تھیں"۔ (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور' ۳ر جنوری ۱۹۹۴ء)

گل مسیح کو جرمنی میں سیاسی پناہ مل گئی

لندن (نمائندہ جنگ) "پاکستانی عیسائی گل مسیح کو جرمنی میں سیاسی پناہ مل گئی ہے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۷ر جنوری ۱۹۹۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد فراز

"نیشنل بک فاؤنڈیشن کے سربراہ اور شاعر احمد فراز نے کہا ہے کہ اب اجتہاد کا وقت آگیا ہے' تمام باتوں کو آج کے وقت کی روشنی میں دیکھنا ہو گا۔ روزنامہ "خبریں" کو انٹرویو دیتے ہوئے اس سوال پر کہ مسلمان کے لیے پانچ وقت کی عبادت ضروری ہے' آپ کی رائے کچھ اور ہے؟ احمد فراز نے کہا کہ تمام روشن خیال لوگ مل کر اسلام پر غور کریں' اسے "ریویو" کریں' اگر کسی چیز کو بڑھانا ضروری ہے تو بڑھائیں' کسی کو کم کر سکتے ہیں تو کم کریں۔ قرآن پاک تو وہی ہے' اس کی تشریح روشن خیال لوگوں کو کرنی چاہیے۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ اجتہاد میں یہ تمام مسائل زیر غور لائے جا سکتے ہیں۔ مسلمانوں میں ایک فرقہ تھا بلکہ اب بھی ہے جو تین وقت عبادت کرتا ہے۔ سرسید احمد خان بھی اجتہاد کے قائل تھے' کافر کہلائے۔ علامہ غلام احمد پرویز بھی یہ کہتے تھے' ان جیسا عالم دین آج تک عالم اسلام نے پیدا ہی نہیں کیا اور پھر اہم بات یہ ہے کہ میری عبادت اللہ کے لیے ہے' کسی مولوی کے لیے نہیں۔

احمد فراز نے کہا کہ شادی سے متعلق عورت کو اپنے ہونے والے شوہر کے بارے میں سب کچھ علم ہونا چاہیے۔ اس کی پوری زندگی کا معاملہ ہے' اسے حق حاصل ہے کہ دیکھے اس کا شوہر لولا لنگڑا تو نہیں' دماغی توازن درست ہے' جنسی طور پر ٹھیک ہے' ان تمام چیزوں کا اسے علم ہونا چاہیے۔ اسی لیے ہمارے معاشرے میں بعض لڑکیاں خودکشی کر لیتی ہیں یا پھر دوسرے طریقے استعمال کرتی ہیں کیونکہ فطرت سے نہیں لڑا جا سکتا بلکہ شادی سے پہلے فٹنس سرٹیفکیٹ ضروری قرار دیا جائے۔ ایک سوال کے جواب میں احمد فراز نے کہا جس طرح مرد کو دوسری شادی کرنے کا حق حاصل ہے عورت کو بھی حاصل ہونا چاہیے۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 12 جون 96ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی راہنماؤں کا ردعمل

"ممتاز علماء کرام نے معروف شاعر احمد فراز کے اس انٹرویو کی شدید مذمت کی ہے جس میں اسلام پر نظرثانی اور نمازوں کی تعداد میں کمی اور عورتوں کی مردوں سے دوستی کا حق دینے کی بات کی گئی ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد' مفتی محمد حسین نعیمی' مولانا عبدالرحمان اشرفی' مولانا عبدالقادر آزاد' مولانا ضیاء القاسمی' سید غلام رضا نقوی' سید فاروق مودودی' مولانا عبدالقادر روپڑی' مولانا معین الدین لکھوی' مولانا نعیم بادشاہ اور مولانا عارف روپڑی نے کہا کہ احمد فراز دین سے واقف نہیں۔ ان کی باتیں دین سے بغاوت کے مترادف ہیں۔ اسلام کی بنیادی تعلیمات پر اجتہاد کی قطعی گنجائش نہیں۔ ایسی باتیں کرنے والے شخص کی اصلاح ہونی چاہیے کیونکہ دین اسلام کو حضور پاک ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے مکمل کر دیا۔ تحریک خلافت کے سربراہ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ اسلام میں اجتہاد کی ضرورت نئے دور کے مسائل کو حل کرنے پر محسوس ہوا کرتی ہے۔ نماز اور اس کی تعداد قرآن سے ثابت ہے۔ احمد فراز پڑھے لکھے ہیں' بدقسمتی سے وہ ایسی باتیں کر رہے ہیں جو دین سے بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں۔ اگر احمد فراز کی باتوں پر عمل ہو تو پھر ہر شخص ذاتی طور پر اسلامی تعلیمات میں تبدیلی کر کے زندگی بسر کرنا شروع کر دے گا۔ جامعہ اشرفیہ کے مولانا عبدالرحمان اشرفی نے کہا کہ احمد فراز پڑھے لکھے اور باشعور آدمی ہیں۔ ان کو دین کی باتیں سمجھانے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ جامعہ اشرفیہ آئیں تو ان کے خیالات کی اصلاح کی جائے گی تاہم میں خود ان سے اسلام آباد میں ملاقات کر کے یہ فریضہ ادا کرنے کو بھی تیار ہوں۔ جو باتیں احمد فراز نے کی ہیں' ان کی سزا شرعی مملکت میں قتل کے سوا کچھ نہیں۔ آج اگر وہ کہتے ہیں کہ نمازوں کی تعداد پانچ نہیں ہونی چاہیے تو کل کوئی اور شخص یہ کہے گا روزے تیس کی بجائے دس ہونے چاہئیں۔ معروف عالم دین جامعہ نعیمیہ کے سرپرست مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا ہے کہ نماز کی تعداد قرآن و سنت میں طے شدہ ہے۔ اس میں تبدیلی کی بات اسلام میں دخل اندازی اور مداخلت کے مترادف ہے۔ احمد فراز نے خلاف اسلام بات کی ہے۔ ایسی بات کہنے والا واجب القتل ہو جاتا ہے۔ جامع اہل حدیث کے سرپرست اعلیٰ مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالقادر روپڑی نے کہا کہ جو شخص پنجگانہ نماز سے انکار کرے' وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ نمازوں کی تعداد میں کمی بیشی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ پر دین کو مکمل کر دیا۔ جماعت اسلامی (مودودی گروپ) کے رہنما سید حیدر فاروق مودودی نے کہا کہ احمد فراز دین اسلام کو ہرگز نہیں جانتے اور وہ اکثر ہوش میں نہیں ہوتے۔ علماء کرام کو احمد فراز جیسے لوگوں کی اصلاح کر کے تبلیغ کا حق ادا کرنا چاہیے۔ متحدہ جمعیت اہل حدیث کے سرپرست اعلیٰ مولانا معین الدین لکھوی اور مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا نعیم بادشاہ نے کہا ہے کہ نماز کی تعداد کم کرنے کے بارے میں احمد فراز کا بیان کفر کا ارتکاب ہے۔ احمد فراز نے مداخلت فی الدین کی ہے۔ 14 جون کو اس کے خلاف یوم احتجاج مناتے ہوئے خطبہ جمعہ میں بھرپور مذمت کی جائے گی۔ سپاہ محمد ﷺ کے مرکزی جرنیل سید غلام رضا نقوی نے کہا کہ پاکستان میں بھی تسلیمہ نسرین اور سلمان رشدی کی پیروی کرنے والے احمد فراز کی شکل میں موجود ہیں۔ پانچ نمازوں پر شیعہ اور سنی متفق ہیں۔ بادشاہی مسجد کے خطیب اور مجلس علماء پاکستان کے چیئرمین مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا کہ نماز پنجگانہ قرآن و حدیث کے علاوہ سنت رسول اللہ ﷺ سے بھی ثابت ہے۔ اس میں اجتہاد کی قطعی گنجائش نہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ شرعی عدالت میں احمد فراز کا معاملہ پیش کر کے فیصلہ حاصل کریں۔ عارف روپڑی نے کہا کہ اسلام کے خلاف سازشیں ہوتی رہتی ہیں۔ قرآن اور حدیث کے منکرین موجود ہیں جن کی سازشیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ سپاہ صحابہ کی سپریم کونسل کے چیئرمین مولانا ضیاء القاسمی نے کہا کہ موجودہ حکومت میں اسلامی نظریات اور اصولوں کا مذاق اڑانے والے موجود ہیں جو بے باکی سے یہودیت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو حکومتی سرپرستی حاصل ہونا اور بھی افسوسناک بات ہے۔ حکمرانوں کو دین اسلام کا ذرا بھی خیال ہے تو احمد فراز کے خلاف فوری کارروائی کریں۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 13 جون 96ء)

تنویر عباس نقوی اپنے کالم "چلتے چلتے میں" "فراز" تجھ کو نہ آئیں محبتیں کرنی" کے عنوان سے لکھتے ہیں

"معروف شاعر اور دانشور احمد فراز گزشتہ کئی دنوں سے مذہب اسلام کے پیچھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے طور سے مذہب پر تن تنہا حملہ آور ہو کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ سلمان رشدی' تسلیمہ نسرین اور اسی نوع کے دیگر "بھانڈوں" سے مختلف نہیں ہیں۔

احمد فراز جس مکتبہ فکر کی نمائندگی کرتے ہیں.... اسی مکتبہ سے تعلق رکھنے والوں میں فیض احمد فیض' مولانا چراغ حسن حسرت' جانثار اختر' سید سجاد ظہیر' احمد ندیم قاسمی... حتیٰ کہ سعادت حسن منٹو جیسے عظیم افسانہ نگار بھی شامل ہیں.... لیکن ان مصاحبین میں سے کسی نے کبھی بھی مذہب پر "تنقید" نہیں کی کیونکہ یہ تمام احباب مذہب کو ہر شخص کا ذاتی معاملہ قرار دے کر سیکولر نظریات پر قائم رہے۔ شاید احمد فراز نے اپنے عمر کے آخری ایام میں "سستی شہرت" کے حصول کا راستہ تلاش کیا ہو.... کیونکہ اچھا اور مقبول شاعر ہونے کے باوجود احمد فراز "عوامی شاعر" نہیں بن سکے... مذہب پر اس طرح تنقید کرنے سے ممکن ہے کہ "بدنام ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا" کے مصداق' عوامی حلقوں تک رسائی حاصل کرنا چاہتے ہوں۔

بہت سے ممتاز علمائے کرام نے احمد فراز کو واجب القتل قرار دے دیا ہے جبکہ مولانا مودودی کے بیٹے فاروق مودودی نے احمد فراز کے متعلق کہا ہے کہ وہ اکثر ہوش میں نہیں ہوتے....

احمد فراز بلانوش ہیں.... کہنے والے کہہ رہے ہیں انہوں نے مذکورہ متنازعہ انٹرویو شراب کے نشے میں دھت ہو کر دیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو الزام ساقی کے سر جائے گا جس نے احمد فراز کا "ظرف" دیکھے بغیر پلا دی۔"

(روزنامہ صحافت لاہور 17 جون 96ء)

احمد فراز پھر بولے!

❑ معروف شاعر احمد فراز نے کہا ہے کہ مذہب ایک غیر مستقل چیز ہے جبکہ مستقل تو زندگی کی قدریں اور تہذیب ہوتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھ جیسے آدمی کے بچے کو قرآن پڑھانے کا یہ فائدہ ہو گا کہ اسے ایک نئی زبان بھی سیکھنے کو مل جائے گی لیکن اگر پڑھنے والا جاہل ہو گا تو ملا کے اثر میں آ جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے بھارت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہر لکھنؤ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ جریدے "مرکز" کے 12 مئی سے 18 مئی 96ء کے شمارے میں اپنے خصوصی انٹرویو میں کیا۔ یہاں ان کے انٹرویو کے چیدہ چیدہ سوال اور ان کے جوابات دیئے جا رہے ہیں۔

س : ابھی آپ نے کہا تھا کہ دونوں ملکوں میں ایک جیسے لوگ اور ایک جیسی تہذیب ہے' آپ کس تہذیب کی بات کر رہے ہیں؟

ج : پہلی بات تو یہ ہے کہ ہماری زبان بھی ایک ہے اور طور طریقے بھی ایک جیسے ہیں۔ ہم لوگوں کو اچھی زندگی دینے کے بجائے اسلحہ اور بم بنانے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ تو بے وقوفی ہے کیونکہ بم بنا کر نہ ہم آپ پر پھینک سکتے ہیں اور نہ آپ ہم پر' مرے گا کون؟ بم تو نہیں جانتا کہ قصور وار کون ہے اور بے قصور کون وہ تو سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔ پھر دہلی اور لاہور میں فاصلہ ہی کتنا ہے۔ دونوں ملکوں کے لوگ چاہتے ہیں کہ وہ محبت سے رہیں۔ تجارت بڑھے! میں کہتا ہوں کہ جب کینیڈا اور امریکہ ایک دوسرے کے ساتھ اپنی سرحدیں قائم رکھتے ہوئے رہ سکتے ہیں تو ایسا ہمارے دو ملکوں میں کیوں نہیں ہوتا۔

س : یہ جو میل ملاپ ہے اس کی کیا بنیاد ہو سکتی ہے۔ تہذیب' تاریخ' وراثت یا ایک آباؤ اجداد؟

ج : بہت سی باتیں ہم آپ سے سیکھ سکتے ہیں۔ ابھی کسی نے مجھ سے کہا کہ مغربی ملکوں نے یہاں اپنی کتابیں بھر دی ہیں تو میں نے کہا جہاں بھی خالی جگہ ہو گی تو کوئی نہ کوئی تو آ کر بھرے گا ہی! ہمارے لوگ تو اسلحہ بنا رہے ہیں۔

س : آپ اپنی وراثت کیا مانتے ہیں؟

ج : دیکھئے وراثت میں تو روایتیں' تاریخ' جغرافیہ' مذہب یہ سب باتیں آ جاتی ہیں۔ ہمارے یہاں پرانی چیزیں دھیرے دھیرے ختم ہو رہی ہیں۔ ادب میں پھر بھی شاہ عبداللطیف' بلھے شاہ جیسوں کی تخلیقات آج بچا کر رکھی ہیں مگر کلاسیکی موسیقی ختم ہو رہی ہے۔ چند لوگ ہی رہ گئے ہیں حالانکہ ہماری تہذیب کافی مالا مال ہے۔

س : آپ پاکستان کی قبل اسلام کی تہذیب اور تمدن کو کتنا مانتے ہیں؟

ج : دیکھو بھئی! مذہب تو آتے جاتے رہتے ہیں لیکن انسان وہی رہتا ہے' تھوڑا بہت اس کے طور طریقے' رسم و رواج بدل جاتے ہیں' میں تو سمجھتا ہوں کہ ان سارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبوں کا صرف اتنا جغرافیہ ہے کہ کسی نے داڑھی رکھ لی' کسی نے بال' کسی نے چوٹی رکھ لی' دوسرے سے اپنے کو الگ دکھانے کے لیے اپنی الگ پہچان قائم کر لی' یہ ساری چیزیں انسان میں بہت گہرائی تک نہیں جاتیں۔ میں خود کو موہنجوداڑو سے جڑا ہوا محسوس کرتا ہوں۔ چاہیے کچھ بھی ہو جائے میں خود کو اپنے ماں باپ' آباؤ اجداد سے الگ تو نہیں کر سکتا' چاہے ان کا کوئی بھی مذہب رہا ہو' مذہب تو بہت ہی غیر مستقل چیز ہے' مستقل تو زندگی کی قدریں اور تہذیبیں ہیں۔ انسانیت کے لیے جو کچھ کر جائے' وہی مستقل ہوتا ہے۔

س : ان دنوں پاکستان سے مذہبی بنیاد پرستی اور مدرسوں کے ذریعے قدامت پسندی کی خبریں آ رہی ہیں ان سب کا پاکستان کے مستقبل پر کیا اثر ہو سکتا ہے؟

ج : ہمارے یہاں مشکل یہ ہے کہ تعلیم کم ہے اس لیے لوگ ملا اور مولوی کی گرفت میں ہیں۔ 80 فیصد لوگ غیر تعلیم یافتہ ہیں۔ یہ سب لوگ ملا کے پاس جائیں گے اور اس کے لیے یہ آسان طریقہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ خدا ہے' مسجد ہے' تم ہو' یہ داڑھی ہے' یہ لوٹا ہے' یہ نماز کی جگہ ہے اور وہ دوسرا احمد فراز ہے یا کوئی اور ہے' وہ کافر ہے کیونکہ اس نے ٹائی لگائی ہوئی ہے' اس کی داڑھی نہیں ہے' پاجامہ اونچا نہیں ہے' اس طرح وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آ جاتے ہیں۔ ان پڑھ لوگوں کو قابو کرنا بہت آسان ہے' دینی رہنما ان کا استحصال کرتے ہیں' مجھ جیسے وسیع النظر آدمی کے بچے کو آپ قرآن پڑھائیں تو یہاں تک تو بات ٹھیک ہے کہ اسے ایک اور زبان سیکھنے کو مل جائے گی اور مذہب کی جانکاری بھی ہو جائے گی لیکن اگر وہ بالکل ہی جاہل ہو گا تو ملا کے اثر میں آ جائے گا۔ ملا کا ذہن چھوٹا ہوتا ہے کیونکہ وہ خود ان پڑھ ہوتا ہے اس کے لیے بس پانچ چھ چیزیں ہی ضروری ہیں' ان پر اس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے کام کاج کے اوقات کی تقسیم بھی نماز سے بندھی ہوتی ہے۔ شام کی نماز پڑھ کر ہمیں وہاں جانا ہے' رات کی نماز کے بعد ہمیں فلاں کام کرنا ہے۔ پوری زندگی انہوں نے اس طرح سے بانٹی ہوتی ہے کہ ان کے پاس کرنے کو کچھ اور نہیں ہے۔

س : کیا آپ نے اپنے خیالات کی وجہ سے کبھی خطرہ محسوس کیا' مشکل میں دن گزارے؟

ج : ہاں کئی بار ایک بار تو میرے قتل کا فتویٰ بھی ملاؤں نے دے دیا تھا۔ یہ تب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات ہے جب ہندوؤں کے گھر جلائے جا رہے تھے' ان کے خلاف ملاؤں نے شور مچا رکھا تھا۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکا' اس پر نظم لکھی جب گھر لوٹا تو سب نے کہا کہ تم واپس کیسے آ گئے؟ میرا چھوٹا بھائی گھر کو تالا لگا کر بھاگ گیا۔ دوستوں نے کہا کہ ملا تمہارا گھر ڈھونڈتے ہوئے آئے تھے' یہ بات پشاور کی ہے لیکن میں نہیں ڈرا وہ لوگ خود بخود چپ ہو گئے۔

س : آپ نے اس نظم میں کیا لکھا تھا؟

ج : مجھے نظم تو پوری یاد نہیں بس اس میں کہا تھا کہ اگر مذہب ہمیں نفرت سکھاتا ہے تو اس سے اچھا ہے کہ ہم لامذہب ہو جائیں۔

(روزنامہ خبریں لاہور 19 مئی 96ء)

دینی راہنماؤں کا ردعمل

"علمائے کرام' سیاسی رہنماؤں اور کاروباری نمائندوں نے معروف شاعر اور نیشنل بک فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر جنرل اور سینیٹر مسعود کوثر کے بھائی احمد فراز کے اخباری انٹرویو پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ احمد فراز دائرہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ انہوں نے سنت رسول ﷺ کا تمسخر اڑایا ہے۔ ایسے افراد کے خلاف کم از کم مروجہ قوانین کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔ حکومت کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کو لگام دے اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ حکومت بھی احمد فراز جیسے بھٹکے ہوئے بدنصیب اور کفر کا ارتکاب کرنے والے لوگوں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ تحریک خلافت اور تنظیم اسلامی کے سربراہ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ احمد فراز کا یہ انٹرویو بے خبری کی دلیل ہے۔ انہوں نے ایسی باتوں سے پوری انسانی تاریخ کو غلط قرار دیا ہے۔ دراصل ایسے لوگ مادیت' بائیں بازو اور سیکولرازم سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر احمد فراز خود قرآن کو سمجھ کر اس پر عمل نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم دلوا کر عربی زبان بھی سیکھیں اور ان پر عمل بھی کرائیں۔ قائم مقام امیر جماعت اسلامی چودھری رحمت الٰہی نے کہا ہے کہ احمد فراز کے بارے میں سب کو معلوم ہے کہ وہ لامذہب اور سیکولر آدمی ہیں۔ اس سے پہلے بھی وہ اپنے اشعار کے ذریعے اسلام کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف بہت ساری باتیں کر چکے ہیں۔ اب ان کا انٹرویو ہمارے ملک کے سرکاری مذہب اسلام کی توہین اور مذاق ہے' ذمہ دار افراد کو ان کے خلاف کارروائی کرنی چاہیے۔ نامور عالم دین مولانا محمد عبدالرحمٰن (جامعہ اشرفیہ) نے کہا ہے کہ احمد فراز کو اپنی ان باتوں پر توجہ کرنی چاہیے۔ ملا کوئی چیز نہیں' اس لیے صرف اور صرف قرآن سے رہنمائی لیں۔ انہیں کون کہتا ہے کہ ملا کے پیچھے بھاگیں۔ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی رہنما اور ایم پی اے صاحبزادہ فضل کریم نے کہا ہے کہ احمد فراز کا یہ بیان صریحاً" کفر ہے۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ احمد فراز کے خلاف اسلامی قوانین کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔ جامعہ نعیمیہ کے سربراہ اور معروف عالم دین حافظ سرفراز نعیمی نے کہا ہے کہ احمد فراز نے علماء کرام کے بارے میں غیر سنجیدہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ دراصل وہ اسلام کو بدنام کرنے کے لیے علماء کرام کو ذلیل کر رہے ہیں۔ ایسے افراد کو نوکریوں سے بھی نکال دینا چاہیے۔ جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد امجد خان نے کہا ہے کہ احمد فراز کو اگر دین اسلام سے پیار نہیں ہے تو انہیں بھارتی جریدے کو ایسا انٹرویو دینے کا بھی کوئی حق نہیں ہے۔ ان کے اس بیان سے مسلمانوں کے جذبات بری طرح مجروح ہوئے۔ تحریک جعفریہ پنجاب کے صدر سید غلام مرتضیٰ نے کہا کہ احمد فراز کے انٹرویو سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچی۔ اپنے بیان پر پوری قوم سے معافی مانگیں۔ مولانا محمد عارف روپڑی نے کہا کہ احمد فراز کا بیان کہ مذہب غیر مستقل چیز ہے حالانکہ انہیں اتنی زیادہ عزت اور شہرت' اسلامی اور جمہوری معاشرے نے دی۔ جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے صدر شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک' مرکز علوم اسلامیہ منصورہ کے مہتمم اور سابق امیر جماعت اسلامی پنجاب مولانا فتح محمد' مولانا گوہر رحمان سابق ممبر قومی اسمبلی اور مولانا عبدالحق بلوچ نے ایک مشترکہ بیان میں احمد فراز کے مقامی اخبار میں شائع ہونے والے بھارتی جریدے مرکز کو دیئے گئے انٹرویو پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے اس کی شدید مذمت کی ہے۔ اپنے ایک بیان میں علمائے کرام نے کہا ہے کہ اسلام اور دوسرے مشرکانہ مذاہب کو یکساں حیثیت دینا بہت بڑی جہالت ہے۔ اسے غیر مستقل چیز قرار دینا تو تاریخ اور واقعہ کو جھٹلانا ہے اور دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔ احمد فراز نے بھارتی جریدے مرکز کو انٹرویو دیتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا ہے' اس سے واضح ہو گیا ہے کہ وہ ایک اندھا' بہرا اور چھوٹے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوٹے ذہن کا مردہ انسان ہے۔

معروف عالم دین اور بادشاہی مسجد کے خطیب مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا کہ احمد فراز کم از کم اپنے نام میں لفظ احمد کی لاج ہی رکھ لیتے۔ انہوں نے کہا میرا خیال ہے کہ شاید وہ (احمد فراز) بھارتی شہریت حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ پاکستان میں شراب کی دستیابی اتنی آسان نہیں۔ صدر سیاسی امور کمیٹی جماعت اسلامی پنجاب فرید احمد پراچہ نے احمد فراز کی اسلام کے بارے میں ہرزہ سرائی کی شدید مذمت کی ہے اور انہوں نے کہا کہ ملا کا نام لے کر اسلام' اسلامی شعائر اور اسلامی اخلاقیات کا مذاق اڑانے والوں کا سخت محاسبہ کیا جائے گا۔

رشدی نمبر2 بے دین احمد فراز کو فوراً گرفتار کر کے کلمہ توحید چوک ماڈل ٹاؤن میں پھانسی دی جائے۔ ان خیالات کا اظہار اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے مرکزی رابطہ سیکرٹری رانا عبدالوحید نے اپنے ایک بیان میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ احمد فراز اس صدی کا بڑا جاہل انسان ہے جس کو دین کا علم نہیں اور جو قرآن پاک کو صرف ایک زبان سمجھتا ہے۔ سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے ہر کوئی اسلام' دو قومی نظریے اور علمائے حق کے خلاف زبان درازی کر رہا ہے۔ ان لادین عناصر کا مطمع نظر محض دینوی منفعت ہے۔ ان خیالات کا اظہار سنی تحریک لاہور ڈویژن کے کنوینیر محمد صادق قادری نے دس روزہ نورانی محافل کی دوسری نشست سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس کی تازہ مثال احمد فراز کا ایک قومی اخبار میں دل آزار بیان اور شاتم رسول عاصمہ جہانگیر کو "حبیب جالب" ایوارڈ سے نوازنا ہے۔ انہوں نے صدر' وزیراعظم' چیف آف آرمی سٹاف اور چیف جسٹس آف پاکستان سے اپیل کی کہ وہ ایسے بیانات کا سختی سے نوٹس لیں۔

(روزنامہ خبریں لاہور 20 مئی 96ء)

"احمد فراز کے جواب میں ---- یہ مسلماں ہیں! جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود" کے عنوان سے جناب محمد ازھر لکھتے ہیں

"روزنامہ خبریں میں 12 جون 1996ء کو معروف شاعر احمد فراز (چیئرمین نیشنل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بک فاؤنڈیشن) کا ایک انٹرویو شائع ہوا جس میں فراز صاحب نے انتہائی ناشائستہ اور سوقیانہ انداز میں خدا' رسول" دین' ایمان' قرآن' نماز اور مولوی کا مذاق اڑایا ہے۔ ایک طالب علم کی حیثیت سے ہمیں بعض اوقات غیر مسلموں کی تحریریں بھی پڑھنا پڑتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ دین اور اہل دین کے بارے میں تضحیک و استہزا' تحقیر و اہانت اور طنز و تشنیع کا جو مظاہرہ فراز صاحب نے اپنی گفتگو میں کیا ہے' وہ بلامبالغہ کسی عیسائی' یہودی اور قادیانی (مرزا غلام احمد قادیانی مستثنیٰ ہے) کی تحریر میں بھی نظر نہیں آیا۔ عقل و منطق اور شرافت و شائستگی سے محروم دیگر مصنفین کی متعدد عبارات نظر سے گزرتی رہتی ہیں مگر فراز صاحب ایسے تمام مصنفین کے قافلہ سالار ہی نہیں' قافلے والوں سے سینکڑوں میل آگے نکل چکے ہیں۔ جس طرح کی زبان موصوف نے استعمال کی ہے' وہ ایک ہوشمند' باوقار اور زیرک انسان سے متوقع نہیں تھی۔ یوں تو پورا انٹرویو ہی فراز صاحب کی "متانت' عالی ظرفی اور اخلاق عالیہ" سے مزین ہے مگر ہم چند اقتباسات ہی نقل کریں گے۔ انشاء اللہ العزیز انہی سے عصر حاضر کے ترقی پسند و روشن خیال شاعر کے طرز استدلال اور تہذیب و شائستگی کا اندازہ ہو جائے گا۔

فرماتے ہیں:

"یہودیوں کو ہم دنیا کی قابل نفرت قوم سمجھتے ہیں لیکن روئے زمین پر ان سے زیادہ منظم قوم اور کوئی نہیں ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان ان کے دشمن ہیں' وہ ہمیشہ حالت جنگ میں رہتے ہیں' اپنے وطن سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ 50 سال سے کامیابی کے ساتھ اسرائیل کا تحفظ کر رہے ہیں لیکن ہمارا مولوی ابھی تک اس مسئلہ میں الجھا ہوا ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے رکھنا چاہیے یا دایاں' پائنچہ گھٹنے (ٹخنے ؟) سے نیچے ہونا چاہیے یا اوپر' اقبال روتے روتے مر گیا۔ صحابہؓ کے بعد اقبال سے بڑا عاشق رسول پیدا نہیں ہوا' اگر کوئی جنت ہے تو میری نظر میں اقبال اس کا حقدار ہے۔"

کسی قوم سے محبت و نفرت دل کا معاملہ ہے۔ جناب فراز صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس مسئلہ میں آزاد ہیں' آپ تمام مسلمانوں کے برعکس یہودیوں' عیسائیوں' ہندوؤں' قادیانیوں اور دیگر غیر مسلموں میں سے' جن سے چاہیں' محبت رکھیں' ان کی ہنرمندی کی تعریفیں کریں' ان کے گیت گائیں بلکہ ان میں شامل ہی ہو جائیں کہ شرعاً و حقیقتاً" آپ انہی میں شمار ہوتے ہیں اور انہی میں محشور ہوں گے المرء مع من احب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ ہماری گزارش صرف یہی ہے کہ مسلمانوں کو اس تلقین و خیر خواہی سے معاف رکھیں۔ ان کی رہنمائی کے لیے قرآن و سنت اور ان کے اسلاف کی تاریخ موجود ہے۔ جس قوم کی تعریف میں آنجناب اور اس دور کے کعب بن اشرف اور عبداللہ بن ابی رطب اللسان ہیں' اس کی پوری تاریخ قرآن کریم میں جابجا موجود ہے۔ یہ وہی بدبخت قوم ہے جس نے حضرت زکریا و حضرت یحیٰی علیہما الصلوۃ والسلام سمیت سینکڑوں انبیائے علیہم السلام کو شہید کیا' ویقتلون النبیین بغیر الحق' اللہ تعالیٰ کی جسمانیت کا عقیدہ رکھتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے رویت الٰہی کا مطالبہ کیا' انبیاء علیہم السلام پر طرح طرح کے الزامات اور تہمتیں عائد کیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو العیاذ باللہ کذاب و دجال تک کہا' ان کے چہرہ اقدس پر تھوکا' انہیں سولی پر لٹکانے کی کوشش کی' ان کی والدہ حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی' حضرت سلیمان علیہ السلام کو جادوگر قرار دیا' حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے کمانڈر انچیف اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا قاتل کہا' اس ظالم و بدنصیب قوم کو اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے انعامات سے نوازا مگر اس کی سرکشی اور عصیان و طغیان ہمیشہ رو بہ ترقی رہے۔ بالاخر تکذیب و قتل انبیاء' کذب و منافقت' تلبیس و کتمان حق' سود خوری و حرام خوری' سحر و کہانت' عہد شکنی و خیانت' بداخلاقی و بدعقیدگی' قساوت قلبی و حب مال و حب جاہ میں گرفتار اس قوم پر ذلت و مسکنت اور لعنت مسلط کر دی گئی۔

یہی وہ قوم ہے جس کے بعض افراد کو خنزیروں اور بندروں کی شکل میں مسخ کیا گیا اور اس کے گلے میں ہمیشہ کے لیے "مغضوب علیہم" کا علامتی نشان ڈال دیا گیا۔ موجودہ اسرائیل کا قیام امریکہ و برطانیہ کی مسلم دشمنی اور بے ایمانی کا نتیجہ ہے اور یہودی اسکے قیام سے آج تک امریکہ' برطانیہ' فرانس اور جرمنی کے دامن سے چمٹے ہوئے ہیں' آج یہ ممالک اسرائیل کی سرپرستی سے دست کش ہو جائیں تو یہ یہودی سلطنت دو دن بھی قائم نہیں رہ سکتی۔ اس ناجائز یہودی سلطنت کے وجود و استحکام پر خوشی و مسرت' امریکہ و برطانیہ کے مسلم دشمن یہود و نصاریٰ کو ہے یا جناب فراز صاحب کو "ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی"

بہرحال ہم تو بحیثیت مسلمان اس حکم خداوندی کے پابند ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! مت بناؤ یہود و نصاریٰ کو دوست' وہ آپس میں دوست ہیں' ایک دوسرے کے اور جو کوئی تم میں سے ان سے دوستی کرے تو وہ انہی میں سے ہے۔"

احمد فراز کا فرمان ہے کہ:

"مولوی ابھی تک اسی مسئلہ میں الجھے ہوئے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے رکھنا ہے یا دایاں اور پائنچہ ٹخنے سے اوپر ہونا چاہیے یا نیچے۔"

محترم فراز صاحب! آپ کے اس طنزیہ جملے کو نشانہ بالواسطہ وہی ذات گرامی ﷺ بنتی ہیں جن کے بارے میں فرمایا گیا

"ادب گا ہیست زیر آسمان از عرش نازک تر"

مسجد میں داخلہ کے وقت دایاں پاؤں رکھنے یا پائنچہ سے اوپر رکھنے کا حکم کسی مولوی کی خانہ ساز شریعت کا مسئلہ نہیں بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے اور ایک مسلمان کو اس بات کے تصور سے بھی پناہ مانگنی چاہیے کہ اس کی کسی بات سے سرکار دو عالم ﷺ کی ذات گرامی کی توہین ہوتی ہو۔ باقی اس طرح کے طنزیہ اعتراضات میں آپ منفرد نہیں' دور رسالت ﷺ میں مشرکین و کفار نے بھی مسائل طہارت سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اس طرح کا اعتراض کیا تھا کہ "یہ کیسے پیغمبر ہیں جو تمہیں بول و براز کا طریقہ بھی سکھاتے ہیں۔" لیکن قربان جائیے حضرات صحابہ کرام کی حق شناسی اور نور ایمان و معرفت پر' حضرت سلمان فارسیؓ نے اس احمقانہ سوال کو سن کر کیسا ایمان افروز جواب دیا کہ "جی ہاں وہ پیغمبر ﷺ ہمیں یہ بھی سکھاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہم اس سے بھی آشنا نہ تھے۔"

ویسے فراز صاحب! اگر نماز' دربار شاہی میں حاضری کا نام ہے تو کیا اس کے لیے کسی ادب یا لباس کی پابندی کی ضرورت نہیں؟ میں اور آپ معمولی حاکم کے دفتر میں جاتے ہیں تو کئی مرتبہ اپنے لباس کو ناقدانہ نظروں سے دیکھتے ہیں اور حکام کی مجلس میں تمام آداب کا لحاظ رکھتے ہیں' کیا اس احکم الحاکمین کی بارگاہ میں حاضری کا کوئی ادب' کوئی قرینہ' کوئی سلیقہ و لحاظ نہیں؟ اگر دنیا کے بتان آذری سزاوار اکرام ہیں تو اس ذات بے ہمتا اور حاکم حقیقی کے دربار میں آداب کی رعایت کیونکر محل طعن ٹھہری؟

اقبال مرحوم کو آپ نے عاشق رسول ﷺ قرار دیا' ویسے تو ہر مسلمان کسی نہ کسی درجہ میں ضرور عاشق رسول ﷺ ہوتا ہے' مگر حضرات صحابہ کرامؓ کے بعد اقبال کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑا عاشق رسول ﷺ قرار دینا خلاف واقعہ بھی ہے اور ایک طرح کی بدذوقی بھی۔ اقبال سے پہلے لاکھوں اساطین علم و عمل' ارباب صفا' اصحاب کردار' رجال دین اور خدام اسلام گزرے ہیں جو عشق و محبت رسول ﷺ اور اتباع و اطاعت رسول ﷺ میں اقبال مرحوم سے یقیناً" بہت آگے تھے۔ آپ غازیوں کی صف میں اقبال کو ضرور کھڑا کریں مگر وہ بیچارا تو خود معترف ہے کہ میں گفتار کا غازی ہوں اور میرے اسلاف کردار کے غازی تھے۔

"ہندوؤں کا کرشن یا بھگوان' ہمارا خدا یا دنیا کا ہر وہ شخص جو ایک خدا کی پوجا کرتا ہے' وہ انسان کی ضرورت ہے' پتھر کے زمانہ میں سورج خدا تھا' آگ خدا تھی' روشنی خدا تھی' سمندر خدا تھا۔ یہ انسان کی فطرت ہے' وہ طاقتور چیز سے خوف محسوس کرتا ہے اور اس کو کسی نہ کسی شکل میں خدا تصور کرلیتا ہے۔"

فراز صاحب نے اس عبارت میں وجود باری جل مجدہ کا انکار کیا ہے اور کمیونسٹوں کے فلسفہ کے مطابق وجود باری کو حقیقت کی بجائے ضرورت قرار دیا ہے یعنی انسان اپنے ایک طبعی و فطری خوف کی وجہ سے کسی مافوق الفطرت چیز کے سامنے جھکتا ہے اور اسے خدا کہتا ہے' پہلے یہ چیزیں سورج' آگ' روشنی اور سمندر تھیں' اب خدا ہے۔ اس ہرزہ سرائی کے تفصیلی' شافی اور مسکت و دندان شکن جوابات تو علمائے امت "علم الکلام" میں دے چکے ہیں۔ مختصرا" یہ کہ انسانی تاریخ کی ابتدا ہی سے اثبات باری جل مجدہ کا عقیدہ موجود چلا آ رہا ہے' یہ انسانی اکثریت کا متفقہ فیصلہ ہے' گو ظاہر بینوں کی ایک چھوٹی سی جماعت منکر خدا بھی رہی ہے لیکن یہ انکار کسی علمی تحقیق و برہان پر مبنی نہیں بلکہ لاعلمی کا مظاہرہ ہے۔ ملاحدہ کی اس جماعت نے جب دائرہ محسوسات میں خدا کو نہ پایا تو اس کے وجود ہی کا انکار کر دیا۔ یہ ایسے ہی ہے کہ اگر خشکی کے دائرہ میں مچھلی نہ مل سکے تو کوئی بے وقوف مچھلی کے وجود ہی کا انکار کر دے۔

فراز صاحب! قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام کا وہ مناظرہ استدلال نقل کیا ہے جو انہوں نے بت پرستی و کواکب پرستی کے قائلین کو سمجھانے کے لیے کیا تھا جس کا حاصل یہ تھا کہ سورج' چاند' ستارے بیچارے تو خدائی مزدور ہیں جو وقت متعین پر آتے اور چلے جاتے ہیں۔ ایک منٹ کی تقدیم و تاریخ پر قادر نہیں۔ یہ اس محکومانہ عجز و بیچارگی کے ساتھ خدائی حقوق میں کہاں شریک ہو سکتے ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا طاقتور کے سامنے جھکنے اور اسے خدا ماننے کے نظریہ کا بطلان اور اس کی شناعت و قباحت تو خدا تعالیٰ کے فرستادوں اور پیغامبروں نے ہی انسانیت کو سمجھائی اور انہیں ساری مخلوق سے یکسو ہو کر صرف خالق جل و علیٰ کا دروازہ پکڑنے کا درس دیا جبکہ آپ کی تحقیق یہ ہے کہ انسان نفسیاتی خوف کی وجہ سے ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا ایک مفروضہ "خدا" تک پہنچتا ہے۔

"مولوی چھوٹی چھوٹی باتوں پر طوطے کی طرح کافر کافر کی رٹ لگا دیتا ہے۔ اقبال نے انہیں "دو رکعت کا امام" کہا تھا' مولوی نے اقبال کو کافر کہا' اسے واجب القتل قرار دیا' قائداعظم کو کافراعظم کہا گیا۔"

اہل دین کے خلاف برسرپیکار طبقہ کے یہ ٹکسالی جملے آج کل کے فیشن کا حصہ ہیں۔ مولوی اور ملا کے خلاف زہر اگلتے وقت وہ اکثر ان کا اعادہ کرتے رہتے ہیں۔ عامتہ المسلمین کو علمائے کرام سے دور اور متنفر کرنے کے لیے اس طرح کے کئی اور جھوٹ بھی بولے جاتے ہیں مگر آج تک کسی شریف النسب نے معقول استدلال کے ساتھ ان الزامات کو ثابت کرنے کی ہمت نہیں کی۔ مقتدر علماء اور اصحاب افتاء نے نہ قائداعظم کو کافراعظم کہا اور نہ اقبال کو کافر و قابل گردن زدنی ہونے کا فتویٰ دیا۔ باقی اقبال نے اگر تمام علماء کو "دو رکعت کا امام" ہونے کا طعنہ دیا تو اس کا بار ان کی گردن پر ہو گا اس لیے کہ نماز کی امامت تو آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ بھی فرمایا کرتے تھے اور اگر اقبال کا مشارالیہ کوئی خاص شخص ہے (جیسا کہ واقعہ ہے) تو پھر اس شعر کی وجہ سے تمام علمائے کرام پر "دو رکعت کے امام" ہونے کی پھبتی کسنا شرافت سے ذرا دور ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر کافر کافر کی رٹ کوئی مولوی نہیں لگاتا' البتہ اگر کوئی "روشن خیال و ترقی پسند" دین کے ساتھ استہزاء کرے' سنت پیغمبر کا مذاق اڑائے' نماز پنجگانہ کو قابل ترمیم بتائے اور وجود باری عزاسمہ کا انکار کر دے تو ان "چھوٹی چھوٹی باتوں" کے کفر ہونے کو بیان کرنا "مولوی" کا دینی فریضہ ہے اور وہ اسے ادا کرتا رہے گا۔ اس فریضہ کی بجا آوری میں اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے یا تضحیک و تمسخر کا' ملائیت کے طعنے دیئے جائیں یا رجعت پسندی کے کوسنے' مدار حق و باطل اور معیار خیرو شر کو واضح کرنا علماء کی ذمہ داری ہے اور شاید فراعنہ وقت اور بو لہبان عصر حاضر کو سب سے زیادہ تکلیف علمائے کرام کے اسی کردار سے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراز صاحب مزید کہتے ہیں "مولوی علم کا دشمن ہے' وہ جدید علوم حاصل نہیں کرتا' دنیا بہت تیزی سے آگے جا رہی ہے' یہ ہمارے بچوں کو روٹیاں منگوانے بھیج دیتے ہیں' وہ بچے قوم کی ملکیت ہیں' یہ ان کو "دولے شاہ کے چوہے" بنا کر جنت کا ٹکٹ دیتے ہیں' سر چھوٹے چھوٹے' پیٹ بڑے بڑے' وہ میرے بچے ہیں' آپ کے بچے ہیں لیکن مولوی ان کو اپنے جیسا مولوی بنانا چاہتا ہے۔ ان بچوں کو سائنس دان بننا چاہیے' سکالر' انجینئر اور بینکار بننا چاہیے لیکن مولوی ان کو بھکاری بنا دیتا ہے...."

فراز صاحب کی گفتگو میں مولویوں سے زخم خوردہ اور ہزیمت زدہ ہونے کا تاثر بالکل نمایاں ہے اور ایسے شکست خوردہ کی دلداری کے لیے اگر ہم اعتراف "جرم" کر لیں تو کیا حرج ہے۔ ہمیں بالکل اعتراف ہے کہ جب برصغیر میں لارڈ میکالے کے مجوزہ نظام تعلیم اور سرسید کے مکتب فکر نے طبقہ مترفین کو اپنی طرف کھینچ لیا اور "اعلیٰ دماغ" لوگوں کی ساری مساعی حصول دنیا اور مناصب و مراعات پر مرتکز ہو گئیں تو ان درویشان خدا مست اور علمائے حق نے قوم کے غریب کمزور اور پسماندہ طبقہ کے بچوں کو اپنی آغوش شفقت میں لے لیا' یہ ان لوگوں کی اولاد تھے جو علی گڑھ کالج و یونیورسٹی کی اونچی فیس اور شاہانہ اخراجات کی استطاعت نہ رکھتے تھے۔ علماء نے قوم کے ان بچوں کے لیے کتابوں اور اساتذہ کرام کے علاوہ روٹی کپڑے اور مفت رہائش کی کفالت کا بوجھ بھی اپنے ذمہ لے لیا اور قوم کے مخیر حضرات سے چندے لے لے کر (یا بقول آپ کے' بھیک مانگ مانگ کر) کوچہ دین کو آباد رکھا' مسجدوں کو روشنی بخشی' منبرو محراب کی آبرو کو برقرار رکھا' لوگوں کو خدا کی طرف بلایا' اسوۂ رسول ﷺ بتایا' اپنی غربت سے دین کو عزت دی' خود در بدر رہے مگر دین کو غیروں کی نذر ہونے سے بچا لیا۔ مادیت کے اس امڈتے ہوئے سیلاب میں آج اگر قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور بڑھتی جا رہی ہیں تو یہ انہی لوگوں کا فیض ہے جن کی فاقہ مستی نے دین کو نئی زندگی بخشی' برطانوی استعمار اور انگریزی تہذیب کی یلغار کے وقت انہی مدرسوں اور مسجدوں نے مورچوں اور محاذوں کا کام دیا اور دین کے یہ سپاہی کفر کی پوری طاقت اور یلغار کے باوجود سینہ سپر رہے اور مورچوں کو آباد رکھا۔ دینی مدارس اپنی غربت' محرومی اور کسمپرسی کے باوجود اسلام کے قلعے اور اس کی پناہ گاہیں' ہدایت کے سرچشمے اور دین کی مشعلیں ہیں جن کی کرنیں ایک عالم کو منور کر رہی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراز صاحب رونا روتے ہیں کہ "جن بچوں کو سائنس دان' سکالر' انجینئر اور بینکار بننا چاہیے' مولوی ان کو اپنے جیسا مولوی اور بھکاری بنا دیتا ہے۔" گزارش ہے کہ آپ کے موجودہ نظام تعلیم میں یہ ممکن ہی نہیں رہا کہ کوئی غریب یا متوسط درجے کا فرد اپنے بچوں کو عصر حاضر کی فنی تعلیم دلا سکے۔ مولوی پر غصہ اتارنے اور دانت پیسنے کے بجائے اگر آپ یہ بتاتے کہ حکومت نے غرباء کے بچوں کو مفت تعلیم دینے اور سائنس دان' سکالر' انجینئر اور بینکر بنانے کے لیے اتنے سکول' اتنے کالج اور اتنی یونیورسٹیاں تعمیر کر دی ہیں مگر مولوی لوگوں کو ادھر نہیں آنے دیتا تو شاید آپ کی بات میں کوئی وزن ہوتا۔ اس کے بغیر آپ کی بات دیوانے کی بڑ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ مولوی نے حفاظت دین کا جو مورچہ سنبھالا تھا' بحمد اللہ وہ اس میں آج بھی کامیاب نظر آ رہا ہے۔ اس کے برعکس آپ کی جدید تعلیم کے اداروں میں جن پر قوم کا اربوں روپیہ لگ رہا ہے' کیا کچھ ہوتا ہے؟

حیا سر پیٹتی ہے' عصمتیں فریاد کرتی ہیں

خبریں : مسلمان کے لیے پانچ وقت عبادت (نماز) ضروری ہے' آپ کی رائے کچھ اور ہے؟

احمد فراز : اب اجتہاد کا وقت آ گیا ہے۔ تمام باتوں کو آج وقت کی روشنی میں دیکھنا ہو گا۔ تمام لوگ مل کر از سر نو اسلام پر غور کریں۔ اس پر "ریویو" (نظر ثانی) کریں' اگر کسی چیز کو بڑھانا ضروری ہے تو بڑھائیں' کسی کو کم کر سکتے ہیں تو کم کریں..... مسلمانوں میں ایک فرقہ تھا بلکہ اب بھی ہے جو تین وقت عبادت کرتے تھے۔ سرسید بھی اجتہاد کے قائل تھے' کافر کہلائے۔ علامہ پرویز بھی یہی کہتے تھے' ان جیسا عالم دین آج تک اسلام نے پیدا نہیں کیا۔"

اجتہاد کے نام پر دین سے بغاوت اور آزادی کے نام سے بے راہ روی کی دعوت اسلام کے چالاک دشمنوں کا پرانا حربہ ہے اور اب ان ملحدین کی لے یہاں تک بڑھی کہ وہ اسلام پر نظر ثانی' اس میں کمی بیشی اور پانچ نمازوں میں تخفیف کا نعرہ بلند کرنے لگے ہیں مگر بحمد اللہ مسلمانوں نے ایسی ہفوات کو نہ پہلے کبھی اہمیت دی ہے اور نہ آئندہ دیں گے۔ فراز صاحب جیسے لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ ملک میں دینی غیرت و حمیت اور مسلمان ہونے کا شعور رکھنے والی حکومت نہیں ورنہ ان کا مقام نیشنل بک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاؤنڈیشن نہ ہوتی بلکہ جیل اور نعل دار جوتا ہوتا جس کی شاید پانچویں ضرب پر ہی ان پر منکشف ہو جاتا کہ نمازوں کی تعداد تین نہیں پانچ ہی ہے۔ پرویز جیسے منکر حدیث اور ملحد کے بارے میں یہ کہنا کہ اس جیسا عالم دین آج تک پیدا نہیں ہوا' اس تعریف و توصیف کی وجہ شاید وہ "خدمات" ہیں جو پرویز نے انجام دی ہیں' یعنی اپنے لٹریچر سے اوہام و تشکیک کے جو کانٹے بوئے' اسلاف امت اور صحابہ کرام کے بارے میں جس طرح بدگمانی و بے اعتمادی پیدا کی' ازواج مطہرات کے بارے میں جو زبان استعمال کی' آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ اور سنن طیبہ کے متعلق استہزائیہ و تضحیکی جملے لکھے اور قرآن کریم کی من مانی تشریح کے لیے حدیث رسول ﷺ کا جس طرح انکار کیا' ان کا تقاضا یہی تھا کہ فراز صاحب جیسا "ترقی پسند و روشن خیال" انہیں اسلام کا بہت بڑا "خادم" اور بہت بڑا عالم قرار دیتا۔

کند جنس' باہم جنس پرواز

"شادی کے متعلق عورت کو اپنے ہونے والے شوہر کے بارے میں سب کچھ پتہ ہونا چاہیے' اسکی پوری زندگی کا معاملہ ہے کہ دیکھے اس کا شوہر لولا لنگڑا تو نہیں' دماغی توازن درست ہے' جنسی طور پر ٹھیک ہے' ان تمام چیزوں کا اس کو علم ہونا چاہیے اسی لیے ہمارے معاشرے میں بعض لڑکیاں خودکشی کر لیتی ہیں یا پھر دوسرے طریقے استعمال کرتی ہیں کیونکہ فطرت سے نہیں لڑا جا سکتا۔"

پاکستانی قوم کو بے حیائی کی طرف دھکیلنے کا کام ذرائع ابلاغ کے علاوہ فراز صاحب جیسے دانشور بھی بڑی تندہی سے انجام دے رہے ہیں۔ شادی سے پہلے' ہونے والے میاں بیوی کے لولے لنگڑے اور دماغی توازن کا علم ہونا تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں' اصل مسئلہ مرد و زن کا آزادانہ اختلاط اور اخلاقی حدود کو توڑنے کی آزادی کا ہے۔ یہ بات پاکستان کے اہل نظر سے مخفی نہیں کہ مغربی ممالک ایک منظم سازش کے تحت مسلم ممالک میں بے حیائی اور عریانی کو فروغ دے رہے ہیں۔ مغربی ٹی وی چینل 24 گھنٹے ہیجان سے بھرپور عریاں ناچ گانے نشر کرتے ہیں۔ مغرب کے گماشتے' مغرب کا خدا فراموش و اخلاق سوز معاشرہ' پاکستان میں درآمد کرنے کے لیے بے چین ہیں اور اسی کی ترجمانی کرتے ہوئے فراز صاحب کو کہنا پڑا کہ "جس طرح مرد کو دوستی کرنے کا حق ہے' عورت کو بھی حاصل ہونا چاہیے۔ ہم انسان ہیں' ہمیں کم از کم محدود خوشیاں حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی اجازت ہونی چاہیے۔"

فراز صاحب اپنے لیے' اپنے خاندان کے لیے اور اپنے ہمنواؤں کے لیے جس طرح کی آزادی چاہتے ہیں وہ پاکستان جیسے ملک میں تو ممکن نہیں۔ ایسے "باحمیت" افراد کی پناہ گاہ یورپ کا وہ حیوانی معاشرہ ہے جہاں انسانیت' جنس کے مسئلہ میں کتوں اور بلیوں کی سطح سے بھی نیچے گر چکی ہے۔ جو شخص اخلاقی لحاظ سے اس طرح پر اتر چکا ہو کہ اپنی بیٹی کو یہ حق دیتا ہو کہ وہ اپنے ہونے والے شوہر سے دوستی رکھ سکتی ہے' محدود خوشیاں حاصل کر سکتی ہے اور اس کے جنسی طور پر فٹ ہونے کا اطمینان کر سکتی ہے' اس سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ پاکستان کے عوام کی فلاح' اخلاقی تطہیر یا اعلیٰ قدروں کے فروغ کے لیے کوئی کام انجام دے گا؟ اس طرح کا فکری انتشار پیدا کرنے والے مغرب کے آلہ کاروں اور ایجنٹوں کا صحیح علاج وہی ہے جو خلیفہ اول حضرت سید ابوبکر صدیق نے اختیار فرمایا تھا۔ افسوس کہ آج ارتدادی فتنے تو موجود ہیں مگر سیدنا صدیق اکبر کا کردار ادا کرنے والا کوئی مرد مومن موجود نہیں۔ کاش اس دور کے راجپالوں کے لیے کوئی غازی علم الدین اٹھتا اور اللہ جل مجدہ' رسول کریمﷺ' آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے والے شاتمین کو یہ باور کراتا کہ:

دبی ہے آگ جگر کی بجھی تو نہیں"

(روزنامہ خبریں لاہور 26 جون 1996ء)

"احمد فراز اور "چھٹی ڈرنک" کا فساد" کے عنوان سے محترم ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں

"نام نہاد ترقی پسند شاعر احمد فراز کا مستقل طریقہ واردات یہ ہے کہ جب اس کی شہرت کا گراف نیچے گرنے لگتا ہے تو وہ سٹھیا کر مذہب پر حملہ کرتا ہے۔ اسلام کا سبق دینے والے مولویوں کو "رگیدتا" ہے اور دین کے متوالوں پر چڑھ دوڑتا ہے۔ وہ حصول مقاصد کے لیے فوج اور سابقہ حکمرانوں کو ہدف دشنام بناتا ہے اور حالیہ حکمرانوں کی قصیدہ خوانی اور مدح سرائی کرتا ہے۔ اس عمل میں ایسے ایسے بیانات چھپواتا ہے جن سے نظریات و اعتقادات پر ضرب پڑتی ہے' مذہبی جذبات کو ٹھیس لگتی ہے' قومی نظریات کی نفی کا پہلو نکلتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد فراز اس قسم کی باتیں' اندرون ملک نجی محفلوں میں بھی اپنے ہم خیالوں' ہم نوالوں اور ہم پیالوں کے درمیان بے دریغ کرتا ہے۔ نخوت اور نشے سے سرشار ہو تو خوب کھل کھیلتا ہے' تاہم اس کے دوستوں کا حلقہ اس کی دلازار اور کفر و ارتداد کی باتوں کو اس کے ساتھ جام آب میں غرق کر دیتا ہے۔ بعض لوگ انہیں ایک بدکلام اور بے لگام شاعر کی نشے کی باتیں سمجھ کر نظرانداز کر دیتے ہیں۔ احمد فراز اس پر مطمئن نہیں ہوتا بلکہ "شہرت" کشید کرنے کے لیے پاکستان سے باہر چلا جاتا ہے اور غیر ملکی اخبارات میں اپنی "بدخیالیوں" کی قے کر آتا ہے۔ اس کی یہ باتیں پاکستان دشمن اخبارات نمایاں چھاپتے ہیں۔ پاکستان کو قدامت پسند اور دقیانوس ملک ثابت کرتے ہیں۔ بیرونی ممالک میں احمد فراز کی غیر معمولی پذیرائی کا باعث بھی اس قسم کے بیانات ہیں' تاہم جب قومی اخبارات باز پرس کرتے ہیں تو احمد فراز صاف مکر جاتا ہے کہ اس نے کسی اخبار کو انٹرویو نہیں دیا لیکن اس وقت اس کو اپنا مقصود حاصل ہو چکا ہوتا ہے اور پھر اس کا نام اخبارات میں موضوع بحث بن جاتا ہے۔ احمد فراز عرصے تک اخبارات میں اچھالا جاتا رہتا ہے۔

اس کی ایک حالیہ مثال لکھنؤ کے ہفت روزہ جریدہ "مرکز" میں احمد فراز کا ایک مبینہ انٹرویو ہے جس میں مندرجہ ذیل باتیں اس سے منسوب تھیں۔

"مذہب آتے جاتے رہتے ہیں۔ سارے مذہبوں کا صرف اتنا جغرافیہ ہے کہ کسی نے داڑھی رکھ لی' کسی نے بال' کسی نے چوٹی رکھ لی۔ مذہب تو بہت ہی غیر مستقل چیز ہے' مستقل چیز تو زندگی کی قدریں اور تہذیبیں ہیں---- مجھ جیسے وسیع النظر آدمی کے بچے کو آپ قرآن پڑھائیں تو اسے ایک اور زبان سیکھنے کو مل جائے گی اور مذہب کی جانکاری بھی ہو جائے گی لیکن اگر وہ بالکل ہی جاہل ہو گا تو ملا کے اثر میں آ جائے گا۔ ملا کا ذہن چھوٹا ہوتا ہے کیونکہ وہ خود ان پڑھ ہوتا ہے۔"

اس ہذیان گوئی کا نوٹس روزنامہ خبریں نے لیا تو ہر طرف ہاہا کار مچ گئی۔ متعدد مذہبی رہنماؤں نے یہ ردعمل ظاہر کیا کہ "احمد فراز اندھا' بہرہ اور چھوٹے ذہن کا مردہ ہے۔ وہ اسلام کو بدنام کرنے کے لیے علماء کو ذلیل کر رہا ہے اور وہ رشدی نمبر2 ہے۔"

احمد فراز اس شدید ردعمل کا سامنا نہ کر سکا اور اگلے روز ہی تردید آ گئی کہ اس نے لکھنؤ کے ہفت روزہ "مرکز" کو انٹرویو نہیں دیا تھا لیکن روزنامہ خبریں نے پھر بھی اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعاقب نہ چھوڑا اور اس سے ایک خصوصی انٹرویو لیا۔ آپ سن کر حیران ہوں گے کہ کڑی احتیاط کے باوجود احمد فراز کے منہ سے قریبا" وہی باتیں نکلیں جو وہ "مرکز" کے سامنے کر چکا تھا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ فراز کی تردید مبنی بہ دروغ تھی۔

ہم اس طویل تمہید کے لیے معذرت خواہ ہیں۔ ہم آپ کے گوش گزار یہ بات کرنا چاہتے تھے کہ ہمارے بیشتر شعراء بشمول احمد فراز جب پاکستان سے باہر جاتے ہیں تو ان کا پاکستانی روپ بدل جاتا ہے اور وہ ایسی باتیں اور حرکتیں کرنے لگتے ہیں جن سے نہ صرف حب وطن کے تقاضوں پر کاری ضرب پڑتی ہے بلکہ پاکستان کا وقار بھی خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال امریکی اخبار "پاکستان لنک" کی 19 جولائی کی اشاعت میں نظر سے گزری۔ اگلے روز ہمیں ریاست "اریزونا" کے شہر فی نیکس (Phonix) سے ایک ٹیلیکس موصول ہوا جس میں متذکرہ مثال کے تمام خدوخال وضاحت سے ہم تک پہنچا دیئے گئے تھے۔ اطلاعا" عرض ہے کہ اس واقعے کا مرکزی کردار بھی احمد فراز ہی ہے اور اہانت پاکستان کی کارروائی بھی وہی ہے جو احمد فراز سے مخصوص ہے۔ ہم یہ ٹیلیکس من و عن یہاں پیش کرتے ہیں، تحریر اپنے منہ سے خود بول رہی ہے اور کسی تبصرے کی محتاج نہیں ہے۔

13 جولائی کو امریکہ کی ریاست "اریزونا" کے شہر "فی نیکس" میں دوران مشاعرہ پاکستانی کہلوانے والے مشہور شاعر احمد فراز نے پاکستان اور اس کے مسائل سے اپنی اکتاہٹ کا برملا اظہار کر کے تقریبا" ڈیڑھ سو پاکستانی اور انڈین مجمع کو حیران کر دیا۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب امریکہ میں مقیم شاعر فرحت شہزاد کو دعوت کلام دی گئی۔ ان کی چوتھی کتاب "آڑی ترچھی چند لکیریں" کا اجراء اسی مشاعرے میں فراز کے ہاتھوں ہوا تھا۔ فرحت شہزاد نے اپنے مخصوص انداز میں متفرق اشعار سنا کر جب پاکستان اور بالخصوص کراچی کے حوالے سے اشعار سنانے شروع کئے تو فراز صاحب مسند صدارت سے چیخ اٹھے کہ:

"رکو، رکو! یہ مت پڑھو، یہاں کہاں اتنے خوبصورت ماحول میں پاکستان، پاکستان کی باتیں لے بیٹھے ہو، کوئی رومانی غزل و زل سناؤ۔" جب فرحت شہزاد نے وہی کچھ سنانے پر اصرار کیا تو فراز صاحب غصے اور شراب کے اثر سے لڑکھڑاتے ہوئے ڈائس پر پہنچے اور ٹوٹی پھوٹی انگریزی اور پھر اردو میں بے تکی باتیں کرنے لگے۔ انہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکل سے کرسی پر لایا گیا۔

اس موقع پر جب پاکستان سے آئے ہوئے ایک اور مشہور شاعر جناب انور شعور نے انہیں سنبھالنے کی کوشش کی تو فراز مغلظات پر اتر آئے۔ اس پر انور شعور نے احمد فراز کو براہ راست مخاطب کر کے انہیں ان کی غلطی کا احساس دلانے کی کوشش کی اور انہیں فرحت شہزاد اور مشاعرے میں موجود تمام پاکستانیوں سے معذرت خواہ ہونے کے لیے کہا۔ انور شعور نے مائیکرو فون پر آ کر مجمع کو بتایا کہ انہوں نے فراز صاحب کو منع کیا تھا کہ وہ "چھٹی ڈرنک" نہ لیں' یہ سارا فساد اسی چھٹی ڈرنک کا ہے۔ اس پر فراز صاحب غصے سے بپھر گئے۔ ہنگامہ بڑھتا دیکھ کر فرحت شہزاد اپنی بیگم کے ساتھ مشاعرہ گاہ سے چلے گئے جبکہ بہت سے دوسرے لوگ بھی فرحت شہزاد کے ساتھ اٹھ کر مشاعرہ گاہ سے باہر آ گئے۔

بعد میں احمد فراز نے مجمع کو ٹھنڈا کرنے کے لیے مختلف غزلیں اور نظمیں سنائیں لیکن ماحول بہتر نہ ہو پایا اور اس وقت تو ماحول بطور خاص مزید خراب ہو گیا جب فراز نے واشنگٹن میں ویت نام میں کام آنے والے فوجیوں کی یادگار میں تعمیر ہونے والی دیوار پر ایک ملامتی نظم "کالی نظم" سنائی۔ لوگوں نے آوازے کستے ہوئے کہا کہ "اپنے ملک میں برپا قیامت کے بارے میں تو سننا بھی پسند نہیں ہے اور یہاں ویت نام کے مظلوموں کی یاد میں مگرمچھ کے آنسو بہا رہے ہیں۔"

احمد فراز کی اس ناشائستہ حرکت پر امریکہ اور کینیڈا کی ادبی تنظیموں نے شدید احتجاج کیا ہے۔ کچھ ادبی تنظیموں نے پاکستان کے سفارت خانے کو بھی غم و غصے کے خطوط لکھے ہیں اور مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان کو تضحیک آمیز انداز میں "پاکستان واکستان" کہنے اور بھرے مجمع میں پاکستانیوں کا مذاق اڑانے پر احمد فراز کے خلاف تحقیقات کرائی جائے اور اس کے خلاف تادیبی کارروائی کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔

یہاں اس بات کا اظہار بھی مناسب ہے کہ احمد فراز سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کی 60 برس کی عمر گزارنے کے بعد اب نیشنل بک فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں اور اپنے بڑھاپے کو سرکاری خرچ پر آسودہ کر رہے ہیں اور اپنے فرائض سرانجام دینے کی بجائے غیر ملکی دوروں پر رہتے ہیں۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن سکولوں اور کالجوں کے طلبہ کے لیے نصابی کتب چھاپنے والا ادارہ ہے۔ احمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراز کے خیالات کا عکس اوپر دیا جا چکا ہے۔ اندازہ لگا لیجئے کہ وہ اس قومی ادارے سے کس قسم کی تخریبی کتابیں چھاپ رہے ہوں گے اور قوم کے بچوں کے اذہان کو آلودہ کرنے کے لیے ان میں کیسا ضرر رساں مواد شامل ہو گا۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 8 اگست 1996ء)

"دانش وری اور ترقی پسندی" کے عنوان سے محترم سید عطاء المحسن بخاری لکھتے ہیں

"یہ دور، یقین محکم رکھنے والوں کا عہد نہیں بلکہ فکری آوارگی کے ہیولوں کا عہد خراب ہے۔ علم دین سے ناآشنا خود سر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی "روشن خیالی" بلکہ ان کی کھوپڑی سے چھلکتی ہوئی روشنائی ہی دین ہے اور اعلیٰ درجے کے "دان شور" (دانشور) اس زعم میں مبتلا ہیں کہ ان کے نامہ ہائے سیاہ، خامہ ہائے سیاہ اور جامہ ہائے سیاہ میں جو بھی اور جیسی بھی تیرگی پوشیدہ پنہاں ہے یا پیدا و ہویدا ہے، وہی حسن ہے، حسن عمل ہے، حسن نظر ہے اور "دین" ہے۔

دو چار روز پہلے مقدمہ پنجاب کے مقدمہ باز محمد حنیف رامے صاحب نے پی ٹی وی کی ایک تقریب میں اپنے "ایام نصرت" کی یاد تازہ کرتے ہوئے کہا۔ "المصور اللہ کا نام ہے مگر علماء فنون لطیفہ اور ثقافت پاروں کو عریانی کہتے ہیں۔ موسیقی نبیوں کا شیوہ رہا، علماء اسے حرام قرار دیتے ہیں۔" اسے کہتے ہیں "عذر گناہ بدتر از گناہ" یعنی دلیل و استدلال کی بجائے آدمی دلالی پر اتر آئے اور وہ بھی کوئلوں کی۔ نتیجہ ظاہر ہے، محمد حنیف چودھری عرف رامے صاحب المصور اللہ کا نام ہے تو الجبار بھی اللہ کا نام ہے اور "جبر" اس کی اصل ہے۔ اب آپ ایسے کنفیوزڈ اور معلق دانش ور، مل مالک کے "جبر" کو برا کہتے ہیں حالانکہ وہ جبر مزدوروں کی فلاح کے لیے ہوتا ہے، آپ ایسے "ہرے سرخے" کہتے ہیں کہ ہم کھیت مزدور پر جاگیردار کے جبر کے خلاف آواز اٹھاتے رہیں گے۔ وہ کیوں؟ یہ جبر تو جاگیردار کے فن جاگیرداری کا مظہر ہے، فن پارہ ہے، ثقافت ریزہ ہے۔ ان فنی لطافتوں میں آپ کی نام نہاد انقلابی کثافتیں کیوں در آتی ہیں؟ پھر القھار بھی تو اللہ کا ہی نام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوویت یونین پر قہر الٰہی ٹوٹا' برسا اور اسے سائبیریا بنا گیا تو آپ کے گھر میں صف ماتم کیوں بچھ گئی تھی؟ یہ بھی تو فطرت کی "لطافت" کا مظہر ہے۔ افغانستان میں حملہ آور ثقافت کا جنازہ نکل گیا تو یہ بجائے خود تمہاری ثقافت ہے۔ اس پر آپ لوگ کیوں منہ بسورتے رہے؟ آپ کے فن موسیقی والے تو کہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی آواز موسیقیت سے خالی نہیں لہٰذا یہ ذرا جنگی' جدالی اور جدلیاتی موسیقی آپ بھی سنئے اور سر دھنئے۔ بقول آپ کے یہ نبیوں کا شیوہ ہے تو آپ بھی اس "ساز و آواز" کو (جسے آپ لوگ کلاشنکوف کلچر کہتے ہیں) اپنا شیوہ نہیں تو موسی میوہ سمجھ کر ہی قبول و منظور کریں۔ اسے ظلم اور جبر مسلسل نہ کہیں۔ رائے صاحب! جس قسم کی دلیلیں آپ کے علم و حکمت کے موتی ہیں' ایسے موتی بکھیرنا اور رولنا کچھ مشکل نہیں۔ ہاں پی ٹی وی سنٹر میں بیٹھ کر یا "اردو محاورہ کے مطابق" ٹٹی کی اوٹ میں بیٹھ کر اور رعنا شیخ کے ساتھ بیٹھ کر آپ "ٹٹ کاری" کا جو بھی مظاہرہ کریں' اسے دانشوری مان لینا بہرحال مشکل ہے۔

رائے صاحب کے بھاشن کی گونج ختم نہیں ہوئی تھی کہ انہی کے قبیل کے مسٹر احمد فراز نے بھی دانشوری بگھاری۔ لکھنؤ کے کسی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ--- "مذہب آتے جاتے رہتے ہیں' اس کا اتنا جغرافیہ ہے کہ کسی نے داڑھی رکھ لی' کسی نے چوٹی اور کسی نے بال" بال تو فراز نے بھی رکھے ہوئے ہیں پتا نہیں کیوں؟ یہ شاید اس تاریکی کی علامت ہیں جو فراز کے ذہنی جغرافیہ اور تاریخی ماضی پر محیط ہے یا فراز جانتے ہیں کہ بال کترنے سے مردہ ہلکا نہیں ہوتا۔ فراز بال دار نے مزید کہا کہ--- "مجھ جیسے آدمی کے بچے کو قرآن پڑھانے کا یہ فائدہ ہو گا کہ اسے ایک نئی زبان سیکھنے کو مل جائے گی لیکن پڑھنے والا جاہل ہوا تو وہ ملا کے اثر میں آ جائے گا۔" اس جملے میں دانش ورانہ بلاغت کی زیادتی کی وجہ سے ایک تو یہ واضح نہیں ہو رہا کہ "مجھ جیسے آدمی کے بچے" سے مراد موصوف کی اپنی ذات ہے یا اپنی اولاد؟ اگر اولاد مراد ہے تو مسئلہ بہت صاف اور سیدھا ہے کہ اس قسم کا بچہ اگر قرآن پڑھنے کے لیے ملا کے پاس جائے گا تو وہ یقیناً" جاہل ہو گا۔ وہی جہالت جس کے نشے سے سرشار ہو کر احمد فراز کہتے ہیں کہ---- "ہمارے 80 فیصد لوگ غیر تعلیم یافتہ ہیں' وہ ملا کے پاس چلے جاتے ہیں۔ وہ انہیں کہتا ہے کہ یہ مسجد ہے' یہ داڑھی ہے' یہ لوٹا ہے' یہ نماز کی جگہ ہے' وہ کافر ہے۔ گویا ہمارے 20 فیصد لوگ تو پڑھے لکھے ہیں جیسے احمد فراز جو ملا کے پاس چلا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے یہ اس سے کیا کہتے ہیں؟ بجز---- شعر و غزل' مصوری' رقص و سرود و ساز یعنی---- زندگی کا ہے کو ہے' کام ہے میراثی کا!

شاعری کے "مسٹر پاکستان" احمد فراز کہتے ہیں کہ---- "خود کو موہنجوڈرو سے جڑا ہوا محسوس کرتا ہوں' خود کو ماں باپ' آباؤ اجداد سے جدا نہیں کر سکتا۔ ان کا بھی تو کوئی مذہب ہو گا۔ مذہب تو بہت ہی غیر مستقل چیز ہے۔" صد شکر کہ زندگی کے خرابوں میں خراب ہو ہو کر سلجھنے کے لیے بالاخر آپ نے لکھنؤ جا کر پھریری لی اور موہنجوڈرو کے قریب ہو گئے' اپنے آباؤ اجداد کو پا لیا۔ خود کو موہنجوڈرو سے جوڑنے والا اور اس "جوڑ" کو محسوس کرنے والا بھی مذہب کو غیر مستقل کہتا ہے' کیا تضاد ہے؟ کیا رجعت پسندانہ ترقی پسندی ہے؟ اور اس پر مستزاد یہ فرمانا کہ---- "مستقل تو زندگی کی قدریں اور تہذیبیں ہیں" کون سی قدریں؟ کون سی تہذیبیں؟ موہنجوڈرو سے لے کر آج تک کی قدریں اور تہذیبیں یا بندر پنے سے لے کر موہنجوڈرو تک کی تہذیبیں اور قدریں؟ یا اس سے بھی پہلے کی قدریں اور تہذیبیں؟ ____ "راگ دانشوری" کے یہ انترے اور استھائیاں احمد فراز جانیں یا رائے صاحب جانیں۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 8 جون 96ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احمد بشیر

"پانچ روزہ کل پاکستان موسیقی کانفرنس کا آغاز ہوگیا۔ اس سلسلے میں الحمراء میں منعقد ہونے والی تقریب "کتھک' ماضی' حال اور مستقبل" کے عنوان سے مذاکرہ ہوا۔ مذاکرہ کا آغاز امریکہ سے ر یجلنیلڈ میسی کے مقالہ سے ہوا۔ میسی ہندوستان کے شہر دہلی کے دورہ پر تھے' جہاں ان پر لال بخار کا حملہ ہوگیا۔ ان کا لکھا ہوا مقالہ غزالہ عرفان نے پڑھا جبکہ اس موقع پر صحافی احمد بشیر نے کتھک ڈانس کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ کتھک کی بنیاد ازبکستان سے پڑی ہے جو وہاں کے مرد کیا کرتے تھے جو بابر کی فوج کے ساتھ ہندوستان آیا' یہاں یہ ڈانس تفریح طبع کے لیے خواتین کو سکھایا گیا۔ ہمارے مولوی خوامخواہ مخالفت کرتے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ (نعوذ باللہ) حضور اکرم ﷺ بھی رقص دیکھا کرتے تھے۔ آدمؑ اور حوا بھی (نعوذ باللہ) ناچتے ہوئے جنت سے نکلے تھے۔ اسی طرح انہوں نے مغل شہزادیوں کے بارے میں کہا کہ وہ اپنے جسم کے خدوخال کو نمایاں رکھنے کے لیے نیم برہنہ رہا کرتی تھیں تاکہ شہزادوں اور دوسرے لوگوں کی نظر میں خود کو نمایاں کرسکیں۔ وہ شہزادیاں زیادہ تر باریک گھگرا اور باریک چولی پہنتی تھیں جس سے ان کا جسم نیم برہنہ رہتا تھا۔ ہندوستان میں ہونے والی تمام ثقافتی ترقی مسلمانوں کی ہے مگر ہندو سب کچھ اپنے کھاتے میں ڈال رہا ہے اور ہم خاموشی سے مان لیتے ہیں۔ اس موقع پر کل پاکستان موسیقی کانفرنس کے صدر سید واجد علی شاہ نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ موسیقی اور رقص بند ہو جائے گا تو ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ موسیقی اور رقص کا تعلق روح اور دل سے ہے' کوئی کتنا بڑا مولانا ہو یا کتنے بڑے فتوے لگائے' خدا نے دل کو ایسا بنایا ہے کہ وہ موسیقی کا ایک حصہ بنتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں بڑھاپے میں ہوں اور میری خواہش ہے کہ جب موت آئے تو آنکھوں کے سامنے خوبصورت چہرے اور آواز ہو۔ موسیقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کانفرنس کے جنرل سیکرٹری حیات احمد خان نے بتایا کہ کتھک ڈانس کی تربیت 12 سے 14 لڑکیوں کو دلوا رہے ہیں جو جلد ہی فرانس کے ایک ثقافتی شو میں شرکت کریں گی۔

حضور اکرم ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہنے والے احمد بشیر ملکی صحافت میں کالم نگار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ انہوں نے عرصہ دراز قبل ایک فلم "نیلا پربت" کے نام سے پروڈیوس کی تھی جبکہ کچھ عرصہ قبل ایک متنازعہ کتاب (جو ملے تھے راستے میں) بھی بہت زیر بحث رہی جس میں انہوں نے اسلامی شعائر کا مذاق اڑایا تھا۔ احمد بشیرٹی وی فنکارہ بشریٰ انصاری کے والد اور پروین عاطف کے بھائی ہیں۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 28 اکتوبر 1996ء)

علماء کرام کا ردعمل

مجلس احرار اسلام کے رہنما میاں محمد ادریس اور حافظ احمد معاویہ نے صحافی احمد بشیر کی اس بات پر کہ "نعوذ باللہ" حضور ﷺ رقص دیکھا کرتے تھے' شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ احمد بشیر نے یہ بیان دے کر نبی آخر الزماں ﷺ کی ذات اقدس پر تہمت لگائی ہے اور توہین رسالت ﷺ کا مرتکب ہوا ہے۔ اس پر توہین رسالت ﷺ کا مقدمہ چلا کر کیفر کردار تک پہنچانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام ناچتے ہوئے جنت سے نہیں نکلے تھے بلکہ احمد بشیر اس دنیا میں اچھلتا' کودتا اور اودھم مچاتا ہوا آیا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ احمد بشیر شراب و شباب کا رسیا اور سیکس کا مریض ہے۔ اس سے قبل یہ شخص اپنی کتاب "جو ملے تھے راستے میں" کے ذریعے فضا کو متعفن کرچکا ہے۔ علاوہ ازیں مختلف جماعتوں کے رہنماؤں نے بھی پانچ روزہ کل پاکستان موسیقی کانفرنس پر پابندی کا مطالبہ کرتے ہوئے احمد بشیر کی فوری گرفتاری اور اس پر توہین رسالت ﷺ کا مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا ہے۔ جے یو آئی کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد امجد خان نے کہا ہے کہ بدبخت نے نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے' اسے گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے نعوذ باللہ کبھی رقص نہیں دیکھا' یہ اس خبیث شخص نے الزام لگایا ہے۔ جے یو آئی' جمعیت اہلسنت' جمعیت تحریک انقلاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے رہنماؤں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اگر موسیقی کانفرنس بند کر کے توہین رسالت ﷺ کرنے والے کو پابند سلاسل نہ کیا گیا تو الحمرا ہال کا گھیراؤ کریں گے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک نے احمد بشیر کی کتاب "جو ملے تھے راستے میں" کے حوالے سے اپنے ردعمل میں کہا ہے کہ احمد بشیر کو شراب نوشی پر عبرتناک سزا ملنی چاہیے۔ حضور اکرم ﷺ نے شراب کو سختی سے ممنوع قرار دیا ہے۔ اسلامی ملک میں شراب نوشی اور اس کے اعلان کو گوارا نہیں کیا جاسکتا۔ احمد بشیر نے شراب نوشی کا اعلان کر کے انتہائی درجے کی بے دینی کا ثبوت دیا ہے۔ اگر احمد بشیر کو سزا نہ دی گئی تو معاشرے میں ایسی بیماری پھیلتی جائے گی اور ملک میں کھلم کھلا شراب نوشی شروع ہو جائے گی۔ تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ اسلام میں شراب نوشی سختی سے منع ہے۔ احمد بشیر نے شراب نوشی کا برملا اعلان کر کے اللہ اور رسول اکرم ﷺ کے احکام کی توہین کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ احمد بشیر کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہیے۔ بادشاہی مسجد کے خطیب مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا کہ "جو شخص اپنے گناہوں پر فخر کرتا ہے' درحقیقت وہ اللہ سے مقابلہ کرتا ہے" احمد بشیر پر مقدمہ قائم کرنا صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں بلکہ لوگ جہاں چھوٹے چھوٹے مسائل پر ایک دوسرے کے خلاف مقدمے کرتے ہیں' وہاں عوام اور علماء کرام کو احمد بشیر کے خلاف اٹھنا چاہیے۔ اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ بھی سخت سے سخت سزا دے۔ سعودی عرب میں ایسے لوگوں کو کوڑے لگائے جاتے ہیں اور ان کے سر قلم کر دیئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک نے کہا کہ احمد بشیر کی جانب سے اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کی توہین اور شراب نوشی کے اعلان پر پورے ملک میں شور اٹھنا چاہیے۔ عوام اور علماء کرام کو باہر آکر اسے سخت سے سخت سزا دلوانی چاہیے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ احمد بشیر پر حد جاری کرتے ہوئے فی الفور 80 کوڑے مارے جائیں۔ جماعت اہلحدیث کے سربراہ مولانا عبدالقادر روپڑی نے کہا کہ احمد بشیر جیسے اسلام دشمنوں کو سخت سزا دیکر راستہ نہ روکا گیا تو پورا معاشرہ بگڑتا چلا جائے گا۔ اس بازار میں جانا اور شراب پینا کسی مسلمان کا فعل نہیں۔ اسلامی یکجہتی کونسل کے سربراہ قاضی عبدالقدیر خاموش نے کہا کہ احمد بشیر کی کتاب کا سب سے قابل اعتراض حصہ وہ ہے جہاں انہوں نے اپنی بہن پروین عاطف کے بارے میں ایسی باتیں کہی ہیں جو کسی بھائی کے منہ سے زیب نہیں دیتیں۔ تحریک ختم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبوت ﷺ کے رہنما حافظ عبدالقدوس نے کہا کہ احمد بشیر نے "لبرل اور ترقی پسند عناصر کا پول کھول دیا ہے" یہ لوگ شراب پینے اور "ہیرا منڈی" میں گانا سننے کو کمیونزم اور ترقی پسندی سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ احمد بشیر' ظہیر کاشمیری اور میراجی وغیرہ اللہ کو نہ ماننے والے لوگ تھے۔ وارث میر اسلام دشمن قوتوں کا ایجنٹ تھا جس نے شریعت بل کا راستہ روکا۔ اسی لیے احمد بشیر نے کتاب میں وارث میر کی تعریف کی ہے۔ انہوں نے احمد بشیر کی کتاب پر پابندی لگانے کا مطالبہ بھی کیا۔ سپاہ صحابہؓ کے رہنما مجیب الرحمٰن انقلابی نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ احمد بشیر نے اپنی کتاب میں شراب نوشی کا اعتراف کیا ہے لہٰذا ان پر مقدمہ چلنا چاہیے۔ انہوں نے کتاب میں صرف اپنی اور اپنے بہنوئی بریگیڈیئر عاطف کی تعریف کی ہے۔ یہ کتاب ایک بیمار ذہن کی پیداوار لگتی ہے' اس پر پابندی لگنی چاہیے۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 30 مئی' 29 اکتوبر 1996ء)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ اپنے اداریہ میں لکھتے ہیں۔

اخباری اطلاع کے مطابق لاہور میں موسیقی کے ایک پروگرام میں تقریر کرتے ہوئے احمد بشیر نامی ایک صحافی نے موسیقی کو اسلامی بنانے کے لیے نبی اکرم ﷺ اور انبیاءِ کرام علیہم السلام کی طرف بعض نازیبا من گھڑت واقعات منسوب کیے جس کو اخبار نے نقل کفر کفر نباشد کے عنوان سے شائع کیا۔ اخبار کی بات تو ٹھیک ہے کہ نقل کفر کفر نباشد لیکن اس خبر کی اشاعت نے پاکستان کے اسلامی مملکت ہونے کی قلعی کھول دی۔ موسیقی جائز ہے یا نہیں۔ کس حد تک جائز' کس حد تک نہیں' یہ تمام امور اتنے واضح ہیں اور فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے مذکور ہیں کہ اس میں مزید کسی بحث کی گنجائش نہیں' موسیقی واقعی روح کی غذا ہے لیکن شیطانی روح کی غذا ہے' رحمانی روح کی غذا قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر اللہ ہے) جس کو اس سلسلے میں تحقیق کی ضرورت ہے تو وہ فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کرے لیکن ہمیں افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے بعض نام نہاد مسلمان دانشور اسلامی احکام سے متعلق رائے زنی کرنا بنیادی حق سمجھتے ہیں جبکہ اسلام کے القاب سے بھی وہ واقف نہیں۔ ڈاکٹری کا سیمینار ہو' انجینئرنگ کا سیمینار ہو' یا کسی اور مسئلہ پر گفتگو۔ ان نام نہاد دانشوروں کے منہ پر مہر لگ جاتی ہے اور اس وقت وہ اس پر رائے زنی کرنا اپنا صحافی آزادی کا حق نہیں سمجھتے کیونکہ وہاں ان کی صحافت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی تائید کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ اگر وہ اس پر اصرار کریں تو اس کو پاگل خانہ میں ڈالنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا لیکن پاکستان جیسی اسلامی مملکت میں اسلام ایک ایسا یتیم موضوع ہے جس پر جو چاہے اور جس طرح چاہے بک دے' کوئی اسے کو روکنے والا نہیں۔ بلکہ داد دی جاتی ہے کہ آزادی صحافت ہے۔ مذہب اسلام پر بھی ہر شخص بول سکتا ہے۔ اسلام کا نام لیکر اسلام کے بارے میں بکواس کرنا اسلام کی حکومت نہیں' کافروں کی حکومت ہے۔ اگر مغرب' عیسائیت یا یہودیت سے اتنے زیادہ متاثر ہو تو اس کو اختیار کرو' مسلمان ہو کر مغرب کی جتنی بھی تعریف کرو' وہ خوش نہیں ہوں گے۔ وہ تم سے کیا خوش ہوں گے' وہ تو ان کالے عیسائیوں کو بھی اپنی صف میں جگہ نہیں دیتے جو عرصہ دراز سے عیسائی ہیں لیکن رنگ ان کا کالا ہے۔ قرآن کریم میں رب کائنات ارشاد فرماتے ہیں:

"تم سے یہود اور نصاریٰ اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی اتباع نہ کر لو' ان کا دین قبول نہ کر لو۔"

اس لیے مغرب کی خوشنودی کے لیے کبھی موسیقی کو حلال کرنا کبھی خاندانی منصوبہ بندی کو جائز قرار دینا' کبھی عورتوں کے حقوق کی بات کرنا' ان کو بے پردہ اور بے عزت کرنا' کبھی اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیکر مسترد کرنا' اس کا کوئی فائدہ نہیں رہا' امریکہ اور مغرب کو خوش کرنا ہے تو عیسائی اور یہودی بن جاؤ' ہو سکتا ہے وہ خوش ہو جائیں لیکن اس میں بھی آپ کی شکل و صورت آڑے آئے گی اس لیے کہ آج کل پلاسٹک سرجری کا عمل ہے اس کا تجربہ کر لیں۔ لیکن مغرب کو خوش کرنے کے لیے اسلام کو بگاڑنے کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی جاسکتی' احمد بشیر کے توہین آمیز کلمات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ان پر توہین رسالت ﷺ کا مقدمہ درج کیا جائے اور ان کی اس زبان کو لگام دی جائے جس سے انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام اور حضرت محمد ﷺ کی توہین کی ہے---- دراصل یہی کمزوری مسلمانوں کی ہے کہ وہ اس قسم کی بکواس سننے لگے ہیں۔ کسی کے والد یا بھائی کو گالی دے دو تو وہ جان سے مارنے سے دریغ نہیں کرتا اور اس کی عزت خطرے میں پڑ جاتی ہے اور حضرت محمد ﷺ کی توہین پر صرف احتجاج؟ یہ ایمان کی علامت نہیں۔ انگریزوں کے دور میں بھی کسی کو ایسی بکواس کی جرات نہیں ہوئی۔ آج کسی غازی علم الدین کی ضرورت ہے اور اسی سے یہ مسئلہ حل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا اور آئندہ کسی کو ایسی بکواس کی جرات نہیں ہو گی۔"

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی 22 تا 29 نومبر 1996ء)

"احمد بشیر کی دانشوری" کے عنوان سے محترم اسرار بخاری اپنے کالم میں لکھتے ہیں:

"دانشوری کا شوق جب جنون کی حدوں کو چھونے لگتا ہے تو موشگافیوں کے ایسے ایسے نمونے سامنے آتے ہیں کہ جن پر ہنسنے کے سوا کچھ اور نہیں کیا جاسکتا۔ بشریٰ انصاری اور نیلم بشیر کے اباجی بھی لاہور شہر کے ایسے ہی دانشوروں میں شامل ہیں جن میں دانشوری کا شوق جنون کی حدوں سے بھی کچھ آگے نکل چکا ہے۔ ان کی تقریروں اور تحریروں کا جائزہ لیا جائے تو صاف پتہ چل سکتا ہے کہ ان پر جنون کی یہ کیفیت مسلسل طاری ہے۔ پچھلے دنوں انہوں نے الحمرا ہال میں رقص و موسیقی کے بارے میں ایک تقریب میں جو کچھ کہا' وہ دراصل اسی کیفیت کے زیر اثر تھا۔ تاہم اس سے ملک بھر کے مذہبی حلقوں کے بالخصوص اور عام مسلمانوں کے بالعموم جذبات مجروح ہوئے۔ احمد بشیر دانشوروں کے جس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں' وہ بزعم خود انسان کو مذہب کے خانوں میں تقسیم کرنے کا مخالف اور انسانیت کا علمبردار ہونے کا دعویدار ہے۔ یہ اور بات کہ ان کے کردار و عمل سے اس کی توثیق نہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسا عجوبہ مکتبہ فکر ہے جس میں "مکتبہ" تو ہے "فکر" کا دور دور تک اتا پتا نہیں اور غالباً اسی لیے وہ بے فکر ہو کر ہر بات کہتے اور ہر عمل کر گزرتے ہیں۔

کئی سال پہلے' میں روزنامہ "مسلم" کے دفتر میں اورنگ زیب (اب نمائندہ بی بی سی) سے ملنے گیا۔ وہاں موجود احمد بشیر نے اثنائے گفتگو کہا: "میں نے فقہ حنفیہ اور فقہ جعفریہ دونوں کا عمیق مطالعہ کیا ہے۔ فقہ حنفیہ میں 75 فیصد پاکی کے مسائل ہیں' باقی 25 فیصد دیگر مسائل کے بارے میں ہے اور جہاں تک فقہ جعفریہ کا تعلق ہے' اس میں آئمہ کی چند روائتوں اور کربلا کے واقعات کے سوا کچھ نہیں۔"

اس کے جواب میں' میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ اس "عمیق مطالعے" اور وقیع سوچ کی روشنی میں آپ سے اس ضمن میں کوئی بات کرنا "بے وقوفی" ہی ہو گی۔ تاہم عرض یہ ہے کہ شاید آپ اس اہم نکتہ کو نظرانداز کر گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو پاکی بہت پسند ہے۔ عبادت کی شرط اول ہی پاکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی صفت "سبحان اللہ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت پسند ہے۔ صفائی کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ اس لیے اگر فقہ حنفیہ میں 75 فیصد پاکی کا بیان ہے تو بھی یہ انسان کو نصف ایمان کی منزل تک پہنچانے کا ذریعہ ہے اور جہاں تک فقہ جعفریہ کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں اتنا ہی عرض کروں گا کہ یہ جاننے کے لیے کسی اعلیٰ دماغ کی ضرورت نہیں ہے کہ واقعات کربلا اور مصائب کا فقہ سے کیا تعلق ہے۔ احمد بشیر کے اس مبلغ علم سے واقفیت رکھنے والا کوئی بھی شخص ان کے خیالات عالیہ پر شدید رد عمل کی بجائے اظہار ہمدردی ہی کر سکتا ہے۔ وہ ایک آزاد خیال انسان ہیں اور ان کی آزاد خیالی کا زندہ' جیتا جاگتا ثبوت بشریٰ انصاری اور نیلم بشیر کی فنی' علمی اور دوسری "خدمات" ہیں۔ نیلم بشیر کی تحریروں سے تو "ابا جی" کی آزاد خیالی اچھل اچھل پڑتی ہے اور ابا جی خود کتنے آزاد خیال ہیں' اس کا اندازہ ان کی کتاب "جو ملے تھے راستے میں" کے اس اقتباس سے کیا جاسکتا ہے' جو انہوں نے اپنی سگی بہن پروین عاطف کے بارے میں رقم فرمایا ہے' فرماتے ہیں:

"پروین میری بہن اس زمانے میں ایم اے میں پڑھتی تھی اور لاہور میں رہتی تھی۔ وہ ایسی حسین لڑکی تھی کہ میں اس کا بڑا بھائی ہو کر چوری چوری اس کی طرف دیکھتا اور سوچتا' اللہ میاں تو نے یہ بت کسی فرصت کی گھڑی میں گھڑا ہوگا۔ یہ چاند ہمارے صحن میں کیسے اتر آیا۔ پروین کے نین' کاجل بن کالے' اس کی کلائیاں گجروں بنا مہکتیں' اس کے رخساروں کے گرد بھنورے منڈلاتے۔ اب اس نیلے گنبد کی ساری "ناکلیں" اکھڑ چکی ہیں مگر چھت کی گولائی پر ابھی چاندنی چھلکتی ہے۔ پروین کو اپنے حسن کی خوشبو کا احساس نہ تھا۔ وہ ململ کے موٹے کپڑے پہنتی' سر پر کھدر کی چادر لے کر بس میں بیٹھ جاتی اور اسی طرح کتابوں کا بستہ لے کر واپس آجاتی۔ اس کے ہم جماعت اس کے پیچھے گھر تک آتے مگر اسے کبھی پتا نہ لگا۔ وہ مس یونیورسٹی کے نام سے مشہور تھی مگر اس نے کبھی آئینہ نہ دیکھا۔۔۔۔"

اب اگر "چوری چوری" دیکھنے پر تھوڑی دیر کے لیے غور کیا جائے تو دیکھنے والے کی نفسیاتی کیفیت اور آزاد خیالی کے بہت سے پرت کھل سکتے ہیں۔ لہٰذا ایسا انسان اپنی سگی بہن کے بارے میں یہ خیالات رکھتا ہے اور اس کے "کاجل بن کالے نین' اس کی گجروں بنا مہکتی کلائیوں' بھنوروں میں آتش شوق بھڑکانے والے رخساروں اور اس کی گولائیوں پر چھلکتی چاندنی پر نظر رکھتا ہے" وہ شخص کچھ بھی کہہ سکتا ہے' کچھ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرسکتا ہے۔ میرے نزدیک احمد بشیر شدید فرسٹریشن کا شکار شخص ہے۔

جہاں تک واجد علی شاہ اور حیات احمد خان کے رقص کے بارے میں فرمودات کا تعلق ہے تو یہ دونوں بزرگ عمر کے جس حصے میں ہیں' ہلکا ہلکا رعشہ انہیں ویسے ہی ہر وقت "محو رقص" رکھتا ہے۔ اس لیے وہ چاہیں بھی تو رقص سے جان نہیں چھڑا سکتے۔ یہ ان کی مجبوری ہے جو فطرت نے ان پر مسلط کی ہے اور اس "رقص" میں اضافہ ہی ہوگا' کمی نہیں آئے گی۔ اس لیے احمد بشیر صاحب کو یہ مشورہ دینا مناسب ہے کہ اپنی دانشوری کا جنون اپنی حدوں میں ہی رکھیں' اسے حد سے باہر نہ آنے دیں کیونکہ ان کے "جنون" کو دیکھنے والے خود اپنے جنون کو شاید ضبط میں نہ رکھ سکیں۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 2 نومبر 1996ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتزاز احسن

محترم نعیم صدیقی لکھتے ہیں

"روزنامہ جسارت نے چوکھٹے میں پہلے صفحے پر یوں مختصر خبر دی ہے:

"سابق وزیر داخلہ اور پیپلز پارٹی کے رکن قومی اسمبلی اعتزاز احسن نے آج شریعت بل کی تیسری خواندگی کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے' اسلام اور شریعت کے بارے میں ایسے توہین آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں جن سے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کا تاثر ملتا ہے۔ مبینہ طور پر ان کا ارشاد ہے۔

"وہ شریعت جو ریگستانی معاشروں کے لیے تھی اور ریگستانی معاشرے بھی ایسے کہ خانہ بدوش.... اور خانہ بدوش بھی ایسے کہ جہاں بیٹی' بہن اور عورت کی وہ عزت نہ تھی جو دجلہ و فرات کے زرعی معاشروں میں تھی۔ وہ شریعت یہاں وادی سندھ میں نافذ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔" (12 مئی 90ء)

(جی ہاں آج کل تو بڑی عزت ہو رہی ہے' بیٹی اور بہن کی۔ پاکستان کا حال زار ایک ہفتہ کے اخبارات کے مطالعہ سے ظاہر ہو جائے گا' جہاں ابھی سیکولرازم اور لبرل ازم کی ابتداء ہے۔ اصل کمال تو دیکھیے' مغربی معاشروں کی عورت کا استحصال کیسے کیسے فریب کارانہ طریقوں سے اور نہایت ذلیل دائروں میں ہو رہا ہے۔ بہت سے تہذیب کے اعلیٰ مرکزوں میں عورت کا شام ڈھلے وقت گھر سے نکلنا نہایت خطرناک ہے۔)

ان الفاظ کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ایک تو وقت کے اس ماہر خطابات کو سرے سے شریعت اور اسلامی نظام کا علم ہی نہیں کہ اس کی تعلیم کیا تھی اور اس تعلیم نے کیا کام کیا' دوسرے ان صاحب کو تاریخ بھی نہیں آتی کہ وہ یہ جان سکتے کہ حضور ﷺ نے عرب کے خستہ حال معاشرے کے بارے میں فرمایا تھا کہ وقت آنے والا ہے کہ ایک ہودن نشیں عورت صنعا سے حضر موت تک سفر کرے گی اور کوئی اس سے تعرض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والا نہ ہوگا۔ دوسری پیشین گوئی میں فرمایا کہ ایک خاتون حضر موت سے مکے تک تن تنہا سونا اچھالتی سفر کرے گی لیکن اسے کسی سے ڈر نہ ہوگا۔ یعنی ہمارے دانشور صاحب کو تاریخ بھی نہیں آتی کہ انقلاب نبوی ﷺ نے عرب کو کیسا عرب بنا دیا اور کس طرح صحرا نشین علم اور قوت اور اخلاق اور نظم سے آراستہ ہو کر' ایران اور روم و شام پر چھا گئے اور کس طرح انہوں نے دنیا کو امن و انصاف اور شرافت و شائستگی کا درس دیا۔ پھر حضرت کی تیسری خامی یہ ہے کہ ایک مقدس موضوع پر ایک معزز مجلس کے سامنے گفتگو کرنے کا سلیقہ بھی ان کو نہ آیا اور شائستہ الفاظ اور لہجے کے فقر و فاقہ کا شکار رہے۔

جو شخص اسلام اور اس کی شریعت کو نہ جانے' اسے کس ڈاکٹر نے یہ نسخہ لکھ کر دیا ہے کہ وہ ضرور اس موضوع پر اظہار خیال کرے۔ جس آدمی کو دور جاہلیت کے عرب اور دور اسلامی کے عرب کا فرق' تاریخ سے نہ معلوم ہوسکا' وہ کس لیے ایک من گھڑت تاریخ پیش کر کے صریحا" جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ پھر جس آدمی کو پاکیزگی اظہار' حسن بیان اور تہذیب اختلاف و تنقید نہ آتی ہو اس کے لیے کیا ضروری ہے کہ وہ زبان کھولے۔ اہل پاکستان کے مقدس ترین سرمایہ ایمان و علم اور سرچشمہ قانون و سیاست کے لیے اور ایمان و قانون سے آگاہ کرنے والے خدا اور رسول ﷺ کے لیے جس شخص کی لغت میں مہذب اور شائستہ الفاظ نہیں ہیں' اس لیے زبان چلانا کیا ضرور!

آخر متذکرہ مبینہ بیان کی روح اور سلمان رشدی کی ہفوات میں کتنی ڈگری کا فرق ہے۔ اعتزاز احسن صاحب اگر اسلام سے لفظی بھلائی بھی نہیں کرسکتے تو انہیں کونسی جماعت حکماء و فلاسفہ نے مشورہ دیا ہے کہ وہ ضرور اسلام کی صف میں رہیں۔ شریعت محمدی ﷺ پسند نہیں تو جائیے شریعت بش اور شریعت لینن کے پاؤں پڑیئے۔ آخر اسلام پر لایعنی کرم فرمائی کس لیے؟

اسلام اعتزاز احسن جیسی ذہین و فطین اور ماہر تقریر اور رکن اسمبلی جیسی ہستیوں کے سہارے قائم نہیں ہے۔ وہ اپنے سارے سہارے پیچھے ہٹا لیں' اسلام میں جان ہوگی تو وہ اپنی قوت سے خود کھڑا رہے گا۔ وہ کسی کے سامنے امداد کا بھکاری بن کے نہیں جائے گا۔

ریگستانی معاشرے کے لفظوں سے شریعت اسلامی کے وزن و وقعت میں کمی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی سعی رائیگاں پر تو رحم آتا ہے۔ جی ہاں' نبی پاک ﷺ کو دین و شریعت کے ساتھ ایک سڑے جاہلی معاشرے میں بھیجا گیا اور حضور ﷺ نے اس کی کایا پلٹ کر دکھا دی۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے سل یا سرطان کے کسی مریض کو کوئی چارہ گر تندرست بلکہ جسمانی اور ذہنی طور پر وقت کا پیش رو بنا کر دکھا دے' اور آپ یہ طعنہ دیتے رہ جائیں کہ اس چارہ گر کا نسخہ شریعت تو' سل اور سرطان کے مریضوں کے لیے تھا' ہمیں کیا مطلب' نہایت لغو بات ہے۔ ہمارے اس معاشرہ میں عرب کے مشرکانہ اور وحشیانہ یا جاہلانہ طور طریقوں کے علاوہ بیماری نفاق زوروں پر ہے۔ اگر یہاں نبی پاک ﷺ کی چارہ گری اور نسخہ شریعت کی ضرورت نہیں تو اور کہاں ہوگی؟

کس فخر سے کہتے ہیں کہ "وادی سندھ" میں وہ ریگستانی شریعت کیوں؟ جی وادی سندھ کو کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں۔ کیا محض موہنجو داڑو' ہڑپہ اور ٹیکسلا کی کھدائیوں کو سرمایہ حیات سمجھا جائے اور اس بات کو نظر انداز کر دیا جائے کہ وادی سندھ پر ڈاکوؤں اور تخریب کاروں کا راج ہے۔ تاوان لینے والے اغوا کنندگان زوروں پر ہیں۔ کلاشنکوف کلچر چھایا ہوا ہے۔ بنکوں اور روپے اور پلاٹوں اور ٹھیکوں اور بڑے بڑے عہدوں کی جو لوٹ کھسوٹ پچھلے بیس ماہی حکومت کے دور میں پھیلی ہے' وہ ابھی تک لاعلاج ہے۔ خیانت اور رشوت اور ملاوٹ کی بالائیں مسلط ہیں۔ عورتوں کی آبرو جابجا لٹ رہی ہے۔ شراب اور رقص و سرور کی سرگرمیاں مدرسہ بہ مدرسہ ٹیلی ویژن کی رہنمائی میں نشوونما پا رہی ہے۔ ہیروئین کی سمگلنگ ہو رہی ہے۔ امریکی سامراج کھلم کھلا مسلط ہے اور یہاں آپ کی صفوں کی قائد امریکی نیو آرڈر کی بکنگ ایجنٹ ہیں۔ ویڈیو کیسٹوں کا کاروبار اور بچوں تک میں چرس کو پھیلانے کی وباء اور دوسرے تمام فتنے کسی اور نظریہ و نظام سے ہٹا کر دکھایئے۔ 44 سال تو پہلے' شریعت سے پرہیز میں گزر چکے' کونسے زریں کارنامے انجام پائے اور کتنے شرمناک سانحے ہمیں پیش آچکے' عوام کو روٹی' کپڑا کی تسبیحیں پڑھنے سے تو کچھ نہ ملا۔ البتہ ان کے رہے سہے اخلاق کی کھیتیاں اجڑ گئیں۔

اس حال میں آپ کو جرات کیسے ہوئی کہ عرب کے ریگستانی معاشرے کو (جو نبی پاک ﷺ کی تعمیر نو کے بعد عالمی قیادت سے سرفراز ہوا) حقیر قرار دے کر وادی سندھ کو بڑی اونچی چیز بنا کر پیش کریں۔ در آں حالانکہ وادی سندھ کی سب سے بڑی پیش کش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھٹو اور بے نظیر جیسی ہستیاں ہیں جو ہماری نگاہ میں سلمانؓ و بلالؓ کی جوتیوں کی خاک کے برابر بھی نہیں ہیں۔

آپ وادی سندھ کی جس تہذیب کے نشہ کبر میں مبتلا ہیں۔ اس کی ایک تازہ ترین شہکار خبر نوائے وقت مورخہ 17 مئی 1991ء میں ملاحظہ ہو۔ جس کا ملخص یہ ہے کہ ڈہرکی کے نواح میں بھیلوں کے گاؤں پر 12 مسلح ڈاکوؤں نے حملہ کر کے پہلے تو تمام دیہاتیوں کو گھروں میں نظر بند کر دیا اور پھر سات لڑکیوں کو کھلے میدان میں شیطانیت کا نشانہ بنایا۔ لڑکیاں چیختی رہیں مگر مدد نہ مل سکی اور ڈاکو فجر کے وقت وحشیانہ کرتوتوں سے فارغ ہو کر ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے بھاگ گئے۔ لعنت ہو اس تہذیب پر۔ بخلاف اس کے مشرکین عرب نے اسلام لانے والوں کو سخت سے سخت اذیتیں دیں مگر ایسا ایک واقعہ بھی نہیں ملتا کہ انتقام کی آگ کسی خاتون کے ناموس پر حملہ کر کے بجھائی گئی ہو۔ پس وہ ریگستانی معاشرہ جسے اعتزاز احسن صاحب نگاہ حقارت سے دیکھ رہے ہیں' سندھ اور ہند اور مغرب کی چکاچوند پیدا کرنے والے مرتبہ تہذیب سے بسا بلند تھا۔ نہیں مانتے تو جا کر ان ڈاکوؤں کی جوتیوں پر بوسے دیجئے۔

کسی شخص کا ایسی پست اور نامعقول ذہنیت کے ساتھ اسمبلی میں بیٹھنا جسے سنجیدہ معاملات میں اختلاف کا شائستہ اسلوب بھی نہ آتا ہو' بجائے خود ایک علامت عذاب ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اعتزاز صاحب دین کا' تاریخ کا اور زبان و بیان کے پیرایوں کا اچھی طرح مطالعہ کریں اور اس مطالعہ کے بعد وہ جو چاہیں تقریر فرمائیں۔ لیکن یہ بات تو بڑی تکلیف دہ ہے کہ ان کی تقریر کی آوازوں کے بیچ بیچ میں حقیقت ناشناسی اپنا جلوہ دکھا رہی ہے۔

حضرت اعتزاز احسن اس عظیم الشان سیاسی طبقہ دانشوراں سے تعلق رکھتے ہیں جو مخالف دین رجحانات کو قوم پر اختیارات پا کر جبراً" ٹھونسنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کا موقع نہ ملے اور حالات دوسرا رخ اختیار کر لیں تو پھر ایسے خوفناک ردعمل میں مبتلا ہوتا ہے کہ نہ دماغی توازن پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور نہ زبان درست رہتی ہے بلکہ زبان کے ساتھ ذہن بگڑتا ہے اور ذہن کا بگاڑ ساری شخصیت کو تہ و بالا کر دیتا ہے۔ اعتزاز صاحب کو کسی اچھے روحانی معالج کی ضرورت ہے۔

(اعتزاز احسن اور اسلامی شریعت از نعیم صدیقی' ہفت روزہ زندگی لاہور 22 تا 28 جون 1991ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مسلمانوں کی پوری تاریخ کو گالی دینے والا.... بے نظیر کا سلمان رشدی.... اعتزاز احسن" اس عنوان سے محترم ہارون الرشید لکھتے ہیں۔

○ "وہ کون تھا' جس نے جنرل اسلم بیگ کے بقول جوش جوانی میں ایک خوش چہرہ برطانوی صحافیہ کو بتایا کہ پاک فوج وزیراعظم کو معزول کرنے اور فوجی اقتدار بحال کرنے کا منصوبہ بنا رہی ہے۔

○ وہ کون شخص تھا جس نے بے نظیر حکومت کے وزیر داخلہ کی حیثیت سے آزادی کے لیے برسرپیکار سکھوں کی فہرستیں اور متعلقہ معلومات بھارتی حکومت کے حوالے کیں (اور بھارتیوں نے یہ فہرستیں حاصل کرنے کے بعد ان کا قتل عام کیا۔)

○ وہ کون شخص تھا' جس کی نگرانی میں اور جس کے حکم پر شاتم رسول سلمان رشدی کے خلاف مظاہرہ کرنے والوں پر گولی چلائی گئی اور ان میں سے 9 افراد کو قتل کر دیا گیا۔

یہ سارے الزامات اعتزاز احسن نامی شخص پر عائد کیے جاتے رہے ہیں' جو ضلع لاہور میں (غلام مصطفےٰ جتوئی کے نامزد کردہ ایک ڈمی امیدوار کی وجہ سے) پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے قومی اسمبلی کے واحد رکن ہیں' جو بے نظیر بھٹو کے وکیل ہیں اور پارٹی کی سیاسی و نظریاتی سمت کے بارے میں' جماعت کے کسی بھی رہنما' حتیٰ کہ خود بے نظیر بھٹو اور نصرت بھٹو سے بڑھ کر پیش قدمی اور اظہار خیال کرتے ہیں۔

وہ ان اولین لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے ایران' عراق اور کویت پر بربادی مسلط کرنے والے' ابولہب اور ابوجہل کی یادگاریں تعمیر کرنے والی بعث پارٹی کے سفاک اور خوں آشام صدام حسین کو ہیرو بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی۔ پے بہ پے اپنے جرائم سے بچ کر نکل جانے والا یہ شخص رفتہ رفتہ اتنا جری ہو گیا کہ اب اس نے شریعت اور عہد رسالت ماب ﷺ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا ہے۔

یہ کون آدمی ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ اس کا تعلق ایک روایتی زمیندار مسلم لیگی گھرانے سے ہے۔ اسی طرح کا ایک خاندان جو طاقتوروں اور حکمرانوں سے نباہ کرنے کا سلیقہ جانتے ہیں اور خود کو کبھی مشکل میں نہیں ڈالتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وہ 1973ء کے ایک ضمنی انتخاب میں پنجاب اسمبلی کے مطلع پر ابھرا جب چوہدری ظہور الٰہی سے ناخوش' تیزی سے نامقبول ہوتے ہوئے ذوالفقار علی بھٹو نے اسے گجرات کی ایک نشست سے ضمنی انتخاب کا ٹکٹ دیا۔ یہ وہ علاقہ تھا' جہاں سے اس کے باپ دادا جیتتے رہے تھے لیکن اعتزاز احسن کے لیے یہ نشست ضلعی انتظامیہ' پنجاب پولیس اور دوسرے سرکاری کارندوں نے جیتی۔ لاہور کا ایک مقبول روزنامہ اس انتخاب میں کھیت رہا اور نوجوان اعتزاز پنجاب کا وزیر اطلاعات بنا دیا گیا۔ یہ وہ عہدہ تھا جب بھٹو سے اختلاف کرنے والے ہر اخبار کا گلا گھونٹا جا رہا تھا' سرکاری احکامات کی پابندی نہ کرنے والوں کے سرکاری اشتہارات بند تھے' حزب اختلاف کے کسی رہنما کا دو کالمی بیان شائع کرنے کا مطلب حکومت کے غیض و غضب کو دعوت دینا تھا' کئی اخبار نویسوں کو گرفتار کر لیا گیا تھا' ملک کے بیشتر علاقوں میں دفعہ 144 نافذ تھی اور جلسہ جلوس کرنے کا مطلب یہ تھا کہ تعاقب کرنے والے پولیس کے سفاک کارندوں کو مقابلے کے لیے للکارا جائے۔

نوجوان وزیر جو فیض کے اشعار درست لہجے میں پڑھ سکتا تھا' حکمران جماعت کے بائیں بازو کے اخبار نویسوں اور دانشوروں میں تیزی سے مقبول ہو گیا جو اب تک افتخار تاری اور ملک حاکمین کو بھگت رہے تھے۔ وہ روانی سے انگریزی بولتا تھا' خوش لباس تھا' بعض اوقات روپیہ خرچ کرنے پر آمادہ ہو جاتا تھا اور مجلس آرائی کے لیے ضروری اہتمام کر سکتا تھا۔ وہ حکمران پارٹی کے ان عناصر کے لیے ایک ذہنی سہارا تھا' جو اپنے ہی قوم کے تاریخی' تہذیبی اور ثقافتی ورثے سے نفرت کرتے تھے' جنہوں نے اپنی تاریخ کو دوسروں کی نظر سے پڑھا تھا' جن کے نزدیک ہند کی سفاک اور مکروہ ترین سلطنت کی کمر توڑ دینے والا محمود غزنوی ایک لٹیرا تھا اور سادہ' بے نیاز اور بلند پرواز' اورنگ زیب عالمگیر ایک قاتل۔ یہ وہ لوگ تھے جو قوموں کے کردار اور مزاج برباد کر دینے والے استعمار سے مرعوب اور اس کے ثقافتی خوشہ چیں تھے' جنہیں ترقی پسند ادب نے اشتراکیت کی طرف مائل کر کے بے یقین بنا دیا تھا' جو اپنے ورثے سے ناراض تھے اور خود پر جن کا اعتماد جاتا رہا تھا۔ ان کے سرخیل وہ تھے' جن کے نزدیک 1917ء کے بعد کا سویت یونین ان لوگوں کا ملک تھا' جہاں کسی بااختیار شخص سے کبھی کوئی غلطی سرزد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوئی تھی اور جس کے مطلع اقتدار پر ایک کے بعد دوسرا ہیرو براجمان ہوتا رہا تاآنکہ اسے موت نے آلیا یا اسے معزول کر کے دھتکار دیا گیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنی تہذیب اور روایات کا مذاق اڑاتے تھے۔ وہ رٹے رٹائے جملوں پر مبنی گفتگو کرتے تھے اور بات کرتے ہوئے ان کے گلوں کی رگیں پھول جاتی تھیں۔ ایک غلام کی طرح انہیں اپنے آپ سے اور اپنے ماضی سے نفرت تھی جسے یقین ہوتا ہے کہ بھلائی اور قوت اس کے آقا کے سوا کہیں نہیں ہے۔

خوش چہرہ اور اپنے خاندانی ماحول کی وجہ سے گفتگو کا سلیقہ رکھنے والا اعتزاز احسن اس مقبولیت کے باوجود کچھ زیادہ نہ چمک سکا۔ ابھی وہ ناتجربہ کار تھا اور پھر یہ مصطفےٰ کھر' ظہور الٰہی' حنیف رامے' نوابزادہ نصراللہ خان اور معراج خالد کا پنجاب تھا۔ پنجاب کی سیاست کھر' رامے' دلائی کیمپ اور صادق حسین قریشی کے گرد گھوم رہی تھی کہ 1977ء کے انتخاب کا مرحلہ آپہنچا۔ لاہور کی تمام نشستیں پیپلزپارٹی نے "جیت" لیں تو اصغر خاں گلے میں قرآن ڈال کر نیلا گنبد کی مسجد کے سامنے پہنچے' جہاں جماعت اسلامی کے جانباز نوجوانوں نے ان کے گرد حفاظتی گھیرا ڈال رکھا تھا۔ ووٹ کی حرمت تباہ کرنے پر ردعمل کا لاوا پھوٹا اور ہر چیز کو بہا لے گئے۔ احتجاجی تحریک آخری اور فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہوئی اور بھٹو کی شکست سامنے دکھائی دینے لگی تو حکمران جماعت کے کمزور اعصاب اور ناقص وفاداریوں کے لوگ الگ ہونے لگے۔ لاہور میں اعتزاز احسن ان بھگوڑوں میں سب سے نمایاں تھا۔ وہ پیپلزپارٹی سے سیدھا بھٹو کے سب سے بڑے دشمن اصغر خان کی تحریک استقلال میں پہنچا جنہوں نے وزیراعظم کو ہالہ کے پل پر پھانسی دینے کا اعلان کیا تھا۔ یہ اصغر خان وہ تھے کہ جن دنوں اعتزاز' وزارت کا حلف اٹھا رہا تھا' وہ بھٹو کے خلاف احتجاجی تحریک منظم کرنے اور خوف کا حصار توڑنے میں لگے ہوئے تھے اور سرکار اس بری طرح ان کے درپے تھی کہ بعض اوقات انہیں ایک چوک سے دوسرے چوک تک پہنچنے کے لیے پولیس سے نبرد آزما ہونا پڑتا تھا۔ اعتزاز احسن 1977ء میں اصغر خان کی جماعت سے وابستہ ہوا اور اگلے پانچ چھ برس ان کے گن گاتا رہا۔ وہ ان لوگوں میں سے ایک تھا جنہوں نے پاکستان سے محبت کرنے والے اس دیانت دار' سخت جان مگر سادہ لوح جرنیل کو اشتراکیت کی طرف دھکیلا جو چند برس میں بربادی سے دوچار ہونے والی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

1982ء میں وہ یکایک اصغر خان سے الگ ہو گیا۔ اب وہ مختلف نمائشی پلیٹ فارموں سے سویت یونین کی حمایت میں سرگرم تھا جس کی سرخ سپاہ افغانستان کے ہزاروں سال سے آباد دیہات پر آگ اور لوہے کی بارش کر کے انہیں برباد کر رہی تھی' جو کسانوں اور چرواہوں کو قتل کر رہی تھی' جس نے ملک کی نصف سے زیادہ آبادی کو ان کے گھروں سے محروم کر دیا تھا' کھیت جلا دیئے تھے' باغ کاٹ ڈالے تھے' جس کے شہسوار نہتے شہریوں کو زہریلی گیسوں سے ہلاک کرتے اور کھلونا بموں سے بچوں کے پرخچے اڑاتے تھے۔ وہ سویت یونین جس کے دہشت گرد اپنے مقامی کارندوں کی مدد سے پاکستان میں کثیرالمنزلہ عمارتوں' ریل گاڑیوں' سکولوں اور رونق سے بھرے بازاروں' تخریب کاری سے انسانی جسموں کے چیتھڑے اڑاتے تھے۔ اعتزاز ان لوگوں میں سے ایک تھا' جو ایسے ہر سانحہ کے بعد اپنی آزادی کے لیے برسرپیکار افغانوں پر تبرّیٰ کرتے' حکومت کے خلاف جلوس نکالتے' تقریریں اور بیانات جاری کرتے۔ وہ اشتراکیت کے حامی اور مذہب دشمن اخبار نویسوں' دانشوروں اور سیاسی کارکنوں سے داد سمیٹ رہا تھا۔ وہ اس کی تصاویر اور بیان شائع کرتے تھے' اس کی تحسین کرتے تھے اور ایک سیاستدان کے علاوہ اسے ایک دانشور کے طور پر پیش کرتے تھے کہ وہ ان کی مخصوص اصطلاحوں اور ٹکسالی روز مرہ میں گفتگو کرتا تھا۔ ایک سدھائے ہوئے طوطے کی طرح آموختہ دہراتا اور چوری کھاتا تھا۔ آئے روز وہ اپنی ہم خیال اور ہم مزاج' تعلیم یافتہ اور روشن خیال بیگم کے ساتھ اردو اخبارات کے دفاتر کی سیڑھیاں چڑھتا دکھائی دیتا' جہاں مقابلے کی فضا میں "فورم" نام کا ایک نیا ادارہ وجود میں آیا تھا اور اس میں خوش چرہ اور باتونی لوگوں کی کھیپ تھی جو دنیا کے ہر موضوع پر ہر وقت دانش بھگارنے اور ماہرانہ رائے دینے پر آمادہ ہوں۔

پروپیگنڈہ اور پبلسٹی کی ایک بے مثال مشق کے بعد اپریل 1986ء میں بے نظیر بھٹو لندن سے لاہور پہنچیں' تو سالہا سال تک کابل انتظامیہ سے براہ راست مذاکرات پر اصرار کرنے والی خاتون رہنما اب اپنا موقف تبدیل کر چکی تھیں۔ خبر یہ تھی کہ برطانیہ اور امریکہ میں کانگرس اور سینٹ کے یہودی اور غیر یہودی ارکان سے ان کا رابطہ رہا ہے اور وہ اب دنیا کے حقائق کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے لگی ہیں۔ اعتزاز احسن کو اب ان کے اردگرد چکر کاٹتے دیکھا گیا۔ وہ ان کا وکیل تھا اور رفتہ رفتہ ان کا مشیر بن رہا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ اس نے پارٹی میں باقاعدہ طور پر شامل ہونے کا اعلان نہیں کیا' جسے اس نے امتحان اور آزمائش کے دنوں میں چھوڑ دیا تھا۔ حیرت کی بات تو یہ تھی کہ اخبارات نے بھی اس کا کوئی تذکرہ نہ کیا' جن کے مالکان مؤدب آدمی پر شفقت کرتے تھے۔

وقت گزرنے کے ساتھ وہ بے نظیر کے قریب آگیا' جس کے لیے وہ مفت کا محنتی وکیل تھا اور جو اسے قومی اسمبلی کا کامیابی دلانے والا ٹکٹ دے سکتی تھیں۔ بے نظیر نے جو پارٹی کے' اپنی رائے پر اصرار کرنے والے بوڑھوں سے ناخوش تھی اور جواں سال لوگوں کو پسند کرتی تھی' اسے شلوار قمیض پہننے والے اجنبی لگتے تھے اور اسے اردو میں بات کرنے میں دشواری محسوس ہوتی تھی۔ اعتزاز اگرچہ ان لوگوں میں سے نہیں تھا جو اس کی جماعت کے لیے مصائب سے گزرے ہوں' ملک سے نکالے گئے ہوں یا اس کے ساتھ ولایت میں رہے ہوں' لیکن وہ ایک کام کا آدمی تھا اور بالکل ولایتی لوگوں جیسا تھا' اٹھنے بیٹھنے' کھانے پینے' پہننے' برتنے' پسند اور ناپسند میں' بے نظیر کو اس سے گزرے سالوں میں زیادہ واسطہ نہیں رہا تھا لیکن وہ اسے اجنبی معلوم نہیں ہوا۔

اعتزاز افغانیوں کو گالی دیتا رہا کہ وہ اپنی آزادی کی جنگ کیوں لڑ رہے ہیں۔ اپنی سیاست کے ان سالوں میں' اس نے کبھی کشمیریوں کے حق خودارادیت کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہ کہا' اس نے بھارتیوں کی کبھی' کسی بھی موضوع کے حوالے سے مذمت نہیں کی' وہ پاکستان کے مطالعہ کے لیے ہر آنے والے غیر ملکیوں کی بڑی مسرت سے میزبانی کرتا' بھارتیوں' فرانسیسیوں' برطانوی اور امریکیوں کی' وہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتا' اپنی تاریخ' روایت اور معاشرے پر ان سے بڑھ کر نکتہ چینی کرتا سنائی دیتا۔ حتیٰ کہ 17/اگست 1988ء کا دن آ پہنچا۔

یہ اس کے لیے ایک روز مسرت تھا' جب ہر چیز داؤ پر لگا کر افغانستان سے روس کو مار بھگانے والے اور بعد میں امریکہ کے خلاف ڈٹ جانے والے جرنیلوں کو دونوں استعماری طاقتوں نے برہمنوں سے سمجھوتے کے بعد قتل کر ڈالا۔ اس نے بے نظیر کے لیے اعلیٰ عدالتوں سے پے بہ پے کئی مقدمات جیتے' جن میں اسے حقیقی مزاحمت کا سامنا نہ تھا کہ ضیاء الحق کی موت نے بہت سی ترجیحات کو خاموشی سے بدل ڈالا تھا۔ بے نظیر نے اسے لاہور کی اس نشست سے ٹکٹ دیا' جہاں کبھی اس کے والد نے اقبالؒ کے بیٹے کو ہرا دیا تھا' جہاں اس کی پارٹی کا اثر گہرا تھا اور مخالفین کے پاس کوئی موزوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیدوار نہ تھا۔ اعتزاز نے ذاتی جھگڑوں میں الجھے اس نیم خواندہ امیدوار کو آسانی سے ہرا دیا' جسے پچھلی بار اس کے والد کے قتل کی وجہ سے ہمدردی کے ووٹ ملے تھے اور جو اب اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کم نام ہو گیا تھا۔

وہ دوسروں کے مقابلے میں زیادہ اکثریت سے جیتا تھا' اب وہ ہنس کی چال چل رہا تھا اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ اس نے قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں' جب بے نظیر کو بہ ہزار منت اقتدار حاصل ہوا تھا' اس نے ہنگامہ کر ڈالا--- اسے ایوان میں عبوری حکومت کے پارلیمانی وزیر وسیم سجاد کی موجودگی پر اعتراض تھا۔ وسیم اس سے الجھنا نہیں چاہتے تھے اور اسے دلیل سنانے کی کوشش کرتے رہے لیکن وہ آمادہ نہ ہوا اور وہ ایوان سے چلے گئے' تاآنکہ چند روز بعد وہ سینٹ کے چیئرمین کی نشست پر بیٹھے تھے اور اعتزاز تلملاتے ہوئے ارکان سینٹ کے سوالوں کا جواب دے رہا تھا۔

وہ اب بے نظیر کا نفس ناطقہ بنتا جا رہا تھا۔ اس نے اپنی لیڈر کو جسے اکثریت سے محرومی کے باوجود وزیراعظم بنایا گیا تھا' پنجاب میں واضح اکثریت سے نمائندگی کرنے والی نواز شریف حکومت کی تشکیل رکوانے کا مشورہ دیا۔ نواز شریف کے اقتدار سنبھالنے کے بعد ناتجربہ کار وزیراعظم کو جو اسے بڑا کائیاں' چالاک اور کام کا آدمی سمجھنے لگی تھیں' اس نے یہ بتایا کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو ان کی فرماں برداری کرنا ہو گی کہ وہ تو اپنی مرضی سے اپنے محافظوں تک کا تقرر نہیں کر سکتا۔ وہ خود کو دستور کا ماہر قرار دیتا تھا' لیکن اسے کچھ خبر نہ تھی کہ صوبوں کے اختیارات کیا ہیں اور ایک طاقتور وزیراعلیٰ کہاں تک جا سکتا ہے۔ بعد میں کچھ اور لوگ بھی بریف کیس لے کر لاہور میں گھومتے اور دھمکیاں دیتے رہے' لیکن اعتزاز ان میں سے ایک تھا' جنہوں نے محاذ آرائی کو جنم دیا اور جنہیں اس پر فخر تھا۔ وہ ان میں سے ایک تھا جنہوں نے بے نظیر کو فوج سے متصادم کرایا اور صدر سے الجھنے پر اکسایا۔ وہ کبھی ایک عملی آدمی نہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ اپنے موقف پر تلا رہنے والا ایک محنتی وکیل' لیکن حیرت انگیز طور پر اس کے مشوروں کو اہمیت دی جاتی تھی' ہر بار اس کی چال الٹ جاتی تھی اور وہ منہ کی کھاتا تھا' لیکن بدقسمت بے نظیر پھر بھی اس کے مشورے سنتی تھی۔ وہ ہر چیز کی توجیہ پیش کر سکتا تھا' تاویل کر سکتا تھا۔ وہ غلطی کرتا تھا اور مانتا نہیں تھا۔ وہ دارالحکومت کے اخبار نویسوں اور اپنے داخلہ سیکرٹری سے الجھا' جس نے نوکری داؤ پر لگا کر ملک کے فوجی سربراہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختلاف کرنے کی جسارت کی تھی۔ ان دونوں محاذوں پر وہ پسپا ہوا' لیکن شرمندہ نہیں۔۔۔ وہ کبھی شرمندہ نہیں ہوا۔

وہ ان لوگوں میں سے ایک تھا' جسے بے نظیر کے زوال کا سبب سمجھا گیا' غیر عملی' رومان پسند' نعرہ باز' غیر ذمہ دار اور وہم و گماں کا اسیر' اس کے باوجود وہ بے نظیر کے پسندیدہ لوگوں کی فہرست میں شامل رہا۔ کیا اس لیے کہ وہ انہیں اپنی وفاداری کا یقین دلانے میں کامیاب ہوگیا تھا؟ اس کے لیے وہ فیس لیے بغیر مقدمہ لڑتا تھا؟ وہ کاغذات اور دستاویزات مرتب کرنے کی مہارت رکھتا تھا؟ اس لیے کہ وہ ہنرمند تھا یا بے نظیر نامردم شناس تھی؟ کچھ بھی ہو' وہ اس کی بد قسمتیوں میں سے ایک نمایاں بدقسمتی تھا۔ ایک بوجھ' بہتان اور طعنہ۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کے اعتماد میں اضافہ ہوتا چلا گیا' یہ محض اس لیے نہیں ہے کہ کچھ لوگ مسلسل اس کی تحسین کرنے میں لگے رہتے ہیں (اور اس نے خود اس کا اہتمام کیا ہے)۔ ایسا لگتا ہے کہ قدرت نے جو آخر کار ہر آدمی کے مقدر کا فیصلہ کرتی ہے' اسے اس کی خود فریبی کے حوالے کر دیا۔ 1990ء کے انتخابات میں جب لاہور میں معراج خالد سمیت پیپلز پارٹی کے تمام امیدوار ہار گئے' کہن سالہ شیخ رفیق کو چند ہفتے قبل انتخابی مہم شروع کرنے والے' ہمایوں اختر نے 14 ہزار ووٹوں سے ہرا دیا تو اعتزاز احسن غرق ہونے والے اس لشکر کا واحد شہسوار تھا' جو دریا کے پار اترا۔ اس کامیابی کا سہرا نگراں وزیراعظم مصطفےٰ جتوئی کے سر تھا' جن کا ساری عمر کا وطیرہ یہ ہے کہ ڈھنگ کے کسی مشیر یا نائب کو کبھی قریب پھٹکنے نہیں دیتے۔ انہوں نے اس حلقے میں ایک ایسے شخص کو اصرار کر کے ٹکٹ دلوایا' جو دوستانہ خوش گپیوں کے سوا کسی کام کا نہ تھا اور نوے فیصد ووٹروں نے جس کا نام تک نہ سنا تھا۔

اس شخص کو شکست دے کر اعتزاز آسمان پر اڑنے لگا۔ اب وہ ایک دانشور بھی ہے' سیاسی مدبر بھی' عظیم خطیب بھی اور معرکے کا سیاست دان بھی سیزر' سمارک' ابرہام' بابر۔

پنجاب میں' جہاں اکتوبر 1990ء کے انتخابات کے بعد جن میں کشتوں کے پشتے لگ گئے' وہ جماعت کا نفس ناطقہ بن کر ابھرا ہے' اب جبکہ لاہور سے راؤ رشید ہیں نہ معراج خالد' شیخ رفیق نہ جہانگیر بدر' طارق رحیم اور نہ شیخ رشید' تو اس کے راستے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی رکاوٹ نہیں کہ وہ جس وقت جو جی چاہے کہے' چیخ چیخ کر بات کرے' دوسروں کی سننے سے انکار کر دے اور خود کہتا چلا جائے' ایسا ہی کر رہا ہے اور اب رفتہ رفتہ اس نے ہوش و حواس تک کو کھو دیا ہے۔ اسے کچھ معلوم نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اس کا انجام کیا ہو سکتا ہے--- قومی اسمبلی کے ایوان میں کھڑے ہو کر' جہاں کی جانے والی گفتگو پر خواہ وہ کتنی ہی مہمل اور مجرمانہ کیوں نہ ہو' مواخذہ نہیں کیا جا سکتا' اس نے علی الاعلان شریعت' خدا' رسول ﷺ' قرآن اور اصحابؓ رسول کا تمسخر اڑایا۔ جب اس نے کہا کہ شریعت اس دور کی یادگار ہے جب عورتوں کو ان کے حقوق حاصل نہ تھے تو اس نے صاف صاف عہد رسالت مآب ﷺ کو جہل اور ناانصافی کا عہد قرار دیا' جب ایک عورت ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک سونا اچھالتے ہوئے جا سکتی تھی۔

وہ بظاہر شریعت بل کی مخالفت کرتا ہے لیکن دراصل وہ براہ راست شریعت پر تنقید کرتا ہے' کیا وہ یہ بھول جاتا ہے کہ شریعت کیا ہے؟ یہ خدا کا فرمان ہے جو اس کے آخری رسول ﷺ کے ذریعے مسلمانوں تک پہنچا ہے' یہ قرآن ہے' جس میں کوئی ترمیم نہیں ہوئی اور نہ کبھی ہو سکتی ہے' یہ احادیث کا نام ہے جو آخری رسول ﷺ کے عمل اور قول کو ہم تک پہنچاتی ہیں--- اس کا دعویٰ ہے کہ شریعت بل پاس ہونے سے ٹیکسوں کا پورا ڈھانچہ زمین بوس ہو جائے گا--- وہ کہتا ہے کہ نظم و نسق' خزانہ اور معیشت کا 50 سالہ تجربہ رکھنے والے صدر کو اس کا کچھ بھی علم اور احساس نہیں اور یہ کہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے--- اس کا کہنا ہے کہ ایک صنعتی سلطنت تعمیر کرنے والے خاندان کے نواز شریف کو جس نے چھ سال میں ایک صوبائی وزیر سے وزارت عظمیٰ تک کا سفر کیا' جسے دنیا بھر کے اخبارات ایک لائق منتظم کے طور پر خراج تحسین پیش کر رہے ہیں' جدید دنیا کے حقائق کی کوئی خبر نہیں۔ اسے اصرار ہے کہ اسلام میں زکوٰۃ کے سوا کوئی ٹیکس نہیں۔ جی ہاں! یہ اسؑ کا اصرار ہے' عشر بھی نہیں' وہ سارے ٹیکس بھی نہیں جو مدینہ میں وصول کیے جاتے تھے اور جن کے لیے عشور کی اصطلاح رائج تھی۔ اگر وہ سوال کرتا تو کوئی بھی اسے بتا سکتا تھا کہ اسلامی حکومت کے اولین عہد ہی میں بہت سے ٹیکس نافذ تھے جو تعلیم اور علاج کی ذمہ داری قبول کرتی تھی اور جس میں کمزوروں کی کفالت سرکار کی ذمہ داری تھی۔ وہ جاننا چاہتا تو کوئی اسے بتاتا کہ مسلمان علماء نے ٹیکسوں کی سطح اور خرچ کی ترجیحات پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں' لیکن وہ کیوں جاننا چاہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا' اسے تو پہلے ہی سے ہر بات معلوم ہے۔

اس کا خیال ہے کہ وہ خدا سے زیادہ جانتا ہے جس کی شریعت کو وہ قبائلی عہد تک محدود قرار دیتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ وہ خدا کے آخری رسول ﷺ سے زیادہ باخبر ہے' جن پر فرشتے اترتے تھے' جن پر قرآن اتارا گیا اور جو انسان کی تاریخ میں رہنمائی کا سب سے بڑا سرچشمہ تھے۔ اس کے لیے یہ سب کچھ کوئی معنی نہیں رکھتا' وہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ اس روشن عہد میں جب تان من سکوائر میں ہزاروں بچوں کو ٹینکوں تلے روند ڈالا گیا' دس لاکھ افراد ہر صبح روٹی کے ایک ٹکڑے کے لیے ماسکو میں قطاریں بناتے ہیں' امریکہ اور بھارت میں لوگ کم نسل ہونے پر قتل کر دیئے جاتے ہیں' شریعت کا نفاذ ایک ظلم ہے۔ وہ یہ تاثر دیتا ہے کہ شریعت کا قانون قبائلی عہد کے انسانوں کا' خدا کے نام پر مرتب کردہ ایک ناقص اور نامنصفانہ نظام ہے۔ اس ناقص قبائلی عہد سے اس کی کیا مراد ہے۔ غریبوں کے مولیٰ' یتیموں کے ماویٰ رسول ﷺ کا عہد؟ جو غار سے نور کے ساتھ آئے اور جنہوں نے جبر اور جہل کو اپنے قدموں تلے پامال کر ڈالا' جنہوں نے عمارؓ اور بلالؓ کو قریش کے باجبروت سرداروں سے زیادہ تکریم بخشی' جنہوں نے بچوں کو قتل کرنے والوں کو جانوروں تک سے مہر و محبت سے پیش آنا سکھایا۔ کیا اس سے ان کی مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دور ہے' یقین اور ایمان کے اس پیکر صدق صفا کا' جس نے مال دار باغیوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے لشکر کشی کی اور خزانہ سے غریبوں اور مفلسوں کے تن ڈھانپے اور ان کی تکریم کی--- کیا اس کا اشارہ خطاب کے بیٹے عمرؓ کی طرف ہے' جو بڑھیا کے بچوں کے لیے اپنے سر پر غلہ اٹھا لے گئے تھے اور جو یہ کہتے ہوئے رو دیئے تھے کہ انہیں خدا کے ہاں ہر مفلس اور محروم کا جواب دینا ہے۔ جو مدینہ کے بازاروں میں ایک روز پانی کی مشک اٹھائے بھاگتے ہوئے گزرے تھے کہ ان کا نفس غرور سے پاک رہے۔ کیا اس کا اشارہ حضرت عثمانؓ کی طرف ہے جو ذاتی مہمانوں کی آمد پر سرکاری چراغ بجھا دیتے تھے' جو اپنے سرمائے سے غلہ خریدتے اور قحط کے شکار لوگوں میں بانٹتے تھے' جن کی حیا اور شرافت پر فرشتے رشک کرتے تھے۔ کیا اس کا اشارہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی طرف ہے؟ جو اونچا کرتا پہنتے تھے اور غور و فکر کرتے، جن کے ماتھے کے بال جھڑ گئے تھے' جنہوں نے کہا تھا کہ دنیا ان کے لیے سور کی انتڑیوں سے زیادہ حقیر ہے' جنہوں نے اپنے منہ پر تھوکنے والے مشرک کی جان بخش دی تھی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے اپنے خلاف اس قاضی کا فتویٰ تسلیم کر لیا تھا جس نے محمد ﷺ کے نواسے کی شہادت مسترد کر دی تھی۔

کیا پیپلز پارٹی کے روشن خیال اور صاحب علم و ادراک رہنما کا اشارہ اس اموی شہزادے کی طرف ہے' جو ریشم و کمخواب پہنتا تھا اور عرب کے بہترین گھوڑوں پر سواری کرتا تھا' حتیٰ کہ اسے اقتدار مل گیا۔ تب وہ ایک کمزور ٹٹو پر سوار ہو کر مسجد میں آیا اور اس نے کھدرا لباس پہن رکھا تھا۔ وہ اتنا کم کھانے لگا کہ اس سے کم کوئی کھانے والا نہ تھا اور اقتدار نے اسے اتنا عاجز کر دیا کہ اس وسیع سلطنت میں اس سے بڑھ کر کوئی عاجز نہ تھا۔

پیپلز پارٹی' ترقی پسند اور بہادر لیڈر اجمال میں بات کرتا ہے' وضاحت نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اگر وہ اپنی بات صاف لفظوں میں کہہ دے تو اس کے حلقہ انتخاب کے ووٹر اس کے منہ پر تھوکیں گے۔

وہ مسلمانوں کی پوری تاریخ اور تمام جید انسانوں کو گالی دیتا ہے اور پھر شکوہ کرتا ہے کہ معاشرے سے رواداری رخصت ہوتی جا رہی ہے۔ وہ مسلم تاریخ کے سارے تجربے کو حقیر گردانتا ہے اور اس کے نزدیک اسلامی شریعت اتنی ناقص ہے کہ اس کے تحت مزارعت' کرایہ مکان اور آبیانہ تک کے قواعد وضع نہیں کئے جاسکتے۔ وہ کہتا ہے کہ قومی اسمبلی کے ارکان نے شریعت بل کی حمایت میں بھیڑ بکریوں کی طرح ووٹ ڈالے' گویا اس ایوان میں وہ تنہا صاحب فکر تھا اور باقی حیوانیت کی حد تک گرے ہوئے۔

وہ یہ سب کچھ مکمل اعتماد کے ساتھ کہتا ہے' خواہ اس کی دلیل ادنیٰ اور مسترد کر دی جانے والی ہو' اور کیوں نہ ہو' وہ اس قبیلے کا فرد ہے' جس نے پون صدی تک دنیا میں جھوٹ گھڑنے اور پھیلانے کی' پروپیگنڈہ کی سیاست کی' حتیٰ کہ ایک روز اس کا پورا ڈھانچہ زمین بوس ہوگیا اور اب اس دنیا کے رہنما' مغرب کی طرف بھیک کا ہاتھ پھیلائے کھڑے ہیں اور چھوٹی چھوٹی قوموں سے عاجزی کے ساتھ ترس کھا کر قرض دینے کی استدعا کر رہے ہیں۔

وہ یہ سب کچھ کیوں کہتا ہے؟ کیا وہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے پر شرمندہ ہے؟ شاید اس سے بھی کچھ زیادہ اور یہ بالکل واضح ہے۔ کیونکہ اسلام پر' خدا کے آخری دین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اس کے اعتراضات صلاح الدین ایوبی کے عہد میں اہل مغرب کی طرح گھڑے جانے والے افسانوں' اٹھارویں اور انیسویں صدی میں مناظرہ بازی کے لیے برصغیر آنے والے فرنگی پادریوں' بیسویں صدی کے اوائل میں شدھی تحریک کے جٹا دھاری ہندو مناظرہ بازوں' وسطی ایشیا کی محکوم مسلمان ریاستوں میں اسلام کی بیخ کنی کے لیے مرتب کی گئی اشتراکی پروپیگنڈہ لائن اور قرار داد مقاصد پر بحث کے زمانے میں مشرقی پاکستان کے ہندو ارکان اسمبلی کے خدشات سے مشابہت رکھتے ہیں۔ وہ اسلام کے اندر نہیں' اس کے باہر کھڑے ہو کر اس پر اعتراض کر رہا ہے۔ وہ اسلام کو' مسلمانوں کی پوری تاریخ کو' اس کے تمام تر تہذیبی و تمدنی اور اقتصادی و ثقافتی تجربے کو مسترد کرتا ہے لیکن اسے اپنے مسلمان ہونے پر اصرار ہے۔ ایک چالاک وکیل کی طرح جسے قاتلوں اور مجرموں کے مقدمات لڑنے کا تجربہ ہو' وہ اپنا موقف اردو اخبارات میں اتنی صراحت سے بیان نہیں کرتا' جتنا خواص کے لیے شائع ہونے والے انگریزی اخبارات میں۔ وہ تحقیر کرتا ہے اور کشادہ دلی کا مطالبہ کرتا ہے' ایک گالی دینے والا جو دوسروں پر الزامات دھرتا رہے۔

وہ استعماری عہد کی یادگاروں میں سے ایک یادگار ہے۔ وہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ جب کسی سرزمین پر اجنبیوں کی حکمرانی رہے تو کس طرح کی مخلوق وجود میں آتی ہے۔ وہ اس نظام تعلیم کی ایک نشانی ہے' جس کا ہماری تاریخ' نظریات اور ثقافت سے کوئی رشتہ نہیں اور جو ہمارے گھروں میں اجنبیوں کی فکری اولاد پروان چڑھاتی ہے۔ احساس کمتری کی ماری وہ مخلوق جس کے لیے علم اور شعور کا مفہوم' اہل مغرب کی طرح رہنا سہنا' پہننا برتنا' سوچنا اور بولنا ہے' جو اپنا لباس نہیں پہنتے اور اپنی زبان میں پورے یقین سے اظہار خیال نہیں کرسکتے' وہ اس ملک سے نفرت کرتے ہیں جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا اور اس سے شناخت اور توانائی حاصل کرتا ہے۔ ان کے نزدیک مذہب پر یقین رکھنے والے' خدا' رسول ﷺ' قرآن اور شریعت کو ماننے والے انسان نہیں' بھیڑ بکریاں ہیں' کیڑے مکوڑے جنہیں تلف کر دیا جانا چاہیے' جس طرح امریکیوں نے مشرق وسطی' روسیوں نے افغانستان اور بھارتیوں نے 1948ء کے جموں میں کیا۔ یہ لوگ' ایک خدا اور ایک کتاب کے ماننے والے' ان کی رائے میں اس کا کوئی حق نہیں رکھتے کہ اپنی پسند کا نظام وضع کرنے اور اپنی آزاد مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں۔

کیا اعتزاز احسن اور اس قبیل کے دوہرے لوگ' عام لوگوں کی غفلت اور لاپرواہی سے فائدہ اٹھا کر اسی سہولت سے اپنی روش پر گامزن رہیں گے یا وہ باز آئیں گے اور دوسروں کی رائے کا احترام کرنا سیکھیں گے جو اپنی صفوں میں دشمن کے پیامبروں کو برداشت کرتے ہیں۔

اس کا امکان کم ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرے' کیونکہ اس نے اپنی غلطی کبھی تسلیم نہیں کی' لیکن یہ عین ممکن ہے کہ کسی روز وہ حماقت کا ارتکاب کر بیٹھے' عین ممکن ہے کہ جو کچھ وہ ہمیشہ ملفوف انداز میں کہتا رہا ہے' ایک روز کھلے لفظوں میں کہہ دے' بے توجہی میں' ترنگ میں یا زعم میں--- شاید ایسا ہی کوئی لمحہ اس کی قسمت کا فیصلہ کر دے' بے نظیر کے سلمان رشدی کا' اس گالی دینے والے' بہتان باندھنے والے کا جو خود فریبی کی ایک نادر مثال ہے۔"

(ہفت روزہ زندگی لاہور 8 تا 14 جون 1991ء)

وفاقی وزیر داخلہ چوہدری اعتزاز احسن کا خاندان بھی قادیانی ہے

"بے نظیر حکومت کے اکثر وزراء' اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف کھلے عام پروپیگنڈا کرنے میں معروف ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نہ صرف وفاقی کابینہ میں کئی ارکان قادیانی ہیں بلکہ ربوہ کی قادیانی جماعت کا' بیشتر وزراء اور بیوروکریسی پر خاصا دباؤ ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری اعتزاز احسن کا خاندان بھی قادیانی ہے۔ ان کی حقیقی بہن نے گذشتہ دنوں' قرآن و سنت کے قوانین کے نفاذ کے خلاف جلوس میں شرکت کی تھی۔ ان کے بہنوئی خالد نواز چیمہ (جو وفاقی سیکرٹری ہیں) کا تعلق بھی قادیانی مذہب سے بتایا جاتا ہے۔"

(ہفت روزہ سیاسی لوگ لاہور 30 جولائی 1992ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرشید بھٹی

"پنجاب اسمبلی میں بجٹ پر بحث کے دوران لاہور سے پیپلز پارٹی کے رکن پنجاب اسمبلی اور وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر عبدالرشید بھٹی نے پنجاب اور پنجابی کا مقدمہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ "اہل پنجاب سے ان کی "ماں بولی" تک چھین لی گئی اور اردو مسلط کر دی گئی۔ جتنی بھی آسمانی کتابیں اتریں' وہ سب ان قوموں کی اپنی زبانوں میں تھیں' لیکن ہم پر اردو کے علاوہ عربی بھی مسلط کر دی گئی۔ ہمیں چاہیے کہ اذان عربی کی بجائے پنجابی زبان میں دی جائے اور نماز بھی اپنی زبان میں پڑھی جائے۔"

اس پر حزب اختلاف کے صاحب زادہ فضل کریم اور ڈاکٹر شفیق چودھری کے علاوہ بزرگ رکن اسمبلی خان زادہ تاج محمد نے بھی اس پر شدید احتجاج کیا اور کہا کہ یہ باتیں کافر کے منہ سے تو نکل سکتی ہیں' کسی مسلمان سے ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ صاحب زادہ فضل کریم نے کہا کہ فاضل رکن پنجاب اسمبلی پنجاب اور پنجابی کا مقدمہ بڑے شوق سے پیش کریں لیکن اسلام کی مبادیات اور اعتقادات پر کلہاڑا نہ چلائیں۔ انہوں نے کہا کہ عبدالرشید بھٹی نے اسلامی شعائر کا مذاق اڑا کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا ہے۔ جو بھی دین کے ساتھ مذاق کرے گا' ہم اس کا محاسبہ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ رشید بھٹی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں' آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 کے تحت ایسی باتیں کرنے والے رکن اسمبلی کی رکنیت ختم ہو سکتی ہے اور بغاوت کا مقدمہ بھی درج ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سیاسی اختلافات تو 47 سال سے چلے آ رہے ہیں لیکن اذان' قرآن اور عربی سے متعلق کبھی اختلافی بات نہیں ہوئی۔ خان زادہ تاج محمد نے سپیکر کو مخاطب کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا کہ آپ رشید بھٹی کو بند کریں' یہ کیا باتیں کر رہا ہے' اس طرح کی باتیں کافر کے منہ سے تو نکل سکتی ہیں' کسی مسلمان سے ان کی توقع نہیں ہو سکتی' اس معزز ایوان میں اس طرح کی باتیں کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ایوان کے 240 مسلمان ممبران کو پنجابی میں نماز ادا کرنے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت کرنا قابل مذمت ہے۔ رشید بھٹی پہلے جبرائیل علیہ السلام کے پاس کسی کو بھیجیں تاکہ قرآن پاک کو پنجابی میں نازل کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے آدمی کا احتساب ہونا چاہیے۔ سپیکر پنجاب اسمبلی حنیف رامے نے کہا کہ عبدالرشید بھٹی نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ ان کا خیال ہے کہ انسان کسی بھی کام میں اپنی زبان میں' بہتر رائے کا اظہار کر سکتا ہے' انہوں نے کہا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں' مسعود کھدر پوش سیکرٹری اوقاف تھے تو ایسی باتیں کرتے رہے۔ ایک مرتبہ مسعود کھدر پوش نے تمام علماء کو بلایا۔ نماز کا وقت ہوا تو مسعود کھدر پوش نے خود آگے بڑھ کر امامت کی اور پنجابی میں نماز کرائی۔ سپیکر پنجاب اسمبلی نے عبدالرشید بھٹی کے خیالات کو ذاتی خیالات قرار دے کر کارروائی سے حذف کرنے سے انکار کر دیا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور' روزنامہ خبریں لاہور' روزنامہ جنگ لاہور 23 جون 95ء)

گستاخ اسلام عبدالرشید بھٹی رکن اسمبلی کے مندرجہ بالا بیان پر مختلف سیاسی و دینی راہنماؤں سے شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر' جماعت اسلامی کے حافظ ادریس اور جمعیت العلمائے پاکستان کے قاری زوار بہادر نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ "عربی کے مخالف اسلام پر غصہ اتارنے کی بجائے مذہب لیں۔ اور ایسا مذہب اختیار کر لیں جس میں انہیں عربی سیکھنے' اذان' نماز اور روزے کی زحمت گوارا نہ کرنا پڑے۔ انہوں نے کہا کہ پنجابی زبان کی اندھی وکالت میں بعض لوگ اتنا آگے بڑھ جاتے ہیں کہ عقل ہی ٹھکانے نہیں رہتی۔"

(روزنامہ جنگ 24 جون 95ء)

"ایڈیٹر کی ڈاک" میں ایک مراسلہ نگار نے "پنجابی میں نماز" کے عنوان سے لکھا:

"مکرمی! سر راہے میں مرحوم مسعود کھدر پوش کا ذکر پڑھا۔ اس ضمن میں ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔ 1953ء کی بات ہے' میں پہلی بار لندن گیا' اتفاق سے ان دنوں مرحوم مسعود کھدر پوش بھی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ نماز کی بات چل نکلی تو مرحوم نے پنجابی زبان میں نماز پڑھنے کی تلقین کا آغاز کر دیا۔ آخر ان سے فرمائش کی گئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ ذرا پنجابی زبان میں نماز کا ترجمہ اور اذان دے کر حاضرین کو بتائیں تو سہی---- انہوں نے اللہ اکبر کا ترجمہ یوں کیا۔

"اللہ توں بڑا وڈا ایں"

اسی طرح کے دوسرے بے سروپا راگ گائے۔ اذان اور نماز کی تو بات چھوڑیئے ذرا غور فرمایئے کہ اگر پنجابی زبان میں نماز اور اذان کی ادائیگی شروع کر دی جائے تو صرف پنجاب میں سرائیکی' پوٹھواری وغیرہ میں کیسے کیسے ماہیئے سننے میں آئیں گے۔ پھر سندھ' بلوچستان اور سرحد---- ہر صوبے اور اس کے علاقے کی بولی میں ترجمہ ہو گا' ذرا آگے چلئے دنیا بھر میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں' نماز اور اذان کے نام پر کیا انتشار نہیں پھیلے گا؟

مرحوم مسعود کھدر پوش کے بارے میں' میں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ سامراج یا نام راج کے فکری غلام تھے البتہ منتشر الذہنی اور پنجابی زبان کے ساتھ نہایت مخلص ہونے کے باوجود ذہنی ژولیدگی کا شکار تھے اور اس نکتہ کو نہیں سمجھتے تھے کہ اذان' نماز اور قرآن کو بولیوں میں تبدیل کر دیا جائے تو کیا تماشہ بنے گا۔ عربی زبان میں قرآن کا نزول اور اس کا تحفظ---- حفاظ کرام کے ذریعہ---- مسلمانوں کی فکری وحدت و قوت ہے یہ تو عالم اسلام کے خلاف مخالفین اسلام' مستشرقین اور دوسری قوتوں کی سازش تھی جو ایسی تجاویز کے ذریعہ انتشار پھیلانا چاہتے تھے اور وہ ناکام رہے۔

مجھے یاد ہے کہ قیام پاکستان سے قبل غالباً" لاہور ہی کے کسی ناشر کتب نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ یکجا کر کے شائع کر دیا' اس میں عربی متن شامل نہیں تھا۔ گویا قرآن کریم کا اردو ایڈیشن' اس پر برصغیر پاک و ہند میں قیامت بپا ہو گئی اور اس ترجمے کو مارکیٹ سے غائب ہونا پڑا۔

یہی حال مسعود کھدر پوش مرحوم کا تھا جہاں کہیں مرحوم فاسد اور احمقانہ نظریہ پیش کرتے' وہ پوری کی پوری محفل میں اضحوکہ روزگار بن جاتے' ہر کوئی ان کا مذاق اڑاتا۔ بدقسمتی یہ رہی کہ اگر کھدر پوش صراط مستقیم اختیار کرتے تو ان کا نام روشن رہتا لیکن اپنی کج فکری کے باعث ہماری نسل کے بعد ان کا ذکر کرنے والا بھی کوئی موجود نہیں ہو گا۔"

(ایڈیٹر روزنامہ "جہاد" پشاور / اسلام آباد)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 9 جولائی 95ء)

جناب محمد حنیف خالد "پنجابی میں نماز" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

"نوائے وقت میں مدیر "سرراہے" کی تبصرہ نگاری عرصہ سے زیر مطالعہ ہے جو بڑی پر لطف اور پر مغز ہوتی ہے' اس سے موصوف کی وسعت معلومات کے علاوہ مذہب اسلام سے گہرے لگاؤ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ دین اسلام کے متعلق اگر کسی طرف سے کوئی نکتہ اعتراض اٹھتا ہے تو موصوف ماشاء اللہ بڑے ہی دلچسپ مگر تحقیقی انداز میں اس کا تعاقب کرتے ہیں' ان کا یہ طرز تحریر واقعی قلمی جہاد ہے جو ان کے لیے تو باعث اجر اور لائق تحسین ہے ہی' صحافت سے وابستہ دوسرے حضرات کے لیے قابل تقلید بھی ہے۔ پنجاب اسمبلی میں بجٹ پر بحث کے دوران لاہور سے پیپلز پارٹی کے ایک رکن جناب عبدالرشید بھٹی نے اذان و اقامت اور دیگر عبادات' پنجابی زبان میں ادا کرنے پر جو زور دیا ہے' اس پر مدیر "سرراہے" نے جہاں بھٹی صاحب کی خبر لی ہے' وہیں مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے بھی شکایت کے انداز میں یہ درخواست کی ہے کہ وہ صرف بیرونی دورے ہی نہ کرتے رہیں بلکہ اس قسم کے فتنوں کا سدباب بھی کریں۔ سب سے اہم بات' جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے ذہنی خلجانات جنم لیتے ہیں' یہ ہے کہ دین ہماری عقل و فکر کے تابع نہیں ہے بلکہ عقل و فکر کے خالق و مالک کی مرضی کے تابع ہے' کیونکہ انسان اور اس کی عقل' مخلوق یعنی پیدا کی ہوئی ہے' اس کا خالق یعنی پیدا کرنے والا' اللہ تعالیٰ ہے۔ اب بھلا مخلوق سے یہ توقع کیسے رکھی جا سکتی ہے کہ وہ خالق کے احکام کی اصل وجوہ' علتوں اور حکمتوں کو اپنے اندر سمو لے گی' اس لیے بہت سے احکام شرعیہ عقل انسانی سے بالاتر ہوتے ہیں' جب اس حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے تو پھر کسی حکم شرعی کا صرف اس لیے انکار کر دینا یا اس میں کیڑے نکالنے کی سعی لاحاصل' عقل و دانش کا منہ چڑانا نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ دین متین کے دو اہم شعبے ہیں' عبادت اور تبلیغ تبلیغ بھی اگرچہ عبادت کے وسیع مفہوم میں داخل ہے مگر عملی طور پر ان دونوں میں فرق ہے' عبادت کا تعلق اپنی ذات سے ہوتا ہے' اس لیے وہ تو بعینہٖ اسی طرح کرنی لازمی ہے کہ جس طرح شریعت اسلامیہ نے اس کا طریقہ متعین کر دیا ہے' حالات و زمانہ کے بدلنے سے اس میں کوئی ترمیم نہیں کی جا سکتی' البتہ تبلیغ کا مقصد چونکہ دوسروں کی اصلاح اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو راہ راست پر لانا ہوتا ہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب بات مخاطب کی سمجھ میں آ سکے' اس لیے انتظامی اور وقتی طور تبلیغ دین کی خاطر ایسے ذرائع بھی اختیار کئے جا سکتے ہیں کہ جن کا وجود خیر القرون' یعنی عہد رسالت ﷺ ' عہد صحابہؓ اور عہد تابعینؒ میں نہ تھا' اور اس مقصد کی تکمیل کے لیے وہی زبان استعمال کرنی جائز بلکہ ضروری ہے کہ جس کو لوگ باآسانی سمجھ سکتے ہوں' اس لیے علماء اسلام نے اطراف عالم میں جو دین کا کام کیا ہے' اس میں کبھی انہوں نے کسی خاص زبان کی پابندی کو روا نہیں رکھا' اور موجودہ ترقی یافتہ دور میں تو خود علماء کی زیر نگرانی قرآن کریم' احادیث اور فقہ اسلامی کی تشریحات دنیا کی تقریباً تمام مشہور و مستعمل زبانوں میں لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں اور اس کی کبھی کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی۔ بایں ہمہ اگر پھر بھی لوگ مذہب سے دور رہیں تو یہ ان کی اپنی بد نصیبی اور محرومیت ہے' اپنی اس بد نصیبی اور حرمان پر صرف یہ کہہ کر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا کہ چونکہ نماز' اذان' خطبہ جمعہ و عیدین عربی میں ہیں اور عام لوگ انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں' اس لیے لوگ مذہب سے بیزار ہو رہے ہیں' درحقیقت مذہب سے دوری کا سبب عربی زبان نہیں بلکہ اس کے اسباب اور ہیں جن میں سرفہرست فکر آخرت سے عاری ہونا' مادیت کا دلدادہ ہونا اور ذرائع ابلاغ کا برپا کردہ بے حیائی اور بے غیرتی کا طوفان ہیں۔

پانچ وقت کی نمازیں' اذان و اقامت' خطبہ عیدین اور جمعہ کا اصل مقصد ذکر الٰہی اور عبادت خداوندی ہے تبعاً ان سے کسی کی اصلاح بھی ہو جائے تو اور بات ہے۔

اس لیے ان کی ادائیگی اسی وقت درست ہو گی کہ جب شریعت کے بتائے ہوئے اصول و قوانین کے عین مطابق ہو اور شریعت کا حکم ان کے بارے میں یہ ہے کہ ان کو عربی زبان میں ہی ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ' خلفائے راشدینؓ اور ائمہ مجتہدینؒ کے ادوار میں یہ عبادات عربی زبان میں ہی ادا ہوتی رہیں' حالانکہ حضور اکرم ﷺ کے دور میں بھی ایسے بہت سے لوگ نمازیں آپ ﷺ کے پیچھے ادا کیا کرتے تھے کہ جو عربی زبان سے واقف نہ تھے مگر آپ ﷺ نے کبھی بھی ان کی رعایت کرتے ہوئے نہ تو کبھی اذان و اقامت کسی اور زبان میں کہلوائی اور نہ ہی خود کبھی خطبہ کسی اور زبان میں دیا اور نہ ہی نماز کسی اور زبان میں پڑھائی اور نہ ہی کسی ترجمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ترجمہ کروایا' آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرامؓ ایک سیل رواں کی صورت میں بلاد عجم میں داخل ہوئے اور دنیا کا کوئی گوشہ نہیں چھوڑا جہاں اسلام کا کلمہ نہ پہنچا دیا ہو اور پنج وقتی نمازیں' جمعہ اور عیدین قائم نہ کر دیئے ہوں' ان حضرات کے خطبے اور نمازوں کی ادائیگی کے حالات آج بھی تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں' ان میں سے کسی ایک نے بھی کبھی بلاد عجم میں داخل ہونے کے بعد اپنے مخاطبین کی ملکی زبان میں نہ خطبہ دیا اور نہ ہی ان کی زبان میں نماز پڑھائی۔ یہاں یہ شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان کو عربی کے سوا دیگر زبانوں سے واقفیت نہ تھی کیونکہ بہت سے صحابہ کرامؓ کے متعلق ان کی سوانحات میں بڑی وضاحت سے لکھا ہے کہ وہ فارسی' رومی اور حبشی وغیرہ زبانیں جانتے تھے اور ان میں بخوبی تقریر کرتے تھے' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تو خود فارس کے رہنے والے تھے' حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے اور حضرت صہیبؓ روم کے باشندے تھے' اس کے باوجود امت اسلامیہ کے ان ستونوں نے کبھی بھی عبادات' عربی کے سوا کسی اور زبان میں ادا نہیں کیں' علاوہ ازیں عبادات کو عربی زبان میں ادا کرنے کے اور بھی بہت سے معاشرتی' اخلاقی اور سیاسی فوائد ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔

رہا بھٹی صاحب کا یہ فرمان کہ "آج تک جتنی بھی آسمانی کتابیں اتریں' وہ سب ان قوموں کی اپنی زبانوں میں نازل ہوئی تھیں لیکن ہم پر اردو کے علاوہ عربی بھی مسلط کر دی گئی ہے" تو ہم ان کی معلومات میں اضافے کی خاطر اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ قرآن مجید سے پہلے جتنی کتابیں جن انبیاء پر نازل ہوئیں' وہ انبیاء قیامت تک کے تمام دنیا کے لوگوں کے لیے نہیں بھیجے جاتے تھے بلکہ محدود وقت کے لیے خاص خاص قوموں کی طرف ان کو مبعوث کیا جاتا تھا اور ان کی بعثت کا مقصد صرف اسی قوم اور اسی وقت کے لوگوں کو راہ ہدایت پر لانا ہوتا تھا' بخلاف مذہب اسلام کے کہ یہ کسی خاص قوم یا محدود وقت کے لیے نہیں ہے بلکہ ایک آفاقی نظام ہے جو عالمگیر حیثیت کا مالک ہے اور اس مذہب کی قانونی کتاب' قرآن مجید پوری انسانیت کی ہدایت کا واحد راستہ ہے' ہمارا نبی آخری' کتاب آخری' اب نہ کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی نئی کتاب نازل ہو گی' اب ذرا عقل سے کام لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر دنیا بھر کے مختلف علاقوں کی مختلف زبانوں میں ایک جیسے قوانین پر مشتمل الگ الگ کتابیں نازل ہو جاتیں تو اس سے کتنی مشکلات اور کتنے زیادہ انتشار کا سامنا کرنا پڑتا۔ آج بھٹی صاحب تو پنجابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان کی وکالت کو ذریعہ نجات سمجھ بیٹھے ہیں' کل کوئی اور شخص اپنی مادری زبان کے فروغ کی خاطر دوسری زبان اور اس میں موجود دینی تعلیمات کو حرف غلط کی طرح مٹانے لگے گا تو اس سے لسانیت کا ایک نیا باب کھل جائے گا جو کہ ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا سبب تو بنے گا ہی' آخرت میں بھی ان کے حق میں مفید نہیں ہو گا۔ عربی ایک ایسی مقدس زبان ہے کہ جس کے متعلق سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عربی سے تین وجہ سے محبت کرو" ایک تو میں بھی عربی ہوں دوسرا یہ کہ قرآن پاک بھی عربی زبان میں ہے اور تیسرا یہ کہ اہل جنت کی زبان بھی عربی ہو گی"۔ ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص اچھی طرح عربی بول سکتا ہو تو وہ عجمی زبان میں گفتگو نہ کرے کیونکہ اس سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔" حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ "عربی سیکھا کرو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہے" اس لیے مسلمانوں کے ذہنوں میں عربی زبان کی عظمت کا ہونا تو ضروری ہے اور اس کو بارگراں سمجھنا یا اس پر ناگواری کا اظہار کم از کم اس شخص کو تو ہرگز زیب نہیں دیتا جو حضرت محمد ﷺ کے امتی ہونے کا دعویدار ہو۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 15 جولائی 95ء)

پروفیسر ڈاکٹر عبدالروف خاں اپنے مضمون "اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں لادینیت کا فروغ" میں لکھتے ہیں۔

"پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ 1947ء میں چھوٹے بڑے کی زبان پر یہ الفاظ تھے' پاکستان کا مطلب کیا؟ جواباً" یہ کلمہ تھا "لا الہ الا اللہ" یعنی ایک ایسا خطہ مطلوب تھا جہاں اللہ تعالٰی کی حاکمیت کے سوا اور کسی کی حاکمیت نہ ہو گی۔ مسلمانان ہند نے دل و جان سے اپنے آپ کو ہر قربانی کے لیے پیش کیا۔ اللہ تعالٰی کے کرم سے پاکستان معرض وجود میں آیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پاکستان میں قرآن و سنہ کی روشنی میں اسلامی آئین مروج ہوتا مگر نصف صدی گزرنے کو ہے کہ مملکت خداداد پاکستان میں بسنے والوں کی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ جو حکمران براجمان ہوا' اس نے اپنی من مانی کی اور اپنی کرسی کی خاطر مسلمانوں کو ہر طرح فریب دیا اور اسلام کو محض نعرہ (Slogan) کے طور پر استعمال کیا۔ ہر روز نت نئے شوشے چھوڑے جاتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامک ایڈوائزری کونسل کی تشکیل ایک مذاق کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کبھی قادیانی مسئلہ میں قوم کو الجھا دیا' کبھی ناموس رسالت ﷺ کا مسئلہ کھڑا کر دیا تو کبھی بنیاد پرستی کی بات چل نکلی۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے' اس کے اصول و ضوابط مسلمہ ہیں جن پر اسلامی ریاست قائم ہوئی' پھلی پھولی اور پروان چڑھی۔ پاکستان کے ارباب اقتدار اسلامی تعلیم سے اس قدر بے بہرہ ہیں کہ ان کو ایمان کی بنیادی باتوں تک کا بھی علم نہیں' اس کے باوجود وہ سب اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے نمائندے ہیں۔ قانون ساز ادارے میں جانے کا کوئی معیار نہیں' ہر کس و ناکس دولت اور اثر کے بل بوتے پر وہاں پہنچ سکتا ہے۔

حال ہی میں صوبائی اسمبلی کے ایک "معزز رکن" عبدالرشید بھٹی نے الحادی طور پر بڑی جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسمبلی میں اس بات کا برملا تذکرہ کیا کہ پہلی قوموں کی کتابیں ان کی زبان میں اتریں' وہ عبادت بھی اپنی زبان میں کرتی تھیں' ہمیں بھی نماز اور اذان پنجابی میں ادا کرنی چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ نعوذ باللہ قرآن عربی کے بجائے پنجابی میں بھی ہونا چاہیے اور اس سے صریحا" محمد ﷺ کی ہمہ گیر رسالت کا انکار ہے۔

اول تو اسلامی مملکت میں عام آدمی بھی اس طرح کی بات کہنے کی جرات نہیں کر سکتا' چہ جائیکہ مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والا شخص ایسے الفاظ کہے اور کہے بھی تو قانون ساز ادارے میں۔ ہم سب مسلمانوں کے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے منتخب نمائندے کھلے بندوں اس طرح مستشرقانہ خیالات کا علی اعلان اظہار کریں اور قوم کے کان پر جوں بھی نہ رینگے۔ اخبارات میں تھوڑا سا شور ہوا مگر علماء کرام کی طرف سے خاطر خواہ ردعمل نہ ہوا۔ بعد میں ذرا سی بات کہہ کر اس ممبر نے معافی مانگ لی اور اپنے الفاظ واپس لے لئے۔ بات ٹل گئی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ایسے ممبر کو فی الفور اسمبلی کی رکنیت سے اٹھا باہر پھینکا جاتا اور شرعی عدالت میں اس پر مقدمہ چلایا جاتا۔ ایسے لوگوں (اگر وہ مسلمان ہیں) کی زبان کھینچ لی جاتی اور ایسی عبرت ناک سزا دی جاتی کہ آئندہ کوئی مسلمان اس طرز کی آزاد خیالی کا مظاہرہ نہ کر پاتا۔ یہ بات رشدی اور تسلیمہ نسرین کے خیالات سے کسی طرح کم نہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب ایبٹ بنیہ نے ایک کتاب Ayesha the Beloved of Muhammad لکھی تو ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہنگامہ برپا ہوا حالانکہ وہ شخص مستشرق تھا۔

قرآن کا نماز میں پڑھنا فرض و واجب ہوا۔ سورۃ فاتحہ نماز میں لازمی پڑھی جاتی ہے۔ ہر نماز میں اس کا پڑھنا شرع نے ضروری کر دیا جہاں تک کہ جس نماز میں یہ سورۃ نہ پڑھی جائے' وہ نماز فاسد و باطل ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے تین بار فرمایا کہ جس نے الحمد نماز میں نہیں پڑھی' وہ نماز نہیں ہوتی۔ نماز میں الحمد کا پڑھنا واجب ہے' وہ عربی میں ہے۔ پھر پنجابی میں نماز کیسے ادا کی جا سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نماز عربی میں ادا کرتے تھے' اس کے خلاف کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ اتباع رسول ﷺ اطاعت الٰہی ہے۔ پانچ وقت کی نمازیں ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ نے کعبہ کے نزدیک دو بار ان کو فجر' ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائی (ابوداؤد ترمذی) تو کیا یہ نماز عربی میں نہ تھی؟ اسی طرح اذان کے الفاظ اللہ اکبر' اشھدان لا الہ الا اللہ' اشھدان محمد رسول اللہ' حی علی الصلوۃ' حی علی الفلاح' اللہ اکبر' لا الہ الا اللہ' حضور رسول اکرم ﷺ نے بلالؓ کو انہی عربی الفاظ میں اذان دینے کو کہا اور ہمیشہ انہی الفاظ میں اذان ہوتی رہی اور ہوتی رہے گی۔ نماز و اذان کے ہر کلمہ میں اسلام کی عظمت اور سمجھ رکھی گئی۔ محمد ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا۔ وہ ایک خطہ یا قوم کے لیے نبی نہ تھے۔

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب ہے جو کہ عربی میں ہے۔ 1400 سال سے زائد عرصہ گزر گیا' کوئی مستشرق اس کو چیلنج نہ کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ محمد ﷺ کی حدیث ہے "پیغمبروں میں سے ہر پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے ایسے معجزات دیئے جن کو دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور مجھ کو جو معجزہ عطا ہوا ہے' وہ قرآن ہے (بخاری) یہ ارشاد ہماری تلاش کے صحیح رخ کو متعین کرتا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ رسول ﷺ کی رسالت کو پہچاننے کے لیے آج ہمارے پاس جو سب سے بڑا ذریعہ ہے' وہ یہ کتاب ہے جس کو رسول ﷺ نے یہ کہہ کر پیش کیا کہ وہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے اتری ہے۔ قرآن' رسول کا نمائندہ بھی ہے اور رسول کے رسول برحق ہونے کی دلیل بھی۔ 1415 سال سے قرآن عربی میں تواتر سے پڑھا جاتا رہا اور کسی زیر زبر کی تبدیلی کی کسی میں جرات نہ ہوئی' اب پنجابی میں نماز کا فتنہ کیونکر پیدا ہوا؟۔

قرآن کا چیلنج کہ جو لوگ قرآن کے کتاب الٰہی ہونے کے بارے میں مشتبہ ہیں'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ایسی کتاب بنا کر پیش کریں بلکہ اس جیسی ایک سورۃ بھی بنا کر دکھا دیں "اپنے بندے پر اپنا جو کلام ہم نے اتارا ہے اگر اس کے کلام الٰہی ہونے کے بارے میں تمہیں شبہ ہے تو اس جیسی ایک سورۃ بنا کر لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے تمام حمایتی بھی بلا لو' اگر تم اپنے خیال میں سچے ہو (2:23)

قرآن کا کہنا ہے کہ وہ ایک ایسا کلام ہے جو انسانی ذہن تخلیق نہیں کر سکتا اور ڈیڑھ ہزار برس تک انسان کا اس پر قادر نہ ہونا قطعی طور پر ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک غیر انسانی کلام ہے۔ یہ خدائی سرچشمہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں' اس کا جواب کون دے سکتا ہے۔

لبید بن ربیعہ (جو قریش کا بہت بڑا شاعر تھا۔ اسلام لانے سے پہلے) کی ایک نظم جو نہایت عمدہ تھی' کعبہ کے باہر آویزاں کی گئی۔ کسی مسلمان نے قرآن کی ایک سورۃ لکھ کر اس کے قریب آویزاں کر دی۔ لبید نے جب وہ سورۃ پڑھی تو اعلان کیا بلاشبہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے اور وہ اس پر ایمان لے آیا۔

منکرین مذہب نے جب دیکھا کہ قرآن بڑی شدت اور تیزی سے دلوں کو متاثر کر رہا ہے تو ابن المقفع (م 734ء) جو بہت بڑا ادیب اور غیر معمولی طباع تھا' کو اس بات پر رضا مند کیا کہ وہ قرآن کے مقابلے میں ایک کتاب تیار کرے۔ اس نے ایک سال کی مدت میں یہ کام کرنے کا وعدہ کیا۔ جب نصف مدت گزر گئی تو دیکھا گیا کہ وہ قلم ہاتھ میں لیے گہرے مطالعہ میں متفرق ہے۔ سارے کمرے میں پھٹے ہوئے کاغذات کا انبار لگا ہے۔ اس نے پریشانی کے عالم میں اعتراف کیا کہ صرف ایک فقرہ لکھنے کی جدوجہد میں اس کے چھ ہفتے بیت گئے مگر وہ کچھ نہ لکھ سکا چنانچہ وہ اس کام سے دست بردار ہو گیا۔ اس طرح قرآن کا چیلنج بدستور آج تک قائم ہے۔ ضمادازری کو اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا۔ جب اس نے قرآن سنا تو بے اختیار بول اٹھا "خدا کی قسم میں نے کاہنوں کی بولی' جادوگروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد سنے ہیں مگر یہ کلام کچھ اور ہی ہے۔ یہ تو سمندر کی تہہ تک اثر کر جائے۔ (مسلم باب تخفیف الصلوۃ)

اول تو پہلی قوموں پر جو کتابیں نازل ہوئیں' وہ ایک خطے کے لیے تھیں اور پھر ان کی زبان بھی ہر شخص کی زبان نہ تھی۔ محمد ﷺ تشریف لائے تو سب کی سب کتب کافی حد تک تبدیل ہو چکی تھیں۔ ایک ہمہ گیر زبان کی ضرورت تھی' اور عربی زبان اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت کو پورا کرتی تھی' اس لیے اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں جو کہ محمد ﷺ کی زبان بھی تھی' قرآن نازل فرمایا۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ عربی میں قرآن مجید کا نزول اللہ تعالیٰ کی مشیت پر مبنی ہے۔ نماز عربی میں لازم اللہ تعالیٰ کی عین مرضی کے مطابق قرار پائی۔ میں یا کوئی اور کون ہے جو اس بارے میں فیصلے صادر کرتا پھرے۔

عربی میں نماز صرف عربی دانوں کی وجہ سے نہیں ہے۔ قرآن کریم کی زبان کی فصاحت و بلاغت اس حد تک ہے کہ کسی اور زبان میں وہ مدعا بیان ہی نہیں ہو سکتا۔ مستشرقین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن جس زبان میں نازل ہوا' الفاظ اور دوسرے معنوں کے لحاظ سے کسی اور زبان کی رسائی اس بلندی تک نہیں۔ پروفیسر آرتھر جے آربری کیمبرج یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر تھے اور عربی کے اس قدر ماہر مانے جاتے تھے کہ عرب بھی ان کے سامنے زبان دانی میں وہ دسترس نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب The Koran Interpreted میں اس بات کا برملا اعتراف کیا کہ تضمن (Connotation) کے لحاظ سے قرآن کی زبان کے بالمقابل الفاظ نہیں مل سکتے۔

دوسرے قرآن کی ادائیگی میں وہ جاذبیت ہے جس کے لیے کسی موسیقی کے آلات کی حاجت نہیں (جیسے دوسرے مذاہب میں بھجن یا بائبل پڑھتے ہوئے موسیقی کے آلات کا استعمال ہوتا ہے) اس کے علاوہ مسلمانوں کی وحدت کا مسئلہ بھی مقصود تھا' اس لیے نماز کے لیے ایک زبان' ایک جہت لازمی قرار دی گئی۔ اگر ہر شخص کی اپنی زبان میں نماز کی ادائیگی مقصود ہوتی تو ملت واحد کا تصور کہاں ہوتا۔

مجھے علم نہیں عبدالرشید بھٹی کی تعلیم کیا ہے' وہ کس سمجھ بوجھ کے آدمی ہیں (اگر ہوتے تو ایسی بات کبھی زبان پر نہ لاتے) عبدالرشید نام عربی میں ہے' پہلے تو وہ اپنے نام سے اس کی ابتداء کریں۔ ایسے کلمات نکالنے سے پہلے ان کی عقل و فکر (اگر ہے تو) میں یہ بات نہ آئی کہ اللہ تعالیٰ نے جس کے ہم اور وہ بندے ہیں' نماز عربی میں تجویز کی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اپنی عبادت کے لیے (جس میں اس کی ذات کو کوئی فائدہ نہیں) جو زبان اس نے مناسب سمجھی' اس میں عبادت فرض کر دی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر کھلا حملہ ہے کہ اس نے تمام امت مسلمہ کے لیے عربی زبان میں نماز کیوں فرض و واجب کی۔

مسعود کھدر پوش جیسے کتنے لوگ ہیں (جن کے دماغ چل نکلے) کہ وہ نماز پنجابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ادا کریں۔ دراصل ہم جس تہذیب کی تقلید پر چل نکلے ہیں اس کے سب انڈے گندے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کی ہم پلہ سات دہرائی جانے والی آیات' کوئی مائی کا لال بنا کر دکھائے۔ ہمیں عبادت کا ڈھنگ کس نے سکھایا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ اس نے بھولے بھٹکے انسان کو اپنے انبیاء اور پھر اپنے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے راستہ دکھایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' سورۃ فاتحہ جیسی سورۃ نہ تو اس سے پہلے تورات میں نازل ہوئی اور نہ انجیل میں۔ کیا ایسی جامع و بلیغ سورۃ جو نماز میں فرض ہے' دوسری زبان میں کوئی ترتیب دے سکتا ہے؟ آج کا انسان اپنی عقل کی اس منزل سے کوسوں دور ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ روشنی کے سوا کہاں راہ سجھائی دے؟۔

درحقیقت اس وقت پاکستان میں (اور دیگر بلاد اسلامی میں بھی) کچھ نام کے بے دین مسلمان کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑ کر مسلمان کا ایمان Test کرتے رہتے ہیں۔ یہ سب کسی کے اشارہ پر یا کسی کو خوش کرنے کی غرض سے ہوتا ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ یہ کام مسلمانوں (جو ملحد اور بے دین ہیں) سے لیا جاتا ہے۔ صد حیف علماء کرام نے اس زمرے میں جو رد عمل لازمی تھا' وہ ظاہر تک نہ کیا۔ اکثر علماء سیاسی مصلحتوں کا شکار ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ قوم اور علماء اس بات کے خلاف سینہ سپر ہو جائے۔ یہ تمام اسلام کے ٹھیکیدار اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے؟

مسلمان کا ایمان اللہ تعالیٰ پر ہے اور اس کتاب پر ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اس کی ابتداء یقین کامل سے ہوتی ہے اور پھر اس یقین کی روشنی سے فکر کی راہیں کھلتی ہیں اور انسان صراط مستقیم دریافت کرتا ہے اور وہ سوائے اتباع رسول ﷺ کے کہیں نصیب نہیں ہوتی۔

اس دور میں ہم لوگ اردو انگریزی کی چند کتب پڑھ کر اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ ہم نے حکمت و دانائی کے خزانے پا لیے۔ حکمت و دانائی چیز ہی کچھ اور ہے۔ وہ جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سکھائی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے طلب کرنے کا ڈھنگ کب آیا۔ آدم سال ہا سال بھٹکتا رہا' رحمت خداوندی کو جوش آیا' خود اس کو چند کلمات سکھائے تو اس کی خلاصی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے بندوں کو اپنے رسول کے ذریعے مانگنے کا ڈھب سکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی زبان میں بندے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آقا کا تعلق پیدا کیا۔

عرب کے علاوہ عجمی دنیا نے کتنے عالم و مفسر پیدا کئے جنہوں نے قرآن کو پڑھا اور سمجھا۔ کتنے لوگ دوسرے خطوں سے ہیں جنہوں نے قرآن عربی میں ہوتے ہوئے حفظ کیا۔ یہ اعجاز قرآن کریم ہے کہ غیر عربی دان بڑے اور چھوٹے بچوں نے یہ کلام اپنے سینہ میں محفوظ کیا۔ یہ برکت اللہ تعالیٰ کے کلام ہونے کی وجہ سے ہے۔

اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے اعلیٰ حکام جو کہ زہد و تقویٰ کرتے ہیں اور جن کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ تہجد گزار ہیں' وہ نماز کی عربی میں ادائیگی کی عظمت کا ان لوگوں کو درس دیں۔ پھر ان نام کے مسلمانوں کو بتائیں کہ مسلمان ہونے کے ناطے اپنے نام اور مذہب کا ہی پاس کریں' چہ جائیکہ اگر کوئی مستشرق ایسی بات کہے تو وہ بھی قابل قبول بات نہیں۔ پاکستان میں کوئی شخص جو ایمان و دین کی سمجھ نہ رکھتا ہو' اسے کسی قانون ساز ادارے میں کسی اعلیٰ منصب پر نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بڑا رحمان اور نہایت رحم کرنے والا ہے' ہم اپنی غلط کاریوں سے اس کے عذاب کو دعوت نہ دیں۔

بعض ترقی پسند مفکرین کا دعویٰ تو مسلمانون کی اصلاح و ترقی کا ہے اور وہ خود کو پکے مسلمان سمجھتے ہیں مگر دراصل وہ اسلام کے ڈھانے اور اس کے عقائد و شرائع اور احکام کو نیست و نابود کرنے کی فکر میں ہیں جس ترقی کے یہ لوگ خواہاں ہیں' وہ مسلمانوں کی ترقی نہیں بلکہ کفر و نفاق کی ترقی ہے۔"

(ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ لاہور اگست 1995ء)

نامور عالم دین حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' "اسلامی شعائر کی بے حرمتی" کے عنوان سے لکھتے ہیں

"صحیح بخاری شریف میں زبیر بن عدیؒ کی روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (خادم النبی ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئے' اور ان سے مشکلات کی شکایت کی جو لوگوں کو حجاج بن یوسف (اس امت کے سب سے بڑے ظالم) کی طرف سے پیش آ رہی تھیں' حضرت انس رضی اللہ نے فرمایا:

"صبر کرو! کیونکہ تم پر جو زمانہ بھی گزرے گا' اس کے بعد کا زمانہ اس سے بدتر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گا یہاں تک کہ تم (مر کر) اپنے رب سے ملاقات کرو' یہ بات میں نے تمہارے نبی کریم ﷺ سے سنی ہے۔" (صحیح بخاری' ص 1047' ج 2)

زمانے کے اس خیر و شر کے تقابل کی وجہ آنحضرت ﷺ کے زمان خیر اقتران سے قرب و بعد ہے' زمانہ جس قدر آنحضرت ﷺ کے بابرکت زمانے سے دور ہوتا چلا جائے گا' خیرات و برکات اٹھتی جائیں گی' اور بد سے بدتر حالات پیش آتے جائیں گے' یہی وجہ ہے آنحضرت ﷺ نے قرون ثلاثہ کو علی الترتیب خیر و برکت کے ساتھ مشرف ہونے کو مختلف طریقوں سے بیان فرمایا' ایک حدیث میں' بہت سے صحابہ کرامؓ سے مروی ہے' ارشاد فرمایا:

خیر امتی قرنی' ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم۔ (مشکوٰۃ' ص 553)

"میری امت میں سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے کے بعد ہوں گے' پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔"

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ لوگ جہاد پر جائیں گے تو کہیں گے کہ دیکھو تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو آنحضرت ﷺ کی صحبت سے مشرف ہوا ہو؟ تلاش کرنے پر صحابیؓ مل جائے گا اور اس کی برکت سے فتح نصیب ہو گی۔ پھر لوگوں پر ایک اور وقت آئے گا کہ لوگ جہاد پر جائیں گے تو کہیں گے کہ دیکھو! تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آنحضرت ﷺ کے کسی صحابہؓ کی صحبت اٹھائی ہو' تلاش کرنے پر ایسا شخص مل جائے گا' اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فتح نصیب فرمائیں گے' پھر ایک اور زمانہ آئے گا کہ لوگ جہاد کے لیے جائیں گے تو کہیں گے کہ دیکھو! تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ وسلم کے صحابی کی صحبت اٹھانے والے کی صحبت اٹھائی ہو' چنانچہ تلاش کرنے پر ایسا شخص مل جائے گا اور اس کی برکت سے فتح نصیب ہو گی۔ (مشکوٰۃ' ص 553)

قرون ثلاثہ کو جو خیر القرون قرار دیا گیا اور اس کی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے سے قرب و بعد ہے۔

دور نبوی ﷺ سے بعد جوں جوں بڑھ رہا ہے' اسی نسبت سے ظلمت و تاریکی بڑھ رہی ہے اور نور ہدایت گھٹ رہا ہے' اور قلوب میں ایمان و یقین کا رنگ پھیکا پڑ رہا ہے' فتنوں کی یورش تیز ہو رہی ہے' اور آفات و بلیات کی بارش شدت اختیار کر رہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' یہاں تک کہ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے قومی اداروں میں بھی اسلام اور اسلامی شعائر کے خلاف دھڑلے سے آواز بلند کی جانے لگی ہے۔

پنجاب اسمبلی میں پی پی پی کے ایک رکن کا اسلام اور اسلامی شعائر کے خلاف اس طرح زہر اگلنا' کیا صرف ایسی چیز ہے کہ اس پر اپوزیشن کے چند ارکان احتجاج کر لیں' اور بس؟ کیا ایسا دریدہ دہن شخص اس لائق ہے کہ "سرکاری پارٹی کا معزز رکن اسمبلی" قرار دیا جائے؟ کیا اسلام' پاکستان میں اس قدر یتیم ہو چکا ہے کہ قومی اداروں میں دھڑلے سے اسلامی شعائر پر تنقید کی جائے' نہ حکومت کے کان پر جوں رینگے' نہ علماء کرام اس کے خلاف آواز بلند کریں اور نہ پاکستان کے مسلم عوام اس پر کوئی احتجاج کریں؟

اس شخص کا یہ کہنا کہ ہم پر عربی مسلط کر دی گئی' براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی پر طعن ہے' اور اس کا یہ کہنا کہ اذان اور نماز پنجابی میں ہونی چاہیے' اس امر کا اظہار ہے کہ یہ شخص محمد عربی ﷺ پر ایمان نہیں رکھتا بلکہ سکھا شاہی مزاج رکھتا ہے' یا کسی "پنجابی نبی" پر ایمان رکھتا ہے۔

بہرحال "پاکستان کا مطلب کیا' لا الہ الا اللہ" کا نعرہ بلند کرنے والوں کو کچھ تو شرم آنی چاہیے کہ آج پاکستان کے قومی اداروں میں آنحضرت ﷺ کی ذات عالی کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جا رہا ہے' اور وہ خاموشی سے اسے ہضم کر رہے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ نہ صرف فوری طور پر اس شخص کی رکنیت معطل کی جائے بلکہ اس کے خلاف توہین رسالت ﷺ کا مقدمہ دائر کر کے اسے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔"

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی انٹرنیشنل 25 تا 31 اگست 95ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنیف رامے

"سپیکر پنجاب اسمبلی حنیف رامے نے کہا کہ بعض علماء اور دائیں بازو کے لوگوں نے فنون اور ثقافت کو محض عریانی سے تعبیر کیا ہے۔ جبکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ لوگ موسیقی اور مصوری کو حرام قرار دیتے ہیں جبکہ المصور اللہ کا اپنا نام ہے اور موسیقی نبیوں کا شیوہ رہی ہے"

(روزنامہ جنگ لاہور 17 مئی 96ء)

دینی راہنماؤں کا ردعمل

"جمعیت علماء اسلام کے رہنماؤں نے سپیکر پنجاب اسمبلی حنیف رامے کی جانب سے موسیقی کو نبیوں کا شیوہ قرار دینے کے بیان کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسے اسلام سے دوری اور کم علمی قرار دیا ہے انہوں نے کہا کہ انبیاء کرام تو آلات موسیقی ختم کرنے آئے ہیں' احادیث اس بات کی گواہ ہیں۔ سپیکر پنجاب اسمبلی نے یہ بیان دے کر مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش کی ہے ان راہنماؤں میں مولانا محمد امجد خان' مولانا سیف الدین سیف' مولانا جمیل الرحمٰن' مولانا میاں عبدالرحمان' حافظ رشید احمد' قاری عزیز احمد' حافظ ندیم شہزاد' مولانا محمد حنیف شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ رامے صاحب نے اگر موسیقی کا شیوہ اختیار کیا ہوا ہے تو شوق سے کریں لیکن اپنے شوق کے لیے فتوے نہ دیں انہوں نے کہا کہ حنیف رامے کے خلاف ممبران اسمبلی کو ریفرنس دائر کرنا چاہیے اور انہیں سپیکر شپ سے فی الفور ہٹایا جائے۔

اسلامی جمعیت طالبات کی ناظمہ زبیدہ جبیں نے کہا ہے کہ حنیف رامے نے انبیاء کی توہین کی ہے' احادیث میں واضح طور پر موسیقی اور جاندار اشیاء کی مصوری کی ممانعت موجود ہے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ روز لاہور ٹی وی سنٹر کی ایک تقریب میں رامے اور رعنا شیخ نے دین اسلام کی دھجیاں اڑا دیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حنیف رامے اپنے الفاظ واپس لیں اور رعنا شیخ کو برطرف کر کے ٹی وی کی قیادت کسی مہذب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور پاکستانی ثقافت کے نمائندہ کے حوالے کی جائے۔ مجلس احرار اسلام لاہور کے صدر چودھری ظفر اقبال ایڈووکیٹ' میاں محمد اویس اور حافظ احمد معاویہ نے کہا ہے کہ موسیقی نبیوں کا شیوہ ہے' ایسا کہنا کفر ہے اور توہین انبیاء ہے۔ پنجاب اسمبلی کو شرعی امور کے متعلق رائے زنی کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ دارالعلوم حنفیہ گلبرگ کے مہتمم صاحبزادہ سعید الرحمٰن احمد اور علامہ حسین احمد اعوان نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ سپیکر محمد حنیف رامے ایمان سے خارج ہو چکے ہیں' انہیں دوبارہ کلمہ پڑھ کر تجدید ایمان کرنا چاہیے۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے خلاف توہین رسالت ﷺ ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کر کے سپیکر شپ سے علیحدہ کر کے اسمبلی کی رکنیت بھی ختم کر دی جائے۔ جمعیت نوجوانان اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل محمد احمد بلوچ' صوبہ سندھ کے صدر شعیب احمد خان' کراچی کے صدر میر اکبر خان نے کہا ہے کہ رعنا شیخ اور حنیف رامے آئے روز دین اور علماء کرام کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کر رہے ہیں' حکمران اگر امن چاہتے ہیں تو ان کو لگام دیں ورنہ مسلمانوں کا بڑھتا ہوا سیلاب ان کو بہا کر لے جائے گا۔"

(روزنامہ جنگ لاہور 18 مئی 96ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پریس ریلیز

"عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا' حاجی عبدالحمید رحمانی' علامہ ابو ٹیپو الازھری اور مولانا اسماعیل شجاع آبادی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں سپیکر پنجاب اسمبلی حنیف رامے کے اس بیان کی شدید مذمت کی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ "موسیقی نبیوں کا شیوہ رہا ہے' علماء اسے حرام قرار دیتے ہیں۔" مجلس کے راہنماؤں نے کہا کہ ترقی پسندی' لبرل ازم اور دانشوری کی آڑ میں جناب حنیف رامے کو انبیاء کرام پر بہتان تراشی نہیں کرنی چاہیے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ "میں مزامیر کو توڑنے کے لیے آیا ہوں" مزامیر سے مراد آلات موسیقی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ موسیقی سچے نبیوں کا کبھی شیوہ نہیں رہا بلکہ انہوں نے ہمیشہ اس سے نفرت کی ہے البتہ جھوٹے نبیوں کا شیوہ ہو سکتا ہے جس طرح کہ مرزا غلام احمد قادیانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موسیقی اور سینما کو حد درجہ پسند کرتے تھے اور جناب حنیف رامے' مرزا قادیانی سے کافی متاثر ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "پنجاب کا مقدمہ" میں مرزا قادیانی کو پنجاب کا ہیرو قرار دیا ہے' ان کی اہلیہ شاہین رامے بھی قادیانی مذہب سے تعلق رکھتی تھیں' ان کی بیٹی مریم رامے فلم اور ٹی وی کی مشہور گلوکارہ ہے۔ اس لیے جناب حنیف رامے' مرزا غلام احمد قادیانی کی آڑ میں سچے نبیوں کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ ان کے اس بیان سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ مجلس کے راہنماؤں نے ممبران پنجاب اسمبلی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں سپیکر پنجاب اسمبلی سے ان کے اس بیان کی وضاحت طلب کریں اور ان کے خلاف ریفرنس دائر کریں۔"

معروف کالم "سرراہے" کے مدیر نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مذکورہ پریس ریلیز پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنے کالم میں لکھا

"عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے سپیکر پنجاب اسمبلی حنیف رامے کے اس بیان کی سخت مذمت کی ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ موسیقی نبیوں کا شیوہ رہا ہے' علماء خواہ مخواہ اسے حرام قرار دے رہے ہیں۔ ان رہنماؤں کے مطابق موسیقی کبھی سچے نبیوں کا شیوہ نہیں رہا البتہ جھوٹے نبی موسیقی کو پسند کرتے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کو موسیقی بہت پسند تھی اور ان کے پیروکار بھی موسیقی سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔

جناب حنیف رامے اگرچہ قادیانی نہیں ہیں۔ لیکن پنجاب کے مقدمے میں انہوں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے علاوہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی پنجاب کا ہیرو قرار دیا ہے۔ اس لیے عین ممکن ہے کہ اس بناء پر انہوں نے غیر شعوری طور پر موسیقی کو انبیاء کا شیوہ قرار دے دیا ہو۔ مسیلمہ کذاب بھی موسیقی کا رسیا تھا اور اس نے نبوت کی جھوٹی دعویدار سجاح نامی جس عورت سے شادی کی تھی' وہ بھی موسیقی سے دلچسپی رکھتی تھی۔ اس طرح موسیقی کو نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا شیوہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ بہرحال رامے صاحب کو وضاحت کر دینی چاہیے کہ نبیوں سے میری مراد سچے انبیاء نہیں بلکہ جھوٹے نبی ہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 25 مئی 96ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعیم صدیقی کے حنیف رامے سے سوالات

"تحریک اسلامی پاکستان کے امیر مولانا نعیم صدیقی نے ایک بیان میں وفاقی وزیر اطلاعات کے اس بیان کو انتہائی گمراہ کن قرار دیا جو انہوں نے قومی اسمبلی میں اپوزیشن کی طرف سے پی ٹی وی پر دکھائے جانے والے مخلوط پاپ کلچر پروگراموں کے خلاف احتجاج کے جواب میں دیا۔ دوسری طرف ان کے ایک دوسرے "دینی بھائی" نے ان کے نہلے پر دہلا پھینکا اور حنیف رامے صاحب کی دانشوری نے یہ نکتہ نکالا کہ گانا بجانا انبیاء کا شیوہ ہے (استغفر اللہ) مولانا نعیم صدیقی نے کہا کہ رامے صاحب فرمائیں کس نبی نے نعوذ باللہ کون کون سے ساز ایجاد کیے؟ کون کون سے نئے موسیقاروں کو تعلیم کیے؟ کتنی اکیڈمیاں اور ہال انہوں نے اپنے دور میں موسیقی دیوی کے نام پر تربیت عام کے لیے کھولے؟ کس خلیفہ راشد نے کب کوئی تفریحی کنسرٹ اور موج میلہ منعقد کیا۔ امیر تحریک نے حنیف رامے سے سوال کیا کہ کتنے مفسرین' محدثین اور فقہا کے متعلق آپ نے اس سلسلے میں تحقیق فرمائی؟ نیز کوئی مثال ایسی بھی ہے کہ کوئی امام یا استاد قرآن و حدیث کا درس دے رہا ہو اور شاگردوں کو تھکن سے بچانے کے لیے اور تفریح مہیا کرنے کے لیے پس منظر میں ہلکی ہلکی کوئی ٹیون بھی بج رہی ہو؟ یا صرف آپ نے کسی دن موسیقی کی رنگا رنگ تانوں کو جذب کر کے سوتے میں کوئی خواب دیکھ لیا ہے یا آپ کو جاگتے میں کوئی کشف ہوا ہے؟"

(روزنامہ جنگ لاہور 23 مئی 96ء)

حنیف رامے ---- بطور مسلمان

- خود کو "مسلمان" کہلوانے والے حنیف رامے نے اپنی پہلی شادی ایک قادیانی خاتون شاہین رامے سے کی۔ ان کے سسر راجہ غالب احمد ان دنوں قادیانی جماعت کوئٹہ کے امیر تھے۔ آج کل لاہور کی قادیانی جماعت کے سیکرٹری جنرل ہیں۔
- حنیف رامے نے اپنے دور وزارت اعلیٰ میں اپنی قادیانی بیوی شاہین رامے کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریڈ کراس پنجاب کی انچارج بنوایا جس نے فلاح و بہبود کی آڑ میں ریڈ کراس کے لاکھوں روپے کے فنڈز پنجاب بھر کے قادیانیوں میں تقسیم کیے۔ شاہین رائے نے اس عہدے کی آڑ میں قادیانیوں کو بے پناہ فوائد بہم پہنچائے۔ شاہین رائے اپنی وفات تک قادیانی رہی۔ اس کا والد اور حنیف رائے کا پہلا سسر راجہ غالب احمد آج بھی قادیانی جماعت کا سرگرم رکن ہے۔

☐ قادیانی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ اس دنیا میں دو مرتبہ تشریف لائے۔ پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں اور دوسری مرتبہ قادیان میں' مرزا قادیانی کی شکل میں۔ اسی عقیدے کے تحت' قادیانی کلمہ طیبہ سمیت جہاں کہیں بھی لفظ "محمد" استعمال کرتے ہیں تو اس سے ان کی مراد آمنہ کے لال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نہیں ہوتی' بلکہ وہ اس سے قادیان کا جھوٹا نبی مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں۔ اس کے ثبوت کے طور پر قادیانی کتب کے ہزارہا حوالوں میں سے صرف ایک حِوالہ پیش خدمت ہے۔ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے۔

> "پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہیں' جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔" (کلمتہ الفصل ص 158)

اس امر کی تصدیق نہ صرف قادیانی کتب' بلکہ وطن عزیز کی تمام اعلیٰ عدالتوں (ہائی کورٹ' وفاقی شرعی اپنے عدالت' سپریم کورٹ) نے اپنے مختلف فیصلوں میں بھی ہے۔ لاہور ہائی کورٹ نے ایک فیصلے میں قادیانیوں کی طرف سے لفظ "محمد" استعمال کرنے کو توہین رسالت قرار دیتے ہوئے ایسے افراد کے خلاف اہانت رسول ﷺ کے جرم میں مقدمہ چلانے کا حکم دیا۔ حال ہی میں سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کے اس فیصلے کو برقرار رکھا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں "اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے" مرتبہ فیاض اختر ملک)

اتنی تمہید کا مقصد صرف یہ ہے کہ سادہ لوح عوام اس امر سے واقف ہو سکیں کہ قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کا استعمال بد نیتی' دھوکہ دہی اور توہین رسالت ﷺ پر مبنی ہوتا ہے۔ 1984ء میں حکومت کی طرف سے ایک آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کلمہ طیبہ اور دیگر شعائر اسلام کے استعمال سے روک دینے کے بعد قادیانیوں نے اپنے گھروں کے باہر اور سینوں پر کلمہ طیبہ کا بیج لگانے کی مہم شروع کی۔ قادیانی' چونکہ یہ کلمہ مرزا قادیانی کے لیے استعمال کرتے تھے اور ان کا یہ اقدام اہانت رسول ﷺ کا باعث بنتا تھا۔ چنانچہ مسلمانوں نے اس ضمن میں زبردست احتجاج کیا۔ حنیف رامے نے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک اخبار (روزنامہ جنگ لاہور) میں امت مسلمہ کے اس مجموعی موقف کے خلاف مضمون لکھا۔ پورے ملک میں حنیف رامے کی اس قادیانیت نوازی پر شدید احتجاج کیا گیا۔ اخبارات و جرائد میں اس کی مذمت میں سینکڑوں مضامین لکھے گئے۔ حنیف رامے کی طرف سے امت مسلمہ کے باغی قادیانیوں کی حمایت میں یہ مضمون لکھنے سے یہ بات اور بھی یقینی ہو گئی کہ موصوف کا تعلق قادیانی مذہب سے ہے۔

❑ 1974ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران مسلمانوں نے یکجا ہو کر نبی کریم ﷺ سے والہانہ محبت کا اظہار کرتے ہوئے قادیانیوں کا معاشرتی بائیکاٹ کیا تو' قومی پریس گواہ ہے کہ حنیف رامے نے پاکستان کے تمام مسلمانوں کو یزیدی صفات کا حامل قرار دیا۔ یہ سب کچھ کیوں اور کس کے اشارے پر کیا گیا' آپ سب بخوبی جان چکے ہوں گے۔

❑ حنیف رامے نے اپنی کتاب "پنجاب کا مقدمہ" لکھی تو دیگر شخصیات کے ساتھ جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کو بھی پنجاب کا ہیرو قرار دیا۔ حنیف رامے کی طرف سے حضور نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ نبوت میں ڈاکہ زنی کرنے والے جھوٹے مدعی نبوت اور ناموس رسالت کے دشمن مرزا قادیانی کو پنجاب کا ہیرو قرار دینا' شاید' عام آدمی کی سمجھ سے تو بالاتر ہو' لیکن حنیف رامے کو قریب سے جاننے والے بخوبی جانتے ہیں کہ رامے صاحب کی طرف سے اپنے مذہب کی ایک اہم ترین شخصیت کو ہیرو قرار دینا خلاف توقع نہ تھا' کیونکہ رامے صاحب سرزمین عرب کی تاریخ لکھنے بیٹھیں تو مسیلمہ کذاب' ان کے نزدیک' "ہیرو" ہو گا' لیکن یہ امر طے تھا کہ رامے صاحب کی اس شیطانی حرکت سے' بہرحال' ہر پاکستانی مسلمان کا دل دکھا۔

حنیف رامے ---- بطور سیاستدان

حنیف رامے کی سیاسی تاریخ بھی بڑی بھیانک ہے۔ شاید ہی کوئی ایسی سیاسی جماعت ہو' جس میں وہ شامل نہ ہوئے ہوں۔ پہلے ایوب خان کی کنونشن لیگ میں شامل ہوئے' بعدازاں پیپلز پارٹی میں آ گئے۔ پیپلز پارٹی سے پیر پگاڑا کی گود میں سیاسی پناہ لی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں سے نکلے اور اپنی "مساوات" پارٹی بنا ڈالی۔ مارشل لا دور میں ضیاء الحق کو غیر جماعتی انتخابات کروانے پر اکساتے رہے۔ غلام مصطفیٰ جتوئی نے نیشنل پیپلز پارٹی بنانے کا فیصلہ کیا تو اپنی جماعت کا گلا دبا کر نیشنل پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے' لیکن کچھ ہی عرصہ بعد میاں نواز شریف کے ہاتھوں پر بیعت کر کے اپنی بقیہ زندگی مسلم لیگ کے استحکام کے لیے وقف کر دینے کا اعلان کرنے لگے۔ پھر مسلم لیگ کو "استحکام" دیتے ہوئے پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے۔ اور اب باخبر ذرائع کے مطابق یہ انتخابات کے فوراً بعد اصغر خاں اور اسلم بیگ کے ساتھ مل کر ایک نئی سیاسی جماعت تشکیل دے رہے ہیں۔

بے نظیر بھٹو کے قریبی حلقوں کے مطابق حنیف رامے کو پارٹی ٹکٹ "بعض مجبوریوں" کے باعث دیا گیا ورنہ بے نظیر بھٹو پر امریکہ کی سیاست کرنے اور بھٹو پر پاکستان دو ٹکڑے کرنے کے الزامات لگانے کے بعد' یہ اس ٹکٹ کے اہل نہیں تھے۔ رامے صاب کے سیاسی سفر پر ایک خوبصورت تبصرہ ایک معروف صحافی رفیق ڈوگر کا ہے جس نے کہا کہ :-

> "حنیف رامے اپنا موقف' نظریہ اور قائد اتنی بار بدلتے رہے ہیں کہ ان کے پوتے نے اتنی چڈیاں نہیں بدلی ہوں گی"

حنیف رامے ہوس کا وہ اندھا فقیر ہے' جس کے کشکول میں اگر کوئی اقتدار کی تھوڑی بہت خیرات ڈال دے تو یہ بقیہ ساری عمر کشکول چاٹتا پھرتا ہے۔ پھر جہاں کہیں سے اقتدار کی خیرات ملنے کا شبہ ہو' اسی در پر جا کر صدا بلند کرتا ہے۔ ایک اور صحافی کے بقول :-

> "ضمیر فروشی کے لیے عالمی سطح پر اگر نوبل پرائز دیئے جانے کا مقابلہ ہوتا تو یقیناً" حنیف رامے اس کے لیے بہتر امیدوار ہوتے"

یہ بات ہے بھی درست کہ رامے صاحب جس قائد کے ساتھ چند ماہ گزار لیتے ہیں' اسی کو' بعدازاں' ملک دشمن قرار دینے لگتے ہیں۔ پیپلز پارٹی سے کافی عرصہ قبل نکلنے کے بعد پارٹی اور اس کے راہنماؤں پر انہوں نے جو کیچڑ اچھالا' وہ اس کی بہترین مثال ہے۔

حنیف رامے بطور پاکستانی

لاکھوں مظلوم مسلمانوں کی لازوال قربانیوں کے نتیجے میں معرض وجود میں آنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا وطن عزیز پاکستان بھی حنیف رامے کی زد میں ہے۔ قیام پاکستان سے قبل مسلمانان ہند نے قائداعظم کی قیادت میں جس اہم مطالبے کو انگریز حکومت اور ہندوؤں سے تسلیم کروایا' وہ جداگانہ طرز انتخاب کا مطالبہ تھا۔ جداگانہ طرز انتخاب کا یہی مطالبہ' بعدازاں' قیام پاکستان کی بنیاد بنا۔ اس ضمن میں رامے صاحب کا موقف یہ ہے کہ "مخلوط طرز انتخاب اپنایا جائے" کچھ عرصہ قبل عیسائی راہنما جے سالک کی طرف سے ایک مقامی ہوٹل میں منعقد کردہ سیمینار میں خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "جداگانہ طرز انتخاب کا خاتمہ ہونا چاہیے۔" ہر پاکستانی اچھی طرح جانتا ہے کہ 1970ء کے انتخابات مخلوط بنیادوں پر منعقد ہوئے تھے اور مشرقی پاکستان کی ایک اقلیت نے عوامی لیگ کی کامیابی میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ جس کے بعد یہ ملک ٹوٹ گیا۔ رامے صاحب بھی یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ مخلوط طرز انتخابات ملک کو مزید ٹکڑے کرنے کا باعث بنیں گے' لیکن پھر بھی اسی موقف پر برقرار رہنا ان کی مجبوری ہے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے چند سال قبل لندن میں پاکستان کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ پاکستان بہت جلد ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ مرزا طاہر کے اس بیان کی نہ صرف ملک بھر میں شدید مذمت کی گئی' بلکہ اس وقت سینٹ میں بھی صدائے احتجاج بلند ہوئی تھی۔ ہر قادیانی اسی دن سے اپنے خلیفہ کی یہ مذموم پیش گوئی پوری کرنے میں سرگرم ہے تو رامے صاحب کیوں پیچھے رہتے۔ انہوں نے بھی مخلوط طرز انتخاب کا شوشہ چھوڑ کر اپنے مذہبی پیشوا کی پیش گوئی کو پورا کرنے کی کوششوں میں حصہ ڈال دیا۔ رامے صاحب کی پاکستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کی یہ خواہش محب وطن افراد کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔

☐ قائداعظمؒ نے اپنی دانش مندی' بھرپور صلاحیت اور انتھک محنت کے بعد مسلمانان ہند کو علیحدہ وطن دلایا۔ اس حقیقت سے بھی فرار ممکن نہیں کہ قائد کی لاڈلی بہن محترمہ فاطمہ جناحؒ جنہیں بعدازاں پاکستان کی پہلی خاتون اول کا اعزاز ملا' اگر قائد کے ساتھ نہ ہوتیں تو' شاید' وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو پاتے۔ اہل پاکستان قائداعظم کے جتنے شکرگزار ہیں' اتنا ہی محترمہ فاطمہ جناح کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں' لیکن 60 کی دہائی میں حنیف رامے نے کنونشن لیگ میں شامل ہو کر انتخابات کے موقع پر نہ صرف محترمہ فاطمہ جناحؒ کی مخالفت کی بلکہ ان کی زبردست کردار کشی کی۔ حنیف رامے نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس ڈھٹائی کے ساتھ محترمہ فاطمہ جناح کے لیے نازیبا الفاظ استعمال کیے' اس پر پوری قوم کے سر شرم سے جھک گئے' لیکن رائے صاحب آج بھی اپنے اس فعل مذموم پر "فخر" کرتے ہیں۔

❏ گذشتہ دنوں ایک امریکی خاتون کے ساتھ شادی کر کے بھی حنیف رائے نے اپنے پاکستانی ہونے کا بھرپور ثبوت دیا--- یہ درست سہی کہ یہ کوئی جرم نہیں' لیکن سیاسی راہنماؤں کا لبادہ اوڑھنے والوں کے لیے' بہرحال' یہ مناسب نہیں کہ وہ وطن عزیز کی بجائے دیار غیر سے شادی کے لیے خواتین ڈھونڈتے رہیں اور پاکستان کی بدنامی کا باعث بنیں۔

خواجے کا گواہ؟

پی ٹی وی لاہور کے جنرل مینجر شاہد محمود ندیم نے کہا کہ پی ٹی وی سے ثقافتی پروگرام تمام تر تنقید کے باوجود جاری رکھے جائیں گے اور جب تک ہمیں حنیف رائے جیسی شخصیات کی آشیرباد حاصل رہے گی' ہم مارشل لاء کی باقیات کے خلاف اپنے پروگرام جاری رکھیں گے۔ انہوں نے تقریب میں دیر سے آنے کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ وہ رقص کا ایک پروگرام ریکارڈ کر رہے تھے اور یہ رقص ایک نیک کام ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور یکم جون 95ء)

رائے صاحب اور مخلوط طرز انتخاب

"سابق وزیراعلیٰ اور پیپلز پارٹی کے رہنما حنیف رائے نے اقلیتی ممبر قومی اسمبلی جے سالک کے منعقد کردہ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ مخلوط طرز انتخاب اپنایا جائے اور رنگ' نسل یا مذہب کی بنیاد پر کسی کو دوسرے پر فوقیت نہ دی جائے۔ رائے صاحب کی سیاست کی طرح ان کا علم و دانش بھی ان کے لیے۔

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

کا منظر پیش کرتا رہا ہے' یہی وجہ ہے وہ مختلف فلسفے اور افکار و نظریات کی مدافعت کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں۔ اب چونکہ پیپلز پارٹی میں ہیں، اس لیے حکومت اور موجودہ نظام کی مخالفت ان کی مجبوری ہے لیکن ایک دانشور کے طور پر انہیں بہر حال کوئی ایسی بات کہنے سے گریز ہی کرنا چاہیے جو غیر منطقی اور خلاف واقعہ ہو۔ موصوف اچھی طرح جانتے ہیں کہ 1970ء کے انتخابات مخلوط بنیادوں پر منعقد ہوئے تھے اور مشرقی پاکستان کی ایک اقلیت نے عوامی لیگ کی کامیابی میں اہم ترین کردار ادا کیا تھا جس کے بعد ملک ٹوٹ گیا۔ اس بدیہی حقیقت کی روشنی میں رائے صاحب کا یہ کہنا کس قدر زیادتی ہے کہ مخلوط طرز انتخاب اپنا کر ملک ٹوٹنے سے بچایا جاسکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس مخلوط طرز انتخاب کا مزہ ہم 1971ء میں چکھ چکے ہیں، اسے دوبارہ اپنانا دانشمندی ہوگا؟ رہا مسئلہ شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کا، تو رائے صاحب بھی جانتے ہیں کہ اس سے کسی اقلیت کے حقوق سلب ہونے کا نہ اندیشہ ہے اور نہ پاکستان کی کسی حکومت یا عوام نے اس کے بارے میں سوچا ہے، البتہ اقلیتوں کو یہ حقیقت پیش نظر ضرور رکھنی چاہیے کہ اکثریت کے جذبات کا احترام بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ مذہب ویسے بھی فخر کرنے والی چیز ہے۔ کسی شخص کو اپنے مذہب کا اقرار کرتے ہوئے شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ رائے صاحب کی پارٹی کی یہ مجبوری اپنی جگہ کہ وہ اس طرح نواز شریف حکومت کے لیے مشکلات پیدا کر سکتی ہے مگر وہ اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ کل تک یہ پارٹی قادیانیوں کو اقلیت قرار دلانے کا کریڈٹ لیتی رہی ہے البتہ رائے صاحب بوجوہ 1974ء میں بھی تحریک ختم نبوت کے خلاف تھے اور اب بھی شاید اس ترمیم کے حق میں نہ ہوں جو بھٹو صاحب نے اس وقت کی قومی اسمبلی سے آئین میں متفقہ طور پر کرائی تھی اور ملک کے سواداعظم کے جذبات کی ترجمانی کی تھی۔"

(ادارتی نوٹ روزنامہ نوائے وقت لاہور 12 نومبر 1992ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف کذاب

فتنہ قادیانیت کے بعد مختلف لوگوں کی طرف سے ہونے والے نبوت کے دعوے اس لیے زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکے کہ امت مسلمہ نے اس فتنے کی یورش و یلغار کا مقابلہ نہایت ولولہ خیزی سے کیا تھا۔ لیکن موجودہ دور میں اسلامی اقدار اور مسلم شناخت کے حوالے سے مجموعی طور پر پیدا ہونے والے اضمحلال کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دین فروش نئے سرے سے سر ابھار رہے ہیں۔ ان میں سے ایک ابوالحسنین محمد یوسف علی ہے، جس نے ابتدا میں خود کو مرشد کامل، مرد کامل، حضرت، امام وقت، اللہ تعالیٰ اور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب و سفیر بنا کر پیش کیا اور اب برسرعام خود کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلسل قرار دے رہا ہے۔ اس کے ابتدائی حالات اور اٹھان کے بارے میں دستیاب معلومات کے مطابق ۱۹۷۰ء سے قبل وہ پاک آرمی میں تھا۔ لیکن کسی نامعلوم سبب کے باعث آرمی سے علیحدگی کے بعد جدہ چلا گیا، جہاں تقریباً دو سال قیام کے بعد وہ لاہور آگیا اور سرکاری رہائش گاہ واقع شادمان کالونی میں رہنے لگا۔ یہ گھر اس کی بیوی (جسے وہ اپنی ظاہری بیوی کہتا ہے) کو ملا تھا، جو کسی کالج میں لیکچرار تھی۔ لیکن اب عرصہ ڈیڑھ سال سے یوسف علی ڈیفنس لاہور کینٹ میں ڈیفنس پبلک سکول کے قریب کیو ۲۱۸، سٹریٹ ۱۹ فیز ٹو میں رہائش پذیر ہے۔

محمد یوسف علی نے اپنی ذاتی ڈائری میں خود کو مرد کامل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلسل قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "محمد ہمیشہ جسمانی طور سے موجود رہے ہیں ان کے جسمانی وجود کی ظاہری وفات کے بعد یہ واپس محمد مصطفیٰ کے حقیقی جسم میں چلے گئے۔ اس طرح نور واپس اپنی اصل کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے فوراً بعد محمد + جسمانی وجود کا نور چند منتخب بندوں پر نازل ہوتا رہا جو اپنے وقت کے نبی، رسول، اور مرد کامل کہلائے..... اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ محمد جسمانی طور پر اب تک زندہ ہیں، جن کی پہلی شکل خود آدم تھے اور موجود شکل محمد یوسف علی ہے"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس ناپاک دعوے سے قبل یوسف علی نے اپنے معتقدین کے حلقے میں خود کو مرد کامل اور رسول کا نائب و سفیر باور کرایا تھا۔ اس سلسلے میں اس نے ایک کتاب "مرد کامل کا وصیت نامہ" تحریر کی لیکن اس کتاب کے مندرجات پر ممکنہ اعتراض اور شدید رد عمل کے خوف سے اس نے بطور مصنف اپنا نام تحریر کرنے کے بجائے صرف "صاحب تحریر مرد کامل" لکھ دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ صرف یوسف علی کے مخصوص عقیدت مندوں کے علم میں تھا کہ مرد کامل سے مراد کون ہے؟ اور یہ کتاب کس نے تحریر کی ہے؟ اس کے علاوہ' وہ لوگ بھی اس سے باخبر تھے' جو لاہور سے شائع ہونے والے ایک روزنامے (روزنامہ "پاکستان" لاہور) میں شائع ہونے والا کالم "تعمیر ملت" پڑھتے ہیں۔ اس کالم میں یوسف علی' ابوالحسنین کے نام سے لکھتا ہے دراصل حسنین اس کے ایک بیٹے کا نام ہے جس کی مناسبت سے وہ اپنا پورا نام "ابوالحسنین محمد یوسف علی" تحریر کرتا ہے۔ اس نے یہی نام اپنی ایک کتاب "خلافت علی منہاج النبوۃ" میں بھی بطور مصنف تحریر کیا ہے۔

الغرض محمد یوسف علی نے "مرد کامل کا وصیت نامہ" نامی اپنی ایک کتاب میں خود کو ایک "مرد کامل" کے طور پر پیش کیا ہے۔ وہ وصیت نامے میں "قرآن پاک اور مرد کامل" کے عنوان کے تحت لکھتا ہے کہ:

> "قرآن پاک پوری انسانیت کے لیے ہدایت ہے' کوئی بھی انسان اس سے ہدایت حاصل کر سکتا ہے اور اس ہدایت کی شرط اول رجوع الی اللہ ہے' جس کا وسیلہ مبارک حضور رحمتہ العالمین سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مرد کامل ہیں۔ قرآن حکیم کا واضح اعلان ہے کہ میں جس پاک ہستی کا کلام ہوں اور جن کی زبان مبارک کے ذریعے ان کے لیے وجود کا تعارف بن کر آیا ہوں' پہلے ان سے تعلق قائم کروں پھر میں راز کھولوں گا۔ مرد کامل' زندہ قرآن' نور قرآن سر تا پا قرآن ہوتے ہیں۔ ان کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوگی تو قرآن حکیم کو نور و حقیقت اور عمل عطا ہوگا"۔

کم و بیش ایسے ہی لغو خیالات سے آلودہ پوری کتاب دراصل مرد کامل کی مکمل پیروی کا ترغیب نامہ ہے' جو وصیت نامہ کے نام سے شائع کرائی گئی۔ اس دوران یوسف علی اپنے مخصوص حلقے اور عقیدت مندوں کو پوری شدت کے ساتھ اپنی پیروی اور اتباع پر راغب کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے لیے وہ مطلوبہ فضا تیار کر لی' جس کے بعد اس کے لیے یہ دعویٰ بھی نہایت آسان ہو گیا کہ وہ حضرت محمدؐ کا نائب ہے۔ یوسف علی عام طور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ملتان روڈ چوک یتیم خانہ سے مڑنے والی اگلی گلی کے بائیں طرف واقع "بیت الرضا مسجد" میں چنیدہ لوگوں کی محفل سے خطاب کرتا ہے۔ اس خطاب کی باقاعدہ ویڈیو فلمیں بنائی جاتی ہیں۔ ایسی ہی ایک محفل میں اس نے اپنے مذکورہ دعوے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

"ہر دور میں اعلیٰ ترین ولی کو محمد کا نائب بنا دیا گیا۔ نائب کو وہ تمام "اختیارات" اور "سہولتیں" ہوتی ہیں' جو آقا کو ہوتی ہے۔ آقا نے اپنے تمام اختیار' تمام سہولتیں جو کچھ قرآن میں موجود ہیں' وہ اپنے نائب کو دے دیں اور انہی کے صدقے یہ فرمان عالی شان ہے کہ ایک مرشد اپنے حلقے میں ایسے ہی ہوتا ہے' جیسے ایک نبی' اپنی امت میں ہوتا ہے۔ جو اختیار ایک نبی کو اپنی امت میں حاصل ہے' وہی اختیار ایک حضرت کو اپنے حلقے میں حاصل ہے"۔

اس کے بعد یوسف علی نے تمام ارکان اسلام کی اہمیت کو کم درجہ قرار دیتے ہوئے اپنی عظمت اور تکریم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ:

"اللہ کو ارکان اسلام کی پابندی کی کوئی پرواہ نہیں' نمازوں کی کوئی پرواہ نہیں' روزوں کی کوئی پرواہ نہیں' نائب کی تکریم کر لی' سبحان اللہ نائب کی تکریم نہیں کی تو کچھ بھی نہیں....."۔

ایک دوسری تقریر میں وہ نہایت واضح لفظوں میں اپنی "حیثیت" اور "مقام" کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"ہماری منزہ شان کو مان لو' ہماری مشبہ شان کو بھی مان لو' مشبہ شان میں آؤں تو خاندان کی مخالفت کرنا پڑے' بیوی کی مخالفت کرنا پڑے' بچوں کو چھوڑنا پڑے' بچوں کو قتل کرنا پڑے' بدر دہرانا پڑے' حنین دہرانا پڑے' کربلا دہرانا پڑے' ہماری مشبہ شان کی حمایت کرو' ہمارا ادب کرو۔ مشبہ شان کی حیثیت میں ادب کرو اور منزہ شان کی حیثیت سے صبح و شام ہماری تسبیح کرو"۔

یوسف علی "وحدۃ الوجود" کے قدیم فلسفے سے بھی آگے بڑھ کر اللہ اور انسان کے درمیان واقع فرق کو بھی ختم کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ قرآن کی آیات کا بھی من پسند ترجمہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی تقاریر میں نعوذ باللہ بعض آیات کو "شرارتی" بھی کہا ہے۔ اسی طرح وہ قرآن پاک کے مفہوم کی بھی درجہ بندی کرتا ہے' اس کے خیال میں ایک قرآن پاک کا ظاہری مفہوم ہے اور دوسرا باطنی جو اس کے ذریعے وقت اور موقع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مناسبت سے اللہ کھول رہا ہے۔ سورہ الفتح کی آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا پر گفتگو کرتے ہوئے ابتدا میں اس کا ظاہری مفہوم بیان کرتا ہے کہ "بے شک ہم نے آپ کے لیے روشن فتح فرما دی تاکہ اللہ آپ کے سبب سے گناہ بخش دے"۔

یوسف علی کے مطابق ہر دور کے حساب سے ایک ترجمہ ہوتا ہے' اس لیے اس دور کے حساب سے یہی ترجمہ ٹھیک تھا اور اپنی تقریر میں کہتا ہے کہ:

"یہ ترجمہ اپنے وقت میں اس ولی نے ٹھیک کیا کیونکہ اس وقت راز یہی کھولنا تھا۔ لیکن آج آپ پیار کرنے والوں کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے' آپ کے آقا نے اور راز کھولا ہے۔ یہ ترجمہ اس وقت ٹھیک تھا آج پہلی دفعہ انہوں نے بتایا کہ "سبب" کا تو عربی لفظ ہی کوئی نہیں اور ترجمہ یہ ظاہر کر رہا ہے کہ اللہ اور ہم کوئی اور ہے جب دو نہیں سبب کون اور بخشنے والا کون"۔

اس سلسلے میں وہ مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"ناموں سے کوئی فرق نہیں پڑتا' پانی پہاڑوں سے گزرا وہ چشمہ ہے' وہی چشمہ بہنا شروع ہوگیا تو نالہ ہے' وہی آگے ندی میں شامل ہوگیا تو ندی ہے' وہی دریا میں شامل ہوگیا تو دریا ہے' وہی سمندر میں شامل ہوگیا تو سمندر ہے' اب غور سے سنیں پانی تو پانی ہی رہا نہ۔ ذات حق سبحانہ تعالیٰ کی اپنی جلوہ گری ہے کہیں وہ مشرک کہلائی' کہیں پیر کہلائی' کہیں فقیر کہلائی' کہیں قطب کہلائی' کہیں نبی کہلائی' کہیں رسول اللہ کہلائی اور کہیں محمد رسول اللہ کہلائی"۔

عالم عمل کے مطابق ہے اور عمل کی انتہا یہ ہے کہ وہ بشر دکھائی دے' بشر ہو نہ' محبت صرف ذات حق سبحانہ و تعالیٰ سے ہونی چاہیے لیکن محبت کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب اللہ خود آ جائے میرے سامنے میرے جیسا بن کر۔ میرے سامنے میرے جیسا بن کر آئے تو پھر میں اپنی بکریوں کا دودھ اس کو پلاؤں پھر اس کے جوتے سیدھے کروں پھر اس کی قدم قدم خدمت کروں اور میرے ذہن میں ایک لمحے کے لیے یہ نہ آئے کہ میرے جیسا ہے نہیں میں' میں ہوں اور وہ' وہ ہے۔ جب اللہ میرے سامنے میرے جیسا بن کر آ جاتا ہے تو پھر بات ہوئی۔

ابوالحسنین یوسف علی اپنے معتقدین کو مخاطب کرتے ہوئے ایک موقع پر کہتا ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

"یار زندے ان شاء اللہ آپ کو یاد کرواتے رہیں گے ہماری تمام باتوں کا"

www.KitaboSunnat.com

ہماری محبت کا' آپ سے ملنے کا آپ کے لیے دعا کرنے کا' آپ کی خدمت کرنے کا ایک ہی مقصد ہے کہ آپ کے وجود میں جو محمد ہے' وہ پیدا ہو جائے"۔

اس سلسلے میں اس نے یہاں تک کہہ دیا کہ:

"آپ بہت مبارک لوگ ہیں' محمد کی جلوہ گری جو فی زمانہ ہے' وہ نہ کبھی تھی اور نہ کبھی ہوگی' یہ نہایت اپنے عروج پر ہے' ہم سب خوش قسمت ہیں کہ اس دور میں پیدا ہوئے' انسانی معراج اپنی انتہا پر چل رہی ہے"۔

یوسف علی اپنے معتقدین سامعین کو ایک تقریر میں یہ خوشخبری سناتا ہے کہ:

"جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ ان کھلی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیں گے' انشاء اللہ تعالیٰ آپ انتقال نہیں کریں گے"۔

اس کے بعد وہ تمام سامعین کو اپنی جماعت میں شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"نہ پاکستان کا ورد کریں' نہ ملت اسلامیہ کا ورد کریں نہ کسی اور چیز کا ورد کریں۔ ایک محبوب کو چاہیں' محبوب مل گیا' سب کچھ ٹھیک کر لیں گے۔ سب سے بڑی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ ہماری جماعت میں تین ممبر ہوتے ہیں۔ وہ تین ممبر یہ ہیں۔
انسان' حضور سید محمد اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ"۔

مذکورہ بالا خیالات کا انتہائی کھلا اظہار ابوالحسنین یوسف علی کی طرف سے ۲۸ فروری بروز جمعہ کو لاہور میں منعقدہ ایک "ورلڈ اسمبلی" کے اجلاس میں بھی ہوا' جس میں "بیت الرضا مسجد" کے امام یوسف رضا نے سپاسنامہ پڑھتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ ابوالحسنین یوسف علی ہی وہ ذات ہے جو اللہ اور محمد ہے۔ بعد ازاں یوسف علی کی طرف سے یوسف رضا کو "صدیق" کا لقب تحفتاً" دیا گیا۔ جس کے بعد جوابی تحفے میں یوسف رضا نے وہاں موجود تمام معتقدین کو ٹھہرانہ دیا۔ "ورلڈ اسمبلی" کے اس اجلاس میں یوسف علی نے اپنے خطاب میں کہا کہ سو سے زائد صحابہ کرام' اس محفل میں بیٹھے ہوئے ہیں جو پوری دنیا سے آئے ہوئے ہیں۔ اس نے کراچی سے خصوصی طور پر شریک ہونے والے "عبدالواحد" کو منبر پر بلا کر اس کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ صحابی ہے۔ اور ان کی پوری فیملی حقیقت تک پہنچ گئی ہے۔ اس اجلاس میں کسی سرفراز صاحب نامی آدمی کو صاحب معراج کہا گیا'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراچی کے ایک صاحب "زید زمان" کو "مجاہد" کا لقب ملا۔

یوسف علی اپنے مذکورہ بالا خیالات و عقائد کا اظہار "بیت الرضا مسجد" میں بھی برسرعام کرتا رہا ہے۔ ان خیالات پر مشتمل تقاریر کی ویڈیو کیسٹیں تکبیر کے پاس محفوظ ہیں۔ لیکن یوسف علی کے معتقدین سے حاصل کی گئی معلومات مذکورہ بالا تفصیلات سے کہیں زیادہ بھیانک ہیں۔

ذرائع کے مطابق یوسف علی کا طریقہ کار یہ ہے کہ ابتدا میں وہ اپنی تقاریر کے ذریعے معتقدین کو "نبی کے دیدار" اور "محبوب سے ملنے" کی ترغیبیں دیتا ہے۔ اس دوران وہ اپنے ایک ایک معتقد کی انفرادی طور پر چھان پھٹک کرتا ہے۔ پھر ایک روز یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ہم فلاں دن تمہیں ایک "تحفہ" دیں گے اور تم بھی ہمیں کچھ "تحفہ" دینا۔ بعد ازاں مقررہ دن کو وہ اپنے مخصوص معتقد کے سامنے یہ انکشاف کرتا ہے کہ دراصل وہ نبی' وہ مرشد اور وہی سب کچھ ہے۔ یہ انکشاف ہی دراصل متعلقہ معتقد کے لیے یوسف علی کی طرف سے ایک "تحفہ" ہوتا ہے۔ جسے اس کے مخصوص حلقے میں بالالفاظ دیگر "حقیقت پانا" بھی کہتے ہیں۔ اس عمل کے بعد معتقد لازماً جوابی "تحفہ" اپنے اس "مرشد" کو دینے کے لیے پابند ہوتا ہے۔ لیکن معتقد کی طرف سے یہ تحفہ صرف ایک بھاری رقم کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے۔ مال بٹورنے اور رقم اینٹھنے کے لیے وہ ہر روز نئے نئے پینترے بدلتا ہے یہاں تک کہ اپنی ایک تقریر میں اس نے ظلمت سے نکلنے کے لیے دو راستوں کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

> "ظلمت سے نکلنے کے لیے دو راستے ہیں' اللہ کو دینا اور اللہ کی راہ میں دینا۔ مرشد کو دیں گے تو اللہ کو دیں گے اور ادھر ادھر دیں گے تو اللہ کی راہ میں دیں گے"۔

ذرائع کے مطابق ابوالحسنین یوسف علی نے لاہور اور کراچی میں اپنے معتقدین و مقربین سے اس طریقے پر کروڑوں روپے اینٹھ لیے ہیں جس کا طریقہ کار اب تک یہ ہے کہ "حقیقت پانے" یعنی اپنے خاص مقرب پر خود کو نبی ظاہر کرنے کے بعد مذکورہ شخص بطور تحفہ ایک بھاری رقم وصول کرتا ہے جو لاکھوں میں ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس سے وابستہ بے شمار لوگ ماہانہ ایک بڑی رقم پہنچانے کے بھی پابند ہوتے ہیں۔ تکبیر کے پاس ایک قابل ذکر تعداد میں ان ناموں کی فہرست ہے جو اب تک یوسف علی کو کروڑوں روپے دے چکے ہیں۔ یہ نام اور ان کے کوائف تکبیر کے پاس امانت ہے' جسے بوجوہ شائع نہیں کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا لیکن ان سے وابستہ واقعات کا ذکر کرنا نہایت ضروری ہے۔

ڈیفنس کراچی میں مقیم "ص" یوسف علی کے ہاتھوں ۱۹۹۱ء میں بیعت ہوئے۔ تقریباً ۲ سال بعد انہیں "حقیقت" سے نوازا گیا۔ جس کا طریقہ کار یہ تھا کہ "ص" سے کہہ دیا گیا کہ آپ آنکھیں بند کر لیں اور جب آپ آنکھیں کھولیں گے تو "رسول اللہ" آپ کے سامنے ہوں گے (نعوذ باللہ) جب انہوں نے آنکھیں کھولیں تو ان کے سامنے ابوالحسنین یوسف علی کھڑا تھا۔ "حقیقت پانے" کے بعد ان سے پانچ لاکھ روپے کا مطالبہ کیا گیا۔ جب "ص" کئی ماہ گزرنے کے بعد یہ رقم ادا نہ کر سکا تو اس سے اس کی ذاتی کار ہتھیا لی گئی۔ تقریباً ایک ہفتے تک "ص" کی کار ابوالحسنین کے پاس رہی۔ بالآخر "ص" نے تنگ آ کر یوسف علی سے کہا کہ آپ کار واپس کر دیں میں دو لاکھ روپے کا انتظام کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس رقم کی وصولی کے بعد کار واپس کی گئی۔ اسی طرح "ع" نامی شخص سے تقریباً تیس لاکھ سے زیادہ رقم ہتھیا لی۔ باوثوق ذرائع کے مطابق ان سے وصول کی جانے والی رقم اس سے بھی زائد تھی لیکن بعد ازاں کچھ رقم ایک چیک کی صورت میں انہیں واپس کی گئی لیکن تاحال ان کی تیس لاکھ سے زائد رقم یوسف علی پر واجب الادا ہے۔ اسی طرح ڈیفنس میں مقیم "م" صاحب، نارتھ ناظم آباد میں مقیم "الف" صاحب سے بھی لاکھوں روپے بٹور لیے گئے ہیں، جن میں سے "م" صاحب نے رقوم کی واپسی کا مطالبہ کیا ہوا ہے۔ ان کے علاوہ افتخار نامی ایک کسٹم آفیسر سے ۷ لاکھ روپے لیے تھے لیکن جب وہ اس جعلی مرشد سے بیزار ہوگئے تو رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا جس کے بعد معاملہ دبانے کے لیے انہیں ۵ لاکھ روپے واپس دے دیے گئے۔ اسی طرح ابرار نامی ایک صاحب سے (جو ڈیوٹی فری شاپ میں کام کرتے رہے لیکن اب انگلینڈ میں ہیں) لاکھوں روپے بٹور لیے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ جو لوگ تاحال اس کے معتقدین میں شامل ہیں اور ایک بھاری رقوم دیتے رہے اور اب تک دے رہے ہیں، ان میں سرفہرست کراچی کے عبدالواحد صاحب اور ان کی پوری فیملی ہے۔ اطلاعات کے مطابق عبدالواحد صاحب اور ان کی بیگم سمیت یوسف علی کا سب سے بڑا معتقد اس کا بیٹا شاہد ہے اور اس کی بیگم ہے۔ ان کے علاوہ عبدالواحد کی دو بیٹیاں بھی اس کی معتقدین اور خاص لوگوں میں شامل ہیں یہاں تک کہ یوسف علی کراچی میں جب بھی آتا ہے تو ان کے گھر ہی میں رہتا ہے اور وہیں مختلف محافل کا اہتمام ہوتا ہے۔ مصدقہ ذرائع کے مطابق یوسف علی اب مستقل طور پر کراچی میں عبدالواحد کے گھر منتقل ہو رہا ہے۔ ۲۸ر فروری کو اس کی بیٹی فاطمہ کی شادی اور ولادت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسمبلی کے اجلاس میں اس نے برسرعام کہا ہے کہ وہ اب اپنی دعوت کو زیادہ کھلے لفظوں میں لوگوں تک پہنچائے گا۔ ذرائع کے مطابق اپریل کے آغاز یا ماہ رواں کے آخر میں وہ کراچی منتقل ہو جائے گا۔

عبدالواحد اور ان کی فیملی کے علاوہ جو لوگ تاحال کراچی میں اس کے معتقدین میں شامل ہیں ان میں کاشف' عارف' اسلام' شاہد کا دوست' تاجر کلیم نارتھ ناظم آباد کا فاروق اور گلشن کے فیصل شامل ہیں۔ اطلاعات کے مطابق ان تمام حضرات کے علاوہ بے شمار لوگوں سے ماہانہ ایک بھاری رقم وصول کر لی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں معتبر ذرائع کے مطابق ٹورنٹو اور دیگر ادور میں بھی اس نے اپنا جال پھیلایا تھا۔ یوسف علی کی ایک بہن ٹورنٹو میں رہتی ہے' جہاں وہ لاہور میں مقیم کسی بٹ صاحب کے توسط سے ان کے خرچے اور ٹکٹ پر چند سال پیشتر گیا۔ ان ریاستوں میں اس نے اپنے عقیدت مند بنانا شروع کیے۔ لیکن جلد ہی لوگ اس سے بیزار ہو گئے۔ اسی دوران یوسف علی کی بعض "اخلاقی حرکتوں" کا انکشاف ہوا تو ان تمام لوگوں نے اس سے ناتا توڑ لیا۔

انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق یوسف علی انتہائی گھناؤنی اخلاقی حرکات کا مرتکب ہوا ہے۔ چونکہ وہ خود کو امام کہتا ہے اس لیے کسی "نکاح" کو اپنے لیے لازم نہیں کرتا۔ کراچی' سعودی عرب اور کینیڈا میں اس کی ان اخلاقی حرکتوں کے باعث کئی لوگوں نے بیزار ہو کر اس سے اپنا ناتا توڑ لیا۔ ان سے اپنا ناتا توڑنے والوں میں ایک صاحب بریگیڈیئر سلیم ہیں' جو انہیں عمرے پر لے کر گئے تھے لیکن وہاں جس گھر میں ان کا قیام تھا' اس گھر میں بھی اس جعلی مرشد نے کچھ اخلاقی حرکتوں کا ارتکاب کیا۔ جعلی مرشد کے اس قسم کے تیور دیکھ کر انہوں نے ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ دیا۔ اس سلسلے میں اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ زبان سے صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ فلاں لڑکی آج سے اس کی "بیوی" ہے چنانچہ معتقدین اور عشاق دیوانہ وار اپنی "بیٹی" اور "بہن" کو ان پر نچھاور کر دیتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یوسف علی بعض عملیات کا ماہر ہے اور لوگوں کو اپنے سحر میں لے لیتا ہے۔ انتہائی معتبر ذرائع کے مطابق یوسف علی نے شبانہ کاشف کی بہن انیلا علی کو اپنی "بیوی" بنایا تھا' لیکن اس کی انتہائی خراب حالت ہو جانے کے بعد اسے ہسپتال میں داخل کرانا پڑا۔ ہسپتال میں انیلا کو یوسف علی کے نام کی مناسبت سے "انیلا علی" کے نام داخل کرایا گیا۔ ہسپتال کا ریکارڈ یوسف علی کی اخلاقی حالت کا پورا حال سناتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں جس کا بھی دماغ خراب ہوتا ہے' وہ خود کو ایک "مقدس ہستی" کے روپ میں پیش کرنے لگتا ہے۔ لیکن نہ تو مذہبی جماعتیں ان فتنوں کے سدباب کے لیے کوئی موثر قدم اٹھاتی ہیں اور نہ ہی اسلامی جمہوریہ پاکستان کی آتی جاتی حکومتوں کو اس بات کی توفیق ہوتی ہے کہ وہ اسلامی عقائد کے ساتھ سنگین مذاق کرنے والے ان نبوت کے دعویداروں کو کیفر کردار تک پہنچائیں"۔

(ہفت روزہ "تکبیر" کراچی ۲۲ مارچ ۱۹۹۷ء)

کیا نبوت کا دعویٰ کرنے والا

یوسف کذاب رہا ہو جائے گا؟

اس عنوان سے روزنامہ خبریں ملتان کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر اور عاشق صادق جناب میاں غفار لکھتے ہیں:

اسلامی جمہوریہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو شب قدر کی رات معرض وجود میں آیا۔ گویا اللہ تبارک و تعالیٰ نے پاکستان کا مطلب کیا (لا الہ الا اللہ) کے پورے ہندوستان میں گونجنے والے نعرے کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے اس کی منظوری دی اور آج اسلامی جمہوریہ پاکستان کو قائم ہوئے 52 سال گزر چکے ہیں' مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی قوانین رائج ہونا تو در کنار' وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو سزا سناتے ہوئے بھی اس ملک کی حکومتیں کنی کتراتی ہیں۔

آج پاکستان میں توہین رسالت جرم نہیں' توہین عدالت بہت بڑا جرم بن گیا ہے۔ توہین رسالت کا مرتکب جیلوں میں تمام سہولیات کے ساتھ انجوائے کرتا ہے اور توہین عدالت کا ملزم فوری سزا پاتا ہے مگر پھر بھی پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے۔

نبی کریم حضرت محمد ﷺ کے حوالے سے یہ بات منسوب ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ روز محشر عادل منصف مینارۂ نور پر میرے ساتھ کھڑا ہو گا۔ یہ وہ مقام ہے جس کے حصول کے لیے زندگی تو کیا سینکڑوں زندگیاں قربان کی جاسکتی ہیں مگر آج کسی کے نصیب میں بھی شاید وہ مقام نہیں ہے جس کا حضرت محمد ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔

آج دو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ کذاب یوسف کا مقدمہ ایک عدالت سے دوسری عدالت' دوسری سے تیسری عدالت' تیسری سے چوتھی' چوتھی سے پانچویں' پانچویں سے چھٹی' چھٹی سے ساتویں اور ساتویں سے پھر پہلی' پہلی سے پھر پانچویں اور پانچویں سے پھر پہلی عدالت میں تبدیل ہو رہا ہے۔ دو سال گزر جانے کے باوجود نبوت کے جھوٹے دعویدار اور "انا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد ''(میں محمد ہوں) کہہ کر لوگوں کو اپنا دیدار کرانے والا بد کردار' بدبخت اور ملعون کذاب یوسف سزا پانا تو در کنار ضمانت کے لیے کوشاں ہے اور مقدمے کی پیروی کے دوران بارہا ایسا لگا کہ کذاب یوسف ضمانت پر رہائی پانے والا ہے۔

من حیث القوم ہمارے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ ہماری یادداشت بہت کمزور ہے اور ہم بہت جلد بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ بہت کچھ درگزر بھی کر جاتے ہیں۔ درگزر کرنا تو نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی پسندیدہ سنت ہے مگر بھول جانا کوئی اچھی روایت نہیں۔ آج ہم بھولتے جا رہے ہیں کہ کذاب یوسف کا جرم کیا تھا' اس کی سزا کیا ہے' اسے سزا کیوں نہیں مل رہی' اس کی پیروی کون کر رہا ہے۔

قارئین کرام یہ لکھتے ہوئے میری آنکھیں بھر جاتی ہیں اور میرے ہاتھ کانپتے ہیں۔ میں یہ بات نہیں لکھنا چاہتا' مجھے شرم آتی ہے کہ 92 فیصد مسلمانوں کے ملک میں کذاب یوسف کے خلاف مقدمے میں مدعی لوگوں کی تعداد بانوے بھی نہیں۔ جبکہ عدالت میں ہر پیشی پر کذاب یوسف کو چاہنے والے درجنوں کی تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔ آج طاغوتی طاقتیں اتنی مضبوط ہو چکی ہیں کہ غیر ملکی کمپنیاں جو کبھی ایسٹ انڈیا کمپنیوں کی شکل میں آئیں تو کبھی ترقیاتی سرگرمیوں کی آڑ میں یہاں پہنچیں' مسلسل غیر اسلامی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ مگر ایک مجاہد اسماعیل قریشی ہے جو ہزاروں دھمکیوں کے باوجود ثابت قدمی سے کذاب یوسف کے خلاف کیس لڑ رہے ہیں۔

آج کذاب یوسف کو سب سے زیادہ سپورٹ کرنے والا' اس کی فیملی کی کفالت کرنے والا' اس کی مالی معاونت کرنے والا' ہر پیشی میں اپنے گروپ کے ساتھ ہر عدالت میں موجود رہنے والا' اڈیالہ جیل میں نہ جانے کہاں کہاں سے سفارشی ٹیلی فون کرا کر اور منظوریاں حاصل کر کے جیل میں سہولیات دلوانے والا سید زید زمان جو کہ کذاب یوسف کا ''چیف چیلا'' شمار کیا جاتا ہے' اسی قسم کی ایک غیر ملکی سیکورٹی کمپنی ''برنکس'' کا اسلام آباد میں نمائندہ ہے۔

آنحضور ﷺ کی پیروی کرنے والے عاشقان رسول تو دن بدن کم ہوئے مگر ملعون کے پیروکار اسی ڈھٹائی سے اسے نعوذباللہ اپنا محمد مانتے ہیں' اس پر درود شریف پڑھ کر پھونکتے ہیں' اس کی رہائی کے لیے چلے کاٹتے ہیں اور اس کے جیل میں رہنے کو نعوذباللہ نبی کریم ﷺ کے شعب ابی طالب میں تین سال کے قیام کے برابر تشبیہ دیتے ہیں۔

قارئین کرام آپ کہیں بھول نہ جائیں کہ فتنہ کذاب یوسف کیا تھا۔ اسے اب تک سزا کیوں نہیں ہوئی' اس پر کیا الزام ہے۔ میں دوبارہ یاددہانی کرانے کے لیے یہ سطور تحریر کر رہا ہوں:

مارچ 1997ء کے دوسرے عشرے میں چند اعلیٰ تعلیم یافتہ معززین کا وفد روزنامہ ''خبریں'' کے دفتر آیا اور انہوں نے بتایا کہ لاہور ہی کا رہائشی محمد یوسف علی جس کا تعلق ایک مخصوص مسلک سے ہے اور ابوالحسین کے نام سے ایک اخبار میں ''ضمیر ملت'' کے زیرعنوان کالم لکھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے' لوگوں کو راہِ راست سے بٹا رہا ہے اور اپنی انفرادی ملاقاتوں میں مختلف افراد کو یہ باور کروا رہا ہے کہ میں محمد ہوں اور پھر یہ بدبخت لوگوں کو یہ بھی کہتا ہے کہ مجھ پر درود بھیجو' پھر یہ شخص (نعوذ باللہ) قرآن پاک کی آیات کو شرارتی قرار دیتا ہے۔ کہیں وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو کہیں وہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ وہ فوجی بھگوڑا ہے۔ فوج میں کمیشن حاصل کرنے کے بعد ابتدا میں ہی بھاگ گیا تھا۔ ایم اے اسلامیات ہے اور اس نے ایک ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی بھی بنا رکھی ہے۔ جس شخص کو اپنا دیدار بطور محمد (نعوذ باللہ) کرواتا ہو اس کا تعارف اور ذکر بھی محفل میں کرتا ہے اور پھر اسے علیحدہ کمرے میں لے جا کر آنکھیں بند کرنے کے لیے کہتا ہے' پھر اس سے درود شریف پڑھواتا ہے' پھر اسے آنکھیں کھولنے کے لیے کہتا ہے اور پھر آنکھیں کھولنے والے شخص کو سوالیہ انداز میں پوچھتا ہے: بتاؤ محمد رسول اللہ کا دیدار ہوا؟ جس کو دیدار کرواتا ہے وہ پریشان ہو جاتا ہے' پھر کمرے میں اکیلے بیٹھے ہوئے اس شخص سے کہتا ہے کہ اب ہم نے اپنا آپ تم پر ظاہر کر دیا' اسے چھپائے رکھنا۔ مجھ پر درود شریف پڑھتے رہنا اور کسی سے ذکر نہ کرنا۔

کذاب یوسف نے جن افراد کو اس انداز میں اپنا دیدار کرواتے ہوئے خود کو محمد ﷺ رسول اللہ کہا' ان میں کراچی کے ایک ریٹائرڈ ایئر کموڈور' ایک بریگیڈیئر ڈاکٹر' ایک سکواڈرن لیڈر' ایک فارمسٹ اور متعدد تعلیم یافتہ اچھے گھرانوں کے کاروباری افراد شامل ہیں۔ ان تمام افراد نے تھانہ ملت پارک لاہور پولیس کے سابق ایس ایچ او ملک خوشی محمد کو اپنے انفرادی بیانوں میں یہ بتایا ہے اور تحریری طور پر بھی لکھ کر دیا ہے کہ وہ تمام افراد کذاب یوسف کا بطور محمد دیدار کر چکے ہیں۔ تمام نے کذاب یوسف کے دیدار کا ایک ہی طریقہ کار بتایا۔

ان افراد نے یہ بھی بتایا کہ کذاب نے مختلف لڑکیوں سے روحانی نکاح کر رکھے ہیں' اور یہ بھی مشہور کر رہا ہے کہ وہ جسمانی طور پر مر چکا ہے اور روحانی طور پر زندہ ہے' اس لیے اس میں دنیاوی خواہشات نہیں ہیں۔ یہ باتیں سن کر عورتیں بھی اس کے قریب آجاتی ہیں اور وہ بھری محفلوں میں یہ اعلان کر دیتا ہے کہ آج سے فلاں خاتون کو ہم نے اپنے نکاح میں لیا۔ ایک میاں بیوی دونوں کو ہی اپنے نکاح میں لے رکھا ہے اور وہ کہتا ہے کہ سیکس کا عنصر تو دنیا والوں کے پاس ہے' میں روحانی طور پر زندہ ہوں۔ میرے لیے مرد اور عورت کی کوئی تمیز نہیں۔

ان معززین کی طرف سے فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں کراچی سے شائع ہونے والے ہفت روزہ تکبیر میں کذاب یوسف کے متعلق تفصیلات چھپنے کے بعد راقم الحروف نے 218 کیو بلاک ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں رہائش پذیر کذاب یوسف سے رابطہ کیا' اپنا تعارف کروایا' اور کافی حیل و حجت کے بعد بمشکل اسے راضی کیا کہ وہ ان الزامات پر اپنا موقف بتائے۔ کذاب یوسف سے اس کی رہائش گاہ پر ملاقات کے لیے جب راقم الحروف اپنے فوٹو گرافر اور ساتھیوں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہ پہنچا تو کذاب یوسف نے فوٹو گرافر کو بھی اندر آنے کی اجازت نہ دی اور راقم الحروف کی بھی جامہ تلاشی کے بعد برنکس کمپنی کے فراہم کردہ سیکورٹی گارڈ نے بمشکل اندر جانے دیا۔ کذاب یوسف سے گفتگو ہوئی' وہ سخت پریشان اور بار بار قسمیں اٹھا رہا تھا۔

اس سے جو سوال ہوئے وہ کچھ اس طرح تھے :

خبریں : کیا آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ؟

یوسف علی : میں نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا البتہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت عظمیٰ عطا ہوئی ہے اور جب یہ عطا ہمیں ہوئی ہے ہمیں حضرت کہا جانے لگا ہے۔ یہ خلافت عظمیٰ اس وقت تک عطا نہیں ہوتی جب تک انسانی جسم سے Sex کا عنصر ختم نہ ہو جائے اور مجھ سے سیکس سمیت تمام جسمانی قوتیں چھین لی گئی ہیں۔ میں اپنے سمیت ہر انسان کے اندر اللہ اور محمد ﷺ کے نور کو موجود سمجھتا ہوں۔

خبریں : کراچی اور لاہور کی بعض کنواری اور شادی شدہ خواتین جنہیں (نعوذباللہ) محمد ﷺ کی حیثیت سے آپ نے اپنا دیدار کروایا ہے اور آپ کے اعلان کے بعد آپ کے روحانی نکاح میں بھی آئی ہیں۔ آپ محفلوں میں انہیں اپنی ازواج مطہرات قرار دیتے ہیں اور ان میں سے دو ایک جو منحرف ہو چکی ہیں' آپ پر انتہائی گندے الزامات لگاتی ہیں اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے اس بات کی معافی مانگتی ہیں کہ وہ آپ کو (نعوذباللہ) محمد ﷺ سمجھتی رہیں۔

یوسف علی : میری صرف ایک بیوی طیبہ یوسف ہے۔ میں ان خواتین کو نہیں ملا مگر یہ خواتین بھی اپنی جگہ سچی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خواتین مجھ سے ملی ہوں یا پھر میرا ہمشکل ان سے ملتا رہا ہو۔ ویسے میں آپ کو ایک بات بتا دوں' یہ خواتین اس لیے بھی سچی ہو سکتی ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیاروں اور نیک بندوں کی شکل میں نیک لوگوں سے ملتے ہیں۔

اللہ پاک کسی بھی انسانی شکل میں دنیا میں آ سکتے ہیں۔ یہ اللہ کی مرضی ہے کہ وہ کس شکل میں دنیا میں آنا پسند کرتے ہیں۔

خبریں : آپ نے ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی نامی ادارہ دس سال سے بنا رکھا ہے' اس کا ہیڈ آفس کہاں ہے' اس کے ممبران کون ہیں اور اس کا ایڈریس کیا ہے ؟

یوسف علی : ورلڈ اسمبلی کا ڈائریکٹر جنرل میں ہوں۔ عملی طور پر اس کا صدر دفتر لاہور میں ہے۔ مگر روحانی طور پر یہ مدینہ شریف میں ہے۔ اس کا فی الحال کوئی عہدیدار نہیں اور لاہور میں اس کا ایڈریس میرا گھر ہے۔

خبریں : آپ نے محمد ﷺ کی حیثیت سے اپنا دیدار کروا کر درجنوں لوگوں سے لاکھوں کروڑوں روپے لوٹے ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں ؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یوسف علی : جس کسی نے مجھ سے پیسے لینے ہیں' ثبوت پیش کر کے رقم واپس لے لے۔

www.KitaboSunnat.com

میں رقم دینے کے لیے تیار ہوں۔

خبریں: جو خواتین و حضرات آپ کو محمد ﷺ رسول اللہ سمجھتے ہیں کیا وہ غلطی پر ہیں؟

یوسف علی: (مسلسل خاموشی' کوئی جواب نہیں۔ پھر انہوں نے اپنی میز کی دراز سے فائل نکال کر دکھائی جس میں انہوں نے کراچی اور لاہور کے ڈاکٹروں سے یہ تحریر لے رکھی تھی کہ وہ جنسی طور پر مفلوج ہیں۔)

خبریں: مرد کی ذات اس کمزوری کو چھپاتی ہے' آپ کو اعلان کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی؟

یوسف علی: (خاموش کوئی جواب نہیں دیا)۔

اس نوعیت کے متعدد سوالات کا کذاب یوسف کوئی جواب نہ دے سکے اور مسلسل یہی اپیل کرتے رہے کہ میری مدد کریں۔ بعض لوگ مجھے بدنام کر رہے ہیں۔ دراصل یہ وہ الجھے ہوئے لوگ ہیں جو حقیقت کو نہیں پا سکے' اور اس مشکل موقع پر میری مدد اور معاونت کریں۔ میں آپ کے ادارے کا تازندگی احسان مند رہوں گا۔

قارئین! کذاب یوسف کے ڈسے ہوئے اور اس کی باتوں کو سچ سمجھ کر اپنا ایمان وقتی طور پر خراب کرنے اور بہت جلد ہی راہ راست پر آجانے والے ان افراد نے روزنامہ "خبریں" کو کذاب یوسف کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹس بھی فراہم کیں جن میں کذاب یوسف کے کالے کرتوت باقاعدگی سے شائع کیے تو کراچی سے خیبر تک ایک طوفان امڈ آیا۔ کذاب یوسف کے کرتوتوں پر مشتمل پہلی تفصیلات 23 مارچ 1997ء کو "خبریں" میں شائع ہوئی جن میں ملعون کی ڈائری' آڈیو ویڈیو کی تقاریر' طریقہ واردات اور عزائم کو بے نقاب کیا گیا۔

تقریروں' تحریروں' آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

1- (نعوذ باللہ) میری کمر پر وہی مہر نبوت ہے جو 14 سو سال پہلے نبی کریم محمد ﷺ کی کمر پر تھی۔

جس طرح 14 سو سال قبل محمد ﷺ کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا' اس قسم کی صورت حال میرے ساتھ بھی ہے۔ اور تو اور میری اپنی بیوی طیبہ یوسف بھی گستاخی کرتی تھی اور میرے نور کو ماننے سے انکاری تھی۔ پھر میں نے قادر مطلق کو اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ بس پھر معجزہ رونما ہوا۔ ایک رات لائیٹ چلی گئی' میں جو کہ مہر نبوت کے حوالے سے سخت احتیاط کرتا تھا اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر قمیض بدلنے لگا تو قمیض اتارتے وقت لائٹ واپس آگئی اور میری بیوی طیبہ نے میری کمر پر مہر نبوت دیکھ لی۔ بس پھر کیا تھا' وہ میرے قدموں میں گر گئی اور معافی مانگنے لگی۔ پھر میں نے قادر مطلق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حکم پر اسے معاف کر دیا۔

-2 رسول کریم ﷺ اس دنیا میں 99 مرتبہ تشریف لائیں گے' جتنے ان کے نام ہیں اتنی مرتبہ ان کی دنیا میں حاضری ہوگی۔ اب کہ میری شکل میں 92ویں مرتبہ دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ میری شکل میں دنیا پر جو حضرت محمد ﷺ کی شان ہے وہ پہلے کبھی نہ تھی۔ 14 سو سال پہلے جب وہ اپنے اصل جسم میں تھے تو بہت سادہ تھے۔ مسجد نبوی بھی سادہ تھی۔ آج جو مسجد نبوی کی شان ہے وہ (نعوذباللہ) مسجد نبوی والے کی شان ہے۔ اس وقت حضورؐ ڈیوٹی پر تھے۔ آج میری شکل میں ڈیوٹی پر ہیں۔

بدبخت نے کراچی اور لاہور کے بعض گھروں میں اپنے لیے خصوصی کمرے بنوائے ہوئے تھے جنہیں وہ ملعون غار حرا قرار دیتا تھا۔ یہاں لڑکیوں سے علیحدگی میں ملتا تھا۔ کراچی میں اس قسم کے ایک کمرے میں اپنے خاص مرید عبدالواحد کی بہو (ش) کے ذریعے متعدد کنواری لڑکیوں کو بے آبرو کیا۔

کذاب یوسف جس گھر میں جاتا لوگوں سے مصافحہ کے بعد باتھ روم میں چلا جاتا۔ چالیس سے پچاس منٹ تک باتھ روم میں رہتا اور کوئی نہ کوئی عمل پڑھتا رہتا اور جب باہر آتا تو لوگ اس کی ایک ایک بات پر عش عش کرتے اور اس پر صدقے واری جاتے۔ خواتین کو وہ ایک بار کثرت سے کہتا کہ قادر مطلق نے ان کے جسم سے تمام منفی قوتیں چھین لی ہیں۔

-3 لعنتی بار بار Sex کے عنصر کے خاتمے کا اعلان کرتا تو عورتیں اور جوان لڑکیاں بھی اس کی نشست پر بیٹھنے لگیں۔ پھر وہ محفل میں لوگوں کے سامنے اعلان کرتا کہ آج سے فلاں لڑکی ہمارے نکاح میں ہے تاہم اس کی دنیاوی شادی ہو سکتی ہے کیونکہ دنیاداروں کا تعلق کسی دنیادار سے ہی بن سکتا ہے۔

-4 کذاب یوسف نے اپنے مرید افراد اور خواتین کو یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ جب بھی وہ ان سے ملنے آئیں تو سلام کی بجائے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہیں۔ لڑکیوں کو بھی یہ حکم تھا کہ وہ فون پر بھی یہی سلام دہرائیں۔

-5 ملعون نے اپنے مریدوں میں بھی مشہور کر رکھا تھا کہ اس کی محفل میں جتنی دیر بھی کوئی شخص بیٹھے اور اس دوران نماز کا وقت ہو اور ہمارا بیان جاری ہو تو نماز کی قضا نہیں۔ نماز عام لوگوں کے لیے ہے' ہم مصطفوی خاندان کے لوگ ہیں اور جو جو ہمارے مرید ہیں وہ اسی خاندان کے ارکین ہیں اور یہ سب اعلیٰ پائے کے لوگ ہیں۔ روز محشر جب تمام لوگ اپنے اعمال نامے ہاتھوں میں لیے ادھر ادھر بھاگ رہے ہوں گے' مصطفوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان کے لوگ جنت کے سب سے اعلیٰ مقام پر "دارالوریٰ" میں اللہ پاک کے سامنے بیٹھے کافی پی رہے ہوں گے۔ اگر محفل میں کوئی شخص نماز کی طرف توجہ دلاتا تو اس کی امامت میں مرد اور خواتین ایک ہی صف میں اکٹھے نماز پڑھتے۔ کوئی اعتراض کرتے تو یوسف جھاڑ پلا کر کہتا کہ اپنے اندر کا گند باہر پھینک آؤ' یہاں صرف امتی موجود ہیں۔ امتی میں مرد عورت نہیں ہوتے۔ وہ لوگوں کو یہ بھی کہتا کہ ہم اور آپ پاک لوگ ہیں۔ وضو وہ کریں جنہیں نجاست لگی ہو۔ آپ مصطفوی خاندان کے لوگ دامن نچوڑیں تو فرشتے وضو کریں۔

6- ایک شخص نے مہر رسالت دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو بھری محفل میں یوسف نے کہا کہ میں تیار ہوں مگر تم مہر رسالت دیکھنے کی قیمت دو۔ وہ شخص قیمت دینے پر تیار ہوا تو اسے کہا گیا کہ اپنی بیوی کو طلاق دو' یہ مہر رسالت دیکھنے کی قیمت ہے۔ وہ شخص خاموش ہو گیا۔ پھر ملعون نے عبدالواحد کی بہو (ش) کو بھری محفل میں بتایا کہ آپ مہر نبوت دیکھ چکی ہیں' آپ بتائیں کہ آپ پر کیا بیتی تھی؟ جس پر (ش) سبحان اللہ کہنے لگتی اور لوگ متاثر ہونے لگتے۔

7- کذاب یوسف نے کراچی میں اپنے معاملات ایک ریٹائرڈ سینئر آفیسر احمد الدین خان کے بیٹے سہیل احمد کے سپرد کر رکھے ہیں۔ اس کی شادی بھی اپنی پسند سے کرائی۔ احمد دین کے پاس کذاب یوسف کے کرتوتوں کا اچھا خاصا ریکارڈ ہے۔ ایک مرتبہ سہیل کی والدہ اور بہن بھی یوسف علی کی محفل میں آگئیں تو سہیل نے اپنی والدہ اور بہن کو زبردستی گھر بھجوا دیا۔

8- کراچی کے عبدالواحد خان کو ملعون نے حضرت عمر فاروق کا درجہ دے رکھا تھا اور اس کا باقاعدہ اعلان لاہور کی مسجد بیت الرضا میں کیا' اور بتایا کہ انہوں نے منزل پالی ہے۔ یہ دنیاوی اور ابدی زندگی اور جنت میں بھی ہمارے ساتھ ہوں گے۔

9- کراچی کے ایک شخص نے رمضان المبارک میں کذاب یوسف سے اجازت طلب کی کہ وہ عمرے پر جانا چاہتے ہیں۔ یوسف کذاب سیخ پا ہو گیا اور کہنے لگا کہ لوگ عمرے پر کیوں جاتے ہیں؟ کیوں اخراجات کرتے ہیں؟ مکین کو ادھر چھوڑ کر مکان کے پاس کیا لینے جاتے ہیں؟ در و دیوار کو چھوتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ مکین تو پاکستان میں ہے۔ سعودی عرب میں تو خالی در و دیوار ہیں۔ پھر وہ مزید بکواس کرتے ہوئے کہتا ہے کہ سعودی عرب نے در و دیوار مانگے انہیں مل گئے۔ پاکستان کے لوگوں نے نبی کو مانگا تو انہیں یہ مل رہا ہے۔ یہ آپ کو فیصلہ کرنا ہو گا کہ آپ کو حضور چاہیے یا حضوری۔ اگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور چاہتے ہیں تو رک جائیں۔ حضور پاکستان میں ملیں گے اور جب حضور ملیں گے تو حضوری خود بخود مل جائے گی۔

-10 کذاب یوسف اپنے مریدین کو انگریزی فلم The Message بار بار دیکھنے کے لیے کہتا اور ان کے ساتھ خود بھی دیکھتا۔ پھر ایک سین لوگوں کو دکھاتا جس میں ایک شیطانی جسم ختم ہوتا ہے اور اس کی روح کسی اور میں منتقل ہو جاتی ہے۔ پھر وہ لوگوں سے کہتا کہ جس طرح اس فلم میں روح منتقل ہوئی ہے بالکل اس طرح 1995ء میں (یا اللہ میری توبہ) اس کے جسم میں بھی حضور کی روح (نعوذباللہ منتقل ہوئی تھی۔

-11 ایک شخص شاہد خان نے بتایا کہ یوسف کذاب سفلی علوم کا ماہر ہے اور کلام پاک کی آیات کو الٹا پڑھتا ہے۔ قرآن مجید کے حروف مقطعات کو بھی الٹا کر پڑھتا ہے اور لوگوں کو اپنے جادو میں جکڑ لیتا ہے۔ شاہد خان نے مزید بتایا کہ ان کی اہلیہ کو بھی ملعون حضرت محمد ﷺ کی حیثیت سے اپنا دیدار کروا چکا ہے۔ پھر ہم نے کوئٹہ سے ایک عالم دین مولانا عبدالرحمان کو بلایا جو 11 گھنٹے تک کلام پاک کی عبادت کرتے رہے اور مختلف آیات پڑھ کر ان کی اہلیہ پر دم کرتے رہے۔ ان کی اہلیہ اس دوران ڈرائنگ روم میں پڑی ہوئی اشیاء اور ڈرائنگ روم کا دروازہ توڑنے میں مصروف رہیں۔ پھر بے ہوش ہو کر گر پڑیں تو مولانا عبدالرحمان نے کہا کہ تھوڑی دیر بعد ٹھیک ہو جائیں گی اور وہ تھوڑی دیر بعد ٹھیک ہو گئیں۔

-12 فروری 1997ء کو ملت پارک لاہور کے علاقے میں واقع ایک مسجد بیت الرضا میں اپنی تقریر کے دوران اس لعنتی نے دو افراد عبدالواحد خان اور سید زید زمان کا اعلیٰ صحابی ہونے کا اعلان کیا اور پھر اپنی تقریر میں تقریباً سوا سو افراد کی موجودگی میں یہ بات کہی کہ خوش نصیب انسانو! آج آپ کی محفل میں القرآن بھی موجود ہے' آج اس محفل میں سو صحابہ کرام موجود ہیں۔ ایک ایک صحابی اپنی جگہ پر نمونہ ہے۔ ایک ایک کا تعارف کرانے کو جی چاہتا ہے لیکن آج صرف ہم دو کا تعارف کروائیں گے۔

محمد عبدالواحد ایک ایسے صحابی ایک ایسے ولی اللہ ہیں' پوری کائنات میں ان کا خاندانِ رسولؐ سے سارے کا سارا وابستہ ہے۔ محمد رسول اللہؐ سے وابستہ ہو کر یہ خاندان محمد مصطفیٰ تک پہنچا ہے۔

اس کے بعد عبدالواحد خان نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور صحابی بننے کی مبارکباد وصول کی۔

پھر کذاب یوسف نے یہودی سیکورٹی کمپنی کے ملازم سید زید زمان کا تعارف بھی صحابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حیثیت سے کرایا۔ اس نے بھی کھڑے ہو کر مختصر خطاب کیا (کذاب یوسف کی آڈیو کیسٹ کے یہ اقتباسات پولیس اور مقدمے کے ریکارڈ میں موجود ہیں جبکہ کیسٹ فائل مقدمہ بن چکی ہے)۔

کذاب یوسف نے مذکورہ بالا باتیں جذب کی کیفیت میں کہی تھیں۔

13- کراچی سے تعلق رکھنے والی ایک نوجوان طالبہ نے 'جو بدبخت کے نکاح میں تھی' روتے ہوئے "خبریں" کو بتایا کہ وہ اس کو بیٹی کہہ کر "شیطانی" کرتا رہا اور میں اسے محمد سمجھ کر قبول کرتی رہی۔ اللہ مجھے معاف کرے۔ میں گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوئی ہوں۔ اس بچی نے روتے ہوئے "خبریں" کو بتایا کہ وہ بے غیرت مجھے یہ کہتا تھا کہ تم خدا کا نور ہو اور میں محمد ہوں جس طرح (نعوذباللہ) اللہ اور محمد عرش پر پیار کرتے ہیں' ہم فرش پر کریں گے۔ اس خاتون نے قسمیں اٹھاتے ہوئے "خبریں" کو بتایا کہ کوئی خاتون اپنے کردار پر الزام نہیں لگاتی مگر یہ حرمت رسولؐ کا معاملہ ہے' اللہ مجھے معاف کرے۔ وہ کئی لڑکیوں کو محمد رسول اللہ بن کر تباہ کر چکا ہے۔ اس خاتون نے مزید بتایا کہ وہ بدبخت کہتا تھا کہ اسے 99 شادیاں کرنے کا حکم ہے۔ محمدؐ کے جتنے نام ہیں اتنے ہی (نعوذباللہ' نعوذباللہ) روپ ہیں اور ہر روپ کے لیے ایک بیوی رکھنے کی اجازت ہے۔ اس خاتون نے روتے ہوئے کہا کہ اگر وہ اس کے سامنے آجائے تو وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے ہاتھ' کان' ناک اور ٹانگیں توڑ یں گی۔

14- کذاب یوسف اپنی تحریروں اور اپنی ڈائریوں میں اللہ تعالیٰ کی (نعوذباللہ) جسمانی ساخت بیان کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ طبعی جسم رکھتے ہیں۔ پھر وہ اپنے اس دعوے کی وضاحت اس طرح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بولتا ہے' سنتا ہے' حکم دیتا ہے' چلتا ہے۔ یہ تمام خواص طبعی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ طبعی جسم رکھتے ہیں۔

15- کراچی میں کذاب یوسف کے دو چیلوں عبدالواحد خان اور سہیل نے "خبریں" کو بتایا کہ جلد حضرت باہر آکر پوری دنیا کے علماء کو چیلنج کریں گے۔ ابھی میں ان کے دیئے ہوئے علم کے صدقے پورے پاکستان کے تمام علماء کو چیلنج کرتا ہوں جنہوں نے قرآن مجید حفظ کر رکھے ہیں مگر انہیں سمجھ نہیں۔ عبدالواحد نے کہا کہ یہ نوجوان جس کا نام سہیل ہے' پانچ منٹ میں حضور (کذاب یوسف) کے دیئے ہوئے علم کے طفیل نامی گرامی ملاؤں کو فارغ کر دے گا۔ یوسف علی تو سراپا نور ہیں' ان میں تو Sex کا عنصر موجود ہی نہیں۔ لڑکیاں تو نہ جانے کس کس کے الزام حضرت جی پر تھوپ رہی ہیں۔ اس موقع پر سہیل نے کہا کہ میرے مرشد' میرے آقا' میرے حضرت اور میرے حضور دنیاؤں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آزمائش میں ہیں اور یہ حضور کے شعب ابی طالب کا زمانہ ہے۔ ہم جلد کسی انٹرنیشنل ٹی وی پر اوپن چیلنج کریں گے کہ آئیں اور دین کی تعلیمات پر بات کریں۔ ذرا مقدمہ شروع ہونے دیں' دیکھیں ہم عدالت میں ثابت کریں گے کہ حضرت جی کی تعلیمات کیا ہیں اور حضرت جی کے جذب کے عالم میں کہے ہوئے جملوں کو جاہلوں نے کس انداز میں پیش کیا ہے۔

-16 کذاب یوسف کے حوالے سے ایک لڑکی کا اپنی سہیلی کو لکھے گئے خط کا انتہائی مہذب اقتباس اس طرح سے ہے کہ یہ لڑکی کذاب یوسف کے تعلق کی وجہ سے حاملہ ہو گئی ۔ پھر کذاب یوسف نے کراچی کے کمال ہسپتال میں ڈاکٹر نزہت کمال سے اس کا ابارشن کروا دیا۔ اس لڑکی نے تمام صورت حال سے اپنی سہیلی کو آگاہ کیا۔ جہاں بھی کذاب کا نام آتا وہ وہاں انگلش میں HJ یا حضرت جی لکھتی ہے اور کہتی ہے کہ وہ 21 دن حضرت جی کے ساتھ رہی اور ہسپتال والا واقعہ ہوا۔ پتہ نہیں یہ سب کیسے ہو گیا۔ اب کچھ اچھا نہیں لگتا۔ میں نے اپنا آپ مار لیا ہے اور مجھ میں حوصلہ نہیں رہا۔ مجھے ایک بات بتاؤ کہ میں نے حضرت جی کو اتنا ٹوٹ کر کیوں چاہا۔ اس طرح بھی ہوا کہ میں سب کے ساتھ بھی لڑ کر حضرت جی کے پاس چلی جاتی۔

-17 کراچی کے ایک دست شناس سراج نے کذاب یوسف کے دونوں ہاتھ دیکھ کر بتایا کہ یہ ابنارمل آدمی کا ہاتھ ہے۔ اس کا ایک ہاتھ مکمل طور پر شیطان کا ہاتھ ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں تمام شیطانی قوتیں موجود ہیں جبکہ بایاں ہاتھ مختلف ہے۔ آخر عمر میں درجنوں معاشقوں کی نشانیاں ہیں اور عورتوں کی وجہ سے ہی ذلیل ہونا لکھا نظر آ رہا ہے۔

-18 کذاب یوسف کے بارے میں کراچی کے ایک مجذوب نے بتایا کہ وہ جیل ہی میں مرے گا۔

قارئین کرام! ابوالحسنین محمد یوسف علی المعروف کذاب یوسف روزنامہ "خبریں" کی کوششوں سے 29 مارچ 1997ء سے توہین رسالت کی دفعات 295a,295b,295c,298a,406,420,505 اور 508 کے تحت گذشتہ دو سال سے جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے۔ "خبریں" کو اس عرصے کے دوران نبی کریمؐ کی حرمت کے تحفظ کی خواہش رکھنے والے اور اس کے لیے جان قربان کر دینے والے سینکڑوں نوجوانوں نے رابطہ کیا۔ آج بھی سینکڑوں جوان غازی علم دین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس لعنتی کردار کے وجود سے اس پاک دھرتی کو پاک کرنا چاہتے ہیں مگر جیل کی سلاخیں ان کے راستے کی رکاوٹ ہیں۔ دوسرے "خبریں" نے بہت کوشش کی کہ کوئی قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لے بلکہ قانون کے مطابق عدالت سے اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سزا دلوائی جائے۔ آج بھی سینکڑوں نوجوان غصے میں اپنا سر جھٹکتے ہیں اور کذاب یوسف کو جہنم رسید کر کے نبی کریم کو چاہنے والوں کی فہرست میں اپنا نام درج کروانا چاہتے ہیں۔ اس بات کی پروا نہیں کہ کذاب یوسف کو جہنم رسید کرنے کے بعد ان کے ساتھ کیا ہوگا۔ یہ نوجوان ٹولیوں میں آج بھی "خبریں" کو ملتے ہیں' خط لکھتے ہیں اور اس کے ایک ایک رات زندہ رہنے پر کڑھتے ہیں مگر جن لوگوں نے فیصلے کرنے ہیں وہ شاید ان نوجوانوں کی طرف اپنے آپ کو اللہ پاک کے سامنے جواب دہ نہیں کہتے۔ ان کے لیے شاید توہین رسالت اہم نہیں' انگریز کا بنایا ہوا توہین عدالت کا قانون اہم ہے۔ آج بھی نوجوان قسمیں کھاتے ہیں کہ کذاب یوسف جس رات رہا ہوا وہ اس کی زندگی کی آخری رات ہوگی۔ نوجوان منصوبے بنائے بیٹھے ہیں اور دوسری طرف کذاب یوسف کے چیلے بھی اس ملعون کو رہا کرواتے ہی بیرون ملک لے جا کر بسانے اور یہودیوں کے ٹی وی سیٹلائٹ چینلز کے ذریعے اس کی خرافات کو مقبول عام کروانے کی تیاریاں کر چکے ہیں۔

آپ کو یہ جان کر بھی حیرت ہوگی کہ ہماری حکومت کے لیے انتہائی معمولی اہمیت رکھنے والا کذاب یوسف مسلم دشمن' اسلام دشمن اور پاکستان دشمن قوتوں کے لیے کتنی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اگر اس فتنے کو چھوڑ اگیا اور عدالت کے ڈر سے سزا نہ دی گئی تو شاید یہ فتنہ نبی کریم کے وصال کے بعد اہانت رسالت کے حوالے سے اب تک پیدا ہونے والے تمام فتنوں سے آگے نہ بڑھ جائے کیونکہ شیخ سعدی شیرازی کا قول ہے کہ چشمے کا دہانہ ابتدا میں ایک بیلچہ مٹی سے بند کیا جا سکتا ہے مگر کچھ دن گزار دیئے جائیں تو اس چشمے کے پانی میں اونٹ بھی ڈوب جاتے ہیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ ہمیں مزید کسی امتحان میں اس فتنہ کے حوالے سے نہ ڈالے۔

(اڈیشن روزنامہ "خبریں" لاہور' 9 اپریل 1999ء)

کذاب یوسف کون ہے ؟

یوسف علی عرف کذاب یوسف تحصیل جڑانوالہ کے ایک شخص وزیر علی کے گھر پیدا ہوا۔ اس کا ایک بھائی ناصر نصر اللہ وحید سعودی عرب میں رہتا تھا۔ یوسف علی فوج میں کمیشن آفیسر تھا مگر کپتان کے عہدے سے ہی اس کو فوج سے نکال دیا گیا۔ پھر اس کے بعد سعودی عرب چلا گیا اور دینی کتب کا مطالعہ کرتا رہا' اس دوران اس کے بھائی ناصر نصر اللہ وحید کی شادی اندرون شہر کی رہائشی ایک انتہائی خوبرو لڑکی سے ہوگئی۔ یوسف علی نے اپنے چھوٹے بھائی کے سعودی عرب جاتے ہی اس کی بیوی کو دام میں پھنسا لیا اور اس بات کا پتہ کئی ماہ بعد ناصر نصر اللہ وحید کو چلا تو اس نے خودکشی کر لی۔ اس نے اپنی بیوی کو کذاب یوسف کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھ کر تھپڑ مارنے کی کوشش کی تو اس نے شرمسار ہونے کے بجائے کھل کر یوسف علی کا ساتھ دیا' جس پر ناصر نصر اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحید نے زہر کھالیا۔

جدہ میں کذاب یوسف بظاہر کوئی کام نہیں کرتا تھا مگر اسے ہر ماہ مختلف ممالک سے تنخواہوں کے چیک وصول ہوتے تھے۔ پھر اس نے ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کے ہاں جدہ میں آنا جانا شروع کر دیا۔ پھر وہیں سے دنیا بھر میں اپنے رابطے بنائے۔ 1988ء میں پاکستان آگیا اور اپنے دوستوں سے کہا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ ٹھیک 4 سال بعد 1992ء میں اسلامی انقلاب کے بعد بننے والی حکومت کی سربراہی کرو۔ پھر اس نے دینی موضوعات پر اخبارات اور رسائل میں مضامین لکھنے شروع کروائے۔

ایک روزنامہ کے ادارتی صفحہ پر اپنے کالم تعمیر ملت میں نبی کریمؐ کی شان کے حوالے سے مختلف چیزیں بیان کرتا۔ پھر اس نے 500 روپے فی جمعہ کے حوالے سے مسجد بیت الرضا میں خطبہ جمعہ دینا شروع کر دیا اور جمعہ کے بعد مسجد سے ملحقہ حجرے میں محفل لگانا شروع کر دی۔ یہیں وہ مختلف لوگوں کو بشارت دیتا کہ آپ اس وقت تک انتقال نہیں کریں گے جب تک رسول کریمؐ سے باقاعدہ ملاقات نہیں کرتے۔ لوگ سن کر خوش ہو کر اپنی جان نچھاور کرتے۔ پھر یہ یہیں درود شریف پڑھنے پر لگا دیتا اور دبے لفظوں میں دعویٰ کرتا کہ وہ حضورؐ سے کسی کی بھی ملاقات کروا سکتا ہے۔ حضور سے ملاقات کے لیے وہ 3 شرائط رکھتا اور کہتا کہ صرف 3 قسم کے لوگ حضور کا دیدار کر سکتے ہیں :

1- شیر خوار بچے کی طرح پاک شخص۔

2- ایسا مجذوب جو دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو۔

3- ایسا شخص جو حضورؐ کے نام پر تن' من اور دھن قربان کر سکے۔

پہلی دونوں شرطیں تو کسی کے بس میں نہ تھیں' البتہ تیسری شرط کے لیے لوگ سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہو جاتے۔ کسی سے کہتا کہ آپ کا ٹیسٹ ہے' ساری دولت مجھے دیں۔ کسی سے گھر کی رجسٹری مانگ لیتا۔ کسی سے کہتا کہ آپ کو اپنی بیوی کو طلاق دینا ہوگی اور ایسی بات صرف اس شخص کو کہتا جس کی بیوی خوبصورت ہوتی۔

پھر وہ اس شخص کا ردعمل دیکھ کر کہتا کہ طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں۔ مصطفوی خاندان میں شمولیت اختیار کرنے کے بعد آپ کی اہلیہ کو بھی شامل کر لیں گے اور دوبارہ نکاح پڑھا دیں گے۔ جب یہ مفتی دیکھتا کہ کوئی شخص نبی کریمؐ کے دیدار کے لیے اندھا ہوا جا رہا ہے تو اس کو درود شریف پڑھواتا' پھر اس کو کمرے میں لے جاتا اور اس کمرے میں کذاب یوسف اور دیدار کرنے والے کے علاوہ کوئی بھی تیسرا شخص موجود نہ ہوتا۔ پھر یہ اسے کہتا کہ آنکھیں بند کرو اور درود شریف پڑھو' پھر کہتا کہ آنکھیں کھولو اور پوچھتا کہ دیدار ہوا؟ سامنے بیٹھا شخص حیرانگی سے ادھر ادھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھتا کہ کمرے میں کذاب یوسف کے علاوہ تو کوئی موجود نہیں تو پریشان ہو جاتا' جس پر کذاب یوسف ایسے کہتا "انا محمد" (میں ہی محمد ہوں)۔ میرا یہ راز کسی کو مت بتایئے گا' درود شریف پڑھتے رہئے گا اور مجھ پر بھیجتے رہیے گا۔ جلد ہی ہم دنیا بھر میں اپنا آپ ظاہر کریں گے۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور' 9 اپریل 1999ء)

مولانا شاہ احمد نورانی

جے یو پی کے سربراہ اور ورلڈ اسلامک مشن کے صدر مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے کہا کہ ابوالحسنین یوسف علی نے جو کچھ کہا کہ آڈیو اور ویڈیو میں جس طرح صحابہ کرامؓ کو پیش کیا جس طرح اس کے گواہان بتاتے ہیں وہ پکا پکا واجب القتل ہے' وہ گستاخ رسول ہے۔ اس ملعون کو قتل کرنے کے لیے کسی فتوے کی ضرورت نہیں کیونکہ گستاخ رسول کے قتل کا فتویٰ 14 سو سال قبل نبی کریمؐ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دے دیا تھا اور مملکت کے حالات خراب ہونے کے باوجود تمام محاذوں سے سپہ سالاروں کو واپس بلایا تھا اور سب سے پہلے مسیلمہ کذاب کے فتنے کا خاتمہ کیا تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس مسیلمہ کذاب کے دو آدمی پیغام لے کر آئے تھے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا تھا کہ کیا آپ بھی اس کے ماننے والوں میں سے ہیں تو پیغام لانے والوں نے ہاں کہا مگر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر پیغام لانے والوں کو قتل کرنے کی حضرت محمدؐ نے اجازت دی ہوتی تو میں آپ کی گردنیں بھی کاٹ دیتا۔ کذاب یوسف خود ہی نہیں بلکہ اس کے ماننے والے بھی واجب القتل ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فتوے کے بعد مزید کسی فتوے کی گنجائش نہیں۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے مزید کہا کہ جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو جاتا ہے اس کو امن مل جاتا ہے مگر گستاخ رسول کو خانہ کعبہ کے پردوں میں بھی پناہ نہیں دی گئی تھی اور اس کو خانہ کعبہ کے اندر ہی قتل کیا گیا تھا۔ نبی کریمؐ کے ناموس کے تحفظ کے لیے جو شخص بھی کام کرتا ہے اسے دنیا و آخرت میں اس کا صلہ ملتا ہے۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور' 9 اپریل 1999ء)

اور مقدمہ جاری ہے......

ماہرین کے مطابق کسی مقدمے کی کارروائی 2 سال تک شروع نہ ہو یا کسی ملزم کو جیل میں بطور حوالاتی اتنی مدت گزر جائے تو وہ ضمانت پر رہا ہو سکتا ہے۔ حرمت رسولؐ کے چور' لعنتی کردار اور امت مسلمہ پر بدنما داغ کذاب یوسف کو بھی جیل میں 2 سال گزر چکے ہیں۔ اس کے مقدمے کی فائل بعض اعلانات کے مطابق گم ہو چکی ہے۔ راقم الحروف نے اس کیس کو شروع کیا اور کذاب یوسف کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیل کی سلاخوں تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے‘ اس مسئلے پر ایک بھی لفظ لکھنے سے پہلے کذاب یوسف کا اس کی رہائش گاہ پر ڈیڑھ گھنٹے سے زائد انٹرویو کیا اور جب تک اس بات کا یقین نہیں کر لیا کہ یہ بدبخت واقعی لعنتی ہے‘ اس وقت تک ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ آج 2 سال گزر چکے ہیں اور میں اس انتظار میں ہوں‘ کوئی عدالت تو طلب کرے کہ بھائی کذاب یوسف کے بارے میں اتنا کچھ کیوں لکھتے رہے۔ درجن سے زائد گواہان انگاروں پر لوٹ رہے ہیں اور عدالت کے سامنے پیش ہو کر اور رو رو کر حرمت رسولؐ کے اس کذاب یوسف کے کردار کو بیان کرنے کے لیے بے چین ہیں‘ وہ طے کئے بیٹھے ہیں کہ عدالت میں 3 گھنٹے بھی بولنا پڑا تو سر پر قرآن رکھ کر بولیں گے۔ بولنے سے پہلے یہ عہد کریں گے کہ الزام تراشی کریں تو اللہ پاک انہیں عدالت سے باہر جانے کی مہلت بھی نہ دے۔ مگر 2 سال گزر چکے ہیں‘ ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ کون سی عدالت یہ فیصلہ سنے گی۔ کبھی خصوصی عدالت‘ کبھی سیشن کورٹ‘ کبھی ہائی کورٹ‘ کبھی سپریم کورٹ‘ کبھی سنگل بنچ کورٹ‘ کبھی ہائیکورٹ‘ کبھی سپریم کورٹ‘ کبھی سنگل بنچ‘ کبھی ڈبل بنچ اور کبھی فل بنچ مگر مقدمے کا فیصلہ ہونا تو درکنار‘ مقدمے کی ابتدائی سماعت ہی شروع نہ ہو سکی۔ کذاب کی اہلیہ جو کل تک اس کی بنائی ہوئی دولت سمیٹتی تھی‘ آج اس دولت کے بل پر نت نئی رٹ پٹیشن کروا رہی ہے اور دوسری طرف اکیلا مجاہد اسماعیل قریشی (اللہ انہیں طویل عمر دے) اس پیرانہ سالی میں بھی کذاب یوسف کو سزا دلوانے کی جنگ لڑ رہے ہیں‘ اللہ انہیں ثابت قدم رکھے!

قارئین! اس عرصے کے دوران توہین عدالت کے مقدمات کا نہ صرف فیصلہ ہوا بلکہ مرتکب افراد کو سزائیں بھی ملیں مگر توہین رسالتؐ کا کیس ابھی تک لٹکا ہوا ہے۔ آیئے اس کیس کو اللہ کی عدالت میں پیش کریں کہ شاید اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ سعادت کسی کے نصیب میں لکھی ہوئی نظر نہیں آتی۔

(روزنامہ ”خبریں“ لاہور‘ 9 اپریل 1999ء)

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک

کذاب یوسف کی گفتگو اور تقریروں کے حوالے سے معروف سکالر پروفیسر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک نے کہا کہ اس صدی کا سب سے بڑا بدبخت انسان ہے۔ وہ اسے گذشتہ 15 سال سے جانتے ہیں‘ اوّل درجے کا جھوٹا‘ مکار اور گمراہ ہے۔ وہ بہت سی ایسی خواتین کو جانتے ہیں جنہیں اس ملعون نے اپنی ازواج مطہرات بنا رکھا ہے اور بہت سے حضرات کو جانتے ہیں جنہیں حضور نبی کریم کا دیدار کہہ کر اپنا دیدار کروا دیتا ہے۔ اگر کوئی وضاحت مانگے تو کہتا ہے اندھے ہو آنکھیں نہیں ہیں۔ اب تک رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچانتے۔ غلام مرتضیٰ نے کہا کہ ہم اس کو کیپٹن یوسف کہتے ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ اسے فوج سے نکال دیا گیا تھا۔ جب میں سعودی عرب میں تھا تو اکثر میرے پاس آتا۔ کئی کئی دن قیام کرتا اور میرے گھر آنے جانے والے افراد کی خدمت کرتا۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ اس نے ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی بنا رکھی ہے اور میرے کئی جاننے والوں سے اس نے لاکھوں روپیہ میرے ہی گھر بیٹھ کر رابطے کر کے بٹور لیے۔ پھر مجھے پتہ چلا کہ اس نے میرے دیرینہ دوست خواجہ غفور کی بیٹی اور داماد سے 35 ہزار ریال وصول کر لیے۔ انہی دنوں مجھے لندن سے ایک دوست کا فون آیا کہ انہوں نے کذاب یوسف کو ورلڈ اسمبلی کے لیے دس ہزار پاؤنڈ بھیجے ہیں۔ یہ بدبخت عرب' انگلینڈ' امریکہ اور کینیڈا سے ہزاروں ڈالر ریال اکٹھے کر کے لاہور آگیا اور شادمان میں ڈیرے ڈال لیے۔ غلام مرتضیٰ نے بتایا کہ وہ پاکستان آئے تو کذاب یوسف نے فرمائش کی کہ میں شادمان کی مسجد میں جمعہ پڑھاؤں۔ میں مسجد پہنچا تو اس نے میرا تعارف ورلڈ اسمبلی آف مسلم یونٹی کے سرپرست کے طور پر منبر رسول پر کھڑے ہو کر کروایا۔ نمازِ جمعہ کے بعد میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے منبر رسول پر جھوٹ کیوں بولا تو اس نے کہا کہ میں نے آپ کی عزت کی وجہ سے ایسا کہا۔

غلام مرتضیٰ ملک نے مزید بتایا کہ 1988ء میں مدینہ منورہ میں روضہ رسول پر بیٹھے تھے کہ ملعون ان کے پاس آیا اور کہنے لگا ابھی تھوڑی دیر قبل حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے تھے اور کہا ہے کہ تم اپنی کوششیں تیز کر دو کیونکہ 1992ء میں پاکستان میں اسلامی نظام پوری طرح نافذ ہو جانا ہے۔ کیپٹن یوسف کی یہ بات سن کر میں اور میرے ساتھی طیش میں آگئے مگر روضہ رسول کی حرمت کا تقاضا ہمیں خاموش کر گیا۔ میں نے صرف اتنا کہا کہ بدبخت انسان یہاں پر بیٹھے ہوئے یہ لوگ اتنے گونگے بہرے لوگ نہیں کہ حضور کے قدموں کی چاپ نہ سن سکیں۔ یہ لعنتی روضہ رسول پر بیٹھ کر بھی حضور کے حوالے سے جھوٹ بولتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کراچی کے ایک دوست نے فائل بھیجی ہے جس میں اس مردود کی غفلت کے بہت سے ثبوت ہیں۔ ایسی تصاویر بھی ہیں جن میں وہ غیر عورتوں کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر مردود کو پھانسی نہ دی گئی تو ایسی حرکتیں کرنے والوں کا سیلاب آجائے گا اور اسے سزا نہ دینے سے ہم پر عذاب نازل ہوگا۔ وہ کبھی بکواس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح اس میں حلول کر گئی ہے اور کبھی کہتا ہے کہ میں محمد ہوں۔ وہ اپنے خود پر درود و سلام بھجواتا ہے۔ ایسے ملعون کو جلد از جلد سزائے موت دی جانی چاہیے۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور' 9 اپریل 1999ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف کا اپنے مریدوں کے نام
لکھے گئے خط کا مکمل متن

کذاب یوسف کا اپنے مریدوں کے نام 15 جولائی 1994ء کو لکھے گئے خط کا عکس اور مکمل متن قارئین کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔ اس خط کا پس منظر کچھ اس طرح سے ہے کہ کراچی کی ایک شادی شدہ لیڈی ڈاکٹر اس لعنتی کو پسند آ گئی' اس نے مختلف حربوں سے اسے اپنے اثر میں لے لیا' پھر اس کے شوہر' سسر اور لڑکی کے باپ کو مجبور کیا کہ دونوں میاں بیوی میں علیحدگی ہو جائے تاکہ اس لیڈی ڈاکٹر کی باقی زندگی (نعوذباللہ) حضور کی ہمرکابی میں گزرے۔

اس خط کے آخری جملے بہت اہم ہیں کیونکہ ان جملوں میں لعنتی یوسف کہتا ہے کہ "ہمیں آپ سے بہت پیار ہے' یہ وہ پیار نہیں جو بشر کو بشر کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ یہ وہ پیار ہے جو نور کو نور سے' اللہ کو بندے سے اور رسولؐ کو غلام سے ہوتا ہے' اس پیار کی قدر کریں۔"

15 جولائی 1994ء

ہمارے بہت ہی پیارو!

اسلام وعلیکم ورحمتہ اللہ

آپ کے جائزے کی خاطر حاضر

(1) پس منظر' اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب پاکؐ کے صدقے اپنے ایک عبد خاص کو اس قابل بنا دیا ہوا ہے کہ وہ "اہل" کو حضور پاکؐ سے ملوا سکتا ہے' حضور پاکؐ سے ملاقات کے بعد ہی انسانی معراج کی ابتدا ہوتی ہے۔ انشاء اللہ ربیع الاول یوم میلاد سیدنا محمد بن عبداللہ کو کراچی میں ایک خوش نصیب کی آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔ آپ کا خاندان اچھا لگا' اس میں سے (1) اسلم شیخ' (2) لڑکی "غ" (3) لڑکی "ت" اور (4) لڑکی کا شوہر "ن" کا انتخاب ہوا۔ (مشروط)

"غ" آزاد ہو جاتیں تو اسی دنیا میں ان کی زندگی حضور پاکؐ کی ہمرکابی میں گزرتی' ظاہرا "غ" کے شوہر "ن" کے لیے یہ ایک قربانی تھی اسی لیے اس کا انعام آپؐ کے ساتھ ملاقات تھی۔ "ن" نے یہ قربانی نہیں دی' اب وہ جانیں اور ان کے مرشد۔ "غ" سے ہم خوش ہیں' انشاء اللہ جب آزاد ہوں گی حضورؐ کے پاس ہوں گی۔ یہ آزادی انتقال سے پہلے ہوئی تو پہلے' اگر انتقال کے بعد ہوئی تو انتقال کے بعد قرب رسول کریمؐ عطا ہوگا جس کے بعد دیدار ذات حق اور معراج عطا ہوگا انشاء اللہ۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ٹیسٹ قرآن حکیم سورۃ بقرہ کی آیات نمبر 151 تا 157‘ سورۃ التوبہ کی آیات نمبر 124,128,129 اور سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر 2 کے تحت لیا گیا۔ ایسا ٹیسٹ پہلی مرتبہ نہیں ہمیشہ سے لیا جاتا رہا ہے۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے حکم ملنے پر اپنی بیوی کو چھوڑا‘ حضرت زیدؓ نے حکم ملنے پر اپنی بیوی حضرت زینبؓ کو چھوڑا اور آپ کے اپنے کراچی میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص نے اپنے بلباجی کے حکم پر اپنی نو بیاہتا بیوی کو چھوڑا...... کون سی نئی بات ہے‘ سمندر میں لاکھوں کروڑوں قطرے ہوتے ہیں‘ لیکن کوئی کوئی قطرہ موتی بنتا ہے اور پہاڑوں میں کتنے پتھر ہوتے ہیں‘ لیکن چند ایک ہیرا بنتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے محبت‘ اللہ کے رسولؐ سے محبت اور مصلحت دو متضاد باتیں ہیں‘ کراچی سے روانگی والے دن صبح حضرت اسلم ملک کے گھر پر ناشتہ کرتے وقت آپ کو سب کچھ واضح کیا تھا نا!

(3) اپنے اطمینان قلب کے لیے ساری انسانیت اور سارے عالم اسلام سے قرآن کی حقیقت معلوم کریں۔ یہ معلوم کریں کہ سیدنا محمد بن عبداللہ اس وقت کہاں ہیں؟ سیدنا محمدؐ رسول اللہ کہاں ہیں؟ غزوہ ہند کی حقیقت کیا ہے؟ بے شمار سوالات ہیں جن سے کسی کا مقام جانچا جا سکتا ہے۔ رکوع و سجود میں سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بجائے سبحان اللہ کیوں نہیں؟ درود ابراہیمی میں ”سیدنا“ کیوں نہیں؟ پورے عالم اسلام میں یا پوری کائنات میں حضورؐ کے نائب خاص نائب اعلیٰ کون ہیں؟ جو بھی ہیں انہیں پورا قرآن تو عطا ہوا ہی ہو گا نا؟ اس سے آپ کو اپنے حضرت کا اندازہ ہو گا‘ ہم سے وابستہ ہوں اور کمال پر نہ پہنچیں‘ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ الحمد للہ‘ کیا اس جہاں میں کوئی ہے جو آپ کی ملاقات حضورؐ سے شروع کروا کر آپ کو انتہائی کمال پہ پہنچا دے؟ ہمیں تو آپ سارے جہاں سے پیارے ہیں‘ کیا ہم آپ کو پیارے ہیں؟ ہمیں آپ سے بے انتہا محبت ہے‘ رشتہ داری کی محبت اس دنیا تک محدود ہے‘ ہماری محبت ابدی ہے۔ اجازت دیں آپ کو مرتبہ کمال تک پہنچانے کی خدمت انجام دیں‘ دنیا میں بہت بڑی تبدیلی آنے والی ہے۔ غزوہ ہند بھی دور نہیں...... اس ہماری دنیا میں زیادہ سے زیادہ 313 صاحبان نصیب ہیں جنہوں نے آپؐ سے ملنا ہے‘ پہچاننا ہے‘ قدر کرنی ہے اور وارفتہ ہونا ہے۔ لوگ جذباتی مکالمہ تو بولتے ہیں کہ ہمارے جان و مال اللہ تعالیٰ اور رسول اللہؐ پر قربان لیکن ان کا نمائندہ خاص جب کوئی بات کہتا ہے تو مصلحت میں پڑ جاتے ہیں۔ اسلم شیخ صاحب اور ”ت“ اگر آپ اعلیٰ مدارج تک چلنا چاہتے ہیں تو سوا لاکھ درود شریف کے ساتھ ٹیسٹس آف یور چوائس“ کے لیے تیار رہیں‘ آپ نے گریز کیا تو آپ کی مرضی۔ ہمیں آپ سب سے محبت تو ہے‘ لیکن کوئی گریز کرے تو یاد رکھے کہ ہمارے لیے ہمارا اللہ کافی ہے‘ ہم اس کے ساتھ ہیں۔ دید میں ہیں عید میں۔ وہی ہمارا مطلوب ہے‘ صرف وہی ہمارا مقصود ہے‘ صرف وہی ہمارا محبوب ہے‘ ہمیں اس سے اور کچھ بھی نہیں چاہیے۔ شیطان نے آپ پر بہت حملے کیے پھر بھی کامیاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہیں' ہم آپ کو دیکھتے رہے ہیں۔ ہم نے آپ کو بتایا تھا کہ ہمارا عہد تعلق کبھی بھی نہیں ٹوٹ سکتا (2:256) یہ کوئی پیر کے ساتھ بیعت نہیں' وہ بھی توڑی جائے تو اس کا وبال اپنے نفس پر ہوتا ہے۔(48:10) آپ سب ہمارے اور ہم آپ کے ہیں۔ غلط فہمی کو ترک کر دیں۔ اعلیٰ منازل کے لیے اعلیٰ امتحان ہوتے ہیں۔ ارے یہاں تو کالج میں داخلہ میٹرک کے بعد ملتا ہے اور میرٹ کے مطابق ہوتا ہے' حضورؐ تک پہنچنے کے لیے کوئی امتحان نہ ہو؟ اس میں آپ کی بہتری ہے۔ جو کچھ آپ کے خاندان میں ہوتا رہا' اسی کے پس منظر میں' جو کالم لکھے ان کی نقل پیش خدمت ہے۔ ہمیں آپ سے بہت پیار ہے' یہ وہ پیار نہیں جو بشر کو بشر کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ یہ وہ پیار ہے جو نور کو نور سے' اللہ کو بندے سے اور رسولؐ کو غلام سے ہوتا ہے۔ اس پیار کی قدر کریں۔ کوئی وضاحت ہو تو انشاء اللہ ملاقات پر۔ والسلام مع الدعا

آپ کا حضرت' آپ کا نو...

(روزنامہ "خبریں" لاہور' 9 اپریل 1999ء...)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتنہ گوہر شاہی

(انجمن سرفروشانِ اسلام)

انجمن سرفروشان اسلام (فرقہ گوہریہ) کے بانی دجال گوہر شاہی نے اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعے اپنے جن گمراہ کن عقائد و نظریات' مجاہدوں اور ریاضتوں کے نام پر جن مغلظات و خرافات کو لوگوں میں عام کرنا شروع کر دیا ہے' وہ اسلام کے سراسر منافی اور اخلاقی اقدار سے گرے ہوئے ہیں' جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ' اس کے حبیب لبیب ﷺ' انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کی شان والا صفات میں حد درجہ گستاخیاں کی گئی ہیں' نیز قرآن مجید کے مکمل ہونے کا انکار اور امام مہدی ہونے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہری ملاقات کے دعاوی باطلہ بھی شامل ہیں۔

مسلمانان عالم کو اس فتنہ عظیمہ کے شر سے محفوظ رکھنے کی غرض سے اس کی چند خرافات نمونے کے طور پر بلا تبصرہ مرحلہ وار پیش کی جاتی ہیں :

اللہ تبارک و تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں

1- "جب ہاتھ اٹھایا تو تصور یہ ہوتا ہے کہ اللہ کو پکڑ رہا ہوں' جب ہاتھ منہ کی طرف لایا تو تصور یہ ہوتا ہے کہ اللہ میرے منہ میں چلا گیا ہے۔"

(روحانی سفر' صفحہ 27)

2- "ایک دن اللہ تعالیٰ کو خیال آیا کہ خود کو دیکھوں' سامنے جو عکس پڑا تو ایک روح بن گئی' اللہ اس پر عاشق اور وہ اللہ پر عاشق ہو گئی۔"

(روشناس' صفحہ 17)

3- (کچھ اشعار جو اس کی تصنیف "تریاقِ قلب" سے ماخوذ ہیں۔)

پہنچ سکے گا نہ ہرگز تو اس شاہراہ کے بغیر
کہ خدا بھی چل نہیں سکتا قانونِ خدا کے بغیر

(صفحہ 7)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نقطے کی تلاش میں طالبوں کی عمر برباد ہوتی ہے
خدا کی قسم اس نقطے سے مجبور خدا کی ذات ہوتی ہے

(صفحہ 7)

قریب ہے شاہرگ کے اسے کچھ بھی پتہ نہیں
بے زار ہوئے محمد کاش تو نے پایا وہ راستہ نہیں

(صفحہ 18)

پھر کہا اللہ نے میں تجھ سے ناراض ہوں اے موسیٰ
میں کل بیمار تھا تو مجھے دیکھنے تک نہیں آیا

(صفحہ 35)

4- "ہم اللہ کو نہیں دیکھ رہے اور اللہ بھی ہم کو نہیں دیکھ رہا۔"

(نماز کی حقیقت اور اقسام بیعت' صفحہ 5)

5- "اللہ مذکر ہے اور اس کا روپ صورت بھی مذکر ہوگا۔"

(ماہنامہ روشن کراچی' جولائی 1997ء' صفحہ 11)

6- "رب ڈاڑھیوں میں نہیں بلکہ یقین کرو کہ وہ مذہب میں بھی نہیں' وہ تو دلوں میں ہے۔"

(ماہنامہ روشن کراچی' جولائی 1997ء' صفحہ 13)

7- "ایک دن اللہ تعالیٰ سے بات چیت ہوگئی' پندرہ دن بات چیت جاری رہی۔"

(ماہنامہ روشن کراچی' جولائی 1997ء' صفحہ 14)

8- "جب محبت اللہ کی دل میں آجائے تو اگر مذہب میں نہ بھی ہوا تو بخشا جائے گا۔ اللہ کی محبت ہی کافی ہے۔"

(ماہنامہ روشن کراچی' جولائی 1997ء' صفحہ 9)

9- "اگر اللہ آپ میں سما جائے اور اگر آپ مسلمان ہیں تو ولی کہلائیں گے' اگر سکھ ہیں تو آپ گرو کہلائیں گے اور اگر عیسائی ہیں تو سینٹ کہلائیں گے۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء' صفحہ 6)

حضور اکرم ﷺ کی ذات والا صفات میں گستاخیاں

1- "رات کا پہلا ہی حصہ تھا' دیکھا کہ ایک سانولے رنگ کا آدمی سر سے ننگا میرے سامنے موجود ہے' گلے میں تختی پڑی ہوئی ہے جس پر بغیر زیر زبر کے محمد لکھا ہوا ہے۔ آواز آئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی رسول اللہ ہیں' سجدۂ تعظیمی کر لو۔ میرے ذہن میں سوال ابھرا' رسول اللہ تو نوری ہیں' یہ سانولے کیوں ہیں ؟ جواب آیا' تیرا دل ابھی سیاہ ہے' سیاہ آئینہ میں سفید بھی سیاہ دکھائی دیتا ہے۔ اٹھنا چاہا لیکن معلوم ہوا کہ جسم پر سخت گرفت ہے اور سر پر وہی سایہ مسلط ہے۔"

(روحانی سفر' صفحہ 21)

-2 "میرے مرشد نے تجھے دھوکہ دینے کی بڑی کوشش کی لیکن تیرا مرشد کامل تھا جس نے تجھے بچا لیا۔ میں نے کہا میرا مرشد کون ؟ اس نے کہا جس سایہ سے تجھے ہدایت ہوئی وہ تیرا مرشد تھا اور جس کی وجہ سے تجھے بد گمانی ہوئی' وہ میرا مرشد ابلیس تھا۔ جو تیرے مرشد کے روپ میں پیشاب میں نظر آیا تھا' جو مصنوعی یار سول اللہ بن کر آیا تھا' وہ بھی میرا ہی مرشد تھا اور اس وقت جس نے تجھے سجدۂ ابلیس سے بچا لیا وہی تیرا مرشد تھا۔"

(روحانی سفر' صفحہ 22)

قرآن کریم کے مکمل ہونے سے انکار

-1 "قرآن کے تیس پارے نہیں بلکہ دس پارے اور ہیں۔ جب ہم اللہ کو پانے کی غرض سے لال شہباز قلندر کے دربار پر آئے' یہاں انہوں نے اللہ دکھایا............ باطنی مخلوقات سامنے آگئیں' اور وہ دس پارے بھی سامنے آگئے............ تیس پارے عام لوگوں کے لیے' ان کے لیے سفید کاغذ............ اور وہ دس پارے خاص لوگوں کے لیے' ان کے لیے سفید دل لگانا پڑتا ہے............ تم (تیس پاروں پر ایمان رکھنے والے) شریعت محمدی سے واقف ہو اور دس پارے شریعت احمدی سکھاتے ہیں۔"

(خطاب جامع مسجد نور ایمان' 27 ستمبر 1996 اور صدائے سرفروش' اکتوبر 1996ء)

بقول دجال گوہر شاہی............

قرآن کے تیس پاروں میں ہے :	ان دس پاروں میں ہے :
الف : نماز نہ پڑھے گا تو گنہگار ہو گا۔	نماز پڑھے گا تو گنہگار ہو گا۔
ب : پانی تیرے اندر چلا گیا تو تیرا روزہ ٹوٹ گیا۔	تو کھاتا پیتا رہ' تیرا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔
ج : تو حج کر۔	تو حج کو کیوں جاتا ہے' حج تیرے پاس آئے گا۔
د : اللہ دور ہے' اللہ نہیں دکھتا۔	اللہ کبھی خواجہ بن کر اور کبھی داتا بن کر آتا ہے۔

(خطاب جامع مسجد نور ایمان' 27 ستمبر 1996ء اور صدائے سرفروش' اکتوبر 1996ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- "قرآن کے ان دس پاروں میں لکھا ہوا تھا' ایک بار حضور پاک ﷺ نے اپنی انگوٹھی حضرت علی کو دے دی۔ انہوں نے پہن لی۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ معراج پر گئے' دیکھا کہ وہی انگوٹھی اللہ کے ہاتھوں میں بھی پہنی ہوئی ہے۔"

(خطاب جامع مسجد نور ایمان' 27 ستمبر 1996ء)

4- "ہم نے ان دس پاروں میں مہدی کی یہ نشانی پڑھی کہ جس طرح حضور پاک کی پشت مبارک پر مہر نبوت تھی' اس طرح مہدی علیہ السلام کی پشت پر مہر مہدیت ہو گی۔"

(خطاب جامع مسجد نور ایمان' 27 ستمبر 1997ء صدائے سرفروش اکتوبر 1996ء)

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کاملینؒ کی جناب میں گستاخیاں

1- "حضور ﷺ نے ہمیں بیعت کیا ہے کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپ حیات النبی ﷺ ہیں' تو ہمارے لیے باعث شرم ہے کہ ہم کہیں اور جا کر بیعت ہوں۔"

(تحفۃ المجالس جلد دوم' صفحہ 3)

2- "اور آدم علیہ السلام اس نفس کی شرارت سے اپنی وراثت یعنی بہشت سے نکال کر عالم ناسوت میں جو جنات کا عالم تھا' پھینکے گئے۔"

(روشناس' صفحہ 8)

3- "آپ (حضرت آدم علیہ السلام) نے جب اسم محمد اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لکھا دیکھا تو خیال ہوا کہ یہ محمد کون ہیں؟ جواب آیا' تیری اولاد سے ہوں گے۔ نفس نے اکسایا کہ تیری اولاد سے ہو کر تجھ سے بڑھ جائیں گے' یہ بے انصافی ہے۔ اس خیال کے بعد آپ کو دوبارہ سزا دی گئی۔"

(روشناس' صفحہ 9)

4- "مستانی نے کہا بھٹ شاہ والے مجھے حکم دے گئے ہیں کہ اس کو روزانہ ایک گلاس الائچی ڈال کر بھنگ پلایا کرو۔ میں سوچ رہا تھا کہ پیوں یا نہ پیوں' کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کیونکہ کچھ بزرگوں کے حالات کتابوں میں پڑھے تھے کہ وہ ولایت کے باوجود کئی بد عتوں میں مبتلا تھے جیسے سمن سرکار کا بھنگ پینا' لال شاہ کا نسوار اور چرس پینا' سدا سہاگن کا عورتوں سا لباس پہننا اور نماز نہ پڑھنا' امیر کلاں کا کبڈی کھیلنا' سعید خزاری کا کتوں کے ساتھ شکار کرنا' خضر علیہ السلام کا بچہ کو قتل کرنا' قلندر پاک کا نماز نہ پڑھنا' داڑھی چھوٹی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مونچھیں بڑی رکھنا...... حتیٰ کہ رقص کرنا' رابعہ بصری کا طوائف بن کر بیٹھ جانا' شاہ عبدالعزیز کے زمانہ میں ایک ولیہ کا ننگے تن گھومنا' لیکن سخی سلطان باہو نے فرمایا کہ بدعتی فقیر دوزخ کے کتے ہیں۔ لیکن یہ بھی کہا تھا بامرتبہ تصدیق اور نقالیہ زندیق ہے۔ مجھے ماسوائے باطن کے ظاہر میں کچھ بھی تصدیق کا ثبوت نہ تھا' خیال آیا کہ کہیں پی کر زندیق نہ ہو جاؤں پھر خیال آیا کہ اگر بامرتبہ ہوا تو اس لذیذ نعمت سے محروم رہ جاؤں گا۔ آخر یہی فیصلہ کیا تھوڑا سا چکھ لیتے ہیں' اگر رات کی طرح لذیذ ہوا تو واقعی شراب طہورا ہی ہوگا۔"

(روحانی سفر' صفحہ 36)

-5 "بہت سے اولیاء بھی مرتبے کے بعد کئی بدعتوں کا شکار ہوئے جیسے مظفر آباد میں سہیلی سرکار' نہ نماز پڑھتے' نہ داڑھی رکھتے۔ وفات کے بعد مولویوں نے کہا کہ یہ بے دین تھا۔ اس وجہ سے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے۔ جب منہ سے کپڑا ہٹایا تو ریش موجود تھی۔ مری میں لعل شاہ ننگے رہتے' نسوار کا نشہ کرتے اور نماز بھی نہ پڑھتے' لیکن جو کلام منہ سے نکالتے پورا ہو جاتا۔ سدا سہاگن بھی عورتوں جیسا لباس اور چوڑیاں پہنتے۔"

(روحانی سفر' صفحہ 52)

-6 "موسیٰ علیہ السلام نے کہا' اے اللہ! دیدار دے۔ جواب آیا' تاب نہیں۔ کہنے لگے' کس میں تاب ہوگی؟ جواب آیا' ایک میرا حبیب اور اس کی امت۔ موسیٰ علیہ السلام کو جلال آگیا' میں نبی ہو کر امتی کے برابر نہیں' جلوہ دے' دیکھی جائے گی۔ جب جلوہ پڑا' موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔"

(گوہر کانفرنس' جون 1996ء' لندن)

-7 "ایک دن عیسیٰ علیہ السلام بھی پکار اٹھے' اے اللہ! مجھے بڑا شوق ہے تجھے دیکھنے کا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے موسیٰ کا حال نہیں دیکھا! دیکھا ہوا تھا' سہم گئے۔"

(گوہر کانفرنس' جون 1996ء' لندن)

-8 "ولی اس کو کہتے ہیں جس نے رب کا دیدار کیا ہو یا رب سے ہمکلام ہو۔ اس کے بغیر ولایت کا دعویٰ جھوٹا ہے۔"

(ہینڈبل' راہنمائے طریقت واسرار حقیقت' صفحہ 3)

شریعت و دین اسلام کا مذاق

-1 "پہلے اعمال ہیں پھر اس کے بعد ایمان ہے۔ اعمال اور چیز ہیں اور ایمان اور چیز ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تحفۃ المجالس دوم' صفحہ 2)

2- "ہم کو پتہ نہیں چلتا صحیح کون ہے اور غلط کون ہے۔ 73,72 فرقے ہیں۔ صحیح کی پہچان کیا ہے ؟"

(تحفۃ المجالس' صفحہ 11)

3- "انہوں نے نماز کے ساتھ ایک تسبیح درود شریف کی بتائی' میں نے کہا اس سے کیا ہوتا ہے' کوئی ایسی عبادت ہو جو میں ہر وقت کر سکوں۔"

(روحانی سفر' صفحہ 4)

4- "اس دن کے بعد سے یعنی بیس سال سے لے کر بتیس سال کی عمر تک اسی گدھے کا اثر رہا' نماز وغیرہ سب ختم ہو گئیں' جمعہ کی نماز بھی ادا نہ ہو سکی۔"

(روحانی سفر' صفحہ 7)

5- "فالتو وقت سینماؤں اور تھیٹروں میں گزارتا' روپیہ پیسہ اکٹھا کرنے کے لیے حلال و حرام کی تمیز بھی جاتی رہی' کاروبار میں بے ایمانی' جھوٹ اور فراڈ شعار بن گئے۔ یوں سمجھئے کہ نفس امارہ کی قید میں زندگی کٹنے لگی' سوسائٹیوں کی وجہ سے کچھ مرزائیت اور وہابیت کا اثر ہو گیا۔"

(روحانی سفر' صفحہ 8)

6- "دورا اور بدگمانی کی وجہ سے آج مجھ سے کوئی نماز ادا نہ ہو سکی' سارا دن مستانی کی جھونپڑی میں پڑا رہا حتیٰ کہ مغرب کی نماز کا وقت ختم ہو گیا اور پھر فاتحہ کا وقت بھی ختم ہونے لگا۔ آسمان پر اندھیرا چھا چکا تھا' اچانک میری نظر شمال کی طرف آسمان پر پڑی تو کچھ عربی الفاظ نظر آئے۔ غور سے دیکھا الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون o لکھا ہوا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ آیت جو آسمان پر دکھائی دی' اللہ کے حکم سے ہو گی یعنی اللہ کی رضا ہے۔"

(روحانی سفر' صفحہ 24)

7- "اب وہ بزرگ بھنگ کا گلاس پیش کرتے ہیں اور میں پی جاتا ہوں اور اس کو بے حد لذیذ پاتا ہوں' سوچتا ہوں بھنگ کتنا ذائقہ دار شربت ہے خواہ مخواہ ہمارے علماء نے اسے حرام کہہ دیا۔"

(روحانی سفر' صفحہ 35)

8- "اتنے میں اس نے سگریٹ سلگایا اور چرس کی بو اطراف میں پھیل گئی اور مجھے اس سے نفرت ہونے لگی' رات کو الہامی صورت پیدا ہوئی۔ (یہ ملخص ان ہزار عالموں' زاہدوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عابدوں سے بہتر ہے جو ہر نشے سے پرہیز کر کے عبادت میں ہوشیار ہیں لیکن عقل، حسد اور تکبر ان کا شعار ہے۔ یہ شخص جس سے تو نے نفرت کی اللہ کے دوستوں سے ہے۔ عشق اس کا شعار ہے اور نشہ اس کی عبادت ہے۔")

(روحانی سفر، صفحہ 50-49)

-9 "اسلام میں پانچ رکن ہیں کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ۔ پہلا اسلامی رکن یعنی کلمہ دائمی ہے اور بنیادی ہے اور باقی چاروں وقتی ہیں۔"

(روشناس، صفحہ 3)

-10 "جیسا کہ کچھ مسلمان شیخ صنعان اور کچھ غلام احمد کو نبی مانتے ہیں۔"

(روشناس، صفحہ 10)

-11 "ایک وقت ہم لال باغ میں بیٹھے تو کچھ ملنگ آئے، منہ میں سگریٹ تھی چرس تھی، ہمارے پاس سے گذرے، ہمیں بڑی نفرت ہوئی۔ وہ آگے گئے، انہوں نے یا علی کے نعرے لگائے۔ قسم ہے رب کی جب انہوں نے یا علی کے نعرے لگائے وہ ساری جگہ نورانی نور ہو گئی۔ میں سوچنے لگا یہ بھنگ چرس پینے والے ان کی زبانوں میں اتنی تاثیر ہے اور ہم قرآن نماز پڑھنے والے اس سے دور ہیں۔ آواز آئی یہ جن کا نام لے رہے ہیں اس نام کی تاثیر ہے۔"

(خطاب نور ایمان مسجد، ستمبر 1996ء)

اکبری دین الٰہی بشکل فتنہ گوہر شاہی......؟

-1 "اللہ کی پہچان اور رسائی کے لیے روحانیت سیکھو، خواہ تمہارا تعلق کسی بھی مذہب یا فرقے سے ہو۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء)

-2 "میں کسی بھی مذہب کا پرچار نہیں کرنا چاہتا، نہ ہی کسی بھی مذہب کی تبلیغ کر رہا ہوں بلکہ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ لوگ روحانیت حاصل کریں۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء، صفحہ 5)

-3 "مجھے اس سے غرض نہیں کہ آپ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء، صفحہ 5)

-4 "آپ میں اللہ کی محبت نہ ہو اور آپ کسی مذہب کو مانتے ہوں تو یہ بہتر نہیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے کہ آپ میں اللہ کی محبت ہو خواہ آپ کسی بھی مذہب میں نہ ہوں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سالانہ گوہر 98-1997ء' صفحہ 5)

-5 "عملی طور پر ایسا ہو رہا ہے کہ عیسائی' ہندو اور سکھوں کے ذکر بغیر کلمہ پڑھے چل رہے ہیں۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء' صفحہ 4)

-6 "بغیر کلمہ پڑھے بھی اللہ تک رسائی ہو سکتی ہے۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء' صفحہ 4)

-7 "یہ بھی ایک چھوٹی سی ولایت ہے کہ ایک ہندو عورت کو بغیر ریاضت اور بغیر کلمہ پڑھے اپنے ہی مذہب میں رہتے ہوئے مل جائے۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء' صفحہ 4)

-8 "یہ ایک بہت بڑی کرامت ہے کہ ایک غیر مذہب عورت کو بغیر کلمہ پڑھے ذکر دینے کا اذن مل جائے۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء' صفحہ 6)

-9 "سرکار (گوہر شاہی) نے آج کے دن سریندر (ہندو) کو ذکر دینے کا اذن دیا تھا اور دم کرنے کی اجازت بھی دے دی تھی۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء' صفحہ 6)

-10 "جب ذکر سے گرمی محسوس ہو تو محمد الرسول اللہ یا عیسیٰ روح اللہ پڑھ لینا۔ یا پھر ہمارا تصور کر لینا...... جو شخص عیسائی ہے اور مسلمان نہیں ہوا' وہ محمد رسول اللہ کیسے پڑھے گا۔ صرف اس کے لیے ہم نے عیسیٰ روح اللہ پڑھنے کو کہا ہے...... کچھ ایسے بھی ہیں جو کسی مذہب اور کسی نبی کو مانتے ہی نہیں۔ ان لوگوں کے لیے ہم نے اپنا تصور بتایا ہے۔ ہم کو خدا نے اگر اس کام کے لیے بھیجا ہے تو طاقت و صلاحیت دے کر ہی بھیجا ہوگا۔ ایسے لوگوں کے لیے بس تصور ہی کافی ہے۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء' صفحہ 7)

-11 "جس دل میں خدا کی محبت ہے خواہ وہ کسی مذہب میں ہے یا نہیں ہے' وہ جہنم میں نہیں جا سکتا۔"

(ماہنامہ روشن' صفحہ 15)

-12 "مذہب کا تعلق جسموں سے ہے۔ جسم ختم ہو گئے' مذہب بھی ختم ہو گئے لیکن اللہ کی محبت روحوں سے ہے جو آخر تک ختم نہیں ہو گی۔"

(ماہنامہ روشن' صفحہ 15)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13- "میرا مذہب وہ ہے جو اللہ کا مذہب ہے' اللہ کا مذہب توریت' زبور' انجیل اور گرنتھ نہیں ہے' اللہ کا مذہب عشق ہے' یہ عشق اپنے تیئں نہیں۔ یہ جس کو بھگوان چاہے وہ چن لیتا ہے' جسے وہ چاہے گرونانک بن جاتا ہے' جسے وہ چاہے بابا فرید بن جاتا ہے۔"

(خطاب یو کے گوردوارا گرو گوبن سنگھ 'سکھ یوتھ سینٹر)

14- "اللہ اللہ کرتے کرتے اللہ تک پہنچ جاتا ہے اس کے لیے خواہ کوئی بھی مذہب ہو' کسی بھی مذہب کے ہیں' یہ پریکٹس کر کے دیکھیں۔ جس کو بھگوان چاہے گا اس کے دل میں اللہ اللہ شروع ہو جائے گا۔"

(خطاب یو کے گوردوارا گرو گوبن سنگھ 'سکھ یوتھ سینٹر)

15- "کوئی اللہ کو گوڈ (GOD) کہتا ہے' کوئی پرماتما کہتا ہے' کوئی خدا کہتا ہے' کوئی رب کہتا ہے۔ کئی اس کے نام ہیں' ہر مذہب والے اپنی اپنی زبان سے اس کو پکارتے ہیں لیکن اگر کوئی مذہب میں ہے یا غیر مذہب ہے' اگر اسے وہ اللہ کا رستہ مل جائے تو وہ اللہ تک پہنچ جائے گا۔"

(گوہر کانفرنس' 3 جون 1996ء' لندن)

دعویٰ مہدیت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہری ملاقات کا دعویٰ

1- "اب مہدی علیہ السلام آئیں گے اور پھر عیسیٰ علیہ السلام ان سے بیعت ہوں گے' اور ان کو اللہ کا ذکر مل جائے گا۔"

(گوہر کانفرنس' 30 جون 1996ء)

2- "چونکہ چاند پر سحر (جادو) نہیں چل سکتا اس لیے امام مہدی کی شبیہ چاند اور سورج پر دیکھی جائے گی۔"

(سالانہ گوہر 96-1995ء' صفحہ 18)

3- "اگر آپ مجھ سے رابطہ کرنا چاہیں تو چاند جب مشرق کی طرف سے طلوع ہو تو آپ کو اس پر میری شبیہ نظر آئے گی۔"

(سالانہ گوہر 98-1997ء' صفحہ 6)

4- "حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف لا چکے ہیں اور پاکستان کی ایک دینی تنظیم کے سربراہ ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سالانہ گوہر 98-1997ء 'صفحہ 42)

5- "لوگ اگر ہمیں امام مہدی کہتے ہیں تو یہ ان کا اپنا عقیدہ ہے' اصل میں جس کو جتنا فیض ملتا ہے وہ ہمیں اتنا ہی سمجھتا ہے۔ کچھ لوگ تو ہمیں اور بھی بہت کچھ کہتے ہیں' ہم انہیں اس لیے کچھ نہیں کہتے کہ ان کا عقیدہ جتنا ہماری طرف زیادہ ہوگا ان کے لیے بہتر ہوگا۔"

(سالانہ گوہر 97-1996ء 'صفحہ 8)

6- "اس سال (1997)ء امریکہ کے دورے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہم (گوہر شاہی) سے ظاہر میں ملاقات فرمائی ہے۔ اس ملاقات میں راز و نیاز کی باتیں ہوئیں' انہیں ابھی بتانے کا حکم نہیں ہے۔ یہ ملاقات 9 مئی 1997ء کو میکسیکو کے شہر طاؤس کے ایک مقامی ہوٹل میں رات کے وقت ہوئی۔"

(ماہنامہ روشن / پوسٹر / ہینڈبل انجمن سرفروشان اسلام)

مندرجہ بالا عبارات پر سینکڑوں علماء کرام و مفتیان عظام نے گرفت فرماتے ہوئے فتاویٰ صادر فرمائے ہیں جن کے مطابق............ :

مذکورہ شخص گمراہ' سرکش' باغی' گستاخ' کافر' زندیق' مرتد' ملحد' بددین' مردود' جہنمی اور واجب القتل ہے

اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس گمراہ کن فرقے پر پابندی عائد کرے اور اس کے سرغنہ کو گرفتار کر کے سزائے موت دے اور اس کا تمام لٹریچر ضبط کرے۔

سنی مسلمانوں کا اس شخص (نیز اس کے ماننے والوں سے) میل جول رکھنا' ہلاکت اور ایمان کی بربادی ہے اور نہ صرف ناجائز بلکہ بہت بڑا جرم ہے' پس مسلمانوں کو اس گمراہ کن ٹولے کی صحبت فاسدہ چھوڑ کر اللہ کے حضور توبہ کرنی چاہیے۔ سنی بریلوی مساجد کی انتظامیہ کو چاہیے کہ ان کا مکمل بائیکاٹ کرے اور انہیں اپنی مساجد سے دور رکھے اور ان کے قدم نہ جمنے دے۔

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ آپ بھی اس فتنہ عظیمہ کے خلاف جہاد میں حصہ لیں اور اگر آپ پیر ہیں تو اپنے مریدین کو' مدرس ہیں تو اپنے شاگردوں کو' مقرر ہیں تو سامعین کو' امام اور خطیب ہیں تو مقتدیوں کو' کسی بھی تنظیم کے رکن یا ممبر ہیں تو اپنے حلقۂ احباب کو' اگر طالب علم ہیں تو اپنے ہم جماعتوں کو یا کم از کم اپنے اہل خانہ اور قریبی عزیز و اقارب اور دوست و احباب کو اس فتنہ عظیمہ سے خبردار کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوثر جمال

"گستاخ رسول' کوثر جمال (بزدلی و منافقت و غلاظت کا بدترین امتزاج) ایک نفسیاتی' ذہنی اور جنسی مریض ہے۔ آج کل یورپ کی طرف سے سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین کی بے حد پذیرائی دیکھ کر انہی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کوثر جمال قادیانیوں کا باقاعدہ تنخواہ دار صحافی ہے۔ حال ہی میں اس نے "مذہب کا سرطان" نامی کتاب مرتب کی ہے' جس میں اس نے قادیانی مذہب کی سچائی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ ۱۸۰ سے زائد صفحات پر مشتمل یہ کتاب قادیانی پراپیگنڈے کا بھرپور شاہکار ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے پراپیگنڈے کی جدید ٹیکنیک استعمال کرتے ہوئے' بڑی احتیاط کے ساتھ' قادیانی نقطۂ نظر پیش کیا ہے اور اپنے آپ کو مسلمانوں کا خیرخواہ ظاہر کرتے ہوئے' قادیانی افکار کی تبلیغ کا پورا پورا اہتمام کیا ہے۔ کتاب میں غلط اعداد و شمار' مبہم حوالہ جات اور سیاق و سباق سے ہٹ کر بیان کیے گئے واقعات کے ذریعے تحریک ختم نبوت کی سرگرمیوں' پالیسیوں اور رہنماؤں کو مسلسل تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قادیانی رہنماؤں اور قادیانی جماعت کی "نیکیوں" اور "کارناموں" کو غیر معمولی طور پر بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔

مصنف نے اپنا سارا زور بیان صرف کرتے ہوئے اس کتاب میں تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ قادیانیت' مسلمانوں کے دوسرے بہت سے عام فرقوں کی طرح ایک فرقہ ہے اور پاکستانی علمائے کرام ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے لگاتے رہتے ہیں۔ قادیانیوں کو کافر قرار دینے سے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ الٹا قادیانیوں کو اس کا فائدہ ہو رہا ہے اور ان کی تحریک اب دنیا بھر میں پھیل رہی ہے ــــ مصنف نے اپنی کتاب میں یہ سوال بھی اٹھایا ہے کہ بھٹو دور کی جس پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا' کیا اس کو' اس کا حق حاصل تھا؟ کیا اس پارلیمنٹ کو واقعی مجموعی طور پر اسلامی مجلس شوریٰ کی حیثیت حاصل تھی؟ اور کیا یہ شوریٰ فی الواقع اس معیار کے اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رائے نمائندوں پر مشتمل تھی جو کتاب و سنت نے متعین کیا ہے؟

کوثر جمال نے اپنی کتاب میں مجموعی طور پر مندرجہ ذیل امور پر بحث کی ہے:

(۱) قادیانیت، مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ ہے، اس لیے قادیانیوں کو ان کے عقاید کی بنا پر غیر مسلم قرار دینا غلط ہے۔

(۲) کسی شخص یا جماعت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی شخص یا جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے۔

(۳) قادیانیوں کو مسلمانوں کی طرح تمام آئینی حقوق حاصل ہونے چاہئیں۔

(۴) علماء کرام کی کردار کشی۔

☐ جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے، اس سلسلہ میں عرض ہے کہ قادیانی کبھی بھی مسلمانوں کا حصہ یا فرقہ نہیں رہے، بلکہ وہ ہمیشہ ایک الگ امت کی حیثیت سے گردانے گئے ہیں۔ یہ ایک طویل موضوع ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں۔ برصغیر کی تقسیم کے فیصلے پر ریڈ کلف کے سامنے قادیانیوں کا علیحدہ موقف پیش کرنا، قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں کا قائداعظم محمد علی جناح کے جنازہ کے موقع پر موجود ہوتے ہوئے، جنازہ پڑھنے سے انکار کرنا، ۱۹۷۴ء میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کا اقرار کہ جو لوگ (یعنی دنیا کے ایک ارب مسلمان) مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے، ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں۔ یہ وہ مثالیں ہیں جنہیں کوئی بھی پڑھا لکھا شخص جھٹلا نہیں سکتا۔ مزید برآں قادیانیوں کو ان کے کفریہ عقاید کی بناء پر غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اس مسئلہ پر ہم اپنی طرف سے دلائل دینے کی بجائے قادیانیوں کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیوں کی طرف سے صدارتی آرڈیننس کے خلاف دائر کردہ رٹ میں قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے اپنے تاریخی فیصلہ میں لکھا:

> "قادیانی امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔ اس بات کو خود ان کا اپنا طرز عمل خوب واضح کرتا ہے۔ ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔ وہ ایک الگ امت ہیں۔ یہ متناقض ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت سے خارج قرار دیا ہے۔ مسلمان انہیں امت مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس امت سے خارج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہوسکتے۔ یہ سوال کہ امت مسلمہ کے افراد کون ہیں؟ برطانوی ہندوستان میں کسی ادارے کے موجود نہ ہونے کی بنا پر حل نہ ہوسکا' لیکن اسلامی ریاست میں اس موضوع کو طے کرنے کے لیے ادارے موجود ہیں اور اس لیے اب کوئی مشکل درپیش نہیں ہے"۔

جناب جسٹس فخر عالم

جناب جسٹس چوہدری محمد صدیق

جناب جسٹس مولانا ملک غلام علی

جناب جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی

(PLD 1985 FSC8)

قادیانیوں نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بنچ میں اپیل کی' جس نے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیتے ہوئے لکھا:

"اس ترمیم نے مرزا غلام احمد کے پیروکاروں' جو عموماً احمدیوں کے نام سے معروف ہیں' غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ یہ ترمیم جمہوری' پارلیمانی' نیز عدالتی طریقے پر کی گئی تھی اور پورے ہاؤس پر مشتمل خاص کمیٹی کی طویل روئیداد کے دوران احمدیوں کے دونوں گروہوں کے مسلمہ لیڈروں کو بھی اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کا پورا موقع فراہم کیا گیا تھا۔ اس کمیٹی کو پیش کی جانے والی قرارداد میں (جس کے محرکین میں دوسروں کے علاوہ واحد رکن بھی شامل تھا' جس نے بعد میں واک آؤٹ کیا تھا) یہ تصریح بھی موجود تھی کہ

"احمدی اندرونی اور بیرونی سطح پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں"۔

اور یہ کہ

" اس وقت مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس نے' جس میں دنیا بھر سے ۱۴۰ وفود نے شرکت کی تھی' بالاتفاق قرار دیا کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف سرگرم عمل ایک تخریبی تحریک ہے' جو دھوکے اور مکاری سے ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے"۔ (مباحثہ قومی اسمبلی پارلیمنٹ' جلد ۴' ۱۹۷۴ء)"

جناب جسٹس محمد افضل ظلہ چیئرمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ

جناب جسٹس شفیع الرحمٰن

جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری

جناب جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی

(PLD 1988 SC667)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس محمد رفیق تارڑ نے قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلے میں لکھا:

"مرزا غلام احمد قادیانی نے بذات خود "محمد رسول اللہ" ہونے کا اعلان کیا اور ان تمام لوگوں کے خلاف بے حد غلیظ زبان استعمال کی' جنہوں نے اس کی جھوٹی نبوت کے دعوے کو مسترد کیا اور اس (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خود اعلان کیا کہ وہ برطانوی سامراج کی پیداوار یعنی اس کا "خود کاشتہ پودا" ہے۔ لہٰذا جب وہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خود "محمد رسول اللہ" ہے اور اس کے پیروکار اس کو ایسا ہی مانتے ہیں' تو اس صورت میں وہ رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شدید توہین اور تحقیر کے مرتکب ہوتے ہیں"۔

(پی ایل ڈی' ۱۹۸۷ء لاہور' ۴۵۸)

بلوچستان ہائی کورٹ کے جناب جسٹس امیر الملک مینگل نے قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلے میں لکھا:

"دفعہ ب۔ ۲۹۸ تعزیرات پاکستان اور دفعہ ج۔ ۲۹۸ تعزیرات پاکستان' دو آزاد دفعات ہیں جو الگ الگ جرائم کا تعین کرتی ہیں۔ دفعہ ب۔ ۲۹۸ کا ابتداء" یہ منشاء تھا کہ مقدس ہستیوں' ناموں' القابوں اور مقامات وغیرہ کو بے جا استعمال ہونے سے محفوظ رکھا جائے لیکن دفعہ ج۔ ۲۹۸ کسی قادیانی کو اس کے طریقہ کار اور عام طرز عمل کے لیے اس صورت میں سزا دہی کا مستوجب قرار دیتی ہے' جب وہ بلاواسطہ یا بالواسطہ اپنے آپ کو مسلم ظاہر کرتا ہے یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا اس کا حوالہ دیتا ہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا نشرو اشاعت کرتا ہے یا کسی نظر آنے والی قائم مقامی کے ذریعے یا کسی بھی اور طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکاتا ہے۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دفعہ ج۔ ۲۹۸ تعزیرات پاکستان کے الفاظ میں مجلس قانون ساز کا منشا دریافت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے کوئی ابہام موجود نہیں ہے"۔

(پی ایل ڈی' ۱۹۸۸ء کوئٹہ' ۲۲)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس خلیل الرحمٰن خان نے قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلے میں لکھا:

"مرزا صاحب کے مخصوص دعویٰ کے پیش نظر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ احمدی مرزا صاحب کو حضرت محمدؐ کا بدل مانتے ہیں' اس لیے جھنڈوں پر لکھے ہوئے اور بیجوں پر تحریر شدہ الفاظ "محمد رسول اللہ" کا استعمال ہر احمدی کی اپنی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا رسول اکرمؐ کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے کے مترادف ہے۔ بلاشبہ ایسا فعل دفعہ ۲۹۵۔ سی ت پ کے دائرہ میں آتا ہے"۔۔۔۔۔ "عام لوگ یعنی امت مسلمہ احمدیوں کی سرگرمیوں اور ان کے مذہب کی تبلیغ کی مزاحمت و مخالفت کرتی ہے تاکہ ان کے مذہب کا اصل دھارا پاک صاف اور غلاظت سے محفوظ رہے اور امت کی یکجہتی بھی برقرار رہے۔ ایسا کرنے سے قادیانیوں کے ان کے مذہب کی پیروی اور اس پر عمل کرنے کے حق پر نہ کوئی زد پڑی ہے' نہ اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے"۔

(پی ایل ڈی ۱۹۹۲ء' لاہور)

لاہور ہائی کورٹ کے جناب جسٹس میاں نذیر اختر نے قادیانیوں کے خلاف اپنے ایک فیصلے میں لکھا:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ قادیانی یا مرزا قادیانی کے دوسرے پیروکار زیر دفعہ ۲۹۸۔ بی' پی پی سی کے تحت کچھ مخصوص کلمات مثلاً امیرالمومنین' خلیفتہ المومنین' خلیفتہ المسلمین' صحابی یا اہل بیت وغیرہ کا استعمال نہیں کر سکتے۔ تاہم یہ مذکورہ ممنوعہ کلمات' قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دے دیتے کہ وہ دیگر اس قسم کے مشابہہ کلمات یا شعائر اسلام استعمال کریں جو عام طور پر عام مسلمان استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس طرح کرنے سے یہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہوں گے' جو قانون کے مطابق ممنوع ہے"۔

(پی ایل ڈی ۱۹۹۲ء' لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال ہی میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بینچ نے قادیانیوں کے خلاف اپنے تاریخ ساز فیصلے میں لکھا:

"امر واقعہ یہ ہے کہ احمدیوں نے باطنی طور پر اپنے بارے میں حقیقی مسلمان برادری ہونے کا اعلان کر رکھا ہے' انہوں نے خود کو اصل امت مسلمہ سے' اس بنا پر الگ کر لیا ہے اور مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں کہ مسلمان' مرزا غلام احمد قادیانی' بانی جماعت احمدیہ' کو پیغمبر اور مسیح موعود کیوں نہیں مانتے' یہ عقیدہ خود مرزا صاحب کی ہدایات کے تحت اپنایا گیا ہے' جو برملا کہتا تھا کہ:

(الف) "میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد جن کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے' وہ مجھے نہیں مانتے"۔ ("آئینہ کمالات اسلام" ص ۵۴۷- ۵۴۸)...... (مندرجہ "روحانی خزائن" ص ۵۴۷- ۵۴۸' ج ۵)

ایک "نبی" نے جو زبان استعمال کی ہے اور مخاطبوں پر اس کا جو اثر ہو سکتا ہے' وہ قابل غور ہے۔

(ب) ایسی لغو اور بے ہودہ زبان کے استعمال کی اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں' لیکن ہم صرف ایک اور مثال دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔

"دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں"۔ ("نجم الہدیٰ" از مرزا غلام احمد قادیانی' ص ۱۰)...... (مندرجہ "روحانی خزائن" ص ۵۳' ج ۱۴)

(ج) مرزا غلام احمد کے حوالے سے اس کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے (جو کہ اس کا بیٹا بھی ہے) بحوالہ "الفضل" مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء طلباء سے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کی مرکزی جماعت کے ساتھ علاقہ و رشتہ کے بارے میں انہیں اس طرح نصیحت کی کہ:

"مرزا غلام احمد صاحب کے زمانہ سے بحث چلی آ رہی ہے کہ آیا احمدیوں کے لیے دینیات کی تعلیم کے مستقل مراکز ہونے چاہئیں یا نہیں۔ ایک نقطۂ نظر اس کے خلاف تھا۔ ان کی دلیل یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی کہ احمدیوں اور مسلمانوں کے مابین چند اختلافات حضرت صاحب نے دور کر دیئے تھے اور انہوں نے صرف معقولات کی تعلیم دی ہے۔ جہاں تک دوسرے علوم کا تعلق ہے' ان کی تعلیم دوسرے اسکولوں میں حاصل کی جا سکتی ہے' دوسرا نقطۂ نظر اس کی حمایت میں تھا۔ پھر خود مرزا صاحب نے اس کی اس طرح وضاحت کی کہ یہ کہنا درست نہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ احمدیوں کا اختلاف محض حضرت عیسٰی (علیہ السلام) کی موت اور بعض دوسرے مسائل پر ہے' ان کے مطابق یہ اختلافات وجود باری تعالیٰ' رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات' قرآن' نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کے بارے میں بھی ہیں۔ پھر انہوں نے ہر ایک نکتہ کو تفصیل سے بیان کیا"۔

(د) "اللہ کی طرف سے مجھ پر وحی آئی ہے کہ:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا' اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا' اور تیرا مخالف رہے گا' وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے" (اشتہار "معیار الاخیار" منجانب مرزا غلام احمد قادیانی' ص۸)...... (مندرجہ مجموعہ اشتہارات' ص۲۷۵' ج۳)

(ہ) اپنے عقیدت مندوں سے خطاب کرتے ہوئے مرزا صاحب نے کہا:

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے' تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو"۔ ("اربعین نمبر ۳" ص۲۸ حاشیہ)...... (مندرجہ "روحانی خزائن" ص۴۱۷' ج۱۷)

(و) "اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ' خدا کا مامور' خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے"۔ ("انجام آتھم" از مرزا غلام احمد قادیانی' ص۶۲)..... (مندرجہ "روحانی خزائن" ص۶۲' ج۱۱)

(ز) "جو میرے مخالف تھے' ان کا نام عیسائی اور یہودی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشرک رکھا گیا"۔ ("نزول المسیح" قادیان' ۱۹۰۹ء' ص ۴)......
(مندرجہ "روحانی خزائن" ص ۳۸۳' حاشیہ' جلد ۱۸)

(ح) "جو مجھے نہیں مانتا' وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے"۔ ("حقیقت الوحی" ۱۹۰۶ء' ص ۱۶۳- ۱۶۴)...... (مندرجہ "روحانی خزائن" ص ۱۶۸' جلد ۲۲)

(ط) کہا جاتا ہے کہ کسی نے مرزا صاحب سے جب یہ سوال کیا کہ ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے' جو انہیں کافر سمجھتے ہیں' تو انہوں نے ایک طویل جواب کے آخر میں کہا:

"ایسے اماموں کی طرف سے ان لوگوں کی بابت طویل اشتہار شائع ہونا چاہیے جو مجھے کافر کہتے ہیں' تب میں انہیں مسلمان سمجھوں گا تاکہ تم ان کی امامت میں نماز پڑھ سکو" ("بدر" ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء جیسا کہ اسے "مجموعہ فتاوی احمدیہ" جلد اول' ص ۳۰۷ پر نقل کیا گیا ہے)

(ی) "اللہ تعالی نے مجھ پر وحی کی کہ

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا' وہ مسلمان نہیں"۔ دیکھئے مرزا غلام احمد قادیانی کا خط ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کے نام' "حقیقت الوحی" ص ۱۶۳)......
(مندرجہ "روحانی خزائن" ص ۱۶۷' جلد ۲۲)

(ک) "اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے' انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں"۔ (دیکھئے "انوار الاسلام" از مرزا غلام احمد' ص ۳۰)...... (مندرجہ "روحانی خزائن" ص ۳۱' جلد ۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کی دیگر تحریریں ڈھیروں کی صورت میں موجود ہیں جو نہ صرف مرزا صاحب کے اپنے قلم سے ہیں بلکہ اس کے نام نہاد خلفاء اور پیروکاروں نے بھی لکھی ہیں جو کسی شک و شبہ کے بغیر ثابت کرتی ہیں کہ وہ مذہبی لحاظ سے اور معاشرتی طور پر مسلمانوں سے ایک الگ اور مختلف برادری ہیں۔

سر محمد ظفراللہ خاں قادیانی نے پاکستان کا وزیر خارجہ ہوتے ہوئے بابائے قوم قائداعظم کی نماز جنازہ میں شامل ہونے اور انھیں آخری خراج عقیدت پیش کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ اسے غیر مسلم ریاست کا مسلمان وزیر خارجہ یا مسلم ریاست کا غیر مسلم وزیر خارجہ سمجھ لیا جائے۔ (روزنامہ "زمیندار" لاہور' مورخہ ۸ر فروری ۱۹۵۰ء)

مرزا غلام احمد نے اپنے ماننے والوں کو غیر احمدیوں کے ساتھ اپنی بچیوں کے نکاح کرنے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ اس کے بقول مسلمانوں کی بڑی جماعت کو زیادہ سے زیادہ نصاریٰ کی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

کلمہ ایک اقرارنامہ ہے جسے پڑھ کر غیر مسلم اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے' یہ عربی زبان میں ہے اور مسلمانوں کے لیے خاص ہے جو اسے نہ صرف اپنے عقیدہ کے اظہار کے لیے پڑھتے ہیں بلکہ روحانی ترقی کے لیے بھی اکثر اس کا ورد کرتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کے معنی ہیں "خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کے رسول ہیں" اس کے برعکس قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی (نعوذ باللہ) حضرت محمدؐ کا بروز ہے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب "ایک غلطی کا ازالہ" (اشاعت سوم' ربوہ صفحہ ۴) میں لکھا ہے:

○ سورۂ الفتح کی آیت نمبر ۲۹ کے نزول میں محمدؐ کو اللہ کا رسول کہا گیا ہے...... اللہ نے اس کا نام محمد رکھا" (مندرجہ "روحانی خزائن" ص۲۰۷' جلد ۱۸)

○ روزنامہ "بدر" (قادیان) کی اشاعت ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء میں قاضی ظہور الدین اکمل سابق ایڈیٹر "Review Of Religions" کی ایک نظم شائع ہوئی تھی' جس کے ایک بند کا مفہوم اس طرح ہے "محمدؐ پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ ہم میں دوبارہ آ گئے ہیں' جو کوئی محمدؐ کو ان کی مکمل شان کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھنے کا متمنی ہو' اسے چاہیے کہ وہ قادیان جائے"۔

"محمدؐ پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں"

یہ نظم مرزا صاحب کو سنائی گئی تو اس نے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔
(روزنامہ "الفضل" قادیان' ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء)

○ ۔ علاوہ ازیں "اربعین" (جلد ۴' صفحہ ۱۷) میں اس نے دعویٰ کیا ہے:

"سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں' اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں"۔
(مندرجہ "روحانی خزائن" ص۴۴۵۔ ۴۴۶' جلد ۱۷)

○ خطبہ الہامیہ (صفحہ ۱۷۱) (مندرجہ "روحانی خزائن" ص۲۵۹' جلد ۱۶) میں اس نے اعلان کیا:

"جو کوئی میرے اور محمدؐ کے مابین فرق کرتا ہے' اس نے نہ تو مجھے دیکھا ہے نہ جانا ہے"۔

○ مرزا غلام احمد نے مزید دعویٰ کیا ہے:

"میں اسم محمد کی تکمیل ہوں یعنی میں' محمد کا ظل ہوں" (دیکھئے حاشیہ "حقیقت الوحی" ص۷۶)..... (مندرجہ "روحانی خزائن" جلد ۲۲)

○ سورۃ الجمعہ (۶۲) کی آیت نمبر ۳ کے پیش نظر جس میں کہا گیا ہے:

"(وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول' خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے' ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے) میں ہی آخری نبی اور اس کا بروز ہوں اور خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے محمد کی تجسیم بنایا"۔ (دیکھئے "ایک غلطی کا ازالہ" شائع شدہ از ربوہ' ص۱۱۔ ۱۰)..... (مندرجہ "روحانی خزائن" ص۲۱۲' جلد ۱۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ "میں وہ آئینہ ہوں جس میں سے محمد کی ذات اور نبوت کا عکس جھلکتا ہے"۔ ("نزول المسیح" ص۴۸' شائع شدہ قادیان اشاعت ۱۹۰۹ء)..... (دیکھئے "ایک غلطی کا ازالہ" ص۸' مندرجہ "روحانی خزائن" جلد ۱۸)

○ "اوپر جو کچھ کہا گیا اس کی روشنی میں مسلمانوں میں اس بات پر عمومی اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ جب کوئی احمدی کلمہ طیبہ پڑھتا ہے یا اس کا اظہار کرتا ہے تو وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد ایسا نبی ہے' جس کی اطاعت واجب ہے اور جو ایسا نہیں کرتا' وہ بے دین ہے' بصورت دیگر وہ خود کو مسلمان کے طور پر پیش کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ آخری بات یہ ہے کہ یا تو وہ مسلمانوں کی تضحیک کرتے ہیں یا اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کی تعلیمات' صورت حال کی راہنمائی نہیں کرتیں۔ اس لیے جیسی بھی صورت حال ہو' ارتکاب جرم کو ایک نہ ایک طریقہ سے ثابت کیا جا سکتا ہے"۔

○ مرزا غلام احمد نے نہ صرف یہ کہ اپنی تحریروں میں رسول اکرمؐ کی عظمت و شان کو گھٹانے کی کوشش کی بلکہ بعض مواقع پر ان کا مذاق بھی اڑایا۔ حاشیہ "تحفہ گولڑویہ" ص۱۶۵ (مندرجہ "روحانی خزائن" ص۲۶۳' جلد ۱۷) میں مرزا صاحب نے لکھا کہ:

"پیغمبر اسلام اشاعت دین کو مکمل نہیں کر سکے' میں نے اس کی تکمیل کی"۔

ایک اور کتاب میں کہتا ہے:

"رسول اکرمؐ بعض نازل شدہ پیغامات کو نہیں سمجھ سکے اور ان سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں"۔ (دیکھئے "ازالہ اوہام" لاہور طبع' ص۳۴۶)..... (مندرجہ "روحانی خزائن" ص۴۷۲۔ ۴۷۳' جلد ۳)

اس نے مزید دعویٰ کیا:

"رسول اکرمؐ تین ہزار معجزے رکھتے تھے"۔ ("تحفہ گولڑویہ" ص۶۷' مندرجہ "روحانی خزائن" ص۱۵۳' جلد ۱۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب کہ میرے پاس دس لاکھ نشانیاں ہیں" ("براہین احمدیہ" جلد۵' ص۵۶--- "روحانی خزائن" ص۷۲' جلد ۲۱)

(نشان' معجزہ' کرامت ایک چیز ہے۔ "براہین احمدیہ" جلد۵' ص۵۰' مندرجہ "روحانی خزائن" ص۶۳' جلد ۲۱)

مزید یہ کہ:

"رسول اکرمؐ نصاریٰ کا تیار کردہ پنیر کھاتے تھے جس میں وہ سور کی چربی ملاتے تھے"۔ ("الفضل" قادیان' ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

مرزا بشیر احمد نے اپنی تصنیف "کلمۃ الفصل" (صفحہ ۱۱۳) میں لکھا:

"مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہؐ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے' پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا"۔

اس طرح اور بہت سی تحریریں موجود ہیں لیکن ہم اس ریکارڈ کو مزید گراں بار نہیں کرنا چاہتے۔

○ "ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ وہ ہر نبی کو مانتا اور اس کا احترام کرتا ہے۔ اس لیے اگر نبی کی شان کے خلاف کچھ کہا جائے تو اس سے مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی' جس سے وہ قانون شکنی پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار جذبات پر ہونے والے حملے کی سنگینی پر ہے۔ ہائی کورٹ کے فاضل جج نے مرزائیوں کی کتابوں سے بہت سے حوالے نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا غلام احمد نے دوسرے انبیائے کرام خصوصاً حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی بھی بڑی توہین کی اور ان کی شان گھٹائی۔ (حضرت عیسیٰؑ کی جگہ وہ خود لینا چاہتا تھا۔ ہم اس سارے مواد کو نقل کرنا ضروری نہیں سمجھتے' صرف دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد ایک جگہ رقم طراز ہے:

"جو معجزات دوسرے نبیوں کو انفرادی طور پر دیے گئے تھے' وہ سب رسول اکرمؐ کو عطا کیے گئے' پھر وہ سارے معجزے مجھے بخشے گئے کیونکہ میں ان کا بروز ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میرے نام آدم' ابراہیم' موسیٰ' نوح' داؤد' یوسف' یونس' سلیمان اور عیسیٰ مسیح ہیں"۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

("ملفوظات" جلد سوم' ص۲۷۰' شائع شدہ ربوہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے:

○ "حضرت مسیح کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین نانیاں اور دادیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا"۔ ("ضمیمہ انجام آتھم" حاشیہ ے...... (مندرجہ "روحانی خزائن" ص۲۹۱' جلد ۱۱)

○ "اس کے برعکس اللہ کی پاک کتاب (قرآن حکیم) حضرت عیسیٰ' ان کی والدہ اور خاندان کی بڑائی بیان کرتی ہے۔ دیکھئے سورۂ آل عمران (۳) کی آیات ۳۳ تا ۳۷' ۴۵ تا ۴۷' سورۂ مریم (۱۹) کی آیات ۱۶ تا ۳۲) کیا کوئی مسلمان قرآن کے خلاف کچھ کہنے کی جسارت کر سکتا ہے اور جو ایسی حماقت کرے' کیا وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ ایسی صورت میں مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار کیسے مسلمان ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا غلام احمد پر اسی کی مذکورہ بالا تحریروں کی بنا پر توہین مذہب ایکٹ مجریہ ۱۹۷۹ء کے تحت عیسائیت کی توہین کے جرم میں کسی انگریزی عدالت میں ملزم قرار دے کر سزا دی جا سکتی تھی' مگر ایسا نہیں کیا گیا"۔

○ "جہاں تک رسول اکرمؐ کی ذات گرامی کا تعلق ہے' مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے:

"ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو' لازم ہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے بچوں' خاندان' والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے"۔ ("صحیح بخاری" "کتاب الایمان" "باب حب الرسول من الایمان")

کیا ایسی صورت میں کوئی' کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا توہین آمیز مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے سننے' پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟"

○ "ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے' جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہو سکتا تھا۔ اس لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور "رشدی" تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان' مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ مزید برآں اگر گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں' حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہوچکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا (تفصیلات کے لیے منیر رپورٹ دیکھی جا سکتی ہے) رد عمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی یا قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ' بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرمؐ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیاء کرامؑ کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے' جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت حال میں احتیاطی تدابیر بروئے کار لانا لازمی ہے تاکہ امن و امان برقرار رکھا جا سکے۔ اس صورت حال میں مقامی انتظامیہ نے جو فیصلے کیے' یہ عدالت انہیں کالعدم نہیں کر سکتی۔ وہ اس معاملے میں بہترین جج ہیں تاوقتیکہ قانون یا حقیقت کے ذریعے اس کے برعکس ثابت نہ کیا جائے"۔

جناب جسٹس عبدالقدیر چودھری
جناب جسٹس ولی محمد خاں
جناب جسٹس محمد افضل لون
جناب جسٹس سلیم اختر

(S.C.M.R August 1993)

❑ جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے' یہ اتنا بودا' بھونڈا اور مضحکہ خیز ہے کہ اس پر ہنسے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ یہ بات معمولی پڑھا لکھا شخص بھی جانتا ہے کہ کسی بھی ملک کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی شخص یا جماعت کے بارے میں ملک کے مفاد کے پیش نظر کوئی بھی فیصلہ کر سکتی ہے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ بھی ۱۹۷۴ء کی منتخب پارلیمنٹ نے کیا تھا اور پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا گیا اور اس خصوصی اجلاس میں مرزا ناصر احمد نے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کی جرح کے دوران تسلیم کیا کہ ملک کی پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی شخص یا جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے سکتی ہے۔ یحییٰ بختیار کی جرح کے دوران مرزا ناصر احمد نے اپنے ان تمام مذہبی عقائد کو تسلیم کیا' جس پر پوری امت مسلمہ کو قادیانیوں سے نہ صرف شدید اختلاف ہے بلکہ وہ اسے' اپنے مذہب میں مداخلت بھی سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کی ان عقائد پر ہٹ دھرمی کی وجہ سے ملک عزیز میں کئی بار لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بھی پیدا ہوئی۔ قادیانیوں کے انہی عقائد کی بنا پر ملک کی پارلیمنٹ نے ۷/ ستمبر ۱۹۷۴ء کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور یوں ایک ۹۰ سالہ مسئلہ کا آئینی حل وقوع پذیر ہوا۔ اور اب یہ کہنا کہ کسی بھی شخص یا جماعت کو غیر مسلم قرار نہیں دیا جا سکتا' جاہلیت اور حقائق سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔ آخر تمام دنیا ایمان کی دولت سے آراستہ تو نہیں ہے۔ کسی نہ کسی کو تو غیر مسلم کہنا ہی پڑے گا۔ عیسائی' یہودی' پارسی' سکھ' ہندو آخر غیر مسلم ہی تو ہیں۔ یہ سب لوگ اپنے عقائد کی بنا پر ہی مسلمانوں سے الگ امت ہیں۔ اگر کوثر جمال کی مذکورہ بالا بات تسلیم کر لی جائے تو دنیا میں کوئی بھی غیر مسلم نہ ہو۔ ابو جہل اور ابولہب کے بارے میں بھی رائے تبدیل کرنا ہو گی۔ فقہ کا مسئلہ ہے کہ جو شخص کسی کافر کو کافر نہ کہے یا تسلیم نہ کرے' وہ شخص خود کافر ہو جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص ابو جہل اور ابولہب اور ولید بن مغیرہ کو یا موجودہ دور میں مرار جی ڈیسائی' جے سالک' اندرا گاندھی' امریکی صدر کلنٹن وغیرہ کو غیر مسلم تسلیم نہ کرے' وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح اس مسئلہ کا قادیانیوں پر اطلاق ہوتا ہے۔ جو شخص قادیانیوں کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتا' وہ خود غیر مسلم ہو جاتا ہے۔

❑ جہاں تک تیسری بات کا تعلق ہے' اس سلسلے میں ملک عزیز کے نامور صحافی جناب مجیب الرحمٰن شامی صاحب فرماتے ہیں:

"بعض افراد مجھے مل کر یہ کہتے رہتے ہیں کہ جناب دنگا فساد ہو رہا ہے' قادیانیوں کے گھر اجاڑے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں امریکہ تک میں قادیانیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دفاع کے لیے کمیٹیاں قائم ہو رہی ہیں۔ میں نے اس نکتے پر بہت غور کیا کہ یہ جھگڑا یا فساد کیوں ہوتا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ یہ سمجھ میں آئی کہ قادیانی حضرات پاکستان کے آئین کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ پاکستان کے آئین میں' تمام سیاسی جماعتوں' پیپلز پارٹی سے مسلم لیگ تک' جمیت العلمائے اسلام سے جماعت اسلامی تک اور لیپ سے پی ڈی پی تک' تمام سیاسی جماعتوں نے اتفاق رائے سے' یہ ترمیم کی کہ قادیانی ملت اسلامیہ کا حصہ نہیں' بلکہ غیر مسلم ہیں۔ اب قادیانی حضرات آئین کی اس شق کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں' ان کا دعوئی یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں اور درحقیقت ان کا یہ دعوئی ہی فساد کا باعث بنتا اور فتنے کے دروازے کھولتا ہے۔ اس لیے ان کا رویہ آپ دیکھئے کہ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں ان کے حصے کی جو نشست ہے' وہ ابھی تک خالی ہے۔ انہوں نے الیکشن نہیں لڑا' کیونکہ وہ اپنے آپ کو اقلیت ماننے پر تیار نہیں ہیں اور جب وہ اقلیت بننے پر تیار نہیں ہیں تو پھر وہ بطور اقلیت مخصوص حقوق بھی طلب نہیں کر سکتے۔ یہ ایک بنیادی بات ہے کہ اس ملک کے اندر رہنے والا کوئی بھی فرد' جس طرح کلمہ پڑھے بغیر اور اللہ کی وحدت اور حضور اکرمؐ کی رسالت کا اقرار کیے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتا' اسی طرح کسی مملکت کے اندر رہنے والا شخص اس ملک کے آئین کی وفاداری کا حلف اٹھائے بغیر اس کا محب وطن شہری نہیں ہو سکتا اور جو شخص پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتا' اس کے تحت حلف نہیں اٹھاتا' اس کے تحت اپنی حیثیت کا تعین نہیں کرتا' وہ اس کے اندر دیے ہوئے حقوق کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتا اور جب تک قادیانی حضرات اپنی روش نہیں بدلیں گے' ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری نہیں لی جا سکے گی۔

اس وقت یہ زمین ان پر تنگ ہو رہی ہے' ان کی بڑھتی ہوئی تعداد کو روکا جا چکا ہے۔ اب قادیانی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں' اگر یہ کلمہ پڑھ لیں تو ہمارے بھائی ہیں۔ مجھے امید ہے قادیانی حضرات عقل اور ہوش سے کام لیں گے۔ یہ اچھی طرح جان لیں گے اور سمجھ لیں گے کہ اگر انہیں پاکستان میں رہنا ہے تو پھر انہیں مسلمانوں کے آئین کو تسلیم کرنا ہو گا' پاکستان کے جھنڈے کو سلامی دینی ہو گی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھنا ہوگا' لیکن اگر قادیانی آئین کو نہیں مانتے تو پھر قادیانیوں کے لیے' کسی تحفظ کی ذمہ داری نہیں اٹھائی جا سکتی"۔

(قادیانیت ہماری نظر میں" از محمد متین خالد)

☐ اور جہاں تک چوتھی بات کا تعلق ہے' اس سلسلے میں عرض ہے کہ

ابوزرعہ رازیؒ نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرامؓ کی تحقیر و تنقیص کرتا ہے اور انہیں ناقابل اعتبار ٹھہراتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ شخص زندیق ہے جو دین پر براہ راست حملہ کی ہمت نہیں پاتا اور دین اور وحی کے اولین گواہوں یعنی صحابہ کرامؓ کو مجروح و مطعون کر کے اسلام کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہی صورت حال علمائے امت کے بارے میں ہے کہ چونکہ دین اسلام کی دعوت و تبلیغ اور تعلیم کا دارومدار اسی طبقہ پر ہے' اس لیے جو لوگ اسلام پر براہ راست حملہ آور ہونے کا حوصلہ نہیں رکھتے' وہ علماء امت کو مطعون کر کے اور ناقابل اعتبار ٹھہرا کر' دین پہنچانے اور سمجھانے والے ذریعہ اور وسیلہ کو مجروح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ امت تک دین کو پہنچانے اور دین سمجھانے والا طبقہ قابل اعتبار نہیں رہے گا تو دین کا اعتبار کہاں باقی رہے گا۔ چنانچہ اسلام دشمن قوتوں اور لابیوں کی تکنیک ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ علماء کرام کے طبقہ کی کردار کشی کی جائے اور ان کے خلاف نفرت انگیز پراپیگنڈہ کر کے انہیں اس درجہ مطعون کر دیا جائے کہ لوگ ان کی بات سننے پر آمادہ نہ ہوں۔ برصغیر میں انگریزی استعمار جب قابض و مسلط ہوا تو نہ صرف یہاں کی علمی و معاشرتی قیادت علماء کے ہاتھ میں تھی بلکہ عدالتی' دفتری اور تعلیمی نظام پر انہی کا کنٹرول تھا۔ اس لیے یہ انگریزوں کی سیاسی مجبوری بھی تھی کہ جس طبقہ سے عملی اقتدار چھینا ہے' اس کی کردار کشی اس انداز سے کی جائے کہ لوگ دوبارہ اپنی قیادت کے لیے اس طبقہ کی طرف نہ دیکھیں۔ یہی وجہ ہے کہ انگریزوں کی حمایت میں جتنی بھی فکری اور نظریاتی تحریکیں اٹھیں "ملا دشمنی" ان سب میں قدر مشترک رہی اور ایسی ہر تحریک نے سب سے زیادہ علماء کرام کو طعن و اعتراض کا نشانہ بنایا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی' جو خود انگریز کا خودکاشتہ پودا ہونے کا دعویدار ہے' یہی تکنیک اختیار کی اور علماء کرام کے خلاف مسلسل اپنی تحریروں میں زہرافشانی کرتا رہا' حتیٰ کہ اس نے اس وقت کے اکابر علماء اور صلحاء کے بارے میں ایسی زبان اختیار کی کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق و شرافت کے رسمی اور ظاہری پیمانے بھی ٹوٹ پھوٹ کر رہ گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت بھی اپنے خود ساختہ نبی کی پیروی میں یہی طرز اختیار کیے ہوئے ہے اور حال ہی میں "مہارت" کے نام سے ایک ہفت روزہ جریدہ لاہور سے شائع ہونا شروع ہوا ہے جس کا مقصد جید علماء کرام کی کردار کشی اور قادیانی امت اور خاندان مرزا کے بااخلاق ہونے کا ڈھنڈورا پیٹنا ہے۔ اس ہفت روزہ کے ایک مستقل لکھاری کوثر جمال نے "مذہب کا سرطان" کے نام سے جو کتاب لکھی ہے' اس میں علماء امت کے بارے میں نفرت انگیز مواد جمع کر کے "خاندان مرزا" کے ساتھ ان کا تقابل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا طاہر احمد اور اس کی جماعت اس وقت دنیا میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کا کام سب سے زیادہ کر رہی ہے اور ان کی زبان میں شائستگی اور ہمدردی ہے جبکہ علماء کرام امت کو لڑانے میں سرگرم عمل ہیں اور ان کی زبان و کردار' اخلاق و شرافت سے خالی ہیں۔

ہفت روزہ "مہارت" کے ارباب تحریر اور "مذہب کا سرطان" کا مصنف بظاہر خود کو مسلمان دانشور کے طور پر پیش کر رہے ہیں اور اپنی تحریروں کو علماء اور مرزا طاہر کے طرز عمل اور کردار کے بارے میں غیر جانبدارانہ تجزیہ اور محاکمہ کی صورت میں سامنے لا رہے ہیں لیکن ان کی تحریر کی ایک ایک سطر سے ان کی چھپی ہوئی قادیانیت آشکارا ہو رہی ہے اور وہ انتہائی کوشش کے باوجود اسے چھپانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔

بہر رنگ کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدرت را می شناسم

اصل بات یہ ہے کہ اس وقت عالمی سطح پر تمام اسلام دشمن لابیاں اس نکتہ پر متفق ہوگئی ہیں کہ مسلم معاشرہ میں جب تک علماء کرام کا اثر و رسوخ ختم نہیں کیا جاتا اور ان کی علمی اور فکری راہنمائی کا حصار توڑ نہیں دیا جاتا' اس وقت تک مسلم معاشرہ کو ویسٹرن سولائزیشن کو قبول کرنے اور مغرب کی مکمل غلامی کا پٹہ گلے میں ڈالنے پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا' اس لیے عالمی اسلام دشمن لابیوں نے بنیاد پرستی' مذہبی دہشت گردی' فرقہ واریت اور عقل دشمنی کے نئے الزامات کے ساتھ "علماء کرام" کے خلاف پوری دنیا میں ایک نئی یلغار شروع کر دی ہے' جس میں ویسٹرن میڈیا کے ساتھ ساتھ عالم اسلام میں موجود ان کی ہمنوا لابیاں بھی ان کے ساتھ شریک ہیں اور اپنے آقاؤں کی سر کے ساتھ سر ملانے کی کوشش کر رہی ہے۔ عالم اسلام میں "قادیانی گروہ" مغربی استعمار کی سب سے بڑی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منظم لابی ہے' جو اس مقصد کے لیے از سرنو متحرک ہو گئی ہے اور "مہارت" اور "مذہب کا سرطان" اس کی اس نئی مہم کا شاخسانہ ہیں۔

پاکستان کے سابق صدر ایوب خان نے اپنی خود نوشت "آقا نہیں دوست" میں علماء کے طبقہ کی سخت جانی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مولوی کو جتنی بڑی شکست ۱۹۴۷ء میں ہوئی تھی' اس کے صرف ۵ سال بعد مولوی کا پوری قوم کو ختم نبوت کی تحریک کے لیے اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر لینا انتہائی حیران کن ہے۔ لیکن یہ حیرانی ایوب خان مرحوم کو ہو سکتی ہے' ہمیں نہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلامی تعلیمات کو قیامت تک باقی رکھنا ہے تو اسلامی تعلیمات کو حاصل کرنے اور پیش کرنے والے طبقے کی حفاظت بھی اس کا منطقی اور فطری تقاضا ہے اور علماء کرام براہ راست اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی میں ہیں۔ اس لیے نہ آج تک "علماء دشمن" طبقات کو اپنی منفی مہم میں کامیابی ہوئی ہے اور نہ آئندہ کسی مہم کی کامیابی کا کوئی امکان ہے۔ تاہم "مہارت" اور "مذہب کا سرطان" کے تحریر نگاروں سے ہم یہ ضرور عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ اپنے طرز عمل کا از سرنو جائزہ لیں ورنہ مکافات عمل کے لیے تیار ہو جائیں کیونکہ کسی بھی طبقہ کے بعض افراد کی کمزوریوں کو اچھال کر پورے طبقہ کو مطعون و مجروح کرنا انصاف و شرافت کا تقاضا نہیں ہے اور اگر کسی طبقہ کے اخلاق و کردار کو پیش کرنے کا پیمانہ یہی ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کی بدزبانی کے بیسیوں حوالے موجود ہیں' مرزا بشیر الدین محمود کے جنسی معرکوں اور بدکرداریوں کے بارے میں حلفیہ بیانات ابھی تاریخ کے صفحات سے محو نہیں ہوئے اور لاہوری گروہ اور قادیانی گروہ کی باہمی مناظرہ بازی اور ایک دوسرے کے خلاف فتووں کو ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ یہ سب مواد بھی "جھوٹی نبوت کا ایڈز" کے عنوان سے سامنے آ سکتا ہے' جو قادیانیت کی اصل تصویر ہوگی۔ وہ تصویر جسے مصنوعی اخلاق و شرافت کے پردے میں چھپانے کی وہ ناکام کوشش کر رہے ہیں۔

معروف صحافی نجم سیٹھی "صحافتی آزادی یا نراجیت" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"یہ کہا جا سکتا ہے کہ عمومی طور پر پاکستانی پریس غیر جانبداری اور معروضیت کے معیار کو خیرباد کہہ چکا ہے۔ افسانہ حقیقت سے زیادہ بکتا ہے۔ آزادی اظہار مسخ ہو کر نراجیت کا اجازت نامہ بن چکی ہے۔

اگر یہ مانا جا سکتا ہے کہ صحافی ایک پر تقصیر انسان ہے جس کا خودبین' بدعنوان اور متعصب ہونا قدرتی امر ہے تو اسے دوسرے پیشوں سے الگ اپنے لیے کسی خاص مرتبے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالبہ کرنے کا کیا حق ہے؟ اگر ہمارا شعبہ صحافت اس بات پر مصر ہے کہ اس پر ذمہ داری کا کوئی اصول لاگو نہیں ہوتا تو اس کے ساتھ کسی قسم کے رعایتی برتاؤ کا کیا جواز ہے؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کا اہل صحافت کو تسلی بخش جواب دینے کے لیے تیار رہنا ہوگا۔

صحافی حضرات کو رضاکارانہ طور پر اپنے لیے ضابطہ اخلاق تیار کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اس ضابطے کا اطلاق کرنے کے لیے بھی ایک واضح طریق کار کی نشان دہی کرنا ہوگی۔ زیادتی کے مرتکب اخبارات کی تادیب کا کام کرنا اب ہم پر لازم ہے۔ کچھ "گندے انڈوں" کے اعمال کی سزا پورے صحافتی طبقے کو بدنامی کی شکل میں نہیں دی جا سکتی"۔ (ہفت روزہ "آج کل" لاہور' ۲۶ جنوری تا یکم فروری ۱۹۹۵ء)

"مذہب کا سرطان" نامی کتاب اپنی معلومات اور موضوع کے اعتبار سے کس قدر دیانت داری اور نیک نیتی سے لکھی گئی ہے' اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مصنف نے واضح اظہار کی بجائے جگہ جگہ اپنے ایک دوست' ایک صحافی اور ایک عالم دین جیسے الفاظ استعمال کر کے من گھڑت واقعات کا سہارا لیا ہے۔

اس کتاب کے ناشر کا نام "لڑکیاں کہانیاں پبلی کیشنز" ہے۔ اس کے معیار' انداز اور مصنف کی ذہنی سطح اور طبعی رجحان کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ اس سے قبل "جنسی انقلاب"۔ "جڑتے ٹوٹتے رشتے"۔ "نامور رومان"۔ "پامال کلیاں"۔ "حوا کی بیٹی بکتی ہے" اور "عورت گناہ کی سولی پر" جیسی کتابیں شائع کر چکا ہے۔ ان کتابوں میں جنسی منڈیوں کی صورت حال سے لے کر جسم فروشی کی تعلیمات کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ان تمام کتابوں میں بظاہر اصلاحی انداز اختیار کر کے ذہنی عیاشی کا سامان اکٹھا کیا گیا ہے۔

"پامال کلیاں" اس ادارے کی شائع کردہ کتابوں میں سے سب سے زیادہ شائستہ اور قدرے کم زہریلی کتاب ہے۔ اس کتاب میں تمام تر واقعات بغیر حوالہ اور تحقیق کے نقل کیے گئے ہیں اور جس کا واحد مقصد صرف جنسی لذت حاصل کرنا ہے۔ اس کتاب میں سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے اور سوچئے کہ مصنف کن منفی قوتوں کے اشارے پر "آزادی صحافت" کی آڑ میں 'پاکستانی اسلامی معاشرے میں فحاشی پھیلا رہا ہے۔۔۔ اور کیا ایسی کتاب کو کوئی شریف آدمی اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"۱۲ سالہ شیر علی کو پانچ سال قید ہوئی تھی۔ وہ تین لڑکوں اور دو لڑکیوں میں سب سے چھوٹا بچہ تھا۔ چھ سال کی عمر تھی کہ اس کا باپ فوت ہوگیا۔ ماں نے اسے پالا اور بڑی شفقت برتی۔ ۱۱ سال کی عمر تک وہ بیشتر ماں کے ساتھ اور بعض اوقات بہنوں کے ساتھ سوتا تھا۔ ۹ سال کی عمر میں اس نے ایک روز اپنی ۱۱ سالہ بہن کو ننگی دیکھا' جس سے اس نے جنسی بیداری محسوس کی۔ ۱۰ سال کا تھا کہ ایک نوجوان نے اسے ہم جنسی پر مجبور کیا' یہ اس کا پہلا جنسی تجربہ تھا۔ ۱۱ سال کی عمر میں وہ ڈرائی کلین کی دکان پر ملازم ہوگیا۔ ایک دس سالہ لڑکی سے اس کی دوستی ہوگئی۔ ایک روز وہ اس سے جنسی ملاپ کر رہا تھا کہ لڑکی کو خون آگیا' جس سے وہ خوف زدہ ہوگئی اور چیخنے لگی۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور پولیس کے حوالے کر دیا"۔

"۱۶ سالہ غفور کو ۵ سال قید ہوئی تھی۔ اس کے والدین بچپن میں فوت ہوگئے تھے' بہن نے اس کی پرورش کی۔ بچپن میں اس کی بہن اس کے عضو تناسل سے کھیلتی تھی' جس سے اسے لطف محسوس ہوتا تھا۔ دوستوں نے اسے ہم جنسی کے راستے پر لگا دیا۔ ۱۵ سال کی عمر میں وہ مشت زنی کرنے لگا' ایک تیرہ چودہ سالہ لڑکی سے جنسی ملاپ کرتے ہوئے وہ پکڑا گیا اور سزا ہوگئی"۔
("پامال کلیاں" ص ۱۴۶-۱۴۷)

قادیانی کوک شاستر

کہتے ہیں کہ جو کچھ برتن کے اندر ہوتا ہے' وہی باہر ٹپکتا ہے۔ قادیانیت زدہ قربان انجم کی کتاب میں سے فحش اقتباس آپ نے ملاحظہ فرمایا اور اب ان کی آئیڈیل جماعت کی ذہنی اور اخلاقی حالت کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں۔ قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی صاحب جس طرح ظاہری طور پر بدصورت تھے' اسی طرح باطنی طور پر بھی بدسیرت تھے۔ قادیانی امت انہیں "سلطان القلم" کہتی ہے۔ ذیل میں "سلطان القلم" کی تحریر کا صرف ایک اقتباس پیش خدمت ہے وگرنہ مرزا صاحب کی ساری کتابیں ایسی ہی تحریروں سے بھری ہوئی ہیں۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ کیا یہ کسی شریف انسان کی تحریر ہوسکتی ہے اور کیا قادیانی ذریۃ البغایا اس تحریر کو اپنے گھر پڑھ سکتے ہیں۔

☆ "ایک معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی۔ دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے۔ آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے۔ یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرائیے' اولاد بہت ہو جائے گی۔ ایک بول اٹھتا ہے کہ مہرسنگھ' جو اسی محلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں رہتا ہے' اس کام کے بہت لائق ہے۔ لالہ بہاری لال نے اس سے نیوگ کرایا تھا' لڑکا پیدا ہوگیا۔ یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سن کر باغ باغ ہوگیا۔ بولا مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں' میں تو مہرسنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریف النفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے' رات کو آ جائے گا۔ مہرسنگھ کو خبردی گئی۔ وہ محلہ میں ایک مشہور قمارباز اول نمبر کا بدمعاش اور حرامکار تھا۔ سنتے ہی بہت خوش ہوگیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا۔ پھر اس سے زیادہ اس کو کیا چاہیے تھا' ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت۔ شام ہوتے ہی آ موجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھڑی میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوہ بھی دو برتنوں میں سرہانے کے طاق میں رکھوا دیا تھا تاکہ اگر بیرج داتا کو ضعف ہو تو کھا پی لیوے۔ پھر کیا تھا' آتے ہی اس بیرج داتا نے لالہ دیوث کے نام و ناموس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بدبخت عورت تمام رات اس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا مارا تھا' قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بے حیائی کی باتیں سنتے رہے۔ بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کر کوٹھڑی سے باہر نکلا۔ لالہ تو منتظر ہی تھے' دیکھ کر اس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے اس پلید بدمعاش کو کہا' سردار صاحب رات کیا کیفیت گزری۔ اس نے مسکرا کر مبارکباد دی اور اشاروں میں جتا دیا کہ حمل ٹھہر گیا۔ لالہ دیوث سن کر بہت خوش ہوئے' کہا کہ مجھے تو اسی دن سے آپ پر یقین ہوگیا تھا جبکہ میں نے بہاری لال کے گھر کی کیفیت سنی تھی' پھر اس کے بعد مہرسنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اسے یقین تھا کہ اس کی استری رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اس نے اپنے گمان کے برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی' یہاں تک کہ چیخیں نکل گئیں اور ہچکی آنی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ "بھاگوان آج تو خوشی کا دن ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیج ٹھہر گیا' پھر تو روتی کیوں ہے؟" وہ بولی میں کیوں نہ روؤں' تو نے سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی۔ اس سے بہتر تھا کہ میں پہلے ہی مرجاتی۔ لالہ دیوث بولا کہ "یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی۔ وہ خوشیاں بھی تو' تو ہی کرے گی"۔

بیٹے کا نام سن کر عورت نہ خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ضرور بیٹا ہوگا۔ اول تو پیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا۔ کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو۔ لالہ دیوث بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو' جو اسی محلہ میں رہتا ہے' نیوگ کے لیے بلا لاؤں گا۔ عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کرے گا۔ لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں' اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جیمل سنگھ' لہنا سنگھ' بوڑ سنگھ' جیون سنگھ' صوبا سنگھ' خزان سنگھ' ارجن سنگھ' رام سنگھ' کشن سنگھ' دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ میرے کہنے پر سب حاضر ہوسکتے ہیں۔ عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے۔ تب دس بیس کیا' ہزاروں لاکھوں آ سکتے ہیں۔ منہ کالا جو ہونا تھا' وہ تو ہوچکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اس سے کیا' جس کا وہ نطفہ ہے' آخر وہ اسی کا ہوگا اور اسی کی خو' بو لائے گا۔ کیونکہ وہ درحقیقت اسی کا بیٹا ہے۔ اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کر دیا اور دور دور تک آواز گئی اور آواز سن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ' سکھ تو ہے' یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ ناک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر پھر بھی اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے' اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی' کچھ کھسیانا سا ہو کر زبان دبا کر کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کے لیے آگیا ہے' سو میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کرایا تھا۔ مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لیے مہر سنگھ کو بلا لیا۔ پیچھے معلوم ہوا کہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے۔ وہ مجھے اور میری استری کو ضرور خراب کرے گا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شائع کروں گا۔ نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وساوال تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے کہ تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لیے پہلا حق برہمنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا ہوں۔ پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا' سب کام سدھ ہوجاتا اور کوئی بات نہ نکلتی۔ اس محلہ میں اب تک تین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر بھی سنا۔ یہ پردہ کی باتیں ہیں' سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا۔ لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کرے گا۔ ذرا دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ دیوث بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی' اب کیا کروں۔ اس وقت شریر پنڈت نے' جو بباعث نہ ہونے رسم پردہ کے' رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے' نہایت بے حیائی کا جواب دیا کہ اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ دار ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں سنبھال لوں گا اور پہلا حمل ایک شکی بات ہے' اب بہرحال یقینی ہوجائے گی۔ تب وساوا مل دیوث اس بات پر بھی راضی ہوگیا"۔ ("آریہ دھرم" مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی' صفحہ ۲۵ تا ۲۹)

قادیانی فقہ

دس جوتے

☆ ۱۔ مرزا صاحب قادیان: میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان۔

۲۔ عزیزہ بیگم: میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی بیوی۔

۳۔ ابوبکر صدیق: عزیزہ بیگم اور مساۃ سلمٰی کے والد۔

۴۔ مساۃ سلمٰی: ابوبکر صدیق کی لڑکی' جس کا عدالتی بیان درج ذیل ہے۔

۵۔ احسان علی: ایک قادیانی دوا فروش قادیان میں۔

"میرے باپ کا نام ابوبکر صدیق ہے۔ وہ مرزا صاحب قادیان کا خسر ہے۔ میں بھی مرزا صاحب قادیان کے گھر میں تقریباً (۵) سال رہی ہوں۔ میں مستغیث احسان علی کو جانتی ہوں۔ چار سال ہوئے' میں مرزا صاحب کے لڑکے کی دوائی لینے احسان علی کی دکان پر گئی تھی۔ میں نسخہ لے کر اس کی دکان پر گئی تھی۔ اول احسان علی نے میرے ساتھ مخول کرنا شروع کیا اور پھر مجھ سے کہا کہ میں معجونوں کے کمرے میں جاؤں۔ اس دوسرے کمرے میں اس نے مجھے لٹایا اور میرے ساتھ بدفعلی کرنے کی کوشش کری تھی' لوگ میرے رولا کرنے سے اکٹھے ہوگئے اور دروزاہ کھلایا اور احسان علی کو لعنت ملامت کری تھی۔ احسان علی نے میرے ساتھ بدفعلی کرنی شروع کری تھی۔ میں نے گھر جا کر عزیزہ بیگم کے پاس شکایت کری تھی اور اس وقت مرزا صاحب وہاں موجود تھے۔ ان ایام میں عزیزہ کے پاس رہتی تھی۔ مرزا صاحب نے احسان علی کو بلایا اور لعنت ملامت کری اور احسان علی کو کہا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قادیان سے نکل جاؤ۔ احسان علی نے معافی مانگی اور مرزا صاحب نے حکم دیا کہ اگر احسان علی دس جوتے کھا لیوے تب اس کو معاف کیا جاتا ہے اور ٹھہر سکتا ہے۔ چنانچہ احسان علی نے اس کو قبول کیا اور میں نے اس کو دس جوتے لگائے تھے۔ یہ جوتیاں مرزا صاحب کے سامنے ماری تھیں۔۔۔ جبکہ میں نے احسان علی کو جوتیاں ماری تھیں تو تین چار آدمی اکٹھے ہوگئے۔ ان ایام میں' میں بغیر پردہ کے باہر پھرا کرتی تھی۔ اس کے بعد میں سودا لینے بازار گئی"۔ (مسماۃ سلمیٰ کی حلفیہ شہادت' جو اس نے بتاریخ ۱۰ر جولائی ۱۹۳۵ء' ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع امرتسر کی عدالت میں ادا کی۔ بہ مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی زیر دفعہ نمبر ۵۰۰ احسان علی بنام محمد اسماعیل نمبری ۲/۸۶ مرجوعہ ۱۷ر جولائی ۱۹۳۵ء' مفصلہ ۲۱ر ستمبر ۱۹۳۵ء "قادیانی مذہب" مولفہ پروفیسر محمد الیاس برنی' طبع پنجم' ص ۸۲۴)

مرزا قادیانی وید پر تنقید کرتے ہوئے آریوں کے خدا کے بارے میں لکھتے ہیں:

☆ "پرمشیر ناف سے دس انگل نیچے ہے' سمجھنے والے سمجھ لیں"۔ (مصنفہ مرزا قادیانی "چشمہ معرفت" ص ۱۰۹)

قادیانی لٹریچر میں اس قسم کی فحش باتیں بھی نقل کی گئی ہیں' جن کے نقل کرتے ہوئے شرافت بھی لرزتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک مخالف کی بات کو کن مخرب اخلاق' حیاسوز اور گندے الفاظ میں نقل کیا ہے۔

☆ "دیکھو جی مرزا رات کو۔۔۔۔۔۔ اور کہہ دیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا ہے اور وہ الہام ہوا ہے۔ میں مہدی ہوں' میں مسیح ہوں"۔ ("تذکرۃ المہدی" ص ۱۵۷' مولفہ پیر سراج الحق' مطبوعہ جون ۱۹۱۵ء)

مرزا قادیانی کی مخرب اخلاق اور حیاسوز شاعری کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

☆ ننگا کلام

چپکے چپکے حرام کروانا
آریوں کا اصول بھاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دس سے کروا چکی ہے زنا لیکن
پاک دامن ابھی بے چاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورو کی حق گزاری ہے
تاکہ کروائیں پھر اسے گندی
پاک ہونے کی انتظاری ہے

("آریہ دھرم" از مرزا غلام احمد قادیانی' ص ۷۶-۷۷)

عشقیہ شاعری

مرزا بشیر احمد "سیرۃ المہدی" میں مرزا قادیانی (اپنے والد) کے عشقیہ اشعار نقل کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ ؎

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل' ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

سبب کوئی خداوند بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے

مرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہوگئی خلقت خدا کی

("سیرت المہدی" جلد اول' صفحہ ۲۳۳-۲۳۲' مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی)

محترم سید نظر زیدی "فحش ادب' ایک جائزہ" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"جا طور سے یہ سوال پیدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی کہ اس عورت کو' جو اپنی ذات میں ہر لحاظ سے واجب الاحترام ہے' برہنہ کر کے محفل میں گھسیٹ لائیں؟ تو اس کا بالکل ٹھیک جواب یہی ہوگا کہ سب کچھ ان کے خبث باطن کا کرشمہ ہے--- اب اگر کوئی اس بات پر اصرار کرے کہ انسانوں کی مہذب سوسائٹیوں نے جو قاعدے قانون بنائے ہیں' ان کی پابندی نہ کرے گا' بلکہ ان ضابطوں کو توڑ کر کھلی زندگی بسر کرے گا' تو اس کے بارے میں یہی سمجھا جائے گا کہ وہ اشرف المخلوق انسان کی حیثیت ترک کر کے حیوانوں کی صف میں شامل ہو رہا ہے۔ ایسے شاعروں اور ادیبوں کو آوازہ مزاج اور بدقماش کہنا شاید بعض حضرات کو ناگوار گزرا ہو' لیکن تحلیل نفسی کریں تو وہ پوری ناپاکیوں کے ساتھ ایسے ہی ثابت ہو جائیں گے' یہ وہ نادان ہیں جو خبر کے نام پر شر پھیلاتے ہیں۔

جس ادب اور آرٹ کو معروف مفہوم میں فحش قرار دیا جاتا ہے' اس کے تخلیق کار اور قدردان دراصل ایک نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس بیماری کے زیراثر ہی وہ ہذیان تخلیق کرتے اور اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اس بیماری کی پہلی علامت یہ ہے کہ مریض پوری دنیا کو نظرانداز کر کے صرف اپنی ذات کو وقیع خیال کرتا ہے اور خاص اپنے جذبات کی تسکین کے لیے بڑی سے بڑی بدتمیزی اور کھلی بے حیائی کو معمول کی بات خیال کرتا ہے۔ عورت کو برہنہ حالت میں پیش کرنے اور اپنے قلم سے ناگفتنی باتیں لکھتے چلے جانے والے فنکاروں' ادیبوں اور شاعروں کا نفسیاتی تجزیہ کرنے اور بالکل درست حالات زندگی سے آگاہ ہونے کا کوئی ذریعہ میسر آ جائے تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے گی کہ ایسے لوگوں نے ایسے ماحول میں پرورش پائی جہاں پاکیزگی اور ناپاکی میں فرق ہی نہ کیا جاتا ہوگا اور چونکہ وہ اس تربیت سے محروم رہے' جو انسان میں اعلیٰ اخلاق پیدا کرتی ہے' اس لیے اس بصیرت سے بھی محروم رہے جو زندگی کے کسی ایک گوشے کی جھلک کے بجائے پوری زندگی کے حسن اور قبح سے آگاہی بخشتی ہے اور اسی جہالت کی تاریکی میں وہ ایسے کارنامے سرانجام دیتے ہیں۔ ایسی تخلیقات' پڑھنے والوں اور دیکھنے والوں کو کچھ دیر کے لیے خوش چاہے کرتی ہوں' لیکن زندگی کے اعلیٰ مقاصد کی طرف نہیں لے جاتیں۔

جو چیز ادب اور آرٹ میں حقیقی حسن' سچی تاثیر اور افادیت پیدا کرتی ہے' وہ کامل دردمندی' بے داغ بصیرت اور پوری زندگی کے حقائق سے آگاہی ہے اور یہ بات بہت اطمینان بخشتی ہے کہ ایسے ادیب' شاعر اور فنکار ہر دور میں پیدا ہوتے رہے اور انہی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخلیقات کو مقبولیت کا درجہ حاصل ہوا۔ عالمی ادب میں کالی داس' شیکسپئیر' ٹالسٹائی' سعدی شیرازی' حافظ اور مولانا رومی ایسی ہی محترم شخصیتیں ہیں اور ہمارے موجودہ زمانے میں صرف حالی اور اقبال کے نام لکھ کر سوال کیا جا سکتا ہے کہ گندگی میں قلم ڈبو کر لکھنے والوں میں سے آپ کسے ان کے مقابلے میں پیش کریں گے کہ اس کی تخلیقات نے خیالات کی اصلاح اور مقبولیت میں اس سے چوتھائی درجہ بھی حاصل کیا ہو؟ اسی طرح سوال کیا جا سکتا ہے کہ کسی برہنہ تصویر یا مجسمے کو آپ مونالیزا کے مقابلے میں پیش کر سکتے ہیں؟

برہنہ الفاظ لکھنا اور برہنہ تصاویر اور مجسمے بنانا بالیقین فحاشی ہے۔ لذت پرستی کے مریض ان کی کیسی بھی تعریف کریں اور ان میں کیسی بھی افادیت تلاش کریں' ان کی مذمت ہونی چاہیے اور ان پر پابندی لگنی چاہیے۔ خالق کائنات نے انسان کو یہ صلاحیت بخشی ہے کہ وہ تہذیب کے دائرے میں رہ کر ہر قسم کے جذبات اور ہر قسم کے خیالات کا اظہار بہتر انداز میں کر سکتا ہے۔ جو لوگ انسانیت کے اس مقام سے گرتے ہیں' انہیں گرے ہوئے ہی تسلیم کرنا چاہیے"۔ (ہفت روزہ "ایشیا" لاہور' ۱۵ر فروری ۱۹۹۲ء)

اس ساری صورت حال کے پیش نظر حکومت کو چاہیے کہ ان تمام معاملات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کا حکم دے اور "مذہب کا سرطان" نامی کتاب کے مصنف گستاخ رسول کوثر جمال کے خلاف مقدمہ درج کر کے قرار واقعی سزا دے تاکہ عوام الناس میں پائی جانے والی بے چینی ختم ہو سکے---

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید تحریف کی زد میں

یہ خبر یقیناً ہر مسلمان کیلئے باعث رنج و قلق ہو گی کہ پاکستان میں مختلف ادارے جو قرآن مجید شائع کر رہے ہیں، ان کے ہاں تصحیح کا خاطر خواہ اہتمام نہیں۔ بہت سے قرآنی نسخوں میں کتابت کی درجنوں بلکہ بعض نسخوں میں سینکڑوں اغلاط ہیں۔ اس قسم کے جو نسخے اب تک ہماری نظر سے گزر چکے ہیں ان میں درج اغلاط کی مختصر اور اجمالی فہرست درج ذیل ہے۔

اشاعتی ادارہ کا نام	فی صفحہ سطروں کی تعداد	کل صفحات	غلطیوں کی تعداد	مزید تفصیل
1- اتفاق پبلشرز 12/44 بالمقابل سیشن کورٹ لاہور	16	573	155	یہ غالباً اس نسخہ کی پہلی طباعت ہے۔ دوسرے ایڈیشن میں 60 غلطیاں ہیں۔
2- ممتاز کمپنی لاہور	20	366	64	اس نسخہ پر ممتاز کمپنی کے علاوہ دو پتے مزید درج ہیں، شیخ سراج الدین کشمیری بازار لاہور اور مدینہ اشاعت کمپنی لاہور، نیز تاریخ اشاعت 25/4/84 تعداد اشاعت 2750 درج ہے۔
3- شیخ سراج الدین اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور	19	424	35	اس نسخے پر سن طباعت 1980ء درج ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

4- اتفاق پبلشرز 12/44 بالمقابل سیشن کورٹ لاہور	16	549	120	اس قرآن مجید کا ایک دوسرا نسخہ بھی نظر سے گزرا جس میں اغلاط کی تعداد 80 ہے نیز تیسرا تصحیح شدہ نسخہ بھی دستیاب ہے مگر اس میں بھی 10/8 غلطیاں موجود ہیں۔
5- ملک بشیر احمد تاجر کتب کشمیری بازار لاہور	13	732	63	
6- حافظ کمپنی الوہاب مارکیٹ اردو بازار لاہور	16	549	16	
7- کتب خانہ منشی عزیز الدین پبلشرز کشمیری بازار لاہور	20	367	80	اس نسخہ پر تاریخ طباعت 6/4/88 اور تعداد طباعت 6000 درج ہے۔
8- زر کمپنی لاہور شیخ غلام حسین اینڈ سنز اردو بازار لاہور	20	367	105	یہ مذکورہ بالا منشی عزیز الدین والا نسخہ ہی ہے اور وہی اغلاط اس میں بھی درج ہیں لیکن مزید اغلاط بھی ہیں۔
9- مدینہ اشاعت کمپنی لاہور	15	604	50	
10- خواجہ محمد اسلام اردو بازار لاہور، تبلیغی کتب خانہ اردو بازار لاہور	15	619	20	
11- شیخ سراج الدین اینڈ سنز لاہور	18	424	55	

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12-رحمٰن برادرز تاجران کتب کراچی	15	542	450	اغلاط کی یہ تعداد بھی حتمی نہیں، شاید اصل تعداد اس سے بھی زائد ہے۔
13- مسلم اکادمی 18/29 محمد نگر لاہور	6	1285	35	یہ مترجم قرآن مجید ہے جو حافظ نذر احمد صاحب نے شائع کیا ہے۔
14 - ملک آرٹ پبلشرز ناشران قرآن مجید کشمیری بازار لاہور	19	424	402	
15 - شیخ غلام حسین اینڈ سنز، ناشران قرآن، کشمیری بازار لاہور	15	600	459	
16 - قرآن کمپنی لمیٹڈ، اردو بازار لاہور	20	363	99	اس نسخہ پر تاریخ طباعت 21-04-1987 اور تعداد اشاعت 25000 درج ہے۔
17-ملک بشیر اینڈ سنز، کشمیری بازار لاہور	15	488	360	ان اغلاط کے علاوہ 40 اغلاط رموز اوقاف کی بھی ہیں جن میں بعض نہایت مضحکہ خیز ہیں
18-کتب خانہ مقبول عام، فریئر روڈ سکھر	15	598	213	سرسری نظر سے یہ اغلاط سامنے آگئیں مع ھذا آخر میں چھ پروف ریڈروں کی تصدیق درج ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

19-ملک بشیر احمد، کشمیری بازار لاہور	15	542	148	آخر میں چار پروف ریڈروں کی تصدیق ہے۔
20-گل تاج کمپنی لاہور اقبال کمپنی، کشمیر بازار لاہور	16	549	125	آخر میں پانچ پروف ریڈروں کی تصدیق ہے۔
21-مدینہ اشاعت کمپنی، کشمیری بازار لاہور	20	366	104	در حقیقت یہ وہی نسخہ ہے جس پر ممتاز کمپنی لاہور اور شیخ سراج الدین کشمیری بازار لاہور کا پتہ درج ہے۔ جس کی تفصیل شروع میں نمبر 2 کے تحت گزر چکی، نظر ثانی کے بعد اس میں 40 مزید اغلاط سامنے آگئیں۔
22- مہتاب کمپنی اردو بازار لاہور	20	366	32	
23 - اویس کمپنی اردو بازار لاہور	16	543	31	
24-تعلیمی کتب خانہ کشمیری بازار لاہور	18	458	411	ان اغلاط کے باوجود آخر میں 4 پروف ریڈروں کی تصدیق بھی درج ہے جنہیں پورے نسخہ میں کوئی ایک غلطی بھی نظر نہ آئی۔
25-چاند کمپنی، کشمیری بازار لاہور	19	441	48	آخر میں سات پروف ریڈروں کی تصدیق درج ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

26 - حافظ کمپنی، اردو بازار لاہور	13	848	24	
27 - مدینہ اشاعت کمپنی، لاہور	15	604	115	

یہ ستائیس نسخوں میں درج تقریباً ساڑھے تین ہزار سے زائد اغلاط کی اجمالی فہرست ہے۔ ان اغلاط کی مکمل تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے کتاب "قرآن مجید تحریف کی زد میں" (از مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی) جس میں مندرجہ بالا قرآنی نسخوں کے علاوہ 50 کتابوں میں درج سینکڑوں قرآنی اغلاط کی نشاندہی کی گئی ہے۔ یہ کتاب درج ذیل پتوں سے قیمتاً طلب کی جاسکتی ہے۔

☆ مولانا محمد اسلم شیخوپوری، استاذ حدیث جامعہ بوریہ عقب سائٹ تھانہ کراچی نمبر 16۔ فون : 021-2562424

☆ مفتی محمد ابراہیم، مدرس دارالعلوم محمودیہ عزیز آباد کالونی صادق آباد۔ فون : 0731-75213

☆ مفتی مختار احمد، مدرس جامعہ رحیمیہ ترتیل القرآن عیدگاہ، رحیم یار خان۔ فون : 0731-75213

آپ کی ذمہ داری ؟

☆...... ایک مسلمان ہونے کے ناطے اس ضمن میں آپ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے ؟ اپنی بساط اور حیثیت کو سامنے رکھتے ہوئے از خود اس کا تعین کیجئے۔

☆...... اگر آپ عالم دین اور مقتداء ہیں تو آپ کی ذمہ داری سب سے بڑھ کر ہے۔ اس فتنہ کے خلاف بھرپور انداز میں آواز اٹھایئے اور عام لوگوں کو اس سے آگاہ کیجئے۔

☆...... اگر آپ حافظ، قاری اور مدرس قرآن ہیں تو ان نسخوں پر نظر رکھئے اور تصحیح کئے بغیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچوں کو ان کی تلاوت سے منع کیجئے۔ نیز جستجو کر کے اس قسم کے مزید نسخوں کا پتہ لگائیے اور مندرجہ بالا پتوں پر خط لکھ کر اطلاع دیجئے۔

☆...... اگر آپ سیاسی زعیم، علاقہ کی مقتدر شخصیت یا سرکاری افسر ہیں تو اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کیجئے، ماتحت افراد اور کارکنوں کو اس فتنہ سے باخبر کیجئے۔

☆...... اگر آپ تاجر کتب ہیں تو قرآن مجید کی خرید و فروخت کے معاملے میں بہت احتیاط کریں۔ یہ معاملہ سوچ سمجھ کر کسی ایسی معیاری کمپنی سے کریں جس کے مطبوعہ قرآن مجید صاف خوشخط اور اغلاط سے بالکل مبرا ہوں۔ یاد رکھئے قرآن مجید یا دینی کتب کی خرید و فروخت صرف دنیوی کاروبار ہی نہیں' ایک حساس اور نازک دینی ذمہ داری بھی ہے۔

☆ غرض ہر مسلمان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس فتنہ کے خلاف آواز اٹھائے اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے جو کچھ کر سکتا ہے، اس سے دریغ نہ کرے۔

اس ضمن میں حضرت علماء کرام اور آئمہ مساجد پر خاص طور سے یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مساجد، مدارس اور اپنے قریبی علاقوں سے قرآن مجید کے مذکورہ بالا نسخے جمع کریں اور اغلاط نامہ سے ان کا مقابلہ کر کے ان کی تصحیح کریں نیز دیہی علاقوں کی مساجد میں بھی یہ نسخے بکثرت موجود ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان کی تصحیح کا اہتمام کیا جائے۔

حکومتِ پاکستان اور سرکاری افسران پر بھی فرض ہے کہ وہ فوری طور پر ان ناشرین کے خلاف کارروائی کریں جو اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کو تصحیح کئے بغیر محض دنیوی نفع کمانے کے لئے قرآن مجید شائع کر رہے ہیں۔ ٭

ضروری وضاحت: بعض کمپنی مالکان (اتفاق پبلشرز' حافظ کمپنی' خواجہ محمد اسلام' مسلم اکادمی' ملک آرٹ) نے خطوط لکھ کر یہ وضاحت کی ہے کہ وہ نئے ایڈیشنوں میں اغلاط کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح کر چکے ہیں' یہ نہایت خوشی کی بات ہے' دوسرے اداروں سے بھی ہمیں یہی توقع ہے۔

ملاحظہ فرمائیں : یہ فہرست صرف اس مقصد سے شائع کی جارہی ہے کہ اغلاط پر مشتمل یہ نسخے (جو یقیناً لاکھوں کی تعداد میں ہیں) ملک میں جہاں کہیں دستیاب ہوں لوگ ان کی تصحیح کا اہتمام کریں۔ (ہفت روزہ ضربِ مومن کراچی 10 تا 16 ستمبر 1999ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ بہبود آبادی کی ناپاک جسارت

"اسلامی جمہوریہ پاکستان میں محکمہ بہبود آبادی پنجاب کے حکام نے اپنے پروگرام کی تشہیر کے لیے قرآن پاک کی ایک آیت مقدسہ میں تبدیلی کر کے اس کے مفہوم کو اپنے محکمہ کے مقاصد کے مطابق ڈھال کر شائع کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ تفصیل کے مطابق محکمہ بہبود آبادی پنجاب نے 1995ء کا ایک ٹیبل کیلنڈر شائع کرایا ہے۔ ماہ جولائی کے صفحہ پر 27 ویں پارے کی سورہ الحدید کی آیت 20 کو مع ترجمہ شائع کیا لیکن اس آیت مبارکہ میں کئی تبدیلیاں کر کے اپنے مطلب کا مفہوم نکالا گیا ہے۔ آیت مقدسہ کو شائع کرتے وقت آیت مبارکہ کے پہلے دس گیارہ الفاظ لینے کے بعد درمیان میں سے 18 الفاظ کو چھوڑ کر آخری الفاظ شامل کر لیے گئے ہیں۔ نعوذ باللہ اس تحریف شدہ عبارت کو سورہ الحدید کی آیت نمبر 20 قرار دیا ہے۔ جس سے نئی آیت بنا

JULY 1995

FRI		14	28
SAT	1	15	29
SUN	2	16	30
MON	3	17	31
TUE	4	18	
WED	5	19	
THU	6	20	
FRI	7	21	
SAT	8	22	
SUN	9	23	
MON	10	24	
TUE	11	25	
WED	12	26	
THU	13	27	

وتكاثر في الاموال والاولاد كمثل غيث
اعجب الكفار نباته ما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور

[redacted]

پارہ ۲۷ سورۃ الحدید آیت ۲۰ [redacted]

AND RIVALRY IN RESPECT OF WEALTH AND CHILDREN, IS AS THE LIKENESS OF VEGETATION AFTER RAIN, ITS GROWTH IS PLEASING TO THE FARMERS WHEREAS THE LIFE OF THE WORLD IS BUT THE MATTER OF ILLUSION.

محکمہ بہبود آبادی پنجاب
۱۱۔ فاضلیہ کالونی۔ لاہور

POPULATION WELFARE DEPARTMENT PUNJAB
11 - Fazlia Colony, Lahore

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دی گئی ہے اور ترجمہ بدل گیا ہے۔ اس طرح محکمہ بہبود آبادی نے آیت میں تحریف کر کے جو ترجمہ شائع کیا ہے' وہ یہ ہے۔ "اور مال اور اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب کی مثال ایسی ہے جیسے بارش' کسان کو اس سے اگی ہوئی کھیتی بھلی لگتی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے جبکہ تفہیم القرآن کے مطابق قرآن کی مکمل آیت کا ترجمہ یوں ہے:

"خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہوگئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہوگئے۔ پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہوگئی۔ پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس آخرت وہ جگہ ہے جہاں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے۔ دنیا کی زندگی ایک دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔"

محکمہ بہبود آبادی نے اپنے کیلنڈر میں اپنی خود ساختہ آیت کو پارہ 27 سورہ الحدید کی آیت نمبر 20 قرار دیا ہے' جبکہ آیت 20 صرف اسے کہا جاسکتا ہے' جیسے کہ وہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ماضی میں جب کسی اسلام دشمن یا یہودی نے قرآن پاک کے کسی حرف میں بھی تحریف کی کوشش کی تو وہ نہ ہو سکی اور چودہ سو سال سے پوری دنیا میں ایک ہی جیسا قرآن پاک موجود ہے۔ محکمہ بہبود آبادی نے قرآن پاک میں جس تحریف کی ناپاک جسارت کی ہے' اس کی اسلام میں مکمل پابندی ہے۔ قرآن پاک کے کسی لفظ یا آیت کی زیر' زبر میں بھی تبدیلی نہیں کی جاسکتی' کیونکہ اس سے مفہوم بدل سکتا ہے اور معنی کچھ کے کچھ نکل سکتے ہیں۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور 28 جولائی 1995ء)

عوامی رد عمل

"مختلف سیاسی' سماجی' تاجر اور طالب علم تنظیموں کی طرف سے محکمہ بہبود آبادی کے کیلنڈر پر تحریف شدہ قرآنی آیت کی اشاعت پر احتجاج جاری ہے۔ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنظیموں کے رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ اس ناپاک جسارت کے ذمہ دار افسروں اور اس محکمے کے وفاقی اور صوبائی وزراء کو برطرف کیا جائے۔ انہوں نے دھمکی دی کہ قرآنی آیت میں رد و بدل کرنے والوں کو پھانسی نہ دی گئی تو عوام خود انہیں جہنم رسید کر دیں گے۔ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن لاہور ڈویژن کے صدر رانا محمد ارشد نے کہا کہ ایسا کرنے والے افراد کو فوراً" ملازمت سے برخاست کر دینا چاہیے۔ امامیہ سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے مرکزی صدر ساجد رضا مبتہم نے کہا کہ اگر بہبود آبادی کے افسروں نے دیدہ دانستہ آیت میں تبدیلی کی ہے تو انہیں سزا دینی چاہیے۔ ایم ایس ایف کے محمد وسیم افضل نے کہا کہ آیت میں تحریف کرنے والے افسروں کے خلاف اگر 15 دن کے اندر رپورٹ مکمل نہ ہوئی اور نہ ہی ذمہ دار کو سزا دی گئی تو ہم اس کے خلاف احتجاجی تحریک چلائیں گے۔ اسلامی جمعیت طلباء کے مسحب فاروق نے کہا کہ تحریف کے مرتکب افراد کو معاف نہیں کرنا چاہیے اور ہم اس سلسلے میں بھرپور احتجاج کریں گے۔ انجمن آرائیاں برکی کا ایک ہنگامی اجلاس مرکزی صدر چودھری احمد اللہ کی صدارت میں ہوا جس میں نائب صدر محمد شفیق چودھری جنرل سیکرٹری چودھری محمد اسلم' سیکرٹری اطلاعات مختار علی' چودھری محمد شریف' مشتاق علی اور دیگر عہدیداروں نے شرکت کی۔ مقررین نے کہا کہ قرآن پاک کی آیت میں تحریف ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ ضیاء الحق شہید فاؤنڈیشن برکی کا ہنگامی اجلاس لاہور کے جنرل سیکرٹری عبدالرشید میو کی صدارت میں ہوا جس میں راؤ تاج دین' میاں محمود' اور حکیم محمد شریف نے بھی شرکت کی۔ اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ صوبائی وزیر بہبود آبادی کو فوری طور پر برطرف کیا جائے اور قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والوں کو سرعام پھانسی پر لٹکایا جائے۔ اجلاس میں اعلان کیا گیا کہ اگر اس واقعہ کے ذمہ دار افراد کو جلد گرفتار کر کے ان کے خلاف سخت کارروائی نہ کی گئی تو عوام اپنے مذہبی جذبات کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے احتجاجا" سڑکوں پر نکل آئیں گے۔ سپاہ صحابہؓ گوجرانوالہ کے عہدیداروں غلام کبریا بادشاہ' عبدالقیوم طاہر کمبوہ' رانا غلام سرور اور قاری محمد یوسف قصوری نے مشترکہ بیان میں کہا کہ حکومت نے قرآن کریم میں تحریف کرنے والے افراد کو عبرتناک سزا نہ دی تو سپاہ صحابہ زبردست احتجاج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گی اور تحریف کرنے والوں کو عبرتناک سزا دے گی۔ جماعت اسلامی زون پی پی 85 حلقہ کھیالی شاہ پور کا ہنگامی اجلاس ہوا جس میں جنرل سیکریٹری جماعت اسلامی ضلع گوجرانوالہ حافظ عبیداللہ غازی نے کہاکہ تحریف کا ارتکاب' حکومت کی اسلامی دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اجلاس میں جنرل سیکرٹری زون 85 حافظ سیف اللہ خالد' چودھری سیف اللہ چیمہ' عرفان اللہ انصاری اور حافظ فاروق احمد عاصم نے بھی شرکت کی۔ مقررین نے کہاکہ یہ ناپاک جسارت کرنے والوں کو سزا نہ دی گئی تو عوام سڑکوں پر نکل آئیں گے اور گوجرانوالہ میں محکمہ بہبود گوجرانوالہ کے علماء مشائخ ونگ کے صدر قاری محمد سلیم زاہد نے اپنے بیان میں کہاکہ قرآن پاک کی آیت کریمہ میں تحریف ایک بڑی سازش ہے۔ سنی جہاد کونسل کے قاضی عظمت اللہ' جماعت اہلسنّت کے علامہ حنیف چشتی' علامہ ابو طاہر عبدالعزیز چشتی' سید حسن رضا اور صاحبزادہ عمر سلیم نے مشترکہ بیان میں قرآن پاک میں تحریف کرنے والے افراد کو سرعام پھانسی دینے کا مطالبہ کیا۔ علماء مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کا ہنگامی اجلاس زیرِ صدارت مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد ہوا جس میں کہا گیاکہ قرآن پاک کا غلط مفہوم پیش کرنا اور یہودیوں کا پروگرام اولاد کم پیدا کرو' اسلامی احکام کی سخت خلاف ورزی ہے۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیاکہ ملزموں کو پھانسی دے کر تیرہ کروڑ پاکستانی مسلمانوں کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کیا جائے۔ بہبود آبادی کے محکمے کو فوری طور پر بند کر دیا جائے۔ امیر جماعت رضائے مصطفیٰ مولانا ابو داؤد محمد صادق نے کہا یوں محسوس ہوتا ہے کہ وزارت بہبود آبادی' یہود و نصاریٰ کے عزائم کی تکمیل کے لیے کام کر رہی ہے' یہی وجہ ہے کہ قرآنی آیت میں تحریف کر کے مسلمانوں کی غیرت ایمانی کا امتحان لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ قرآنی آیات میں تحریف کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے' اگر حکومت نے اس بدبخت کو سزا نہ دی تو مسلمان غازی علم الدین کا کردار ادا کرتے ہوئے اسے جہنم رسید کر دیں گے۔ پاکستان سنی فورس کے مرکزی جنرل سیکرٹری عارف ندیم مہر نے ایک بیان میں محکمہ بہبود آبادی کی جانب سے قرآن مجید کی آیت میں رد و بدل کرنے کی ناپاک جسارت کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہاکہ قرآن پاک میں تحریف کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔ لہٰذا حکومت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی دل آزار حرکت کرنے والے شخص کے خلاف سخت ترین کارروائی عمل میں لانی چاہیے۔ بصورت دیگر غیرت مند مسلمان خود اس شخص کا سراغ لگا کر کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ تنظیم اہلسنّت پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا عبدالستار تونسوی نے ملتان میں ایک بیان میں کہا کہ قرآنی آیات میں تحریف کرنا سنگین جرم ہے جسے کسی قیمت پر برداشت نہیں کیا جائے گا۔ وفاقی وزیر بہبود آبادی اور دیگر ذمہ دار افسروں کو بلا تاخیر برطرف کیا جائے۔ تنظیم اہلسنت ملتان کے مہتمم مولانا فقیر محمد عثمانی نے مطالبہ کیا ہے کہ اسلامی مشاورتی کونسل کو توڑ کر پھر سے فعال اور با اختیار بنایا جائے' تاکہ ملک میں اسلام کے خلاف ہونے والی ہر سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ زکوٰۃ عشر کمیٹی ملتان کے سابق چیئرمین مفتی غلام مصطفیٰ رضوی نے کہا کہ آیات میں تحریف کرنے والے افسروں کو فوری طور پر برطرف کیا جائے اور انہیں سخت ترین سزائیں دی جائیں' جمعیت علمائے پاکستان ملتان کے ضلعی صدر مفتی ہدایت اللہ پسروری' ملتان شہر کے صدر قاری محمد میاں' صوبائی نائب صدر ڈاکٹر بدر قریشی اور ضلعی جنرل سیکرٹری قاسم خان ایڈووکیٹ نے مشترکہ بیان میں کہا کہ پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور حکومت کی اولین ذمے داری ہے کہ اسلامی آیات میں تحریف کے ذمہ دار افراد کو ایسی عبرتناک سزائیں دی جائیں کہ آئندہ کوئی شخص قرآن پاک کی آیات اور سورتوں کو ترتیب سے ہٹ کر شائع کرنے کی جرات نہ کر سکے۔ جماعت اسلامی پنجاب کے نائب امیر خورشید احمد خان کانجو' ضلعی امیر اور ملی یک جہتی کونسل ملتان کے رابطہ سیکرٹری راؤ ظفر اقبال نے آیات میں تحریف کرنے کی ناپاک جسارت کی شدید مذمت کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ وفاقی وزیر بہبود آبادی جے سالک سمیت اس واقعہ میں ملوث تمام افسروں کو فی الفور برطرفی کر کے سخت ترین سزا دی جائے۔ جامعہ فاروقیہ اوکاڑہ چھاؤنی کے خطیب ابو النصر مولانا محمد سعید نے کہا ہے کہ اس ناپاک جسارت میں ملوث افراد کو سخت ترین سزا دی جائے' جامعہ چشتیہ فریدیہ کے بانی سائیں نذیر حسین فریدی نے کہا کہ کلام پاک میں ردو بدل کرنے والوں کو سر عام پھانسی دی جائے۔ پیر سید منظور احمد شاہ نے کہا ہے کہ قرآن پاک کی زیر زبر میں بھی تبدیلی نہیں کی جا سکتی' یہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہوا ہے۔ توحید یہ مسجد کے امام محمد سلیم نے کہا کہ قرآن پاک میں ردو بدل کا سوچنا بھی گناہ ہے' سماجی کارکن نصراللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہزاد نے کہا کہ جس محکمے کا وزیر غیر مسلم ہے' وہ کیا انکوائری کرائے گا' اس گھناؤنے جرم کی انکوائری عالم اسلام کے شیدائی کریں گے۔ تحریک منہاج القرآن اور مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ بچیانہ کا ہنگامی اجلاس ہوا جس میں کہا گیا کہ تین دن کے اندر ملزموں کو گرفتار کر کے پھانسی پر نہ لٹکایا گیا تو تحریک منہاج القرآن یہ جسارت کرنے والے ہاتھ خود کاٹنے کے لیے میدان میں کود پڑے گی۔ انجمن تاجران پنجاب زون فیصل آباد کے اجتماع میں محکمہ بہبود آبادی کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ کیا۔ اجتماع میں خواجہ محمد اسلام ایم پی اے (مسلم لیگ ن)' محمد نواز وہرہ' میاں عبدالمنان' حاجی محمد اشرف' حاجی تاج محمود' شیخ محمد بشیر' چودھری محمد عالم' جاوید اقبال' سہگل' حاجی محمد اشرف مارشل' حاجی محمد ادریس' شیخ طارق محمود' حاجی تجمل حسین' چاچا نثار بٹ اور محمد رضوان بھی شریک ہوئے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث فیصل آباد اور اہلحدیث یوتھ فورس فیصل آباد کے رہنماؤں مولانا محمد یوسف انور' ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب' مولانا محمد طیب معاذ کنونیر مرکزی جمعیت اہل حدیث فیصل آباد' مولانا قاری عبدالحفیظ' مولانا ارشاد الحق اثری' مولانا قاری محمد حنیف بھٹی اور دیگر قائدین نے اپنے مشترکہ بیان میں اس ناپاک جسارت کی شدید مذمت کی اور کہا کہ ایک اقلیتی وزیر کی سربراہی میں اس محکمہ سے اور نیک توقع کی بھی کیا جا سکتی ہے؟ ان حرکات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہودی' عیسائی اور ہندو' ملی بھگت کے ذریعے اسلامیان پاکستان کے دینی جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس طرح ملک کو انتشار اور افتراق کا شکار کر کے اس کے استحکام اور سالمیت کو داؤ پر لگایا جا رہا ہے۔

بادشاہی مسجد کے خطیب مولانا عبدالقادر آزاد نے کہا کہ اگر یہ سہوا" ہوا ہے تو مذکورہ افراد کو اللہ تعالیٰ سے غلطی کی معافی مانگنی چاہیے' لیکن اگر آیت میں تحریف قصدا" کی گئی ہے تو ایسے لوگ مرتد ہیں' مگر اس کا فیصلہ بھی عدالت ہی کر سکتی ہے۔ مزار حضرت داتا گنج بخش" مسجد کے خطیب مولانا مقصود قادری نے کہا کہ قرآن پاک کی تحریف کرنے والے مرتد ہیں' حکومت اس مسئلے پر انکوائری کرائے اور مذکورہ افراد کے خلاف ثابت ہونے پر انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ مسلم لیگ (ن) کے رکن صوبائی اسمبلی عبیداللہ شیخ نے کہا کہ موجودہ حکومت کے دور میں کپڑوں پر اسمائے مقدسہ چھاپے جا رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں' اب پنجاب حکومت کے ایک محکمے کی طرف سے قرآن پاک کی آیت میں تحریف ایک ناپاک جسارت ہے۔ ایسے مرتدوں کو سزائے موت دی جائے۔ ایسی خبروں سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے۔ حکومت ایسے واقعات کی سپریم کورٹ کے فل بنچ سے تحقیقات کرائے۔ جماعت اسلامی لاہور کے امیر لیاقت بلوچ نے کہا کہ محکمہ بہبود آبادی پنجاب کی جانب سے قرآنی آیات میں تحریف کا جرم ثابت ہو گیا ہے' جن لوگوں نے یہ ناپاک حرکت کی ہے' انہیں سزا ملنی چاہیے' کیلنڈر واپس لینے سے مسئلہ حل نہیں ہو گیا۔ ایک خاص منصوبے کے تحت فحاشی پھیلانے کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کا ذریعہ استعمال کیا جا رہا ہے۔

"بیت المقدس کے سابق امام اور خطیب سید اسعد بیوض تمیمی نے قرآن پاک کی آیت میں تحریف کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر کسی نے قرآن پاک میں تحریف قصداً کی ہے تو وہ فرد' کفر کا مرتکب ہوا ہے اور اگر یہ سہواً" ہوئی ہے تو اسے اللہ سے معافی مانگنی چاہیے۔

مسلم لیگ (ن) کی سیاسی رہنما بیگم ممتاز رفیع نے کہا کہ حکومت کو محکمہ کی اس حرکت پر فوری کارروائی کرنی چاہیے۔ پیپلز پارٹی شعبہ خواتین پنجاب کی صدر بیگم سلیم حسنین نے کہا کہ قرآن شریف کی آیات کبھی بھی کسی بھی حالت میں تبدیل نہیں کی جا سکتیں۔ یہ ایک ناقابل تلافی گناہ ہے اور ایسا کرنے والوں کو شدید ترین سزا ملنی چاہیے۔ جماعت اسلامی شعبہ خواتین لاہور کی ناظمہ ڈاکٹر فوزیہ ناہید نے کہا کہ حکومت کو غیر ملکی فنڈز کھانے سے فرصت نہیں' وہ کیسے دیکھے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے اور جو فنڈز آ رہے ہیں' ان کو کہیں تو استعمال کرنا ہے' چاہے وہ اسلام کے منافی ہی استعمال ہو جائیں' انہوں نے کہا کہ یہ بہت غیر ذمہ دارانہ رویہ ہے' اس پر محکمہ اور وزیر کے خلاف سخت کارروائی ہونی چاہیے۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور 30 جولائی 95ء)

ڈاکٹر اسرار احمد کا موقف

لیکن اس کے برعکس تنظیم اسلامی پاکستان کے سربراہ ڈاکٹر اسرار احمد نے محکمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہبود آبادی پنجاب کے ٹیبل کیلنڈر پر درج قرآنی آیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر یہ غلطی سہواً ہوئی ہے تو اس کی اصلاح کرنی چاہیے تاہم میرے نزدیک آیت میں تحریف کا پہلو نہیں نکلتا۔

(روزنامہ جنگ لاہور 29 جولائی 95ء)

ڈاکٹر اسرار احمد کے بیان پر ردعمل

"جمعیت علماء اسلام پنجاب کے سینئر نائب صدر پیر محمد نعیم اللہ فاروقی نے کہا ہے کہ تنظیم اسلامی کے سربراہ ڈاکٹر اسرار احمد کے بیانات اسلام کے لیے انتہائی نقصان دہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کا آج کا بیان عذر گناہ بدتر گناہ کے مصداق ہے کہ بغیر پڑھے تبصرہ کیا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ارکان تنظیم اسلامی کے لیے یہ لمحہ فکر یہ ہے اور وہ سوچیں کہ ڈاکٹر صاحب کی جملہ تصنیفات کہیں بغیر تحقیق کے تو نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کو آئندہ کے لیے ایسے غیر ذمہ دارانہ بیانات سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ اس سے لادین عناصر کو تقویت ملتی ہے۔"

(روزنامہ جنگ لاہور 31 جولائی 95ء)

ماہرین قانون کا ردعمل

"ماہرین قانون نے محکمہ بہبود آبادی کی طرف سے اپنے پروگرام کی تشہیر کے لیے قرآن پاک کی سورہ الحدید کی آیت میں تبدیلی کرنے پر سخت غصے کا اظہار کرتے ہوئے ذمہ دار افراد کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 بی کے تحت مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے اور اسے مسلمان کہلانے کا حق نہیں۔ لاہور ہائی کورٹ بار کے صدر جہانگیر اے جھوجہ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کے دور سے لے کر آج تک قرآن کی کسی بھی آیت میں کسی بھی شخص نے تبدیلی نہیں کی اور نہ ہی کوئی مسلمان ایسا کرنے کا سوچ سکتا ہے جس نے ایسا کیا ہے اس نے اسلام کی توہین کی ہے' لہٰذا اسے سزا دینی چاہیے۔ لاہور ہائی کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ خواجہ شریف نے کہا کہ قانون میں قرآن کی توہین کرنے والے کی سزا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمر قید ہے لہذا ایسا کرنے والے شخص کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنی چاہیے' انہوں نے کہا سڑکوں پر جلوس نکالنے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا' لہذا فوری عدالت سے رجوع کرنا چاہیے تاکہ قانون میں جو دفعات ہیں' اس کے مطابق سزا دی جا سکے۔ ہائی کورٹ کے سینئر ایڈووکیٹ محمد اکرم قریشی نے کہا کہ جو کوئی شخص جان بوجھ کر قرآن کی بے حرمتی کرے یا اس کی کسی بھی آیت میں تبدیلی کرے یا توہین آمیز الفاظ استعمال کرے یا اس کے کسی حصے کو غیر قانونی طور پر اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرے' جرم ثابت ہونے پر اسے عمر قید یا دس سال قید اور جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ نثار احمد مجاہد ایڈووکیٹ نے کہا کہ محکمہ بہبود آبادی نے قرآنی آیت میں تبدیلی کی' اس جرم کو کسی بھی قیمت پر معاف نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس بار سزا دے دی گئی تو آئندہ سے کوئی بھی دوبارہ جرات نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا آفیسر اکیڈمی میں اسلامی خطوط پر افسروں کو تربیت نہیں دی جاتی' لہذا انہیں اسلام سے پوری واقفیت نہیں ہوتی اور ان کے ماتحت جو بھی لکھ کر ان کے سامنے رکھ دیں' وہ دستخط کر دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ افسروں کو اکیڈمی میں اسلامی تعلیم دی جائے۔ عبداللطیف' ہنجرا' صہیب احمد رومی' شاہد حسن کھوکھر' میاں محمد سعید اور سید ظہیر احمد گیلانی ایڈووکیٹ نے محکمے کے ذمہ دار افراد کے خلاف فوری 295 بی کے تحت مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کیا۔"

(روزنامہ پاکستان 30 جولائی 95ء)

تحریک التواء

مزید براں "جمعیت علمائے پاکستان کے پارلیمانی لیڈر او اپوزیشن رکن صاحبزادہ حاجی فضل کریم نے محکمہ بہبود آبادی پنجاب کی طرف سے کیلنڈروں میں قرآن پاک کی آیت کی تحریف کرنے کے خلاف تحریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرا دی ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور 31 جولائی 95ء)

محکمانہ کارروائی

اس افسوسناک خبر کی اشاعت کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب نے محکمہ بہبود آبادی کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے قرآن پاک کی تحریف شدہ آیت پر مبنی کیلنڈر کی اشاعت کے بارے میں شائع شدہ خبر کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے متذکرہ کیلنڈر کی تمام کاپیاں فی الفور ضبط کر لینے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے اس ضمن میں چیف سیکرٹری پنجاب کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس ناپاک جسارت کے مرتکب افراد کے خلاف فوری کارروائی عمل میں لا کر انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔ دریں اثنا چیف سیکرٹری پنجاب نے اس سلسلے میں سیکرٹری اوقاف عبدالرشید خان کو انکوائری آفیسر مقرر کیا ہے۔ انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنی انکوائری رپورٹ جلد از جلد مکمل کر کے وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش کریں۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 29 جولائی 95ء)

محکمہ بہبود آبادی میں گھپلے

"قرآن پاک کی آیت میں تحریف کے مرتکب محکمہ بہبود آبادی پنجاب میں لاکھوں روپے کے گھپلوں کا انکشاف ہوا ہے۔ ان گھپلوں میں محکمے کے ڈائریکٹر نصراللہ' ڈائریکٹر ایڈمن اینڈ کمیونی کیشن اور ڈائریکٹر فنانس مبینہ طور پر ملوث ہیں۔ تفصیلات کے مطابق محکمے نے سیکرٹری کے دستخطوں سے 21 جون 95ء کو اخبارات میں بینروں اور پوسٹروں کے ٹینڈروں کے لیے اشتہارات دیئے جن کے لیے ٹینڈر جمع کرانے کی آخری تاریخ 19 جون درج تھی اور اسی روز ٹینڈر کھولے جانے تھے۔ اس ٹینڈر نوٹس میں بینرز اور ٹینڈر نوٹس کی اشاعت ہوئی۔ 22 جون ورکنگ ڈے تھا اور 23 اور 24 جون کو دفتر کی چھٹی تھی۔ اتنے کم عرصے میں لاکھوں روپے کے بینرز اور پوسٹرز تیار کرنا ناممکن تھا۔ محکمے کے افسران کی ملی بھگت سے ٹھیکہ حاصل کرنے والے کو ٹینڈر کھولنے سے قبل ہی بینرز اور پوسٹرز تیار کرنے کا آرڈر دے دیا گیا اور محکمہ نے فرضی ٹینڈر طلب کیا۔ محکمہ بہبود آبادی نے اس طرح کا ایک اور ٹینڈر نوٹس 17 جون کو بروز ہفتہ چھٹی کے روز اخبارات میں شائع کروایا۔ 19 جون کو ٹینڈر کھلنے تھے' اس ٹینڈر میں ڈیڑھ لاکھ کیلنڈر کلر اور نیچے پٹری اور لیمی نیشن کروانا مقصود تھا۔ یہ تمام کام اشتہار ٹینڈر کے ذریعے 72 گھنٹے میں مکمل کرانا تھا جو کہ ناممکن تھا' محکمے نے ملی بھگت سے مذکورہ ٹھیکیدار کو بھی ٹینڈر کھلنے سے قبل ہی کیلنڈر تیار کرنے کا زبانی آرڈر جاری کر دیا۔ ڈائریکٹر نصراللہ نے ہورڈنگ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ریوالونگ بورڈ کا ٹھیکہ ڈیڑھ کروڑ روپے میں اپنے بیٹے کو مبینہ طور پر دے دیا اور کام سے پہلے ہی 50 لاکھ روپے ایڈوانس دے دیئے۔ شہر کے سماجی اور دینی حلقوں نے وزیراعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس محکمے میں مبینہ طور پر گھپلوں کی کسی جانبدار افسر سے انکوائری کرائیں اور قصوروار افسران کو فوری سزا دی جائے۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور 31 جولائی 95ء)

خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن

"روزمرہ کی عملی زندگی میں ہم اس شخص کو بہت ہی عقلمند تسلیم کرتے ہیں جو کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے سوچ بچار کرے' مشاورت کرے اور کیئے جانے والے کام کے سلسلے میں تمام تر جزیات کے ساتھ مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لے کر قابل عمل منصوبہ بندی کرے اور پھر جب کام کا آغاز ہو' تو کی گئی منصوبہ بندی کے مطابق تکمیل کے لیے کوشاں رہے۔

لوگ معمولی مکان کی تعمیر سے لے کر بڑی سطح کے منصوبوں کے لیے متعلقہ کام پر مہارت تامہ رکھنے والوں کو تلاش کر کے ان سے نقشے اور رپورٹیں (فیز-یبلٹی رپورٹس) زرکثیر کے خرچ سے حاصل کرتے ہیں۔ ان رپورٹوں میں وسائل آمد و خرچ اور مستقبل کے حوالے سے کام کو درست انداز میں چلانے کے لیے تمام تر باتوں کا ذکر ہوتا ہے اور یوں احسن منصوبہ بندی کم و بیش جزو ایمان ٹھہرتی ہے۔ یہ اس انسان کی سوچ اور منصوبہ بندی ہے جسے ایک تخلیق کنندہ نے تخلیق کیا اور جس کی اپنے خالق کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اس کائنات کے خالق نے ارض و سماء میں بے شمار قسم کی تخلیق کی جس میں سے انتہائی کم کا ہمیں فہم و ادراک نصیب ہے اور بہت کچھ باوجود ترقی کے دعوؤں کے ہم سے اوجھل ہے۔ سچ کہا جائے تو ابھی تک اپنی ذات کے متعلق بھی ہمیں حقیقی علم نہیں ہے۔ مثلاً زندگی کس چیز کا نام ہے؟ نیند کیا ہے؟ جبلتیں کس طرح پیدا ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں؟ ہم علم کی اعلیٰ انتہاؤں تک بزعم خویش پہنچنے کے باوجود ٹامک ٹوئیاں مارتے دیکھے جاتے ہیں اور علم الیقین کی دولت ہمارا مقدر نہیں ہے۔

خالق کائنات کے متعلق ہم "عقلمندوں" کا گمان ہی نہیں "فیصلہ" یہ ہے کہ اس نے تخلیق کائنات بلا کسی منصوبہ بندی (Planning and Fcasibility) الل ٹپ بنا ڈالی، خصوصاً" تخلیق انسان کے لیے تو اس کا نظام قابل توجہ ہے کہ پیدائش کا سلسلہ ڈھیلا چھوڑنے کے نتائج جب سامنے آئے تو قرآن میں اہل ایمان کو اس سے باز رہنے کی تلقین کرنا پڑی، نتائج بد اور عواقب سے دور رکھنے کے لیے تنبیہات کا سہارا لینا پڑا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

خالق نے اپنے آپ کو رب العالمین کی صفت سے متعارف کرایا مگر بہبود آبادی کا کام "معیاری" نہ رکھ سکا۔ تاکہ یو این او، آئی ایم ایف اور ان کے ذیلی اداروں کی سرپرستی میں، ملت مسلمہ کو ("غیرا لمغضوب" کا ذکر کرنے والوں کو) مغضوبین کی سرپرستی میں، خصوصاً" اسلامی جمہوریہ پاکستان میں، بہبود آبادی کے لیے، ان "عالمی بہبود" کے اداروں کی امداد سے محکمہ بہبود آبادی قائم کرنا پڑا جو کبھی محکمہ خاندانی منصوبہ بندی تھا اور آج پرانے شکاریوں کے نئے جال کی طرح بہبود آبادی ہے۔ ریڈیو، ٹی وی پر بہبود آبادی کے اشتہارات، نوجوان نسل کی بہبود کی خاطر جو کچھ آج دے رہے ہیں، ماضی میں انسانیت کو کبھی میسر نہ آسکا تھا، یہاں تک کہ قرآن کریم سے راہنمائی بھی۔ آج معصوم بچے والدین سے معنی پوچھتے ہیں تو "گنوار"، "جاہل" اور "بنیاد پرست" منہ پھیر لیتے ہیں اور اس سبب اولاد کا تجسس مزید بڑھ جاتا ہے۔ شاید کچھ روشن خیال گھرانے لطف اندوز ہوتے ہوں۔

ملک کی وزیراعظم صاحبہ بھری مجلس میں (بہبود آبادی کانفرنس میں خطاب کے دوران) گزشتہ 30 سالہ محنت کے اکارت جانے کا برملا اقرار کر چکی ہیں کہ اس محکمہ پر اربوں روپیہ خرچ ہوا مگر نتائج ڈھاک کے تین پات ہی رہے۔ محکمہ کو مزید مستعدی سے کام کا حکم دیا گیا ہے وزیراعظم صاحبہ، بہبود آبادی کے بنیادی نعرہ، بڑھتی آبادی وسائل کو ہڑپ کر رہی ہے، کے برعکس، بیرونی سرمایہ کاری کے فیوض و برکات بیان کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ٹی وی پر قوم کے نام' اپنے خطاب کے دوران اس حقیقت کو بھی واشگاف الفاظ میں تسلیم کر چکی ہیں کہ پاکستان میں بے پناہ وسائل ہیں (جن کی لوٹ کے لیے غیر ملکی یہاں سرمایہ کاری کرنے آئے ہیں اور پاکستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کے سبب شبہ ہے کہ ان وسائل پر پلنے والے گدھوں کا حصہ کم رہ جائے گا) اور بیرونی سرمایہ کار ان وسائل کو پاکستانی قوم کے لیے خیر و برکت کا ذریعہ بنانے کے لیے اربوں کی سرمایہ کاری کر رہے ہیں اور اپنا "لائنز شیر" لے جانے میں ان کو مکمل آزادی ہوگی۔

حکومت کے پراپیگنڈے اور وسائل کے ضمن میں اس کھلے تضاد کو' بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی محنت اور مدد کے تناظر میں سمجھنے کے لیے عقل و دانش کی وزنی مقدار کی ضرورت نہیں ہے۔ خاندانی منصوبہ بندی یا بہبود آبادی کے نام پر مدد دینے والے ممالک اور ادارے اگر کثرت آبادی کو فی الواقعہ مصیبت سمجھتے ہیں تو اپنے یورپی یا غیر مسلم ممالک میں اس امداد کے سوتے کیوں نہیں پھوٹتے صرف مسلم ممالک کی کثیر آبادی سے وسائل کو خطرہ کیوں ہے؟ فاعتبروا یااولی الابصار

محکمہ بہبود آبادی حکومت پنجاب کا شائع کردہ کیلنڈر برائے سال 96-95ء ہمارے سامنے ہے جو قرآنی آیات سے مزین ہے اور بہبود آبادی کے حق میں قرآنی فیوض و برکات اور تعلیمات و تنبیہات کے لیے آیات قرآنی پر "تحقیقی کام" کسی نصراللہ خان کی "علمی کاوش" کا ثمر ہے۔ بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ نصراللہ خان نے اپنے نام اور کام پر نظر نہ رکھی۔

رب العزت کے' قرآن حکیم کی حفاظت اپنے ذمہ لے لینے کے بعد کہ "ہم نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔" لفظی تحریف کا راستہ ہمیشہ کے لیے تو بند ہو گیا' گزشتہ ساڑھے چودہ سو برس کا طویل سفر اس پر گواہ ہے مگر معنوی' تفسیری تحریف کے دروازے کھولنے والے بدبخت مختلف ادوار میں پیدا ہوتے رہے مثلاً قادیانی طرز کے لوگ۔

"خالق نے حضرت آدم علیہ السلام سے جس انسان کی تخلیق کا آغاز فرمایا تھا اور جس کی انتہا قیامت سے لحہ قبل پیدا ہونے والے انسان پر ہوگی' اس تخلیق کی دنیوی زندگی کے لیے' دوسری ہر طرح کی مخلوق کی زندگیوں کے تقاضوں کے ساتھ مربوط کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے' اپنے رب العالمین کا صفاتی نام اپنایا جس کے معنی ہیں اپنی مخلوق کی بہبود و بھلائی کا ضامن' جسے ہم صرف پالنے والا اور پرورش کنندہ کا ہلکا سا نام دے کر سمجھتے ہیں کہ ہم نے اسے رب مان لیا ہے۔

تخلیق کائنات سے آج تک رب العالمین ہی اپنی مسلم' غیر مسلم اور دہریہ وغیرہ ہر قسم کی مخلوق کو پال رہا ہے مگر یکایک ان کی مخلوق ہی کے کچھ دانشوروں کی آنکھ کھل گئی' عقل و بصیرت کا سیلاب امڈ آیا کہ انہوں نے اس دھرتی پر کثرت آبادی کے اژدہا کو وسائل ہڑپ کرتے دیکھ لیا اور اب ان کے ہاتھ پاؤں پھولے جا رہے ہیں' اس غم میں دبلے ہو رہے ہیں اور ان دانشوروں میں سے جو بدقسمتی سے مسلم گھرانوں میں پیدا ہو گئے' وہ بڑی عرق ریزی سے قرآنی آیات ڈھونڈ ڈھونڈ کر ملت مسلمہ کے سامنے لا رہے ہیں کہ وہ کثرت آبادی کے عفریت سے محفوظ رہے۔ نصراللہ صاحب کی شاہکار تحقیق ملاحظہ ہو:

1- یا یھا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذلک فاؤلک ھم الخاسرون○ (المنافقون 9)

"مومنو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں خدا کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ خسارے والوں میں سے ہو گا۔"

2- والو الدت یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن ارا دان یتم الرضاعة (بقرہ 233)

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلانا چاہے۔"

3- لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامة○ (الممتحنہ 3)

"قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناتے کام آئیں گے اور نہ ہی اولاد۔"

4- وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم○ (شوریٰ 30)

"اور جو مصیبت تم پر واقع ہوتی ہے سو تمہارے فعلوں سے ہے۔"

5- واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنة و ان اللہ عندہ اجر عظیم○ (الانفال 28)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ خدا کے پاس (نیکیوں کا) بڑا ثواب ہے۔"

6- لیس للانسان الا ما سعی ○ (النجم 39)

"انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔"

7- فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا و تزھق انفسھم و ھم کافرون ○ (التوبہ 55)

"اے محمد ﷺ! تم کفار کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کرنا' خدا چاہتا ہے کہ ان چیزوں سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب دے اور جب ان کی جان نکلے تو یہ کافر ہوں۔"

8- وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی ○ (السبا 37)

"اور تمہارا مال اور اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دیں۔"

9- وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباته وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور ○ (الحدید 20)

"اور مال اور اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب کی مثال ایسی ہے جیسے بارش ، کسان کو اس سے اگی ہوئی کھیتی بھلی لگتی ہے' یہ دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔"

10- ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیھم اللہ من فضله ○ (النور 33)

"اور جن کو بیاہ کا مقدور نہ ہو' وہ پاکدامنی کو اختیار کیے رہیں یہاں تک کہ خدا ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔"

11- ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر وا ما بانفسھم ○ (الرعد 11)

"خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی' نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

12- ربناولا تحملنا مالا طاقة لنابه○ (البقرہ 286)

"اے پروردگار ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔"

کثرت اولاد کی "مصیبت" سے محفوظ رکھنے کے لیے خدائی تنبیہات آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔ بلاشبہ قوم کو جناب نصراللہ خان صاحب اور محکمہ بہبود آبادی کا "احسان مند" ہونا چاہیے کہ انہوں نے بڑی محنت سے مسلمانوں کو یہ سمجھایا ہے کہ ان کے خالق نے مال اور اولاد دونوں کو ہی پسند نہیں کیا اور "خدائی تعلیمات" کو چھوڑ کر جو کوئی "زیادہ اولاد پیدا کرے گا" وہ خود ہی اس کا "وبال" بھگتے گا اور بندے کو ہر لحہ یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اے پروردگار! ہم پر اتنا بوجھ (اولاد کا) نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔

حکومت کے ادنیٰ سے اعلیٰ ملازم' اپنے لیے تو قدم قدم منصوبے بنائیں اور ان کے خالق نے انہیں کسی منصوبہ کے بغیر پیدا کر دیا ہو' کس قدر عقل سے عاری سوچ ہے حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ خالق نے انسان کی تخلیق سے لاکھوں سال قبل وسائل پیدا کیے اور وسائل کے استحکام کے بعد حضرت انسان دنیا میں تشریف لایا۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزیراعظم' پاکستان میں بے پناہ وسائل کا نہ صرف یہ کہ اعتراف کر چکی ہیں بلکہ پاکستانی عوام کے گھروں تک ان وسائل کو پہنچانے کی خاطر (کہ پاکستانی قوم اپنے وسائل سے خود استفادہ کرنے کی "اہل" نہیں ہے۔) انہوں نے غیروں کو سرمایہ کاری کے لیے دعوت دی ہے (یا اپنی قوم کے منہ سے لقمہ چھین کر غیر ملکی آقاؤں کی جھولی بھرنے کی سعی کی ہے کہ اقتدار کو استحکام ملے یا اس بہانے کمیشن کی "نعمت" سوئٹزر لینڈ میں قیام کے لیے مددگار بنے۔ قیام پاکستان سے آج تک یہ نعمت کمیشن کم و بیش سبھی کا مقدر بنتی رہی ہے۔"

بہبود آبادی والوں کے دلائل' جو ان کے لٹریچر' ریڈیو اور ٹی وی کے اشتہارات کی روشنی میں سمجھ میں آتے ہیں' یوں کہے جا سکتے ہیں:

الف۔ وسائل دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں اور آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب۔ کثرت اولاد سے ماں کی صحت اور باپ کی معیشت تباہ ہو رہی ہے۔ جسمانی اور نفسیاتی بیماریاں دن بدن بڑھ رہی ہیں۔

ج۔ کثرت اولاد' تعلیم کے راستے کی رکاوٹ ہے اور تعلیم نہ ہونے سے جرائم معاشرے میں بڑھ رہے ہیں' بے روزگاری بڑھ رہی ہے۔

مذکورہ مسائل و مشکلات کا حل محکمہ بہبود آبادی کے فلسفہ' علم و تحقیق کے مطابق یہ ہے کہ:

الف۔ رضاکارانہ' مرد اور عورت آپریشن کر کے مزید اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ختم کر دیں اور بچے دو ہی اچھے پر اکتفا کریں۔

ب۔ مرد' عورت اولاد میں خاطر خواہ وقفہ کے لیے مانع حمل ادویات اور کنڈوم وغیرہ استعمال کریں۔ وغیرہ۔

مذکورہ دلائل کا بودا پن تو سامنے ہے ہی کہ یہ عقلمند منصوبہ بندی کریں اور جو حقیقی پیدا کرنے والا ہے' اس نے بغیر منصوبہ بندی انہیں مستقبل کی منصوبہ بندی کے لیے پیدا کر دیا' رہے ان کے منصوبہ کے مطابق تدارک کے طور طریقے تو پاکستان کا ہر ذی شعور شہری گواہ ہے کہ ان حربوں سے فحاشی' بدمعاشی اور بے حیائی بڑھی ہے۔ اخلاقی' ساجی اقدار کی موت واقع ہوئی ہے' کسی پیدا ہونے والے کی پیدائش کو کوئی روک نہیں سکتا۔ منصوبہ بندی کے داعیوں اور امداد دینے والوں کی پہلی خواہش اور کوشش بھی' مسلمان قوم سے اس کا اخلاقی و ساجی اقدار کا سرمایہ چھین کر بدمعاشی اور فحاشی اس کی جھولی میں ڈالنا ہے کہ یہ کسی سطح پر بھی ان کے مذموم مقاصد کے حصول میں خطرہ نہ بنے اور ہر کوئی کھلی آنکھ سے دیکھ رہا ہے کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہیں۔ کہاں ہیں وہ اقدار جو ہمیں مذہب و اخلاق کے حوالے سے ورثہ میں ملی تھیں؟ آج ہماری اقدار وہ ہیں جو ٹی وی' ڈش وغیرہ سے مل رہی ہیں۔

"خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں۔" کے مصداق ہماری حالت عملاً" یہ ہے کہ اپنے صاحب ایمان ہونے کے اقرار کے سبب' تابع تعلیمات قرآن ہونے کے بجائے' ہم نے قرآن کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کی سعی و جہد پر توجہ دے رکھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جس کی مثال محکمہ بہبود آبادی کے کیلنڈر پر قرآنی آیات ہیں جو اسلامی تعلیمات سے محبت رکھنے والوں کو گمراہ کرنے کے لیے چنی گئی ہیں اور یہ قرآن پاک کی کھلی معنوی اور تفسیری تحریف ہے۔

قرآن پاک' ایمان لانے والوں کی زندگیوں میں سماجی عزو شرف اور معاشی استحکام کا ضامن بن کر آیا تھا اور عملاً" یہ ایمان لانے والوں کا مقدر بنا جس پر تاریخ شاہد ہے اور خلافت راشدہ کے کم و بیش 40 سالہ دور کی درخشندگی ہر جھول سے پاک ہے۔ اب اسی قرآن کا نام لے کر ہم اہل ایمان کو مختلف نوعیتوں کے خوف سے ڈراتے ہیں۔ قرآن حکیم میں مذکورہ 12 آیات کے علاوہ بھی بے شمار آیات ہیں جو خاندانی منصوبہ بندی کے ہونے کی جڑ کاٹتی ہیں مثلاً ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق ط نحن نرزقھم و ایاکم ان قتلھم کان خطا کبیرا ○

"اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے قتل نہ کرنا' ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی' بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔" (بنی اسرائیل 31)

اللہ رب العزت نے تو یہ بھی فرمایا ان الذین قالو ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکة ○ "جن لوگوں نے کہا اللہ ہمارا پرورش کنندہ ہے اور (یقین و ایمان) کے ساتھ اپنی بات کے پکے ثابت ہوئے ان پر ہم نے فرشتے اتارے (اس خوشخبری کے ساتھ کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے حامی و سرپرست ہیں اور آخرت میں بھی سرپرست و والی ہوں گے۔")

جس قرآن حکیم سے محقق بہبود آبادی نے اپنے حق میں آیات کا انتخاب فرمایا ہے' اسی قرآن کی سورہ انعام کی آیت 152 ملاحظہ فرمائیے:

ولا تقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم و ایا ھم "اپنی اولاد کو مفلسی کے سبب قتل نہ کرو' ہم انہیں اور تمہیں سب کو رزق دیں گے۔" ہم کیسے مسلمان ہیں کہ کسی بھی انسان کی یا بینک کی گارنٹی پر تو ہمارا دل جمتا ہے مگر دل کو اطمینان نہیں تو خالق و مالک کی گارنٹی پر' جس کی نوازشات کا ہم میں سے ہر ایک اپنی زندگی کی "آج" تک تجربہ کر چکا ہے۔ خوف ہے تو اپنے "کل" کے لیے' اپنی اولاد کے "کل" کے لیے اور دعویٰ ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے سچی اور مستحکم محبت کا۔ کیا ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعویٰ ایمان میں کچھ بھی وزن ہے؟ کیا دنیا کا کوئی شخص اپنے لیے ایسے دعویٰ محبت کو قبول کرلے گا؟ اگر نہیں اور یقیناً" نہیں' تو ہم خالق کو دھوکہ دیتے ہیں یا اپنی ذات کو!

مذکورہ تفصیل کے بعد اب ہم بہبود آبادی کے حق میں لائی گئی قرآنی آیات پر گفتگو کرکے یہ ثابت کریں گے کہ ان آیات کو سیاق و سباق سے الگ کرکے غلط مقصد براری کے لیے استعمال کیا گیا ہے اور یوں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی سعی کی ہے۔ مقام افسوس ہے کہ علماء کے پاس محاکے کے لیے وقت نہیں ہے' اس سے فائدہ اٹھاکر عامتہ الناس کو قرآن و حدیث کے نام پر گمراہ کرنے والے کھل کھیل رہے ہیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

1- سورہ بقرہ کی آیت 233 والو الدت یرضعن لولاد ھن حولین کاملین لمن ارادان یتم الرضاعة ○ "اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلانا چاہے۔" کو خاندانی منصوبہ بندی میں وقفہ اولاد کے لیے 2 سال تک دودھ پلانے کو) بطور قرآنی دلیل استعمال کیا ہے جو صریحاً" غلط استدلال ہے کہ یہ آیت جس کا نصف حصہ محقق نے چھوڑ دیا ہے' فی الواقعہ کسی عورت کے بیوہ یا طلاق یافتہ ہو جانے کے بعد اس کے ہاں بچے کی ولادت یا بچے کی ولادت کے ابتدائی ایام میں طلاق ہونے پر' بچے کے تحفظ کی خاطر (پلانے والے رب کا) ایک حکم ہے یوں اصلاً" اس کی زد بہبود آبادی پر پڑتی ہے کہ پیدا کرنے والا ہی حقیقی پالنے والا ہے' وسائل مہیا کرنے والا ہے۔ ہم تو اپنی کم علمی' کم فہمی اور کمزوری ایمان کے سبب وسائل کی کمی اور آبادی کی بڑھوتری سے خائف ہیں۔

اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے معروف مصری مفکر سیدی قطب شہید" لکھتے ہیں : "دودھ پیتے بچے کے سلسلے میں ماں پر ایک فرض ہے' یہ فرض خود اللہ تعالیٰ نے اس پر عاید کیا اور اسے ماں کی فطرت اور اس کی محبت پر ——— جسے بعض اوقات میاں بیوی کے اختلافات خراب کر دیتے ہیں ——— نہیں چھوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں سے ان کی اپنی ذات سے زیادہ محبت کرنے والا اور ان کے والدین سے زیادہ ان پر مہربان ہے! اسی لیے وہ بچہ کے سلسلے میں' ماں پر ذمہ داری ڈالتا ہے کہ وہ اسے پورے دو سال دودھ پلائے! اللہ سبحانہ' و تعالیٰ جانتا ہے کہ صحت اور نفسیات کے تمام پہلوؤں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پیش نظر، یہ بچے کے لیے ایک مثالی مدت ہے۔ صحت اور نفسیات کی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ دو سال کی مدت صحت اور نفسیات کے پہلو سے بچے کی نشوونما کے لیے ضروری مدت ہے.....“

(فی ظلال القرآن تفسیر آیت 233 صفحہ 612)

2- سورہ بقرہ ہی کی آیت 286، ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به ○ ”اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کو اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔“ بھی مسلم گھرانوں کو اولاد کے بوجھ سے محفوظ رکھنے کے لیے محقق سامنے لائے ہیں۔ اور انتہائی بددیانتی اور بدنیتی کے ساتھ آیت کا صرف مختصر حصہ لکھا ہے حالانکہ پوری آیت 286ء لکھ کر وہ مقصد براری نہ کر سکتے۔ مکمل آیت کا آغاز ہی قابل توجہ ہے۔ لا یکلف اللّٰہ نفسا الاوسعها لها ماکسبت و علیها ما اکتسبت ربنا لا توء اخذنا ان انسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا" کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به و اعف عنا واغفر لنا و ارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین○ (اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اتنا ہی جس قدر اس کی طاقت ہو، اسی کے لیے ہیں وہ (نیک) کام جو اس نے کئے اور اسی پر ہے وبال ان (برے) کاموں کا جو اس نے کیے۔ اے ہمارے رب ہم سے مواخذہ نہ کر، اگر ہم سے کچھ بھول چوک ہو جائے۔ اے ہمارے رب ہم پر بوجھ نہ ڈال جس طرح تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب ہم پر آزمائشوں کا وہ بوجھ نہ ڈال جس کو برداشت کرنے کی ہم میں طاقت نہ ہو، ہم سے درگذر کر، ہم پر رحم و کرم فرما، تو ہمارا کارساز و مولا ہے تو اہل کفر کے مقابلہ میں ہمیں فتح و نصرت دے۔“

بصیرت اور عقل و شعور کی معمولی سی مقدار کے ساتھ بھی، اگر کوئی ایمان کی سلامتی کا طلب گار، مذکورہ دعا پر توجہ دے گا تو اس میں سے بہبود آبادی کی روایتی ضرورت کی تکمیل میں کچھ دستیاب ہونے کے بجائے اسے تقویت ایمان کی دولت ملے گی کہ ہمارا رب، ہم سے زیادہ ہمارا خیر خواہ ہونے کے ناتے، ہماری ہمت سے بڑھ کر ہم پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بوجھ نہ ڈالتا ہے اور نہ کبھی ڈالے گا مگر اس کے باوجود اسی کی سکھائی ہوئی دعا کرتے رہنا بھی نافع ہے کہ اے ہمارے رب ہماری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنا۔ یہ دعا جس سورۃ کا اختتام ہے اس میں بنی اسرائیل کو چارج شیٹ کیا گیا ہے۔ اہل ایمان کو بتایا گیا ہے کہ نافرمانی پر کیسا بوجھ ان کا مقدر بنا تھا۔

3- سورۃ الانفال کی آیت 28' واعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ و ان اللہ عندہ اجر عظیم "اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور اولاد فتنہ (بڑی آزمائش) ہے اور یہ کہ اللہ ہی کے پاس اجر عظیم ہے۔" سورہ انفال' غزوہ بدر کے بعد نازل شدہ سورہ ہے جس میں غنیمت کے ضمن میں اہل ایمان کے اندر کچھ جز بز کی کیفیت نبی ﷺ کے سامنے آئی۔ رب العزت نے اصلاح احوال کے لیے فوراً نوٹس لیا۔ اس سورۃ میں اہل ایمان کو اپنی صفیں مستحکم رکھنے' باہمی تعلقات کی اصلاح اور اطاعت رسول ﷺ کے تقاضے پورے کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔

مذکورہ تقاضے بطریق احسن پورے کرنے میں جو محبتیں حائل ہو سکتی تھیں' مثلاً مال اور اولاد کی محبت' ان کا ذکر بالتخصیص فرمایا گیا کہ دین کے تقاضے پورے کرنے میں کبھی مال' رکاوٹ کا سبب بنتا ہے تو کبھی اولاد کی محبت' غلط راستہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے چنانچہ اہل ایمان کو متوجہ کیا گیا۔ مال کمانے کی کوئی حد نہ قرآن نے مقرر کی اور نہ ہی کوئی تحدید' زبان رسالت ﷺ سے سنی گئی البتہ یہ امر مسلمہ ہے کہ فرض عبادات کی ادائیگی کے بعد حصول رزق حلال کی سعی و جد بھی عبادت ہے۔ پابندی ہے تو حرام ذرائع سے بچ کر حلال ذرائع بروئے کار لانا اور حلال ذرائع سے خرچ کرنا لہٰذا کسی طرح بھی مال غیر مطلوب نہیں ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اولاد کی پیدائش کی اللہ نے قرآن میں حد مقرر نہیں فرمائی کہ بچے دو ہی اچھے وغیرہ۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ معروف فرمان کم و بیش ہر مسلمان جانتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا' محشر میں' میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔ قادر مطلق نے قرآن میں جگہ جگہ اپنے "پالنہار" ہونے پر زور دیا ہے۔

4- سورہ توبہ کی آیت 55' فلا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا و تزھق انفسھم و ھم کفرون ○

(پس تم ان کے اموال واولاد کو کچھ وقعت نہ دو' اللہ تو بس یہ چاہتا ہے کہ یہ چیزیں ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اس دنیا کی زندگی میں موجب عذاب بنیں اور ان کی جانیں حالت کفر میں نکلیں۔" سے استدلال کر کے محکمہ بہبود آبادی' عامہ الناس کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ کثرت اولاد کو خود خالق و مالک نے عذاب کا ذریعہ قرار دیا ہے' جو قرآن حکیم کی تفسیری تحریف ہے۔ سورہ التوبہ' جہاں سے یہ آیت لی گئی ہے' رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ منافقین مدینہ کے رویوں پر روشنی ڈالتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی خواہش تھی کہ منافقین کھلے دل و دماغ کے ساتھ' ایمان کے کھرے پن کے ساتھ' اسلام کی صفوں میں داخل ہوں اور یوں ان کے اموال اور اولادیں' دین حنیف کی سربلندی کا حصہ بن جائیں۔ یہ خواہش رسالت ﷺ تھی اور خالق دونوں طرف کے دلوں کا بھید جانتا تھا۔

رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا کہ تم ان کے اموال اور اولاد کو کچھ وقعت نہ دو' تم دیکھ لو گے کہ یہ ان کے لیے موجب عذاب ہوں گے اور سب حالت کفر میں مریں گے۔ اس سیاق و سباق میں اس بات کی کہاں گنجائش ہے کہ اہل ایمان کی اولاد اور ان کے اموال بھی عذاب کا سبب ثابت ہوں گے' جنہیں رب العزت نے اپنا انعام قرار دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اموال اور اولاد کو قرب الٰہی اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ قرار دیا' اطاعت کی شرط کے ساتھ' نیک اولاد کے حصول کے لیے' حلال و صالح رزق کی فراوانی کے لیے اپنے امتیوں کو دعائیں سکھائیں۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة○

5- سورہ الرعد کی آیت' ان اللہ لا یغیر وما بقوم حتی یغیر واما بانفسھم○ "اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدلے۔"

یہ بھی ادھورا استدلال ہے کہ قوم کو سعی و جہد کا درس دیا گیا ہے نہ کہ تحدید آبادی کا حکم۔ خالق کائنات نے تو اپنی مخلوق کے سامنے ایک مسلمہ اصول رکھا ہے کہ میری مدد و نصرت مشروط ہے تمہاری انفرادی اور اجتماعی مثبت سعی و جہد کے ساتھ۔ میری تعلیم کی روشنی میں میرے رسول ﷺ کی اتباع کے ذریعے' تم اگر اپنے دنیوی حالات سنوارنا چاہو گے تو میں تمہاری محنت کو بار آور کر دوں گا۔ ورنہ ہر شے اکارت جائے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ میں سے کسی پہلو سے بھی یہ مطلب نہیں نکلتا کہ قوم اگر بچے پیدا کر کے (حالانکہ اٹل حقیقت کی رو سے پیدائش کسی کے بس میں ہے ہی نہیں) اپنی حالت بدلنے پر آمادہ نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حالت نہیں بدلے گا۔ بچے کم ہوں گے تو لازما خوشحالی ہوگی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ کم اولاد نہ خوشحالی کی ضمانت ہے اور نہ ہی معیاری تعلیم و تربیت کی۔ دونوں چیزوں کے لوازم بہت کچھ اور ہیں بشرطیکہ ہم شعور کے ساتھ جاننا چاہیں۔

6- سورہ النور کی آیت 33' ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیھم اللّٰہ من فضلہ○ "اور جو نکاح کا موقع نہ پائیں' انہیں چاہیں کہ عفت مالی اختیار کریں یہاں تک کہ (نکاح کے لیے) اللہ ان کو غنی کر دے۔" کا مطلب براری کے لیے انتخاب بھی محل نظر ہے۔ سیاق و سباق سے اس آیت کو دیکھا جائے تو سورہ النور کے عائلی زندگی سے متعلقہ احکامات میں سے مجرو (بے نکاح) لوگوں کے نکاح کو معاشرتی ذمہ داری قرار دیا گیا' جیسا کہ اس سے پہلی آیت ثابت کرتی ہے "تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں' اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں' ان کے نکاح کر دیا کرو' اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے۔" اس کے بعد یہ کیلنڈر میں دی گئی آیت آتی ہے کہ "نکاح کا موقع نہ پائیں....." اور یہ بھی نامکمل نقل کی گئی ہے۔

بہبود آبادی کے حوالے سے اس آیت پر اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان عرض کرنا کافی ہے' رحمتہ للعالمین ﷺ نے فرمایا "نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کر سکتا ہے' اسے کر لینی چاہیے کہ یہ بد نظری سے بچانے اور عفت قائم رکھنے کا بڑا ذریعہ ہے' اور جو استطاعت نہ رکھتا ہو' وہ روزے رکھے کہ روزہ آدمی کی طبیعت کا جوش ٹھنڈا کرتا ہے۔" اس آیت سے شادی کا عدم جواز یا تاخیری حربے ثابت نہیں ہیں۔ آج کے دور کے جرائد و رسائل' ہلکا پھلکا ادب' ریڈیو اور ٹی وی کے پروگرام جنہیں وی سی آر اور ڈش نے سہ آتشہ بنایا ہے اور جس کے عملاً" ہم شاہد ہیں' عفت مالی کا ماحول کیسے دیتے ہیں۔ یہ تو کسی کو بیچ منجدھار دھکا دے کر اس سے جسم و لباس کو خشک رکھنے کے بھونڈے اور مضحکہ خیز مطالبے کے مترادف ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

7- سورہ السباء کی آیت 37' وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنازلفیٰ○ "اور تمہارا مال اور تمہاری اولاد ایسی چیز نہیں کہ تم کو ہمارا مقرب بنا دے۔" بدترین تحریف ہے کہ مکمل آیت نقل نہیں کی گئی' مکمل آیت یوں ہے کہ عندنازلفی کے بعد الامن امن وعمل صالحا فاؤلئک لھم جزاء الضعف بما عملوا وھم فی الغرفات امنون○ "ہاں مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے' یہی لوگ ہیں جن کے عمل کی دوہری جزا ہے اور وہ بلند و بالا عمارتوں میں اطمینان سے رہیں گے۔"

نصراللہ خان صاحب نے محکمہ بہبود آبادی سے چند ٹکوں کو "حلال" کرنے کے لیے جس طرح قرآنی تعلیمات کا مذاق اڑایا ہے' وہ قابل مذمت ہے' اگر وہ ایمان کے ساتھ مرنا پسند کریں تو انہیں تجدید ایمان کی طرف پلٹنا چاہیے۔ مکمل آیت تو مال اور اولاد کو جنت کی خوش خبری بتا رہی ہے اور یہ "محقق" اسے قرب الٰہی سے دوری بتا رہے ہیں۔ ان کی عقل کا ماتم کیا جائے یا ان محترم علماء کرام پر آنسو بہائے جائیں' جنہیں ایسی ہرزیات پر متوجہ ہونے اور قوم کو آگاہ کرنے کی فرصت نہیں ہے۔

8- سورہ الشوریٰ کی آیت 30' وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم○ "اور جو مصیبت تم پر آتی ہے سو تمہارے فعلوں سے ہے۔" اس آیت کو نقل کرتے ہوئے بھی' ویعفوا عن کثیرہ "اور بہت سے قصوروں سے وہ ویسے ہی درگزر کر جاتا ہے۔" آخری حصہ حذف کر دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو خوف زدہ کیا جا سکے۔ حالانکہ رحمٰن و رحیم رب نے اپنی کتاب میں اور مزید اپنے حبیب ﷺ کے ذریعے امت مسلمہ کو ہمیشہ خوشخبری سے نوازا ہے' اور مذکورہ تنبیہہ تو نافرمانوں کے لیے ہے۔ بہبود آبادی والوں نے بیوی سے مقاربت کو یہاں اپنے ہاتھ سے مصیبت سمیٹنے کا نام دیا ہے جبکہ نبی ﷺ نے بیوی سے مقاربت کو صدقہ فرمایا۔ اس عنوان پر آپ ﷺ کے بے شمار فرامین گواہ ہیں۔ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ خبر نافرمانوں کے لیے ہے۔ اللہ کے فرمانبرداروں کے لیے تو مصیبت' اللہ کی سنت کے مطابق آزمائش بن کر' درجات کی بلندی اور گناہوں سے صفائی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ولنبلونھم بشی من الخوف....."

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

9- سورہ الحدید کی آیت 20 سے' وتکاثر فی الاموال والا ولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور ○ "اور مال اور اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب کی مثال ایسی ہے جیسے بارش' کسان کو اس سے اگی ہوئی کھیتی بھلی لگتی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔" "محقق" نصراللہ خان نے یہاں بھی آیت مقدسہ کو نقل کرتے ہوئے تحریف کی ہے۔ مکمل آیت کو نقل نہیں کیا بلکہ درمیانی حصہ کو جان بوجھ کر نظرانداز کر کے آخری حصہ کو پہلے حصہ کے ساتھ مطلب براری کے لیے استعمال کیا اور یوں ملت مسلمہ کو قرآنی آیات کے حوالے سے دھوکہ دینے کا ارتکاب کیا' جو ملکی قانون میں بھی قابل گرفت ہے۔

مکمل آیت 20 یوں ہے' اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وزینۃ و تفاخر بینکم و تکاثر فی الا لموال والا ولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فترہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الاخرۃ عذاب شدید و مغفرۃ من اللہ و رضوان وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور ○ "خوب جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہو گئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہو گئے پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ زرد ہو گئی۔ پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے۔ اس کے برعکس آخرت وہ جگہ ہے جہاں سخت عذاب ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہے۔ دنیا کی زندگی ایک دھوکے کی ٹٹی کے سوا کچھ نہیں۔"

محقق نصراللہ خان کا تحقیقی چناؤ' آیت کو کثرت مال و اولاد کی حوصلہ شکنی کے لیے استعمال کرتا ہے جبکہ عملاً" یہ آیت دنیا کی بے ثباتی کے مقابلے میں آخرت کی حقیقی زندگی کے تصور کو محکم ثابت کرنے کے ساتھ منفی کردار کے لیے (تفاخر جتانے) جنہم اور مثبت کردار کے لیے جنت کی خوشخبری دیتی ہے۔

10- سورہ النجم کی آیت 39' لیس للانسان الا ماسعی ○ "انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔" محکمہ بہبود آبادی نے اس آیت کو اپنے مطب کے لیے مختص جانا کہ کثرت اولاد والوں کا اپنا کیا دھرا ہوتا ہے جو وہ بھگتتے ہیں حالانکہ سورہ نجم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جہاں یہ آیت آئی ہے وہاں پہلے انبیاءؑ کی سعی و جہد کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کی عظمت کا ذکر فرمایا اور پھر یہ فرمایا کہ "کوئی بوجھ اٹھانے والا' دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا..... اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ نہیں مگر وہ یعنی جس کے لیے اس نے کوشش کی ہے۔ "یعنی بھلائی کے لیے کوشش کی تو اس کا پھل اس کا مقدر ہو گا' شر کے لیے محنت کی تو اس کے ثمرات اس کی جھولی میں ہوں گے اور یہ بات عملی زندگی میں ہمہ جہت دیکھی جاسکتی ہے' کسی مخصوص زاویہ نظر سے دیکھنا بصیرت سے عاری ہونے کی دلیل ہے۔

11- سورہ الممتحنہ کی آیت 3' لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامۃ ○ "قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناتے کام آئیں گے اور نہ اولاد۔" آیت نقل کرتے ہوئے یہاں بھی محقق نے ڈنڈی ماری کہ حضرت انسان کو رشتہ داری اور اولاد جیسی نعمت سے متنفر کرنے کے لیے یہی حصہ فائدہ مند ہے تاکہ آدمی یہ سوچے کہ جو رشتے اور جو اولاد آخرت میں میرے کسی کام نہ آئے گی' اس کے لیے میں اپنے دل میں محبت کیوں رکھوں۔

اصل آیت یوں ہے' لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامۃ یفصل بینکم و اللہ بما تعملون بصیر ○ "قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کسی کام آئیں گی نہ تمہاری اولاد' اس روز اللہ تمہارے درمیان جدائی ڈال دے گا اور وہی تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے۔" یہ آیات جس سیاق و سباق میں نازل ہوئیں' اس کے جاننے کے بعد کوئی عقل کا اندھا ہی خاندانی منصوبہ بندی کے حق میں' ان سے استدلال کرے گا۔ زمانہ نزول کے وقت دعوت اسلامی کے آغاز میں مسلمان ہونے والے نفوس قدسیہ کی رشتہ داریاں تقسیم ہو چکی تھیں' آدھا گھر مسلمان ہے تو آدھا مشرک' باپ مسلمان ہے تو بیٹا کافر (حضرت ابوبکرؓ میدان بدر میں عبدالرحمن بن ابوبکرؓ مشرک کے سامنے تھے) بیٹا مسلمان ہے تو باپ کافر۔ ان رشتوں کو ایک لحہ کے اندر کاٹنا جہاں کچھ کے نزدیک آسان تھا وہاں بہتوں کے نزدیک مشکل بھی تھا۔ یہ آیت ان مشرک رشتہ داروں اور اولادوں کے سلسلے میں وضاحت ہے جسے خاندانی منصوبہ بندی نے چن لیا۔

قرآن و حدیث کے علم سے محبت رکھنے والا کم علم بھی اس حقیقت سے بخوبی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقف ہے کہ اسلام نے قرابتداری اور اولاد کے حق کو کس قدر اہمیت دی ہے بلکہ ایک ایک رشتہ کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اولاد کے' والدین کی شفاعت کا ذریعہ بننے پر' اقوال نبوت کس کی نظر سے اوجھل ہیں!

12- سورہ المنافقون کی آیت 9' یاایھا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر للہ و من یفعل ذالک فاولئک ھم الخاسرون ○ "مومنو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا تو وہ خسارے والوں میں شامل ہوگا۔" یہ سورہ جس دور اور جن حالات میں نازل ہوئی' وہ مختصراً" یوں کہے جا سکتے ہیں کہ راسخ العقیدہ اہل ایمان کی تعداد کم تھی اور کم تربیت یافتہ مسلمان زیادہ تھے اور وہ ہر لحہ مدینہ کے منافقین کی زد میں رہتے تھے۔ رب العزت نے اپنے بندوں کی عمومی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے' اہل ایمان کو جس نصیحت سے نوازا اس کا یہاں آغاز اس بات سے فرمایا کہ بالعموم مال' اولاد' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرامین پر عمل کی راہ میں حائل ہوتے ہیں' لہٰذا اس میں محتاط رہو۔

اگر کثرت مال یا کثرت اولاد' اہل ایمان کے لیے خطرے کی لٹکتی تلوار ہوتی' تو خالق کے لیے قرآن حکیم میں منجملہ دوسرے تفصیلی عائلی احکامات کے' اس بات کی بھی وضاحت فرمانا مشکل نہ تھا کہ دیکھو اپنی اولاد کو اس حد سے آگے نہ بڑھنے دینا۔ یہ اس لیے نہیں ہوا کہ خالق وہ خود ہے' رب (پرورش کندہ) وہ خود ہے اور کائنات کے تمام تر وسائل' جن کی عملی زندگی میں انسان کو ضرورت ہو سکتی ہے' کا مالک بھی وہ خود ہے۔ مذکورہ تجزیہ ہر ذی شعور کے سامنے ہے' خود فیصلہ کر لیں کہ خاندانی منصوبہ بندی کو قرآن سے ثابت کرنے کی کس قدر بھونڈی کوشش کی گئی ہے۔ آخر میں' رب کے بندے کی پرورش کے لیے ضمانت پر' نبی اکرم ﷺ کا فرمان درج کر کے بات ختم کرتے ہیں' اس دعا کے ساتھ

"شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے' کوئی شخص اپنے حصہ کا مکمل رزق لیے بغیر نہیں مرے گا۔ پس تم خدا سے ڈرو اور اس سے اچھی چیز مانگو۔ رزق کی کمی (یا کمی کا خوف) تمہیں گناہ (حرام طریقہ سے حصول) میں مبتلا نہ کر دے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے' وہ اس کی اطاعت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر نہیں مل سکتا۔ وہ قلم توڑ دیئے گئے جن سے رزق لکھا تھا اور وہ کتب اٹھالی گئی جن پر رزق لکھا گیا ہے۔ (اب نہ دانہ کم کیا جا سکتا ہے نہ ہی زیاد)

(ماہنامہ الفاران کراچی اکتوبر 95ء)

ڈاکٹر سرفراز نعیمی "قرآنی آیات میں تحریف کا ذمہ دار کون؟" کے عنوان سے لکھتے ہیں

"اسلام دشمن افراد اور طاقتوں کی پسندیدہ "جمہوری حکومت" جب سے برسر اقتدار آئی ہے' اس وقت سے'کوئی ایسا مہینہ نہیں گزرتا جس میں حکومت کے کل پرزے من جملہ وزیراعظم سے لے کر وزراء اور سرکاری عہدوں پر متمکن سیکولر افسران تک اسلام کی واضح تعلیمات کے خلاف گل نہ کھلاتے ہوں۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو دیدہ دانستہ اور جان بوجھ کر اسلام اور وطن دشمنی کا مظاہرہ کر کے اپنے آقاؤں کا حق نمک ادا کرتے ہیں اور کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں اور کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بڑھ چڑھ کر ان امور میں حصہ لیتے ہیں۔

حکومت نے اپنے اس قماش کے کل پرزوں کے خلاف نہ ایکشن لیا ہے اور نہ کبھی لے گی کیونکہ حکومت "اخلاقیات" سے اس قدر عاری بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے معاونین' مددگاروں اور محسنوں کے خلاف ایکشن لے جو اس کے مذعومہ غیر اسلامی پروگراموں میں مکمل تعاون کرتے ہوں۔ اس مفاد پرستانہ دور میں بھی بہرحال وہ اپنے اوپر "بداخلاقی" کا لیبل لگوانا نہیں چاہتی۔

ماضی میں حکومت نے اپنے وزیر خارجہ کی گوہرافشانیوں پر کیا کبھی کوئی وارننگ دی ہے کہ آئندہ وہ ایسا رویہ اختیار نہ کریں جس سے مذہب اسلام اور وطن کی سبکی ہوتی ہو' جب وزیراعظم خود "اسلامی سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیتی ہوں تو یہ وزراء ایسا کیوں نہ کریں۔"

وفاقی وزیر ڈاکٹر شیرافگن کھلی کچہری میں یہ کہیں کہ "پاکستان اسلام کے نام پر نہیں بلکہ ہندوؤں' سکھوں اور مسلمانوں کے علاوہ دوسری قوموں کے لیے مشترکہ طور پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کیا گیا تھا۔ ہم پہلے پاکستانی ہیں بعد میں (نعوذ باللہ) مسلمان، عیسائی یا کوئی اور "جب خود حکومت کے وزراء بانی پاکستان قائداعظم علیہ الرحمتہ کی تحریک پاکستان میں، قیام پاکستان کے بعد کی گئی تقاریر، خطبات اور انٹرویوز کو جھٹلانے لگ جائیں اور ان کو ایک جھوٹا قائد بنا کر پیش کرنے لگیں تو اس سے بڑھ کر ستم ظریفی اور کیا ہو گی۔ ایک لمحہ کے لیے بھی اگر موصوف وزیر صاحب کا موقف درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر الگ وطن حاصل کرنے کی ضرورت کیا تھی۔ ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی تو متحدہ ہندوستان میں بھی رہتے تھے اور وہاں اب بھی رہ رہے ہیں۔ وہ قومی نظریہ کی بنیاد ہی یہ تھی کہ مسلمان ایک الگ قوم ہیں اور وہ اپنی مذہبی، دینی، ثقافتی اقدار اور روایات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے الگ وطن چاہتے ہیں اور پھر پاکستان کا مطلب کیا "لا الہ الا اللہ" کے نعرے لگانے کا جواز کیا باقی رہ جاتا ہے؟

لیکن کیا حکومت نے ان کے خلاف اپنی ناراضگی کا کوئی خفیف سا اشارہ بھی دیا؟

ابھی وفاقی وزیر شیر افگن کی خرافات اور ہرزہ سرائیوں سے محب وطن افراد کے زخموں پر نمک چھڑکنے والے بیانات کی تلخی، ختم نہ ہونے پائی تھی اور ان زخموں پر مرہم رکھنے سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ایک عیسائی وفاقی وزیر کے "محکمہ بہبود آبادی" کی نہایت شرم ناک اور قابل مذمت حرکت نے مسلمانوں کے دلوں کو چیر کر رکھ دیا۔ اگر اس قسم کی ناپاک حرکت کے ہزارویں حصہ کے برابر بھی ان دنیاوی حکمرانوں کے اقتدار سے متعلق کوئی معاملہ ہوتا تو حکمرانوں کے ایوانوں میں کبھی کا زلزلہ آچکا ہوتا، لیکن اس اندوہناک معاملہ میں ایک ہفتہ کے مسلسل احتجاج کے بعد ایک سہ رکنی کمیٹی قائم کی گئی جس میں دیدہ دانستہ ایک بھی عالم دین کو شامل نہیں کیا گیا۔ کم از کم حکومت اپنی حلیف جماعت جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمان گروپ) ہی کے کسی عالم کو رکن مقرر کر دیتی تو کم از کم مسلمانوں کو کچھ تسلی تو ہوتی۔ یقیناً" یہ حرکت عیسائی وفاقی وزیر کی دی گئی ہدایات کے مطابق ہوئی ہو گی، اگر ایسا نہیں ہے تو نام نہاد سیکولر مسلمان افسران جنہیں اسلام سے ویسے ہی خدا واسطے کا بیر ہے، وہ اپنے آپ کو اس سے بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے۔

ہمارے نظام تعلیم سے اسلام کو خارج نصاب کرنے کے یہ ثمرات برآمد ہو رہے ہیں کہ حکمران تو حکمران بلکہ اصلی اقتدار کی کرسی پر متمکن بیورو کریسی باوجود اپنے آپ کو دنیاوی تعلیم سے بہرہ مند ہونے کا دعویٰ کرنے والی اسلام کی اساس اور بنیادی تعلیم سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس قدر بے بہرہ ہو گئی ہے۔ اسلام کو نصاب سے خارج کرنے کی ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔

پنجاب ٹیکسٹ بورڈ کی طبع شدہ جماعت ہشتم کی معاشرتی علوم کے نئے ایڈیشن 1995ء میں ایک پیراگراف ہی حذف کر دیا گیا' جس میں اللہ تعالیٰ کی خالقیت کا اظہار ہو رہا تھا۔

"کائنات کی ہر شے کا خالق اور مالک خود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے انسان' زمین و آسمان' چاند' ستاروں اور سورج وغیرہ کو پیدا کیا ہے۔" معاشرتی علوم کی متذکرہ کتاب میں سے صرف خالق کائنات کا ذکر حذف کرنے کے پیچھے کیا محرکات ہیں؟ وہ اہل فکر کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے' کیا ریاضی دان' ارضیات کے ماہر' سائنسدان اور ماہر طبیعات بننے کے لیے خدا شناسی سے بے بہرہ ہونا ضروری ہے؟

محکمہ بہبود آبادی کے شائع شدہ ٹیبل کیلنڈر پر ماہ جولائی کے صفحہ پر جو آیت لکھی گئی' وہ تحریف قرآن کی شرم ناک کوشش ہے۔

آج یورپ چین سے خائف کیوں ہے کیونکہ اس کے پاس ایٹمی طاقت کی مانند افرادی قوت بھی موجود ہے۔ جو کام افرادی قوت سے لیا جا سکتا ہے' بعض حالات میں ایٹمی طاقت بندی سے بھی نہیں لیا جا سکتا۔ اس لیے یہودی اور نصاریٰ' خاندانی منصوبہ کے عنوان سے مسلمانوں کے افرادی قوت کو محدود کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کی دینی حمیت اور دین سے وابستگی ختم کرنے کے لیے اس طرح کی کاروائیاں کی جاتی ہیں تاکہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کی دینی حمیت ہی کو ختم کر دیا جائے۔ اسلامی عقائد پر حملے کرنا' اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑانا' کتاب اللہ میں تحریف کرنا' اس کی توہین کرنا اور اسی منصوبہ کے عنوان سے مسلمانوں کی افرادی قوت کو محدود کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

کیلنڈر کی کاپیاں فی الفور ضبط کرنے کے احکام صادر کرنے سے اس توہین اور اہانت کی تلافی نہ ہو سکے گی' جو کی جا چکی ہے۔ انکوائری کمیٹی کے قیام سے مسلمانوں کی اشک شوئی نہ ہو سکے گی۔ جب تک انکوائری کمیٹی کے دائرہ کار کے بارے میں' اس کے قواعد و ضوابط کے بارے میں' اس کی تجاویز پر عمل درآمد ہونے کے بارے میں' اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذموم حرکت کے مرتکبین سے مالی نقصان کی تلافی کے بارے میں' مکمل معلومات حکومت مہیا نہیں کر دیتی۔

اگر صوبائی وزیر بہبود آبادی میں کچھ بھی مذہبی غیرت ہوتی یا وفاقی وزیر بہبود آبادی کو وطن میں رہنے والے دوسرے مذہب کے پیر کاروں کو مذہب کے بارے میں اذیت پہنچانے کا کچھ بھی احساس ہوتا تو وہ اب تک مستعفی ہو چکے ہوتے۔ ان کا مستعفی نہ ہونا اس امر کی غمازی کر رہا ہے کہ دال میں کچھ کچھ کالا ہے۔"

(ہفت روزہ زندگی لاہور 11 تا 17 اگست 95ء)

"محکمہ بہبود آبادی کی ناپاک جسارت' کہیں یہ قادیانی سازش تو نہیں؟"

اس عنوان سے صاحبزادہ طارق محمود اپنے اداریہ میں لکھتے ہیں۔

"محکمہ بہبود آبادی پنجاب نے 1995ء کا ایک ٹیبل کیلنڈر بنایا ہے۔ ماہ جولائی کے صفحہ پر 27 ویں پارے کی سورت الحدید کی آیت 20 کو مع ترجمہ شائع کیا ہے۔ لیکن اس آیت میں کئی تبدیلیاں کر کے اپنے مطلب کا مفہوم نکالا گیا ہے آیت مقدسہ کو شائع کرتے وقت آیت مبارکہ کے پہلے دس گیارہ الفاظ لینے کے بعد درمیان میں سے 18 الفاظ چھوڑ کر آخری الفاظ شامل کر لیے گئے ہیں۔ نعوذ باللہ اس تحریف شدہ عبارت کو سورہ الحدید کی آیت نمبر 20 قرار دیا ہے جس سے نئی آیت بنا دی گئی ہے اور ترجمہ بھی بدل دیا گیا ہے۔"

(روزنامہ پاکستان 28 جولائی 95ء)

محکمہ بہبود آبادی پنجاب کی اس ناپاک جسارت پر دینی حلقوں کی جانب سے شدید احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔ ادھر محکمہ بہبود آبادی کی طرف سے اخبارات میں ایک اشتہار کے ذریعہ مسلمانوں سے معذرت کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ سورہ الحدید کی آیت نمبر 20 کے چند حروف سہوا" شائع نہیں ہو سکے۔ محکمہ بہبود آبادی کی وضاحت قطعی اطمینان بخش نہیں' مسئلہ آیت کے چند حروف کے سہوا" چھوٹ جانے یا مس پرنٹ ہونے کا نہیں' یہاں تو معاملہ مفہوم کا ہے جو باعث تحریف ہے۔ حکومت کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیے کہ محکمہ بہبود آبادی کی مذموم حرکت کی مکمل تحقیقات کروائے' تاکہ اصل حقائق سامنے آسکیں کہ پس پردہ کیا سازش کارفرما ہے؟ وہ کونسی اسلام دشمن لابی اور تنظیم ہے جس نے لاکھوں مسلمانوں کے دینی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ جہاں تک قرآن مجید کا تعلق ہے' اس کی دائمی حفاظت کا ذمہ خود باری تعالیٰ کی ذات نے لے رکھا ہے۔ قرآن مجید کی تحریف اور مفہوم کے ضمن میں اسلام اور قرآن دشمن' مدت سے کوشش کر رہے ہیں' لیکن وہ کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ (انشاء اللہ) قادیانی مذہب میں بعض قرآنی آیات میں تحریف کی گئی۔ قادیانیت شکن دینی راہنماؤں نے بروقت اس کا نوٹس لیا۔ دو برس پہلے روسی مسلم ریاستوں میں قادیانی جماعت نے روسی زبان میں ترجمہ کر کے قرآن مجید کے ہزاروں نسخے وہاں پہنچائے۔ قادیانیوں کی اس ناپاک جسارت پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی قیادت نے مجلس کے زیر اہتمام ہزاروں کلام پاک چھپوا کر وہاں پہنچانے کا انتظام کیا۔ حال ہی میں قادیانی جماعت کی جانب سے سندھی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کر کے وہاں بڑی تعداد میں نسخے تقسیم کیے گئے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے مفہوم کو بدلنے کے لیے ترجمہ میں تبدیلی کی گئی ہے۔ قرآن مجید کے ترجمہ میں تحریف کی جانے کے بارے میں بعض افریقی ممالک سے ماضی میں ایسی ہی شکایات ملی تھیں جن کا ازالہ کرنے کے لیے شاہ فیصل شہید نے قرآن مجید لاکھوں کی تعداد میں چھپوا کر اپنی طرف سے افریقی ممالک میں بھیجا تھا' محکمہ بہبود آبادی کے کیلنڈر میں قرآنی آیات کی تحریف اور مفہوم کی تبدیلی کے بارے میں حکومت' حقائق کا پتہ چلائے کہ کہیں یہ قادیانی سازش تو نہیں۔

ہم حکومت سے استدعا کریں گے کہ آئندہ سرکاری محکموں' نجی اداروں کو پابندی کیا جائے کہ وہ قرآنی آیات اور ترجمہ کی اشاعت سے قبل وزارت مذہبی امور سے تصدیق کے بعد قرآنی آیات شائع کیا کریں۔ محکمہ بہبود آبادی کی اس ناپاک غلطی پر صرف معذرت ہی کافی نہیں۔ قرآنی آیات کی غلط چھپائی اور مفہوم کی تبدیلی پر ذمہ دار افراد کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے تاکہ آئندہ کسی کو ایسی غلطی کرنے کی جسارت نہ ہو۔"

(ہفت روزہ لولاک فیصل آباد 4 اگست 95ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جے سالک کی اسلام دشمنی

"تشکیل پاکستان کے بعد اسمبلی کے پہلے اجلاس کے دوران تلاوت قرآن پاک نہیں کرائی گئی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ پاکستان ایک سیکولر ملک ہے جہاں پر مذہب' رنگ نسل اور عقیدے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ سپیکر قومی اسمبلی گوہر ایوب نے موجودہ اسمبلی کے افتتاحی اجلاس کے دوران تلاوت قرآن پاک کروا کر قائداعظم کے فرمان کی توہین کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گستاخ کے لیے کسی قسم کی سزا کا مطالبہ نہیں کرتے' انہوں نے کہا کہ اگر ہمارا حق نہ دیا تو ہم مخالفین کو مار بھگائیں گے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 9 نومبر1992ء)

جے سالک ٹھیکیداروں سے کمیشن لیتا تھا

پی ڈبلیو ڈی کی لیبر یونین کا الزام

○ "بے نظیر حکومت کے برطرف ہوتے ہی کرپشن سے تنگ آئے ہوئے لوگوں نے حکومتی کارندوں کی بدعنوانیوں کی نشاندہی کرنا شروع کر دی ہے۔ اس سلسلے میں پی ڈبلیو ڈی کی لیبر یونین کے عہدیداروں کی طرف سے جے سالک پر الزام عائد کیا گیا ہے کہ وہ محکمے میں ہونے والے ٹھیکوں سے کمیشن حاصل کرتا تھا جبکہ مبینہ طور پر کہا جاتا ہے کہ باقی ایم این اے بارہ فیصد کمیشن حاصل کرتے تھے لیکن جے سالک کے بارے میں الزام ہے کہ جے سالک 18 فیصد کمیشن حاصل کر کے اپنے منظور نظر ٹھیکیدار کو ٹھیکہ دیتے تھے جس سے پی ڈبلیو ڈی کو کروڑوں روپے نقصان پہنچایا گیا۔"

(روزنامہ شام لاہور 2 دسمبر1996ء)

○ "متحدہ مسیحی کنونشن کونسل کے چیئرمین ایلڈر صادق نے صدر پاکستان سے مطالبہ کیا کہ اقلیتوں کی بہبود کے نام پر کروڑوں روپے کے فنڈ ہڑپ کرنے والے بہبود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادی کے سابق وزیر جے سالک سے پائی پائی کا حساب لیا جائے اور انہیں احتسابی کمیشن کے سامنے پیش کیا جائے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 19 نومبر 1996ء)

○ "پاکستان قومی مسیحا پارٹی (حقیقی گروپ) نے "مسیحی عوام سے ایک سوال؟" کے نام سے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا کہ "خداوند یسوع مسیح کے مقابلے میں یہ (جے سالک) شرابی' لٹیرا' ڈرامہ باز' ننگ وطن اور نام نہاد مسیحی ورکر ہو سکتا ہے؟ تین سالوں کے دوران اس بلاول کے "ماے" نے مسیحی قوم کے لیے کیا کیا؟ ہم مسیحی قوم سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس لٹیرے سے بچیں۔"

(ماہنامہ المذاہب لاہور جنوری 1997ء)

جے سالک کا اصلی اور نقلی چہرہ

کے عنوان سے جناب خوشنود علی خان لکھتے ہیں

"پیارے قارئین!

اقلیتوں کے حقوق کا چیمپئن کہلا کر موری ممبری (کونسلری) سے وفاقی وزارت تک پہنچنے والا جے سالک آج زیر بحث ہے۔ میں جے سالک کو اس وقت سے جانتا ہوں جب وہ نہ آج کا جے سالک تھا' نہ موری ممبر تھا بلکہ ایک عام "پیدل سوار" تھا۔ اپنی سنگل کالم خبر چھپوانے کے لیے گھر کا پورا سامان (جو خراب ہو چکا تھا) نکال کر باہر رکھ دیتا اور آگ لگا دیتا..... اکثر اوقات میرے بعض ہم عصروں کی "لفافہ نوازی" کا شرف حاصل کرتا..... اور "جنگ لاہور" کے دفتر کے استقبالیہ پر میرے ساتھی امتیاز راشد کا گھنٹوں انتظار کرتا (امتیاز راشد اس وقت جنگ لاہور میں اقلیتوں کے رپورٹر تھے اور میں جنگ لاہور کا چیف رپورٹر تھا) امتیاز راشد' موری ممبر جے سالک کا بہت خیال رکھتا تھا اور ان معنوں میں جے سالک کا استاد تھا۔ جے سالک روزانہ خبر چھپوانے کا کوئی نہ کوئی گر سیکھنے امتیاز راشد سے ملنے آتا تھا۔

ان دنوں اگر امتیاز راشد نے جے سالک کو یہ مشورہ دیا کہ وہ سر میں راکھ ڈال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر مال روڈ پر چلے تو جے سالک کئی کئی دن سر میں راکھ ڈال کر پھرتا رہا' امتیاز راشد نے اسے مشورہ دیا کہ گھر چھوڑو اور چڑیا گھر لاہور کے سامنے مال روڈ پر خیمہ زن ہو جاؤ تو جے سالک اپنی بیگم کے ساتھ مال روڈ پر خیمہ زن ہو گیا۔ یہ امتیاز راشد ہی تھا جس نے جے سالک کو کئی سال ٹاٹ پہنائے رکھا۔ اگر کبھی جے سالک کو "جنگ لاہور" کی سیڑھیاں چڑھ کر دفتر خصوصاً" نیوز روم یا رپورٹنگ روم میں آنے کی اجازت مل جاتی تو وہ خود کو اتنا خوش نصیب تصور کرتا کہ اس "عنایت خسروانہ" پر ساری دنیا لٹانے کو تیار ہو سکتا تھا۔ امتیاز راشد سے میں نے کئی بار پوچھا کہ شاہ جی! جے سالک کا کاروبار کیا ہے تو وہ بتاتا کہ جے سالک گندے تیل کا کاروبار کرتا ہے (گندہ تیل استعمال شدہ موبل آئل کو غیر قانونی طور پر دوبارہ صاف کرنے کا کام یعنی دو نمبر تیل کا کاروبار) اب تو جے سالک کے بہت سے کاروبار ہوں گے۔ سنا ہے جے سالک نے مملکت خداداد پاکستان سے سور دوسرے ممالک کو بھجوانے کا ٹھیکہ لینے کی درخواست دی ہے اور اسی طرح کے دوسرے دھندوں میں بھی وہ ملوث ہے۔ وہ پاکستان کو پوری دنیا میں سور کے ایکسپورٹر کے طور پر روشناس کرانا چاہتا ہے۔ اور شنید یہ بھی ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی حکومت اسے یہ اجازت دینے کو تیار ہو گئی ہے۔

ہاں تو پیارے قارئین! میں بتا رہا تھا کہ جے سالک اگر کبھی اس اخبار کے دفتر کی سیڑھیاں چڑھ کر آجاتا تو اس کی عید ہوتی تھی..... اگر کبھی وہ مجھ سے (جنگ کے چیف رپورٹر سے) ہاتھ ملا لیتا تو ممنون و مشکور ہوتا کیونکہ راشد عموماً" اسے اپنے سینئرز سے اپنی مرضی کے بغیر ملنے بھی نہیں دیتا تھا۔ بہر حال وقت گزرتا رہا' جے سالک سنگل کالم سے ڈبل کالم چھپنے لگا۔ وہ موری ممبر سے آگے کی سوچنے لگا۔ اسے یہ کمال ضرور حاصل ہے کہ وہ ہمیشہ کچھ نہ کر کے بھی اپنے ووٹرز کو یقین دلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے کہ وہ ایک فعال اور متحرک شخصیت ہے۔ مگر حکمرانوں نے اسے کچھ نہ کرنے دیا اور یوں ہر بار اپنی مظلومیت کا رونا رو کر وہ پھر ووٹ لینے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

جے سالک آج مرکزی حکومت کا وزیر با تدبیر ہے۔ جب یہ حکومت ٹوٹے گی تو وہ کوئی نیا ڈرامہ کر کے پھر مظلوم بن جائے گا۔ اپنے ووٹرز کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اس بار جے سالک کو ہم اس کی اصل شکل میں آپ کے سامنے پیش کریں گے تاکہ وہ "ووٹ بھی دو اور نوٹ بھی دو" کا نعرہ لگا کر اپنے ووٹروں کو پھر نہ لوٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکے۔ اس کے جھوٹ' اس کی مکاریوں اور اس کی منافقتوں کے اس قدر واقعات ہمارے پاس ہیں کہ ان سے روزنامہ "خبریں" کے دو مکمل صفحات بھر سکتے ہیں۔ لہذا جے سالک صاحب دیکھیں' ہم آپ کے ووٹروں کو آپ کا اصل چہرہ کس طرح دکھاتے ہیں۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 26 جولائی 1994ء)

جداگانہ انتخابات قومی یکجہتی میں رکاوٹ ہیں: جے سالک

"پاکستان کے بہبود آبادی کے وفاقی وزیر جے سالک نے کہا ہے کہ جداگانہ انتخابات قومی یکجہتی میں رکاوٹ ہیں۔ جے سالک نے کہا کہ جداگانہ طریقہ انتخاب سے اقلیتیں کوئی بھی فیصلہ اکثریتی رائے سے نہیں کروا سکتیں اور نہ اکثریتی رائے سے بل منظور ہو سکتا ہے۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 12 اگست 95ء)

جے سالک کے اس بیان پر نوائے وقت لاہور نے اپنے اداریہ "اقلیتیں اور جداگانہ انتخاب" کے عنوان سے لکھا

"وفاقی وزیر جے سالک نے متحدہ انتخاب کے نظریہ پر تنقید کرتے ہوئے اقلیتوں کے لیے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا ہے۔ پاکستان کے آئین نے اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے انہیں جداگانہ انتخاب کا حق دے رکھا ہے تاکہ وہ اپنی مرضی سے اپنے نمائندے منتخب کر سکیں۔ متحدہ ہندوستان میں مسلم اقلیت کو جداگانہ انتخاب کا حق حاصل نہیں تھا اور مسلمانوں کا الگ تشخص ختم کرنے کے لیے آل انڈیا کانگریس مخلوط انتخاب کی حامی تھی۔ چنانچہ مسلمانوں نے بے مثال قربانیاں دے کر اپنے لیے جداگانہ انتخاب کا حق حاصل کیا۔ پاکستان بننے کے بعد مسلمانوں نے وطن عزیز میں آباد اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے' ان کے لیے بھی جداگانہ انتخاب کا طریقہ اختیار کیا۔ اس طرح مسلمانوں نے جو حقوق لڑ کر ہندوؤں سے حاصل کیے تھے' وہ بغیر کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدوجہد کے اقلیتوں کے حوالے کر دیئے' دوسرے لفظوں میں انہوں نے جو چیز اپنے لیے پسند کی' وہی دوسروں کے لیے بھی منظور کر لی۔ اس کے بعد کسی اقلیت کی طرف سے یہ مطالبہ اٹھتا ہے کہ وہ جداگانہ طرز انتخاب پسند نہیں کرتی بلکہ اسے مخلوط طرز انتخاب مرغوب ہے تو اس پر حیرت ہی کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مخلوط طرز انتخاب میں بعض اقلیتی رہنماؤں کو ذاتی طور پر فائدہ پہنچ جائے اور کسی بڑی پارٹی سے ان کی سودا کاری کی پوزیشن بہتر ہو جائے لیکن بحیثیت مجموعی اس میں اقلیتوں کا نقصان ہے' اس لیے پاکستان کے مسلمان دوسرے ممالک سے یہ طعنہ سننے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ جو حقوق وہ متحدہ ہندوستان میں اپنے لیے طلب کرتے تھے' وہ اب اپنی اقلیتوں کو دینے پر آمادہ نہیں ہیں۔ ہم وزیراعظم کو مشورہ دیں گے کہ وہ اپنے وزیروں کو پاکستانی آئین کے خلاف باتیں کرنے کی اجازت نہ دیں۔ اقلیتوں کے لیے جداگانہ انتخاب ہمارے آئین کا حصہ ہے۔ اس کے خلاف کم از کم حکومت میں شامل لوگوں کو لب کشائی کی اجازت حاصل نہیں ہونی چاہیے۔"

(اداریہ "نوائے وقت" لاہور' 18 اگست 1995ء)

وفاقی کابینہ نے مجھے نوبل انعام کے لیے نامزد کیا ہے۔ جے سالک کا دعویٰ

جے سالک امریکہ میں جگہ جگہ اپنی خدمات کی تشہیر کر رہے ہیں

"واشنگٹن (رپورٹ خالد حسن) بہبود آبادی کے وزیر جے سالک نے دعویٰ کیا ہے کہ پاکستان کی وفاقی کابینہ نے انہیں 1995ء کے امن کے نوبل انعام کے امیدوار کے طور پر نامزد کیا ہے۔ جے سالک جو نیو یارک میں ایک ہفتہ گزارنے کے بعد واشنگٹن پہنچ چکے ہیں۔ اپنے تمام ملاقاتیوں کو بتاتے پھر رہے ہیں کہ وہ اپنی لن خدمات کی بنا پر نوبل انعام کے حقدار ہیں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں ایک دستاویز بھی چھپوا رکھی ہے اور اس کی نقول وہ امریکہ' جگہ جگہ تقسیم کر رہے ہیں۔ اس دستاویز میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ امن' انسانی حقوق اور غریبوں کے لیے ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر پاکستانی کابینہ نے انہیں نوبل انعام دیئے جانے کی سفارش کی ہے۔ (جے سالک نے یہ نہیں لکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان کی نامزدگی کا فیصلہ کابینہ کے کس اجلاس میں کیا گیا' انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وزیراعظم نے خود ان کی خدمات کو سراہا اور کہا کہ وہ ان کی کابینہ کے سب سے متحرک رکن ہیں۔ ایک ذریعہ نے جو اس تمام صورت حال سے واقف ہیں' سیشن کو بتایا کہ اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ زبردست دباؤ میں کام کرنے کے باوجود وزیراعظم بے نظیر بھٹو حس مزاح سے محروم نہیں ہوئیں۔ انہوں نے ایک دستاویز میں یہ بھی بتایا کہ ان کے طویل دورہ امریکہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ 60 لاکھ پاکستانی مسیحیوں کو باقی پاکستانیوں کے برابر حقوق حاصل ہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 10 اگست 1995ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کپڑے پر قرآنی آیات کی توہین

"قرآنی آیات کی خطاطی پر مشتمل ڈیزائننگ والے خواتین کے لباس تیار کرنے کی اسلام دشمن ناپاک سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ ملک کے ایک بڑے ٹیکسٹائل گروپ کریسنٹ گروپ کے زیر انتظام چلنے والی جوبلی سپننگ اینڈ ویونگ ملز کراچی کی تیار کردہ کاٹن کوئین نامی لان پر ڈیزائنر رضوان بیگ نے قرآن پاک کی بعض آیات کی خطاطی کے عکس کے نمونے بنا دیئے اور جوبلی ملز نے یہ کپڑا نہ صرف مارکیٹ میں بکنے کیلئے بھیج دیا بلکہ ایم سی ایم نامی اشتہاری ایجنسی نے دو خوبرو ماڈل گرلز کو یہ کپڑے پہنا کر ایک اشتہار بھی ڈیزائن کر دیا۔ یہ ڈیزائن "اخبار جہاں" سمیت متعدد رسائل و جرائد میں چھاپ بھی دیا گیا ہے۔ رضوان بیگ نامی ملعون ڈیزائنر نے تھامس اینڈ ہڈسن لندن نامی پبلشنگ کمپنی کی شائع کردہ اسلامک کیلی گرافی نام خطاطی کا عکس بطور ڈیزائن لے کر کاٹن کوئین نامی کپڑا تیار کیا۔ اشتہار میں ماڈل گرل کو پہنائی گئی شلوار اور قمیض کا ڈیزائن خطاطی کی اس کتاب سے جو عکس لیا گیا ہے' یہ سورہ فتح کی آیت 25 تا 27 اور سورہ واقعہ کی آیت 79 کی خطاطی ہے۔ "The Splendour of Islamic Caligraphy" نامی خطاطی کی اس عالمی شہرت یافتہ مجموعہ کے تخلیق کار عبدالکبیر خطیبی اور محمد سائجلی ماسیح ہیں۔ سورہ واقعہ کی آیات کی خطاطی کو قمیض کے باڈر کے طور پر جبکہ سورہ فتح کی خطاطی کو شلوار قمیض اور شال کا کپڑا بنایا گیا ہے۔ ماڈل گرل کی اوڑھی ہوئی شال آدھی زمین پر گر رہی ہے۔ مذہبی حلقوں کے لیے یہ ناپاک سازش ایک لمحہ فکریہ ہے۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 21 مارچ 1996ء)

روزنامہ خبریں نے "اسلامی معاشرے میں قرآنی آیات کی شرمناک بے ادبی" کے عنوان سے اپنے اداریہ میں لکھا۔

"اسلام آباد کی ایک رپورٹ کے مطابق خط کوفی میں بعض قرآنی آیات کی خطاطی کے منفرد اور نادر نمونے' ملک کے ایک بہت بڑے صنعتی گروپ (کریسنٹ گروپ) کے زیر انتظام چلنے والی جوبلی سپننگ اینڈ ویونگ ملز کراچی کی تیار کردہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

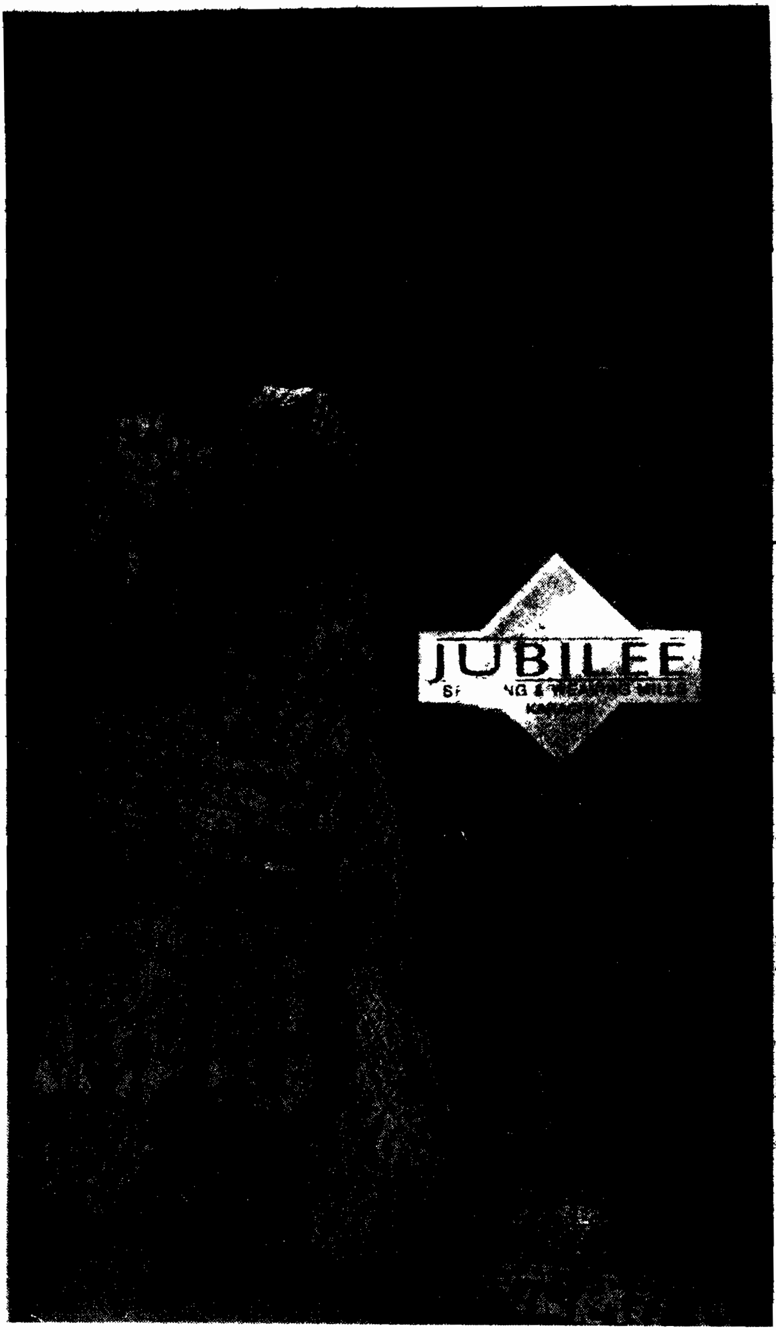

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کپڑے "کاٹن کوئین لان" پر معروف ڈیزائنر رضوان بیگ نے پرنٹ کرا دیئے ہیں اور جوبلی ملز نے یہ کپڑا نہ صرف فروخت کے لیے مارکیٹ میں پیش کر دیا بلکہ ایم سی ایم نامی اشتہاری کمپنی نے اس کپڑے سے تیار شدہ لباس' دو خوبصورت ماڈل گرلز کو پہنا کر ایک اشتہار بھی ڈیزائن کر دیا جو "اخبار جہاں" سمیت متعدد رسائل و جرائد میں شائع ہوا ہے۔ رضوان بیگ نے اگرچہ اس ڈیزائن کو "طبع زاد" قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ ڈیزائن اس نے ایک "ٹرکش سٹائل بک" میں ترک سلاطین کے لباسوں سے متاثر ہو کر تیار کیا ہے لیکن بعض محققین کے مطابق سورہ الفتح کی آیات 25 تا 27 اور سورہ واقعہ کی آیت 79 کی خط کوفی میں دل آویز خطاطی کے یہ نادر نمونے لندن کے مشہور ناشر تھامس اینڈہڈسن پبلشنگ کمپنی کی شہرہ آفاق کتاب "اسلامی خطاطی کا پرشکوہ جمال" "The Splendour of Islamic Caligraphy" میں عبدالکبیر خطیبی اور محمد سائجلی ماسیج کے شاہپاروں کے عکس کے طور پر شائع کیے گئے ہیں۔

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ڈیزائنر رضوان بیگ اور جوبلی سپننگ اینڈ ویونگ ملز کے متعلقہ ناظم الامور' اسلامی جمہوریہ پاکستان کے فرد نہیں بلکہ کسی صیونیت نواز ادارے یا مغرب زدہ بیمار طبقے کے فرد ہیں جنہیں اسلامی اقدار و شعائر یا قرآن الیی الہامی کتاب کی حرمت و تقدس سے کوئی دلچسپی نہیں اور وہ اپنے اسلام دشمن آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر رسوائے زمانہ گستاخ رسول ﷺ کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ شاید یہ اسلام دشمن اور صیونیت نواز ایجنٹ پاکستان کے مسلمانوں کی قوت برداشت کا امتحان لینا چاہتے ہیں اور وہ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ پاکستانی مسلمان کس حد تک صحف آسمانی قرآن پاک کی توہین برداشت کر سکتے ہیں۔ ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ارباب بست و کشاد سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ نہ صرف قرآنی آیات والے تمام کپڑے کے خلاف عوامی حلقوں میں اشتعال اور غیظ و غضب پھیلنے سے پہلے ہی اس کو بحق سرکار ضبط کر کے تلف کرنے کا اہتمام کریں گے بلکہ جو عناصر دانستہ یا نادانستہ طور پر اس شرمناک بے ادبی کے مرتکب ہوئے ہیں' انہیں آئین و قانون کے مطابق عبرتناک سزا دیں گے تاکہ آئندہ کسی کو ایسی شرمناک حرکت کرنے کی جرات نہ ہو۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 22 مارچ 96ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی راہنماؤں کا ردعمل

"کپڑے پر قرآن پاک کی آیات چھاپنے پر مختلف علماء نے اپنے ردعمل کا اظہار کیا۔ جمعیت علمائے پاکستان (نیازی) کے سربراہ سینٹر مولانا عبدالستار نیازی نے کہا ہے کہ خواتین کے ملبوسات پر قرآنی آیات کے ڈیزائن بنا کر مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے والوں کو فوری طور پر گرفتار کر کے آئین کے آرٹیکل 6 کی خلاف ورزی پر پھانسی کی سزا دی جائے' اگر حکومت نے اس شرمناک حرکت کا نوٹس نہ لیا تو غیرت مند مسلمان' مل مالکان' ڈیزائنر اور ماڈلنگ کرنے والی خواتین کو از خود جہنم رسید کر دیں گے۔ جامع رضویہ ضیاء العلوم سیٹلائٹ ٹاؤن میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالستار نیازی نے کہا کہ ایسے ملبوسات کی تیاری' ان کی ماڈلنگ اور اشتہار بازی کرنے والے سب مجرم ہیں اور یہ یہودی لابی کی سازش ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ناپاک جسارت کرنے والے مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے اور انہیں کھلے عام پھانسی دی جائے' اگر حکومت نے بروقت ایسا نہ کیا تو امن و امان کی صورت حال خراب ہو سکتی ہے۔

تحریک جعفریہ ضلع راولپنڈی کے صدر سید عبدالجلیل نقوی' جمعیت علماء اسلام (س) کے رہنما قاری عبدالخالق' جمعیت اتحاد العلماء کے رہنما قاری محمد ایوب انور علوی اور مشائخ اہلسنت کے رہنما قاری علی اکبر نعیمی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں ٹیکسٹائل مل کی طرف سے قرآنی آیات کی پرنٹ پر مشتمل ملبوسات کی تیاری پر احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ اس حرکت کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور ذمہ داران کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

مرکز الدعوۃ والارشاد کے مرکزی رہنماؤں مولانا امیر حمزہ' مولانا سیف اللہ قصوری' قاضی کاشف نیاز' محمد یحییٰ مجاہد اور نوید قمر نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کپڑے پر آیات قرآنی چھاپنے پر شدید غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کی تمام تر ذمہ داری ارباب اقتدار پر عائد ہوتی ہے کہ جو پاکستان میں یہودی لابی کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ امریکی نیو ورلڈ آرڈر کا حصہ ہے۔

جمعیت علماء اسلام کے امیر سینیٹر مولانا سمیع الحق نے اپنے ایک بیان میں کراچی کی ایک ٹیکسٹائل مل کی جانب سے قرآن پاک کی آیات کے پرنٹ ملبوسات کو عالم اسلام کے خلاف گھناؤنی سازش قرار دیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس واقعہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فوری تحقیقات کرائے اور مجرموں کو فوراً گرفتار کرے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ناپاک جسارت یہودی لابی کی ہی ہو سکتی ہے۔ خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری حافظ حسین احمدؒ نے کہا کہ اس امر کی جتنی بھی مذمت کی جائے' کم ہے۔ قبل ازیں اس قسم کی سازش صیہونیوں کے زیر اثر ممالک میں کی جاتی تھیں مگر اب یہ عمل خود پاکستان میں کرا کے مسلمانوں کی مذہبی غیرت کا امتحان لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان ملبوسات کی تیاری سے لے کر ان کے اشتہار شائع کرنے والے سب کے سب اس جرم میں برابر کے شریک ہیں اور ان سب کے خلاف سخت کارروائی ہونی چاہیے۔ دریں اثنا سینٹر حافظ حسین احمد نے اس سے متعلق تحریک التواء سینٹ سیکرٹریٹ میں جمع کرا دی ہے۔ ادھر جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے صدر اور شیخ الحدیث مرکز علوم اسلامیہ مولانا عبدالمالک نے اس پر شدید غم و غصہ کا اظہار کیا ہے اور اسے قرآن پاک کی توہین قرار دیا ہے انہوں نے کہا کہ قرآن پاک کی توہین میں مزید اضافہ اس سے کیا گیا کہ ایک ماڈل گرل نے اسے پہنا۔ مولانا عبدالمالک نے کہا کہ یہ یہودی لابی کی سازش اور نیو ورلڈ آرڈر کا حصہ ہے تاکہ اسلامیان پاکستان کو بے حمیت بنا کر اسلامی جمہوریہ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنا دیا جائے۔ انہوں نے حکومت کو متنبہ کیا کہ وہ اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لے۔ دریں اثناء جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے صدر نے تمام خطباء کرام سے اپیل کی ہے کہ وہ کل خطبہ جمعہ میں اس سازش سے عوام کو آگاہ کریں اور اس سلسلہ میں احتجاجی مظاہرے کئے جائیں۔ دریں اثناء پاکستان بچاؤ موومنٹ کے چیئرمین رانا خورشید انور نے اس ناپاک جسارت کے خلاف اپنا ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہودی لابی نے اپنے روایتی انداز میں مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لیے مفاد پرست مسلمانوں کی خدمات حاصل کرلی ہیں۔ اسلام دشمنوں نے ہمارے ملک کی ٹیکسٹائل ملوں کو بھی قرآن پاک کی بے حرمتی کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے' انہوں نے اعلان کیا کہ پاکستان بچاؤ موومنٹ پندرہ دن کے اندر قرآنی آیت والے کپڑے تیار کرنے والی مل سے لے کر ماڈلنگ کرنے والے افراد کو موت کے گھاٹ اتار دے گی تاکہ آئندہ کوئی بھی شخص اسلامی شعائر کا مذاق اڑانے کی جرات نہ کر سکے۔

مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں مولانا امجد خان' لیاقت بلوچ' مولانا سیف الدین سیف' پیر اعجاز ہاشمی اور دیگر نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں ملبوسات پر قرآن مجید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آیات کی چھپائی پر شدید احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ ایک سازش ہے' اس سے قبل بھی ایسا واقعہ رونما ہوا تھا لیکن حکومت نے ہٹ دھرمی کی اور اسلام دشمنوں کو دوبارہ جرات پیدا ہوئی۔

وفاقی وزیر تجارت چودھری احمد مختار نے اپنے ایک بیان میں روزنامہ "خبریں" میں شائع ہونے والی کراچی کی ایک سپننگ اینڈ ویونگ مل کی جانب سے ملبوسات پر کلام پاک کی آیات کی پرنٹنگ کی خبر پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ حکومت کسی بھی شخص کو قرآن' اسلام اور رسول پاک ﷺ کی توہین کی اجازت نہیں دے سکتی اور جہاں تک مذکورہ مل کی جانب سے اس ناپاک جسارت کا تعلق ہے تو حکومت اس پر سخت ایکشن لے گی اور اس ناپاک جسارت میں ملوث کسی بھی شخص کو معاف نہیں کیا جائے گا اور مجرموں کو سختی سے سخت سزا دی جائے گی۔ مذکورہ خبر پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے وزارت مذہبی امور کے' کوآرڈی نیٹر اور رویت ہلال کمیٹی کے ممبر مہر محمد یوسف چاند نے کہا کہ حکومت کسی کو بھی قرآن پاک کی توہین کی اجازت نہیں دے سکتی۔ کلام پاک کی اس بے حرمتی کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے گا۔ وزارت مذہبی امور' اس خبر کی اشاعت کے بعد اس کا تفصیلی جائزہ لے رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس مذموم سازش کا مقصد نہ صرف دین اسلام کی توہین ہے بلکہ ملک میں افراتفری پھیلانا بھی ہے جسے ہر صورت میں ناکام بنا دیا جائے گا۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب صدر اور سینٹ میں جمعیت کے پارلیمانی لیڈر حافظ حسین احمد نے کراچی کی ایک ٹیکسٹائل مل کی جانب سے قرآن پاک کی آیات کے پرنٹ شدہ ملبوسات کو عالم اسلام کے خلاف یہودی لابی کی سازش قرار دیا ہے۔ گزشتہ روز تہران ریڈیو کو انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ اس سے قبل اس قسم کی سازشیں صیہونیوں کے زیر اثر ممالک میں کی جاتی رہی ہیں۔ پاکستان میں یہ عمل کر کے پاکستانی مسلمانوں کی مذہبی غیرت کا امتحان لینے کی کوشش کی گئی ہے لیکن پیپلز پارٹی کی حکومت بالکل خاموش ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آصف زرداری صاحب کا جوبلی سپننگ اینڈ ویونگ ملز کراچی کے تیار کردہ کاٹن کوئن نامی لان کے مالکان سے حساب کتاب سیٹ ہو گیا ہو گا۔ پاکستان بچاؤ موومنٹ کے سربراہ رانا خورشید گزشتہ روز "خبریں" کے دفتر فون کر کے بار بار ڈیزائنر کا پتہ معلوم کرتے رہے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اگر "خبریں" نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توہین کے مرتکب ڈیزائنر کا پتہ نہ دیا تو وہ کسی بھی طرح اسے تلاش کر کے مار ڈالیں گے۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 24'25 مارچ 96ء)

قومی اسمبلی میں

"قومی اسمبلی میں خواتین کے ملبوسات پر قرآنی آیات کے ڈیزائن بنا کر مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کے معاملے کو ایوان میں زیر بحث لانے میں تاخیر اور بولنے کی اجازت نہ ملنے پر' جماعت اسلامی پاکستان کے رکن قومی اسمبلی مولانا عبدالرحیم کے زبردست احتجاج کے بعد قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف سمیت پوری اپوزیشن نے واک آؤٹ کر دیا۔ ایجنڈے کے آخری آئٹم سے کچھ دیر قبل مولانا عبدالرحیم چترالی نے نکتہ اعتراض پر کھڑے ہو کر سپیکر قومی اسمبلی سید یوسف رضا گیلانی سے کہا کہ میں نے' خواتین کے ملبوسات پر قرآنی آیات بنا کر قرآن کی توہین کرنے اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے معاملے پر' تین روز قبل اسمبلی سیکرٹریٹ میں تحریک التواء پیش کی تھی۔ ایجنڈے پر لانے کے باوجود اس معاملے پر بولنے کی اجازت نہیں دی گئی' اس پر سپیکر نے کہا کہ مولانا آپ مجھے چیمبر میں ملیں کیونکہ یہ ایجنڈے کا معاملہ ہے۔ اس پر مولانا عبدالرحیم چترالی نے انتہائی جذباتی انداز میں بولنا شروع کر دیا اور زبردست احتجاج کیا۔ اس موقع پر انہوں نے وہ اخبار (خبریں) بھی لہرایا جس میں ماڈل گرل کے قرآنی آیات کے ڈیزائن والا لباس زیب تن کرنے کی تصویر بھی تھی۔ مولانا عبدالرحیم چترالی کی تقریر کے دوران ہی قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف بھی ایوان میں آگئے تھے۔ اپنی تقریر اور احتجاج ریکارڈ کروانے کے بعد مولانا عبدالرحیم چترالی نے کہا کہ میں اس رویئے پر ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں۔ اس پر دیگر دینی جماعتوں کے اراکین اسمبلی کے ساتھ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے کئی دیگر اراکین اسمبلی بھی ان کے ساتھ ایوان سے باہر جانے لگے۔ اس دوران قائد حزب اختلاف میاں محمد نواز شریف' ڈپٹی اپوزیشن لیڈر گوہر ایوب خان' چودھری جعفر اقبال سمیت دیگر اپوزیشن لیڈر گوہر ایوب خان' چودھری جعفر اقبال سمیت دیگر اپوزیشن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اراکین بھی ایوان سے واک آؤٹ کر گئے جبکہ سابق وزیراعظم غلام مصطفیٰ جتوئی اور اے این پی کے پارلیمانی لیڈر اسفند یار ولی نے واک آؤٹ میں حصہ نہیں لیا اور وہ بیٹھے رہے۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 26 مارچ 96ء)

صنعت و پیداوار کے وفاقی وزیر بریگیڈیئر اصغر نے قومی اسمبلی کو یقین دہانی کرائی ہے کہ کپڑے پر قرآنی آیات کا ڈیزائن بنانے کے ذمہ داران کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ منگل کے روز حزب اختلاف کے ارکان کے مختلف سوالوں کے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ بہت افسوسناک واقعہ ہے جس پر سندھ حکومت کو ہدایات کی گئی ہے کہ اس سلسلے میں کارروائی کی جائے۔ جوبلی سپننگ مل کو بھی کہا گیا ہے کہ وہ یہ کپڑا بنانا بند کرے اور مل مالکان نے مارکیٹ سے بھی کپڑا واپس لے لیا ہے۔ کپڑے کے ڈیزائنرز رضوان بیگ اور مل مالکان نے اس کپڑے کی چھپائی پر معذرت کرلی ہے لیکن ہم نے صوبائی حکومت سے کہا ہے کہ وہ ان افراد کے خلاف کارروائی کرے۔ اگر یہ کام غلط نیت سے کیا گیا ہے تو اس کے ذمہ دار افراد کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ مظفر ہاشمی نے بتایا کہ رضوان بیگ ملک سے فرار ہو چکا ہے جس پر بریگیڈیر اصغر نے کہا کہ حکومت رضوان بیگ کو تلاش کر رہی ہے لیکن وہ روپوش ہو چکا ہے تاہم یہ بات ابھی کنفرم نہیں ہوئی کہ وہ ملک سے باہر جاچکا ہے۔ زوہیر اکرم ندیم نے کہا کہ ڈیزائنر کے خلاف تحقیقات کی بجائے مقدمہ درج کر کے قانون کے مطابق کارروائی کی جائے۔ مولانا عبدالرحیم نے کہا کہ یہ واقعہ یہودی لابی کی سازش ہے رضوان بیگ بے نظیر بھٹو اور رعنا شیخ کا ڈریس ڈیزائنر ہے۔

(روزنامہ خبریں لاہور 27 مارچ 96ء)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی "قہر الٰہی کو دعوت نہ دیجئے" کے عنوان سے لکھتے ہیں

"وطن عزیز میں اسلامی اقدار کو کس طرح مٹایا جا رہا ہے' اور اسلامی شعائر کی حرمت و ناموس کو کس طرح پامال کیا جا رہا ہے؟ اس کا اندازہ اس خبر سے کیا جا سکتا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ایک پاکستانی مل نے عورتوں کے لیے تیار کیے گئے ملبوسات پر کوفی رسم الخط میں قرآنی آیات چھاپنے کے بعد ماڈل خواتین کے ذریعے اس کی نمائش کرائی' اور اشتہارات کے ذریعے اس نمائش کی تشہیر کرائی' اور ان ملبوسات کو "عورتوں کے لیے عالمی معیار کے ملبوسات" کا نام دے کر اس پر فخر کا اظہار کیا' اس خبر کا خلاصہ انگریزی اخبار "دی مسلم" اسلام آباد نے درج ذیل سرخی کے ساتھ شائع کیا ہے:

"کیا ہم اسرائیل میں رہ رہے ہیں؟"

(اسٹاف رپورٹ) "ہمیں قرآن' اسلام' اور مسلمانوں کی بے حرمتی کے لیے مزید کسی یہودی کی ضرورت نہیں' کیونکہ یہ کام کچھ پاکستانی' جن کے نام مسلمانوں جیسے ہیں' یہودیوں سے بڑھ کر' کر رہے ہیں اور یہ مسلمان' اسلام اور مسلمانوں کی بے حرمتی کرنے میں سلمان رشدی سے بھی چند قدم آگے ہیں۔"

"یہ نتیجہ اس حقیقت سے اخذ کیا گیا ہے کہ کچھ پاکستانی قرآن' اسلام اور ایمان کو عورتوں کے لیے بنائے گئے کپڑوں..... شلوار قمیض اور ساڑی..... کا دھوکہ دے کر بیچ رہے ہیں' ان کپڑوں میں قرآنی آیات کو بنیادی طور پر ڈیزائن کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اس نئے ڈیزائن کا اشتہار دو ماڈل خواتین کے ذریعہ پاکستانی اشتہاری میڈیا نے پیش کیا ہے' جس میں دو ماڈل عورتوں پر آیات والی ساڑی اور شلوار قمیض کی تشہیر کی گئی ہے۔"

"یہ کپڑے "آج کل کی خواتین کے لیے عالمی معیار کا لباس" کے نعرے کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔ آیات کا انتخاب ان لوگوں کی ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے جنہوں نے ان آیات کا انتخاب کیا' اور جن لوگوں نے ان کو منظور کیا' اور جن لوگوں نے حق تعالیٰ کے اعلیٰ و ارفع کلام کی بے حرمتی کرتے ہوئے ان کپڑوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو استعمال کیا۔"

"مثال کے طور پر ایک ماڈل کی ساڑی کے کنارے پر سورہ واقعہ کی آیت نمبر 78 لکھی ہوئی ہے۔ اسی طرح دوسری ماڈل کی شلوار قمیض پر سورہ فتح کی تین آیات 25، 26 اور 27 چھپی ہوئی ہیں۔"

"جوبلی سپننگ اینڈ ویونگ ملز کراچی" کے تیار کردہ اس کپڑے کو "کاٹن کوئین سپر فائن لان" کے نام سے کریسنٹ گروپ نے مشتہر کرنا اور مارکیٹ میں سپلائی کرنا شروع کر دیا ہے۔ پورے صفحے کا کلر اشتہار واضح طور پر عربی خطاطی کے کوفی رسم الخط کو ظاہر کرتا ہے۔ اشتہار میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ رضوان بیگ کا تیار کردہ ایک ڈیزائن ہے، جو پاکستان کے چوٹی کے ڈریس ڈیزائنر ہیں اور دنیا بھر کی خواتین میں بے حد مقبول ہیں۔ وہ لیڈی ڈائنا وغیرہ کے کپڑے بھی ڈیزائن کر چکے ہیں۔"

"میاں محمد رفیع چیف ایگزیکٹیو کریسنٹ گروپ سے جب ٹیلی فون پر رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ڈیزائن خطاطی نہیں ہے۔"

"رضوان بیگ ڈیزائنر نے کہا کہ یہ قرآنی خطاطی نہیں ہے، بلکہ یہ ڈیزائن ترکی اسٹائل کی کتاب سے لیا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے کریسنٹ گروپ کو یہ ڈیزائن دیا اور کہا کہ اگر یہ متنازعہ ہو یا کسی کے جذبات کو مجروح کرے تو اسے نہ چھاپا جائے۔"

"یہ بات حیرت انگیز ہے کہ نہ تو کریسنٹ گروپ کے ذمہ داروں نے اور نہ ہی ڈیزائنر نے لکھے ہوئے الفاظ کو چیک کرنے کا سوچا۔"

"یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ ماضی میں قرآنی آیات کو مردانہ اور زنانہ لباس میں استعمال کرنے کی کوششیں مغرب میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جاتی رہی ہیں' اور تحقیق پر معلوم ہوا کہ اس میں یہودی ملوث تھے۔"

(روزنامہ "دی مسلم" اسلام آباد 21 مارچ 96ء)

یہ طویل اقتباس اسلام آباد کے ایک انگریزی روزنامہ "دی مسلم" (21 مارچ) کی خبر کا خلاصہ ہے۔ اخبار نے اسی کے ساتھ دو ماڈل خواتین کی تصویریں بھی شائع کی ہیں جن کو اشتہارات کی کمپنی نے آیات قرآنی سے مرصع لباس پہنے ہوئے مشتہر کیا ہے' اور جن کے ذریعہ پاکستانی خواتین کو "بین الاقوامی معیار کا لباس" پہننے کی ترغیب دی گئی ہے۔ نیز اخبار نے سورہ واقعہ کی آیت 79 "لا یمسه الا المطھرون" کی تصویر بھی شائع کی ہے جسے "پاکستانی خواتین کے لیے بین الاقوامی معیار کا کپڑا" تیار کرنے والی مل نے عورتوں کی ساڑھی کے کنارے پر خط کوفی میں چھاپ کر ماڈل خواتین کے ذریعے اس کی نمائش کروائی ہے۔ نیز اخبار نے سورہ فتح کی آیات 25'26'27 کی تصویر بھی شائع کی ہے جسے عورتوں کی شلوار قمیض پر چھاپ کر اس "لان" کو ماڈل خواتین کے ذریعہ مشتہر کرایا گیا ہے۔ یہ آیات اگرچہ خط کوفی میں چھاپی گئی ہیں لیکن خط اس قدر واضح ہے کہ عربی رسم الخط سے ذرا بھی واقفیت رکھنے والا ہر پڑھا لکھا شخص آسانی سے اس کو پڑھ سکتا ہے۔ "دی مسلم" کے علاوہ تمام قومی اخبارات میں ان ماڈل خواتین کی تصویریں اور آیات شریفہ کا عکس شائع ہو چکا ہے۔

قومی اخبارات میں اس "یہودیانہ حرکت" پر شدید احتجاج ہوا جس کی صدائے بازگشت قومی اسمبلی میں بھی سنی گئی' ہمارے وزیر باتدبیر نے اس پر "سخت کارروائی کی جائے گی" کا رسمی بیان جاری فرما دیا تو ڈیزائنر رضوان بیگ تو بھاگ کر کینیڈا جا بیٹھا' اور مل مالکان کی طرف سے قومی اخبارات میں "اعتذار" شائع کر دیا گیا' چلئے بات ختم ہوئی' گویا حکومت اور مل مالکان نے اپنا فریضہ بخوبی ادا کر دیا۔

قومی اسمبلی میں وفاقی وزیر باتدبیر کے بیان کا متن درج ذیل ہے:

"کپڑے پر قرآنی آیات کی خطاطی کرنے والا ڈیزائنر روپوش ہو گیا۔"

"ٹیکسٹائل مل کے مالکان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔" بریگیڈیئر اصغر

"اسلام آباد 26 مارچ (این این آئی) صنعت و پیداوار کے وفاقی وزیر بریگیڈیئر (ر) محمد اصغر نے کہا ہے کہ کپڑے کے ملبوسات پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک کی خطاطی پرنٹ کرنے والے مالکان اور ڈیزائنر کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی' ڈیزائنر روپوش ہو گیا ہے' جسے سندھ حکومت تلاش کر رہی ہے' وہ منگل کو قومی اسمبلی میں مظفر احمد ہاشمی' حافظ تقی' شبیر انصاری' زہیر اکرم ندیم اور مولانا عبدالرحیم چترالی کے توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دے رہے تھے' انہوں نے کہا کہ افسوس کے ساتھ یہ بات تسلیم کرنی پڑ رہی ہے کہ ایک ٹیکسٹائل مل نے کپڑے پر قرآنی آیات کی خطاطی کی' اس پر سندھ حکومت سے کہا گیا ہے کہ اس کی تحقیقات کرائی جائے۔ جوبلی اسپننگ مل نے یہ کپڑا تیار کیا تھا اور مل نے یہ کپڑا مارکیٹ سے واپس لے لیا ہے' مل مالکان نے معذرت کی ہے' جس کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا' مل مالکان اور ڈیزائنرز رضوان بیگ کے خلاف "سخت کارروائی" کی جائے گی۔ حافظ محمد تقی نے کہا کہ اگر مل مالکان نے معذرت کی ہے تو تحریری معافی نامہ ایوان میں پیش کیا جائے' وفاقی وزیر نے کہا کہ معذرت اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ دیکھنا ہے کہ قابل قبول ہے یا نہیں۔ مظفر ہاشمی نے کہا کہ ڈیزائنر ملک سے فرار ہو گیا ہے' اسے واپس لا کر کارروائی کی جائے۔ شبیر انصاری نے کہا کہ مل مالکان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ زہیر اکرم ندیم نے کہا کہ ڈیزائنر رضوان بیگ کے خلاف سخت کارروائی کی جانی چاہیے' اس پر مقدمہ بنایا جائے۔ مولانا عبدالرحیم چترالی نے کہا کہ قرآن پاک کے قدیم خطاطی نمونوں کو جدید قرار دے کر کپڑے پر پرنٹ کرنا اور پھر پاؤں گزار کر پہنانا انتہائی شرمناک حرکت ہے۔ یہ یہودی لابی کا کام ہے۔ ڈیزائنر رضوان بیگ وزیراعظم بے نظیر بھٹو کا بھی ڈریس ڈیزائنر ہے۔ رعنا شیخ پہلے محترمہ کی ڈریس ڈیزائنر تھیں جنہیں ٹی وی کا ایم ڈی بنا دیا گیا ہے' وزیر تعلیم خورشید شاہ نے کہا کہ کل سے مولانا چترالی اس ایشو کا مزا لے رہے ہیں' مولانا صاحب ماڈرن اور نان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماڈرن لڑکیوں کی وضاحت کریں۔ راؤ قیصر نے کہا کہ قوم کو یہ کلچر
پی پی پی نے دیا ہے۔"

صنعت و پیداوار کے وفاقی وزیر با تدبیر ڈیزائنر رضوان بیگ کو "روپوش" فرما رہے ہیں اور اس کی "تلاش" میں حکومت سندھ کو سرگرداں کر رہے ہیں' جب کہ وہ کبھی کا ملک چھوڑ کر فرار ہو چکا ہے۔

وزیر صاحب یہ بھی فرما رہے ہیں کہ اگرچہ مل مالکان نے معذرت کر لی ہے لیکن اس معذرت کو قبول نہیں کیا جائے گا بلکہ سندھ حکومت کو "تحقیقات" کا حکم دے دیا گیا ہے۔ یہ بات کس کی عقل میں آسکتی ہے کہ مل مالکان مبینہ طور پر عورتوں کے کپڑوں پر قرآنی آیات چھاپتے ہیں۔ اس کی تشہیر ماڈل خواتین کو پہنا کر کرتے ہیں۔ جب قومی اخبارات میں اس پر احتجاج ہوتا ہے تو وہ قومی اخبارات میں معذرت شائع کراتے ہیں' مگر ہمارے وزیر صاحب اس کی "تحقیقات" پر حکومت سندھ کو مامور کرتے ہیں' نہ کسی کے خلاف مقدمہ درج ہوتا ہے' نہ کسی کو گرفتار کیا جاتا ہے' نہ کوئی عدالتی کارروائی عمل میں آتی ہے' البتہ "تحقیقات" کرائی جا رہی ہے کہ دوپہر کے وقت دن تھا یا رات تھی؟۔ وزیرے چنیں شہریارے چنیں۔

○

اوپر "دی مسلم" کے حوالے سے نقل کیا جا چکا ہے کہ:

"میاں محمد رفیع' چیف ایگزیکٹیو کریسنٹ گروپ سے جب ٹیلی فون پر رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ڈیزائن خطاطی نہیں ہے۔"

جوبلی مل کے چیف میاں محمد رفیع اس کو خطاطی تسلیم ہی نہیں کر رہے تھے' لیکن جب وہ "خواتین کے لیے عالمی معیار کے ملبوسات" کے نام سے قرآن کریم کی آیات کی خوب بے حرمتی کر چکے' اور غلیظ قسم کی ماڈل خواتین کو یہ لباس پہنا کر قرآنی آیات کی بے حرمتی کا تماشا پوری دنیا کو دکھا چکے' اور ان کو خطرہ محسوس ہوا کہ وہ مسلمانوں کی غیرت کا نشانہ بن کر رہ جائیں گے' تب ان کو خیال آیا کہ یہ سب کچھ انہوں نے "نادانستہ" کیا ہے' اس لیے انہوں نے فوراً لاکھوں روپے کا خرچہ کر کے قومی اخبارات میں درج ذیل معذرت چھاپ دی:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اعتذار"

"الحمدللہ ہم اول و آخر مسلمان ہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے۔ حال ہی میں ہمارے کپڑے کے ڈیزائن پر آیات کریمہ سے مبینہ مشابہت کا اظہار کیا گیا ہے' حالانکہ اس کپڑے پر جو پرنٹ چھپا ہے اس سے ہمارا مقصد نہ تو آیات پرنٹ کرنا اور نہ ہی کوئی اور عبارت شائع کرنا تھا۔ یہ محض ایک گرافک ڈیزائن تھا۔ اس کے باوجود ہم نے فوری طور پر ملک کے مقتدر اسلامی اداروں اور مفتیان کرام اور دارالعلوم کورنگی' دارالافتاء جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن و دیگر ممتاز اداروں سے رابطہ کیا اور اس پرنٹ کو کوئی نہیں پڑھ سکے۔ تاہم از خود ہم نے فوری طور پر مذکورہ ڈیزائن پر مبنی اسٹاک ضائع کر دیا ہے اور نہ ہی بازار میں فروخت کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں ہم اللہ رب العزت کے حضور استغفار کرتے ہیں اور اس نادانستہ مبینہ غلطی پر مسلمان بھائیوں کے جذبات مجروح ہونے پر معذرت خواہ ہیں اور کرم فرماؤں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہماری رہنمائی فرمائی۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن حکیم کی ایک بھی آیت کریمہ کی توہین کفر ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ وہ ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ مبارک پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔" (آمین)

میاں محمد رفیع کی معذرت کا یہ انداز بھی (ان کی لان کی طرح) کتنا نفیس اور کیسا شاندار اور دل ربا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے درج ذیل نکات پر غور کیجئے:

1- سب سے پہلے اپنے اول و آخر مسلمان ہونے پر فخر کیا گیا ہے' گویا چشم بددور! غلیظ عورتوں کی شلوار قمیض پر قرآنی آیات کو چھاپ کر ان کی تشہیر کرنا بھی میاں محمد رفیع کی نظر میں لائق فخر اسلامی کارنامہ ہے جس پر ان کو اور پوری قوم کو فخر کرنا چاہیے۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- معذرت کے لیے اپنی غلطی کا اقرار و احساس لازم ہوتا ہے' مگر اس اعتذار میں کہا گیا ہے کہ:

> "حال ہی میں ہمارے کپڑے کے ایک ڈیزائن پر آیات کریمہ سے مبینہ مشابہت کا اظہار کیا گیا ہے' حالانکہ اس کپڑے پر جو پرنٹ چھپا ہے اس سے ہمارا مقصد نہ آیات پرنٹ کرنا اور نہ ہی کوئی اور عبارت شائع کرنا تھا' یہ محض ایک گرافک ڈیزائن تھا۔"

یعنی مل مالکان کی باریک بین "عقل کل" میں اب تک یہ بات نہیں آئی کہ انہوں نے آیات شریفہ کو عورتوں کے کپڑے پر چھاپ کر کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے' بلکہ یہ ان کے نزدیک آیات کریمہ سے مبینہ مشابہت کا اظہار کرنے والوں کی کوتاہ نظری ہے کہ انہوں نے "گرافک ڈیزائن" پر بلاوجہ آیات شریفہ سے مشابہت کی تہمت لگا دی' اور ان کی غلط نظری نے آیات شریفہ کے الفاظ کو صاف صاف پڑھ لیا۔

3- مزید ارشاد ہے کہ:

> "اس کے باوجود ہم نے فوری طور پر ملک کے مقتدر اسلامی اداروں اور مفتیان کرام اور دارالعلوم کورنگی' دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن و دیگر ممتاز اداروں سے رابطہ کیا' اور اس پرنٹ کو کوئی نہیں پڑھ سکے۔"

اولاً: گزارش ہے کہ مہربان من! آپ چاردانگ عالم میں اپنے کپڑے کی تشہیر کر چکے اور اسے "عورتوں کے لیے عالمی معیار کا ملبوس" کے نعرے کے ساتھ ماڈل عورتوں کو پہنا چکے تو اس کے بعد آپ کو دینی اداروں سے رجوع کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اگر آپ کو اہل علم سے استصواب کرنا تھا تو جب ڈیزائنر نے آپ کو کاغذ پر ڈیزائن بنا کر دیا تھا' آپ اسی کی کاپی اہل علم کو دکھاتے' اگر وہ فرماتے کہ اس کو چھاپنے میں کوئی حرج نہیں تو چھاپتے۔۔ آج بھی اگر ڈیزائنر کے تیار کردہ اصل ڈیزائن کی کاپی اہل علم کو دکھائیں تو وہ آپ کو بلا تکلف آیات پڑھ کر سنا دیں گے' الغرض اہل علم سے رجوع کرنے کی ضرورت کپڑے پر آیات چھاپنے سے پہلے تھی نہ کہ بعد میں۔

ثانیاً: آپ کے "اعتذار" کے الفاظ سے تاثر ملتا ہے کہ علمائے کرام نے گویا اس چھپائی کو بے ضرر قرار دے دیا' کیونکہ وہ پڑھی نہیں جاتی۔ گویا آپ ان تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کرام کو بھی اپنے جرم میں ملوث کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے' چنانچہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کا بیان تو اخبار میں آچکا ہے' جو حسب ذیل ہے:

"کپڑے پر قرآنی آیات پرنٹ کیے جانے سے متعلق اعتذار پر جامعہ علوم اسلامی بنوری ٹاؤن کی وضاحت"

"کراچی (پ ر) جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم شیخ الحدیث علامہ محمد حبیب اللہ مختار' مولانا مفتی نظام الدین شامزئی' مولانا عبدالقیوم چترالی' مفتی عبدالسمیع' مولانا عطا الرحمٰن' مولانا مفتاح اللہ اور مولانا محمد امین انصاری نے 26 مارچ کو جوبلی اسپننگ اینڈ ویونگ ملز لمیٹڈ کراچی کی جانب سے کپڑے پر قرآنی آیات پرنٹ کیے جانے سے متعلق اخبارات میں شائع ہونے والے اعتذار کے بارے میں' جس میں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کا نام بھی استعمال کیا گیا ہے' وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مذکورہ اشتہار میں غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے جامعہ کے فتویٰ کو اپنے حق میں استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جامعہ کی انتظامیہ نے کہا ہے کہ کپڑے پر چھپی ہوئی آیات واضح اور صاف طور پر پڑھی جا رہی ہیں اور اس سلسلے میں جامعہ کے دارالافتاء سے جاری کردہ فتویٰ میں کہا گیا تھا کہ قرآن پاک' اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کا ایک ایک حرف واجب التعظیم ہے' قرآن پاک کے کسی حصے کی عمداً" توہین موجب کفر ہے' صورت مسئولہ میں اگر ایسا دانستہ کیا گیا ہو تو موجب کفر ہے' ایسا کرنے والا شخص تجدید ایمان کے ساتھ تجدید نکاح بھی کرے اور وہ تعزیری سزا کا مستحق ہے اور اگر یہ لاعلمی میں ہوا ہے تو اس صورت میں مالکان یا ڈیزائنر گناہ گار نہیں ہوں گے' ایسے کپڑے کو مارکیٹ میں ہرگز نہ بھیجا جائے بلکہ ضائع کر دیا جائے' آئندہ کے لیے اس معاملے میں سخت احتیاط برتی جائے اور فی الوقت توبہ و استغفار کی جائے' یہ طریقہ انبیاءؑ ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(روزنامہ جنگ کراچی' یکم اپریل 1996ء)

اور دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء نے ہمارے استفسار پر یہ جواب لکھ کر دیا ہے:

"حامدا و مصلیا:- سوال منسلکہ اعتذار وغیرہ پر غور کیا' چند روز پہلے جوبلی ملز والوں کی طرف سے تین شخص ہمارے یہاں آئے تھے' اور انہوں نے چھپا ہوا ایک کپڑا اور اس کی فوٹو کاپی دکھائی جس پر کچھ لکھا ہوا تھا' اس کے بارے میں انہوں نے فوری فتویٰ طلب کیا' ہم نے اس پر بنے ہوئے ڈیزائن کو سمجھنے کی کوشش کی' لیکن ڈیزائن چھوٹا ہونے کی وجہ سے' ہم نے ان سے کہا یہ کوئی رسم الخط میں لکھی ہوئی کوئی عبارت معلوم ہوتی ہے اور پھول پتیوں سے اس کو ناقابل فہم بنایا گیا ہے جو فی الحال سمجھ میں نہیں آرہا' لہٰذا پہلے کسی ماہر خطاط سے اس کو پڑھوانا چاہیے' اس کے بعد ہی اس پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے' جس پر وہ واپس چلے گئے' اور پھر واپس نہیں آئے۔

آپ نے سورہ فتح کی آیت نمبر 25'26'27 کے اصل عکس سے بڑے عکس میں جو فوٹو کاپی منسلک کی ہے' اس پر غور کرنے سے مذکورہ آیات بخوبی سمجھ میں آگئی ہیں' اور واضح ہو گیا ہے کہ قرآن کریم کی آیات کو پہننے کے کپڑے پر ڈیزائن کے طور پر چھاپا گیا ہے جو قرآن کریم کی سخت بے حرمتی ہے اور سخت حرام ہے' اور ایسے کپڑے کو پہننا بھی درست نہیں' اور جوبلی ملز کے ذمہ دار' اور اس کے چھاپنے والے افراد بے حرمتی کے سنگین گناہ کے مرتکب ہیں جس کے لیے جوبلی ملز والوں پر لازم ہے کہ صدق دل سے توبہ کریں' اور آئندہ اس قسم کے معاملات میں تیقظ اور بیداری سے کام کرنے کا عہد کریں اور مذکورہ ملز کے جس شخص نے دانستہ یہ جرم کیا ہے' کم از کم اس کو ملازمت سے برخواست کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئے دن اس طرح کی بے حرمتی ٹیکسٹائل ملوں کی طرف سے سامنے آتی رہتی ہے' حکومت کو چاہئے کہ اس کا ایسا سدباب کرے کہ آئندہ کسی کو اس طرح بے حرمتی کرنے کی جرات نہ ہو' واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ' بندہ عبدالرؤف

1416,11,11ھ

الجواب صحیح

محمد عبدالمنان عفی عنہ

دارالافتاء' دارالعلوم کراچی

1416,11.11ھ

4- معذرت میں مزید کہا گیا ہے:

"تاہم از خود ہم نے فوری طور پر مذکورہ ڈیزائن پر مبنی اسٹاک ضائع کر دیا ہے اور نہ ہی بازار میں فروخت کیا گیا ہے۔"

جب آپ کو جرم کا اقرار ہی نہیں تو اسٹاک کو ضائع کرنے اور بازار میں فروخت نہ کرنے کی وجہ سے خوف خدا یا محاسبہ آخرت نہیں' بلکہ لوگوں کا منہ بند کرنا اور ثبوت جرم کو مٹانا ہی ہو سکتی ہے' وہ سٹاک کہیں باہر ملک بھیج دیا گیا ہو گا' چونکہ اپنے ملک میں "عالمی معیار کے ملبوسات" ہضم نہیں ہو سکے' باہر کے لوگ اس کو ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

5- مل مالکان سے یہ گزارش (ان کے دین و ایمان کی بھلائی کے لیے) بے جا نہیں ہوگی کہ وہ اپنے گھناؤنے جرم پر تاویلات کے غلاف چڑھانے کی کوشش نہ کریں' بلکہ ایک سچے مسلمان کی طرح اپنے جرم کا اقرار و اعتراف کر کے بارگاہ الٰہی میں توبہ کریں۔ "نادانستہ" کا لفظ کہہ دینے سے جرم ہلکا نہیں ہو جاتا' اور نہ آدمی بری الذمہ ہو جاتا ہے' ہاں! سچے دل سے جرم کا اقرار کر کے اس پر ندامت کا اظہار کرنا جرم کو عنداللہ لائق معافی بنا دیتا ہے۔

بعض گناہ ایسے سنگین ہیں کہ نادانستہ بھی سرزد ہو جائیں تو ان پر کفارہ لازم آتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' کون نہیں جانتا کہ "قتل خطاء" نادانستہ ہی سرزد ہوتا ہے۔ لیکن قرآن کریم نے اس سزا (دیت ادا کرنے کے علاوہ) یہ مقرر فرمائی ہے کہ قاتل' مسلمان بردہ آزاد کرے' اور اگر وہ میسر نہ ہو تو یہ مقرر فرمائی ہے کہ قاتل مسلمان' دو مہینے کے مسلسل پے در پے روزے رکھے۔

قرآن کریم کی آیات کی نادانستہ بے حرمتی "قتل خطا" سے کم درجہ کا گناہ نہیں' سوال یہ ہے کہ اگر آپ کو اپنے گناہ کا احساس ہو گیا ہے تو آپ نے اپنے اس گناہ کا کیا تدارک کیا ہے؟' اور اگر احساس گناہ بھی پیدا نہیں ہوا تو توبہ و استغفار سے کیا نفع ہو گا؟ یہ صریح منافقت نہیں تو اور کیا ہے؟

○

کپڑوں پر قرآنی آیات چھاپنے کا یہ واحد واقعہ نہیں' بلکہ ایسا لگتا ہے کہ یہودیوں نے ایک سازش کے تحت یہاں اس کا جال پھیلا دیا ہے' حال ہی میں ایک صاحب نے مجھے کپڑے کا ایک ٹکڑا دکھایا' جس میں خط نسخ میں پوری سورہ فاتحہ چھپی ہوئی ہے' اور نستعلیق میں حافظؒ کے اشعار چھپے ہوئے ہیں' یہ بھی عورتوں کے پہننے کی لان ہے۔

○

اسی نوعیت کا ایک واقعہ ابھی چند دن پہلے اخبارات میں شائع ہوا جو درج ذیل ہے:

"قرآنی آیات والے کپڑے سلوانے کی خواہشمند خواتین کو درزی نے زخمی کر دیا۔"

"انکار کے باوجود کپڑے سلوانے پر اصرار سے مشتعل ہو کر محمد عارف نے مگدر عورتوں کے سر پر دے مارا۔"

"مذہب کی توہین پر خاموش نہیں ہو سکتا' جو کچھ کیا' اللہ کے نام پر کیا' گرفتاری کے بعد بیان۔"

"کراچی (رپورٹ محمد عارف) قرآنی آیات والے کپڑے سلوانے کی خواہش مند دو خواتین کو درزی نے مگدر مار کر شدید زخمی کر دیا۔ واقعات کے مطابق پی ای سی ایچ ایس بلاک 2 کمرشل ایریا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پلاٹ نمبر541 پر واقع درزی محمد عارف کے پاس منگل کی شام دو بوڑھی خواتین ثمینہ بخاری اور بشریٰ تاثیر اپنے ڈرائیور فیض الرحمٰن کے ہمراہ پہنچیں۔ ان خواتین نے درزی کو آیات والا کپڑا سینے کو دیا۔ درزی نے کپڑا دیکھنے کے بعد یہ کہہ کر سینے سے انکار کر دیا کہ اس پر اللہ و رسول کے نام ہیں جس پر خواتین برہم ہو گئیں اور تلخ کلامی نے شدت پکڑ لی۔ درزی دکان کے اندر سے مگدر اٹھا کر لایا اور خواتین کے سر پر دے مارا اور کہا کہ مجھے بشارت ہوئی تھی کہ دو خواتین اس قسم کا کپڑا لے کر آئیں گی انہیں قتل کر دو۔ مگدر لگنے سے خواتین کے سر پھٹ گئے اور وہ بے ہوش ہو گئیں۔ ڈرائیور فضل الرحمان ان خواتین کو لے کر آغا خان ہسپتال چلا گیا جہاں زخمی خواتین اب تک بے ہوش ہیں۔ بعد ازاں ڈرائیور فضل الرحمان نے فیروز آباد تھانے میں رپورٹ درج کرائی۔ پولیس نے دفعہ 307 کے تحت مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر کے ملزم 32 سالہ محمد عارف کو گرفتار کر کے مگدر برآمد کر لیا۔ تفتیشی افسر سب انسپکٹر اصغر بیگ نے بتایا کہ تفتیش کے دوران ملزم نے کہا کہ یہ خواتین ہمارے مذہب کی توہین کر رہی تھیں۔ میں نے جو کچھ کیا' اللہ کے نام پر کیا کیونکہ میں جو کام کرتا ہوں' اللہ کے نام پر کرتا ہوں۔"

(روزنامہ جسارت کراچی 28 مارچ 1996ء)

یہود و نصاریٰ ایک طرف عورتوں کے ملبوسات پر قرآنی آیات اور اسلام کے اسماء مقدسہ چھاپ چھاپ کر مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج کر رہے ہیں۔ میرے سامنے اس وقت پیرس اور مغربی ممالک کی ماڈل گرلز کی نمائش کردہ تصویریں موجود ہیں' اور دوسری طرف پاکستانی کپڑا تیار کرنے والوں کو "عالمی معیار کے ملبوسات" کا جھانسا دیا جا رہا ہے' تاکہ یہ پاکستانی بھی قرآنی آیات اور شعائر اسلام کی توہین میں یہود و نصاریٰ کی صف میں کھڑے ہو جائیں' اور تیسری طرف اگر ان ستم رانیوں کے خلاف آواز بلند کی جاتی ہے تو "امریکہ بہادر" کی طرف سے بنیاد پرستی کا فتویٰ فوراً جڑ دیا جاتا ہے' اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری "زنانہ حکومت" اس امریکی فتویٰ پر صاد کرنے کے لیے بے تاب رہتی ہے، یہ تمام امور قہرالٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے، ہم ارباب اقتدار سے گزارش کرتے ہیں کہ خدارا قہرالٰہی کو دعوت نہ دیجئے، اور ایسے تمام لوگ جو اسلام اور قرآن کی حرمت سے کھیلتے ہیں، ان کا سد باب کیجئے، اس سے قبل کہ مسلمانوں کو ان موذیوں کا علاج خود کرنا پڑے۔"

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی 26 اپریل تا 2 مئی 96ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کپڑے پر مقدس ناموں کی بے حرمتی

"آج کل بازار میں مقدس ناموں والے کپڑے فروخت ہو رہے ہیں۔ خواتین کے پہننے کے لیے لان اور ویل کے کپڑوں پر لفظ "محمد" پرنٹ کیا گیا ہے' جبکہ اللہ' بسم اللہ اور کلمہ کے پرنٹ والے کپڑے بھی بازار میں دستیاب ہونے کی اطلاعات ملی ہیں۔ شعوری یا لاشعوری طور پر اس حرکت کے ذمہ داران نے لان پر مختلف ڈیزائنوں میں عربی الفاظ پرنٹ کیے ہیں۔ جن میں سے بعض الفاظ غیر واضح ہیں جبکہ بعض بالکل واضح ہیں۔ خواتین نے "پاکستان" سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے بے دھیانی میں ان الفاظ پر مشتمل ڈیزائنوں والے کپڑے خرید کر سلوائے۔ پہننے پر دوسرے افراد کی طرف سے مقدس الفاظ کی نشاندہی پر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور انہوں نے کپڑے کو دھو کو خوشبو لگا کر رکھ لیا۔ ایک خاتون نے بتایا کہ میں نے واپس جا کر دکاندار سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ کپڑا نیلم لان فیصل آباد کا تیار کردہ ہے۔ اس سے قبل بھی شکایات آنے پر مل نے کپڑے کی تیاری بند کر دی تھی مگر اب اس گرمی کے موسم میں یہ کپڑا پھر فراہم کیا جا رہا ہے' جبکہ ہم لوگ بغیر دیکھے تھان لے آتے ہیں۔

روزنامہ "پاکستان" کے فیصل آباد بیورو کے مطابق نیلم لان محبوب امین گروپ تیار کرتا ہے جس کا مرکزی دفتر کلاتھ مارکیٹ گول ریل کچہری بازار فیصل آباد میں ہے۔ دریں اثناء مختلف شہریوں اور سماجی تنظیموں نے "پاکستان" سے گفتگو کرتے ہوئے اس ملحدانہ اقدام پر سخت غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ اس دل دہلا دینے والے اقدام سے پاکستان میں عذاب خداوندی کو دعوت دی جا رہی ہے جن لوگوں نے اس کپڑے کی ڈیزائننگ کی اور اپنی ملوں میں یہ کپڑا تیار کیا' وہ توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ہوئے ہیں۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور 18 جون 1995ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی راہنماؤں کا رد عمل

"آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ نبوت کے راہنماؤں مولانا عبدالمالک خان' مولانا فتح محمد' مولانا امجد خان' مولانا اسماعیل شجاع آبادی' سید حبیب اقبال گیلانی اور شیخ محمد امین قادری نے کپڑوں پر لفظ "اللہ" اور "محمد" لکھے جانے پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ سب یہودیوں کی طرف سے مسلمانان پاکستان کو بے حمیت بنانے کی ایک سوچی سمجھی سازش کا حصہ ہے۔ مجلس عمل تحفظ نبوت کے راہنماؤں نے کہا کہ پاکستان جیسے اسلامی ملک کو ان اقدامات سے سیکولر بنانے کی سازش کی جا رہی ہے۔ رہنماؤں نے مطالبہ کیا ہے کہ اس قسم کی بے ادبی کرنے والے مل مالکان کے خلاف فوری مقدمہ درج کیا جائے ورنہ اسلامیان پاکستان ان کے اس ذلیل اقدام کے خلاف احتجاجی مظاہرے کرنے پر مجبور ہوں گے۔انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ پاکستان کے بڑے شہروں کراچی' فیصل آباد' گوجرانوالہ اور لاہور میں واقع چند ٹیکسٹائل ملیں مختلف

کپڑے پر لکھا ہوا اسم اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوعیت کے کپڑوں لون' ویل' ثمرینہ اور کرنیکل وغیرہ پر اللہ' محمد ﷺ اور دیگر مقدس نام ڈیزائن یعنی لکھ کر پاکستان بھر کی کلاتھ مارکیٹوں میں فروخت کر رہی ہیں۔ وہ گزشتہ روز پریس کلب لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ علمائے کرام اور تاجر رہنماؤں نے اس دوران صحافیوں کو مختلف شہروں کی مختلف ملوں جن میں مغل ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد' فردوس ٹیکسٹائل فیصل آباد' یونائیٹڈ ٹیکسٹائل فیصل آباد' اے ایس مجید ٹیکسٹائل فیصل آباد' ایم ایس الخیر مائیکرو ٹیکسٹائل کراچی' زینت ٹیکسٹائل مل جی ٹی روڈ گوجرانوالہ' امین فیبرکس ٹیکسٹائل شیخوپورہ روڈ' شہزاد ٹیکسٹائل فیصل آباد' چیف ڈائنگ اینڈ پرنٹنگ پریس فرخ آباد شاہدرہ لاہور' ایس اے مجید ڈیزائن نمبر 660 فیصل آباد' عائشہ ٹیکسٹائل لاہور اور راڈو ٹیکسٹائل کوٹ لکھپت لاہور کی ملوں کی مہریں لگے کپڑے جن پر اللہ' محمد اور بسم اللہ پر مبنی نام لکھے تھے' پیش کر دیئے۔ مولانا امجد خان نے کہا کہ یہ کام یہودی' عیسائی اور قادیانی لابی کی سوچی سمجھی سازش کے تحت کیا جا رہا ہے جسے معاف نہیں کیا جا سکتا۔ مولانا عبدالمالک خان نے کہا کہ کپڑے پر ایسے ڈیزائن

کپڑے پر لکھا ہوا اسم محمد ﷺ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرانے والے پاکستان ایسے اسلامی ملک کو سیکولر بنانا چاہتے ہیں۔ مولانا اللہ دتہ مجاہد نے کہا کہ اس اقدام سے عذاب خداوندی کو دعوت دی جا رہی ہے۔ تاجر لیڈر سید حبیب اقبال گیلانی نے کہا کہ ان ملوں سے ایسے پرنٹ نکلوانے والے توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ شیخ محمد امین قادری نے کہا کہ ایسے مل مالکان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے' اگر حکومت نے کچھ نہ کیا تو قوم خود نمٹ لے گی۔ مولانا فتح خان نے کہا کہ ایک اندازے کے مطابق عورتوں کے ایک ایک سوٹ پر 150 نام آتے ہیں۔ انہوں نے پاکستان کی کلاتھ مارکیٹوں کی جن دکانوں پر ایسا کپڑا پڑا ہے' ان سے اپیل کی کہ وہ یہ کپڑا فروخت نہ کریں۔"

(روزنامہ خبریں لاہور 18 جون 95ء)

پنجاب اسمبلی میں

"رکن اسمبلی صاحب زادہ فضل کریم نے پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں اراکین کی توجہ اس سنگین مسئلہ کی طرف دلائی جس پر "پنجاب اسمبلی نے مختلف ٹیکسٹائل ملز کی جانب سے بعض کپڑوں پر اللہ اور رسول کے نام کی پرنٹنگ کا سخت نوٹس لیا اور ڈپٹی سپیکر منظور موہل نے چیف سیکرٹری' ہوم سیکرٹری وزیر قانون چودھری محمد فاروق' صاحبزادہ فضل کریم' عارف حسین شاہ پر مشتمل پانچ رکنی کمیٹی بنا دی جو اس کی تحقیقات کر کے مذکورہ ملزموں کے خلاف سزا کی سفارش کرے گی۔ گزشتہ روز فیصل آباد سے رکن اسمبلی صاحبزادہ فضل کریم نے ایوان کی توجہ مبذول کراتے ہوئے وہ کپڑے ایوان میں پیش کیے اور کہا کہ اس سے صرف پنجاب نہیں' ملک بھر کے عوام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 30 جون 95ء)

کمیٹی کا اجلاس

اس کے بعد مذکورہ کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں فیصلہ ہوا کہ "صوبہ بھر میں ایسا کپڑا جس پر "اللہ اور رسول اللہ" کا نام چھپا ہوا ہے' تمام دکانداروں سے خرید کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقے کی مساجد کو عطیہ دے دیا جائے گا جو اس کپڑے سے قرآن پاک کے غلاف بنالیں گے۔ یہ فیصلہ پنجاب اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں کیا گیا جس کی صدارت صوبائی وزیر قانون چودھری فاروق نے کی۔ اجلاس میں چیف سیکرٹری پنجاب' صوبائی ہوم سیکرٹری' پنجاب اسمبلی کے ارکان حاجی فضل کریم اور سید عارف حسین شاہ کے علاوہ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب' فیصل آباد کے ڈپٹی کمشنر نے مبصر کی حیثیت سے شرکت کی اور

"محمد" اور دیگر مقدس ناموں کے پرنٹ والا کپڑا

صوبہ کے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان دکانداروں سے جہاں ایسا قابل اعتراض کپڑا فروخت ہو رہا ہے' قیمتاً" ایسا تمام کپڑا خرید کر مساجد کو عطیہ دے دیں۔ اس بارے میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ فیصل آباد کی تین ٹیکسٹائل ملز جہاں غیر دانستہ طور پر ایسا کپڑا تیار ہوا ہے' وہ اخبارات میں اشتہارات کی صورت معافی اور معذرت نامہ شائع کرائیں گے۔ بتایا گیا ہے کہ ان تین ملوں کے بنے ہوئے کپڑے پر واضح طور پر اللہ اور رسول ﷺ کے نام چھپے ہوئے ہیں'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغور دیکھنے سے پڑھے جاسکتے ہیں۔ تاہم اس کپڑے کی ملوں کا ابھی تک سراغ نہیں لگایا جا سکا جس پر واضح طور پر اللہ اور محمد ﷺ کا نام چھپا ہوا ہے۔ اس بارے میں انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کی جانب سے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا گیا ہے اور پنجاب اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے ایف آئی اے کو کیس بھجوا دیا ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 31 اگست 95ء)

کمیٹی کے اس فیصلہ پر روزنامہ نوائے وقت لاہور نے اپنے ادارتی نوٹ میں لکھا۔

اللہ ' رسول ﷺ کے ناموں والا کپڑا مساجد

کو بطور عطیہ دینے کا فیصلہ

"پنجاب اسمبلی کی خصوصی کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ صوبے بھر میں ایسا تمام کپڑا جس پر اللہ اور رسول ﷺ کا نام چھپا ہوا ہے' اسے تمام دکانداروں سے خرید کر علاقے کی مساجد کو بطور عطیہ دے دیا جائے تاکہ وہ اس کپڑے سے قرآن پاک کے لیے غلاف بنالیں۔ اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا ہے کہ فیصل آباد کی تین ٹیکسٹائل ملیں جن میں غیر دانستہ طور پر ایسا کپڑا تیار ہوا ہے' وہ اخبارات میں اشتہارات کی صورت میں معذرت نامہ شائع کرائیں گی۔

پچھلے دنوں مارکیٹ میں ایسا کپڑا فروخت ہونے لگا تھا جس پر اللہ اور رسول ﷺ کے نام واضح طور پر پڑھے جاسکتے تھے۔ اس سے عوام میں غیظ و غضب پیدا ہوا اور علماء کی طرف سے بھی سخت احتجاج ہوا۔ چنانچہ حکومت نے اچھا کیا کہ علماء کے مشورے سے اس کپڑے کو دکانداروں سے واپس لے کر مساجد کو دینے کا فیصلہ کرایا تاکہ ایسا کپڑا قرآن پاک کے غلافوں کے لیے استعمال کر لیا جائے۔ جس کپڑے پر اللہ اور رسول ﷺ کے نام پرنٹ ہوں' انہیں لباس کے لیے استعمال کرنا' ان مقدس ناموں کی توہین ہے۔ اگرچہ ان تین ٹیکسٹائل ملوں نے معذرت کا اظہار کیا ہے جنہوں نے نادانستہ طور پر ایسا کپڑا تیار کیا ہے لیکن ان ملوں کے علاوہ کچھ دوسرے غیر معروف لوگ بھی ایسا کپڑا تیار کرنے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروف ہیں۔ اس کا حکومت کو پتہ چلانا چاہیے کہ اس ناپاک جسارت کے پیچھے کن لوگوں کا ہاتھ ہے؟ اگر ان لوگوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی تو ہمیں امید ہے کہ آئندہ کسی کو اس قسم کی ناپاک جسارت کی جرات نہیں ہوگی۔ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں اس قسم کی حرکت ناقابل معافی ہے اور امید کرنی چاہیے کہ آئندہ اس کا اعادہ نہیں ہوگا۔"

(روزنامہ نوائے وقت لاہور یکم ستمبر95ء)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے جنرل سیکرٹری اللہ دتہ مجاہد "مسلمان، یہود و نصاریٰ اور قادیانی سازش کا نوٹس لیں۔" کے عنوان سے اپنے پمفلٹ میں لکھتے ہیں۔

"پاکستان میں ڈالر نامی ڈیزائن کی آڑ میں ویل، لون، لیلن، کرنکل، شیشہ پیلس، اور مدینہ کے پھولدار کپڑوں پر اللہ، محمد، بسم اللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ رحمٰن، اور عمرؓ جیسے مقدس نام چھپ کر فروخت ہو رہے ہیں۔ یہ اقدام سراسر توہین کے زمرے میں آتا ہے۔ کروڑوں میٹر کپڑا پرنٹ ہو چکا ہے۔ اور لاکھوں سوٹ عورتوں کے زیر استعمال ہیں۔ عورت کے ایک سوٹ میں کم از کم 150 سے 200 مرتبہ یہ مقدس نام آتے ہیں۔ سب سے پہلے سفینہ ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد جو کہ قادیانیوں کی ملکیت ہے، نے اس ڈیزائن کو چھاپ کر مارکیٹ میں فروخت کیا۔ بعد میں دوسرے لوگوں نے شائع کیا جن کی تعداد تقریباً 40 ہے۔ پنجاب اسمبلی میں اس مسئلہ کی بازگشت پر سفینہ ٹیکسٹائل ملز والوں نے اپنی بددیانتی، اور خباثت کو قانون سے بچانے کے لیے فوراً بند کر دیا۔

ذیل میں مقدس کپڑا بنانے والی مل، فیکٹری انڈسٹری وغیرہ کے نام دیئے جا رہے ہیں۔

- ستارہ ٹیکسٹائل انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ فیصل آباد
- شہزادہ لینن جاپان فیبرکس محمدی کلاتھ مارکیٹ محمدی چوک ریل بازار فیصل آباد فون: 635447
- سفینہ انڈسٹریز لمیٹڈ مقبول روڈ فیصل آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ الہلال ٹیکسٹائل کارپوریشن فیصل آباد فون : 613592
○ فیشن لان پھول بادشاہ فیبرکس (ڈیزائن نمبر 3890) راجہ مارکیٹ فیصل آباد
○ فضل ٹیکسٹائل پرنٹنگ اینڈ ڈائنگ اینڈ پروسیسنگ فیصل آباد (ثنائی لان) فون : 616743
○ چیف ڈائنگ اینڈ پرنٹنگ فرخ آباد نزد راوی پارک لاہور
○ (تبت لان) ایس اے مجید فیبرکس فیصل آباد ڈیزائن نمبر 660
○ ایس اے مجید فیبرکس لاہور ڈائنگ اینڈ پرنٹنگ ملز کوٹ لکھپت بلاک نمبر 140 لاہور
○ زینت پرنٹنگ اینڈ ڈائنگ ملز پرائیویٹ لمیٹڈ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ
○ رشید ٹیکسٹائل فیصل آباد (سیمرا لان) فون : 39 - 768035
○ چیف فیبرکس فیصل آباد (چیف لان)
○ احسان یوسف ٹیکسٹائل فیصل آباد (سندس' سنگم)
○ ثناء فیبرکس فیصل آباد (ثناء لان ڈیزائن نمبر 716) فون : 616664'61697'719440
○ الفردوس ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد
○ یونائیٹڈ ٹیکسٹائل (پرائیویٹ) لمیٹڈ فیصل آباد
○ الامین فیبرکس فیصل آباد (مرینہ سوٹنگ ڈیزائن نمبر 944) فون : 787443

☆ دوکان نمبر 32 تا 38 کوثر بازار اعظم مارکیٹ لاہور والے اس کپڑے کے شاکسٹ تھے جنہوں نے لاہور اور اس کے نواح میں تمام تر کپڑا تقسیم کیا۔

ہم صدر پاکستان جناب فاروق احمد خان لغاری سے مطالبہ کرتے ہیں کہ

1- ان مقدس ناموں کی بے حرمتی کو روکنے کے لیے صدارتی آرڈیننس فوری جاری کیا جائے۔
2- تیار شدہ کپڑا ضبط کیا جائے۔
3- فروخت اور استعمال پر پابندی عائد کی جائے۔
4- خلاف ورزی کی صورت میں توہین کا مقدمہ درج کیا جائے۔

تمام کلاتھ مرچنٹ سے درخواست ہے کہ ایسے کپڑوں کی فروخت کو فی الفور بند کر دیں' عورتیں اپنے سلائی شدہ سوٹ استعمال نہ کریں۔ علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ اس گھناؤنی سازش کا سختی سے نوٹس لیں تاکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناموس کا تحفظ ہو سکے۔"

نامور عالم دین حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ "اسلامی شعائر کی بے حرمتی" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔

ایک دل آزار خبر ملاحظہ فرمایئے:

"کراچی (کامرس رپورٹر) اسلامی جمہوریہ پاکستان میں روپے کمانے کے لیے صنعت کاروں نے دینی شعائر کا مذاق اڑانا شروع کر دیا ہے۔ حال ہی میں ملک بھر میں خواتین کے شلوار اور قمیض کے سوٹ کے لیے مختلف رنگوں میں ایسی سوتی لان پرنٹ کر کے پھیلائی گئی ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی "محمد" جلی طور پر چھپا ہوا ہے' جس کی وجہ سے شہریوں میں شدید غصہ اور ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور لوگوں نے یہ پرنٹ تیار کرنے والوں کے خلاف فوری اور موثر کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت کراچی 7 جولائی 1995ء)

اسی کے ساتھ یہ خبر بھی پڑھیے!

"لاہور (اپنے نامہ نگار سے) کپڑوں پر اللہ اور رسول ﷺ کے ناموں کے بارے میں پنجاب اسمبلی میں جے یو پی (نیازی گروپ) کے رکن صاحبزادہ فضل کریم کی تحریک التواء پر بنائی گئی کمیٹی کا اجلاس پنجاب اسمبلی میں ہوا جس میں صوبائی وزیر قانون چوہدری محمد فاروق' چیف سیکرٹری پنجاب جاوید قریشی' آئی جی پنجاب' سیکرٹری داخلہ' پیر سید عارف حسین شاہ بخاری' محرک صاحبزادہ فضل کریم اور وزارت قانون کے متعدد اعلیٰ افسروں نے شرکت کی۔ چیف سیکرٹری نے اجلاس کو بتایا کہ انہوں نے کپڑوں پر اللہ اور رسول ﷺ کے نام لکھنے کے بارے میں ایک ہفتہ کے اندر رپورٹ طلب کر لی ہے' اور ایسے تمام کپڑوں کے نمونے حاصل کر لیے ہیں جن پر مقدس نام درج ہیں۔ صاحبزادہ فضل کریم نے کہا یہ دین اور ایمان کا معاملہ ہے' اس کی انکوائری کسی ایماندار افسر سے کرائی جائے اور مجرم خواہ کتنے ہی بااثر ہوں' سزا دی جائے۔"

روزنامہ جنگ لاہور' 7 جولائی 1995ء)

اس ایک ہفتے میں طلب کی گئی رپورٹ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کمیٹی کو کیا معلومات مہیا ہوئیں۔ اگر یہ کپڑا اندرون ملک تیار کیا جاتا ہے تو خدا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول کے ناموں اور شعائر اسلام کی بے حرمتی کا ذمہ دار کون ہے؟ گورنمنٹ نے ان کے خلاف کیا اقدام کیا ہے؟ اور اگر یہ کپڑا باہر سے لایا گیا ہے تو درآمد کنندگان کون ہیں؟ اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

دشمنان اسلام' اہل اسلام کی دل آزادی کے لیے وقتاً" فوقتاً" مقدس ناموں کی بے حرمتی کر کے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ گزشتہ دنوں یہ خبر ملی تھی کہ ایک غیر ملکی کمپنی نے پاؤں میں پہننے کی ایسی چپل تیار کی جس کے تلوے میں اللہ تعالیٰ کا پاک نام لکھا ہوا تھا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ عیار شیاطین ان مقدس ناموں کی بے حرمتی کے لیے شلوار اور جوتے کا انتخاب کرتے ہیں اور ان پاک ناموں کو ایسے انداز میں چھاپتے ہیں کہ عام آدمی اس کو جلدی میں پڑھ ہی نہ سکے۔

بہرحال مسلمانوں کو ایسے معاملات میں بے حسی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ ارباب اقتدار کا فرض ہے کہ اسمائے مقدسہ کی حرمت' پامال کرنے والے موذیوں کے خلاف فوری اور موثر کارروائی کریں اور انہیں قرار واقعی سزا دیں۔ پنجاب کے دیندار سیاست دانوں اور علمائے کرام سے گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کی کارروائی پر کڑی نظر رکھیں۔ حق تعالیٰ ملک کو بے ادبی کے وبال سے محفوظ رکھیں۔"

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی انٹرنیشنل 25 تا 31 اگست 95ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسٹس (ر) جاوید اقبال

حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبالؒ نے ریٹائرڈ جسٹس جاوید اقبال کے بارے میں دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس کی جوانی کو بے داغ رکھے۔ موصوف کی جوانی کیا بے داغ رہتی' ان کے بڑھاپے کا ستیاناس ہو گیا۔ جسٹس جاوید اقبال اپنی نجی زندگی میں نہ صرف شراب و کباب کے رسیا ہیں بلکہ وہ اسے معاشرے میں عام کرنے کی بھی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ وہ مسلم لیگ نواز شریف گروپ کے ٹکٹ پر سینیٹر منتخب ہوئے۔ ان کی اہلیہ ناصرہ جاوید اقبال پیپلز پارٹی کے دورِ حکومت میں لاہور ہائی کورٹ کی جج مقرر ہوئیں' جو اپنی "آزاد خیالی" کے حوالے سے خاصی مشہور ہیں۔ مسلم لیگ (ن) نے اپنی مجلس عاملہ کے اجلاس میں ان سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ لاہور ہائی کورٹ کی جج کی حیثیت سے حلف نہ اٹھائیں لیکن ناصرہ جاوید اقبال اور جسٹس جاوید اقبال نے مسلم لیگ کے اس مطالبہ کو درخور اعتنا نہ سمجھا اور ناصرہ نے لاہور ہائی کورٹ کے جج کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا' جس پر مسلم لیگی حلقوں نے بڑی حیرت کا اظہار کیا تھا کہ یہ خاندان "حزب اقتدار" اور "حزب اختلاف" دونوں کے مزے لوٹ رہا ہے۔

جناب جسٹس جاوید اقبال اپنی شخصیت اور حیثیت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اکثر اپنے بیانات کے ذریعے اسلام اور شعائر اسلامی کا تمسخر اڑاتے رہتے ہیں۔ اسلام کے ہر طے شدہ مسلمہ اصول پر تنقید و تنقیص کرنا ان کا شیوہ ہے۔ ذیل میں ان کے چند ایک متنازعہ بیانات درج کیے جا رہے ہیں جو ہر ذی شعور کے لیے لمحہ فکریہ ہیں۔

○ "اسلام کا کوئی دور سنہری نہیں تھا۔ خلفائے راشدین کے دور میں بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑائیاں ہوئیں۔ اسلام کو تعزیرات تک محدود کر دیا گیا ہے' بعد کا اسلام صرف ریس' شراب اور پردے تک محدود ہے۔ وقت آئے گا کہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ اسلام کی ضرورت بھی ہے یا نہیں' غیر مسلموں کے لیے الگ شناختی کارڈ' دوپٹے اور پردے کو اسلام کی خدمت سمجھا جاتا ہے' بنیاد پرستی ہر چیز ختم کر رہی ہے۔" (ویمن ایکشن فورم سے خطاب)

(روزنامہ پاکستان لاہور 19 اکتوبر 1992ء)

○ "جب بھی اس ملک میں اسلام نافذ ہو گا' عورتوں کو مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا' ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں' مگر آج بھی پرانے دور کے قواعد و ضوابط اپنائے ہوئے ہیں۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور 22 اکتوبر 1992ء)

○ ۔ "میں مصور ہی نہیں' بت تراش بھی تھا۔ (روزنامہ "جنگ" کراچی' ۹ مارچ ۱۹۹۰ء)

○ ۔ "مغرب کو ناراض کرنے کی بجائے ایٹمی پروگرام ترک کر دینا چاہیے۔ ایسی صورت حال میں جبکہ صرف ایک سپر طاقت رہ گئی ہے۔ ہمیں اگر ایٹم بم کی تیاری کے مرحلے کو ختم بھی کرنا پڑے تو کر دینا چاہیے۔ اگر ہم ایٹمی دھماکہ کر بھی لیتے ہیں تو ہمیں کیا حاصل ہو جائے گا"۔ (روزنامہ جنگ لاہور' ۱۸ فروری ۱۹۹۳ء)

○ ۔ "اب مسلم لیگ کو ختم کر دینا چاہیے کیونکہ مسلم لیگ نہ تو مذہبی جماعت رہی ہے اور نہ ہی سیاسی جماعت۔ یہ منافقت کا ملغوبہ بن چکی ہے۔ میرے خیال میں مسلم لیگ نے اپنا کام' پاکستان بنا کر مکمل کر لیا تھا' اس لیے اس مقدس نام کو بدنام کرنے کے بجائے ختم کر دینا چاہیے۔ اس کا نام نیشنلسٹ پارٹی رکھ دینا چاہیے۔ مسلم لیگی نام تو قائداعظم اور علامہ اقبال کا لیتے ہیں اور کرتوتیں ایسی کرتے ہیں کہ شرم آتی ہے"۔ (روزنامہ جنگ لاہور' ۱۸ فروری ۱۹۹۳ء)

○ ۔ "اگر نواز شریف کو مسلم لیگ کا صدر بنایا گیا تو یہ پنجاب کی پارٹی بن جائے گی اور یہ سب سے بڑی بدقسمتی ہو گی۔ پنجاب کو یہ قربانی دینا پڑے گی کہ کوئی غیر پنجابی ہی مسلم لیگ کا صدر رہے"۔ (روزنامہ جنگ لاہور' ۱۸ فروری ۱۹۹۳ء)

○ ۔ "جنرل ضیاء الحق نے حدود کے نفاذ کا تحفہ دیا ہے۔ میرے خیال میں ضیاء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحق جس طرح کی موت کا شکار ہوا ہے' اس کو ان عورتوں کی آہیں لگ گئی ہیں۔ جو جنسی درندگی کا شکار ہوتی تھیں اور اس کی وجہ جنرل ضیاء کے قوانین تھے"۔ (روزنامہ جنگ لاہور' ۱۸ فروری ۱۹۹۳ء)

- "میرے والد (علامہ اقبال) حدود کی سزاؤں کے نفاذ کے خلاف تھے ۔ وہ ان وحشیانہ سزاؤں کے خلاف تھے اور ان کا کہنا تھا کہ ایک جدید اسلامی ریاست میں ان کا نفاذ نہیں ہو سکتا"۔ (روزنامہ جنگ لاہور' ۵ مارچ ۱۹۹۳ء)
- "فیڈرل شریعت کورٹ پارلیمانی جمہوریت کی نفی اور اس کے لیے زہر قاتل ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ غیر ضروری ہے' اسے ختم کر دینا چاہیے"۔ (روزنامہ جنگ لاہور' ۵ مارچ ۱۹۹۳ء)
- "بنیاد پرستوں کے پر ضرور کاٹے جانے چاہئیں"۔ (روزنامہ جنگ لاہور' ۵ مارچ ۱۹۹۳ء)

اس کے علاوہ ریٹائرڈ جسٹس جاوید اقبال نے مندرجہ ذیل گستاخ اسلام بیانات دے کر اپنے خبث باطن کا بھرپور اظہار کیا۔

- "حدود اور زنا آرڈیننس کالعدم قرار دے دیے جائیں"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۶ مئی ۱۹۹۳ء)
- "صدر مملکت شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ شامل کرنے کی باتیں کر رہے ہیں اور ذکریوں کو خلاف قانون قرار دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں' یہ سب روایت پسندانہ طریقے ہیں"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۲۶ مئی ۹۳ء)
- "۱۹۵۳ء میں قادیانیت کے سلسلے میں جو تحریک چلی تھی' اس کا مقصد بھی عشق رسول نہیں تھا' وہ بھی سیاسی تحریک تھی"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۲ جنوری ۱۹۹۳ء)
- "یہ کیسا حدود آرڈیننس ہے کہ جرم ثابت نہ ہو تو الزام لگانے پر قذف لگتی ہے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۲ جنوری ۱۹۹۳ء)
- "قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا بڑی زیادتی تھی۔ قائد اعظم زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہ دیتے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۲ اگست ۱۹۹۳ء)
- "شریعت ناقابل نافذہ ہے' حدود آرڈیننس غلط ہے"۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور'
- مگر جونہی قائد کی آنکھیں بند ہوئیں' ہم ملا سے مصالحت کی طرف جھک گئے۔ اس کا پہلا مظہر "قراردادِ مقاصد" تھی اور یہیں سے معاملات آگے بڑھنے لگے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر احمدیوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی۔ یہ خالصتاً ایک سیاسی تحریک تھی جس کا مقصد خواجہ ناظم الدین کو اقتدار کے محل سے نکال باہر کرنا تھا۔ یہ تحریک فرقہ پرستی کی پہلی مثال تھی جسے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا۔

(انٹرویو ڈاکٹر جاوید اقبال روزنامہ "خبریں" لاہور 18 جنوری 1998ء)

○ بھٹو نے قادیانیوں کو مولویوں کے دباؤ میں آکر غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور 11 اگست 1997ء رنگین ایڈیشن)

"جاوید اقبال ـــــ علامہ اقبالؒ کے نظریات و عقاید کی مجسم تردید ہیں" (مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی)

"جماعت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ مولانا حافظ عبدالقادرؒ روپڑی نے جسٹس ریٹائرڈ جاوید اقبال کے اس بیان پر کہ "اسلام کا کوئی دور سنہرا نہیں تھا" پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ جسٹس ریٹائرڈ جاوید اقبال' علامہ اقبالؒ کے نظریات اور عقاید کی مجسم تردید ہیں اور ان کے باغیانہ خیالات اور افکار کو پاگل پن کے سوا کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔

جماعت اہل حدیث کے پریس ریلیز کے مطابق انہوں نے کہا کہ جس طرح حضرت نوح علیہ السلام اپنے دور میں اسلام کے مبلغ اعظم تھے اور ان کا نافرمان بیٹا منکر اعظم تھا' اسی طرح علامہ اقبال اسلام کے مفکر اور شیدائی تھے اور ان کا بیٹا جاوید اقبال مرتد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہہ کر تاریخ کے واضح واقعات کا انکار کرے کہ اسلام کا کوئی دور سنہرا نہیں تھا' وہ شان رسالتؐ اور عظمت خلفائے راشدینؓ پر حملہ آور ہوتا ہے۔ انہوں نے اسلام کے نام پر برسراقتدار آنے والے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ جسٹس جاوید اقبال کے بیان کا فوری طور پر نوٹس لیں ورنہ جماعت اہلحدیث شدید ردعمل کا مظاہرہ کرے گی"۔ (روزنامہ "جنگ" ۲۱ اکتوبر ۹۲ء)

ڈاکٹر جاوید اقبال معاشرے کو فرنگی تہذیب کی نذر کرنا چاہتے ہیں

"جمعیت علماء پاکستان (نیازی گروپ) کے سربراہ اور وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا ہے کہ ڈاکٹر جاوید اقبال اپنے والد کی دعاؤں اور آرزوؤں کے برعکس کفر و الحاد کا وکیل بن کر پسر نوح کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ نوائے وقت سے بات چیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے انہوں نے جسٹس (ریٹائرڈ) ڈاکٹر جاوید اقبال کی لاہور میں خواتین کی تقریب میں حالیہ تقریر پر شدید ردعمل کا اظہار کیا اور دعا کی' کہ اللہ تعالیٰ جاوید اقبال کو جلد توبہ کی توفیق دے تاکہ وہ اپنے والد کے نقش قدم پر چل کر احساس کمتری کے متعدی مرض سے نجات حاصل کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ جاوید جس کے لیے علامہ اقبال نے ذکر نیم شبی میں دعائیں کیں' آج اپنے والد کی خواہشات کے برعکس الہام ربانی اور قرآن و سنت میں طے شدہ مسائل سے برملا بغاوت کر رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کیا بدبختی ہوگی کہ وہ اقبال جو

"اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومی کبھی پیچ و تاب رازی"

کہہ کر درد دل بانٹا کرتے تھے' آج ان کے شقی القلب فرزند' ان کے عمر بھر کے پیغام سے انحراف کر رہے ہیں اور خواتین کی تقریب میں محفل گدازانہ شان کی بجائے' اس ماحول میں پگھل کر' نئی تہذیب کی دلدادہ شمع محفل خواتین کا ترجمان بننے کی کوشش کی ہے۔ بے پردگی کی حمایت' اصلاحی اسلام کا جاہلانہ نعرہ لگا کر خلافت راشدہ کی عظمت سے انکار اور اسلام کے مستقبل سے مایوسی کا اظہار کر کے گمراہ کن نظریات پھیلانے کی کوشش کی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مایوس العلاج مریض نے "افسردہ دل کند افسردہ انجمنے راہ" کے مصداق ساری قوم کو مایوسی اور بے ہمتی میں پھینکنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا نیازی نے کہا کہ اگر علماء نہ ہوتے تو خیر و شر اور حلال کا امتیاز اور اسلامی معاشرت کا تصور قائم نہ رہتا۔ جن علماء نے کڑکتی دھوپ اور ٹھٹھرتے جاڑے میں' خانہ خدا کو آباد رکھا اور مسلمان بچوں کو قرآنی تعلیمات سے آراستہ کر کے معاشرے کو قائم رکھا' جس کی بنیاد پر قائداعظم نے علیحدہ تہذیب و تمدن' قانون' اقدار حیات اور روایات کا نعرہ بلند کر کے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا۔ جبکہ علامہ اقبال نے اولیاء اور صلحاء امت کے بارے میں فرمایا:

"اگر فرصت میسر ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں"

اور

"جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا رکھا ہے اہل دل کے سینوں میں"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے خود جاوید اقبال کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ بچپن میں استاد انہیں اللہ کا نام نہ سکھاتے اور قرآن نہ پڑھاتے تو وہ نرے "بوجھ بجھکڑ" بن کر رہ جاتے۔ انہوں نے کہا کہ جاوید اقبال نے یہ غلط تاثر دیا ہے' اجتہاد کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ حالانکہ اس کا دروازہ کبھی بند ہوا ہے نہ ہوگا' البتہ اس کی اہلیت اور استحقاق کے لیے موضوع زیر بحث میں کمال علم' تجربہ' مشق و مہارت اور کردار کی بلندی یعنی تقویٰ لازمی شرط ہے۔ کیا جاوید اقبال مے خواری' عریانی' بے پردگی' بے حیائی' گستاخی کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں؟ ان کے والد نے تو اسے بند کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"مے خواری و عریانی و بیکاری و افلاس
کیا کم ہے یہ تازہ مدنیت کے فتوحات"

انہوں نے کہا کہ جاوید اقبال نے آزادی نسواں کے شوق میں مسلمان عورت کو چراغ خانہ کی بجائے شمع محفل بن جانے کا مشورہ دیا ہے۔ افسوس ہے کہ حکیم الامت کا صاحبزادہ' اسلامی معاشرت کو تباہ کر کے تہذیب فرنگ کی بے پردگی کے سیلاب میں ساری قوم کو بہا لے جانا چاہتا ہے۔ العجب ثم العجب۔ انہوں نے کہا کہ جاوید اقبال نے اسلامی قانون وراثت کا مذاق اڑایا ہے جبکہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ مسلمان لڑکی اپنے والد کی ۱/۳ حصہ وراثت کے علاوہ بے حد و بے انتہا مہر کی بھی حقدار ہوتی ہے اور اس کی ضروریات زندگی کی فراہمی خاوند پر ہوتی ہے اور اگر وہ شیر خوار بچے کو دودھ پلانے سے انکار کر دے تو خاوند کو اس کا علیحدہ انتظام کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ حضورؐ نے صحابہ کرام کے اختلافات پر زبان طعن دراز کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ یہ اختلافات' قصاص عثمان جیسے اہم مسائل کے بارے میں تھے' جنہیں ثالثی نامہ میں طے کر دیا گیا ہے۔ اختلافات کو ہی ناکامی اور زوال کا معیار قرار دیا جائے تو پاکستان میں جمہوریت کی بابت کئی اختلافات رہے ہیں۔ مولانا نیازی نے کہا کہ جاوید اقبال نے اصلاح اسلام کی بابت گوہر افشانی کی ہے۔ گمراہ کن اصلاحی کوشش "دین الٰہی اکبر شاہی" کے ذریعے کی گئی تھی' جسے امام ربانی مجدد ثانی نے خاک گمنامی میں دفن کر دیا تھا۔ مرزا قادیانی نے جہاد کو حرام کرنے کی اصلاحی کوشش کی تھی مگر اس کوشش کا جنازہ نکل گیا اور اب کچھ لوگ نفاذ شریعت سے گھبرا کر اپنی بداعمالیوں' بدعنوانیوں کو چھپانے کے لیے مخالفت کر رہے ہیں۔ لیکن یہ بھی پہلے ملحدوں کی طرح ناکام رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر جاوید اقبال بنیاد پرستی کی اصلاح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ناواقف نظر آتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ عیسائیت میں اس فرقے کو بنیاد پرست کہتے ہیں' جو "ارباب نقل" تھے اور عقل استعمال نہیں کرتے تھے۔ دوسرے' وہ لوگ تھے جو ڈارون تھیوری کے منکر تھے۔ وہ انسان اور بندر کے درمیان گمشدہ کڑی کو نہیں مانتے تھے۔ تیسرے' موجودہ دور میں امریکی سامراج نے ان لوگوں کو بنیاد پرست کہا' جو ملعون سلمان رشدی کی کفریات پر معترض تھے۔ رشدی کے خلاف احتجاجی تحریک' تقاضائے اسلام ہے۔ صرف بے غیرت شخص ہی اس پر خاموش رہ سکتا ہے۔ ہمارے ہاں بنیاد پرستی کا کوئی تصور موجود نہیں' ہم حق پرست ہیں۔ جاوید اقبال کو اس گمراہ کن منطق سے خود کو فی الفور آزاد کر لینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ سودی معیشت' پرفتن اور تباہ کن ہے۔ اس سے آدمی درندہ بن جاتا ہے۔ ہمارا شاندار ماضی بتاتا ہے کہ برصغیر میں ڈیڑھ سو سال غیر سودی معیشت رہی۔ غازی صلاح الدین ایوبی نے ۱۴ یورپی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور غیر سودی معیشت کے ذریعے اسلحہ اکٹھا کیا اور سب کو شکست دی۔ آج بھی ذلت و رسوائی سے نجات حاصل کرنے کا واحد راستہ' غیر سودی معیشت ہے۔ پاکستان میں برٹش گرینڈ لیز بنک اور امریکی سٹی بنک غیر سودی معیشت اور مضاربت کا کام کر رہے ہیں۔ دنیا میں سو بنک غیر سودی معیشت پر کام کر رہے ہیں اور بش نے امریکہ میں سود کم کر کے اڑھائی فیصد کر دیا ہے' جس سے بمشکل کارکنوں کی تنخواہیں پوری ہو سکیں گی"۔

(روزنامہ "نوائے وقت" راولپنڈی ۲۳ر اکتوبر ۱۹۹۲ء)

علماء کرام کا ردعمل

"جماعت اسلامی پنجاب کے امیر حافظ محمد ادریس' جمعیت علماء اسلام کے میاں محمد اجمل قادری' مولانا محمد امجد' مولانا عبدالرحمان' مولانا سیف الدین سیف اور مولانا حنیف عثمانی' تحریک مجاہدین اسلام کے امیر قاری شفیق الرحمان تابانی' متحدہ جمعیت اہل حدیث کے رہنما حکیم حافظ محمد سلفی اور دیگر علماء نے ڈاکٹر جاوید اقبال کے بیان پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ان کا یہ کہنا کہ اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے' بالکل بے بنیاد اور لغو الزام ہے۔ کیونکہ نظر تجدد پرست اپنی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہاں تک آگے بڑھ جاتے ہیں کہ بذات خود اسلام ہی ان کے نزدیک غیر ضروری ٹھہرتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ انہوں نے کہا کہ اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے مگر جس طرح کسی ان پڑھ دیہاتی کو ہائی کورٹ کا جج نہیں بنایا جا سکتا' اس طرح ہر مغرب زدہ دانشور کو مجتہد نہیں بنایا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ موصوف کے باپ علامہ اقبالؒ جو اپنے اسلاف کے کارناموں اور اپنے تابناک تاریخ کے ورثے پر فخر کرتے تھے' جاوید اقبال کے الفاظ سے ان کی روح تڑپ اٹھی ہوگئی کہ اسلام کا کوئی دور سنہری نہیں تھا' حافظ ادریس نے کہا کہ جاوید اقبال کو سب سے بڑھ کر تکلیف یہ ہے کہ ملا' ریس اور شراب کے خلاف کیوں بولتا ہے؟ ملا بیچارے کی کیا حیثیت ہے' ان برائیوں کو خود اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے' حافظ ادریس نے کہا کہ فرزند اقبال کا یہ فرمانا کہ وقت آئے گا فیصلہ کرنا ہوگا کہ اسلام کی ضرورت باقی بھی ہے یا نہیں' ان کی ذہنی حقیقت کو واشگاف کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جاوید اقبال پردہ کے بھی سخت مخالف ہیں اور یہ خطاب انہوں نے پتہ نہیں' ہوش و حواس کے ساتھ کیا تھا یا وہ مدہوشی اور وارفتگی کے عالم میں تھے' جمعیت علمائے اسلام کے رہنماؤں نے جاوید اقبال کے بیان کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جاوید اقبال اس ملک میں اکبر کا دین لانا چاہتے ہیں' جس کی اس دور میں بھی علماء نے مخالفت کی تھی اور اب بھی مخالفت کریں گے' انہوں نے کہا کہ جاوید اقبال اسمبلیوں کے ان ارکان سے اجتہاد کرانا چاہتے ہیں جن کی اکثریت کو قرآن مجید ترجمے کے ساتھ تو درکنار دیکھ کر بھی پڑھنا نہیں آتا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا دور ہی سنہری دور ہے' باقی تمام ادوار کالے ادوار ہیں' انہوں نے کہا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے پر لادین قوتیں تلملا اٹھی ہیں' لیکن اگر حکومت نے فیصلہ بدلنے کی کوشش کی تو علماء ملک گیر تحریک چلانے پر غور کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے ہر سچے مسلمان کے جذبے مجروح ہوئے جس میں ڈاکٹر جاوید نے خلفائے راشدینؓ کے دور کے متعلق نہایت نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ انہوں نے کہا کہ علامہ اقبالؒ جیسے محب اسلام کے بیٹے کو اس طرح کی گفتگو قطعا" زیب نہیں دیتی' انہوں نے کہا کہ خلفائے راشدینؓ کا دور بلاشبہ اسلامی تاریخ کا سنہری دور ہے جس کا غیر مسلموں نے بھی اعتراف کیا ہے اور اگر کوئی لڑائی ہوئی بھی تھی تو وہ سبائیوں کی پیدا کی ہوئی غلط فہمیوں کا نتیجہ تھی۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور 20 اکتوبر 1992ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرزند اقبال............اپنی خودی پہچان

محمد ازہر

سینئر ڈاکٹر جاوید اقبال اپنے والد گرامی قدر کی نسبت و تعارف کی وجہ سے تمام پاکستانیوں کے نزدیک محترم ہیں۔ اس لیے ان کی رائے سے اختلاف ایک طرح کی جسارت ہے' لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ فرزند اقبال خود اسلام کے بارے میں ایسی جسارتوں سے نہیں چوکتے۔ حال ہی میں ان کا ایک طویل انٹرویو روزنامہ ''خبریں'' میں شائع ہوا جس میں انہوں نے فرمایا:

''ہم پاکستان میں یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ کوئی صحیح مسلمان ہے یا نہیں' ہمارا مسئلہ ہماری قومیت کو قائم و دائم رکھنا تھا۔ لیکن آپ دیکھیں کہ بھٹو جیسا شخص مولویوں کے دباؤ میں ایک کمیونٹی کو اقلیتی کمیونٹی قرار دیتا ہے...... میری نگاہ میں یہ مسئلہ نہیں ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں بلکہ ملکی سالمیت کا مسئلہ ہے۔''

آگے چل کر فرماتے ہیں: ''جس وقت علماء ہم پر زور ڈالتے ہیں تو ہم گھبرا جاتے ہیں' کوئی نہ کوئی معاہدہ کر لیتے ہیں۔ ترکی میں اربکان نے دینی مدارس کو بحال کیا تو ترک فوج نے دینی مدارس کا خاتمہ کر دیا' کسی کو جرأت نہیں کہ بولے۔ اب یہاں اسلام جو پاکستان کی اساس ہے' مسلمان مسلمان کا گلا کاٹ رہا ہے' شہید اور غازی کہلا رہا ہے۔ اس صورت حال کا سدباب اب تک کیوں نہیں کر پائے کیونکہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ کہاں سے قدم اٹھایا جائے؟ کس طرح ان دینی مدارس کو بند کیا جائے؟ آج میں یہ سوال اٹھاتا ہوں فرض کرو کہ اسلام کی تعبیر ملک کے لیے اگر فتنہ بن جائے تو کیا اسمبلی اس کی حق بجانب نہ ہو گی کہ وہ اسے سیکولر سٹیٹ ڈیکلیر کرے۔ یہ سوال میں اپنے قائدین سے کرتا ہوں۔''

ڈاکٹر صاحب قادیانیوں سے محبت و ہمدردی کا وقتاً فوقتاً اظہار کرتے رہتے ہیں۔ وہ پہلے بھی یہ فرما چکے ہیں کہ:

''قائداعظمؒ زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہ دیتے اور یہ کہ ان کی وزارت میں ظفر اللہ قادیانی بھی شامل تھا۔''

علامہ مرحوم نے غیر مبہم الفاظ میں لکھا تھا کہ: ''میرے سامنے قادیانیوں کے لیے صرف دو راہیں ہیں' یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔''

(حرف اقبال' ص 137)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر صاحب اپنے والد گرامی کے اس دوٹوک مؤقف سے باخبر تھے' اسی لیے یہ کہنے کی جرأت تو نہ کر سکے کہ اگر میرے والد زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہ دیتے۔ البتہ قائداعظمؒ کے بارے میں انہوں نے یہ فرما کر نفاق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ قائداعظمؒ کی کابینہ کے جس قادیانی وزیر کا انہوں نے سہارا لیا ہے' اس نے وفاتِ قائدؒ پر ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر کے اپنے قول و عمل سے اس بات کی توثیق کر دی تھی کہ قادیانیت کا ملت مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں۔

ہم ڈاکٹر صاحب سے گزارش کریں گے کہ وہ بھی بلاوجہ ضد چھوڑ دیں۔ جیسے کوئی شخص جعلی طور پر پارلیمنٹ کا ممبر نہیں بن سکتا' جج کی کرسی پر نہیں بیٹھ سکتا' از خود بار ایسوسی ایشن کا رکن نہیں ہو سکتا' اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر نہیں لکھوا سکتا جب تک کہ متعلقہ ادارے اس کی منظوری نہ دیں۔ اسی طرح اسلام کے اطلاق کے لیے بھی کچھ ضابطے اور شرائط ہیں جنہیں ڈاکٹر صاحب بھی یقیناً جانتے ہوں گے۔ قادیانیوں کی حمایت میں تجاہلِ عارفانہ سے کام لیں تو دوسری بات ہے۔

اسلام کی تعبیر (بقول ڈاکٹر صاحب) فتنہ بن جائے تو پارلیمنٹ اسے سیکولر سٹیٹ قرار دینے میں حق بجانب ہو گی؟ جو لوگ اس ملک کی نظریاتی بنیادوں کے دشمن ہیں' احکام اسلام سے باغی ہیں' مشرقی تہذیب سے بیزار ہیں' مغربی انداز سیاست کے دلدادہ ہیں' وہ اس کے نظریاتی تشخص کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ بدقسمتی سے جاوید اقبال جیسی شخصیت نے بھی تجدید و انحراف کی وہی راہ اختیار کر لی ہے۔ اسلام کی تعبیر نہ کبھی پہلے فتنہ تھی نہ اب ہے۔ مکار سیاست دان اور موقع پرست حکمران جو اپنی عیاشیوں اور بے لگامیوں کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ اسلامی تعلیمات کو سمجھتے ہیں' اختلاف تعبیر کا عنوان اختیار کر کے قوم کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اگر صرف اختلاف تعبیر کی وجہ سے اسلام کو چھوڑ کر سیکولرازم کو اختیار کرنے کا سوال اٹھایا جا سکتا ہے تو اسی وزن پر کچھ اور سوالات بھی مرتب ہو سکتے ہیں۔ مثلاً اسمبلیوں میں نت نئے اختلاف اور ہنگامے جنم لیتے ہیں' کیا ایسی اسمبلیوں کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ ہماری عدالتیں آئین کی تشریح میں مختلف و متنوع تعبیریں اختیار کرتی ہیں' ایسی عدالتوں کا وجود ہونا چاہیے یا نہیں؟ پاکستان کے شہری جان و مال کے عدم تحفظ سے دوچار ہیں' کیا پاکستان کا قیام جائز تھا یا نہیں؟

ان سوالوں کا جواب ڈاکٹر جاوید اقبال سمیت ہم سب کو معلوم ہے۔ اگر ایسے سوالات اٹھانے والا عقل و فکر' استدلال و منطق اور سنجیدگی سے بے بہرہ ہے تو کیا اسلام ہی ایسا مظلوم موضوع ہے کہ اس پر جو چاہے' جس طرح چاہے' لب کشائی کرتا رہے۔ فرزند اقبال کو اس پر غور کرنا چاہیے۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور' 19 ستمبر 1997ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جاوید اقبال پھر بولے............

مولانا محمد ازہر مدیر "الخیر" ملتان

سینئر ڈاکٹر جاوید اقبال' علامہ اقبال مرحوم کے فرزند ہونے کی حیثیت سے تعلیم یافتہ لوگوں میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے' لیکن اسلام کے بارے میں ان کے ملحدانہ خیالات و نظریات نے ان کے عقیدت مندوں کو سخت مایوس کیا ہے۔ موصوف کو جب بھی کسی قابل ذکر مجلس میں خطاب کا موقع ملتا ہے' وہ اسلام اور خدام اسلام (علماء کرام) کو اپنے بیجا طنز و تشنیع اور سوقیانہ جملوں کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے۔ حال ہی میں انہوں نے لاہور میں "علامہ اقبال کے تصور پاکستان" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ "موجودہ دور کے تقاضے پورے کرنے کے لیے اسلامی فقہ میں اجتہاد کے ذریعے فوری ترمیم کی ضرورت ہے' اس لیے کہ نہ تو ہم پورے مسلمان ہیں اور نہ پورے کافر' بلکہ دو انتہاؤں کے درمیان لٹک رہے ہیں۔ علماء کو جدید تقاضوں کے مطابق روایتی اسلامی قوانین میں تبدیلی کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ انہوں نے مثال دی کہ ماضی میں مسلمانوں کو چار بیویاں کرنے' کنیزیں خریدنے اور متعہ کرنے کی اجازت تھی' کیا آج کے دور میں ایسا ممکن ہے؟ علماء آگے آئیں اور ایسے امور پر اجتہاد کریں۔"

(نوائے وقت ملتان' 11 اگست 1996ء)

جاوید اقبال صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ انسان پورا مسلمان ہوتا ہے یا پورا کافر' آدھا مسلمان اور آدھا کافر یعنی نومن ببعض و نکفر ببعض کہنے والوں کو قرآن کریم نے اولئک ھم الکافرون حقا کا مصداق قرار دیا ہے۔ بحمد اللہ پاکستان کے تمام مسلمان' عملاً کمزور سہی' پورے مسلمان ہیں اور جن "روایتی اسلامی قوانین" کو بدلنے کا مشورہ آپ نے دیا ہے ان کے بارے میں اسلام میں کسی قسم کا ابہام نہیں پایا جاتا۔ "متعہ" آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی حرام قرار دے دیا گیا تھا۔ کنیزوں کے احکام قرآن و سنت میں واضح طور پر مذکور ہیں اور چار بیویوں کی اجازت قرآن کریم میں دی گئی ہے۔ جاوید اقبال صاحب جیسے "دانشوروں" سے ساری دنیا بھر جائے اور وہ قرآن کریم کی آیت پر نظر ثانی کا "قیمتی مشورہ" دیں تو اہل ایمان کے نزدیک اس کی حیثیت پرکاہ کے برابر بھی نہیں۔ یہ بالکل ایسے ہے کہ کوئی بھنگی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے فیصلہ پر نظر ثانی کا حق مانگنے لگے۔ کیا ایسا حق مانگنے والے کو دماغی امراض کے شفاخانہ میں داخلہ کا مشورہ دینا مناسب نہیں؟ حالانکہ بھنگی اور چیف جسٹس کے درمیان بحیثیت انسان تساوی کی ایک نسبت موجود ہے' جبکہ خالق اور مخلوق کے درمیان کوئی نسبت ہی نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

وما قدروالله حق قدره

جاوید صاحب کو اپنی حقیقت و حیثیت پہچان کر بات کرنی چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر نظر ثانی اور ترمیم کا حق مانگ رہے ہیں جس کا اختیار پیغمبر کو بھی نہیں۔

(ماہنامہ حق چاریارؓ لاہور' اکتوبر 1997ء)

"جسٹس جاوید اقبال کی نفسیاتی پرابلم" کے عنوان سے صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی لکھتے ہیں:

"مہذب معاشرے میں اظہار رائے کا مہذب طریقہ اس فورم سے بات کرنا ہے جو اس مقصد اور موضوع کے لیے طے کیا گیا ہو۔ پریس کے معاملات پریس کے فورم سے' پارلیمنٹ کے مسائل پارلیمنٹ کے فورم پر زیر بحث آنے چاہئیں۔ پارلیمانی امور اگر تھانے میں اور صحافتی قواعد بازاروں اور چوکوں میں موضوع بحث بننے لگیں تو اہل فکر و نظر کو خوف محسوس کرنا چاہیے کہ بات بننے کے بجائے بگڑنے پر آ گئی ہے۔ "جس کا کام اسی کو ساجھے" کا محاورہ بھی غالباً اسی حزم اور احتیاط کے سبب وضع کیا گیا۔ ورنہ ہر بوالہوس کے حسن پرستی شعار کرنے کا فیشن بن جائے گا اور ہوس و حسن کی حدود پامال ہو کر رہ جائیں گی' مگر بدقسمتی سے "اسلام" کچھ ایسا مظلوم موضوع ہے کہ جو چاہتا ہے اور جہاں چاہتا ہے اپنی سقراطی بقراطی بگھارنے میں جت جاتا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ دنیا کے ہر موضوع پر گفتگو کرنے سے زیادہ سے زیادہ غلط اور صحیح کا احتمال پیدا ہوتا ہے لیکن اسلام اور اس کے بنیادی تصورات و عقائد پر بحث کفر و ایمان تک پہنچ جاتی ہے اور کمزور سے کمزور مسلمان کو بھی بہرحال اپنے ایمان کا دھیان رہتا ہے' ہماری سوسائٹی لگتا ہے کسی اندھے شوق میں مبتلا ہوگئی ہے کہ وہ ہر چیز کو ادھیڑنے' کھدیڑنے' لتاڑنے' بگاڑنے اور چیرنے پھاڑنے میں مصروف ہے۔ کوئی مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہو تو اس پر رائے زنی' تنقید یا گرفت' توہین عدالت قرار پاتی ہے جبکہ یہ توہین عدالت کا تصور الٰہی نہیں محض انسانی ہے مگر ہم اس کا اس لیے بھی اہتمام کرتے ہیں کہ ہمیں سزا ہو سکتی ہے اور اس لیے بھی اسے ملحوظ رکھتے ہیں کہ اگر ہر شخص ہر معاملے میں اپنے لیے آزادی اظہار کا حق محفوظ کر لے تو اس کا حق تو محفوظ ہو جائے گا لیکن باقی سب اداروں اور افراد کے حقوق کا تیاپانچہ ہو کر رہ جائے گا اور اگر ایسا ہونے لگے تو پھر ایسی سوسائٹی "جنگل لاء" کا نمونہ پیش کرے گی' تہذیب و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمدن، قانون کی بالادستی، روایات کی پاسداری، تحمل و برداشت، شرف انسانی، احترام آئین اور اداروں کا وقار سب ہوا میں ریت کے ذروں کی طرح بکھر جائے گا۔

یہ بات کہنے کی تقریب یوں پیدا ہوئی ہے کہ ایک عرصے سے جسٹس جاوید اقبال اسلام کے بارے میں اپنے ذاتی تصورات اور خیالات پیش کر رہے ہیں جن کا زیادہ تر تعلق ان کے ذہنی تحفظات سے ہوتا ہے۔ "اسلام کی اساسیات سے قطعاً نہیں"۔

جسٹس جاوید اقبال ہمارے لیے سہ گونہ احترام کے قابل ہیں، ایک تو وہ فرزند اقبال ہیں وہی اقبال جسے ہم پاکستانی نژاد لوگ اپنے پیارے ملک کا مصور سمجھتے ہیں، وہی اقبال جسے ارباب دانش و حکمت نے "حکیم الامت" کا خطاب دیا ہے، وہی اقبال جو بجا طور پر "فیلسوف مشرق" ہیں اور یہ اعزاز ہم اہل مشرق کے لیے کچھ کم نہیں، وہی اقبال جس نے "تو بہ زمانہ ساز" کے بجائے "تو بہ زمانہ ستیز" کا درس حریت دیا اور لے دے کے یہ فکری اثاثہ ہمارے پاس رہ گیا ہے جس پر ہمارے دوبارہ جی اٹھنے کا تھوڑا بہت انحصار رہ گیا ہے، وہی اقبال جس نے

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

جیسا لازوال اور لافانی شعر کہہ کر ہمارا قبلہ توجہات متعین کر دیا اور ہمیں اپنی تہذیب کے حوالے سے سر اٹھا کر چلنے کا حوصلہ بخشا، وہی اقبال جس نے نطشے کی نامرادی پر تبصرہ کر کے اہل مشرق کی ذہنی غلامی کا داغ دھو دیا۔

اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں
تو اقبال اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ہے

احترام کی دوسری نسبت ان کا عدالت عظمیٰ کا جج ہونا ہے اگرچہ اب وہ ریٹائر ہو چکے ہیں۔

تیسری وجہ ان کا صاحب علم و فضل ہونا ہے جس سے کم از کم مجھ ایسے طفل مکتب کو کبھی انکار ہونا بھی نہیں چاہیے۔ اب ایک شخص فرزند اقبال ہو، ریٹائر جسٹس ہو اور صاحب علم ہو، اس سے اختلاف نرم سے نرم الفاظ میں شوخی ہی سمجھی جائے گی اور بالخصوص وہ آدمی اختلافی نقطۂ نظر پیش کر رہا ہے جسے پیمانہ علم کی تلچھٹ بھی میسر نہ ہو اور جسے اپنی تہذیب، اپنے لباس، اپنی زبان، اپنے آداب تمدن اور اپنے عقیدے پر فخر کرنے کا سبق علامہ اقبال کی نثر اور نظم نے دیا ہو اور وہ اس کے فرزند عزیز کے منہ آئے، بایں ہمہ مجھ ایسے نادان اور گستاخ کا فرزند اقبال سے یہ گلہ ضرور بنتا ہے کہ وہ اپنے اظہار میں ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تینوں نسبتوں کو نہ جانے کس احساس کے تحت نظرانداز کر دیتے ہیں۔ اقبال معناً" ہی نہیں لفظاً" بھی اسلام کے پیرو اور پرجوش داعی رہے اور دور فتن میں تو تقلید کو محفوظ راستہ قرار دیتے ہیں اور کوئی وقتی مصلحت' جوش' دباؤ اور منفعت انہیں اس روش سے نہ ہٹا سکی اور خلافت جیسے ازکار رفتہ ادارے کی تحلیل پر بول اٹھے۔

ع چاک کر دی ترک ناداں نے خلافت کی قبا!

جبکہ فرزند اقبال یہ جسارت کرنے سے نہیں چوکتے کہ "شریعت ایک فرسودہ چیز بن کر رہ گئی ہے" ("نوائے وقت" ۱۹ر اکتوبر ۱۹۹۲ء) ڈاکٹر جاوید اقبال عدالت عظمیٰ کے جج رہے۔ قبل ازیں عدالت عالیہ لاہور کے چیف جسٹس رہ چکے ہیں۔ انہیں بخوبی معلوم ہونا چاہیے کہ اظہار خیال کے آداب کیا ہیں؟ اگر ان کے دور قضا میں کوئی ان کے زیر سماعت کسی مقدمے کو پریس یا موچی دروازے میں لے آتا تو جسٹس جاوید اقبال کے احساسات کیا ہوتے؟ اب خود ہی فرمایئے کہ "ویمن ایکشن فورم" کیا اسلام کے بارے میں اظہار خیال کا صحیح فورم ہے؟ اور "ویمن" جو اس کی روح رواں ہیں' وہ سب کی دیکھی بھالی ہیں اور ان کی سنجیدگی' ثقاہت اسلام سے عملی تعلق اور نظریاتی پختگی ہر ایک پر عیاں ہے۔ لیکن وہ بات اتنی تفصیل اور سنجیدگی سے کرتے ہیں گویا دنیا بھر کے اسلامی مفکرین' اسکالر' صاحبان تحقیق و تصنیف اور سنجیدہ مدبرین ان کے سامع ہیں اور آج کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو کر رہے گا۔ حالانکہ ہم ایسے تہی دامانوں کو بھی معلوم ہے کہ ایسے ہوٹلوں میں تقاریب معاشرتی تعلقات بڑھانے' چائے کی پیالی پر گپ شپ کرنے' دل کا غبار نکالنے' شیخی بگھارنے اور جان کی امان پاؤں تو تصویر کھنچوانے اور نمبر بنانے کے لیے منعقد ہوتی ہیں۔ جو لوگ سنجیدہ کام کے عادی ہوتے ہیں وہ فائیو سٹار ہوٹلوں اور فوٹو گرافرز کے جلو میں نہیں' کسی لائبریری کے کونے میں سر جھکائے بیٹھے نظر آتے ہیں اور جو اپنی شاندار تحقیق کو کبھی حرف آخر نہیں کہتے اور عمر بھر طالب علم بن کر رہتے ہیں مگر ایسے "ایکشن فورم" اگر ایک وقت میں اسلام' شریعت' آئین' پارلیمنٹ پر معروف بحث ہوتے ہیں تو دوسرے وقت مال روڈ پر معروف مظاہرہ نظر آتے ہیں اور اس سے ان کے مزاج کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

اور تیسری گزارش یہ ہے کہ جسٹس جاوید اقبال کے علم و فضل میں کس کودن کو شک ہے لیکن یہ انہی کے والد گرامی کا فلسفہ ہے کہ محض علم سے شہرت' طاقت اور دولت تو مل جاتی ہے لیکن'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ع ایک مشکل ہے کہ ہاتھ نہیں آتا اپنا سراغ

علم میں اپنا سراغ اس وقت نہیں ملتا جب علم کسی نصب العین' کسی منزل' کسی نتیجے' کسی آئیڈیل اور کسی کمٹمنٹ کے بغیر فقط ذہنی عیاشی' موضوع بحث' وقت گزاری' ذخیرۂ معلومات' الفاظ و حروف کی بازی گری اور نری اپج بن کر رہ جائے اور آج کل کے بیشتر "ڈگری ہولڈرز" کا یہ المیہ ہے۔ بالکل سادہ لفظوں میں عرض کروں کہ نقشہ کچھ یوں بنتا ہے کہ نماز کے قریب نہیں آتا مگر اس کے اسرار و رموز' حکمت و فلسفہ' مقاصد و اغراض اور تہ در تہ معانی پر ایک لیکچر تیار ہوتا ہے اور چند منٹ کے نوٹس پر "ا ٹیلیکچوئلز" کو عطا کر دیا جاتا ہے۔ احکام شرعی کی پابندی بالکل ندارد مگر اس کی اصلاح و کنٹریبوشن' اس کے سماجی پس منظر' اس کے اطلاقات اور عصر جدید سے ہم آہنگ کرنے کے فلاسفی بیان کرنے پر ہر وقت آمادہ و مستعد! یہی وہ ٹریجڈی ہے جس نے دل اور دماغ' قول اور فعل' فکر اور نظر' فرد اور اجتماع' سب میں بعد اور فرق پیدا کر دیا ہے اور پورا معاشرہ چھانک چھانک ہو کر رہ گیا ہے۔

اگر اسے بدگمانی اور زودرنجی پر محمول نہ کیا جائے تو اس طرح کے بحث مباحثوں کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہمارے ملک کے متجدد دین دراصل اسلام کو ایک حرکت' عمل' انقلاب' اصلاح' ذریعہ فلاح بنانے کے بجائے فقط علمی بحث کا موضوع اور ہلکی پھلکی تقریر کا عنوان سمجھتے ہیں' وہ اسلام کی رخصتوں سے بھرپور فائدہ اٹھاتے مگر اس کی پابندیوں سے رسے تڑاتے ہیں' ان کا من پسند مشغلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بیان کریں کہ اسلام نے قانون کے احترام کا عظیم الشان پیغام دیا ہے' وہی قانون اگر ان پر نافذ ہونے لگے تو کہتے ہیں کہ دور حاضر میں نہیں چل سکتا' اسے عصر جدید سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے۔ المختصر یہ وہی ذہنی مدت ہے جس کا آج کل کا "روشن خیال دانشور" عادی ہو چکا ہے۔ اگر کوئی اسے اس روش پر ٹوکے یا دستبردار ہونے کا مطالبہ کرے تو وہ بے چارہ فوراً "بنیاد پرست" "ملا" "تاریک خیال" اور "قرن وسطیٰ کا آدمی" بن جاتا ہے۔

ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے لیکچر میں فرمایا ہے کہ "ملا حاکیت الٰہی کا تصور دے کر پارلیمنٹ کی بالادستی ختم کرنا چاہتے ہیں"۔ اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ کون سی پارلیمنٹ؟ وہی نا جس میں ہر رسہ گیر' وڈیرا' جاہل' اسمگلر اور بندہ ہوا و ہوس تو پہنچ جاتا ہے مگر جسٹس جاوید اقبال عمر بھر کوشش کر دیکھیں' وہ اس کے لیے منتخب نہیں ہو سکتے' کیوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ پارلیمنٹ میں ہر ایک کی ضرورت ہوتی ہے لیکن عالم فاضل اور تعلیم یافتہ آدمی کی قطعاً ضرورت نہیں پڑتی۔ ہاں البتہ رسہ گیروں کے گروہ کی اعانت سے ایسا ممکن ہے کہ ڈاکٹر صاحب رکن بن جائیں۔

کیسی پارلیمنٹ؟ جس میں گالم گلوچ' گریبان پھاڑنے' مائیک اٹھا کر مارنے اور کرسیاں چلانے کا چلن عام ہے' کیا ایسی پارلیمنٹ کی بالادستی مطلوب ہے؟ جس کا نمایاں شعار "ہارس ٹریڈنگ" ہے' ملا بے چارہ اپنی بالادستی نہیں چاہتا' حاکمیت الٰہی کی بالادستی چاہتا ہے کہ ہر کوئی محکوم ہو' حاکم صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہو' قرآن و سنت ہو اور اسلامی شریعت ہو۔ مگر ڈاکٹر صاحب جیسے لوگ ہر ایک پر بشمول ملا پر اپنی حاکمیت بذریعہ پارلیمنٹ قائم کرنا چاہتے ہیں مگر ان پر کوئی حاکم نہ ہو' وہ جو چاہیں کرتے پھریں' پورا ایوان بیچ کھائیں' خزانہ لوٹ جائیں' صدر اور وزیراعظم تک کی کرسیاں نیلام ہو جائیں' انہیں کہیں چیلنج نہ کیا جائے' ان پر کوئی قدغن نہ ہو۔ میرے خیال میں ملا کا یہی مطالبہ ہے نہ بیش نہ کم! اگر ملا اپنی بالادستی چاہتا ہے تو میں ڈاکٹر صاحب کے ساتھ مل کر اس نیت اور ارادے کی مذمت کرتا ہوں' لیکن کسی سنجیدہ استدلال کے ساتھ ملا کی اس نیت کے فتور کو ثابت کیا جائے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "اسلام صرف عورت کے سر پر دوپٹہ رکھنے اور شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے تک محدود ہو گیا ہے"۔ یہ بات کم از کم فرزند اقبال کے منہ سے زیب نہیں دیتی' جس کے عظیم باپ نے "تشکیل جدید فلسفہ الہیات اسلامیہ" کے موضوع پر حد درجہ پرمغز خطبات دیے ہوں اور جو مولانا انور شاہ کشمیری کو فقہ اسلامی کی تدوین نو کے لیے لاہور بلانے کی دعوت دیتا رہا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اور ان کے قبیل کے لوگ آخر عورت کے سر پر چادر یا دوپٹہ رکھنے سے اتنے خوفزدہ' متوحش اور فکرمند کیوں ہیں؟ اور آزادی نسواں کے اتنے علمبردار کیوں ہیں؟ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ ان کے عظیم والد اور ہم سب کے محسن اور ممدوح علامہ اقبال اس بارے میں کیا رائے رکھتے تھے؟ وہی جو جسٹس صاحب کی ہے یا ہم "تاریک خیالوں" کی۔ تعلیم نسواں کے بارے میں ان کا کیا نقطۂ نظر تھا؟ ان کے نزدیک احترام عورت کے کیا تقاضے تھے؟ وہ عورت کے لیے سیدہ زہراؓ کو آئیڈیل قرار دیتے تھے یا صوفیہ لارین کو؟ یہی وہ نفسیاتی پرابلم ہے جو بدقسمتی سے ڈاکٹر جاوید اقبال کو لاحق ہے نہ وہ تائید کر سکتے ہیں اور نہ تردید' یہ مخمصہ ان کی شخصیت کو تقسیم کیے دے رہا ہے جس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باعث توازن کا دامن ان کے ہاتھ سے بار بار چھوٹ جاتا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ علامہ اقبال ان کے والد ہیں اور وہ ازراہ ادب انہیں غلط نہیں کہہ سکتے۔ علامہ اقبال ہر ذی شعور فرد کے نزدیک جسٹس صاحب سے زیادہ پڑھے لکھے' فلسفی' بیدار مغز' یورپ کے مزاج آشنا' اسلام کے رمز شناس اور حکیمانہ نگاہ کے حامل تھے۔ فرزند اقبال اگر یہ کہنے کا حوصلہ کر بھی لیں کہ علامہ کا دور چلا گیا اب حالات نئی کروٹ لے چکے ہیں تو دنیا بھر میں سوائے ان کے کوئی دوسرا ان کا ہمنوا نہیں ہوگا کیونکہ قصہ جدید و قدیم کو حضرت علامہ خود "دلیل کم نظری" قرار دے چکے ہیں۔ حقائق اور اخلاقیات محتاج قدیم و جدید نہیں ہوتے اور ہم لوگ تو اس صدی کو' اقبال کی صدی کہتے ہیں بلکہ آنے والا دور اقبال کی حکمتوں اور صداقتوں کو مزید واضح کرنے والا دور ہوگا۔ ایسے میں فرزند اقبال کی "فرزندگی" کسی کو کیا متاثر کر سکتی ہے۔ یہ تو بات ہوئی حضرت علامہ کی نسبت سے' اس سے قطع نظر آخر وہ کون سی خیر عورت کے سر سے دوپٹہ اتار دینے سے منسلک ہے جس سے ملا ہمیں خواہ مخواہ محروم کرنا چاہتا ہے؟ وہ کون سی ترقی ہے جس کا راستہ دوپٹے نے بند کر رکھا ہے؟ وہ کون سا اعزاز ہے جس سے ہم دوپٹے کے باعث محروم چلے آ رہے ہیں؟ وہ کون سا کام ہے جس میں حرج فقط دوپٹے کی وجہ سے ہوتا ہے؟ لے دے کے ڈرامہ' بازاری فیشن اور نمائش ہی ہے جس میں دوپٹہ آڑے آتا ہے ورنہ آج کے انقلابی ایران میں عورت دوپٹے اور حجاب شرعی سمیت سارے فرائض زندگی سرانجام دے رہی ہے' کسی نے دوپٹہ اتار پھینکنا ہے تو اتار پھینکے' کون روک سکتا ہے؟ یہاں قتل ہضم ہو جاتے ہیں' بے پردگی کا تو ذکر ہی کیا؟ لیکن براہ کرم اس کی اجازت اسلام سے حاصل نہ کی جائے' ہوائے نفس سے اس کی رخصت آسانی سے مل جاتی ہے' لے لیجئے اور عیش کیجئے' آپ کی خواہش کچھ یوں معلوم ہوتی ہے کہ آپ کے نفس اور جذبہ تعیش کو غذا بھی اسلام فراہم کرے۔

ہمارے دانشور بات کو دوسرا رخ دے کر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔ مقصد "عیش نظر" ہے اور نام لیتے ہیں ترقی کا! عورت کی آزادی کا! اس کی صلاحیتوں کے اجاگر کرنے کا سوال یہ ہے کہ خیر' ترقی' خوبی اور صلاحیت کے حصول اور اظہار کے لیے دوپٹہ اتروانے کی جو مہم چل رہی ہے تو بطور ایک مسلمان کے یہ واضح کیا جائے کہ سیدہ خدیجہؓ سیدہ عائشہؓ سیدہ فاطمہؓ سیدہ زینبؓ سیدہ رابعہ بصریؒ یہ سب خیر' ترقی' روحانی اور خوبیوں کے اعتبار سے کس درجے میں شمار ہوتی ہیں؟ اگر ہمیں اعتراف ہے کہ اب ہماری مائیں' بہنیں' بیٹیاں' خیر و ترقی اور خوبی و اصلاح میں ان کی تقلید تو کر سکتی ہیں' کسی شکل میں ان کا مقابلہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر سکتیں تو بتایا جائے ان قابل صد احترام عفت ماب خواتین نے دوپٹے اور حجاب سیت خیر اور خوبی کی منازل کیسے طے کر لیں؟ اور ہماری بہن بیٹیاں ایسا کیوں نہیں کر سکتیں؟ دوپٹہ بے چارا اگر آڑے آتا تو فاطمہؓ و زینبؓ کے آڑے آتا۔

ہمارے خیال میں مسئلہ صرف ذہنی مرعوبیت' تقلید مغرب' کج نظری اور ہوس پرستی کا ہے۔ ہم خیر و فلاح کی دوڑ میں شریک نہیں ہونا چاہتے' ترقی ہمارے پیش نظر نہیں' اگر کچھ مطلوب ہے تو میوزیکل شو' رقص' بیوٹی پارلر کا فروغ' کاسمیٹکس کی تجارت' مقابلہ حسن وغیرہ کیوں کہ یہ سب چیزیں دوپٹے اور حجاب کے ساتھ ممکن نہیں اس کے لیے ستر و حجاب سے گلوخلاصی ضروری ہے۔

کوئی "کوڑھ مغز ملا" کسی بہن' بیٹی کو نرس' ڈاکٹر' لیکچرر' سائنس دان' سیاستدان بنانے سے نہیں روکتا' وہ صرف آداب و حدود شرعی کی بات کرتا ہے مگر اس کا کیا علاج ہے کہ مقطع میں سخن گسترانہ بات آپڑتی ہے اور لذت میں کھنڈت پڑ جاتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ جسٹس جاوید اقبال نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے تک اسلام کو محدود کرنے کی بات کی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ بھی تجاہل عارفانہ ہے ورنہ ڈاکٹریٹ کی ڈگری رکھنے والا آدمی ایسی عامیانہ بات نہیں کر سکتا۔ بات صرف مذہب کے خانے کی نہیں اصول کی ہے' آپ مان جائیں' ملا بھی مان جائے گا' آپ ضد کریں گے' وہ بھی ضد کرے گا اور یوں بیچ میں اعتماد کا رشتہ ٹوٹ جائے گا۔

ایک فرقے کو آئین غیر مسلم کہتا ہے' پارلیمنٹ بحث مباحثے کے بعد اسے غیر مسلم گروہ قرار دیتی ہے' امت اس پر اجماع کرتی ہے' تو وہ کون سی منطق ہے جو قادیانیوں کو دائرہ اسلام میں شامل کیے رکھے۔ ہماری مجبوری ہے کہ حضرت علامہ کا ذکر درمیان میں آ جاتا ہے۔ قادیانیوں کے بارے میں فاضل جسٹس کے والد گرامی کی کیا رائے تھی؟ یہ انہیں بھی معلوم ہے اور ہمیں بھی! تو اسے خواہ مخواہ باعث نزاع نہ بنایا جائے۔ یہ تو علم و فہم والی بات نہ ہوئی' ایک اصول ہے کہ کوئی ازخود بار ایسوسی ایشن کا ممبر نہیں بن جاتا' کسی پارٹی کی مجلس عاملہ کا رکن نہیں ہو سکتا' کوئی اپنی مرضی سے جسٹس نہیں لکھوا سکتا' کوئی ممبر' پارلیمنٹ کی پلیٹ' گاڑی پر نہیں لگوا سکتا جب تک کہ متعلقہ ادارے اس کی منظوری نہ دیں اور وہ شخص کوالیفائی نہ کرے۔ تو کیا اسلام ایسا یتیم ادارہ ہے کہ ہر کوئی اس کا متولی اور وارث بن جائے خواہ امت اسے قبول کرے یا نہ کرے! ظاہر ہے یہ ضابطے کی بات ہے اور ایک جج سے بڑھ کر ضابطوں کے احترام سے کون واقف ہو گا؟ مگر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے جسٹس صاحب اس معاملے میں بھی شغل فرماتے نظر آتے ہیں۔

ہم کھلے دل سے ڈاکٹر جاوید اقبال کے اس درد و سوز کا اعتراف کرتے ہیں کہ لوگوں نے دوپٹے اور مذہب کے خانے تک اسلام جیسی آفاقی حقیقت کو محدود کر دیا ہے۔ واقعی یہ اشارہ بڑا اہم ہے مگر خود ڈاکٹر صاحب اور ان جیسے لوگوں نے بھی تو ساری روشن خیالی' تجدید دین اور ترقی کو دوپٹے اور حجاب کے خاتمے تک محدود کر دیا ہے جب بھی بات ہوتی ہے تان اسی پر آ کر ٹوٹتی ہے کہ عورت ڈرامے میں حصہ کیوں نہیں لے سکتی؟ ہاکی کیوں نہیں کھیل سکتی؟ مقابلہ حسن میں کیوں شریک نہیں ہو سکتی؟ لبرٹی اور انارکلی کیوں نہیں جا سکتی؟ مغنیہ اور رقاصہ کیوں نہیں بن سکتی؟

ع آپ بھی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں

اس دائرے میں متوازن نقطہ نظر یہ ہے کہ سارا اسلام دوپٹے اور حجاب میں نہیں اور نہ ہی ساری روشن خیالی کا منبع اور سرچشمہ بے حجابی ہے بلکہ احساس ذمہ داری اور دائرہ کار کا تعین ہی اسلام کی روح اور روشن خیالی کا مصدر ہے۔ بات اگر حجاب سے نہیں بنتی تو خدا لگتی بات یہ ہے کہ بے حجابی سے بھی آج تک کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا۔ حالانکہ جتنی بے حجابی بڑھی ہے شرح تعلیم اتنی گھٹ رہی ہے اور معیار تعلیم پست ہو رہا ہے۔ اخلاقیات کو تو سردست جانے دیجئے کہ رفتہ رفتہ یہ اضافی شے بنتی جا رہی ہے۔

ہمارے ممدوح ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے پر حکمت اور فصیح و بلیغ خطاب میں یہ بھی فرمایا ہے کہ

"اگر سرسید اور اقبال نے اسلام کے اصلاحی نظام کے حوالے سے کوشش نہ کی ہوتی تو آج مرد اور عورت "میم اور صاحب" بن کر یہاں نہ بیٹھے ہوتے"۔

یہ ہوئی نہ اصل بات اور خواہش جسے ڈاکٹر صاحب بڑا لمبا موڑ کاٹ کر زبان پر لائے' یعنی ان کے نزدیک سب سے بڑا شرف' عظیم کامیابی' خیرہ کن ترقی اور اعزاز "میم" اور "صاحب" بننا ہے۔ اصلاحی نظام کا اگر یہی نتیجہ مقصود تھا تو خدا گواہ ہے کم از کم اقبال کی روح یہ سب کچھ دیکھ کر اپنی لحد میں تڑپ رہی ہوگی اور سرسید مرحوم نے بھی یہ کبھی نہیں چاہا تھا کہ میری بیٹیاں "میم" اور میرے بیٹے "صاحب" بن جائیں' گوری "میموں" اور گورے "صاحبوں" سے نجات پانے کے لیے تو علامہ اقبال نے پاکستان کا خواب دیکھا تھا اور عوام نے قربانیاں دی تھیں۔ انہیں کیا معلوم کہ ہمارے اخلاف کی ناقابل ضبط خواہش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بن جائے گی کہ ہم گورے نہ سہی کم از کم "گندمی میم" اور "گندمی صاحب" تو بن جائیں۔

ہمارے پاس دلیل ہو یا نہ ہو لیکن قسم بخدا ہماری خواہش یہ ہے کہ ہمارے جوان' "صاحب" نہیں' ٹیپو اور سراج الدولہ کے جانشین بنیں' اور ہماری خواتین فاطمہؓ و زینبؓ کی پیروی کریں کہ ایک مسلمان کے لیے یہی معراج کمال اور ترقی ہے۔ ہم نے اوپر جو "جسٹس جاوید اقبال کی نفسیاتی پرابلم" کا عنوان قائم کیا ہے وہ اس لیے کہ مسئلہ نفسیاتی ہے جسے ڈاکٹر صاحب خواہ مخواہ علمی' فکری' سماجی اور دینی مسئلہ بنا رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ نونہالان قوم "صاحب" بنیں اور دکھائی دیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کے والد مرحوم کے افکار کے سانچے میں فرزندان قوم ڈھل جائیں' خواہ فرزند اقبال خود اس دھارے سے الگ رہے۔ انہی جاوید اقبال کو حضرت علامہ نے "شیشہ گران فرنگ" کے احسان نہ اٹھانے کی تلقین کی تھی اور انہی کو "سفال ہند" سے مینا و جام پیدا کرنے کی ہدایت کی تھی۔

وہ اقبال ہی تھے جنہوں نے نام نہاد ترقی کے مقابلے میں غریبی کو ترجیح دی تھی تاکہ خودی کو نہ بیچنا پڑے۔ مجھ جیسے ہزاروں لوگ یقیناً سوچتے ہوں گے کہ حضرت علامہ نے یہ جو فرمایا تھا:

زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

اس کا اطلاق کہاں کہاں ہو سکتا ہے؟ موجودہ مشائخ پر! دور حاضر کے حکمرانوں پر! مسلم لیگ کے فی الوقت رہنماؤں پر! لیکن فی الفور ذہن بدقسمتی سے خود ڈاکٹر جاوید اقبال کی طرف جاتا ہے جو شخص عمر بھر یورپ کی فضاؤں' یونیورسٹیوں' اس کے فلسفوں' اس کی تہذیب کی نیرنگیوں سے متاثر نہیں ہوا اور تہمد اور شلوکا پہن کر حقے کی نے' منہ میں لیے موڑھے پر بیٹھے ہوئے انگریز کی تہ در تہ استعماری اور تہذیبی سازشوں کا تار و پود بکھیرتا رہا اور خود کو کانٹ' ہیگل اور ایڈلر کے بجائے "مرید رومی" کہتا اور لکھتا رہا' اس کا جانشین مور کی طرح اپنی ساری خوبصورتی کو بھول کر فقط اپنے پاؤں دیکھ کر شرمانے لگ جاتا ہے۔ اس مصرعے کا مصداق اس سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے۔

مجھے معاف کیجئے اگر کوئی لفظ ناموزوں لگے اور لہجہ تلخ معلوم ہو' ہم آخر جذباتی کیوں نہ ہوں کہ باپ ہمیں "تو بہ زمانہ ستیز" کا درس دے اور ہم اپنے بال و پر جھٹک کر مقابلے پر اتر آئیں اور بیٹا پھر سے "تو بہ زمانہ ساز" کی لوری سنا کر ہمیں پابند نشیمن کرنے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھاشن دے، ہم آخر کس کی مانیں؟

اس سارے قضیئے میں ایک اور عنصر بھی کارفرما ہے اور وہ اتنا نظرانداز کر دینے والا بھی نہیں، وہ یہ ہے کہ جسٹس جاوید اقبال کو یہ لازوال شرف حاصل ہے کہ وہ فرزند اقبال ہیں، اور پوری قوم اس لیے ان کو احترام کی نظر سے دیکھتی ہے اور ہر مجلس و بزم میں ان کا تعارف اسی حوالے سے ہوتا ہے اور یہ حوالہ ہر اعتبار سے معتبر اور محترم حوالہ ہے۔ مرحوم علی بخش ہمارے لیے محترم ہیں اگرچہ وہ اقبال کا حقہ تازہ کرتے تھے لیکن انہیں نسبت تو بہرحال فلسیوف مشرق سے ہے۔ وہ لوگ جنہیں ایک بار اقبال کو مٹھی چاپی بھرنے کا اعزاز ملا، وہ پھولے نہیں سماتے جو انہیں اخبار اور خطوط پڑھ کر سناتے تھے، وہ خود کو بڑا آدمی سمجھتے ہیں اور انہیں ایسا سمجھنے کا حق ہے کیونکہ اقبال کا قرب کوئی معمولی واقعہ نہیں اور جاوید اقبال تو ٹھہرے ان کے لخت جگر، ان کا مرکز امید، ان کی نخل تمنا اور اس نسبت سے ہمارے مخدوم اور محترم!

لیکن یوں محسوس ہوتا ہے کہ جناب جاوید اقبال اس پر کچھ زیادہ خوش نہیں کہ انہیں ہر جگہ "فرزند اقبال" کہہ کر پکارا جائے یا پہچانا جائے، وہ خود اپنی پہچان بننا چاہتے ہیں۔ شاید خودی کا مفہوم انہوں نے یہی سمجھا ہے اور بہت غلط سمجھا ہے۔ وہ ظاہر ہے منہ سے تو کہہ نہیں سکتے البتہ کنائے اور قرینے پتہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے آزاد، خودمختار اور خودکفیل تشخص کی تلاش میں ہیں، ان کی یہ جہد و کاوش قطعاً معیوب نہیں۔ ظاہر ہے وہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں، پی ایچ ڈی ہیں، معزز چیف جسٹس رہے ہیں، سرکار کے اونچے ایوانوں تک رسائی رکھتے ہیں، لیکن ایک بات بھول جاتے ہیں کہ اس ملک میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ہزاروں ہیں، ڈاکٹر بھی کئی ہیں، چیف جسٹس بیسیوں ہو چکے ہیں، اونچے ایوانوں تک رسائی کیا خود ایوانوں کے مالک صدر اور وزیراعظم یہاں موجود ہیں" لیکن فرزند اقبال، صرف وہ ہیں اور یہی ممتاز ترین نسبت ہے، اس پر انہیں فخر کرنا چاہیے، اسے نظرانداز کر کے اپنے تشخص کی تلاش ٹھنڈے دودھ کو پھونکیں مارنے والی بات ہے جو ڈاکٹر صاحب بلاوجہ مار رہے ہیں۔ راقم الحروف نے نجی محفلوں میں یہ بات دبے لفظوں سنی ہے کہ جناب جاوید اقبال "فرزند اقبال" کہلانے پر کچھ زیادہ خوش نہیں ہوتے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اپنے تشخص کی تلاش میں ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کے سامنے دو راستے تھے، ایک اپنے عظیم المرتبت والد کے افکار کی پیروی کا راستہ اور دوسرا انحراف کا راستہ، پیروی کے راستے میں وہ اپنے تشخص کو بزعم خویش تلاش نہیں کر سکتے کہ یہ تو خوشہ چینی ہوئی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سو انہوں نے (خدا گمان بد سے بچائے) دوسرا راستہ اختیار کیا اور دوسرے راستے کا واضح مطلب تجدد، ماڈرن ازم، انحرافی اور اعتزالی نقطۂ نظر ہے جو وہ اپنائے ہوئے ہیں۔

کیوں کہ اقبال کے ہاں راسخ الاعتقادی ہے، روحانی ورثے کی حفاظت ہے، احکام اسلام کی من و عن پیروی ہے، انصاف سے خوش گمانی بلکہ عقیدت ہے، تہذیب مغرب سے مکمل بے زاری ہے، مغربی انداز سیاست پر نفرین ہے، ایسے میں ڈاکٹر جاوید اقبال کس طرح اپنا تشخص بنا سکتے ہیں، سو انہوں نے ایک عرصے سے وہ روش اپنا رکھی ہے جو اصحاب خیر اور ارباب نظر کے نزدیک سلامتی کی روش نہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی اس بات نے تو تڑپا کر رکھ دیا کہ "اب ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ اسلام چاہیے بھی یا نہیں؟" اگرچہ جس تناظر میں انہوں نے بات کی ہے وہ صحیح ہے کہ جب مسجدیں میدان جنگ بن جائیں، علماء ایک دوسرے کی گردنیں ناپیں، منبر و محراب سے کفر کے فتوے صادر ہو رہے ہوں، مسلک و مشرب کا اختلاف گردن زدنی ٹھہرے تو ایسے میں اصحاب درد، اسلام کے بارے میں کیا رائے دیں گے؟ یہ درست مگر اسلام کوئی "آپشنل" چیز نہیں کہ اختیار کیا جائے یا نہ! کسی دکان کا سودا نہیں کہ گاہک کی مرضی چلے! بلکہ اسلام ہر انسان کے ذمہ یوم الست کا بنیادی سوال ہے جس کا جواب قیامت کے دن اس پر واجب ہوگا اور دنیا کی زندگی دراصل اس جواب کی تیاری کی مہلت ہے جو چاہے اس سے فائدہ حاصل کر لے۔

جسٹس صاحب کا یہ استفسار کانوں کو اتنا بھلا نہیں لگا، اگر "اسلام چاہیے یا نہیں" کہ وزن پر سوالنامہ مرتب ہونا شروع ہو جائے تو پھر اسمبلیوں میں فری اسٹائل کشتیاں دیکھ کر سوال پیدا ہو کہ اسمبلیوں کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ آئین کے ہوتے ہوئے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی پر یہ سوال اٹھانا پڑے گا کہ آئین کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ جان و مال کے عدم تحفظ کی بناء پر یہ سوال کھڑا ہو سکتا ہے کہ ایسے ملک کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟

آخر الامر یہ سلسلہ کہاں جا کر رکے گا؟ مثبت سوچ رکھنے والے لوگ بات کا لف و نشریوں مرتب نہیں کرتے، یہ بڑھک باز اور خرد بیزار سیاسی مہاشوں کی زبان ہے، کوئی عالم فاضل سلسلہ گفتگو یوں آگے نہیں بڑھاتا۔

علامہ اقبال نے خدا کے حضور گڑگڑا کر جو دعائیں ابنائے وطن، فرزندان اسلام اور جوانان ملت کے لیے کیں، ہم وہ ساری دعائیں اقبال کے لخت جگر کے لیے وقف کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور آمین کہتے ہیں۔

میں اپنی بات ایک واقعہ پر ختم کرنا چاہوں گا کہ مولانا روم ایک بار اپنے مداحوں کے جلو میں کہیں سے گزر رہے تھے۔ راستے میں بچے مٹی میں کھیل رہے تھے۔ بچوں نے جب مولانا روم کو دیکھا تو دوڑتے ہوئے مولانا سے لپٹنے لگے۔ مولانا بھی ان سے پیار کرنے لگے۔ عقیدت مندوں کو مولانا کی بچوں سے یہ بے تکلفی گراں گزری اور حرف شکایت زبان پر لا کر کہنے لگے' آخر ان میلے کچیلے بچوں سے اتنی بے تکلفی کی کیا ضرورت تھی' سفید براق کپڑے میلے ہوگئے ہیں۔

آپ نے فرمایا' مجھے یہ بتاؤ اگر آج یہاں میری جگہ رسول اکرمؐ ہوتے تو ان بچوں سے ان کا طرز عمل کیسا ہوتا؟ سب کو ان کی شکایت کا جواب مل چکا تھا کہ فی الواقع حضور رسالت مآبؐ اس سے زیادہ بچوں کے ساتھ انس اور پیار کا اظہار فرماتے اور اپنی شخصیت اور کپڑوں کا خیال نہ کرتے۔

یہی بات ہم فرزند اقبال سے پوچھتے ہیں کہ اس دور مکر و دجل میں' اس عہد ہوس میں اور اس لمحہ ابتلا میں جو اسلام کو درپیش ہے' اگر ان کے گرامی مرتبت والد اس وقت موجود ہوتے تو وہ ڈھال بن کر شکوک پھیلانے والوں کے سامنے کھڑے ہو جاتے یا الٹا شبہات کے شعلوں کو ہوا دیتے؟

میرے خیال میں اس سوال کا جواب ڈاکٹر جاوید اقبال سمیت ہم سب کو معلوم ہے کیونکہ اقبال کی آنکھ میں خاک مدینہ و نجف کے سرمے کی دھاریاں تھیں اور یہ سرمہ نظر کا قبلہ درست کر دیتا ہے۔ آج بھی بحمدللہ سمت قبلہ نہیں بدلی' مرکز نگاہ میں تبدیلی آگئی ہے اور اسے درست کرنے کی ضرورت ہے"۔ (ماہنامہ "امارت شرعیہ" لاہور' جنوری ۱۹۹۳ء)

"قرآن و سنت سے بغاوت کی سزا موت یا جلا وطنی ہے" کے عنوان سے محترم ممتاز لیاقت لکھتے ہیں:

"یادش بخیر ڈاکٹر جاوید اقبال کہ جن کی اولین وجہ شہرت ان کا فرزند اقبال ہونا ہے کہ حکیم الامت علامہ اقبال نے انہیں "زندہ جاوید" بنانے کی آرزو میں اپنے ایک مجموعہ کلام کا نام ان کے نام پر "جاوید نامہ" رکھا اور انہیں "شاہین بچہ" اور پاکیزہ اور باعمل مسلمان دیکھنے کی خواہش میں ان پر بار بار واضح کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس گھر کا مگر چراغ تو ہے
ہے اس کا مذاق عارفانہ
جوہر میں ہو لا الٰہ تو کیا خوف
تعلیم ہو گو فرنگیانہ

اور

اے پسر ذوق نگہ از من بگیر
سوختن در لا الٰہ از من بگیر

نیز "خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ" کی دعائیں کیں اور صرف اقبال ہی کی نسبت سے "فرنگیانہ تعلیم" اور "فرنگیانہ سانچے" میں ڈھلے جاوید کو ابنائے وطن نے وہ عزت دی کہ جس کا جاوید تصور بھی نہ کر سکتے تھے' وہ آج جن بنیاد پرستوں کو گالیاں دے رہے ہیں' اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں' اپنے ضمیر کو ٹٹولیں تو انہیں اندازہ ہوگا کہ اگر وہ "فرزند اقبال" نہ ہوتے تو ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں انہی "بنیاد پرستوں" میں سے ایک بہت بڑے بنیاد پرست مولانا مودودی کبھی ان کی حمایت کا اعلان نہ کرتے اور نہ آغا شورش کاشمیری ان کی پشت پناہی کو آتے لیکن اقبال کے حوالے سے دنیا داری کی انتہا کو پہنچنے والے جاوید اقبال نے اپنے والد گرامی ہی کی تعلیمات کو رد کرنے' ان کی آرزوؤں کو ٹھکرانے اور ان کی دعاؤں کو جھٹلانے کا عہد ہی نہیں کر رکھا بلکہ قوم نے انہیں جو عزت دے رکھی ہے' وہ بھی انہیں راس نہیں آ رہی' وہ خدا اور رسولؐ کے نام پر حاصل کردہ مملکت میں' خدا اور رسولؐ کے نام پر حاصل کردہ مملکت میں' خدا اور رسولؐ کے ماننے والوں کے معاشرہ میں' خدا اور رسولؐ کے دیئے ہوئے نظام کو جھٹلانے اور اپنی "فرنگیانہ تعلیم" کا رنگ دکھانے پر اتر آئے ہیں اور اقبال نے انہیں "شیوہ اخلاص" کو محکم پکڑنے "خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر" کے جو سبق دیئے تھے' انہیں فراموش کرتے ہوئے "شیشہ گران فرنگ" کے سحر کا پوری طرح شکار ہو چکے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹر جاوید اقبال کے بارے میں ان لوگوں کو کبھی حسن ظن نہیں رہا جنہوں نے ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کے بعد کے پہلے یوم اقبال پر مرکزیہ مجلس اقبال کے زیر اہتمام ٹاؤن ہال لاہور میں ان کی تقریر سنی تھی۔ اس موقع پر انہوں نے بالواسطہ طور پر نفاذ مارشل لاء کے حق میں جو تقریر کی تھی اور جس طرح سیاستدانوں میں کیڑے نکالے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس پر سٹیج پر براجمان حمید نظامی مرحوم، چودھری محمد علی مرحوم اور آغا شورش ہی پریشان نہ ہوئے تھے اور انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں باہم مشاورت کی تھی بلکہ حاضرین جلسہ بھی ششدر رہ گئے تھے اور حاضرین کی اس حیرت کا طلسم جاوید کی تقریر کے بعد سٹیج سیکرٹری شورش کاشمیری نے..... ع "چوں کفراز کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی" کے مصرع سے شروع ہونے والی فی البدیہہ اور اپنے مخصوص لب و لہجہ میں کی جانے والی جوابی تقریر سے توڑا تھا۔ اس کے بعد انہیں کئی بار قریب سے دیکھنے اور سننے کا موقع ملا اور ہر بار یوں محسوس ہوا کہ وہ اقبال کے "بیٹے" تو ہو سکتے ہیں جانشین اور شاہین نہیں کہ اس شاہین بچے کو "صحبت زاغ" نے بری طرح خراب کر دیا ہے اور اس تاثر کو تقویت اس وقت ملی جب وہ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں ایک "مخفی ہاتھ" کے اشارے پر لاہور کے حلقہ نمبر ۳ کے انتخابی دنگل میں اچانک کود پڑے اور کسی محفل میں لائٹ موڈ میں کیے گئے وعدے کے سہارے اور شورش کاشمیری اور بعض دوسرے اقبال پرستوں کی دوستی اور اثر و رسوخ کو بروئے کار لاتے ہوئے مولانا مودودی پر اس قدر دباؤ بڑھایا کہ انہوں نے اسلامی متحدہ محاذ کے متفقہ امیدوار کے مقابلہ میں جاوید کی حمایت کر دی اور اسلامی متحدہ محاذ کا شیرازہ ایسا بکھرا کہ پورے پنجاب میں انتخابی کھیل کا رخ ہی پلٹ گیا اور یہ روشن دماغ لیکن "تاریک دل" جاوید، جب اس طرح خفیہ ہاتھ کے اشارے پر لاہور میں بھٹو اور پنجاب میں پیپلز پارٹی کو جتوا چکا تو پھر میدان سیاست میں رہنے اور قوم کی خدمت کرنے کے بجائے خواجہ عبدالرحیم مرحوم، آغا شورش کاشمیری مرحوم اور جناب مجید نظامی جیسے دوستوں کے منع کرنے کے باوجود یحییٰ خان کی طرف سے نامزدگی پر "عدالت عالیہ پنجاب" کا جج بن بیٹھا کہ اس کا مسلک باپ کی طرح "فقیری" نہیں بلکہ "امیری" ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آغا شورش مرحوم نے نہایت دردمندی سے انہیں یہ احساس دلانے کی کوشش کی تھی کہ "خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر"..... سیاست میں رہ کر آنے والے دنوں میں بھٹو کی شاطرانہ چالوں کا مقابلہ کرنے میں قوم کو رہنمائی دو۔ لیکن بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ انتخابات میں حصہ لینے سے "ججی" تک کا سفر ایک طے شدہ منصوبہ کا حصہ تھا۔ ورنہ یوں انتخابات میں مار کھا جانے والا جاوید اتنی جلدی یہ منصب حاصل نہ کر پاتا اور اس کی توثیق اس روز ہوئی کہ جب آغا شورش مرحوم نے انکشاف کیا کہ "بھٹو جاوید اقبال کو گورنر پنجاب بنانا چاہتا ہے، جاوید اقبال اس پر تیار ہوگیا تھا لیکن میں نے اسے سمجھایا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بھٹو تمہیں ذلیل کرنا چاہتا ہے کیونکہ عدالت عالیہ کے ایک جج کو نکالنا یا اس کے خلاف کوئی اقدام کرنا' اتنا آسان نہیں ہے اس لیے وہ چاہتا ہے کہ تمہیں عدالت عالیہ سے ہٹا کر انتظامیہ میں لے آئے' وہ کچھ عرصہ بطور گورنر تمہیں اپنی..... مرضی کے مطابق استعمال کرے گا اور پھر نکال باہر پھینکے گا"..... اور یہ بات ڈاکٹر صاحب کی سمجھ میں آ گئی۔ آغا شورش ایسا نہ کرتے تو قوم جاوید اقبال کو کئی سال پہلے پہچان چکی ہوتی اور اسے یوں دھچکے نہ لگاتے جو اب جاوید اقبال گاہے بگاہے انہیں اپنے دیاکھیانوں سے نکالتے ہیں اور اپنی اصلیت سے پردہ اٹھاتے ہیں جیسا کہ حال ہی میں انہوں نے لاہور میں خواتین کے ایک اجتماع میں جو کچھ فرمایا ہے' اس پر ہر محب وطن پاکستانی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ

"اچھا بروٹس! تم بھی"

ایک مسلمان کے لیے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہی آخری حجت ہے اور بقول مولانا عبدالستار نیازی' اس ناخلف کے والد محترم نے خود یہ کہہ کر اسی طرف اشارہ کیا تھا۔

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

اور سرور کائنات کے ارشاد کے مطابق **خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم** یعنی "سب سے بہترین دور میرا ہے پھر میرے صحابہ کا ہے پھر تابعین اور تبع تابعین کا" اور یہی وہ دور ہے کہ جس میں ساری دنیا میں جہالت' ظلم' جبر و تعصب کے خلاف تحریک اٹھی اور یہ اسی کا فیضان تھا کہ ۲۲ لاکھ مربع میل میں بسنے والی اقوام و ملل نے اپنی جداگانہ حیثیت ختم کرتے ہوئے حکیم الامت اقبال کے الفاظ میں اعلان کیا۔

بتان شعوب و قبائل کو توڑ
رسوم کہن کے سلاسل کو توڑ
یہی دین محکم یہی فتح باب
دنیا میں توحید ہو بے حجاب

یہی دور تھا کہ جب رنگ و نسل کے امتیازات ختم ہوئے۔ فارس کے سلمانؓ کو اسلام کے پیغمبر نے اپنے اہل بیت میں شمار کیا۔ روم کے صہیبؓ کو سارے مسلمانوں کا مقتدر بنایا گیا اور حبش کے بلالؓ مکہ و مدینہ کے سرداران کے لیے قابل فخر ٹھہرے۔ "دنیا کی سو عظیم ترین شخصیات" کا مصنف مائیکل ایچ ہارٹ (مغرب کا متعصب ترین مستشرق) سرور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کائنات' کو سرفہرست رکھنے پر اعتراض کرنے والے ہم مذہبی کو جواب دیتا ہے:

"جس شخص نے رنگ و نسل' علاقہ اور زبان وغیرہ کے تمام جاہلی تعصبات کو ختم کر کے انسانیت کو حریت و مساوات کے نظام سے منسلک کر دیا ہو اور تمام جداگانہ امتیازات کی نفی کر کے ایک خدا' ایک رسول' ایک امت اور ایک کتاب کے نام پر انسان کو شرف آدمیت سے نوازا ہو اور پھر مادی اسباب کے بغیر انتہائی قلیل مدت میں دس لاکھ مربع میل پر پھیلے رقبے پر حکومت الٰہی قائم کر دی ہو' نیز جس نے ایسے پیروکار پیدا کیے ہوں جو آپ کے لیے اور آپ کے لائے ہوئے نظام حیات کے لیے جان و مال عزت و آبرو سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہوں' میں انہیں سب پر فوقیت کیوں نہ دوں؟ میں دیکھتا ہوں کہ عیسیٰ کے حواریوں میں سے یہوداہ اسکریوطی نے آپ کے خلاف جاسوسی کی اور موسیٰ کے پیروکاروں نے آپ کے حکم پر سر جھکانے کے بجائے جواب دیا کہ قوم عمالقہ کے مقابلے میں تم اور تمہارا خدا جنگ لڑیں' ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ لیکن خاتم الانبیاء کے جانثاروں بالخصوص انصار نے غزوۂ بدر کے موقع پر کہا "حضورؐ ہم قوم موسیٰ کی طرح نہیں کہ آپ کو اکیلا چھوڑ دیں' آپ کے دائیں لڑیں گے' بائیں لڑیں گے' آگے لڑیں گے' پیچھے لڑیں گے۔ آپ حکم دیں تو آگ میں کود پڑیں' آپ فرمائیں تو سمندر میں چھلانگ لگا دیں' بدر کیا ہم برک الغماد تک لڑیں گے"۔

حیرت ہے کہ غیر مسلم مصنفین تو سرور کائنات' اور ان کے خلفائے راشدین کے دور کو تاریخ اسلامی ہی کا نہیں' تاریخ انسانی کا بہترین اور سنہری دور قرار دیں اور دور حاضر کا عظیم فلسفی برناڈ شا یہ کہے کہ "دنیا کے تمام نظام باطل ہو چکے ہیں اور ٹوٹ رہے ہیں میں دیکھ رہا ہوں کہ اگلی صدی کا مذہب و نظام اسلام ہوگا۔ تمام دنیا ٹھوکریں کھا کر نبی اسلامؐ کی قیادت کو قبول کرے گی"...... لیکن برخود غلط گم کردہ راہ اور ننگ اسلاف جاوید "فرنگیانہ تعلیم" سے مسحور ہو کر کہے کہ "تاریخ اسلام کا کوئی دور سنہری نہیں تھا" اور یہ کہ "ایک وقت آئے گا جب ہمیں سوچنا ہوگا کہ اسلام کی ضرورت بھی ہے یا نہیں"... حالانکہ خود اس کے والد محترم نے جن کے نام پر اس نے شہرت و دولت کے محلات کھڑے کیے ہیں' خطبہ الٰہ آباد میں کہا تھا:

Islam is a destiny in itself, and we will not hand over

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

destiny to others.

یا...... ؎

بروں از سینہ کش تکبیر خود را
بخاک خویش زن اکسیر خود را
خودی را گیر بحکم گیر خوش زی
مدہ درد محنت کش تقدیر خود را

جاوید کا کہنا کہ "اسلام کو تعزیرات تک محدود کر دیا گیا ہے" بہت بڑی جسارت ہے۔ دراصل چور کی داڑھی میں تنکا کے مصداق وہ بھی بے نظیر کی طرح حدود آرڈیننس سے خوف زدہ ہیں۔ قائداعظم نے مطالبہ پاکستان کے ذریعہ صرف حدود و تعزیرات کے نفاذ کے لیے یہ خطہ ارضی نہیں مانگا تھا بلکہ ۱۹۴۴ء میں گاندھی سے خط و کتابت میں واضح کر دیا تھا کہ اسلام کو مکمل ضابطہ حیات کے طور پر نافذ کرنے کے لیے ایک الگ ملک کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے "علامہ اقبال کی دعوت پر دولت اور منصب دونوں کو ٹھکرا کر انڈیا میں محدود آمدنی کی مشکل زندگی گزارنا محض اس لیے پسند کیا کہ پاکستان وجود میں آئے اور اس میں اسلامی قوانین کا بول بالا ہو"۔ اور خود علامہ اقبال نے ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کو قائداعظم کو جو خط لکھا تھا اس میں "شریعت اسلامی کے نفاذ کے لیے ایک آزاد مسلم ریاست کی ضرورت پر زور دیا تھا".... لیکن اقبال کا بیٹا' یہ خبر سنا رہا ہے کہ "شریعت فرسودہ ہو چکی ہے".... اور بعض نام نہاد ترقی پسندوں کی طرح اشارے کنائے میں یہ تاثر دے رہا ہے کہ پاکستان کا مطالبہ نفاذ شریعت کے لیے نہ تھا۔ وہ لوگ جو قائداعظم کے ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کے اس فقرے کا سہارا لے کر کہ قیام پاکستان کے ساتھ ہی

"The Muslim will cease to be a Muslim and Hindu will cease to be a Hindu not in religious sence but in politics".

دو قومی نظریے کو باطل قرار دے دیا تھا' جاہل محض ہیں۔

انہوں نے شہریت کے حقوق میں امتیازات ختم کرنے کی بات کی تھی۔ دین تمدن اور ثقافت کے امتیازات کی نفی نہیں کی تھی۔ کسی شخص کا آخری قول فصل ہی حجت قرار پاتا ہے تو یہ سب کے سامنے ہے کہ انہوں نے ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو واضح الفاظ میں فرمایا تھا کہ "پاکستان کا قیام مقصود بالذات نہ تھا بلکہ اس کی حیثیت تو حصول مقصد کے ذریعہ کی سی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ہمارا نصب العین یہ ہے کہ ہم ایک ایسی مملکت کی تعمیر کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں جو ہماری تہذیب و تمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں معاشرتی انصاف کے اسلامی تصور کو پوری طرح پنپنے کا موقع ملے"۔

اور ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار سے خطاب کرتے ہوئے دو ٹوک الفاظ میں کہا "بعض لوگ شرارت کی نیت سے یہ افواہیں پھیلا رہے ہیں کہ پاکستان کا آئین اسلام کے مطابق نہیں ہوگا۔ آپ ان کی باتوں میں نہ آئیں۔ اسلام کے آئینی و قانونی اصول تیرہ سو سال پہلے کی طرح آج بھی نافذ العمل ہو سکتے ہیں" اور ایک سوال کے جواب میں کہا:

am I to give you the Constitution and legislation, that was

Who

to us 1300 years ago by our prophet (PBUH) and shariat of

given

Prophet has not turned old and stale, it is a fresh today as

Holy

time. I am to implement and enforce the Sharia of the Holy

that

Prophet in our homeland.

اور جولائی ۱۹۴۷ء میں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے غیر مبہم الفاظ میں فرمایا:

"Our economic concept is totally different rather opposite

the Westren concept. It is free of all exploitations and

towards

if we want to establish our econimic system it will have to go

to the economic system of the Holy Prophet (PBUH) which is

back

panacea of all evils facing the whole world".

جاوید اقبال نے گزشتہ چند سال سے جس قسم کے خیالات کا اظہار شروع کر رکھا ہے' ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باعث جاوید کے ساتھ "فرزند اقبال" لکھتے ہوئے شرم آتی ہے کہ جاوید جس فلسفہ کے پرچارک ہیں، حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے مثنوی اسرار و رموز میں اس کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا ہے، وہ کہتے ہیں ۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسولؐ ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم و ما اقوام را
خدمت ساقی گری با ما گزاشت
داد مارا آخریں جامے کہ داشت
لا نبی بعدی ز احسان خدا است
پردہ ناموس دین مصطفیٰ است

کاش! جاوید یہ جان لیں کہ انہوں نے کافروں کو خوش کرنے کے لیے جو منطق بگھاری ہے، اس سے خود مغرب تنگ آ چکا ہے۔ ۔

یورپ از شمشیر خود بسمل فتاد
زیر گردوں رسم لا دینی نہاد

برخود غلط فلسفی جاوید جو اپنے عظیم باپ سے بڑا فلسفی ہونے کی غلط فہمی میں مبتلا ہیں، "اصلاح اسلام" کی آڑ میں اپنی "فرنگیانہ سوچ" کو عام کرنے کی فکر میں وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے یہ اصطلاح پہلی مرتبہ استعمال کی ہے، لیکن یہ کوئی نئی بات نہیں۔ برصغیر ہندوستان کے گئوسالہ پرستوں کو خوش یا اپنے فرنگی آقاؤں کو راضی کرنے کے لیے ان جیسے گم کردہ راہ پہلے بھی مختلف حیلے بہانے ایسی ہی حرکت کرتے رہے ہیں۔ جاوید کے سانچے میں ڈھلے ملا فیضی اور ابوالفضل نے بھی اکبر کو گمراہ کیا تھا اور یہ سارا ڈھونگ "جدیدیت" اور "اصلاح فی الدین" کے نام پر رچایا تھا، جسے ایک حقیقی ملا، امام ربانی مجدد الف ثانی نے بیک نظر ملیامیٹ کر دیا اور خود اکبر کے بیٹے جہانگیر نے "اکبری دین الٰہی" کو نیست و نابود کر ڈالا اور شیخ ربانی کی بیعت کر لی۔ جاوید کو جان لینا چاہیے کہ بوسنیا ہرزگوینا میں مسلمانوں پر محض اس لیے آگ برسائی جا رہی ہے کہ ان کے نام مسلمانوں کے سے ہیں، اس لیے "کفر" اور "طاغوت" جنہیں خوش کرنے کے لیے جاوید یہ سب کچھ کر رہے ہیں اس وقت تک ان سے خوش نہیں ہوگا جب تک جاوید اپنا اسلامی نام بھی ترک نہیں کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے کہ قرآن پاک نے تو ہمیں صدیوں پہلے بتا دیا ہے کہ "یہود و نصاریٰ یعنی غیر مسلم اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک اپنا دین چھوڑ کر ان کے ہم مسلک نہ بن جاؤ"۔ جاوید کا یہ اقدام خسر الدنیا و الاخرۃ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے

محترم جاوید کی' جائیداد میں عورت کے ۱/۲ حصے پر نظر ثانی کی تجویز نے واضح کر دیا ہے کہ وہ دراصل اصلاح اسلام کے نام پر اصلاح قرآن کے درپے ہیں۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ "خواتین کے حقوق کا استحصال ہو رہا ہے۔ اسلام میں خواتین کے لیے جو حقوق اور حصے مقرر کیے گئے ہیں' ان میں رد و بدل سے انحراف از اسلام نہیں ہوگا"۔ اور یہ کہتے ہوئے انہیں یہ بھی یاد نہ رہا کہ وراثت میں بیٹی یا بیوی کے حصے کا تعین قرآن نے کیا ہے اور قرآن کی نص تبدیل کرنا کفر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اسی ضمن میں انہوں نے مزید فرمایا ہے کہ "اگر سرسید اور اقبال اصلاح اسلام کی تحریک نہ چلاتے تو مرد اور عورتیں آج "میم اور صاحب" بن کر یہاں نہ بیٹھے ہوتے"۔

گویا سیہ کار اپنی روسیاہیوں پر ندامت و خجالت محسوس کرنے کے بجائے چور کو چور کہنے والوں کو مورد الزام ٹھہرانے پر اتر آئے ہیں۔ تعجب ہے کہ چور کو چور کہنے سے تو حیا جائے لیکن چور چوری کرنے سے حیا نہ کرے بلکہ اسے چور کہا جائے تو وہ ناراض ہو جائے اور واہی تباہی سنانا شروع کر دے۔ اے پسر اقبال! اس معاملے میں اگر آپ اپنے والد ہی سے رہنمائی حاصل کر لیتے تو یہ سب کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور آپ اس جہالت و وقاحت کی حمایت نہ کرتے۔ محترم! آپ نے شاید دیکھا ہو کہ آپ کی ہمشیرہ منیرہ اپنے بچپن میں جب بالوں کو دو حصوں میں گوندھتی تو آپ کے والد ناراض ہوتے اور اسے منع کرتے کہ "یہ یہودیوں کا طریقہ ہے" اسی طرح آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ لارڈ و لنگڈن نے جب انہیں جنوبی افریقہ میں بطور ایجنٹ بھیجنے کی پیشکش کی' بشرطیکہ وہ سرکاری تقریبات میں لیڈی اقبال کو ساتھ لے کر شریک ہوا کریں تو انہوں نے یہ کہہ کر اس پیشکش کو رد کر دیا تھا کہ "میں آپ کا عہدہ حاصل کرنے کے لیے شریعت کا حکم نہیں توڑ سکتا" اور شریعت کا حکم کیا ہے؟ ذرا قرآن پر نظر ڈال لیجیے یا پھر اقبال ہی کو پڑھ لیجیے۔ قرآن مجید عورتوں اور مردوں' دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیتا ہے اور خواتین کو آرائش جمال کو ظاہر نہ کرنے کا پابند کرتا ہے۔ جبکہ شارع قرآن سرور کائنات ؐ نے مردوں کو ایسی جگہ جانے سے منع کیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں عورتیں جمع ہوں تاکہ ثقافتی زندگی میں فتنہ و فساد نہ پیدا ہو اور ہیئت اجتماعیہ کا شیرازہ منتشر نہ ہونے پائے۔ یوں بھی یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اقوام کی تباہی کا سبب مرد و زن کا آزادانہ اختلاط تھا اور اقبال بھی اسی پر عمل پیرا تھے۔ وہ مردوں کا عورتوں کی محفل میں اٹھنا بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے اور آزاد ہند فوج کی معروف رانی جھانسی جب اپنی والدہ کے ہمراہ ان سے ملنے آئی تو گھر سے نکال دیا ورنہ جہاں تک عورت کے معاشرتی مقام کا تعلق ہے' اسلام نے دنیا کی بہترین متاع صالحہ عورت کو قرار دیا ہے اور جنت کو ماں کے قدموں میں بتایا ہے۔ اس کے نان و نفقہ اور تمام اخراجات کا کفیل مرد کو ٹھہرایا ہے۔ دونوں کو ایک دوسرے کا لباس کہہ کر توازن و اعتدال قائم کیا ہے۔ انسانی حقوق میں دونوں کو برابر ٹھہرایا گیا اور عورت کو بحیثیت مجموعی ماں' بہن' بیٹی' بہو' بیوی ہر روپ میں احترام و تقدس کا مستحق قرار دیا ہے۔ وراثت و جائیداد میں اس کا مستقل حصہ رکھا گیا اور علامہ اقبال بھی عورت کے اسی مقام کو اس کا اصل مقام قرار دیتے تھے۔ وہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق عورت کو تمام تمدن کی جڑ قرار دیتے اور عورت کی تعلیم کو حقیقت میں تمام خاندان کو تعلیم دینے کے مترادف سمجھتے تھے۔ بایں ہمہ وہ عورت کو مغربی طریق کار کے مطابق تعلیم دینے کے حق میں نہ تھے کیونکہ یہ طریق تعلیم ان کے دل و دماغ سے شریفانہ اطوار کو نکال دینے کا باعث بنتا ہے۔ اس کے برعکس وہ عورتوں کو ٹھیٹھ دینی تعلیم دینے کے حق میں تھے۔ اسی طرح عورت کی مادر پدر آزادی کے حق میں نہ تھے۔ چنانچہ ایک مقام پر وہ لکھتے ہیں "عورتوں کو آزاد کر دیا جانا ایک ایسا تجربہ ہے جو کامیاب ہونے کے بجائے نقصان دہ ثابت ہوگا اور نظام معاشرت میں اس سے بے حد پیچیدگیاں پیدا ہوں گی"۔ وہ مرد کو عورت کا اور عورت کو قوم کی بہترین روایات کا امین و محافظ قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے ہیں' وہ کسی دین یا مذہب یا قانون نے نہیں دیے بلکہ مغرب میں اس بارے میں جو کچھ قانون سازی ہوئی ہے' وہ اسلام کے تتبع میں ہوئی ہے"۔ ان کے نزدیک "وہ ہر حق جس کا عورت عقل و انصاف کے ساتھ کبھی مطالبہ کر سکتی ہے' وہ قرآن پاک نے دے دیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ اس سے جاہل و غافل رہیں"۔ اس بارے میں خواتین اسلام مدراس کے ایک اجتماع میں ان کی تقریر بھی آپ کی رہنمائی کر سکتی ہے۔ جس میں انہوں نے کہا تھا:

"انسانی زندگی کی رہنمائی انبیاء کرام سے بڑھ کر اور کوئی نہیں کر سکتا'
کیونکہ انبیاء کرام نے زندگی کے بارے میں جس قدر بھی احکام ملتے ہیں'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے وضع کیے ہیں...... ترکی میں جب سے عورتوں نے ان تمام باتوں سے آزادی حاصل کر لی ہے، جنہیں وہ قیود کہتی تھیں، ان میں خودکشی کی وارداتوں میں اضافہ ہوگیا ہے۔ آپ ہرگز ترکی عورت کو تقلید کے لیے نمونہ نہ بنائیں نہ مصطفیٰ کمال کی نام نہاد اصلاحات پر جائیں۔ عورت کو جو آزادی شریعت اسلام نے دے رکھی ہے، مصطفیٰ کمال کیا دے گا؟ مادر پدر آزادی کی شریعت نے کبھی اجازت نہیں دی۔ بے جا آزادی نے ترکی میں یورپین رقص کو رواج دیا اور یوں وہ شرم و حیا رخصت ہوئی جو شرف انسانیت ہے"۔

اسی طرح وہ پردہ کے بارے میں کہتے ہیں:

"پردے کے دستور کو یک قلم موقوف کر دینا قوم کے لیے نہایت مضر ہوگا، ہاں اگر قوم کی اخلاقی حالت ایسی ہو جائے جیسی کہ ابتدائے اسلام میں تھی تو اس پر زور کم کیا جا سکتا ہے"۔

پردے کے بارے میں اسلام کے احکام صاف اور واضح ہیں اور عام حکم یہ ہے کہ عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں تاکہ عورتوں کے جسموں کو پردہ دریوں اور آدمیوں کے نفسوں کو دھوکہ و فریب میں مبتلا ہونے اور معاشرے کو فتنہ و فساد سے بچایا جا سکے لیکن یوں لگتا ہے کہ جہاں اقبال عورتوں کو تجرد پسندی، تہی آغوشی، ہرجائی پن، بے پردگی اور بے حیائی سے بچانا چاہتے تھے، وہاں "نئی تہذیب کے فرزند جاوید عورتوں کو شتر بے مہار کی سی آزادی اور لنڈوری فاختہ کی سی زینت دینے کے خواہاں ہیں، جو ان کی ذاتی رائے تو ہو سکتی ہے، اس کے نام پر معاشرہ انہیں حسن پرستی اور ہوس پرستی کا یہ کھیل کھیلنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ کیونکہ بقول اقبال یہ "ایک سازش ہے دین و مروت کے خلاف" اور

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

واقعہ یہ ہے کہ اگر اقبال کو اندازہ ہوتا کہ ان کا بیٹا جاوید وہی روش اختیار کرے گا، جس کا تذکرہ انھوں نے جاوید نامہ میں "ہنڈ مرخ" کے پیغام کی صورت میں کیا ہے تو وہ آفتاب اقبال مرحوم کی بجائے، جاوید اقبال کو اپنی وراثت سے عاق کرتے کہ جاوید آج عورتوں کے مختلف النوع اشغال کی بنا پر نص قرآنی کو تبدیل کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں جب کہ اقبال کہتے ہیں کہ "مجھ پر یہ تصور ہی کپکپی طاری کر دیتا ہے کہ آئندہ سے عورتوں کو اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاش کے لیے خود کام کرنا ہوگا۔ یہ صنف نازک کی نسوانیت کو ہمیشہ کے لیے مسل کر رکھ دے گا"۔ اسی طرح اقبال حقوق نسواں کے حوالے سے اسلام پر طنز کرنے والے مغربی مصنفین کے جواب میں "اسلام کے عطا کردہ حقوق اور حق ملکیت و جائیداد" کو بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں کہ اس وقت تک مغرب کے اکثر ممالک میں خواتین دوسرے درجہ کی شہری سمجھی جاتی تھیں۔ ویسے جاوید اگر باپ کی وراثت منیرہ کو دینا چاہیں تو اس پر اسلام یا ہم کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

ہمارے ممدوح جاوید دراصل اجتہاد کے نام پر اپنی خرافات کو قانون کا درجہ دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ وہ بزعم خویش بڑے فلسفی اور ایک بڑے قانون دان ہیں اور اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ ہر منصب کے لیے اس کے مطابق علمی قابلیت' تجربہ' مہارت اور کردار کی ضرورت ہے' اس کے کچھ تقاضے پورے کرنے ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک غیر قانون دان عدالت میں وکالت نہیں کر سکتا' اسی طرح کوئی شخص دینی تعلیم' علمی تحقیق و تجربہ اور پاکیزگی و تقویٰ کے مطلوبہ معیار پر پورا اترے بغیر مجتہد نہیں بن سکتا۔ اجتہاد وہی کر سکتا ہے' جو اس کے لیے علمائے اسلام کی مقرر کردہ شرائط پر پورا اترے۔ یہ ایک مغالطہ ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہے' دراصل اس معیار پر پورا اترنے والے ناپید ہیں کہ بقول اقبال "سوسائٹی ان اوصاف سے معرا ہے جن سے ایسے نیک وجود پیدا ہوسکتے ہیں" اور جن بزرگوں پر "اجتہاد کے راستے بند کر دیے ہیں تاکہ ان کی اجارہ داری قائم رہے" کہہ کر جاوید نے طعن توڑا ہے' ان کے بارے میں اقبال کی اپنی رائے یہ ہے کہ "وہ اس میں ایک حد تک حق بجانب ہیں کیونکہ اس طرح انہوں نے دور انحطاط میں مسلمانوں کی حیات ملی کو مزید انتشار سے بچائے رکھا اور اسلام کی ہیئت اجتماعیہ کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی"۔ علامہ اقبال نے اپنے خطبات میں خود بھی اجتہاد کی شرائط مرتب کی ہیں۔ وہ ایک آزاد اسلامی حکومت میں مجلس قانون ساز کو اجتہاد کا حق دینا چاہتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ "اس کے ارکان زیادہ تر وہی ہوں گے جو فقہ اسلامی کی نزاکتوں سے ناواقف ہیں"۔ اس کے لیے وہ علماء کو بطور ایک موثر جز' عدلیہ' وزارت قانون یا مجلس قانون ساز میں شامل کرنے کے حق میں ہیں' اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ کسی اسمبلی کو آئین سازی کا حق نہیں دیتے کہ اسلامی ریاست میں اسمبلی' موجودہ اسمبلی کی طرح اختیار مطلق نہیں رکھتی اسے تو قرآن اور حدود مصطفیٰؐ سے باہر نہیں جانا ہے۔ چنانچہ علامہ اقبالؒ واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ حکومت الٰہی کا آئین قرآن مجید ہے۔ چنانچہ "رموز بے خودی" اور "جاوید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامہ" میں کئی مقامات پر انہوں نے اس بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔ ان کے نزدیک قرآن مجید کو بطور آئین اپنانے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ کوئی آمر یا حکمران طبقہ اپنے لیے تحفظات نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی اپنے لیے مراعات کو قانونی شکل دے سکتا ہے اور جو لوگ قرآن کو بطور آئین اپنانے کو "رجعت پسندی" یا "فنڈا منٹلزم" قرار دیتے ہیں' انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اقبال کے الفاظ میں قرآن مجید جمود نہیں' ارتقا کا پیغام ہے۔ وہ ماضی کی روشنی میں آگے بڑھنے پر اکساتا اور معاشرے کے صالح عنصر کو محفوظ رکھتا ہے' اسے ظالم بے راہرو یا بے انصاف ہونے سے روکتا ہے اور ان کے نزدیک "قرآن مجید کی یہی وہ جامعیت ہے جس کا لحاظ رکھتے ہوئے جدید عقلیت کو اپنے ادارات کا جائزہ لینا ہوگا"..... پھر یہ کہ اقبال کا ایمان ہے کہ قرآن کے احکام ناقابل تنسیخ ہیں۔ کیا جاوید جو فرزند اقبال ہونے کے باعث موجودہ شہرت پاسکے ہیں' اس کے بعد بھی نص قرآنی میں تبدیلی اور ملا کو مطالبہ شریعت پر پارلیمنٹ کی بالادستی ختم کرنے کا الزام دیتے ہیں..... ع "شرم تم کو مگر نہیں آتی"

وہ پاکستان عدلیہ کے ایک بلند منصب سے ریٹائر ہوئے ہیں اور ایک ماہر قانون دان اور فلسفی ہونے کے مدعی ہیں۔ انہیں احساس ہونا چاہیے کہ ضیاء الحق نے قرارداد مقاصد کو آئین کا موثر حصہ بنا کر اقبال کی سوچ کے مطابق رب کریم کی حاکمیت الٰہی کو تسلیم کیا ہے۔ اس کے بعد پاکستان کی حکومت اور قوم پر لازم آتا ہے کہ وہ اوامر و نواہی میں حکم خداوندی کی پیروی کرے۔ پارلیمنٹ کی بالادستی کا راگ الاپنے کے بجائے انہیں یاد ہونا چاہیے کہ اسلام میں شارع یعنی واضع آئین و قانون کی حقیقت صرف خدائے لم یزل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔ خدا کی حاکیت ہی اصلی و حقیقی ہے جبکہ رسول اللہؐ کی حاکیت خدا کے نائب ہونے کے اعتبار سے نیابتی اور تفویضی ہے۔ آپ خدا کی طرف سے تشریعی اختیارات کے حامل ہونے کی بنا پر ابد الآبائد تک انسانیت کے لیے مطاع مطلق ہیں' لہٰذا کسی بھی معاملے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوامر و نواہی دراصل خدا ہی کے اوامر و نواہی ہیں۔ خود خدا تعالیٰ فرماتے ہیں

"رسول خدا جو کچھ تمہیں عطا فرما دیں وہ لے لو اور جن سے وہ تمہیں روکیں رک جاؤ"۔ (۵۹ : ۷)

"لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام متنازعہ امور میں رسول اکرمؐ کو اپنا حکم نہ مان لیں اور پھر آپ کے صادر کردہ حکم پر تنگی محسوس نہ کریں اور اس کے سامنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر تسلیم خم کر دیں"۔ (۶۵:۵)

"اور جو شخص حکم مانتا ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کا پس وہی شخص عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے نہ کسی مومن مرد کو یہ حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی معاملے میں فیصلہ فرما دیں پھر انہیں اس معاملے میں کوئی اختیار ہو اور جو کوئی نافرمانی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کی پس وہ صریح گمراہی میں ہے"۔ (۳۳:۳۶)

یہی نہیں بلکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ اور رسول اکرمؐ کے اوامر و نواہی سے انحراف کرنے والوں کو "ذلیل ترین لوگوں" میں شمار کرتے ہوئے ان کے لیے "دائمی آتش دوزخ" کی سزا تجویز کرتا ہے"۔

وہ لوگ جو شریعت کو ملا ازم کا نام دے کر اس کی مخالفت کرتے ہیں دراصل اپنے خبث باطن پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ شریعت کسی ملا یا مولوی کی رائے نہیں بلکہ قرآن و سنت کا نام ہے۔ اس طرح دراصل وہ اپنے دلوں کی کجی اور ذہنوں کے فتور کا اظہار کرتے ہیں۔ رہا اجتہاد کا مسئلہ تو اس کا دروازہ صرف ایسے احمق' بدتمیز اور بدنہاد قانون دان یا قانون سازوں پر بند ہے جو چاہتے ہیں کہ شراب پر سے پابندی ہٹا دی جائے' ریس اور جوئے کو شغل قرار دیا جائے' بدکاری کو خوش وقتی اور سود کو مجبوری سمجھا جائے..... ویسے اقبال خود بھی اس وقت تک جب تک کہ اہل اور صائب الرائے مجتہد نہیں ملتے' تقلید کے قائل ہیں۔ چنانچہ مثنوی اسرار و رموز میں "درزمانہ انحطاط تقلید اولیٰ تر از اجتہاد است" کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

از اجتہاد عالمان کم نظر
اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر
عقل آبایت ہوس فرسودہ نیست
کارہا کاں از غرض آلودہ نیست!
فکر شاں ریسد ہمے باریک تر
ورع شاں با مصطفیؐ نزدیک تر
ننگ برما رہ گزار دیں شد است
ہر لئیمے رازدار دیں شد است

یعنی جہاں جاوید جیسے "کم نظر" مجتہد بننے کی فکر میں ہوں' وہاں اجتہاد کی بجائے بزرگوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید ہی بہتر ہے کہ وہ لوگ پاک و متقی تھے اور یوں بھی بقول اقبال ؎

عہد حاضر فتنہ ہا . زیر سر است
طبع نا پروائے او آفت گر است

ان کے نزدیک ایسا دور تو آسماں نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ جس سے جبرئیل امین کا سینہ بھی درد و الم سے پاش پاش ہے۔ اس دور میں کیا عجیب بت خانہ بنایا گیا ہے کہ جسے کافر تراشتا ہے مومن اسے پوجتا ہے ؎

چنیں دور آسماں کم دیدہ باش
کہ جبرئیل امیں را دل خرا شد
کہ چہ خوش دائرے کہ بنا کردند آنجا
پرستند مومن و کافر تراشد

جاوید نے اجتہاد' رلیں' شراب اور پردے کی آڑ میں ملا کو گالی دے کر دراصل اپنے خبث باطن اور شریعت سے اپنے انحراف کا اظہار کیا ہے ورنہ اقبال کے مصرع "کشتہ سلطان و ملا و پیری" کو عنوان بنا کر علماء اسلام کے خلاف زبان طعن دراز کرنے والے "اینگلو محمڈن" تہذیب کے فرزند جاوید کو بخوبی علم ہے کہ اقبال نے "ابلیس کا پیغام اپنے سیاسی فرزندوں کے نام" کے زیر عنوان ابلیس کے جن عزائم کو انکشاف کیا تھا' وہ جاوید کی سوچ سے مختلف نہیں تھے۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو
اہل حرم سے ان کی روایات چھین لو
آہو کو مرغزار ختن سے نکال دو

جاوید کو بخوبی علم ہے کہ اقبال علماء کے رتبہ شناس شخص تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے نہ تھے جو اپنی امریکی فرنگی طرز زندگی کی حمایت میں بالضد میں آ کر اس طبقے کو ہی سرے سے مٹانا چاہتے ہیں جو ان کے رقص و سرود یا بے لگام زندگی پر ان کو ٹوکنے کی جرات کرتا ہے۔ جاوید نے بھی فرنگ زدہ لوگوں کی طرح ملا کو گالی دینے کے لیے "جدید تقاضوں" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ دراصل یہ سب فرنگی معاشرت اور مادر پدر آزادی کی محبت کا سرجوش ہے' جس کا ترقی کے جدید تقاضوں سے کچھ تعلق نہیں ورنہ وہ اس حقیقت سے خوب آشنا ہیں کہ ان کے باپ نے مقاصد ملت سے غفلت پر علماء ہی کو نہیں ٹوکا بلکہ ارباب کالج کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی یکساں شدت سے سرزنش کی ہے بلکہ اقبال کی نظر میں ملا کا پھر بھی کوئی درجہ ہے مگر اہل کالج تو ان کی نظر میں "ایک فریب خوردہ کرگس" کے سوا کچھ نہیں' جو ہر لحظہ حرص و آز میں مبتلا ہو کر فکر دنیا ہی میں لگا رہتا ہے اور زندگی کی بلند اقدار کے لیے کوئی جوش نہیں رکھتا' ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ ان کی نظم "سخنے چند بہ نژاد نو" سچ تو یہ ہے کہ اقبال نے علمائے حق اور صوفیائے کرام کی عظمت کو ہمیشہ تسلیم کیا ہے۔

اگر فرصت میسر ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
ملا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہے اہل دل کے سینوں میں

کہ انہیں اس بات کا پورا ادراک تھا کہ یہ "ملا" ہی ہیں جن کی بدولت دین کی ہیئت حلال و حرام اور خیر و شر کے امتیازات باقی ہیں۔ یہ ملا ہی ہے جو کہ کڑاکے کی سہ پہروں اور غضب کی سردی میں اپنے آرام کو تج کر لوگوں کو فلاح کی طرف بلاتا ہے ورنہ اینگلو محمڈن تہذیب یافتہ کی راتیں صبح کاذب تک رقص و سرود کی محفلوں اور دن چڑھے تک بستروں میں اونگھتے گزر جاتی ہیں۔ بلاشبہ وہ کم کوش ملا سے شاکی ہیں لیکن "تہذیب زادوں" کی واہیاتیوں اور اباحیت پسندی کے سخت نقاد ہیں۔ وہ انہیں مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ مغرب کی قوت کا راز چنگ و رباب اور رقص و سرود میں نہیں ہے نہ عریانی و بے دینی میں ہے' ان کی طاقت انگریزی زبان کی وجہ سے بھی نہیں ہے بلکہ انہوں نے قوت و حشمت علم و فن سے حاصل کی ہے' لہٰذا تم پر بھی لازم ہے کہ علم و فن حاصل کرو' ذہن و فکر کو تیز بناؤ' ملبوس کے بجائے فن کی طرف توجہ دو۔ عمامہ یا مشرقی رہن سہن یا لباس' علوم و فنون کے حصول کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہے اور نہ پتلون پہن کر انسان عالم فاضل بن جاتا ہے۔ انہیں گلہ ہے کہ ان تہذیب زادوں میں نہ زور حیدری ہے نہ استغنائے سلیمانی' تو وہ پھر معراج سلیمانی کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ آئے گا الحاد بھی ساتھ
کہا اقبال نے شیخ حرم سے
تہ محراب مسجد سو گیا کون؟
ندا مسجد کی دیواروں سے آئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرنگی بت کدے میں کھو گیا کون؟

اس سب کچھ کو جاننے اور سمجھنے کے باوجود جاوید کا علامہ اقبال کے حوالے سے صرف ملا و پیر پر برسنے کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ بھی "سیکولرزم" اور "احیائے اسلام" کے اس معرکہ میں "ابلیسیت" کی عالمگیر قوت "نیو ورلڈ آرڈر" کے پرچار کی "گڈبکس" میں آنے کی فکر میں ہیں۔ اسی لیے تو انہوں نے ایک طرف تاریخ اسلام کے روشن چہرے کو دھندلانے کے لیے کم ظرف مستشرقین کے پھیلائے ہوئے مغالطوں کو آگے بڑھانا شروع کیا ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس واضح انتباہ کے باوجود کہ "خبردار میرے صحابہؓ کے مشاجرات (اختلافات) پر زبان طعن دراز نہ کرنا میرے تمام صحابہؓ عدول ہیں" اور دوسری طرف بے نظیر کی مدح سرائی شروع کر دی ہے کہ "اس نے شریعت بل منظور کرنے کی طرف مثبت پیش رفت کی تھی" نیز شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج پر اعتراض کیا ہے ورنہ قوم بخوبی آگاہ ہے کہ یہ بے نظیر ہی تھیں' جنہوں نے اللہ کی حدود کو "وحشیانہ اور ظلم" قرار دیتے ہوئے (بحوالہ روزنامہ مسلم) اپنے سینئر رفقاء پر واضح کر دیا تھا کہ وہ "شریعت بل کی منظوری میں شریک ہونے کے بجائے قومی اسمبلی توڑ دیے جانے کو ترجیح دیں گی کیونکہ یہ بل قانون بن گیا تو جمہوریت' آزادی' اخوت' انصاف اور عوام کے بنیادی حقوق کو زک پہنچے گی" اور اپنے رفقاء کو ہدایت کی تھی کہ وہ عوام میں شریعت اور قصاص و دیت جیسے قوانین کے خلاف مہم چلائیں اور وہ بھی بے نظیر ہی کی مقرر کردہ "حدود لاز امنڈمنٹ کمپنی" تھی' جس کے سربراہ یحیٰی بختیار تھے اور ارکان میں افتخار گیلانی' بہادر خان' ملک قاسم' شہناز علی' ریحانہ سرور اور آمنہ پراچہ جیسے لوگ شامل تھے' جس کے اجلاسوں میں احکام قرآنی کا نہایت ڈھٹائی سے مذاق اڑایا جاتا اور "زنا بالرضا" پر پابندی اور سزا کو بنیادی حقوق پر ڈاکہ قرار دیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر جاوید غالباً ایسی ہی شریعت چاہتے ہیں کہ جس میں انہیں ایسی "خوش فعلیوں" کی کھلی چھٹی ہو۔ محترم جاوید صاحب! جیسا کہ قائداعظم نے فرمایا "اسلام میں اصلاً کسی بادشاہ کی اطاعت ہے نہ پارلیمنٹ کی نہ کسی شخص یا ادارے وغیرہ کی' قرآن حکیم کے احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی و پابندی کی حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں "قرآنی اصولوں اور احکام کی حکمرانی کا نام ہے"۔ اس لیے اپنا نام ان لوگوں میں لکھوانے کے بجائے توبہ کیجئے جن کے بارے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ "وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں" اور قرآن کے نزدیک ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے جائیں یا جلا وطن کر دیا جائے یا پھر یہ کیجئے کہ علامہ اقبال اور امت مسلمہ سے لاتعلقی کا اعلان کر دیجئے کیونکہ اقبال کے بیٹے کی زبان سے ایسی باتیں نہیں جچتیں اور جہاں تک شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کا تعلق ہے یہ بھی کوئی نئی اختراع نہیں۔ مفکر پاکستان اور بانی پاکستان ہر دو اپنی زندگی کے بیشتر حصے میں مسلمانوں کے جداگانہ تشخص و پہچان پر زور دیتے رہے اور اقبال کے نزدیک تو دنیا میں صرف دو ہی قومیں ہیں' موحد اور مشرک۔ اس لیے اگر شناختی کارڈ پر پہچان کرا دی جائے تو کیا قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ ویسے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں پہلے ہی اس کی وضاحت اور جواز موجود ہے اور جداگانہ انتخابات کی موجودگی میں یہ ایک لازمی ضرورت ہے۔

یہاں یہ ذکر بھی بے جا نہ ہوگا کہ ابوالکلام آزاد اور مولانا حسین احمد مدنی جیسے زعما جو وطن کی بنیاد پر قومیت کے پرچارک رہے تھے قیام پاکستان کے بعد مذہب کی بنیاد پر وجود میں آنے والے اس ملک کو مضبوط و مستحکم دیکھنا چاہتے تھے اور اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ انہوں نے آغا شورش کاشمیری' مولانا معین الدین لکھوی' چودھری محمد علی اور کئی دوسرے بزرگوں کے ذریعہ اپنے پاکستانی معتقدین کو یہی تاکید کی تھی کہ وہ اس وطن اور اس کی اساس کو محفوظ و مستحکم بنائیں۔ صد حیف کہ مذہب کی بنیاد پر پاکستان کے حصول کو اسلامیان پاکستان کی ناگزیر ضرورت قرار دینے والے اقبال کی ناخلف اولاد اپنے والد محترم کی تعلیمات سے کھلم کھلا بغاوت کر کے مسلمانوں کو بنیاد پرستی کے طعنے دیتی اور اپنی جداگانہ پہچان سے محروم کرنا چاہتی ہے۔ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جن کے بارے میں اقبال نے کہا تھا کہ "قرآن کو بازیچہ تاویل بنا کر چاہے' تو خود اک تازہ شریعت کرے پیدا" وہ شاید بھول گئے ہیں کہ "بنیاد پرست" کی اصطلاح تو یورپ نے ان ہی جیسے عقل پرستوں کے لیے ایجاد کی تھی جو بندر اور انسان کی درمیانی کڑی گم ہونے کی "ڈارون کی تھیوری پر یقین رکھتے تھے اور یہ عقل پرست آج بھی اسی گمشدہ کڑی کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں کہ

They comes from monkeys and donkeys.

"یار زندہ صحبت باقی"

(ہفت روزہ "حرمت" اسلام آباد "جاوید اقبال گستاخ اسلام نمبر" ۵ نومبر ۱۹۹۴ء)

۱۲ اگست ۱۹۹۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ڈاکٹر جاوید اقبال ــــ گستاخ اسلام" کے عنوان سے محترم قیوم قریشی لکھتے ہیں:

"حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ نے چودھری محمد حسین مرحوم و مغفور کو اپنی اولاد کے حوالے سے جو وصیتیں کی تھیں ان میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ "جاوید نامہ' جاوید کو سبقاً" سبقاً" پڑھوا دیں" لیکن یا تو چودھری صاحب نے حضرت علامہ کی اس وصیت پر عمل نہیں کیا (جو بہرحال ناممکن ہے' اس لیے کہ یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ چودھری صاحب جیسے ذمے دار اور وفا شعار انسان سے اپنے مرشد کے معاملے میں اس طرح کی کوئی کوتاہی سرزد ہو سکتی تھی) یا پھر یہ کہ چودھری صاحب نے تو اپنا فرض پوری طرح انجام دیا اور "جاوید نامہ" جاوید کو سبقاً" سبقاً" پڑھوا دیا۔ تاہم "جاوید نامہ" جاوید کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ یہ نتیجہ اخذ کیے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں۔ اس کی وجہ حکیم الامت کے فرزند ارجمند کی وہ باتیں ہیں جو وہ چند سال سے اور خاص طور پر اپنے اعلیٰ عدالتی عہدوں سے سبکدوش ہو جانے کے بعد سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی یہی باتیں تھیں جن کی وجہ سے سردار محمد عبدالقیوم خان بھی سراپا احتجاج بننے پر مجبور ہو گئے تھے۔ یہ دو تین سال پہلے کی اس وقت کی بات ہے جب کشمیری رہنما اور فرزند اقبال ایک ہی وقت میں سکینڈے نیویا کے ملکوں کا دورہ کر رہے تھے اور اس دورے میں ان دونوں نے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے کئی اجتماعات سے خطاب بھی کیا تھا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے ان اجتماعات میں بھی اس طرح کی باتیں کی تھیں اور سردار قیوم کا کہنا ہے کہ حکیم الامت کے بیٹے کی یہ باتیں سن سن کر میری قوت برداشت جواب دے گئی۔ ان کی قوت برداشت کے جواب دیے جانے کا عملی مظاہرہ ان مضامین اور بیانات کی صورت میں ہم سب بھی دیکھ چکے ہیں' جن میں سردار قیوم نے ڈاکٹر جاوید اقبال کے کھلم کھلا لادینی رجحانات کو تند و تیز تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ اسی بناء پر سردار صاحب کو فرزند اقبال کی حامی لابی کی جوابی کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

دراصل ڈاکٹر جاوید اقبال اپنے آپ کو ایک ایسے مصلح کے روپ میں پیش کرنے کی سعی نامسعود کر رہے ہیں جو اسلام کو نام نہاد روشن خیالی کی آڑ میں اپنی مرضی اور اپنے روزمرہ کے مشاغل حیات کے مطابق ڈھال لینا چاہتے ہیں۔ وہ یہ تاثر دینے کی کوشش بھی کر رہے ہیں کہ اس طرح اسلام کو غیر اسلامی دنیا کے لیے زیادہ سے زیادہ قابل قبول بنایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا سکتا ہے لیکن فرزند اقبال کی نظروں سے یہ حقیقت یقیناً پوشیدہ نہیں ہوگی کہ ایسی کوششیں پہلی مرتبہ نہیں کی گئیں بلکہ ایسی کوششیں تاریخ کے ہر دور میں ہوتی رہی ہیں۔ ان کوششوں کا بیڑہ اٹھانے والے ہمیشہ یہ سمجھتے رہے ہیں کہ اگر عیسائیت' یہودیت اور دوسرے ادیان عالم میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تحریفیں ہوتی رہی ہیں' اور توریت اور انجیل جیسی کتب ساوی میں مختلف ادوار میں انسانی ہاتھوں سے تبدیلیاں عمل میں لائی جا سکتی ہیں تو اسلام میں بھی ایسی تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں۔ لیکن وہ اس طرح سے سوچتے ہوئے ایک انتہائی اہم اور جاندار حقیقت کو فراموش کر بیٹھے ہیں اور وہ انتہائی اہم اور جاندار حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن حکیم کی حفاظت کی ذمے داری خود لی ہوئی ہے اور اس کے لیے ایسا انتظام فرما دیا ہے کہ ہر وقت کروڑوں انسانوں کے سینوں میں قادر مطلق کا یہ ابدی پیغام حفظ قرآن کی صورت میں محفوظ رہتا ہے۔ اسی انتظام کی وجہ سے دین اسلام بھی ان طرح طرح کے فتنوں سے آج تک محفوظ و مامون چلا آ رہا ہے جو اس میں پیدا کرنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔

ڈاکٹر جاوید اقبال کی ایک تازہ ترین تقریر سے جسے (روح اقبال سے دلی معذرت کے ساتھ) فرزند اقبال کی ہرزہ سرائی ہی قرار دیا جا سکتا ہے' یہ تاثر ضرور ملتا ہے کہ جس عظیم شخصیت کو حکیم الامت کہلانے کا شرف حاصل ہوا' اسی کا بیٹا اسلام کے خلاف ایک بہت بڑے فتنے کو ابھارنے کی ناپاک مہم کا علمبردار ہونے کے دعوے کے ساتھ اسلام کے چھپے اور کھلے دونوں طرح کے دشمنوں کا آلہ کار دانستہ یا نادانستہ طور پر بن رہا ہے۔ جاوید اقبال کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرنے والے اپنے طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ فرزند اقبال کے ان کی صفوں میں شامل ہو جانے سے انہیں اعتبار (Credibility) اور قبولیت (Credence) حاصل ہو جائے گی۔ لیکن انہیں شاید یہ معلوم نہیں کہ جس اعتبار اور قبولیت کی تلاش میں وہ "جاوید نامہ" کے مخاطب کا دامن تھامنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ خود اسے کبھی حاصل نہیں رہے۔ فرزند اقبال کی قابلیت اور دانش (Intellect) کے بارے میں ہمارے بعض دانشور بزرگوں کی رائے کیا رہی ہے' اس کا اندازہ ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے جو ڈاکٹر نذیر نیازی مرحوم و مغفور نے ایک مرتبہ احباب کی کسی محفل میں کہے تھے۔ ڈاکٹر نذیر نیازی کے نام اور کام سے کون واقف نہیں۔ مرحوم کا شمار حضرت علامہ کے نیازمندوں میں ہوتا تھا وہ خود بھی ایک بڑی ادبی و علمی شخصیت تھے اور ملک کے ممتاز ماہر تعلیم بھی تھے۔ شعبہ تعلیم میں ان کے مقام و مرتبے کی عکاسی اس حقیقت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخوبی ہو جاتی ہے کہ وہ گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ڈاکٹر نیازی حضرت علامہ کو مرشد ہی کے نام سے یاد کرتے تھے اور پھر انہوں نے علامہ کے مشہور خطبات مدراس کا اردو ترجمہ بھی کیا تھا۔ اس سارے پس منظر میں ان الفاظ کی اہمیت کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے جن کے ذریعے ڈاکٹر صاحب نے فرزند اقبال کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اس محفل میں ڈاکٹر جاوید اقبال کا یونہی ذکر آ گیا تو ڈاکٹر نذیر نیازی نے بہت حسرت بھرے انداز میں کہا کہ "مرشد زادہ (فرزند اقبال) سے زیادہ جاہل کوئی آدمی میری نظروں سے نہیں گزرا"۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے ویمن ایکشن فورم (خواتین محاذ عمل) کے زیر اہتمام "اصلاحی نقطہ نگاہ اور خواتین" کے موضوع پر منعقد ہونے والے لاہور کے سیمینار میں جو کچھ کہا' اس میں وہ احتیاط کے تمام تقاضوں کو پس پشت ڈال گئے اور کچھ ایسی باتیں بھی کہہ دیں جو انہوں نے سردار قیوم کی موجودگی میں بھی نہیں کہی تھیں۔ یہ اعتراض کرنے والے لوگ ایک حقیقت اپنی نظروں سے اوجھل ہو جانے دیتے ہیں' وہ یہ کہ ڈاکٹر جاوید اقبال اس وقت کچھ زیادہ ہی کھل جاتے ہیں جب وہ خواتین کی کسی محفل میں بول رہے ہوں یا ایسی محفل میں خطاب کے جوہر دکھا رہے ہوں جس کے شرکاء کی اکثریت خواتین پر مشتمل ہو اور پھر محفل ان خواتین کی ہو جن کا محاذ عمل ہی دینی اور معاشرتی حدود و قیود کو پوری طرح پھلانگ جانے کا عزم لے کر اٹھا ہو تو ڈاکٹر جاوید اقبال کو کوئی یہ مشورہ دینے کی جسارت نہیں کر سکتا......

ع دامن کو ذرا دیکھ' ذرا بند قبا دیکھ

اس لیے اگر وہ ویمن ایکشن فورم کے سیمنار میں کچھ زیادہ ہی کھل گئے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کھل جاتے تو کسی کو تعجب نہ ہوتا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر جاوید اقبال جس وقت ویمن ایکشن فورم کے سیمینار سے خطاب کر رہے تھے اس وقت ان کا تصور بھی عرش پر تھا۔ اس لیے کہ وہ اپنے اس خطاب میں بیک وقت مصلح' شارح اور مفتی بنے دکھائی دیتے ہیں اور "تصور عرش پر" کی اسی کیفیت میں انہوں نے فتویٰ صادر فرما دیا کہ "جائیداد کے حوالے سے خواتن کے لیے جو حصص اسلام میں مقرر کیے گئے ہیں ان میں رد و بدل کر دیا جائے تو یہ امر اسلام کے خلاف نہیں ہوگا"۔ فرزند اقبال کا یہ فتویٰ حقیقت میں خواتین کے لیے ان کی زبردست کشادہ دلی کا آئینہ دار ہے۔ اگرچہ انہوں نے اپنی بات کو فی الحال رد و بدل تک محدود رکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کسی اور ایسے ہی اجتماع میں وہ اور بھی زیادہ کھل گئے تو وہ جائیداد میں خواتین کا حصہ اسلام کے مقرر کردہ حصے سے بڑھا دینے کا مطالبہ بھی کر سکتے ہیں۔ جائیداد میں عورت اور مرد کا حصہ قرآن کے واضح احکام کے تحت مقرر کیا گیا ہے اور اگر فرزند اقبال کی بات مان لی جائے تو نہ صرف یہ کہ یہ حرکت خلاف اسلام ہوگی بلکہ اسے اسلام میں کھلی تحریف تصور کیا جائے گا۔ یہ تو اسی طرح ہے جیسے کل خواتین کے کسی ایسے ہی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر جاوید اقبال ترنگ میں آ جائیں اور یہ فتویٰ صادر فرما دیں کہ عورت اور مرد کی گواہی اور دیت و قصاص کے بارے میں جو احکام قرآن کریم میں دیے گئے ہیں اگر ان میں رد و بدل کر دیا جائے تو یہ امر اسلام کے خلاف نہیں ہوگا۔ آخر حافظ شیرازی نے بھی تو اس طرح کی ترنگ میں آ کر یہ اعلان کر دیا تھا کہ.....

؎ بخال ہندواش بخشم سمرقند و بخارا را

اپنی اس تقریر میں فرزند اقبال نے دوپٹے کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہاں بھی انہوں نے ایک مفتی کا انداز اختیار کرتے ہوئے یہ فتویٰ صادر فرما دیا ہے کہ "عورت کے سر سے دوپٹہ سرکنے کی روک تھام سے اسلام محدود ہو کر رہ گیا ہے" یہ تو کہنا مشکل ہے کہ فرزند اقبال کے اس فرمان میں کون سی منطق کارفرما ہے تاہم یہ بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ پاکستان کے معاشرتی ماحول میں جہاں دوپٹہ کافی حد تک مردوں اور عورتوں دونوں کی عقل پر پڑتا چلا جا رہا ہے یہ منطق آج بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ خواہ ڈاکٹر جاوید اقبال کے مشاغل کا تقاضا کچھ ہی کیوں نہ ہو' مجموعی طور پر دوپٹے کو عورت کی عزت و توقیر کی علامت ہی سمجھا جاتا ہے اور انشاء اللہ سمجھا جاتا رہے گا۔

ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنی بہت سی سابقہ تقریروں کی طرح لاہور کے سیمینار کی تقریر میں بھی ملاؤں کے لتے لے ڈالے ہیں اور یہ پٹا ہوا الزام دہرا دیا ہے کہ "ملاؤں نے ذاتی مفادات کے لیے اسلام کو استعمال کیا ہے" اس الزام میں جتنی حقیقت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہ الزام لگانے والوں کو تکلیف یہ ہے کہ انہیں ملاؤں نے اسلام کی من مانی تاویلوں اور اس میں اپنے ڈھب کی تبدیلیاں نہیں کرنے دیں اور وہ ہمیشہ اس راہ میں رکاوٹ بنے رہے ہیں اور آج بھی سدراہ بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح کے الزامات لگانے والوں میں سردار آصف احمد علی اور رانا نذیر احمد جیسے وزراء بھی شامل ہیں جو اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت میں شامل ہونے کے باوجود "ملاؤں کے اسلام" کے خلاف ننگی تلواریں بنے ہوئے ہیں اور پاکستان کی تمام مصیبتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاؤں کے اسلام کی پیدا کردہ ہیں" (حوالے کے لیے ملاحظہ فرمایئے رانا نذیر احمد کا ایک حالیہ بیان) ملاؤں کا سب سے بڑا قصور (ہمارے ان نام نہاد روشن خیال دانش وروں کے نزدیک) یہ ہے کہ ویمن ایکشن فورم کے زیر اہتمام ہر قسم کی شرم و حیا اور دینی حدود و قیود کے خلاف ہونے والے مظاہروں کے باوجود اس مملکت خداداد میں ایک مادر پدر آزاد معاشرہ قائم نہیں ہو سکا۔ ایک ایسا معاشرہ جس میں ان سب کو کھل کھیلنے کی مکمل آزادی ہو اور ان کے شب و روز کے مشاغل پر کوئی انگشت نمائی کی جرات بھی نہ کرے۔

جہاں تک ڈاکٹر جاوید اقبال کی اپنی ذات کا تعلق ہے وہ مولوی کی ہمیشہ سے مخالفت نہیں کر رہے ہیں۔ وہ ضرورت پڑنے پر مولوی یا ملا کی حمایت ہی نہیں' سرپرستی بھی حاصل کرنے کے لیے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ دسمبر ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات کے بھولے ہوں گے' یہ وہ انتخابات ہیں جن کے نتائج تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو عالمی نقشے پر نمودار ہونے والی سب سے بڑی اسلامی مملکت ۱۶ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو دو لخت ہوگئی۔ ان انتخابات میں "ادھر ہم ادھر تم" اور قومی اسمبلیوں اور دو وزرائے اعظم کی تجاویز پیش کرنے والے ذوالفقار علی بھٹو کا مقابلہ لاہور کی ایک نشست پر فرزند اقبال کے ساتھ تھا اور جاوید نے اس انتخابی معرکے کو اسلام اور کفر کی جنگ بنا کر رکھ دیا تھا۔ اس جنگ میں حکیم الامت کے بیٹے کا ساتھ دینے کے لیے کم و بیش سبھی دینی حلقے (دوسرے الفاظ میں ملا اور مولوی) میدان میں اتر آئے تھے۔ جماعت اسلامی اس وقت ڈاکٹر جاوید اقبال کی سب سے بڑی پشت پناہ بنی ہوئی تھی اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی علیہ الرحمہ بہ نفس نفیس فرزند اقبال کی انتخابی مہم کی نگرانی کر رہے تھے۔ مولانا اس معاملے میں اپنے آپ کو اتنا آگے لے گئے تھے کہ انہوں نے نواب زادہ نصراللہ خان کی سیاسی رفاقت سے بھی دست بردار ہونا قبول کر لیا۔ نواب زادہ صاحب خود اپنا امیدوار میجر جنرل (ریٹائرڈ) محمد سرفراز کی صورت میں میدان میں لا چکے تھے اور وہ اپنے امیدوار کو کسی صورت میں بٹھانے پر تیار نہیں تھے۔ اس موقع پر سید مودودی اور نوابزادہ نصراللہ خان کے درمیان جو بدمزگی پیدا ہوئی وہ پھر کبھی دور نہ ہو سکی۔ اس بدمزگی میں انتخابات میں ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں دونوں امیدواروں کی شکست نے کئی گنا اضافہ کر دیا تھا۔ ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات کے لیے چلنے والی انتخابی مہم میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے بھی بھرپور حصہ لیا اور وہ (کونسل) مسلم لیگی امیدواروں کے حق میں منعقد ہونے والے انتخابی جلسوں میں تقریریں بھی کرتے۔ ان دنوں ان کی تقریروں کا لب لباب یہ ہوتا تھا کہ......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اگر خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

دسمبر ۱۹۷۰ء کی انتخابی مہم میں فرزند اقبال نے حکیم الامت کا بیٹا بن کر اسلام اور قرآن پر جو اتنا زور دیا تو اس کی دو وجوہ تھیں۔ ایک یہ کہ ذوالفقار علی بھٹو نے سوشلزم کا نعرہ لگایا تھا اور فرزند اقبال کو جن لوگوں کی حمایت و سرپرستی حاصل تھی وہ سوشلزم کو کفر تصور کرتے ہوئے اس کی سخت مخالفت کر رہے تھے۔ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایک ایسے ملک میں جسے اسلام کے نام پر معرض وجود میں لایا گیا ہو' کوئی خلاف اسلام نظام بھی رائج ہو سکتا ہے اور فرزند اقبال اس وقت ملاؤں کی اس رائے کے ساتھ پوری طرح متفق ہو کر عام جلسوں سے خطاب کر رہے تھے اور لوگ ان کی تقریریں سننے کے لیے جلسوں میں جمع بھی ہوتے تھے۔ یہ ۱۹۷۰ء کے انتخابی امیدوار ڈاکٹر جاوید اقبال اور آج کے جاوید اقبال میں جو زمین و آسمان کا فرق نظر آ رہا ہے' اسے دیکھتے ہوئے نواب مصطفیٰ احمد خان شیفتہ کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر جاری ہو جاتا ہے کہ ..... ؎

یہ لوگ بھی غضب ہیں کہ دل پر یہ اختیار
شب موم کر لیا' سحر آہن بنا لیا

وہی فرزند اقبال جن کے نزدیک (اور بجا طور پر) قرآن کے بغیر مسلمان ہو کر زندہ رہنا ممکن ہی نہیں تھا آج قرآنی احکام میں' محض ویمن ایکشن فورم کے سیمینار میں شریک خواتین کے مجمع کو خوش کرنے کے لیے' تحریف کرنے کو خلاف اسلام سمجھنے پر تیار نہیں۔

حکیم الامت کے بیٹے کو یہ فکر کھائے جا رہی ہے کہ بنیاد پرستی سے اسلام ڈس کریڈٹ ہو جائے گا۔ حضرت علامہ نے تو مغرب اور مغربی دانشوروں کا انتہائی قریب سے مطالعہ کرنے کے بعد اسلام کو مسلمان ہی کی آنکھ سے دیکھا تھا اس لیے وہ مغربی مستشرقین کی فتنہ سامانیوں اور اسلام کو مسخ کرنے کی ناپاک کوششوں کو ناکام بنانے میں کامیاب ہوگئے لیکن ان کے فرزند "جاوید نامہ" کی موجودگی میں بھی مغرب سے اپنی آنکھیں چکا چوند کرا بیٹھے ہیں۔ حقیقت میں ہر مسلمان بنیاد پرست ہے' اس لیے کہ اسلام کی کچھ مبادیات (Fundamentals) ہیں جن میں سے اگر کہیں ایک پر بھی ایمان نہ لائیں تو مسلمان نہیں ہو سکتے۔ مغرب میں بنیاد پرست (Fundamentalist) کی اصطلاح استعمال کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ وہاں عیسائی مذہب میں' جو بہرحال اس خطہ ارض میں غالب مذہب کی حیثیت رکھتا ہے' بہت سی تحریفیں ہو چکی ہیں اور یہ وہ تحریفیں ہیں جنہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں کی بھاری اکثریت تسلیم کر چکی ہے۔ تاہم اب بھی کچھ عیسائی موجود ہیں جو عیسائیت کو اب تک ہونے والی تحریفوں سے پہلے کی صورت ہی میں دیکھنا چاہتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جنہیں وہاں عرف عام میں بنیاد پرست کہا جاتا ہے۔

اس کے برعکس اسلام' اللہ کے فضل و کرم سے اسی شکل میں موجود ہے جس شکل میں یہ پندرہ سو سال پہلے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وساطت سے بنی نوع انسان تک رحمت بن کر پہنچا تھا۔ اس کے ازلی و ابدی احکام اور اصولوں میں آج تک سرمو فرق نہیں آیا جو چیزیں پندرہ صدیاں پہلے طلوع اسلام کے وقت حرام قرار پائی تھیں' وہ آج بھی حرام ہیں۔ جن چیزوں کو انسانوں کے لیے اس وقت حلال ٹھہرایا گیا تھا' ان کی حلت آج بھی قائم ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ نہ تو ڈاکٹر جاوید اقبال اور نہ ویمن ایکشن فورم کی خواتین اور نہ سردار آصف احمد علی اور رانا نذیر احمد جیسے وزراء اسلام میں ایک بار حرام قرار پانے والی اشیاء اور افعال کو حلال بنا سکتے ہیں اور نہ حلال اشیاء اور افعال کو حرام ہی ٹھہرا سکتے ہیں۔ اس لیے بنیاد پرستی مسلمان کا ایک بنیادی وصف ہے اور وہ اسلام کو ڈس کریڈٹ کرنے کا باعث نہیں بلکہ اس کی عظمت و سربلندی کا باعث ہی بنے گا۔ البتہ اس سے فرزند اقبال جیسے لوگ ضرور ڈس کریڈٹ ہو جائیں گے۔

دو تین سال پہلے جب سردار قیوم کی احتجاجی تقریروں اور تحریروں نے پاکستانیوں کو فرزند اقبال کے خیالات' نظریات (اور اعمال و افعال) کی طرف متوجہ کیا تھا تو بہت سے لوگوں نے اسے سردار قیوم کی زیادتی قرار دیا تھا۔ اصل میں پاکستانی عوام مصور پاکستان کے فرزند سے اس طرح کی باتیں منسوب کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے لیکن گزشتہ چند ماہ سے ڈاکٹر جاوید اقبال جس تواتر کے ساتھ ہرزہ سرائی کر رہے ہیں اور جس کا تازہ ترین مظاہرہ ان کی لاہور کے سیمینار والی تقریر ہے' اسے دیکھتے ہوئے لوگ اب یہ کہنے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ "زیادتی فرزند اقبال سے نہیں ہوئی تھی بلکہ زیادتی کے مرتکب وہ لوگ ہوئے تھے جنہوں نے سردار قیوم کو اپنی تند و تیز تنقید کا نشانہ بنا لیا تھا"۔ (ہفت روزہ "حرمت" اسلام آباد' "جاوید اقبال گستاخ اسلام نمبر" ۵ر نومبر ۱۹۹۲ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"توہین رسالت ﷺ کی سزا کا اطلاق شرعاً" مسلم و کافر سب پر ہوگا" اس عنوان سے حضرت مولانا مفتی عبدالستار لکھتے ہیں

"سینیٹر جاوید اقبال صاحب کا یہ بیان لاعلمی پر مبنی ہے کہ "اسلام میں غیر مسلموں کے لیے توہین رسالت ﷺ کی سزا کا کوئی تصور موجود نہیں۔" (نوائے وقت 8 جولائی 1994ء) حالانکہ اسلامی قانون میں اس جرم پر کفار کے لیے سزا نہ ہونے کا کوئی تصور موجود نہیں، عہد رسالت ﷺ سے لے کر آج تک گستاخ رسول کے لیے تعزیری قانون، کافر و مسلم دونوں کے لیے ثابت ہے اور موجود ہے۔ ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق ایک صحابیؓ کی غیر مسلم ام ولد، شان رسالت ﷺ میں گستاخی کیا کرتی تھی، روکنے کے باوجود اس سے باز نہ آئی۔ ان صحابیؓ نے ایک رات چھرا گھونپ کر اس کا کام تمام کر دیا۔ حالانکہ یہ ان کے دو بچوں کی ماں بھی تھی۔ صبح کو معاملہ بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش ہوا۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "الا اشہدوا ان دمہا ھدر" "گواہ رہو، اس کا خون ہدر ہے۔" (ابو داؤد شریف) امام شعبیؒ نقل فرماتے ہیں، ایک یہودیہ آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی، ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا خون ہدر اور ضائع قرار دیا۔ (ابو داؤد شریف)

کعب بن اشرف یہودی کو شان رسالت ﷺ میں گستاخی اور ایذاء رسانی کے جرم میں قتل کی سزا دی گئی۔ (بخاری شریف) ابی عفک یہودی کو اسی جرم میں قتل کیا گیا (زرقانی، طبقات ابن سعد، صارم مسلول) اس کے اور بھی نظائر موجود ہیں۔ گستاخی رسول ﷺ میں اگر غیر مسلم کو سزا دینا درست نہیں تو یہ قتل ناحق بنتا ہے۔ تو پھر آنحضرت ﷺ نے ان کے خون کو کیسے ہدر قرار دیا۔ مذکورہ بالا واقعات زمانہ جاہلیت قبل از اسلام کے نہیں بلکہ عہد رسالت ﷺ میں منشاء خداوندی کے مطابق گستاخ رسول ﷺ کی سزا کے یہ فیصلے عملاً نافذ کیے گئے۔ تو معلوم ہوا کہ اسلام میں غیر مسلموں کے لیے اس جرم کی سزا کا نہ صرف تصور بلکہ عملی نفاذ بھی موجود ہے۔ اور قرآن پاک کی آیت، ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ ان احادیث و دلائل کی روشنی میں ائمہ اربعہ کے نزدیک گستاخ رسول مسلم ہو یا کافر، ارتداداً" یا تعزیراً" شرعی سزا کا مستحق ہے۔ نوعیت سزا میں کوئی اختلاف ہو سکتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ.

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لیکن یہ کہ غیر مسلم کے لیے اس جرم کی کوئی سزا ہی نہیں' بالکل جاہلی تصور ہے۔

پسر اقبال نے اپنے بیان میں عشق رسول ﷺ اور اسلام کی ترجمانی کی بجائے مغرب کی جس ذہنی غلامی اور اس سے مرعوبیت کا جو مظاہرہ کیا ہے' وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ یہ دانشور درحقیقت کافر ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے لیے بھی گستاخ رسول کی اس قانونی سزا کو تسلیم نہیں کرتے' چنانچہ "مذہبی آزادی" کی آڑ میں ارتداد کی سزائے موت پر ہمیشہ ان لوگوں نے واویلا کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود پسر اقبال کی رگ حمیت اہل اسلام کے لیے نہیں' بلکہ عیسائیوں' یہودیوں اور قادیانیوں کے حق میں پھڑکی۔ کیونکہ مغرب کی خوشنودی اسی میں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے جو کچھ کہا گیا ہے' وہ بھی ایک مغالطے پر مبنی ہے۔ بحوالہ عالمگیری وہ خود لکھتے ہیں کہ "غیر مسلموں کو سؤر کا گوشت کھانے اور حضرت نبی آخر الزمان ﷺ کی پیغمبر خدا ہونے کی حیثیت سے انکار پر سزا نہیں دی جاسکتی اور ان جرائم پر صرف مسلمانوں کو سزا دی جاسکتی ہے۔" واضح رہے کہ اگر اس کو درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ' غیر مسلموں کو اُن کے مذہبی عقیدے اور عمل پر سزا نہیں دی جائے گی' لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر غیر مسلم عیاذا" باللہ حضور پاک ﷺ کو گالی دیتا ہے یا آپ ﷺ پر چوری کا الزام لگاتا ہے یا کسی دوسری طرح توہین رسالت ﷺ کرتا ہے تو اس کو بھی سزا نہیں دی جاسکتی۔ کفریہ عقیدہ رکھنا اور بات ہے' اور کھلے بندوں گستاخی رسول ﷺ کا ارتکاب کرنا امر دیگر ہے۔ علاوہ ازیں فتاویٰ عالمگیری کے اسی مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ اسلامی شہروں میں غیر مسلموں کے لیے کھلے بندوں شراب خانے کھولنے یا شراب پینے یا سؤر کو علانیہ لیے پھرنے یا اظہار صلیب کی اجازت نہیں دی جائے گی----- (فتاویٰ عالمگیری ص 278' ج 2' طبع کانپور) نیز واضح رہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں غیر مسلم کے لیے توہین رسالت ﷺ کی سزا بالفرض منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سرے سے شریعت میں یہ مسئلہ ہی موجود نہیں' جب کہ دیگر کتب احادیث و فقہ میں اس کی واضح تصریحات موجود ہیں۔

پیغمبر خدا ﷺ کی گستاخی اور توہین رسالت ﷺ اہل اسلام نے نہ پہلے کبھی برداشت کی ہے نہ اب کی جائے گی۔ مگر اس میں بدامنی کا اندیشہ ہے حکومت کو چاہیے کہ عقل اور ہوش سے کام لے۔ مغرب کو خوش کرنے کے لیے بدامنی پیدا کر کے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی کوشش نہ کرے---

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکومت کو یاد رکھنا چاہیے "کہ گستاخان رسول ﷺ راجپالوں سے نمٹنے کے لیے علم الدین شہید جیسے غازیوں کو جنم دینے والی مائیں ابھی بانجھ نہیں ہوئیں---

دولت عثمانیہ (جس سے یورپ بھی لرزہ براندام تھا۔ بعد میں جس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے مشرق وسطیٰ کی تیرہ ریاستوں اور سلطنتوں میں اسے بانٹ دیا گیا) کے شیخ الاسلام کے سامنے بشر نامی یہودی کا مقدمہ پیش ہوا کہ اس نے العیاذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ثبوت نسب کے بارے میں شرم ناک الزام لگایا ہے' شیخ الاسلام نے اس پر توہین رسالت ﷺ کی فرد جرم عائد کرتے ہوئے اس کے لیے سزائے موت کا فیصلہ سنایا۔ (شامیہ)

معلوم ہوا کہ اسلام میں نہ صرف پیغمبر آخرالزماں ﷺ کی شان رسالت ﷺ کو تحفظ دیا گیا۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بارے میں ایسا ہی تحفظ موجود ہے نہ صرف تصور بلکہ عملی تحفظ۔ پس جاوید اقبال صاحب خود ہی غور فرمالیں کہ وہ کس علمی دنیا میں بستے ہیں---

موصوف محترم نے آیت شریفہ لکم دینکم ولی دین کو بھی اپنی تائید میں پیش کیا ہے کہ "تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین" یہ ارشاد خداوندی بالکل بجا ہے۔ لیکن اس سے پیغمبر خدا ﷺ کو گالی دینے کا جواز پیدا کرنا کسی گستاخ ذہنیت ہی کی پیداوار ہو سکتی ہے۔ ہم پہلے یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ اپنے مذہب پر عمل کرنے اور توہین رسالت ﷺ کے جواز میں' زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آیت شریفہ میں پہلی بات ذکر کی گئی۔ جواز توہین رسالت ﷺ کا اس میں کوئی اشارہ تک موجود نہیں---

ظفر علی خان مرحوم نے کسی وقت میں خوب کہا تھا----

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ ﷺ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

آخر میں اہل علم کے فائدے کے لیے بطور نمونہ چند حوالہ جات ذکر کیے جاتے ہیں۔ کہ توہین رسالت ﷺ کے مرتکب غیر مسلم کو سزائے موت دی جائے گی۔

قاضی عیاض مالکیؒ اپنی کتاب "الشفاء" میں لکھتے ہیں----

(ترجمہ) "اکثر اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جس نے حضور ﷺ کو گالی دی' اسے سزائے موت دی جائے گی۔ (مجرم مسلمان ہو یا غیر مسلم) اس کے قائل ہیں۔ امام لیثؒ، امام احمدؒ، امام اسحٰقؒ اور امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنہ کے قول کا بھی یہی مقتضیٰ ہے۔ الصارم المسلول میں ہے کہ حضور علیہ السلام کو گالی دینے والے کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں' خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ (ص 223)

اسی طرح احناف کے نزدیک بھی کسی کتاب میں یہ تصریح نہیں کہ حضور پاک ﷺ کی ذات گرامی کو سب و شتم کرنے والے غیر مسلم کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ بلکہ اس پر تعزیری سزا جاری کرنے کی واضح تصریحات موجود ہیں اور یہ تعزیری سزا قتل بھی ہو سکتی ہے بلکہ متاخرین قائل ہیں کہ غیر مسلم کے لیے یہ سزا قتل ہے جبکہ کھلے بندوں وہ اس جرم کا ارتکاب کرے۔

علامہ حصکفیؒ نقل فرماتے ہیں:

(ترجمہ) علامہ عینیؒ ایسے غیر مسلم ملزم کے بارے میں کہتے ہیں کہ میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ گالی دینے پر سزائے موت دی جائے' علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں' اسے قتل کر دیا جائے' علامہ خیرالدین رملیؒ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے۔ آنحضرت ﷺ کو سب کرنے والا ذمی قتل کر دیا جائے' اس کا عہد (ذمہ) ٹوٹ چکا ہے۔ (در مختار ص 279)

علامہ ابن کمال پاشا لکھتے ہیں:

(ترجمہ) حق یہ ہے کہ ایسے غیر مسلم مجرم کو سزائے موت دی جائے۔ جبکہ وہ علانیہ حضور علیہ السلام کو گالی دے اور امام محمد نے اس جرم کے ارتکاب کی صورت میں عورت کو سزائے موت دینے کے لیے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ عمر بن عدی نے عصماء بنت مروان کو جب شان رسالت ﷺ میں بد زبانی کرتے سنا تو اسے قتل کر دیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اس کی تعریف فرمائی۔ (انتہی کذا فی الدر المختار)

علامہ شامی فرماتے ہیں:

"عقد ذمہ کی وجہ سے جس غیر مسلم کا قتل کرنا ممنوع تھا جب وہ --- رسالت مآب ﷺ کو گالی دے تو اسے سزائے موت دی جائے گی۔ سیر کبیر میں اس کے لیے متعدد احادیث سے استدلال کیا گیا ہے ان میں ابو اسحٰق ہمدانی کی حدیث ہے کہ ایک آدمی نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایک یہودیہ کو' آپ کو گالی دیتے ہوئے سنا' میں نے اسے قتل کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے خون کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدر فرما دیا۔ (شامیہ ص 220)

علامہ حصکفی نے یہ بھی لکھا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے دور میں حکومت کی طرف سے ایسے غیر مسلم کے قتل کا ہی حکم جاری کیا گیا تھا۔۔۔۔

(ترجمہ) شاہی فرمان وارد ہوا ہے کہ اس جرم کی سزا کے بارے میں اپنے ان ائمہ کے قول پر عمل کیا جائے جو اس جرم کی سزا قتل تجویز کرتے ہیں جب کہ یہ ظاہر ہو کہ مجرم اس جرم کا عادی ہے جیسا کہ مفتی روم' ابوالسعود نے بشر یہودی کو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو العیاذ باللہ ولدالزنا کہنے پر اس کے قتل کا فتویٰ دیا تھا کیونکہ اس نے انبیاء علیہم السلام کو گالی دی ہے۔ (در مختار)

قرآن کریم سے بھی اس سزا کی تائید ہوتی ہے۔

(ترجمہ) اور اگر وہ توڑ دیں اپنی قسمیں عہد کرنے کے بعد اور عیب لگا دیں تمہارے دین کو تو قتال کرو کفر کے سرداروں سے۔ (سورۃ توبہ)

کتب حنفیہ میں ایسے غیر مسلم مجرم کے متعلق لکھا ہے۔ ولا ینقض عہدہ' (یعنی اس کی شہریت ختم نہیں ہوگی یعنی اس کا معاہدہ نہیں ٹوٹے گا) اس سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اسے سزائے موت وغیرہ بھی نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ بقاء شہریت سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے سزائے موت نہیں دی جاسکتی۔ ملکی تعزیری قوانین جیسے عام شہریوں کے لیے ہیں' اسی طرح غیر مسلم کے لیے بھی ہیں۔ ارتکاب جرم پر دونوں کو سزا دی جاسکتی ہے۔

علامہ خیرالدین رملیؒ فرماتے ہیں:

(ترجمہ) تمام فقہائے احناف نے تصریح کی ہے کہ ایسے غیر مسلم مجرم کو تعزیری سزا دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسداد جرم کے لیے اسے سزائے موت بھی دی جاسکتی ہے' اس لیے کہ جب جرم سنگین نوعیت کا ہو تو تعزیر کے طور پر سزائے موت دینا جائز ہے۔ (شامیہ 279' ج 3)

تصریحات بالا سے یہ امر واضح ہے۔۔۔ توہین رسالت ﷺ کے مرتکب غیر مسلم کے لیے اسلام میں سزائے موت وغیرہ مقرر ہے۔ پس محترم جاوید اقبال صاحب کا بیان محض لاعلمی پر مبنی ہے اور غلط ہے۔"

(ماہنامہ الخیر' ملتان' ستمبر 1994ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترم رعایت اللہ فاروقی صاحب اپنے کالم "پریس کانفرنس" میں "ڈاکٹر جاوید اقبال کے فرمودات" کے عنوان سے لکھتے ہیں

"ذرائع ابلاغ خصوصاً" پریس آئے دن عوام سے بعض لوگوں کو دانشوروں کی حیثیت سے متعارف کرانے کا فریضہ ادا کرتا ہے' اب بسا اوقات تو کچھ شخصیات واقعی دانشور ہوتی ہیں' مگر مشاہدہ اور تجربہ بتایا ہے کہ ۔

پرکھا جو ہم نے ان کو تو اکثر میں کچھ نہ تھا

اس کا نتیجہ اور تو کچھ نہیں ہوتا البتہ اس شخصیت پر اس کا منفی اثر ہو جاتا ہے کہ وہ اس زعم میں مبتلا ہو جاتی ہے کہ میں واقعی کچھ ہوں اور سوچ یہ بن جاتی ہے کہ میں تو چونکہ دانشور ہوں' اب میرا ہر فعل واجب الاتباع اور ہر قول وحی منزل من السماء ہے' وہ چشم تصور میں اپنے آپ کو بقراط اور ارسطو کے ساتھ ایک صف میں کھڑا دیکھتا ہے اور پھر آئے دن اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اپنی "گپوں" کو اخبارات کے صفحات تک پہنچا کر داد و تحسین وصول کرے اور یوں "اقوال زریں" کی دنیا میں ارسطو اور بقراط کو بھی پیچھے چھوڑ جائے۔

انہیں شخصیات میں سے ایک' فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال ہیں۔ جنہیں چیف جسٹس کی حیثیت سے ریٹائرمنٹ کے بعد اخبارات نے "دانشور" کے اعزاز اور خطاب سے نوازا۔ بدقسمتی سے ڈاکٹر صاحب اس خطاب کو "ہضم" نہ کر سکے' نتیجہ یہ کہ اگر ہر ہفتے نہ ہو تو دوسرے ہفتے لازماً" ہمیں ان کے عجیب و غریب خیالات پڑھنے کو ملتے ہیں جنہیں ڈاکٹر صاحب یقیناً" اقوال زریں سمجھ کر ہی ارشاد فرماتے ہوں گے۔

روزنامہ جسارت کراچی کی آٹھ جولائی 92ء کی اشاعت میں ڈاکٹر صاحب کے تازہ ترین "اقوال زریں" شائع ہوئے ہیں جو کچھ اس طرح ہیں :

"جسٹس جاوید اقبال نے کہا ہے کہ اسلامی مملکت بنانے کے عمل نے پاکستان کو ایک سنگین بحران سے دوچار کر دیا ہے.... انہوں نے اس بات پر شک کا اظہار کیا کہ اسلام پاکستان کو متحد رکھنے میں مددگار ہو سکتا ہے' سقوط ڈھاکہ کے المیہ سے پاکستانیوں پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے تھی کہ اسلام باہمی مضبوطی کا وسیلہ نہیں بن سکتا' سندھ میں ایم کیو ایم' سرحد میں پختون قوم پرستوں اور پنجاب میں سرائیکی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور کشمکش شروع ہو چکی ہے' ان تمام حقیقتوں کے پیش نظر اسلام متحد رکھنے والی قوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بن سکتی۔"

(روزنامہ جسارت 8 جولائی 1992ء)

ڈاکٹر صاحب کے ان "اقوال زریں" سے سنجیدہ اور دانش مند حلقے ڈاکٹر صاحب کی "دانش" سے متعلق اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ کس قبیل کی ہے اور آیا اس کو ایک صحت مند اور مثبت دانش قرار دیا جا سکتا ہے کہ نہیں؟ ڈاکٹر صاحب کے ان اقوال زریں میں چند باتیں قابل غور ہیں' ایک تو یہ کہ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں "اسلامی مملکت بنانے کے عمل نے" پاکستان کو شدید بحران سے دو چار کر دیا ہے اگر ڈاکٹر صاحب لفظ "پاکستان" کی جگہ "مسلمان" استعمال کرتے تو شبہ ہو سکتا تھا کہ وہ پاکستان بنانے کے حق میں نہیں ہیں اور وہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لیے جو مسائل یہاں پیدا ہو گئے ہیں' وہ الگ مملکت کے قیام کی وجہ سے ہیں لیکن ڈاکٹر صاحب لفظ "پاکستان" استعمال کر رہے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پاکستان کے حق میں ہیں (اور یہ ایک خوش آئندہ بات ہے) مگر ڈاکٹر صاحب کو غصہ اس بات پر ہے کہ یہ مملکت اسلام کے نام پر کیوں بنائی گئی یعنی کہ اگر پاکستان کو اسلام کے علاوہ کسی اور نام پر بنایا جاتا تو یہ شدید بحران نہ ہوتا کیونکہ شدید بحران کی جڑ تو اسلام ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ مملکت اسلام کے نام پر نہ بنائی جاتی تو کس نام پر اس کے قیام کو عمل میں لایا جاتا؟ سیکولر ریاست تو بھارت بن رہا تھا پھر ایک الگ سیکولر ریاست کی کیا ضرورت تھی؟ اگر سوشلزم کے نام پر ملک حاصل کیا جاتا تو یہ خواہش رکھنے والے چین جا سکتے تھے' متحدہ ہند کو توڑنے کی کیا ضرورت تھی؟ اب یہ تو ہونے سے رہا کہ مسلمان' ہندو یا عیسائی ریاست کے لیے جدوجہد کرتے' یہ منطق قطعاً" ناقابل فہم ہے کہ پاکستان کے قیام کے عمل کو درست بھی مانا جائے اور یہ بھی کہا جائے کہ ایسا اسلام کے نام پر نہیں ہونا چاہیے تھا۔ آگے چل کر ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ "سقوط ڈھاکہ سے پاکستانیوں پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے تھی کہ اسلام باہمی مضبوطی کا وسیلہ نہیں بن سکتا" اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول بنا کر بھیجا اور انہیں مشن سونپا کہ وہ پوری دنیا کو اسلام کے پلیٹ فارم پر متحد ہونے کی دعوت دیں اور انسانیت کو یہ درس دیں کہ وہ اسلام میں داخل ہو کر ایک جسد واحد ہو جائیں کیونکہ اسلام بھائی چارگی اور اتحاد و یکجہتی کا ضامن ہے' سوال یہ ہے کہ جس ملت کا خدا ایک' رسول ایک' کتاب ایک' بیت اللہ ایک ہو'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ خود کیونکر ایک اور متحد نہیں ہو سکتی؟ کیا ڈاکٹر صاحب اپنے مذکورہ بالا ارشاد میں خدا اور اس کے رسول کو جھٹلا نہیں رہے؟

میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اسلام کی بدترین توہین کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اگر اسلام متحد رکھنے کا وسیلہ نہیں ہے تو پھر بتایا جائے کہ وہ وسیلہ کیا ہے جو انسانیت کو متحد رکھ سکتا ہے آخر خدا نے جو اتنے انسان پیدا فرمائے ہیں' ان کو یوں ہی منتشر تو نہیں چھوڑ دیا ہوگا۔ بلکہ وہ خدا تو اس پر بھی قادر ہے کہ وہ ان کو متحد رکھنے کے لیے کوئی نظام وضع کرے اور اس نے یقیناً" ایسا کیا بھی ہے۔ ہمارا اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ نظام اسلام ہی ہے جبکہ ڈاکٹر صاحب کو اس سے اختلاف ہے' ڈاکٹر صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ اتحاد کے وسیلے کا نام بھی بتلا دیتے۔

میں ڈاکٹر صاحب سے سوال کروں گا کہ ان کا مذہب کیا ہے؟ اگر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں تو میں انتہائی عاجزی سے ان سے عرض کروں گا کہ وہ ایسے مذہب کو کیوں اختیار کیے ہوئے ہیں جو بقول ان کے متحد رکھنے کا وسیلہ نہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے آگے چل کر بعض قومیتوں کے نام گنوا کر فرمایا ہے کہ ان حقیقتوں کے پیش نظر اسلام متحد رکھنے کی قوت نہیں رکھتا۔ اگر مسلمان قومیتوں میں بٹ کر منتشر ہو جائیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور ہے کہ الزام اسے دیا جا رہا ہے کہ وہ متحد رکھنے کی قوت نہیں رکھتا' اسلام لاٹھی لے کر قومیتوں کے پیچھے بذات خود نہیں پڑ سکتا کہ خبردار! سر نہ اٹھانا متحد رکھنے کی قوت میں ہی ہوں" نہیں! نہیں! ایسا نہیں ہے بلکہ اسلام نے تو انسان کو سیدھا راستہ بتلا دیا ہے' وہ جبر نہیں کرتا' اب یہ ہر انسان پر منحصر ہے کہ وہ اس راستے کو اختیار کرتا ہے یا باطل پر چلتا ہے اسی طرح پھر اسلام نے دعوت اسلام دینے کے بعد اسلام کے دائرے میں داخل ہونے والوں کو قومیتوں کے نام پر تقسیم ہونے کے بھیانک نتائج سے بھی آگاہ کر دیا ہے اگر مسلمان ان تعلیمات پر عمل کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اسلام مسلمانوں کو متحد نہ رکھ سکے لیکن اگر کوئی یہ سب کچھ بتلانے کے باوجود قومیتوں کے جھگڑوں میں پڑ جائے اور پھر بھی اتحاد کا تصور کرلے تو یہ محال ہے ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد "کرے کوئی بھرے کوئی" کا شاہکار ہے جرم مسلمان کرے اور اس کی سزا ایک "جج" اسلام کو دے یہ کہاں کا انصاف ہے؟"

(ہفت روزہ ختم نبوت کراچی 31 جولائی تا 6 اگست 1992ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہنامہ نورالحبیب کے مدیر اعلیٰ محترم صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری "ملحد جاوید اقبال کی دریدہ دہنی" کے عنوان سے اپنے اداریہ میں لکھتے ہیں:

"فرنگی تہذیب کے دلدادہ' سیکولر ذہنیت رکھنے والے دانشور' خالصتاً" اسلام کے نام پر حاصل کیے جانے والے ملک---پاکستان---میں لادینیت کو فروغ دینے اور اسلام کے خلاف زہر اگلنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور موقع بے موقع اسلام کے خلاف ژاژ خائی اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے میں معروف رہتے ہیں---اس سلسلے کی تازہ ترین کڑی "فرزند اقبال" مسٹر جاوید اقبال کا ایک حالیہ خطاب ہے جس میں سودی نظام کو تحفظ فراہم کرنے کی ضرورت کے علاوہ' مذہب کے اسلامی تصور و نظریات کو دقیانوسی اور تقدیر الٰہی کے نظریہ کو شیطانی قرار دیا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے علم کا بھی واضح اور صاف لفظوں میں انکار کیا ہے اور اس نظریئے کو علامہ اقبال کی طرف منسوب کیا ہے جو سراسر بہتان ہے----

"نقل کفر کفر نباشد" کے مصداق ایک اقتباس نقل کر رہے ہیں تاکہ قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ کس بے باکی سے اپنے خبث باطنی کو افکار اقبال کے روپ میں پیش کیا ہے۔

"علامہ اقبال کا فلسفہ تقدیر بھی مذہب کے آرتھوڈکس نظریات کے خلاف ہے۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے انسان کے سامنے بے شمار راستے رکھے ہوئے ہیں اور ان میں کسی ایک راستے کو اختیار کرنے کا تمام تر اختیار انسان ہی کے پاس ہوتا ہے۔ اور اللہ اس سے لاعلم رہنا چاہتا ہے اور وہ اس سے لاعلم ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اقبال کے نزدیک اگر کسی کی یہ سوچ ہے کہ تقدیر خدا نے متعین کر رکھی ہے تو وہ سوچ نری شیطانیت ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت' لاہور یکم دسمبر 1993ء)

علم الٰہی اور تقدیر کا انکار بہت بڑی جسارت ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب و الشهادة کے علم اور اس کی بنائی ہوئی تقدیر پر ایک مسلمان کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں---قرآن پاک اور احادیث اس سے بھری پڑی ہیں---بندہ مومن تو اپنے ایمان کا اقرار ہی یوں کرتا ہے۔

"امنت باللہ و ملئکۃ و کتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شر من اللہ تعالٰی والبعث بعد الموت"

تقدیر کا مسئلہ بنیادی عقائد میں سے نہایت نازک اور خطرناک ترین ہے' اس پر عامیانہ انداز میں بحث کرنا اور خواہ مخواہ رائے زنی ہر کہ و مہ کے بس کی بات نہیں۔

علامہ اقبال کے اس ناخلف فرزند نے پتہ نہیں کیا پی کر' کس ترنگ میں آ کر اتنی بڑی اور ناپاک جسارت کی ہے اور اپنے ذاتی' قبیح اور شرمناک خیالات کو فکر اقبال بنا کر پیش کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جو اہل اسلام اور اقبال کے عاشقوں کے لیے قابل قبول نہیں---- وہ پہلے بھی علامہ کے نظریات کی غلط تشریحات کرتے رہتے ہیں جس کے ڈانڈے مغربی فکر اور لادینیت سے ملتے ہیں۔ جب کہ علامہ اقبال بہرحال "قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری" کی تھیوری کے قائل تھے۔ اور تقدیر اور علم الٰہی کے بارے میں ہرگز ان کا یہ نظریہ نہیں جسے مسٹر جاوید اقبال نے مسخ کر کے پیش کیا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت کو چاہیے کہ ان خرافات کا سختی سے نوٹس لے اور اللہ تعالٰی جل و علا کے علم کے منکر اور تقدیر الٰہی کو شیطانیت قرار دینے والے نام نہاد دانشور پر مقدمہ قائم کر کے اسے قرار واقعی سزا دے تاکہ آئندہ کسی گستاخ خدا و منکر دین کو دریدہ دہنی کی جرات نہ ہو سکے۔ علمائے کرام' مشائخ عظام اور مذہبی حلقوں کے علاوہ اہل صحافت' وکلاء' ارباب دانش اور جملہ محب وطن مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اس بیان کا سختی سے نوٹس لے کر غیرت ملی کا مظاہرہ کریں اور اخبارات کا بھی چاہیے کہ ایسے ملحدوں کے بیانات شائع کرنے سے گریز کیا کریں۔"

(ماہنامہ نور الحبیب بصیرپور)

"جاوید اقبال کا منتہائے نظر" کے عنوان سے محترم سید عطا المحسن شاہ بخاری لکھتے ہیں:

"رنگ حنا' باد صبا' نسیم سحر کا جھونکا' پھولوں کی خوشبو اور بادبہاری۔ یہ مل کر بھی وہ سکون و راحت اور آرام و چین نہیں بخش سکتے' جو ایک سپوت دے سکتا ہے۔ روح لہرانے لگتی ہے اگر باپ کے بعد بیٹا بھی باپ کی میراث کو سنوار دے' سجا دے۔ جسم کا رواں رواں مسکانے لگتا ہے' اگر فرزند بھی ارجمند ہو۔ ماحول جگمگانے لگتا ہے' اگر بیٹا باپ کی تصویر ہو۔

۱۱ اکتوبر کے نوائے وقت میں ڈاکٹر جاوید اقبال کا مضمون "قائداعظم کا منتہائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظر" نظر سے گزرا۔ لفظ لفظ پڑھا' بجلی سی کوند گئی۔ احساس کے گلاب پتی پتی ہو کر گرنے لگے۔ اقبال نے روح کی جن کلیوں کو مہک بخشی تھی' وہ بے باس ہونے لگیں۔ فکر کو جو اساس عطا کی تھی' وہ ہل گئی۔ محترم جاوید صاحب نے یقیناً اقبال کو پڑھا ہو گا مگر میں محسوس کرتا ہوں' انہوں نے نہیں پڑھا۔ علامہ فرماتے ہیں ۔

جو دونی فطرت سے نہیں لائق پرواز
اس مرغک بے چارہ کا انجام ہے افتاد
ہر سینہ نشیمن نہیں جبریل امیں کا
ہر فکر نہیں طائر فردوس کا صیاد
اس قوم میں ہے شوخی اندیشہ خطرناک
جس قوم کے افراد ہوں ہر بند سے آزاد
گو فکر خداداد سے روشن ہے زمانہ
آزادی افکار ہے ابلیس کی ایجاد

جناب جاوید ان اشعار کو بار بار پڑھئے اور پھر فکر اقبال اور فکر جاوید میں تفاوت ملاحظہ فرمائیے۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دوران ملازمت "نفسیات" پر عبور حاصل کیا ہے اور اسی عبوری مہارت سے پیپلز پارٹی کے اقتدار سے کچھ زیادہ ہی لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ افکار کی وادی میں اس مرغک بیمار کا محو پرواز ہونا ہی' قد یار کی دل نوازی کی غمازی ہے۔ لیکن جاوید صاحب! اس فکر بیمار کا علاج تو ہمارا جسور و غیور حکیم اقبالؒ برسوں پہلے کر چکا ہے مگر آپ ایسے فکر ابلیسی کے صید زبوں نہ جانے کیوں شفایاب نہ ہو سکے۔ اقبال

فرماتے ہیں ۔

جرات ہے تو افکار کی دنیا سے گزر جا
ہیں بحر خودی میں ابھی پوشیدہ جزیرے
کھلتے نہیں اس قلزم خاموش کے اسرار
جب تک تو اسے ضرب کلیمی سے نہ چیرے

آپ افکار کے معجون مرکب تو ہیں مگر صد افسوس کہ آپ کے پاس "ضرب کلیمی" نہیں۔ پہلے ضرب کلیمی حاصل کریں' پھر بڑھ کے اقبال کی طرح قلزم افکار چیر ڈالیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے من میں ڈوب جائیں۔ پھر ابھریں اور فکر بلند کے لعل جہاں تاب سے' زمانے کو روشن کر دیں۔ ورنہ یاد رکھیں آپ ہی کے ذریعے' پاکستان میں وہ کھیل کھیلے گا' جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔

حکیم مشرق نے یہی تنبیہہ کی ہے' دل کی نگاہ بصیرت سے پڑھیں۔ اقبال فرماتے ہیں ۔

تاک میں بیٹھے ہیں مدت سے یہودی سود خوار
جن کی روباہی کے آگے ہیچ ہے زور پلنگ
خودبخود گرنے کو ہے پکے ہوئے پھل کی طرح
دیکھیے پڑتا ہے آخر کس کی جھولی میں فرنگ

فرنگی کسی کی جھولی میں پکے پھل کی طرح گرتا ہے یا نہیں' آپ کے اور آپ ایسوں کے رویوں سے تو یہ ٹپکا پڑتا ہے کہ آپ صید افرنگ بن چکے ہیں۔ آپ جو کچھ برس ہا برس سے کہہ رہے ہیں' یہ تو فکر فرنگ اور فکر ابلیس کے سوا کچھ نہیں۔ کبھی آپ عورت بازار میں لانے کا فلسفہ پیش کرتے ہیں' کبھی قومی اسمبلی کے زاغوں کو عقابوں کا نشیمن عطا فرماتے ہیں اور انہیں مجتہد قرار دیتے ہیں۔ کبھی کفار و مشرکین اور مرتدین کو مسلمانوں کے ہم پلہ قرار دے ڈالتے ہیں اور اب تو آپ نے حد کر دی کہ کفار و مشرکین' یہود و نصاریٰ' مرزائی اور مسلمان کیوں ہیں' یہ الگ الگ ہیں تو ان کا نام بھی الگ ہے۔ ان کے عقائد' اعمال' افکار' تصورات اور فکری حقیقتوں کی بنیاد پر ان کا تشخص بھی الگ ہے۔

تری نگاہ غلامانہ ہو تو کیا کہیے

اقبال تو حاضر و موجود سے بیزاری کے قائل ہیں اور آپ ہیں کہ حاضر و موجود میں الجھ کے رہ گئے ہیں ۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

علامہ تو ابدی حقیقتوں کے پیامبر ہیں۔ وہ تو راہ مصطفوی سے گریز کو بولہبی کہتے ہیں اور جمہوریت کی قبائیں زیب تن کرنا عین بولہبی ہے۔ فرماتے ہیں

حقائق ابدی پر اساس ہے اس کی
یہ زندگی ہے' نہیں ہے طلسم افلاطوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابدی حقیقت کو ایسے خوبصورت' واشگاف اور دلنشیں انداز سے واضح کرتے ہیں ۔

نہاد زندگی میں ابتداء لا انتہا الا
پیام موت ہے جب لا ہوا الا سے بیگانہ

آپ ہمیں "الا" سے بیگانہ کر کے مارنا چاہتے ہیں۔ آپ کا پیغام تو موت کے سوا کچھ اور نہیں۔ "الا" سے ہماری آشنائی اور شناسائی باقی رہنے دیں۔ اگرچہ ان سیاسی مینڈھوں کی خوفناک ٹکروں سے فضا خاصی سنگین ہو چکی ہے مگر مسلمان اس سنگینی حالات کے سامنے سپر ڈالنے والا نہیں۔ ہماری ساری طاقت اور ترقی' امات اقوام اور قومی عروج اسی "انا" میں پوشیدہ ہے۔ ہماری اساس ابدی حقیقتیں ہیں' طلسم افلاطونی نہیں۔ آپ کے رویوں سے مجھے یہ ڈر ہے کہ ۔

وہ ملت روح جس کی "لا" سے آگے بڑھ نہیں سکتی
یقیں جانو ہوا لبریز اس ملت کا پیمانہ

آپ یقین جانیں کہ آپ "لا" سے آگے نہیں بڑھے! آپ جیسے قد کاٹھ کے لوگ جب "لا" کی بھنور میں گھر جائیں اور "الا" کے ساحل مراد تک نہ پہنچ سکیں تو یقیناً ایسی ملتوں کا پیمانہ عروج و امامت لبریز ہو جاتا ہے۔ پھر یہودی فلسفیوں کے فلسفہ کے تابکار اثرات بد اسے غلامی کی غیر محسوس زنجیروں میں جکڑ لیتے ہیں اور ایسی قومیں اپنا تشخص تک کھو بیٹھتی ہیں۔ جیسے کہ پاکستانی مسلمان اپنا تشخص کھو بیٹھا ہے اور خود آپ بھی کہ کبھی جمہوریت کا صدارتی نظام' کبھی پارلیمانی' کبھی جسمانی جمہوریت اور اب روحانی جمہوریت۔ یہ کثرت افکار اور منتشر افکار یقیناً ابلیس کی ایجاد ہیں جو الہامی فکر بلند کو چھوڑ دینے سے آپ کو نصیب ہوئے ہیں۔ اسی ایک الہامی فکر بلند اور مروارید کو مضبوطی سے تھامے رکھتے تو عروج و ترقی اور امامت اقوام آپ سے کبھی نہ چھنتی۔ یہی اقبال نے کہا ہے ۔

اپنی ملت کو قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی"

(ماہنامہ "نقیب" ختم نبوت ملتان' نومبر ۱۹۹۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

..... پسر تمام کند

فرزند اقبال کی فلسفیانہ مغالطہ آرائیوں کا مختصر جائزہ

مذکورہ بالا عنوان سے محترم فضل الرحمٰن لکھتے ہیں:

"اس اقبالؒ نے کہاں سیکولرازم کا پرچار کیا ہے اور اپنی تحریر میں کتنی دفعہ اس اصطلاح لادینیت اور لادینی کی اصطلاح کو اہمیت دی ہے؟ اگر اقبال سیکولر نظام کا داعی ہوتا تو کیا اس کے پاس جرات گفتار کی کمی تھی یا الفاظ اور اصطلاحات کا ذخیرہ اس کا ساتھ نہیں دیتا تھا۔

اگر بحث کی کوئی خاص ضرورت ہوئی تو ہم ہر وقت ایک فکری ترتیب سے علامہ کے فرمودات نظم و نثر (مع مکاتیب) پیش کر کے ثابت کرنے کے لیے تیار ہیں کہ علامہ نے اپنی کاوشوں کے ذریعے امت کو بیدار کر کے قرآن اور اسوۂ نبی ﷺ کے نقشے کے مطابق اسلامی نظام تہذیب کو از سرنو زندہ کرنے کا پیغام دیا تھا۔ مگر آپ فرزند اقبال ہو کر ان حقائق کو توڑتے موڑتے ہیں' تو بڑا ستم ہے۔ کئی سال سے آپ اس کاوش میں لگے ہیں' کیا پایا؟ کیا بنایا؟ مثل مشہور ہے۔

پدر را شہر بسیار است
دے پسر گرمی دار است

یہ معاملہ واضح طور پر نفسیاتی ہے۔ آپ اس بات سے سخت پریشان ہوتے ہیں کہ آپ کو ایسا باپ ملا جس کی بھاری بھرکم شخصیت اور جس کے لیے محبت عوام اور عالمی شہرت کا بڑا بھاری بوجھ آپ کے اوپر لدا ہے جس کے نیچے آپ کی شخصیت پس کر رہ گئی ہے۔ اس کا اظہار بھی آپ کر چکے کہ آخر لوگ میرے والد کی نسبت سے مجھ پر التفات کیوں کرتے ہیں۔ خود میری شخصیت کو براہ راست کیوں نہیں مانتے! کاش کہ آپ نے اپنے ججی کے زمانے میں ایسے کندہ ہائے ناتراش کو گرفتار کرا کے عبرتناک سزائیں دلوائی ہوتیں۔ اب آپ علامہ اقبالؒ کی شخصیت سے یوں انتقام لے رہے ہیں کہ وہ اگر احیائے نظام اسلامی کا نقیب اور لادینیت کا دشمن (لادینی و لاطینی' کس پیچ میں الجھا تو۔ دارو ہے' ضعیفی کا لاغالب الاھو) تھا تو اب آپ اس کو سیکولر اسلامی ریاست کا پیامی قرار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں۔ اس طرح گویا "کار پدر کو پسر تمام کر دے گا" تمام کر دینے کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ پسر، پدر کے کام کا کام تمام کر دے گا۔ مگر یاد رکھئے کہ اگر اقبال یا آپ لادینیت کے علمبرداروں کی حیثیت سے سامنے آئے تو زمانہ دونوں کو ٹھکرا کے گزر جائے گا۔ اکثریت کو اقبال سے محبت (و عقیدت) اسلام کو اس مادی دور میں سربلند کرنے کا علمبردار ماننے کی وجہ سے ہے۔

به مصطفیٰ ﷺ به رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر به او نہ رسیدی، تمام بولہبی است

ہمارے معاشرے میں ہزار پستیاں ہوں مگر "بولہبی" کا سکہ نہیں چلتا۔

خیر یہ تو ابتدائی باتیں تھیں، ایک معاملہ باقاعدہ تحقیق کا سامنے آگیا ہے۔ آپ نے غضب یہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سیکولر ریاست قائم کرنے کا الزام بڑے خوشنما لفظوں میں دیا ہے کہ معمولی آدمی تو یہ سمجھ ہی نہ سکے کہ کیا نکتہ ہائے لطیف ہیں۔ یہ بڑی بھاری زیادتی ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کی شان میں آپ نے روا رکھی ہے۔

آپ نے میثاق مدینہ کے متعلق یہ ذرا سا حوالہ درج کر کے اپنی بحث گرم کی ہے۔

قائداعظمؒ کی 11 اگست 1947ء والی تقریر (جو سیکولرسٹوں کا حقیقی سرمایہ ہے) کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ "انہوں نے (قائداعظمؒ) رسول اللہ ﷺ کی تقلید کی کیونکہ آنحضور ﷺ نے مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد جو دنیا کا پہلا تحریری آئین (میثاق مدینہ) نافذ کیا، اس میں وادی یثرب کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو "امۃ الواحدۃ" قرار دیا۔

اول تو کچے پن کا یہی نشان کافی ہے کہ حوالہ کے الفاظ جو ترکیب توصیفی ہیں، ان میں موصوف کو تنوین سے اور صفت کو "ال" سے لکھا گیا ہے۔ عربی کورس کی پہلی دوسری کتاب پڑھنے والا بچہ بھی جانتا ہے کہ مرکب توصیفی میں گرامر کی جملہ حالتیں دونوں الفاظ میں یکساں ہوتی ہیں۔ مثلاً "ال" ہو گا تو دونوں پر ہو گا۔ تنوین ہو گی تو دونوں پر ہو گی، واحد جمع کا معاملہ ہو گا تو دونوں کی حالت ایک ہو گی، تذکیر و تانیث واضح ہو گی تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں طرف یکساں ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے معروف و مسرور ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کو اتنا وقت نہیں ملا کہ کسی بنیادی کتاب میں سے وہ میثاق مدینہ دیکھ کر کوئی مفرد یا مرکب لفظ لکھتے۔ خیر یہ بات قابل درگزر ہے۔ اسلام کے ماڈرن مجتہدین کے لیے مطالعہ کی کوئی اہمیت نہیں۔

دوسرا مغالطہ یہ کہ "امۃ واحدۃ" میں لفظ "امہ" کے معنی وہ نہیں ہیں جن کی رو سے کسی نبی کے پیرو ایک امت ہوتے ہیں۔ امت کے معنی اور بھی ہیں۔ النحل کی آیت 92 ملاحظہ ہو۔

"تتخذون ایمانکم دخلاً بینکم ان تکون امۃ ھی اربی من امۃ" (النحل)

(ترجمہ) "تم اپنی قسموں کو آپس کے معاملات میں مکرو فریب کا ہتھیار بناتے ہو تاکہ ایک قوم دوسری قوم سے بڑھ کر فائدے حاصل کرے۔" یہاں امہ کا ترجمہ قوم ہوا مگر خود قوم کے معنی عربی زبان میں ایک جماعت، ایک انبوہ، ایک گروہ یا ایک دھڑے کے بھی ہیں۔ قوم کا معنی ہر جگہ (Nation) نہیں کیا جاسکتا، بلکہ حضور ﷺ کے دور میں تو قوم سے وطنی، نسلی، لسانی یا مذہبی قوم مراد لیا ہی نہیں جاتا تھا۔ یہی حال لفظ امۃ کا ہے۔ اور ملاحظہ ہو۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف (آل عمران) یعنی تم میں سے ایک گروہ یا جماعت تو ہو جو لوگوں کو بھلائی کی طرف دعوت دے اور معروف کا حکم (تقاضا) کرے۔ یعنی امت محمدیہ کے اندر پھر امت کیا معنی؟ مراد ایک گروہ ہی ہو سکتا ہے۔ اور دیکھئے، وجدنا ابائنا علی امۃ (النحل) وجدنا ابائنا علی امۃ (الزخرف 22-23) یعنی ہم اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے (مسلک) پر پایا۔ ایک اور مثال۔ ان ابراہیم کان امۃ قانتا" الخ (سورہ النحل 120) ترجمہ۔ ابراہیم اپنی ذات سے ایک پوری امت تھا۔

پس میثاق مدینہ میں امۃ واحدۃ کا یہ مطلب نہیں کہ سب کا مذہب ایک ہوگیا تھا۔ یا سب ریاست میں یکساں درجے پر آگئے تھے اور آج کے معنوں میں ایک قوم بن گئے تھے۔

یہود وغیرہ اپنے مذہب پر، اور اقلیت ہی کی حیثیت میں رہے، غلبہ اور برتری اور حاکمیت نبی اکرم ﷺ اور ان کی مسلم امت ہی کو حاصل رہی، اقلیتوں کو پرسنل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاء وغیرہ کے حقوق اور قبیلوی سسٹم کے قائم شدہ بعض قواعد (مثلاً قصاص و دیت) وغیرہ میں آزادی دی گئی۔ عدالتی مساوات دی گئی۔ لیکن نہ اسٹیٹ کے عہدے دیئے گئے' نہ انہیں مجلس شوریٰ میں لیا گیا بلکہ انہیں صرف ایک معاہدے سے باندھ دیا گیا جس سے انہوں نے غداری کی۔

بدقسمتی یہ ہوئی کہ آپ نے چھوٹتے ہی میثاق مدینہ کو گردن سے پکڑ لیا۔ آپ نے حضور ﷺ کی سیرت کے تسلسل واقعات کو سامنے رکھا ہی نہیں۔ کاش کہ آپ کو یہ معلوم ہوتا کہ اسلامی ریاست کی پہلی اینٹ تو بیعت عقبہ ثانیہ تھی اور اسے مورخین اور سیرت نگاروں میں سے بہتوں نے اسی اہمیت کے ساتھ سمجھا اور بیان کیا ہے۔

بیعت عقبہ کی بات کو آگے چلانے سے پہلے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر حضور ﷺ قریش سے بھی ایسا ہی سمجھوتہ کر لیتے کہ لکم دینکم ولی دین تو اپنی جگہ حقیقت ہے' مگر ہم یہاں معاہدہ کیوں نہ کریں کہ مکہ پر جو حملہ کرے گا' ہم سب مل کر اس کا دفاع کریں گے اور جماعت مسلمین کے مخالفین سے کوئی فریق یا قبیلہ معاہدہ نہیں کرے گا۔ سب کے دستخط ہو جاتے۔ پھر باقی کیا رہ جاتا۔ الٹا صورت حال یہ تھی کہ قریش خود پیشکش کر چکے تھے کہ آپ کو ہم بادشاہت دینے کو تیار ہیں۔ پھر رکاوٹ کیا تھی؟

قریش کے ساتھ عین مذہبی بنیاد پر حضور ﷺ کی کشمکش تھی' رسول ﷺ صرف اپنے دین حق کی دعوت دیتے اور شرک' بت پرستی' قتل' سلب' نہب' بدکاری' قمار' ظلم کی ممانعت کرتے' جواب میں قریش نے مسلم اقلیت کے ایک ایک فرد کے خلاف پولیس ایکشن اور تفتیشی انداز کے مظالم شروع کر دیئے۔ اگر حضور ﷺ دوسروں کی روش کو غلط نہ قرار دیتے تو پھر باآسانی مکہ میں سیکولر ریاست بن سکتی۔ مگر اس کا کبھی شائبہ خیال تک حضور ﷺ اور جماعت مسلمین کے دلوں میں نہ گزرا۔

بخلاف اس کے بیعت عقبہ میں تو ایک ایسا معاہدہ ہوا جس میں مدینہ کے وفد نے حضور ﷺ کو اپنا فرماں روا مان لیا اور اطاعت کرنے ہی کا نہیں بلکہ آپ کی خاطر یا آپ کے مشن کی خاطر جان و مال کی قربانیاں دینے کا عہد بھی کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بیعت کو محض بیعت عقیدہ و ایمان کے اقرار کی حیثیت سے دیکھنا درست نہیں' یہ اپنے نفس مضمون کے لحاظ سے قطعی طور پر ایک سیاسی و حربی معاہدہ ہے۔ اس میں وفد مدینہ نے خود رعیت بننے اور حضور ﷺ کو حاکم بنانے کا فیصلہ کیا۔

کہانی لمبی ہے' اس لیے سارا قصہ چھوڑ کر میں اتنی ہی بات کہوں گا کہ مدینہ والوں کو ان کے اپنے ہی ایک کم سن رکن اسد بن زرارہؓ نے انتباہ دیا کہ..... "ہم جانتے ہیں کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں اور آج یہاں سے انہیں نکال کے لے جانا تمام عرب سے دشمنی مول لینا ہے۔ اس کے نتیجے میں تمہارے لوگ قتل ہوں گے اور تلواریں تم پر برسیں گی' اگر اس کو برداشت کرنے کی طاقت تم اپنے اندر پاتے ہو تو ان کا ہاتھ تھام لو..... (ورنہ صاف صاف عذر کر دو)۔"

وفد کا جواب تھا کہ' "ہاں! ہم انہیں لے کر اپنے اموال کی تباہی اور اپنے اشراف کے قتل کا خطرہ مول لینے کو تیار ہیں۔" پھر مدینہ میں نظام چلانے کے لیے 12 نقیب مقرر کئے گئے۔ یعنی ایک ہستی کا حکم ریاست کی سرزمین پر موجود ہونے سے پہلے چلنے لگا۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے لکھا ہے کہ..... "اسی معاہدہ کی وجہ سے رسول ﷺ اللہ نے ہجرت کی اور اسی کی بنیاد پر ایک ایسی سرزمین پر ایک شہری مملکت وجود پذیر ہوئی جہاں اس سے پہلے نراج تھا یا بالفاظ دیگر ایک غیر سیاسی معاشرہ موجود تھا۔"

پھر مدینہ میں مواخات کا جو نظم قائم ہوا اس میں کسی مہاجر اور یہودی کے درمیان یہ تعلق قائم نہیں کرایا گیا۔

اب لیجئے میثاق مدینہ کو۔ "اس کے خدوخال یقیناً" وہ نہیں ہیں جو دو قبیلوں کے درمیان محالفہ وغیرہ کے ہوتے ہیں بلکہ اس کا انداز صریحاً" اس منشور کا سا ہے جو حکمران کی طرف سے رعایا کے لیے جاری کیا جاتا ہے۔" (نقوش رسول ﷺ نمبر جلد 5 ص 91)

میثاق کے اہم نکات :

ا۔ ھذا کتاب من محمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین المومنین والمسلمین من قریش و یثرب' ومن تبعھم' فالحق بھم و جاھد معھم ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ان الفاظ پر غور کریں۔ ومن تبعھم (جو ان کے اتباع میں ہوں) فلحق بھم (پھر ان کے ساتھ شامل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں) وجاھد معھم اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔ یعنی اصل قوت ریاست تو مکہ اور یثرب کے مومن و مسلم لوگوں تک خاص ہوگئی' باقی ان کے اتباع میں ہوں یا ان سے آملیں اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کریں۔ کیا اس فقرے میں مسلمانوں اور یہود کو برابر اسٹیٹس دیا گیا؟ اصل مرکز مومن و مسلم ہیں اور جو ان کے اتباع یا ملحق یا معاونین جہاد ہوں' صاف ظاہر ہے کہ یہ ثانوی پوزیشن ہے' یعنی اصل ریاست کے بنانے اور اس کے چلانے میں وہ حصہ دار نہیں ہیں' البتہ بعض حقوق اور بعض ذمہ داریاں ان کے لیے طے کردی گئی ہیں۔

2_ انهم امة واحدة من دون الناس یعنی یہ (المومنين والمسلمين من قريش و يثرب ومن تبغهم فلحق بهم و جاهد معهم) جتھا یا ساری آبادی یا فرمان نبوی ﷺ (میثاق مدینہ) کو قبول کرلینے والی قوم یا باشندگان علاقہ مختص باقی عام لوگوں سے الگ ایک اجتماعیت ہوں گے۔ دفعہ نمبر تین سے گیارہ تک (یہ دفعات' نقوش رسول ﷺ نمبر جلد 5 میں درج میثاق مدینہ از ص 91 تا ص 93 اور اردو ترجمہ از ص 93 تا ص 97 میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں) مدینہ کے قبائل کو خوں بہا اور فدیہ کے سابق مروجات پر قائم رہنے کا حق دیا گیا۔ صرف ایک اصول ساری دفعات میں عدل و انصاف قائم رکھنے کا درج ہے۔

3_ دفعہ 12 میں ہے کہ اہل ایمان اپنے کسی زیر بار قرضدار کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے بلکہ قاعدے کے مطابق فدیہ' دیت' تاوان ادا کرنے میں اس کی مدد کریں گے۔ دفعہ 12 تا 16 کا تعلق بطور خاص مسلمانوں کے امور سے ہے۔ دفعہ 18'21'23'24'25 بھی یہی نوعیت رکھتی ہیں۔

4_ دفعہ 17 میں پہلی بار یہودیوں کا ذکر آتا ہے۔ اس جملے کو ضرور پڑھئے تاکہ معلوم ہو کہ یہ مسلمانوں اور یہود کی ہر پہلو سے مساوات پر مشتمل نہیں ہے۔ میثاق یا فرمان یہ کہتا ہے کہ "یہودیوں میں سے جو بھی ہمارا اتباع کرے گا (دینی نہیں سیاسی نظم کا اتباع) تو اسے مدد اور مساوات (ریاست میں حصہ دار کی نہیں) حاصل ہوگی۔ ان پر نہ تو ظلم کیا جائے گا نہ ہی ان کے خلاف (ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے) کسی دشمن کی مدد کی جائے گی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' دفعہ 21 تا 25 مسلمانوں کے لیے خاص ہیں۔ کچھ دفعات میں جنگ یا اس کے مصارف کے متعلق ضروری فیصلے درج ہیں۔ مثلاً دفعہ 26 میں ہے کہ جب تک جنگ رہے' یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ مل کر مصارف اٹھائیں گے۔ عملاً میرے مطالعہ میں نہیں آیا کہ یہود نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر کسی بیرونی دشمن سے لڑائی لڑی ہو یا مصارف جنگ برداشت کیے ہوں۔ کوئی مثال ہوگی بھی تو جزوی اور محدود۔

5_ یہاں پھر ایک دفعہ آتی ہے جو ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی نگاہ میں ریاست کے سیکولر ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے یہ دفعہ 27 ہے جس میں درج ہے کہ "یہودی' بنی عوف اور ان کے خلفاء و موالی سب مل کر مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت یا فریق ہوں گے۔ اسی طرح دفعہ 28 میں ہے کہ یہود اپنے دین پر اور مومن اپنے دین پر کاربند رہیں گے لیکن جو بھی ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے گا تو مصیبت اس کو اور اس کے اہل خانہ کو بھگتنی ہوگی (یعنی ایسے جرائم کا سد باب حکومت سختی سے کرے گی۔) دفعہ 29'30'31'32'33'34'35'36'37'38 تک دفعہ 27 '28 والے حقوق مختلف قبائل کے یہودیوں کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

6_ اب ذرا ایک اختصاصی اختیار والی سیاسی دفعہ 39 کو بھی ملاحظہ فرمائیے..... "اور یہ کہ ان قبائل میں سے کوئی فرد محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر نہیں نکلے گا۔" ڈاکٹر حمید اللہ کی تحقیق کے مطابق یہ فوجی کارروائی کے لیے نکلنا ہے۔ یعنی جنگی معاملات کا آخری اختیار محمد ﷺ کو ہے۔ یہ دفعہ کسی جمہوری ایوان یا عوامی اجتماع نے طے نہیں کی بلکہ رضائے الٰہی کے مطابق حضور ﷺ نے خود متعین کی اور کسی فریق نے اس پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔

7_ "اور اس صحیفے کے ماننے والوں میں اگر کوئی نئی بات پیدا ہو (جس کا ذکر دستاویز میں نہیں ہے) یا کوئی اور نزاع جس سے کسی نقصان اور فساد کا اندیشہ ہو تو ایسے متنازعہ فیہ امر میں اللہ اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف رجوع کرنا ہوگا....."

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی متنازعہ فیہ امور کا فیصلہ کرنے کی اتھارٹی خدا اور اس کے رسول ﷺ کی ہوگی اور عملاً رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اتنا بڑا اختیار یہود نے تسلیم کر لیا۔

باقی چند دفعات میں کوئی اہم بات نہیں۔ لیکن اب تک جو سات نکات نکال کر بیان کیے گئے ہیں' کیا وہ مدینے کی ریاست کو سیکولر اسٹیٹ قرار دینے میں مدد دیتے ہیں؟ اگر دیتے ہیں تو بتائیے کہ:

1- رسول اکرم ﷺ نے (اور قرآن کی آیات بھی شامل کر کے) جو کچھ فرمایا اور جو طرز عمل رکھا' کیا وہ سیاسی نظام میں یہود کی کسی درجے کی حصہ داری کو ثابت کرتا ہے؟

2- اگر وہ سیکولر اسٹیٹ تھی تو اس کی شوریٰ میں جو تمام معاملات کے فیصلے کرنے میں شریک رہتی تھی' کتنے یہودی اور مشرک ارکان حضور ﷺ نے شامل کیے؟

3- کاتبان وحی (سیکریٹریز) کی کثیر تعداد میں کتنے افراد یہود کے ملتے ہیں؟

4- کیا کسی سریہ کی کمان یا نچلے درجے کی افسری یہودیوں کو کبھی دی گئی؟

5- مختلف غزوات میں میثاق کے مطابق کتنے یہودی شریک جہاد ہوتے رہے اور کب کب انہوں نے مصارف میں حصہ لیا؟

6- کیا یہودیوں میں سے کسی کو سفارتی وفد میں شامل کیا گیا یا مکاتیب نبوی ﷺ پہنچانے کی ذمہ داری سونپی گئی؟

7- کیا جنگی اسلحہ اور مختلف حربی امور کا انچارج ان میں سے کسی کو بنایا گیا؟

8- اس دستاویز میں حضور ﷺ نے اپنے آپ کو خدا کا نبی اور رسول تسلیم کرالیا حالانکہ صلح حدیبیہ کے معاہدے میں قریش نے حضور ﷺ کی نبوت اور رسالت کو تحریر میں درج کرنا گوارا نہیں کیا۔ لکھا ہوا لفظ رسول مٹوا دیا گیا۔

9- اس دستاویز کی بڑی اہمیت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے سربراہ ریاست' سپہ سالار اور چیف جسٹس ہونے کی حیثیتیں منوالیں۔

جب ان سوالات کو آپ زیر غور لائیں گے اور "من تبعھم' والحق بھم' و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاھد معھم" کے الفاظ کو بھی سامنے رکھیں گے تو آپ نے امۃ واحدۃ کے بیج سے سیکولر اسٹیٹ کا جو غیر اسلامی درخت اگا دکھایا ہے' وہ پنپ نہیں سکتا۔

ایک حکومت جو بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دے رہی ہے' جس کے تحت محکمہ زکوۃ قائم ہوتا ہے' جس کا نظام صلوۃ مستحکم ہے' جس کی شوریٰ اہل ایمان پر مشتمل ہے' جس کے مدرسہ اصحاب صفہ میں صرف مسلمان (خصوصاً" نومسلم) تعلیم پاتے ہیں' جس کی مجالس میں حضور دینی خطبے دیتے ہیں' جس کے شہریوں (مردوں اور عورتوں) کی گفتگوؤں میں تانا بانا قرآنی آیات اور احادیث سے بنا جاتا' جہاں کسی شورائی فیصلے یا خلیفہ کے حکم کو محض ایک واضح آیت یا حدیث کے سامنے آنے پر کالعدم کر دیا جاتا' جہاں جرائم کی سزاؤں کے لیے پورا نظام حدود و تعزیرات نافذ ہے' جہاں وعدہ خلافی یا غداری کرنے والے یہودی قبیلوں کو بااختیار اسلامی ریاست اپنے دائرے سے اٹھا کر باہر پھینک دیتی ہے..... وہ جناب کے نزدیک سیکولر ریاست تھی۔ آخر یہ سیکولرازم کا آسیب کب تک آپ پر مسلط رہے گا؟ خدارا اقبال جیسے حکیم الامت کی روح کو اذیت نہ پہنچایئے اور راست فکر اہل ایمان کو بار بار کچو کے نہ دیجئے۔ فضول باتیں فلسفے کے پیرائے میں لانے سے معقول نہیں بن جاتیں۔ نہ آپ کی شخصیت لمعان و تاباں کے زور سے غلط دعوے سچ بن سکتے ہیں۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اسلام سے آپ کو چاہے کتنی ہی بیزاری ہو' اس پر حملہ کرنے سے پہلے ضروری مطالعہ کر لیجئے۔"

(ماہنامہ فاران کراچی دسمبر1994ء)

"خراب کر گئی شاہین بچے کو صحبتِ زاغ"

مدیرِ "ندائے خلافت"

"ان کے یہ فرمودات معرفت کی باتیں نہیں بلکہ اس حادثے کی روداد ہیں کہ "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔" ڈاکٹر صاحب کے دعووں اور طعنے تشنوں پر تو کچھ کہنا لاحاصل ہے۔ "پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر" لیکن ہمارا کلام نرم و نازک ان پر کیا اثر کرے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کی "فرنگیانہ تعلیم" نے انہیں "لا الہ" کے جوہر سے محروم کر دیا۔ تاہم بعض سوالات ضرور زبان پر آتے ہیں جن کا جواب اگر وہ نہ دیں تو آج یقیناً کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا مگر کیا تاریخ بھی انہیں معاف کر دے گی' ہرگز نہیں!

پہلا سوال یہ ہے کہ ان خیالاتِ عالیہ کا اظہار کرتے ہوئے وہ ملک میں موجود دو دھڑوں میں سے کس کی نمائندگی فرما رہے ہیں' اس مسلم لیگ کی جس نے انہیں اپنے ٹکٹ سے "نواز" کر سینٹ میں پہنچایا ہے یا ہوش و خرد سے عاری پیپلز پارٹی کی جس کی شانِ کریمی نے ان کی لائق فائق بیگم صاحبہ (اور علامہ اقبال کی بہو) کو موتی سمجھ کے چن لیا اور عدالتِ عالیہ میں ایڈیشنل جج کی کرسی پر لا بٹھایا ہے؟ اور ضمنی استفسار یہ کہ مسلم لیگ (ن) نے ہر دو بیانات پر ان سے کوئی جواب طلبی بھی کی ہے یا نہیں؟

دوسرا سوال یہ کہ انہوں نے اس ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں عدالتِ عالیہ میں بطور ایک جج تقرری کیوں قبول کی (جہاں سے وہ ترقی کی منزلیں مارتے بطور چیف جسٹس ریٹائر ہوئے) جس نے اپنی سیاسی مصلحت کے تحت اور قائداعظم کی منشاء کے خلاف پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کے بجائے (دستور کے الفاظ کی منشاء کی حد تک) ایک اسلامی ریاست بنا چھوڑا بلکہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا "جرمِ عظیم" بھی جس سے سرزد ہوا؟ اور اس کا بھی ضمنی سوال یہ کہ انہوں نے اپنے ضمیر کی آواز کے خلاف وہ حلف کیوں لیا جس میں ایک "ناواجب" دستور سے وفاداری کی شرط اہم ترین تھی اور ان قوانین کے تحت فیصلے کیوں کیے گئے جو ان کے نزدیک ملاؤں کی حقیر اقلیت سے سمجھوتوں کے نتیجے میں بنائے گئے تھے؟

اور آخری سوال اس مفروضے پر مبنی ہے کہ "تازہ حقائق" ان پر شاید اب آکر منکشف ہوئے ہیں۔ تو کیا اب بھی یہ ضروری نہیں ہوا کہ وہ سینٹ کی رکنیت سے فوراً مستعفی ہو جائیں کیونکہ جو حلف انہوں نے ایوانِ بالا میں داخل ہوتے ہوئے لیا' اس کا انہوں نے اپنے خیالات پر ایمان و یقین کا اظہار کر کے مکمل ابطال کر دیا ہے؟

سینٹ کی یہ "دو ٹکیاں" کی ممبری' بیگم صاحبہ کا منصب جلیلہ اور ان دونوں سے ملحق سہولتیں اور معاوضے اس رزق کا حصہ ہیں جس سے "طائر لاہوتی" کی پرواز میں کوتاہی آتی ہے بلکہ آپ کو تو اپنے والدِ گرامی کی خاص اپنے نام یہ نصیحت بھی زبانی یاد ہو گی کہ ؎

مرا طریق امیری نہیں' فقیری ہے
خودی نہ بیچ' غریبی میں نام پیدا کر"

(ہفت روزہ "ندائے خلافت" لاہور' 23 تا 29 اگست 1994ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرزندِ اقبال کی مسندِ ارشاد

محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

علامہ اقبال کے نامور فرزند سینیٹر ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال سے راقم الحروف کے اس وقت سے نیاز مندانہ تعلقات چلے آرہے ہیں جبکہ وہ ابھی ہائیکورٹ کے جج نہیں بنے تھے اور پیشہ قانون ہی سے وابستہ تھے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ ان کی علامہ سے براہ راست نسبت اور میری علامہ سے گہری عقیدت ہے۔ اس کے باوجود مجھے ان کے افکار و خیالات سے اکثر اختلاف رہا ہے کیونکہ وہ لبرل ازم یعنی آزادیٔ افکار کے قائل ہیں جسے علامہ نے ابلیس کی ایجاد کہا ہے ؎

آزادیٔ افکار ہے ابلیس کی ایجاد (اقبال)

قانونِ توہین رسالت ﷺ کے بارے میں ان کا تازہ ترین ارشاد ہے کہ غیرمسلموں پر اس قانون کا اطلاق نہیں ہوتا اور اس کے لیے وہ فتاویٰ عالمگیری کا حوالہ ڈھونڈ کر لائے ہیں اور ایک ماڈرن مفسرِ قرآن جسٹس ایم جی احمد کی کتاب "بھارت میں انصاف کی عمل داری" کا حوالہ بھی دیا ہے جس میں آیتِ قرآنی "لكم دينكم ولي دين" کی تفسیر دل پذیر بیان کی گئی ہے۔ مزید برآں ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ مغل دور اور اس سے قبل کے مسلمان حکمرانوں نے لبرل اسلامی ریاستیں یعنی سیکولر ریاستیں قائم کی تھیں جن میں غیر مسلموں کے ساتھ نہایت رواداری کا سلوک ہوتا رہا ہے اور ایسی ہی ریاست کا قیام علامہ اقبال اور قائداعظم کے پیش نظر تھا۔ اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ ان اسلامی ریاستوں میں سوروں کی فروخت کھلے عام ہوتی تھی اور ان کا گوشت کھانے پر کوئی پابندی نہیں تھی اور پیغمبر اسلام کی رسالت سے انکار پر غیرمسلموں کو کوئی سزا نہیں دی جاسکتی تھی۔ ان کا یہ بیان پڑھ کر سخت حیرت اس لیے ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب نے جو تاریخ کے طالب علم ہیں اور اس وقت بھی سینٹ یعنی ایوانِ بالا کے رکن رکین ہیں، پوری تحقیق اور تصدیق کے بغیر ایسی باتیں کہی ہیں جو اصل واقعہ کی غلط تعبیر اور تاریخی صداقت کے یکسر خلاف ہیں۔ کیا ڈاکٹر صاحب "انکار" اور "دشنام" کے واضح فرق سے بھی ناواقف ہیں۔ غیرمسلم تو پیغمبر اسلام کی نبوت سے انکار کی وجہ سے غیرمسلم کہلاتے ہیں، اس لیے اسلامی ریاست میں ذمی یا معاہد کی حیثیت سے رہنے کے حق سے آج تک کسی نے انہیں محروم نہیں کیا لیکن حضور رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی کے مرتکب کو چاہے وہ مسلمان ہو یا غیرمسلم، کبھی کسی اسلامی حکومت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے معاف نہیں کیا اور جہاں اسلامی یا مسلمانوں کی حکومت نہ رہی ہو' وہاں مسلمان سر فروشوں نے شاتمِ رسولؐ کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر خود دار و رسن کو چوم لیا۔ بر صغیر پاک و ہند میں اس کی سینکڑوں تابندہ مثالیں موجود ہیں۔ زندہ دلان کے اسی شہر لاہور میں غازی علم الدین شہید نے جب گستاخِ رسولؐ راج پال کو ہلاک کر دیا تھا تو اس کی طرف سے قائدِ اعظم نے مقدمہ کی پیروی کی تھی۔ اس کو پھانسی کی سزا پر ڈاکٹر صاحب کے والد گرامی علامہ اقبال نے فرمایا تھا "ترکھان دا پتر ساڈے کولوں بازی لے گیا۔" غازی شہید کے والد نے اپنے لختِ جگر کی نماز جنازہ کی امامت کا حق بھی علامہ کو تفویض کیا تھا جو جنازگاہ میں چشم تر موجود تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ اقبال جن کی فقہ اسلامی پر گہری نظر تھی' غیر مسلم شاتمِ رسولؐ کو بھی اسلامی قانون کی رو سے واجب القتل سمجھتے تھے اور غازی علم الدین کے اس اقدام کو انہوں نے خراجِ تحسین پیش کیا تھا۔

گستاخِ رسولؐ کے لیے سزائے موت بطور حد' قانون بنانے کا فیصلہ فیڈرل شریعت کورٹ نے راقم الحروف کی شریعت پٹیشن پر صادر کیا تھا جو میں نے جنرل ضیاء الحق اور حکومت پاکستان کے خلاف دائر کی تھی۔ اس لیے اس سلسلہ میں مجھے قرآن و سنت' تمام فقہی لٹریچر' یورپ اور امریکہ کے قوانین کے مطالعہ کے بعد انہیں عدالت میں پیش کرنے کا موقع ملا تھا اور جہاں اسلامی مکاتبِ فکر کے تمام علماء بھی پیش ہوئے تھے۔ اس لیے میں علیٰ البصیرت پوری علمی دیانت داری سے بلا خوفِ تردید یہ کہتا ہوں کہ مجھے کہیں بھی کسی فقہ کا یہ فتویٰ دستیاب نہ ہو سکا جس میں یہ کہا گیا ہو کہ سرکار رسالت مآب ﷺ کی اہانت' توہین اور گالیاں دینے والے غیر مسلموں کے لیے اسلام میں کوئی سزا مقرر نہیں۔ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی سزا' سزائے موت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ خود سرکارِ رسالت مآب ﷺ کے حکم سے یہودیوں اور غیر مسلموں کو سزائے موت دی جاتی رہی ہے۔ نہ صرف عہد خلفائے راشدین میں اور دورِ بنی امیہ اور بنو عباس کے دور میں بلکہ سپین اور جہاں جہاں بھی مسلمان حکومتیں موجود تھیں' وہاں توہینِ رسالت کی یہی سزا برقرار رہی۔ اس سلسلہ میں یہاں صرف دو تاریخی واقعات کا حوالہ دینے پر اکتفا کروں گا۔ ایک واقعہ تو مغل شہنشاہ اکبر کے دورِ حکومت کا ہے جو کہ ڈاکٹر صاحب کا پسندیدہ سیکولر دورِ حکومت ہے۔ اس کا تفصیلی ذکر منتخب التواریخ میں ملا عبد القادر بدایونی کی زبانی موجود ہے جو اکبر کے نورتنوں میں شمار ہوتا تھا اور خود اس واقعہ کا چشم دید گواہ بھی ہے۔ یہ واقعہ اس دور کا ہے جب اکبر مکمل طور پر ہندو مہارانیوں کے زیرِ اثر تھا اور سارا کاروبارِ حکومت دینِ الٰہی کے نام سے لادینی خطوط پر چل رہا تھا۔ ملا بدایونی کی شہادت درج ذیل ہے:

"عبد الرحیم قاضیٔ متھرا نے شیخ (قاضی القضاۃ شیخ عبد الغنی) کے پاس ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استغاثہ بھیجا جس میں بیان کیا گیا تھا کہ دو مسلمان ایک مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیے ہوئے تھے لیکن ایک سرکش مالدار برہمن نے سارا عمارتی ساز و سامان اٹھوا لیا اور اس سے ایک صنم کدے کی تعمیر شروع کرا دی۔ میں نے جب اس کے خلاف تادیبی کارروائی کا ارادہ کیا تو اس نے گواہوں کی موجودگی میں حضورِ اکرم ﷺ کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور مسلمانوں کی بھی اس نے توہین کی۔ شیخ موصوف نے اس کو طلب کیا لیکن اس نے پیش ہونے سے انکار کر دیا جس پر بادشاہ نے بیربل اور شیخ ابوالفضل کو بھجوایا کہ وہ اسے لے آئے۔ شیخ ابوالفضل نے جو کچھ گواہوں سے سنا تھا' آکر بیان کر دیا اور کہا کہ اس بات کی تحقیق ہو گئی ہے کہ اس نے گالیاں بکی تھیں۔ اس کی سزا کے خلاف علماء کے دو گروہ ہو گئے' ایک نے اسے واجب القتل قرار دے کر سزائے موت کا مطالبہ کیا۔ دوسرا اس کے خلاف تعزیری سزا اور جرمانہ پر زور دے رہا تھا۔ اس معاملہ پر بحث طول پکڑ گئی۔ شیخ نے بادشاہ سے اس کے قتل پر اصرار کیا۔ بادشاہ نے صراحتاً اس کی اجازت نہ دی اور گول مول کہہ دیا کہ شرعی سزا کا تعلق تم سے ہے' ہم سے کیا پوچھتے ہو۔ وہ برہمن اس جھگڑے میں مدتوں قید میں پڑا رہا۔ شاہی محل کی بیگمات اس کی رہائی کے لیے سفارشیں کرتی رہیں لیکن بادشاہ شیخ کا بہت لحاظ کرتا تھا۔ اس لیے اس نے اس کی رہائی کا حکم بھی نہیں دیا۔ شیخ نے جب اس کے قتل کے لیے زیادہ اصرار کیا تو بادشاہ نے پھر وہی جواب دیا کہ ہم تو پہلے ہی تم سے کہہ چکے ہیں کہ تم جو مناسب سمجھو وہ کرو جس کے بعد شیخ نے فوراً ہی اس برہمن کے قتل کا حکم دیا اور اس کی گردن ماری گئی۔" (ملاحظہ ہو منتخب التواریخ المولف ملا عبدالقادر بدایونی' مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز' ص 607-606)

دوسرا اہم مقدمہ مغل حکمرانوں کے آخری دورِ حکومت کا اور اسی لاہور سے متعلق ہے جبکہ زکریا خاں (1707ء تا 1759ء) گورنر پنجاب تھا جس کا ذکر ہندو مورخ ڈاکٹر بی ایس عنار نے اپنی کتاب "پنجاب آخری مغل دورِ حکومت میں" جس کا اقتباس درج ذیل ہے۔ اس کا تفصیلی ذکر اور تنقیدی جائزہ ہم نے اپنی کتاب "ناموسِ رسول اور قانونِ توہین رسالت" میں کیا ہے:

"حقیقت رائے باگھ مل پوری سیالکوٹ کے کھتری کا پندرہ سالہ لڑکا تھا جس کی شادی بٹالہ کے کشن سنگھ نامی سکھ کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ حقیقت رائے کو ایک سکول میں داخل کیا گیا جہاں ایک مسلمان ٹیچر نے ہندو دیوتاؤں کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں کچھ توہین آمیز باتیں کیں۔ حقیقت رائے نے بھی انتقاماً پیغمبر اسلام اور بی بی فاطمہ کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کیے جس پر حقیقت رائے کو گرفتار کر کے لاہور عدالتی کارروائی کے لیے بھیجا گیا۔ کچھ ہندو افسر زکریا خاں گورنر پنجاب کے پاس سفارش کے لیے پہنچے کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے لیکن زکریا خاں نے کوئی سفارش نہیں سنی (کارروائی مقدمہ کے بعد) اس کو سزائے موت دی گئی اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔ یہ سال 1734ء کا واقعہ ہے۔"

اس کے علاوہ سپین میں جب وہاں اسلامی حکومت قائم تھی گستاخانِ رسول کو وہاں کی عدالتوں سے یہی سزا دی جاتی رہی ہے جس کا ذکر قاضی ابوالفضل عیاضؒ نے اپنی کتاب "الشفاء" میں کیا ہے اور یورپین مورخین لین پولؒ وغیرہ نے ان فیصلوں کا ہندو مورخ ڈاکٹر عنار کی طرح متعصبانہ انداز میں ذکر کیا ہے۔ جزیرۃ العرب' ہندوستان کے علاوہ ترکیہ' سمرقند اور بخارا' افغانستان اور تمام اسلامی ملکوں میں اس قانون کا ذکر علامہ آلوسی اور ابو اللیث سمرقندی کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ تمام ائمہ فقہ گستاخ رسولؐ کو مستحقِ سزائے موت قرار دیتے ہیں۔ چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر' واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ فقہ جعفریہ کی رو سے تو گستاخِ رسولؐ موقع واردات پر ہی واجب القتل ہے۔ "فتاویٰ بزازیہ" اور "تنبیہ الولاۃ" جو فقہ حنفی کی مستند اور معروف کتابیں ہیں' ان کی رو سے بھی شاتمِ رسولؐ سزائے موت کا مستحق ہے۔ یورپ کے قانونِ توہین مسیحؑ سے ڈاکٹر صاحب خود واقف ہوں گے۔ اس لیے ہم نے اس کا یہاں ذکر نہیں کیا جس کے تحت بھی گستاخانِ مسیحؑ کو سزائے موت دی جاتی رہی ہے۔ اب بھی وہ قانون ترمیم کے ساتھ انگلستان اور آئرلینڈ میں موجود ہے۔ اس مضمون میں ہم نے اسلامی قانون اجمالاً ذکر کیا ہے۔ اس پر اجماعِ امت ہے کہ گستاخِ رسول کی سزا بطور حد سزائے موت ہے جس پر فیڈرل شریعت کا تاریخی فیصلہ محمد اسمٰعیل قریشی بنام حکومت پاکستان پی ایل ڈی 1991ء میں رپورٹ ہوئی ہے' جس کے خلاف حکومت کی اپیل بھی سپریم کورٹ سے 1992ء میں بغیر دستبرداری خارج ہو چکی ہے جس کے بعد یہ فیصلہ حتمی اور آخری فیصلہ ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب اسی فیصلہ کو ملاحظہ کر لیتے تو شاید انہیں یہ اشکال پیش نہ آتا۔ تمام فقہائے اسلام نے اہانتِ رسولؐ کو ناقابلِ معافی جرم قرار دیا ہے۔ غالباً مشہور فقیہ اسلام ابن سحنون کا یہ فتویٰ ڈاکٹر صاحب کی نظر سے نہیں گزرا جو حسب ذیل ہے۔

"تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ شاتم رسولؐ واجب القتل ہے اور جو شخص جو اس بارے میں یا اس کی سزا کے بارے میں (جو مسلمان ہی ہو سکتا ہے) شک کرے' وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے نہیں معلوم کہ ڈاکٹر صاحب کا "رواداری" سے کیا مطلب ہے۔ حضور رسالت مآب ﷺ کی شانِ رفعت اور علوِ مرتبت کا تو کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ہمارے محبوب رہنماؤں، قائداعظم اور علامہ اقبال کو گالی دے تو ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ کیا ڈاکٹر صاحب کی اس غیر منطقی موشگافیوں سے غیر مسلموں کو حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گالیاں دینے کا کھلا لائسنس نہیں مل جائے گا؟

میری محترم ڈاکٹر صاحب سے مخلصانہ گزارش ہے کہ وہ ایسے انتہائی نازک اور حساس مسائل پر بغیر تحقیق گفتگو سے احتراز فرمائیں تو ملتِ اسلامیہ پر احسان ہو گا۔

خود ان کے بقول علامہ اقبال نے ان کی بے احتیاطی پر خواب میں آکر انہیں ٹوکا بھی تھا اور ان سے ناراض بھی ہوئے ہیں، جس کا ذکر انہوں نے اپنی تصنیف "زندہ رود" میں کیا ہے۔"

(روزنامہ "جنگ" لاہور، 13 جولائی 1994ء)

شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کی بحث کا تنقیدی جائزہ

پروفیسر ظفر علی قریشی

حال ہی میں ریٹائرڈ جسٹس جاوید اقبال نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا کہ :

"فتاویٰ عالمگیری" کے کلکتہ ایڈیشن کے مطابق حضرت محمد ﷺ کی رسالت سے انکار پر غیر مسلموں کو سزائیں نہیں دی جاتی تھیں......اور یہ کہ :

(i) مذکورہ کتاب میں توہینِ رسالتؐ کے مرتکبین غیر مسلموں کے لیے اس کے بارے میں اس قسم کا کوئی ذکر نہیں ملتا اور ایسی سزائیں فقط مسلمانوں کے لیے مخصوص تھیں......اور مزید برآں

(ii) برصغیر میں مغلوں کے دور حکومت میں اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی پر دی جانے والی سزائیں صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص تھیں اور غیر مسلم ان امور میں ان سزاؤں کے اطلاق اور دائرے سے خارج تھے......وغیرہ

(روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، مورخہ 8 جولائی 1994ء)

ممتاز بزرگ سیاست دان نوابزادہ نصر اللہ خان نے ڈاکٹر جاوید اقبال کے اس قابلِ اعتراض بیان پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ :

"انکارِ رسالت اور چیز ہے اور توہینِ رسالت اس سے بالکل ہی مختلف چیز اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ڈاکٹر جاوید اقبال کو عدالت عالیہ کے سابق چیف جسٹس ہونے کی بنا پر ان دونوں فقروں میں تمیز روا رکھنی چاہیے تھی اور چونکہ آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مقدس امتِ مسلمہ کے لیے گہری محبت و الفت کا مرکز ہے اس لیے کوئی بھی مسلمان ان کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔"

("نوائے وقت" لاہور' 10 جولائی 1994ء)

توہینِ رسالتؐ کی بحث کے سلسلے میں مسلمانوں اور غیر مسلم پر سزا کے تضاد کی بابت ڈاکٹر جاوید اقبال نے اپنے نقطۂ نظر کی استمداد میں "فتاویٰ عالمگیری" کے کلکتہ ایڈیشن سے رجوع کیا ہے'

لیکن فتاویٰ عالمگیری محض فقہ کی ایک کتاب ہے اور اس معاملے میں کسی بھی طرح استناد کا درجہ نہیں رکھتی اور نہ مسلمانوں پر اس کا اطلاق واجب ہے۔

قرآن مجید کی ایک آیت کے مطابق ایسے معاملات میں قطعی استناد اللہ کی کتاب اور سنتِ رسولؐ کو حاصل ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسولؐ (کے حکم) کی طرف رجوع کرو۔" (النساء' آیت 59)

مسٹر جسٹس گل محمد خان چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت کی عدالت میں پی ایل ڈی 1991ء میں دائر مقدمے "محمد اسمٰعیل قریشی بنام حکومتِ پاکستان" میں بہت سے فاضل علماء نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث نبوی کا حوالہ دیا ہے کہ کسی بھی شکل اور انداز میں رسول اکرم ﷺ کی شان میں کہے گئے توہین آمیز کلمات اور اتہام لگانے والے اشخاص مستوجبِ سزائے موت ہیں' خواہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم۔"

معزز عدالت نے اس بارے میں فیصلہ دیتے ہوئے لکھا:

"عملاً تمام ماہرینِ قانون اور علماء نے اتفاق کیا کہ مندرجہ بالا آیات کے پیشِ نظر اور تمام پیغمبروں کے ہم مرتبہ ہونے کے سبب سے وہی سزائے موت جو اوپر قرار دی گئی ہے' اس معاملہ میں بھی لاگو ہو گی جہاں کوئی شخص ان میں سے کسی ایک پیغمبر کے متعلق بھی کوئی توہین آمیز بات کہتا یا کسی طرح کی گستاخی کرتا ہے۔"

مندرجہ بالا بحث کے پیشِ نظر ہماری رائے ہے کہ عمر قید کی متبادل سزا' جیسا کہ دفعہ 295 سی پاکستان ضابطۂ تعزیرات میں مقرر ہے' احکاماتِ اسلام سے متصادم ہے' جو قرآنِ پاک اور سنت میں دیئے گئے ہیں' لہٰذا یہ الفاظ اس میں حذف کر دیئے جائیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفاقی شریعت کورٹ کے اس قطعی واضح فیصلے کے پیش نظر یہ بات انتہائی قابلِ گرفت ہے کہ عدالتِ عظمیٰ پاکستان کا ایک ریٹائرڈ جج اسے مشتبہ نظر سے دیکھتا ہے یا وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو نظر انداز کرتا ہے اور اسلام میں "لبرل ازم" کے نام پر ایک نیا شوشہ چھوڑتے ہوئے بالواسطہ طور پر غیر مسلموں کی حوصلہ افزائی کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ پیغمبر اسلامؐ کی شان میں گستاخی اور توہین کریں اور یہ واضح طور پر اس معاملے میں اسلامی اصولوں کی کھلی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔

قرآن حکیم کے مطابق پیغمبر ﷺ کی اطاعت شعاری اور محبت پر ان کی زندگیوں سے بھی زیادہ حق اور دعویٰ رکھتے ہیں:

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم

"پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں۔"

(احزاب' آیت 6)

ایک حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین

"تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں تم کو تمہارے ماں باپ' تمہارے بچوں اور دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہوں۔" (بخاری و مسلم)

لہٰذا حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ مبارک مسلمانوں کی بے پناہ محبت' وفا' احترام اور التفات کا مرکز و محور ہے اور کوئی بھی مسلمان ایک لمحے کے لیے بھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی عزیز ترین ہستی کو کوئی شخص توہین اور اتہام کا نشانہ بنائے۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو۔

اور جب تک ریاست کی مشینری مداخلت نہیں کرتی اور گستاخِ رسولؐ سے نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے عزت و احترام کو محفوظ رکھنے کے لیے اپنا قانونی فریضہ نہیں سنبھالتی' مسلمان اس معاملے سے آگاہ ہوتے ہوئے آگے بڑھیں گے تاکہ آپ ﷺ کے تقدس کی پامالی کی زیادتی کا ازالہ کیا جا سکے۔ اسی لیے وفاقی شرعی عدالت کے محولہ بالا فیصلے کو برقرار رہنا چاہیے اور ریاست کو کسی بھی قسم کے ناخوش گوار وقوعے سے بچنے کے لیے آگے بڑھنا چاہیے۔ اسی طریقے سے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کا مرتکب شخص عدالت کے سامنے اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے اور اس بارے میں فیصلہ ہونے تک حکومت کے تحفظ میں رہنے کا حق رکھے گا۔ اس قسم کے کیسوں میں "فتاویٰ عالمگیری" میں غیر مسلموں کو سزا دینے کا ذکر نہ ہونے کی بنا پر' جیسا کہ ڈاکٹر جاوید اقبال کا ادعا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے' کوئی سقم یا پچ نکلنے کا راستہ دینے سے ملک میں انتشار پھیلے گا جس سے ہر قیمت پر گریز کیا جانا چاہیے۔

اب ہم اس بارے میں ڈاکٹر جاوید اقبال کے بیان کے اگلے نکتے کی طرف آتے ہیں کہ برصغیر میں مغلوں کے دورِ حکومت میں اور اس سے پہلے' اسلامی اصولوں اور احکامات کی خلاف ورزی پر دی جانے والی سزائیں صرف مسلمانوں کے لیے مخصوص تھیں اور غیر مسلم ان سزاؤں کے اطلاق اور دائرۂ عمل سے خارج تھے۔

یہاں پر ڈاکٹر جاوید اقبال نے ایک غلط نسبت اور مثال پیش کی ہے۔

جہاں تک ہمیں معلوم ہے کچھ مغل بادشاہوں نے' جیسے اکبر بادشاہ نے' ہندو عورتوں سے شادیاں کیں جو کہ مشرک تھیں اور جن کے ساتھ اسلامی قانون کی رو سے شادی کی اجازت نہیں اور اسے حرام قرار دیا جاتا ہے۔

جہاں تک مغلوں کے ایسے افعال کا تعلق ہے' جو انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں کیے' تو بدگوؤں کی جانب سے پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں گستاخی اور توہین پر سزا کے سلسلے میں شرعی قانون کے معاملے میں اصول کی بنیاد پر مغلوں کے افعال کو نظیر نہیں بنایا جاسکتا۔

ہم یہاں چند مغربی مصنفین کا بھی ذکر کریں گے جنھوں نے بیان کیا ہے کہ مسلم ہسپانیہ میں خلیفہ عبدالرحمٰن دوم کے عہدِ حکومت میں عیسائی پادریوں کو نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کا خبط ہو گیا تھا اور ان سب کو اسلامی قانون کے مطابق سزائے موت دی گئی۔

رافیل آلٹمیرا "تاریخ ہسپانیہ" میں لکھتا ہے:

> "عبدالرحمٰن دوم کے دورِ حکومت میں قرطبہ کے ایک پادری الوارو کا ایک اور پادری ایولوجیو اور دو لڑکیوں فلورا اور ماریا کے ہمراہ' اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کے الزام میں قرطبہ میں سر قلم کیا گیا' یہ ایک ایسا جرم تھا کہ جس کی سزا اسلامی قانون کے مطابق موت تھی۔
> چرچ نے ان کی "شہادت" کی بنا پر انہیں ولیوں کا درجہ دے دیا۔"

("تاریخ ہسپانیہ"--- پرنسٹن نیوجرسی (پانچواں ایڈیشن 1962ء صفحہ 98)

ول ڈیورانٹ اپنی کتاب "عہدِ مذہب" (Age of Faith) میں رقمطراز ہے:

"...... پرفیکٹس نامی ایک پادری نے محمد ﷺ کے بارے میں اپنی سوچ سے چند مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہوئے "شہادت" کا درجہ حاصل کیا' ان مسلمانوں نے پادری سے وعدہ کیا تھا کہ اس کا راز فاش نہیں کریں گے' لیکن پادری کے اظہارِ بیان کی شدت سے انہیں ایسا صدمہ پہنچا کہ انہوں نے اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخبری حکومت سے کردی۔ قاضی نے کچھ مہینوں کے لیے پادری کو جیل بھیج دیا اس امید پر کہ اس کے نقطۂ نظر میں تبدیلی پیدا ہو جائے' لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا' چنانچہ اسے سزائے موت دی گئی۔ مسلمانوں نے اس کی گردن مارنے پر خوشی کا اظہار کیا جبکہ عیسائیوں نے اسے ولی بنا کر دفن کیا۔

یولو جیس کی قیادت میں تشدد پسندوں (Zealots) کا ایک گروپ تشکیل دیا گیا جن کا مقصد بر سر عام نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا تھا اور وعدۂ جنت پر خوشی خوشی شہادت قبول کرنا تھا (ڈیورانٹ نے آئزک' سانچو اور دیگر پادریوں کے نام لکھے ہیں جن کے توہینِ رسالت کے جرم پر سر قلم کیے گئے)۔ ڈیورانٹ مزید لکھتے ہیں :

"تشدد پسند اس پر مسرور ہوئے' لیکن بہت سے عیسائی پادریوں اور عام دنیا داروں نے حصولِ "شہادت" کے اس جنون کی مذمت کی۔ انہوں نے ان تشدد پسندوں سے کہا : "سلطان نے ہمیں مذہبی آزادی دے رکھی ہے' تو پھر یہ جنون کیوں ؟" سلطان عبدالرحمٰن کی طلب کردہ عیسائی بشپوں کی کونسل نے ان تشدد پسندوں کی مذمت کرتے ہوئے انہیں تنبیہ کی کہ اگر انہوں نے اپنی شورش جاری رکھی تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ یولو جیس نے اراکین کونسل کو بزدل قرار دیا۔

(فلورا اور ماریا نے تشدد پسند تحریک کے زیر اثر نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور ان کے سر قلم کر دیے گئے۔)

یولو جیس نے' جس کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے" "نئے شہیدوں کو پکارا" اور "پادریوں' راہبوں اور عورتوں نے عدالت کی جانب مارچ کیا' توہینِ رسالت کی اور موت کی سزا پائی (852ء) خود یولو جیس نے بھی سات برس بعد "شہادت" کمائی۔ اس کی موت کے بعد یہ تحریک ختم ہو گئی۔"

(ول ڈیوراں "عہدِ مذہب" (Age of Faith) نیویارک' 1950ء' صفحات 300-301' --- "کیمبرج میڈیول ہسٹری" --- کیمبرج یونیورسٹی پریس' 1992ء جلد سوم' صفحات 416-417)

مسلم ھسپانیہ کا عظیم مورخ ڈوزی اپنی کتاب میں لکھتا ہے :

"......سب سے بڑھ کر پادری تھے جو شدید پیچ و تاب کھاتے تھے۔ جبلی طور پر وہ محمد ﷺ کے پیروکاروں سے نفرت کرتے تھے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ اور ان کی تعلیمات کے بارے میں وہ انتہائی باطل نظریات رکھتے تھے یا جس طرح وہ عربوں کے درمیان رہتے تھے' تو ان کے لیے اس سے زیادہ کوئی چیز آسان نہ تھی کہ وہ ان معاملات میں سچائی سے آگہی حاصل کرتے' لیکن انہوں نے اڑیل انداز سے' سرچشمے کے اس قدر قریب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے باوجود اس حصولِ آگہی سے انکار کرتے ہوئے مکہ کے پیغمبرؐ سے متعلق ہر قسم کے مضحکہ خیز افسانے پر اعتبار کرنے اور اس کی تشہیر کرنے کو ترجیح دی خواہ ایسے افسانے کا ماخذ کچھ بھی تھا۔" ("ھسپانوی اسلام"---رین ہارٹ ڈوزی' ابتدائیے اور نوٹس کے ہمراہ ایف جی سٹوکس کا ترجمہ کردہ لندن' 1913ء' صفحہ 268)

ایک اور جگہ ڈوزی لکھتا ہے :

"درحقیقت پادری دشمنِ اسلام کے بارے میں انتہائی باطل نظریات پر یقین رکھتے تھے۔ ان کے دیگر ہم مذہب جو زیادہ باخبر تھے' انہیں اس امر کا یقین دلانے میں ناکام رہے کہ محمدؐ عربی نے پاکیزہ اخلاق کا درس دیا ہے۔ یہ سعی لاحاصل تھی کیونکہ کلیسا کے خادم اسلام کو رومی مظاہر پرستی میں شمار کرتے تھے اور اسے شیطان کی تخلیق کردہ صنم پرستی قرار دیتے تھے۔" ("ھسپانوی اسلام"---آر ڈوزی' صفحہ 271)

ایک اور مصنف اسی انداز میں لکھتا ہے :

"نویں صدی کے وسط میں عبدالرحمٰن دوم کے عہد حکومت میں ایک بڑی جوابی تحریک اٹھ کھڑی ہوئی جس نے "شہادت" کی بالارادہ جستجو کی شکل اختیار کر لی۔ مسلمانوں نے عیسائیوں کے صاف اور سیدھے طریقِ عبادت میں کبھی مداخلت نہ کی تھی' لیکن جب بہت سے عیسائی مرد و زن نے اسلام پر دشنام طرازی اور پیغمبر اسلامؐ پر ملامت کا سلسلہ شروع کیا تو مسلمان قاضیوں نے انہیں موت کی سزائیں دیں۔" ("مورش کلچر ان سپین"---ٹائٹس برک ہارٹ' لندن 1972ء صفحات 26-27)

چنانچہ محولہ بالا اقتباسات کے پیش نظر ڈاکٹر جاوید اقبال کے ادعا کہ توہین رسالتؐ پر غیر مسلموں کو سزائیں نہیں دی جاتی تھیں' کی تردید ہو جاتی ہے۔

مذکورہ بالا تفصیلی بحث سے یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی پیدا کردہ قوت عمل کے سبب اہل مشرق و مغرب کو حاصل ہونے والی برکتوں پر اظہار تحسین کرنے کے بجائے مغربی مصنفین کے اذہان پر تعصب' نفرت اور عناد کے پردے تن گئے ہیں اور انہوں نے اپنے مفادات کی خاطر پیغمبر اسلامؐ کی سیرت اور تعلیمات کی ایک انتہائی مسخ شدہ تصویر پیش کی ہے اور اس بارے میں اس حقیقت کا اعتراف بہت سے ممتاز مصنفین نے کیا ہے۔

مغربی مصنفین کے ان کھلے اور غیر مبہم اعتراضات کے پیش نظر کیا کسی شخص کے لیے کسی قسم کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے کہ وہ ان مشتبہ مسخ شدہ اور بدنیتی پر مبنی روایتوں کا سہارا لے کر آنحضرت ﷺ کی ذات پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کرے جس کی کوئی تک ہے نہ جواز؟

او کیا ان جاہل ... جواز بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتا ہے کہ وہ گستاخانِ رسولؐ کی وکالت کریں اور ایسا کرنے کے لیے ان کے کیا محرکات ہیں؟ وہ محسنِ انسانیت ﷺ کے پاکیزہ وارفع نام اور مقام و مرتبے کے تحفظ کے بجائے' جسے بدباطن غیر مسلم آلودہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' ان مجرموں کی حمایت کرتے زیادہ دکھائی دیتے ہیں تاکہ وہ اپنے جرم کی پاداش سے بچ نکلیں۔

ایسی صورت میں کیا کوئی صحیح العقیدہ مسلمان' کسی شخص کو اس بات کی کھلی چھٹی دے سکتا ہے کہ وہ "لبرل ازم" (آزاد خیالی) کے نام پر یا غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ' یا اہلِ مغرب کے ممکنہ ردعمل کے نام پر نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے۔ کسی بھی صورت میں مسلمانوں کو بیرونی دباؤ کے آگے جھکنا نہیں چاہیے۔ اس بارے میں کوئی بھی بودی پالیسی مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے مترادف ہو گی جو اپنے پیارے نبی ﷺ کی حرمت اور ناموس کی حفاظت کے لیے ہر قسم کی قربانی دے سکتے ہیں۔

("شانِ رسالتؐ میں گستاخی کی بحث کا تنقیدی جائزہ" از پروفیسر ظفر علی قریشی)

آج کی شخصیت

یہ جاوید اقبال ہے

جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال علامہ اقبال کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ علامہ اقبال کے فرزند ہونے پر (بقول خود) کبھی شرمندہ نہیں ہوئے۔ علامہ اقبال کو یقیناً ان کا والد گرامی ہونے کا فخر حاصل تھا اور وہ ان کا باپ ہونے پر کبھی فکر مند نہیں ہوئے تھے۔ بعض تصویروں میں وہ فکر مند نظر آتے ہیں تو اس کی وجہ جاوید اقبال نہیں ہے۔ حافظ سلمان بٹ کا کہنا ہے کہ علامہ اقبال کے تفکرات کا سبب یوسف صلاح الدین ہیں۔ جسٹس جاوید اقبال کا خیال ہے کہ وہ اپنے گھرانے کے واحد قابل فخر فرزند ہیں۔

جسٹس جاوید اقبال اگر کبھی علامہ اقبال پر خطاب فرمائیں تو ان کی شاعری کی بجائے نثر کا حوالہ دیتے ہیں۔ جسٹس جاوید اقبال صرف علامہ اقبال کے صاحبزادے ہی نہیں' ناصرہ جاوید کے خاوند بھی ہیں اور اس پر انہیں یقیناً فخر ہو گا۔ ناصرہ جاوید جسٹس جاوید اقبال کی بیوی ہونے پر قطعاً شرمندہ نہیں ہیں' اگرچہ انہیں ڈاکٹر وحید کی صاحبزادی ہونے پر فخر ہے۔

جسٹس جاوید اقبال ان دنوں ریٹائرڈ جسٹس ہیں' مگر اپنے رویے سے یوں محسوس ہوتے ہیں جیسے ابھی تک جسٹس ہیں' جبکہ نسیم حسن شاہ عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر بھی ریٹائرڈ لگتے تھے۔ جاوید اقبال سیاست کرتے ہوئے بیان دیتے ہیں تو سیاست بھول کر جسٹس بن جاتے ہیں۔ جسٹس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاوید اقبال سیاست میں نسیم حسن شاہ سے بے حد سینئر ہیں مگر عہدہ صدارت کے لیے ان کا نام سنائی نہیں دیتا۔ وجہ صاف ظاہر ہے۔ مسلم لیگ کو خطرہ لاحق ہے کہ موصوف کسی وقت انصاف اور قانون پر پارٹی اور سیاست قربان کر کے فاروق لغاری بن سکتے ہیں جبکہ نسیم حسن شاہ کی موجودگی میں ایسا کوئی خطرہ نہیں۔ انہوں نے عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر بھی ایسی حرکت نہیں کی تھی کہ انصاف اور قانون پر پارٹی کو قربان کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا فیصلہ تاریخی فیصلہ ہے اور مخالفین (بے نظیر بھٹو وغیرہ) بھی اس کی تاریخی اہمیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

آپ پیدائشی جسٹس نہیں۔ اس مقام تک پہنچنے سے پہلے آپ قومی اسمبلی کا الیکشن ہارے تھے۔ الیکشن تھا 1970ء کا اور مقابلہ تھا ذوالفقار علی بھٹو مرحوم سے۔ آپ کی پارٹی تھی مسلم لیگ دولتانہ فیم۔ ان کے ساتھ ایک اور امیدوار بھی میدان میں اترے تھے' وہ تھے جنرل سرفراز۔ جو لوگ کبھی یارسول اللہؐ کے نعرے پر اکٹھے نہیں ہوئے تھے جنرل سرفراز کی حمایت میں ایک ہو گئے' پھر بھی آپ دوسرے نمبر پر آئے۔ نتیجہ نکلا تو کوئی پچھتاوانہ ہوا۔ پتہ چلا کہ جنرل سرفراز آپ کی حمایت میں دستبردار ہو جاتے تو بھی نتیجہ یہی رہتا۔ یہ دیکھ کر آپ کا سیاست سے اسی طرح جی کھٹا ہو گیا جس طرح ان کے قائد ممتاز دولتانہ کا الیکشن جیت کر جی کھٹا ہوا تھا۔ الیکشن ہار کر آپ جسٹس ہو گئے اور سیاست کے کوچے سے نکل گئے۔ میاں ممتاز دولتانہ قومی اسمبلی چھوڑ کر سفیر ہو گئے اور سیاست کے کوچے کو خیرباد کہہ دیا۔ تب سے اب تک نہ جاوید اقبال سیاسی ہوئے نہ ممتاز دولتانہ۔ جاوید اقبال سینئر ہو کر بھی جسٹس ہیں۔ ممتاز دولتانہ سفارت چھوڑ کر بھی سیاست کے کوچے میں نہ لوٹے حتیٰ کہ دنیا چھوڑ گئے۔

جسٹس جاوید اقبال علامہ اقبال کو نہ پیر سمجھتے ہیں' نہ پیغمبر۔ ان کا وتیرہ ہے کہ علامہ اقبال کو پیش کریں گے تو ان کے افکار کو سامنے رکھ کر۔ مقبول عام سیاسی اور مذہبی نظریات کو علامہ اقبال کے ذمے نہیں لگائیں گے۔ ہمارے اکثر معصوم دانشور مقبول عام سیاسی اور مذہبی نعروں سے منسلک کر کے علامہ کی مقبولیت میں اضافہ کرتے ہیں۔ کتنی اچھی بات ہے کہ ہر فرقہ علامہ اقبال کو اپنے فرقے میں شامل سمجھتا ہے اور دن رات ان کے شعروں سے اپنے سیاسی اور مذہبی نظریات کا جواز پیش کرتا ہے۔ ہم نے تو مسیحی مشنری کی ایک کتاب "اقبال اور مسیحی اصطلاحات" اپنی آنکھوں سے دیکھ کر خوشی محسوس کی کہ عیسائی بھی علامہ اقبال کو اپنے سے دور نہیں سمجھتے۔ موصوف ان سے ہٹ کر عجیب سی راہ پر چل پڑے ہیں کہ علامہ اقبال کو ویسا ہی پیش کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ وہ تھے۔

جسٹس موصوف نے علامہ اقبال پر خاصا علمی اور تحقیقی کام کیا ہے' مگر یہ کس کام کا۔ زندہ رود لکھ کر علامہ اقبال پر ایک مستند سوانح مرتب کی' مگر یہ کس کام کی۔ اس میں علامہ کے قادیانی بھتیجے کا موقف بھی شامل کر دیا۔ علامہ کو نہ ولی بنایا' نہ قطب' نہ غوث' نہ ابدال۔ اب بھلا زندہ رود والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقبال کو کون مانے۔ لوگ تو زندہ رود پڑھنے کی بجائے قوالوں سے کلام اقبال سن لیں گے یا کسی خطیب سے علامہ کے افکار پر خطبہ۔ جاوید اقبال کی اسی عادت کا نتیجہ ہے کہ سردار عبدالقیوم سے انہیں جنگ عظیم لڑنا پڑی۔ سردار قیوم اپنی مخصوص سوچ سے باہر نہیں آسکتے اور یہ بھی۔ اس پر دونوں کے درمیان اختلاف ہوا' پھر یدھ پڑا' پھر وہ ہاہاکار مچی کہ توبہ بھلی۔

جاوید اقبال کو علامہ نے نصیحت کی تھی :-

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

علامہ اقبال اسمبلی ہال کو جاگیر داروں کا تکیہ کہتے تھے۔ وہ اسمبلی کے ممبر ہوئے' مگر بہت کم اسمبلی میں گئے۔ جاوید اقبال اسمبلی کی بجائے سینٹ میں چلے گئے کہ شاید سینٹ میں جاگیر دار نہیں ہوتے' جاوید اقبال ہوتے ہیں یا عبدالستار نیازی۔ وہاں بھی علامہ اقبال پر بات چھڑی تو یقیناً یہ دونوں افراد دو مختلف پارٹیاں بن کر آمنے سامنے ہوں گے۔

علامہ اقبال سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور لاہور میں پیوند خاک ہوئے۔ تمام عمر وہ زبان بولتے رہے جو ان کی والدہ مرحومہ بولا کرتی تھیں۔ انہوں نے نہ یوپی والوں کا دم پایا' نہ ان کا لہجہ اور نہ ان کا روزمرہ۔ جاوید اقبال لاہور میں پیدا ہوئے' لاہور میں پلے بڑھے اور لاہور ہی کی زبان بولتے ہیں۔ یقین نہ آئے تو لارنس میں سیر کرتے ہوئے انہیں گفتگو کرتے سنا جاسکتا ہے۔ آپ اتنی بے ساختہ اور "معصوم" زبان بولتے ہیں کہ دہلی والے تو اسے لاہور کے ناشتے کی طرح ہضم نہ کرسکیں۔

(روزنامہ لشکر لاہور' 18 نومبر 1997ء)

جسٹس جاوید اقبال کے بیٹے اور بہو نے ملازمہ دو ماہ تک زبردستی محبوس رکھی' پولیس نے برآمد کرلی

"لاہور (مجاہد جعفری سے) ظفر علی روڈ پر شاعر مشرق علامہ اقبال کے پوتے اور ریٹائرڈ جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کے بیٹے اور بہو نے گھریلو ملازمہ کو دو ماہ تک اپنی کوٹھی میں زبردستی محبوس رکھا اور اسے اس کے والدین کے ساتھ بھیجنے سے انکار کردیا۔ ریس کورس پولیس نے ملازمہ کی والدہ کی درخواست پر مقدمہ درج کرکے ملازمہ کو برآمد کرکے اس کے والدین کے حوالے کردیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق مکہ کالونی کی رہائشی' شمیم اختر' پانچ ماہ سے ریٹائرڈ جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کے بیٹے قادر کے گھر ظفر علی روڈ پر ملازمہ تھی۔ شمیم کی والدہ معراج بی بی کے مطابق قادر اس کی بیٹی کو تنخواہ نہیں دیتے تھے جس پر اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں کہا کہ وہ اس کی بیٹی کو اس کے ساتھ بھیج دیں' وہ وہاں مزید ملازمت نہیں کرے گی مگر انہوں نے شمیم اختر کو اس کے ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا اور اسے واپس بھیج دیا۔ جس کے بعد معراج بی بی نے تھانہ ریس کورس میں مسٹر قادر کے خلاف شمیم اختر کو دو ماہ تک حبس بے جا میں رکھنے کا مقدمہ درج کروایا۔ پولیس نے معراج بی بی کی درخواست پر مسٹر قادر کے خلاف زیر دفعہ ۳۴۲ کا مقدمہ نمبر ۹۳/۴۳ درج کیا اور معراج بی بی کی لڑکی کو برآمد کر کے اس کے حوالے کر دیا' تاہم پولیس کا کہنا ہے کہ معراج بی بی نے مسٹر قادر سے ۲۲۰۰ روپے ایڈوانس لیے تھے جو اس نے واپس نہیں کیے اور جب اس نے اپنی لڑکی کی نوکری چھڑوانے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے شرط عائد کی تھی کہ وہ ان کے پیسے واپس کر دے تو وہ لڑکی ان کے حوالے کر دیں گے"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور' ۵ مارچ ۱۹۹۳ء)

ان کے چیف جسٹس کے زمانے کا ایک دلچسپ واقعہ عدلیہ کی تاریخ میں ہمیشہ شرمندگی کا باعث رہے گا۔ جاوید اقبال ان دنوں لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے۔

شراب ان کے کھانے کا لازمی جزو تھی۔ اس دن شاید انہوں نے زیادہ مقدار میں پی لی تھی کہ موصوف آدھی رات کے وقت بالکل برہنہ ہو کر اپنی کوٹھی ۱۷۔ مین گلبرگ لاہور کے باہر چھوٹی سڑک پر چہل قدمی کرنے لگے۔ شاید یہ ان کی Midnight Walk تھی۔ موصوف سیر کرتے کرتے فوارہ چوک تک آ گئے۔ ان دنوں لاہور میں رات کو شاہین فورس گشت کرتی تھی۔ شاہین فورس کی ایک گاڑی ادھر سے گزری تو انہوں نے عجیب نظارہ دیکھا۔ پہلے تو پولیس والے ڈر گئے کہ کہیں غیر انسانی مخلوق نہ ہو۔ بعد میں انہوں نے ہمت کر کے انہیں حراست میں لے لیا اور ہلکا سا زدو کوب بھی کیا۔ اس پر موصوف نے انہیں کہا کہ تمہیں معلوم نہیں' میں چیف جسٹس ہوں اور تمہیں ٹھیک کر دوں گا۔ اس پر پولیس والوں نے سوچا کہ یہ آدمی نشہ میں ہے اور جھوٹ بول رہا ہے۔ پولیس والے جج صاحب کو تھانے لے جانا چاہتے تھے اور جب زیادہ تکرار ہونے لگی تو پولیس والوں نے وائرلیس پر اپنے ایس پی سٹی سے بات کی۔ ان دنوں احمد نسیم ایس پی سٹی تھے' جو آج کل غالباً اے آئی جی اسٹیبلشمنٹ ہیں' انہیں سوتے میں جگا کر اطلاع دی گئی۔ وہ بھاگم بھاگ آئے۔ ننگے جج صاحب کو سیلوٹ کیا' معذرت طلب کی اور بڑی عزت سے انہیں ان کی کوٹھی تک پہنچایا اور ننگے جج صاحب کے ساتھ بدسلوکی کے الزام میں پورا متعلقہ عملہ معطل کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب اس واقعہ کا علم صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کو ہوا تو انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہایت غم و غصہ کا اظہار کیا اور اس واقعہ کے بعد انہوں نے جسٹس جاوید اقبال کو کبھی بھی قابل تحسین نظروں سے نہیں دیکھا۔ اب اسے پاکستانی معاشرے کی بدقسمتی کہیئے کہ ریٹائرڈ جسٹس جاوید اقبال ایسے لوگ دانشور کہلاتے ہیں' ان کے ہذیان کو اخبارات میں کوریج ملتی ہے اور انہیں ایک سکالر کا درجہ دیا جاتا ہے۔ یہ بات پاکستانی قوم کے لیے لمحہ فکریہ ہے!

مرعوب کسی دعوے سے ہوتا نہیں قانون
انصاف کی آواز میں لکنت نہیں ہوتی
چپ رہتا مظفرؔ تو گنہگار ٹھہرتا
سچ کہنے سے توہین عدالت نہیں ہوتی

مدیحہ گوہر کی قرآن دشمنی

"قرآنی آیات سننے کے لیے خاموش رہنے کی درخواست کرنے پر ٹی وی اداکارہ مدیحہ گوہر دوسرے مسافر سے الجھ پڑیں اور بھرے جہاز میں اسے تھپڑ رسید کر دیئے۔ مسافروں نے بیچ بچاؤ کرا کے دونوں کو خاموش کرایا۔ تفصیلات کے مطابق مدیحہ گوہر لاہور سے بذریعہ ہوائی جہاز اسلام آباد آرہی تھیں کہ راستے میں دوران سفر ٹیلیوژن پر قرآنی آیات سنائی جارہی تھیں تو مدیحہ گوہر اپنی ساتھ والی نشست پر بیٹھے مرد و خواتین سے اونچی آواز میں مسلسل بولے جارہی تھیں کہ ان سے اگلی نشست پر بیٹھے ایک مسافر نے کہا "بی بی قرآنی آیات لگی ہیں' یہ تو خاموشی سے سن لیں اور دوسروں کو بھی سننے دیں"۔۔۔اس پر مدیحہ گوہر آگ بگولہ ہو گئی اور باسٹرڈ' ایڈیٹ سمیت انگریزی میں جتنی گالیاں آتی تھیں' اس مسافر کو سنا ڈالیں اور آؤ دیکھا نہ تاؤ اس کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔ مسافروں نے دونوں میں بیچ بچاؤ کرا کے بٹھا دیا اور پھر قرآنی آیات کا احترام کرنے کا درس دینے والے مسافر کی سیٹ بدل کر معاملہ نمٹا دیا گیا"۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور' 16 دسمبر 1995ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکرم عربی

"لاہور میں مینار پاکستان سے راوی پل کی طرف جائیں تو راستے میں دائیں جانب ایک عمارت پر محمڈن اوپن شرعی یونیورسٹی کا بورڈ آویزاں نظر آیا کرتا تھا۔ اب یہ بورڈ "جامعتہ القرآن" بن گیا ہے اور قبل ازیں یہ کبھی ادارہ عالمی تحریک حکمت و طب مشرق و اسلام پاکستان (رجسٹرڈ) ہوا کرتا تھا۔ ہم نے کبھی اس طلسم کدہ کے بارے میں جاننے کے لیے وقت صرف کرنا مناسب نہیں سمجھا مگر کچھ دنوں سے اخبارات میں "محمدیہ شریعت محاذ الباکستان" اور "مدرسہ آف قرآنی" قانون کے نئے نئے ناموں سے تسلسل کے ساتھ اشتہارات چھپنے لگے تو ہماری بھی توجہ ادھر گئی۔

تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ یہ امت مسلمہ کے خلاف ایک نہایت گھناؤنی سازش ہے اور اس کا سربراہ اکرم عربی نامی آدمی ہے۔ ہم نے اس بدباطن شخص کی تمام گمراہ کن کتابیں اور لٹریچر حاصل کیا۔ اس کی تمام کتابوں اور لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ شخص بہت بڑا گستاخ رسولؐ اور گستاخ اسلام ہے۔ یہ شخص اخباری اشتہار بازی کے ذریعے اپنا لٹریچر اور کتابیں فروخت کر کے نہ صرف دولت اکٹھی کرتا ہے' بلکہ عامتہ المسلین کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ اس شخص کے کفریہ عقائد ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالٰی کی شان میں گستاخیاں

"جب اللہ تعالٰی کو اپنی تعریف کروانے کا شوق پیدا ہوا تو اس کو اپنی ہستی کو دو حصوں میں منقسم کرنا لاحق ہوا۔ اس طرح آدمؑ اور ابلیس اور کل ملائکہ تخلیق پا گئے۔ پھر دو اقسام کی مخلوق بہشت میں نہ ٹھہر سکی جس کے لیے ـــــــ اللہ کو الارض بنانا پڑی"۔

("محمدؐ کا معراج وقوعی نہیں" از اکرم عربی' ص ۱۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ معراج النبی کی رد اور "سدرۃ المنتھی" انتہائے حد پر بیری کے درخت کے پاس حضرت جرائیل کو ان کی اصلی صورت میں نبی کریمؐ کے دیکھنے کے قرآنی بیان پر ایمان رکھنے والے علماء امت اور آئمہ دین کو یونانی یہودی کہنے کے بعد لکھا ہے:

"بیری کے درخت والا خدا یہودیوں کا اور عیسائیوں کا ہے' جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ساتویں آسمان پر اپنے محلات میں رہتا ہے۔ ملائکہ کی ذریعے فعال ہے۔ انسان مٹی کا پتلا ہے۔ جب اللہ چاہتا ہے کہ اپنا نبی بھیجے تو زمین پر آکر کسی خوبصورت لڑکی سے مباشرت کرتا ہے۔ (نعوذ باللہ) مسلمانوں کے نزدیک اللہ' اولیاء اللہ' انبیاء کی شکل میں دنیا میں ہی رہتا ہے اور ہر ایک کی بات سنتا اور دیکھتا ہے"۔

("محمدؐ کا معراج وقوعی نہیں" ص ۲۱)

"اللہ تعالی ٹھوس وجود اور مادہ ہے" ("فلسفہ" ص ۷)

" امنت باللہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی کو ہر مادی اور غیر مادی' فانی اور غیر فانی شے کا مبداء یا خام مادہ تسلیم کیا جائے"۔

("کتاب الشریعت" ص ۱۸)

"اللہ جن اور انس کا مبداء ہے۔ یعنی ایک طرف اللہ اپنا وجود زائل کر رہا ہے' دوسری طرف اللہ اپنا وجود اجماع کر رہا ہے"۔

("کتاب الشریعت" ص ۱۸)

"اشھد ان لا الہ الا اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معالج کارساز' معبود' منصف' فلسفی اور مددگار نہیں۔ اشھد ان محمد رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی محمد کی شکل دھار کر علاج کرتا ہے' کارساز ہے' معبود ہے' منصف ہے' فلسفی اور مددگار ہے"۔ (نعوذ باللہ)

("کتاب الشریعت" ص ۳۸)

"واللہ نور السموت والارض اللہ تعالی مادہ اور خلاء کے تسلسل کا نام ہے"۔

("محکمہ صحت زکوۃ روانہ کرے یا جزیہ ادا کرے" ص ۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کے بارے میں گمراہانہ عقائد کی اشاعت

"موجودہ قرآن اس قرآن سے مختلف ہے جو رب کے پاس موجود ہے"۔

("کتاب الشریعت" ص ۱۵)

"فلسفے کی کتاب یعنی قرآن مجید"۔ ("محمدؐ کا معراج وقوعی نہیں" ص ۱۸)

"قرآن بھی نبی نہیں بلکہ نبی کی امت ہے"۔ ("حادثۃ الحدیث" ص ۲۳)

"قرآن حکمت یعنی فلسفہ یا علاج معالجہ کی کتاب ہے"۔ ("سنت کو حدیث" (الخ) ص ۱۴-۱۶)

"محمد مخلوق ہیں تو قرآن الحکیم جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہے وہ بھی محتاج ہوئی"۔ ("قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق" ص ۱۵)

"قرآن الحکیم کی تمام آیات کی رو سے قرآن مخلوق ثابت ہے"۔ ("قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق" ص ۱۵)

"قرآن نے اتباع حدیث کو رسولوں کی اتباع کے مخالف قرار دیا ہے۔ اس لیے علم حدیث کا حصول اسلام میں ممنوع ہے"۔ ("حادثۃ الحدیث" ص ۴)

قرآن کریم کے الفاظ میں تغیرو تحریف کا ارتکاب

حضور نبی کریمؐ کے واقعہ معراج کا انکار کرنے کے لیے قرآن کریم میں بیان کیے گئے لفظ "سدرۃ المنتھی" کو "سدرۃ المنتھی" سے بدل کر اپنے غلط اور گستاخانہ عقیدے کا ثبوت قرآن سے ثابت کرنے کی جسارت کرتے ہوئے "محمد کا معراج وقوعی نہیں" کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے "یونانیوں کی کم علمی قدم قدم پر ثابت ہے۔ مثلاً سدرۃ المنتھی کا ترجمہ پرلی حد کی بیری کے پاس کیا ہے۔ حالانکہ سدرۃ کا مادہ سد ہے جس کے معنی حد ہوتی ہے۔ منتھی لفظ ہی سے انتہا بنتا ہے جس کے معنی ہیں آخری۔ سدرۃ المنتھی کے معنی آخری حد ہیں"۔

("محمدؐ کا معراج وقوعی نہیں" ص ۲۰)

توہین رسالت کا ارتکاب

معراج النبیؐ کا انکار

"معراج کا وقوعہ من گھڑت اور اسلام دشمنی پر مبنی ہے"۔ ("محمدؐ کا معراج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقوعی نہیں" ص ۲۴)

احادیث نبویؐ کا انکار اور احادیث النبی کے مخالف قرآن ہونے کا بہتان

"احادیث و قرآن کا تضاد محتاج بیاں نہیں"۔ "رسول اللہ اور امت کے درمیان احادیث کا حائل ہونا مضحکہ خیز ہے"۔ "قرآن سے احادیث کے نظریات کو دور ہٹایا جائے"۔

(اشتہار شائع شدہ در اخبارات)

شان محمدؐ کی توہین

بپے ہے ہنگامہ عابدوں کی مساجد میں پنجگانہ
پشیماں ہیں ملائکہ کہ عبادت کا سر شان محمدؐ میں نہیں

("عیدالفطر کے مسائل" ص ۲)

اسوۂ نبویؐ کا انکار و توہین اور مغالطہ

"یونانیوں کے نزدیک رسول اللہ کی اطاعت کی بجائے اسوۂ حسنہ کی اطاعت فرض ہے جب کہ مسلمانوں کے نزدیک رسول اللہ کی جگہ کسی دیگر کی اطاعت کفر ہے۔ یعنی اسوۂ حسنہ کو ہم رسول کی جگہ پیش نہیں کر سکتے بلکہ اسلام میں یہ کفر ہے"۔

("حادثہ الحدیث" ص ۱۸)

حضور نبی کریمؐ کے اقوال و افعال آپ کے اسوۂ حسنہ کو لائق اتباع ماننے سے انکار

قرآن مجید کی آیت لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا ترجمہ اور تفسیر قرآن کریم کی مشہور اور قدیم تفسیر "ابن کثیر" سے نقل کرنے کے بعد "حادثہ الحدیث" کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے کہ

"یونانی تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ اور تفسیر ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ ترجمہ تو حروف قرآن سے مطابقت رکھتا ہے لیکن تفسیر قرآن کے الفاظ سے بالکل متضاد ہے۔ تفسیر میں صریحاً دعویٰ کر دیا گیا ہے کہ رسول کے جسم اقدس کی بجائے رسول کے اقوال و افعال اور احوال قابل اطاعت ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور اکرمؐ پر کلمہ طیبہ نافذ نہ رکھنے کا بہتان عظیم

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک ایسا حکم ہے جو نبوت کی اطاعت کے لیے مقرر ہے۔ یہ حکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نافذ العمل نہیں رکھا۔ اس لیے اس کی تشریح بھی محدود زمانہ تک مخصوص نہیں بلکہ لامحدود ہے"۔

("حادثہ الحدیث" ص ۲۴)

کلمہ طیبہ کو کلمہ توحید ماننے سے انکار

"الہ اور محمد دونوں مخلوق ہیں۔ اس طرح لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علم اللسان کی رو سے کلمہ توحید نہیں"۔

("کتاب الشریعت" ص ۱۷)

اولیاء کرام' آئمہ دین اور علماء امت کی توہین

اشتعال انگیزی اور مسلمانوں کی دلآزاری کا ارتکاب

"بارہ سو سال پہلے کے مفسروں اور اماموں کی امامت آج قبول نہیں۔ خواہ محمدؐ کے سلسلے کا محقق غوث ہی کیوں نہ ہو"۔

("محمدؐ کا معراج وقوعی نہیں" ص ۱۰)

ابن ماجہ' ابن خلدون' ابن رشد' ابن سینا' رازی الکندی' ابن کثیرؒ اور شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کو یونانی قرار دے کر ان کا تذکرہ اور واقعہ معراج گھڑنے کا ذمہ دار قرار دے کر ان کے لیے عذاب قبر اور اس میں مسلسل اضافے کا عقیدہ (تفصیلی عبارت سے ملخص)

("محمدؐ کا معراج وقوعی نہیں" ص ۷ - ۸)

"یونانی یعنی یہودی کہتے ہیں کہ حضور پرنور کا معراج ایک وقوعہ ہے"۔

("محمدؐ کا معراج وقوعی نہیں" ص ۳)

"کلمہ توحید پر ایمان کیوں لازی ہے۔ اس کا علم بریلوی' دیوبندی' اہل حدیث' اہل توحید و سنت اور شیعہ وغیرہ میں سے کسی کے پاس نہیں ہے"۔

("کتاب الشریعت" ص ۱۵)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور نبی کریمؐ کے واقعہ معراج پر ایمان رکھنے والے تمام علماء و محدثین کرام مفسرین قرآن اور آئمہ دین کا یونانیوں کے بطور تذکرہ کر کے لکھا ہے:

"افسوس ان چوروں پر جن کے گز لاٹھیوں کے ہیں کہ وہ اسلام کو چوروں کا کپڑا سمجھ کر چوروں کے گزوں ہی سے پیائش کرتے ہیں۔ یونانی چورو! مسلمانوں کے ہاں جس کا گز کپڑے سے بڑھ جائے' اس کے ہاتھ اور زبان دونوں کاٹ دیتے ہیں تاکہ آئندہ وہ ایسی چوری نہ کرے"۔

("محمدؐ کا معراج وقوعی نہیں" ص ۲۰ - ۲۱)

"یونانیوں کی تمام تفاسیر یعنی تفسیر بیضاوی' تفسیر کبیر اور دیگر معتبر تفاسیر سب کی سب میں یونانی مذہب کا عقیدہ ہی پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ رازی' ابن رشد' ابن خلدون' ابن ماجہ اور دیگر سب یونانی مذہب کے لوگ ہیں اور رسول کے حادث ہونے کی بجائے رسول اللہ کے حدیث ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں میں یہ کفر ہے"۔

("حادثہ الحدیث' ص ۲۰"

"کیا یہودی علماء بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ محمدؐ پر درود کیوں بھیجتا ہے؟"

(الوسیلہ" ص ۱۸)

"کچھ محمدی مسلمان محمدی الصلوۃ کی کتاب دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً وہی نماز ادا کر دیتے ہیں جو ۱۸۵۷ء میں یونانی اداروں نے محمدی الصلوۃ کی کتاب نذر آتش کرنے کے بعد یونانی شریعت کی ترویج کے لیے دعائیہ الصلوۃ میں السلام علیک ایھا النبی رحمتہ اللہ و برکاتہ اور درودی سلامتی بھیج کر رحمت للعٰلمین محتاج دعا اور عیسیٰ علیہ کو سرچشمہ دعا ثابت کیا گیا ہے"۔

(اخباری اشتہار اقامت صلوۃ منگوا لیں)

"کسی فقیر' مسکین' بھیک مانگنے والے یا دیگر ضرورت مند کو زکوۃ دینا کفر ہے" (کتاب الشریعت' ص ٦٧)

" حی علی الصلوۃ "زندگی کا انحصار ٹھنڈک پر ہے" ("کتاب الشریعت"' ص ۳۸)

(سورۃ یٰسین کی پہلی آیات کا غلط ترجمہ) (اسلام و یونان کے درمیان جنگ (الخ) ص ۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت کا غلط ترجمہ) ("محمد کا معراج وقوعی نہیں" ص ۱۳۰)

(سورۂ انا انزلنا کا غلط ترجمہ)

پمفلٹ "شریعت کی جنگ اسلام و یونان کے درمیان ہے" قرآنی آیات کے غلط تراجم سے بھرا ہوا ہے۔ نماز میں قعدہ کے موقعہ پر نبیؐ پر **السلام علیک ایھا النبی و رحمتہ اللہ و برکاتہ** کے جملے ادا کرنا کفر ہے۔ ("حادثہ الحدیث" ص ۳۲)

○ ۔ **بنی اسرائیل اذ کروا نعمتی** کا ترجمہ "اے معالجو! میری نعمت کو یاد کرو"۔

○ ۔ معالج' قرآن کو اس لیے سینے سے لگائے ہوئے ہیں کہ یہ حکمت یعنی علاج معالجہ کی کتاب ہے۔ اس لیے اس کتاب کے کلیات کے متعلق حکماء ہی کو علم ہوتا ہے۔

○ ۔ **الر قف کتب احکمت ایتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر**○ ترجمہ "یہ کتاب علاج معالجہ کے قوانین کی واضح کتاب ہے' پھر اس کے نسخے ایک خبردار معالج سے ترتیب دیے گئے"۔

○ ۔ سنت کے معنی عملی تجربہ سے حاصل ہونے والے وجود یا محاصل کے ہوتے ہیں۔ سنت کے معنی کسی ٹھوس وجود کے ہوتے ہیں---- **فھل ینظرون الا سنت الاولین** ترجمہ "پس کیا تم نے پہلوں کی مشاہداتی شکل نہیں دیکھی؟"

○ ۔ غیر مسلموں نے حضور نبی کریمؐ کو جھٹلانے کے لیے تاریخ ضعیف کو حدیث کا نام دے دیا ہے۔ ہندو' عیسائی اور یہودی کہتے ہیں کہ قرآن سمجھنے کے لیے حدیث لازم ہے۔ حدیث کے معنی نظریہ یا کلیہ یا محض عبارت کے ہوتے ہیں۔ یونانی کہتے ہیں احادیث بھی قرآن کی طرح حفظ ہو جاتی ہیں۔ سینکڑوں حفاظ حدیث انہوں نے چھوڑ رکھے ہیں۔

○ ۔ سورہ **انا انزلنا** کا ترجمہ "ہم نے کائنات کی روح یا مبداء یا منبع کا وجود ٹھوس یا جامد بنانے والے وقفے میں نازل کیا ہے۔ یا محمدؐ! آپ کیا سمجھے ہیں کہ لیلتہ القدر یعنی اسماء یا خلاء کو ٹھوس یا نور بنانے والا وقفہ آپ ہی تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

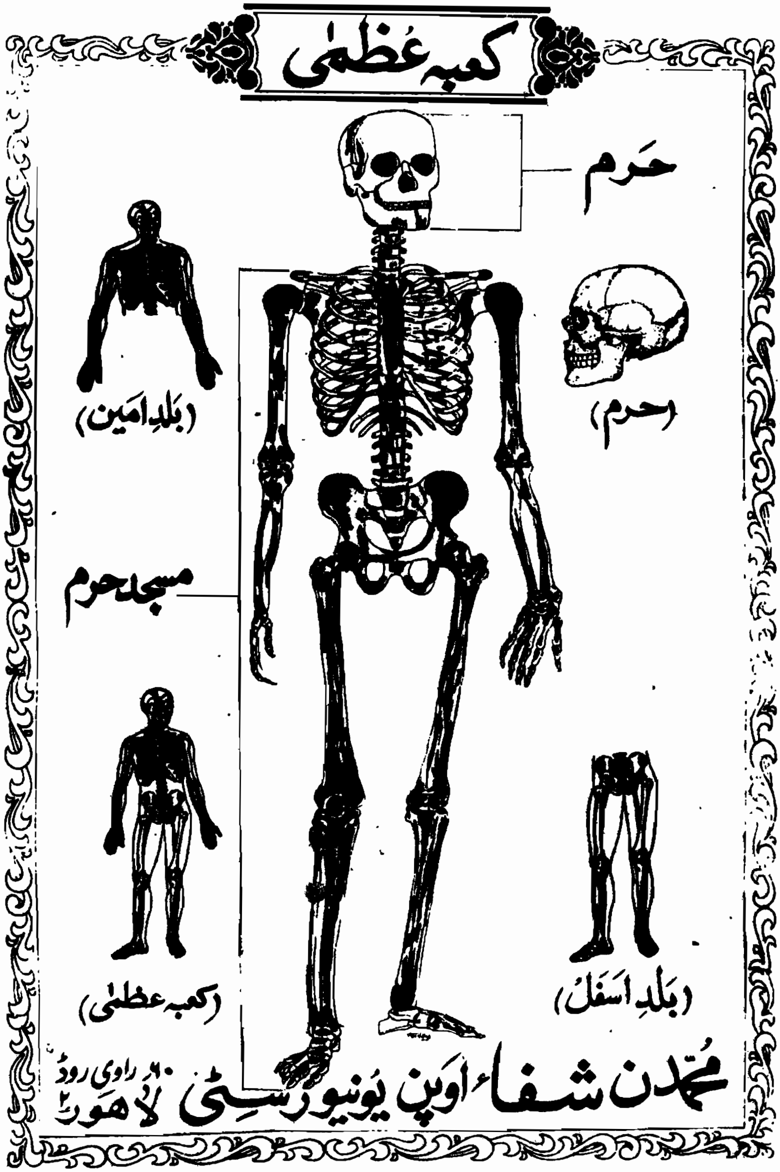

گستاخ رسول ﷺ اکرم عربی کی طرف سے شائع کردہ توہین آمیز اشتہار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں"۔

○ ۔ یس و القران الحکیم○ اے محمدؐ! آپ حکیم ہیں اور قرآن آپ کی کتاب ہے"۔

○ ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللہ کے سوا کوئی معالج نہیں ہے۔ محمد اس کا آئینی ثبوت ہیں"۔

چند سال پہلے یہ شخص امام وقت ہونے کا بھی دعویٰ کر چکا ہے اور کہتا تھا کہ احادیث کو قرآن سے دور ہٹاؤ۔ ایسے ناپاک شخص کو پاک سرزمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس کا لٹریچر اور اشتہارات پڑھ کر یوں محسوس ہوا جیسے مرزا غلام احمد قادیانی کی منحوس روح جہنم سے بھاگ آئی ہو۔

اکرم عربی مندرجہ ذیل اداروں کے نام سے عوام کو لوٹتا رہا ہے۔

۱۔ جامعۃ القرآن السنتہ' ۴۰ راوی روڈ لاہور
۲۔ ماڈرن طبی اوپن یونیورسٹی' ۴۰ راوی روڈ لاہور
۳۔ جامعۃ القرآن' ۴۰ راوی روڈ لاہور
۴۔ قرآنی سسٹم آف فزیشن پر یکٹیشنرز کونسل رجسٹرڈ ۴۰' راوی روڈ لاہور
۵۔ عالمی تحریک حکمت اسلام پاکستان رجسٹرڈ' گلی نمبر ۳۵' قلعہ لچھمن سنگھ' لاہور
۶۔ ماڈرن شرعی یونیورسٹی' ۴۰ راوی روڈ لاہور
۷۔ قاضی اینڈ وکیل پر یکٹیشنرز کونسل آف لاہور' قرآنی قانون' رجسٹرڈ' ۴۰ راوی روڈ لاہور
۸۔ نیشنل کونسل برائے حکمت ۳۴۴ / P _ R نیو انارکلی لاہور
۹۔ مکتبہ اہل سنت' رجسٹرڈ' ۲۸ نیو انارکلی' محافظ پلازہ لاہور
۱۰۔ انجمن قمرنور' راوی روڈ لاہور

اس کے علاوہ یہ شخص حکمت کی رجسٹریشن' علامہ کورس' قاضی کورس' وکیل کورس کرانے کے بہانے سادہ لوح لوگوں سے لاکھوں روپیہ بٹور چکا ہے۔

علاوہ ازیں "اقامت الصلوۃ منگوائیں" اور "احادیث کو قرآن سے دور ہٹایا جائے" کے عنوان سے اپنے گمراہ کن عقائد پھیلاتا رہا۔

اکرم عربی کے ان کفریہ عقائد کی تبلیغ و اشاعت کے نتیجے میں ہفت روزہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی اطلاع رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری

بابت کی

نمبر 027473   تھانہ [illegible]   ضلع [illegible]   تاریخ و وقت وقوعہ [illegible]

1	تاریخ و وقت رپورٹ [illegible]	[illegible]	۰	فاصلہ تھانہ سے اور سمت [illegible]	[illegible]
2	نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث	[illegible]			
3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ لیا گیا ہے	جرم 295 الف ت پ			
4	جائے وقوعہ فاصلہ تھانہ سے اور سمت	[illegible]			
5	کارروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جاوے	[illegible]			

دستخط [illegible] حسین   عہدہ [illegible]   (ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو)

[illegible]

[illegible] حسین [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدام الدین لاہور کے ایڈیٹر اور جامع مسجد نورانی قلعہ محمدی کے خطیب مولانا عبدالرشید انصاری صاحب کی درخواست پر اکرم عربی کے خلاف تھانہ راوی روڈ لاہور میں ایف۔ آئی آر نمبر ۵۰۴ بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو 295A کے تحت مقدمہ درج کیا گیا اور بعد میں تفتیش کے دوران ملزم کی تمام کتابوں اور لٹریچر میں درج توہین رسالت کی عبارات پائی گئیں تو ایک ضمنی کے ذریعے 295c کا اضافہ کیا گیا۔

ملزم نے سیشن کورٹ میں ضمانت کی درخواست دی جسے عدالت نے سماعت کے بعد منظور نہ کیا۔ بعد ازاں ملزم اکرم عربی نے لاہور ہائی کورٹ میں درخواست ضمانت دائر کی' جسے جناب جسٹس سردار محمد ڈوگر نے سماعت کے بعد خارج کر دی۔

سیشن کورٹ کی عدالت میں دو سال مقدمہ چلتا رہا۔ بالاخر ایڈیشنل سیشن جج حکیم سید اختر ارشاد نے اپنے ۱۱ صفحات پر مشتمل فیصلہ میں' ملزم اکرم عربی کو 295c کے الزام میں سزائے عمر قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنائی۔ A ۲۹۵ (مذہبی جذبات مجروح کرنا) کے تحت ملزم کو ۲ سال قید سنائی گئی۔ اس فیصلہ کے خلاف ملزم نے لاہور ہائی کورٹ میں اپیل کی' جسے عدالت نے خارج کر دیا۔ اکرم عربی کوٹ لکھپت جیل میں تھا کہ نامعلوم وجوہات کی بنا پر اب اسے ساہیوال جیل میں منتقل کر دیا گیا ہے جہاں وہ عدالت کی طرف سے دی گئی سزا پوری کر رہا ہے۔

اکرم عربی کے جیل جانے کے بعد اس کے کارندوں نے اکرم عربی کی ہدایت پر باقاعدہ دفتر کھول کر لوگوں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ علاقہ کے علماء کا ایک وفد اسسٹنٹ کمشنر سٹی جناب ذوالفقار علی نور صاحب سے ملا اور انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا۔ اے۔ سی صاحب نے مجسٹریٹ تھانہ نیو انارکلی نصراللہ اقبال صاحب کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ محافظ پلازہ نیو انارکلی جا کر فی الفور چھاپہ مار کر متعلقہ افراد کو گرفتار کریں جو جعلی سندوں کے ذریعے لوگوں کو لوٹ رہے ہیں اور توہین رسالت بھی کر رہے ہیں۔ لہٰذا علاقہ مجسٹریٹ نے عملہ تھانہ انارکلی کی معیت میں چھاپہ مار کر اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث دو افراد کو گرفتار کر لیا۔ میاں سلطان احمد کی اطلاع پر مجسٹریٹ کی طرف سے درج کی جانے والی ایف۔ آئی آر نمبر ۸۹/ ۱۰۲ بتاریخ ۲۹ مئی ۸۹ء تھانہ نیوانارکلی لاہور کے مطابق پولیس نے مجسٹریٹ کی معیت میں محافظ پلازہ مین بازار نیو انارکلی کی چوتھی منزل پر دکان نمبر ۴۱۷ پر ریڈ کیا اور وہاں سے دو ملزمان مقصود احمد ولد نذر احمد'

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوم ملک، ساکن ڈاک خانہ والی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ اور محمد شفیع ولد محمد اشرف، ساکن حمید پور، نارنگ منڈی کو گرفتار کر لیا۔ ایف۔ آئی آر کے مطابق ملزمان نے بتایا کہ وہ علامہ اکرم عربی کے ملازم ہیں اور یہ ادارہ حسب ہدایت اکرم عربی چلا رہے ہیں جو چند دن ہوئے محافظ پلازہ میں منتقل ہوا ہے۔ ملزمان کے خلاف گستاخ رسول اکرم عربی کی ایماء پر ادارہ کو چلا کر غیر اسلامی اشتہارات، غیر اسلامی کتب شائع

[illegible]

تاریخ و وقت ... ضلع ... تھانہ ... نمبر 114078

1	تاریخ و وقت رپورٹ	[illegible]
2	نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث	[illegible]
3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ گیا ہو	بجرم 295A 468/471 420
4	جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت	[illegible] 50 میٹر جانب [illegible]
5	کاروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے۔	[illegible]

دستخط افسر ... عہدہ ... 2107 ... ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو

[illegible]

P.T.O.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[illegible]

[illegible]

25-5-87

کرنے' فروخت کرنے' جعلی اسناد چھپوا کر جاری کر کے دھوکہ دہی' جعل سازی اور دغا بازی' عوام کے جذبات مجروح کر کے اور لوٹ کر 295A' 471' 468' 420 تعزیرات پاکستان کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔ ایف۔ آئی آر کے مطابق اکرم عربی کی کتابیں' پمفلٹ' اشتہارات' سرٹیفکیٹ' جعلی اسناد وغیرہ قبضے میں کر لی گئی ہیں۔ ابھی تک اس مقدمہ کا فیصلہ نہیں ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیر احمد شاہ کھگہ (ایم پی اے)

"پنجاب اسمبلی میں کل "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمی قابلیت" کے حوالے سے پیر احمد شاہ کھگہ کے الفاظ پر ہنگامہ کھڑا ہوگیا اور ایوان میں زبردست شور شرابہ ہوا۔ اور ارکان نے مطالبہ کیا کہ سپیکر ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کریں اور پیر احمد شاہ کھگہ معافی مانگیں۔ جس پر سپیکر نے مذکورہ الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیے۔ رکن پنجاب اسمبلی فوزیہ بہرام نے کہا کہ اگر ارکان کے لیے تعلیمی معیار کی کوئی شرط ہوتی تو پیر احمد شاہ کھگہ ایوان میں اخلاق باختہ تقریر نہ کرتے' جس کے باعث دو خاتون ارکان اسمبلی ایوان کی کارروائی چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ پیر صاحب کے الفاظ کو سپیکر نے حذف کر دیا لیکن شرمندگی ہم سب کو ہوئی۔ اس پر پیر احمد شاہ کھگہ نے کہا کہ میں نے جو کچھ بھی کہا تھا' سچ تھا۔ (روزنامہ "جنگ" لاہور' ۱۳/ ستمبر ۹۲ء)

"دریں اثناء گستاخ رسول ایم پی اے پیر احمد شاہ کھگہ کی شان رسالتؐ میں گستاخی کے ردعمل میں جمعیت العلمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے پنجاب اسمبلی کے ایک رکن پیر احمد شاہ کھگہ کی جانب سے اسمبلی کے فلور پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ گستاخ رسول (ایم پی اے) کی سزا صرف اور صرف موت ہے اور وہ واجب القتل ہے"۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور' ۲/ نومبر ۹۲ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابق صوبائی وزیر پیر محمد شاہ کھگہ کے خلاف ڈاکوؤں کو پناہ دینے کا مقدمہ

ملکہ ہانس پولیس نے سابق صوبائی وزیر پیر محمد شاہ کھگہ' ان کے بھائی ممبر ضلع کونسل پیر احمد شاہ کھگہ' ممبر ضلع کونسل بہاو لنگر محمد احمد جیون شاہ کھگہ' منصب گل وغیرہ کے خلاف ڈاکوؤں اور چوروں کو پناہ دینے اور اسلحہ فراہم کرنے کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا ہے۔ پولیس رپورٹ کے مطابق چند روز قبل بہاو لنگر سے تعلق رکھنے والے ڈاکوؤں نے' جنہوں نے سابق صوبائی وزیر کے گاؤں میں پناہ لے رکھی تھی' اوکاڑہ کے علاقہ میں ڈکیتی کی' جس پر پاک پتن کے مختلف تھانوں کی پولیس نے ڈاکوؤں کا تعاقب کیا اور پیر محمد شاہ کھگہ کے گاؤں چک شاہ کھگہ میں پولیس اور ڈاکوؤں میں مقابلہ ہوا' جس کے نتیجہ میں ایک ڈاکو محمد انور ہلاک ہو گیا لیکن سابق وزیر اور اس کے بھائی نے تین ڈاکوؤں کو فرار کرا دیا۔ رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ ملزم ڈاکوؤں کو پناہ دیتے' ان سے وارداتیں کروا کر حصہ وصول کرتے اور ان کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ مقدمہ درج ہوتے ہی ملزم انڈر گراؤنڈ چلے گئے جبکہ حکام نے گرفتاری کے لیے پولیس پارٹیاں تشکیل دے دی ہیں۔

(روزنامہ "خبریں" لاہور' 27 دسمبر 1998ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمانوئیل لوتھر راتق

گستاخ رسول عمانوئیل لوتھر راتق موضع گل والا سرگودھا کا رہنے والا ہے۔ اس نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے صحافت کا امتحان پاس کیا۔ بعد میں ایک عرصہ تک روزنامہ "نوائے وقت" لاہور میں بحیثیت سب ایڈیٹر کے کام کیا۔ پھر سب ایڈیٹر کی حیثیت سے یہ روزنامہ "جنگ" لاہور میں کام کرتا رہا۔ لاہور میں عیسائی مشنری کا سیکرٹری جنرل بھی رہا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "A Lamp Spreading Light" رکھا۔ اس کتاب میں گستاخ رسول لوتھر نے، اپنے روایتی خبث باطن کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات پر بے جا الزامات لگائے اور گند اچھالا۔

اس کتاب میں لوتھر نے حضور نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ، ازواج مطہرات، آپ کے معجزات، آپ کی معصوم اور پاک سیرت، آپ کے فیصلوں اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کا نہ صرف مذاق اڑایا بلکہ بے حد بکواسیہ جملے بھی کسے۔

اس مذکورہ کتاب کے ص ۶۰ پر عیسائی مردود نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بکواس کرتے ہوئے لکھا:

> "کون جانتا تھا کہ ایک بیوہ عورت آمنہ اپنی شادی کے دو ماہ بعد جس بچے کو جنم دے گی، وہ آگے جا کر رحمتہ للعالمین کہلائے گا"۔ (نقل کفر، کفر نہ باشد، نعوذ باللہ)

ابتدائی پرچہ جب تھانہ میں درج ہوا تو ۲۹۵ سی (یعنی توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جس کی سزا، سزائے موت ہے) کا اندراج ہوا لیکن یہ فائل جب مجسٹریٹ تک پہنچی تو ۲۹۵ بی بن چکا تھا۔ اندازہ فرمائیں کہ عدالتی اہلکار بھی عیسائیوں کے آگے بے بس ہو گئے۔

اس مردود نے کسی پرنٹنگ پریس والے سے ملی بھگت کر کے ایک دوسرا ایڈیشن شائع کیا جس کے اندر یہ گستاخی نہیں لکھی گئی اور اسے ۱۹۸۷ء کو ربیع الاول شریف کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"Consequently we have the Prophetic Word (made) more sure and you are doing well paying attention to it as to, A LAMP SHINING in a dark place."

(2nd Peter 1:19)

"We have sent thee as one who invites to ALLAH'S (grace) and as "A LAMP SPREADING LIGHT".

(Al-Quran S.13:46)

A LAMP SPREADING LIGHT

(An Unbiased, Unbigotted, Laconic study in the life, teachings and achievements of MUHAMMAD (PEACE BE UPON HIM) The Meritorious And Illustrious Prophet of Islam).

EMMANUEL LUTHER RATIQ

عمانوئیل لوتھر راتق کی متنازعہ کتاب کا ٹائٹل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

only for three days at her father's house and then left for Syria for trade. On his journey back he died.

At that time who would know that the rendered widow, Lady Aminah, after two months of her marriage shall give birth to a son who shall be later termed as a "A MERCY TO THE UNIVERSE" (Rehmat-ul-Lil-Aalamin). رحمۃ للعالمین

But since, the whole world had sunk deep in sin and evil, as has been vindicated in the earlier sheets. The wells of the wordly guidance had run dried, Biblically speaking, God also lamentingly said, "My people (Israel and the whole world) have committed two evils, they have forsaken me the fountain of living waters and hewed them out Cisterns, broken cisterns, that can hold no waters."
(Jeremiah 2:13).

Mankind needed the Emancipator who could guide them in a right path and free them from the false customs, and lead them to the righteousness.

Because the guides so accepted then were nothing more than "a cistern" - "a broken cistern", as the Bible says,
"The fountain of living waters chose the wilderness"

or

"The valley of no vegetation"
(Al-Quran 14:37).

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موقع پر ایوان صدر اسلام آباد میں صدر ضیاء الحق کو پیش کیا اور صدر مرحوم نے اس مردود کو سیرت ایوارڈ اور ستر ہزار روپے نقد انعام دے دیا۔ باقی دوسرا ایڈیشن' جس میں توہین رسالت کی گئی تھی' اس کی خوب نشر و اشاعت کی گئی۔ حکومت نے لوتھر مردود سے کتابیں خرید کر تمام سرکاری لائبریریوں کو ارسال کیں۔ لاہور میں قائد اعظم لائبریری میں بھی کتاب آئی تو وہاں پر مشہور سکالر سید عبدالرحمٰن شاہ بخاری نے دوران مطالعہ یہ جملہ پڑھا تو دوسرے ساتھیوں کو دکھایا کہ شاید کاتب سے کوئی حروف و الفاظ ردوبدل ہونے کی وجہ سے یہ جملہ بن گیا لیکن تمام محققین قائد اعظم لائبریری والوں نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ عیسائی مصنف نے جان بوجھ کر' کھل کر توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جب عوام میں بات آئی تو راتوں رات قائد اعظم لائبریری سے مذکورہ کتاب چوری ہو گئی۔

پبلک لائبریری مال روڈ میں کئی ذمہ دار لوگوں نے خود کتاب دیکھی۔ جب مجسٹریٹ نے کتاب لانے کے لیے پبلک لائبریری کے ناظم کو حکم لکھا تو اصل عبارت والی کتاب کی بجائے دوسری کتاب' جس میں مذکورہ قابل اعتراض جملے شامل نہیں تھے' ناظم لائبریرین نے پیش کر دی۔ اگلے روز تحقیقات کرنے پر پتہ چلا کہ مبینہ ملی بھگت سے اصلی کی بجائے دوسری کتاب رکھ دی گئی تھی۔ بہرحال اس کے باوجود اصل کتاب تھانہ شاہدرہ کے ذریعے عدالت کے قبضہ میں ہے۔ عیسائی پادریوں نے اس مردود سے لاتعلقی کا اخبار میں بیان دینے کے باوجود اس مقدمہ کی زبردست پیروی کی۔

۳ جولائی ۸۸ء کو مولانا عبدالشکور رضوی اور ایم ایچ انصاری سابق ایم این اے کی قیادت میں شاہدرہ سے ایک احتجاجی جلوس نکلا اور یہ جلوس شاہدرہ کی تاریخ میں سب سے بڑا جلوس تھا۔ اہل اسلام نے بڑے جوش و جذبے کا اظہار کیا۔ انتظامیہ نے اس جلوس کو کچلنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن مظاہرین نے' جن کا صرف ایک ہی مطالبہ تھا کہ اس گستاخ رسول کی کتاب کو ضبط کیا جائے اور لوتھر کے خلاف مقدمہ درج کر کے قانونی کارروائی کی جائے' زبردست مظاہرہ کرتے ہوئے جی ٹی روڈ بند کر دیا۔ پولیس نے مظاہرین پر بے پناہ تشدد کیا جس سے دو شخص شہید ہو گئے۔ مولانا عبدالشکور رضوی سمیت نو سو افراد شدید زخمی ہوئے۔ انتظامیہ کے لوگ بھی زخمی ہوئے۔ جن لوگوں کو حراست میں لیا گیا' تھانہ شاہدرہ میں ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا۔ لیکن انتظامیہ نے اس گستاخ رسول کے خلاف پرچہ درج نہ کیا۔ اس سلسلہ میں لاہور ہائی کورٹ میں مردود لوتھر کے خلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرچہ درج کروانے کے لیے رٹ دائر کی گئی اور جسٹس اعجاز نثار کو اصل کتاب پیش کی گئی جنہوں نے لوتھر کے خلاف پرچہ درج کرنے کی ہدایت کی۔ پورے لاہور میں مظاہرے شروع ہوگئے اور بالآخر عوام کے پرزور احتجاج پر عیسائی لوتھر کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ میں جلوس نکالنے کے جرم میں مولانا عبدالشکور رضوی اور دیگر مسلمانوں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔

پہلا مقدمہ مولانا عبدالشکور رضوی کی درخواست پر تھانہ شاہدرہ میں FIR نمبر 233 کے تحت مورخہ یکم جولائی 1988ء کو درج ہوا۔ یہ پرچہ مصنف عمانوئیل لوتھر ولد عنایت مسیح قوم عیسائی سکنہ محلہ مجاہد آباد سرگودھا اور عرفان اللہ ثنائی ولد بہاؤ الدین ثنائی مالک ثنائی پرنٹنگ پریس بلاک نمبر 1 لیاقت بازار سرگودھا (جس کی ملی بھگت سے اس پریس پر متنازعہ کتاب کے دو مختلف ایڈیشن شائع ہوئے) کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ

925 A, 295 B, 295 C, 298 A, 16 MPO

اور پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس مجریہ 1963ء کی دفعہ 13 اور 14 کے تحت درج ہوا۔ دوسرا مقدمہ عدالت عالیہ کے حکم پر محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ کی درخواست پر تھانہ مزنگ لاہور میں FIR نمبر 169/88 بتاریخ 2 اگست 88ء کو درج ہوا۔ یہ پرچہ بھی مصنف عمانوئیل اور عرفان اللہ ثنائی مالک ثنائی پریس کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295 C کے تحت درج ہوا——عدالت عالیہ نے عمانوئیل لوتھر کی کتاب خود ملاحظہ کی اور توہین رسالت ﷺ پر مبنی تحریریں دیکھ کر' پڑھ کر مصنف اور مالک پرنٹنگ پریس کے خلاف مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا۔ بعد میں 26 اگست 90ء کو یہ مقدمہ اس بنیاد پر ڈسچارج کر دیا گیا کہ مذکورہ کتاب میں توہین رسالت ﷺ پر مبنی کوئی مواد موجود نہیں ہے۔ حالانکہ تھانہ میں مقدمہ درج کرواتے وقت مذکورہ متنازعہ کتاب بھی پیش کی گئی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ ۱۵۴ ضابطہ فوجداری

رپورٹ ابتدائی نمبر 233/88 تھانہ شاہدرہ ضلع لاہور تاریخ و وقت وقوعہ 29.6.1988

۱	تاریخ و وقت رپورٹ	روزنامچہ [illegible] رپٹ نمبر 33 [illegible] 5 بجے دن 1/7/88
۲	نام و سکونت اطلاع دہندہ [illegible]	حسب مضمون چٹھی انگریزی نمبر 2536-30 / 30-6-88 مرسلہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس [illegible] لاہور
۳	جرم (مع دفعہ)	زیر دفعہ 295-A، 295-C، 298-A تعزیرات پاکستان 16 M.P.O
۴	[illegible]	متصل تھانہ شاہدرہ لاہور
۵	پولیس نے تفتیش کے بارے میں کیا کارروائی کی	حسب مضمون چٹھی انگریزی مندرجہ درج رجسٹر ہوا۔

دستخط: محمد صدیق عہدہ:

[illegible]

Reference Attached "Pumphlet". From one Abdul Shakoor Rizvi - The contents of the 'Pumphlet' have been gone into by me. It contains an impassioned appeal to the 'Muslims' to express their strong resentment against the use of profane and derogatory remarks in respect of the Holy Prophet and his mother contained in book entitled "A Lamp Spreading Light" written by a Cnristian author Emmanuel Luther. Apparently the remarks so reproduced in the "Pumphlet" speaking legally fell within the mischief of Section 295-A, 295-C, 298-A P.P.C., 16 M.P.O. The offences are cognizable in nature. It may also be added here that the book in question deserves to be prescribed and action is also indicated against the Printer/Publisher of this book by the DM. District Magistrate under the "Press and Publication" Ordinance, 1963. Before proceeding further it would be better to critically examine the original book.

Dy: Superintendent of Police
30.6.1988.

از تھانہ ۔ اس وقت ایک چٹھی انگریزی نمبر مرسلہ ڈی۔ ایس۔ پی صاحب [illegible] لاہور بذریعہ ڈاک تھانہ میں [illegible] موصول ہوئی ہے جس پر رپورٹ ابتدائی [illegible] جرم مذکور مرتب کر کے اصل [illegible] 2536 مورخہ 30/6/88 [illegible] FIR بعنوان [illegible] درج [illegible] رپٹ نمبر 14 [illegible] 5325 [illegible] ارسال ہے

محمد صدیق [illegible] تھانہ شاہدرہ
1-7-88

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پولیس فارم نمبر 24-5 (1)

ابتدائی اطلاعی رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ 154 مجموعہ ضابطہ فوجداری

نمبر 105053 /169/88 تھانہ ضلع لاہور تاریخ و وقت وقوعہ 22-6-88

1	تاریخ و وقت رپورٹ 4/7/88 بوقت 45/ 8
2	نام و سکونت اطلاع دہندہ و مستغیث
3	مختصر کیفیت جرم (معہ دفعہ) و مال اگر کچھ کھویا گیا ہے — بجرم 295 سی ت پ
4	جائے وقوعہ و فاصلہ تھانہ سے اور سمت
5	کارروائی متعلقہ تفتیش اگر اطلاع درج کرنے میں کچھ توقف ہوا ہو تو اس کی وجہ بیان کی جائے

تاریخ و وقت روانگی از تھانہ 6 / 18

تسلیم

2-1-89

دستخط شہزاد اختر

(ابتدائی اطلاع نیچے درج کرو)

To Senior Superintendent of Police Lahore zone Lahore. subject – complaint for registration of case for offence under section 295c of the PPC. Dear sir, With reference to the above subject, I have state that a book titled as "A lamp spreading light" has brought to my notice on 12-6-88 which contains derogatory remarks in respect of the Holy Prophet Muhammad (Peace be upon him). At page 60 of the said book the author mischievously writes about the birth of the Holy Prophet (PBUH) which is being reproduced as under. At that time who would know that the rendered widow, lady Aminah after two months of her marriage shall give birth to a son who shall be later termed as "a mercy to the universe" (Rehamat-ul-Lil-Aalamin) photostate copy of page 60 is enclosed. The author of the book thus has directly defiled the sacred name of Holy Prophet (PBUH). In addition to this, the author has again defiled the sacred name of Ummahat-ul-momeneen (mothers of believers) by quoting and writing mischievious reports in respect of the Holy Prophet (PBUH) photostate copy of page 186, 187, 188, 189, 190, and 195 of the said book are enclosed. This book is in circulation ... Thus the author of the book "A lamp spreading light" ... Luther Ratay and its printer Messrs Sanai Bargi Press ... publisher has committed an offence under section 295c of the PPC. Therefore you are requested to register a criminal case against the

P.T.O

لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ کی طرف سے درج کروائی گئی ایف آئی آر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(M)

E

تھانہ مزنگ

سرکار بذریعہ محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ [illegible]

[illegible] قادیانی [illegible]

(1) مقدمہ نمبر 169 مورخہ 22/8/88 جرم 295/C ت پ تھانہ مزنگ لاہور

درخواست برائے کینسل کرنے کے بحق سرکار مقدمہ مذکورہ

[illegible]

[illegible]

26/8/90

Ferozewala

INSP/SHO [illegible] 26-8-90

Certified to be true copy of the original.

[illegible]

اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ کی طرف سے درج کروائے گئے مقدمہ کو تھانہ مزنگ نے ڈسچارج کردیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مردود لوتھر کے خلاف مقدمہ آج کل سیشن کورٹ لاہور میں زیر سماعت ہے۔ عدالت اسے مفرور قرار دے چکی ہے۔ سات سال گزرنے کے باوجود ابھی تک پولیس یا عدالت نے ایسی کوئی کارروائی نہیں کی' جس سے لوتھر گرفتار ہو سکے اور عدالتی کارروائی مکمل ہو۔ دراصل امریکہ کی پوری مشینری اس مقدمہ میں دباؤ ڈال رہی ہے' جس سے یہ مقدمہ التوا کا شکار ہے۔ قابل صد افسوس بات یہ ہے کہ اس شیطانی کتاب کو صدارتی ایوارڈ اور نقد انعام بھی دیا گیا جو نہ صرف ملت اسلامیہ کے لیے باعث شرم بلکہ مرمٹنے کا مقام ہے۔ اسی لیے علمائے کرام نے فتویٰ دیا کہ چونکہ اس کتاب میں کفریہ عبارات درج ہیں' جن میں رسول کریم ﷺ کی شان اقدس میں بڑے واضح طور پر توہین اور دریدہ دہنی سے گستاخی کی ہے' اس کتاب کی توثیق اور اس کی تصدیق کرنا بھی کفر ہے۔ لہٰذا جس ادارے کے افراد نے اس کتاب پر تعریفی ایوارڈ اور انعام دیا ہے' وہ ازروئے قرآن و سنت کافر ہو گئے ہیں۔ اس پر ایوارڈ دینے کی سفارش کرنے والے اور ایوارڈ دینے والوں کے لیے تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا لازم اور ضروری ہے۔ ان کے سابق اعمال حبط اور ضائع ہو چکے ہیں۔ اسلامی حکومت میں ایسے افراد کو کسی معزز عہدے اور منصب پر قائم رکھنا حرام ہے۔ اس فتویٰ کی مفتی محمد حسین نعیمی جامع نعیمیہ' عبدالرحمٰن اشرفی جامع اشرفیہ اور مفتی غلام سرور قادری نے توثیق کی۔

دریں اثناء ملک کے جید علماء کرام' دانشور حضرات' وکلاء اور طلبہ نے قراردادوں کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا کہ گستاخ رسول ﷺ لوتھر کی بدنام زمانہ کتاب پر پابندی لگا کر اس کی تمام کاپیاں بحق سرکار ضبط کر کے مصنف کے خلاف مروجہ قانون کے مطابق قانونی کارروائی کی جائے اور اس کو ایوارڈ دینے والی کمیٹی کے خلاف' تحقیقات کر کے قرار واقعی سزا دی جائے اور آئندہ سے ایوارڈ دینے والی کمیٹی میں ماہر ترین افراد شامل کیے جائیں۔

جن حضرات نے حکومت سے یہ مطالبہ کیا' ان میں مولانا فضل رحیم' مولانا محمد اجمل خاں' مولانا عبدالستار خان نیازی' مولانا محمد حسین نعیمی' میاں شیر عالم ایڈووکیٹ' مفتی غلام سرور قادری' مولانا عبدالرحمٰن اشرفی' رفیع اللہ شہاب' میاں سلطان محمد احراری' مولانا محمد امجد خان' پروفیسر نصراللہ خاں' مجاہد ختم نبوت رشید مرتضیٰ قریشی ایڈووکیٹ' میاں محمد ادریس ایڈووکیٹ' خان محمد سلیم اللہ خاں قادری' محمد اسماعیل قریشی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد تحفظ ناموس رسالت' ظفر علی راجا' ملک وقار سلیم اور علی عباس سید ایڈووکیٹ شامل ہیں۔

معروف قانون دان محمد اسمٰعیل قریشی نے ہجرہ کمیٹی (جس نے لوتھر کو متنازعہ کتاب پر صدارتی ایوارڈ کی سفارش کی تھی) کے سربراہ ہالے پوتہ کو قانونی نوٹس بھجوایا۔ اس کے جواب میں ہجرہ کمیٹی نے وضاحت کی کہ "ایوارڈ کمیٹی" کو جو کتاب بھیجی گئی تھی' اس میں یہ توہین آمیز عبارتیں شامل نہ تھیں۔ قابل اعتراض عبارتیں ہجرہ کمیٹی کا ایوارڈ وصول کرنے کے بعد کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں مصنف نے شامل کی تھیں۔ بعد میں حکومت نے اس کتاب پر پابندی عاید کر دی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نجیب محفوظ

"پچھلے دنوں قاہرہ میں گستاخ رسول نجیب محفوظ پر چاقو سے حملہ کیا گیا' وہ زخمی ہوا لیکن بچ گیا۔ اس پر یہ حملہ کسی مسلمان نے کیا تھا۔ دراصل مسلمان نجیب محفوظ پر اس کے ناول "غیبلوی کی اولاد" کی وجہ سے معترض ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ناول بھی سلمان رشدی کے رسوائے زمانہ ناول "سیٹانک ورسز" کی طرح اسلام اور مسلمانوں کی اہانت کرتا ہے۔ نجیب کا یہ ناول مصر میں نہیں چھپا لیکن ۱۹۵۹ء میں قاہرہ کے عربی اخبار "اسد ہرام" میں قسط وار شائع ہوا۔ کتابی شکل میں ناول بیروت سے ۱۹۶۷ء میں طبع ہوا۔

"غیبلوی کی اولاد" کا حدود اربعہ بھی اس کے کئی ایک دوسرے ناولوں کی طرح قاہرہ کا شہر ہے۔ یہ ایک الیگوری یعنی ڈرامائی کہانی ہے جس کے مذہبی اور سیاسی پرت ہیں۔ مصر کے مسلمانوں کو ناول کے مذہبی رخ پر اعتراضات ہیں۔

اس ڈرامائی ناول کے مطابق ایک بڑی جاگیر ہے' جس کا مالک "الجیلوی" خدا بنا بیٹھا ہے۔ اس کا چھوٹا بیٹا' آدم' نافرمان ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں ایک گلی تعمیر ہوتی ہے' پھر چار بطل جلیل یعنی ہیرو سامنے آتے ہیں' جن میں سے تین کے نام موسیٰ' عیسیٰ اور نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ چوتھا سائنس دان ہے۔ چاروں اس گلی پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور اس گلی کے بدمعاشوں کو ٹھکانے لگانا چاہتے ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں نجیب نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ گلی کے بدمعاش دراصل ناصر کے فوجی افسروں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس نے کہا "مجھے جس سوال نے پریشان کیا' وہ یہ تھا کہ آیا ہم اشتراکیت کی طرف جا رہے ہیں یا جاگیرداری نظام کی طرف"۔

جب ۱۹۸۸ء میں اسے ادب کا نوبل انعام ملا تو اس کی مخالفت بڑھ گئی۔ جب امام خمینی نے سلمان رشدی کے خلاف قتل کا فتویٰ دیا تو نجیب نے اس کی مخالفت کی اور تحریر و تقریر کی آزادی کی حمایت کی۔ مسلمان کہتے ہیں کہ وہ مرتد ہوگیا ہے اور واجب القتل ہے"۔ (ہفت روزہ "آج کل" لاہور' ۱۹ تا ۲۵ جنوری ۱۹۹۵ء)

"اس کے دوسرے ملحدانہ ناول "اولاد حارتنا" (میرے محلے والے) پر نوبل پرائز دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ اس ناول میں مصنف نے خدا کو "الجبلادی" (ایک ظالم جاگیردار) اور دنیا کو "بستی" کی علامت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے الٰہی صفات پر ملحدانہ زہر افشانی کی ناپاک جسارت کی ہے۔ یہ ناول اپنے فکری مواد کے علاوہ فنی معائب کا بھی شاہکار ہے اور خود مغربی ناقدین نے ناول کے مطلوبہ ادبی اور فنی محاسن سے اسے عاری قرار دیا ہے۔ لیکن ستم بالائے ستم کہ یہ ناول بھی نوبل پرائز کا مستحق ٹھہرا۔ ظاہر ہے کہ نوبل پرائز کی انعام یافتگی کی کشش کا باعث اسلام دشمن فکر اور مسلم کش نظریات ہیں اور کیوں نہ ہو، کہ اسلام کے خلاف ہر اٹھنے والی آواز غیر مسلموں، خصوصاً اہل مغرب کے لیے، مقدس ترین، فکر انگیز اور قابل احترام آواز ہے، خواہ اس کی آواز میں کتنا ہی ہلکا پن اور بے سرا پن کیوں نہ ہو"۔ (ہفت روزہ "اہلحدیث" ۲۶ر اگست ۹۴ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز نشین

"ترکی کے ایک قصبے میں ایک تقریب منعقد ہوئی تھی۔ ترکی کا ایک ادیب اور دانشور، عزیز نشین مہمان خصوصی کے طور پر اس تقریب میں شرکت کے لیے موجود تھا۔ اپنی تقریر میں اس نے اسلام کی تعلیمات کا جی بھر کر مذاق اڑایا اور قرآن اور اسلام کے خلاف زہر افشانی کی۔ عزیز نشین کی بدزبانی اور مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے والی تقریر سے قصبے میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا۔ لوگوں کی دینی غیرت یہ گوارا نہ کر سکی کہ اسلامی شعائر پر حملے اور دین حق کا تمسخر اڑانے والا بے دین شخص اسی قصبے کے ہوٹل میں رہے اور رات بھر داد عیش بھی دیتا پھرے۔ چنانچہ ایک بپھرے ہوئے ہجوم نے ہوٹل پر حملہ کر دیا اور اسے آگ لگا دی۔ عزیز نشین تو وہاں سے بھاگ گیا لیکن اس کے پیروکاروں میں سے متعدد افراد آگ کی لپیٹ میں آ گئے۔

اسلام، مخالفین کے سر کاٹنے اور گردنیں ناپنے کی صرف اس بنا پر اجازت نہیں دیتا کہ وہ حلقہ بگوش اسلام کیوں نہیں ہوئے۔ زبردستی مسلمان بنانے کی اس دین میں گنجائش نہیں ہے۔

"لا اکراہ فی الدین" کی نص نے حریت فکر کی ضمانت فراہم کر دی ہے۔ اسلام نے عمل اور ردعمل کے فطری اصول کو تسلیم کیا ہے اور اپنا ایک منصوص قاعدہ بنایا ہے۔ کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنا تو درکنار، اس امر سے بھی منع کر دیا گیا ہے کہ توحید و رسالت پر ایمان نہ رکھنے والوں اور اسلام کے منکروں کو برا بھلا کہہ کر ان کے جذبات مجروح کیے جائیں۔ دائرہ دین سے خارج گروہ کو برا بھلا کہنے سے ممانعت کی علت کو واضح کر دیا گیا ہے تاکہ اہل حق میں سے کوئی ممانعت کے دائرے کو پھلانگتے ہوئے یہ نہ کہہ سکے کہ اسے معلوم نہیں تھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ارشاد ربانی ہے۔

"یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انہیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں"۔ (الانعام ۱۰۸)

یہاں ممانعت کے ساتھ باعث ممانعت کو بھی بیان کر دیا گیا ہے کہ جب کسی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقائد اور نظریات کو علمی مقیاس پر جانچنے اور استدلال کی میزان پر تولنے کی بجائے تحقیر و اہانت کا نشانہ بنایا جاتا ہے تو لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مخالف اس روش میں زیادہ بے لگام بن کر انتقام لیتا ہے اور توہین و تذلیل کی ساری حدیں پھلانگ جاتا ہے۔

اسلام اپنے مخالفین کے جذبات کا جب اس قدر لحاظ رکھتا ہے کہ ان کے جھوٹے اور باطل عقائد کے خلاف مخصوص آداب و حدود سے متجاوز ہو کر رائے زنی نہیں کرنے دیتا تو حقیقت میں وہ غیروں کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ جو عقائد چاہیں رکھیں اور جن آراء کو چاہیں اختیار کریں' انہیں جبراً عقائد کو چھوڑنے اور رائے تبدیل کرنے کی سطح پر نہیں لایا جائے گا۔ البتہ جس طرح ان کی دل آزاری کی مسلم معاشرے کے افراد کو اجازت نہیں' ٹھیک اسی اصول کے تحت ان کے لیے بھی ہرگز یہ روا اور جائز نہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑائیں' قرآن کی توہین کریں یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ایسی ہرزہ سرائی اور بدزبانی کریں جو مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرے۔ وہ اپنے عقائد پر قائم رہنے میں آزاد ہیں لیکن اسلامی عقائد پر حملے کرنے کو ان کا حق آزادی اظہار نہیں مانا جا سکتا۔ آج کے معروف و مشہور افکار میں سے وہ چاہیں تو سیکولرزم کو اپنائیں یا کمیونزم اور سوشلزم کو۔ مغربی تہذیب کے گن گائیں یا عیسائیت و یہودیت میں سے کسی کے محاسن گنوائیں۔ لیکن انہیں اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی کہ مسلمان معاشرے میں رہتے ہوئے وہ اسلام کے خلاف جو چاہیں کہتے پھریں اور کہنے میں جو انداز اور جو الفاظ چاہیں' استعمال کرتے پھریں۔ عمل اور رد عمل اور علت اور معلول کا قانون ہر کہیں بروئے ظہور آتا ہے۔ مسلمان کے عقائد پر حملہ ہوگا' اس کے دین کی تحقیر کی جائے گی' اس کے اساسات ایمان پر وار ہوگا اور اس کے مرکز عقیدت پر ضرب لگائی جائے گی' اس کے نبیؐ اور قرآن کے بارے میں زبان درازی کا مظاہرہ ہوگا تو اس کے اندر غیظ و غضب کے جذبات ابھرنا ناممکن اور غیر فطری نہیں ہوگا۔ مغرب کا دینی حمیت سے بے گانہ معاشرہ اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ مسلمان کے لیے دین و ایمان کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اس معاشرے کی بے روح دانش یہ جانتی ہی نہیں کہ مسلمان بے عمل اور گناہ گار تو ہو سکتا ہے لیکن اگر اس کے اندر دینی حس جاری و ساری ہو تو وہ بے غیرت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ناموس دین اور آبروئے رسالتؐ کے تحفظ کے لیے جان کو قربان کر دینا بہت کم قیمت سمجھتا ہے۔ وہ راہ حق میں جان کا نذرانہ دے کر بھی بہ انداز تاسف یہی کہتا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ایک فرانسیسی اخبار نے حال ہی میں انکشاف کیا ہے کہ سلمان رشدی' برطانوی خفیہ ایجنسیوں کا ایجنٹ رہا ہے اور اس نے امت مسلمہ کے اندر ایک ہیجان اور غم و غصہ کا طوفان برپا کرنے کے لیے برطانوی انٹیلی جنس کی تفویض کردہ ڈیوٹی کے تحت "شیطانی آیات" لکھی۔ اس سے کئی مقاصد حاصل کیے جانے تھے۔ تاہم دو مقصد واضح ہیں: ایک تو مسلمانان عالم کے اندر موجود دینی غیرت و حمیت کا اندازہ کیا جانا تھا تاکہ اس اندازے کی روشنی میں اگلی پالیسی پر عمل شروع کیا جائے۔ دوسرا مقصد مسلمانوں کو متعصب' جنونی اور اظہار رائے کی دشمن قوم کے طور پر پیش کرنے کا موقع نکالنا تھا۔ سلمان رشدی کی حفاظت پر برطانوی حکومت اس وقت تک جتنا کچھ خرچ کر چکی ہے' اس سے فرانسیسی جریدے کی اس خبر کی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ واقعی آلہ کار کے طور پر استعمال ہوا۔ اس نے جو کچھ لکھا' وہ اس تہذیب اور اس قوم کی چاکری کا ایک حصہ ہے جس کے گماشتے کے طور پر وہ کام کر رہا ہے۔

اب ملاحظہ ہو فرج فودہ اور عزیز قشین کے افکار کی ایک ہلکی سی جھلک اور اندازہ کیجئے کہ کیا وہ مسلم معاشرے میں کوئی جگہ پانے کے مستحق ہیں۔ سلمان رشدی اور ان دونوں کی سوچ میں آخر کیا فرق ہے۔ فرج فودہ اپنی ہلاکت کے وقت تک اسلام کے خلاف مورچہ بند رہا۔ اسلامی شریعت کی تحریک اور اس کے نفاذ کی مخالفت سے کبھی باز نہیں آیا۔ اپنی لادینیت پر اسے فخر تھا۔ برملا کہتا تھا "میں نفاذ شریعت کا مخالف ہوں' مجھے اس کا نفاذ نہ تدریجی طور پر قبول ہے اور نہ مرحلہ وار۔ میں نہیں چاہتا کہ مصر ایک دینی ریاست بنے" ایک اور موقع پر اس نے کہا تھا "اسلام کے فقہی قواعد میں سے ایک قاعدہ ہے کہ کسی بڑے فتنے سے بچنے کے لیے ناگزیر معصیت کا ارتکاب جائز ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر شریعت اسلامی کا نفاذ کسی کی نظر میں معصیت بھی ہے تو میں اس کو گوارا کر سکتا ہوں' لیکن مجھے یہ گوارہ نہیں کہ نفاذ شریعت کے نتیجے میں مذہب پسندوں کا تسلط قائم ہو"۔ اس شخص نے اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے اپنے ارتداد اور اسلام دشمنی کا بارہا اقرار و اعلان کیا۔ اپنے لا دینی اور مرتدانہ خیالات کو اگر وہ اپنی ذات تک محدود رکھتا تو شاید اس کی "آزادی فکر" سے کوئی تعرض نہ کرتا۔ لیکن ایک شخص مسلم ملک کے اندر مسلم معاشرے کی ساری مراعات اور حقوق کے مزے بھی لوٹ رہا تھا اور اسی معاشرے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکری اور اعتقادی بنیادوں پر کرد لیس بھی چلا رہا تھا۔ بالکل یہی حال عزیز نیسن کا ہے۔ کھلے عالم اسلام کے خلاف محاذ آرا ہے۔ سلمان رشدی کی "شیطانی آیات" کے ترکی زبان میں ترجمے پر اصرار بھی کرتا ہے بلکہ ایک اخبار میں اس کام کا آغاز کر بیٹھا تھا۔ کہتا ہے "قرآن چودہ سو سال پرانی تصنیف ہے۔ لوگ آج دن تک جالوسوں کی طرح اس سے چپٹے ہوئے ہیں"۔ ایسے خیالات کو جو لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری کا سبب بنتے ہیں' محض آزادی اظہار رائے کے طور پر قبول کرنا کسی معاشرے میں بھی ممکن نہیں ہے۔ وہ یورپ' جہاں ایک بیوی کا حق طلاق' عدالت صرف اس بنا پر تسلیم کر لیتی ہے کہ اس کا شوہر سوتے میں خراٹے لیتا ہے' اس سے اسے تکلیف ہوتی ہے یا ایک شوہر بیوی کے کتے سے اظہار نفرت کرتا ہے' اس سے اس کے جذبات مجروح ہوتے ہیں" اس یورپ کا ہمارے لیے پیمانہ یہ ہے کہ ہمارے دینی جذبات' ہمارے معتقدات اور تصورات پر جو چاہے' نکتہ چینی کر لے' ہم یہ حق نہیں رکھتے ہیں کہ اس کا منہ بند کریں یا اس سے چھٹکارا حاصل کریں۔ امت مسلمہ پر اپنے اصول زندگی تھوپنے اور اپنے نظریات کی عینک سے مسلم معاشرے کے حالات کو دیکھنے اور انہی کی روشنی میں حسن و قبح کے فیصلے کرنے کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ ہمارے ہاں آزادیاں کچھ حدود و قیود سے مشروط ہیں۔ ہم بے مہار آزادیوں کے نہ متحمل ہو سکتے ہیں اور نہ فطرت اس کی تائید کرتی ہے۔

محصور باغ میں آزاد بھی اور پابہ گل بھی
ان ہی پابندیوں میں حاصل آزادی' تو کر لے"

(ہفت روزہ "تکبیر" کراچی' [illegible] ستمبر [illegible])

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر نصر حامد ابو زید

مولانا محمد ازہر مدیر ''الخیر'' ملتان

قرآن کریم نے یہود و نصاریٰ کو اہل ایمان کا دشمن قرار دے کر ان کی دوستی و تعلق سے احتراز اور ان کی ظاہری و باطنی سازشوں سے چوکنا رہنے کا حکم دیا ہے۔ مغربی ممالک' جو زیادہ تر اہل کتاب پر مشتمل ہیں اور جن کی فکری قیادت اس وقت امریکہ کے ہاتھ میں ہے' اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ظاہراً اور باطناً معاندانہ مہم جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ جنگ مختلف محاذوں پر لڑی جا رہی ہے۔ ذرائع ابلاغ' ریڈیو' ٹی وی وغیرہ پر مسلسل ایسے پروگرام دکھائے جا رہے ہیں جن میں اسلام کو ناقابل عمل اور مسلمانوں کو تہذیب و تمدن کے دشمن کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو "دہشت گردی" اور علم و عمل کو "بنیاد پرستی" قرار دیا جا رہا ہے۔ مختلف اسلامی ممالک میں سیکولر قوتوں کی حوصلہ افزائی اور پشت پناہی دامے' درمے' سخنے کی جا رہی ہے۔ کشمیر' فلسطین' بوسنیا اور چیچنیا وغیرہ میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے۔ مسلمان ممالک میں چلنے والی اسلامی تحاریک کے کارکنوں کو انہی ممالک کے بے دین حکمرانوں کے ہاتھوں قید و بند کی صعوبتیں اور اذیت ناک سزائیں دلوا کر کچلا جا رہا ہے۔ ان ممالک کے نام نہاد روشن خیالوں اور بے دین دانشوروں کی پیٹھ ٹھونکی جا رہی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے مغربی آقاؤں کی خوشنودی اور ہوسِ مال و زر میں یہود و نصاریٰ کے بھی کان کترنے لگے ہیں۔ اسلام بالخصوص محسن انسانیت' شافع محشر' ساقیِ کوثر' محبوب رب العالمین' سید الاولین والآخرین' حضور انور نبی اکرم' رسول مکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے خلاف ہرزہ سرائی و دریدہ دہنی کرنے والے روسیاہ منافقین' یہود و ہنود' نصاریٰ اور مغربی طاقتوں کے بطور خاص محبوب نظر ہیں۔ بھارت کے شیطان سلمان رشدی اور بنگلہ دیش کی لعینہ تسلیمہ نسرین کے بعد مصر کے ایک تیرہ بخت و بدباطن قاہرہ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر نصر حامد ابو زید نے بھی مذکورہ بالا دو افراد کی طرح شیطنت و خباثت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ جل شانہ' قرآن حکیم اور محبوب خدا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں نہایت رکیک و اشتعال انگیز خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس ملعون کے الفاظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کرتے ہوئے بھی گھن آتی ہے۔ مگر شرعی ضرورت اور "نقل کفر کفر نباشد" کے کلیہ کے تحت اس کی کچھ عبارات درج کی جاتی ہیں' تاکہ عام مسلمان ان نام نہاد روشن خیالوں کے کفر والحاد پر مبنی تاریک خیالی سے باخبر ہو سکیں۔

-- قرآن کریم کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے پروفیسر مذکور اپنی عقل پرستی کا اظہار یوں کرتا ہے :

"ان القرآن لا یجتمع هو والعقل ابدا فاذا وجدالعقل الغی النص واذا وجدالنص الغی العقل"

ترجمہ : قرآن اور عقل کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے' اس لیے کہ جب عقل ہو گی تو نص باطل ہو جائے گی اور جہاں نص ہو گی وہاں عقل باطل ہو جائے گی۔

-- ایک اور مقام پر قرآن کریم کی عزت و حرمت کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا ہے :

"وانصح بنی قومی ان یسقطوا من نفوسهم قدسیة القرآن وان یتعملوا معه کای کلام عادی فان هذا الکتاب قد قدسناه الی حد اننا اصبحنا عبیدالخرافات والاساطیر"

ترجمہ : اور میں اپنی قوم کے نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ قرآن کے تقدس کو اپنے دلوں سے نکال دیں اور اس کے ساتھ ایک عام کلام جیسا معاملہ کریں۔ ہم نے اس کو حد سے زیادہ مقدس بنا دیا ہے اور خرافات اور داستانوں کے غلام بن کر رہ گئے ہیں۔ (العیاذباللہ)

-- ایک اور مقام پر قرآن کریم کے ایک صریح حکم کو نہایت بے باکی کے ساتھ ظلم سے تعبیر کیا ہے :

"ان الاسلام ظلم المراة وجعلها ترث نصف الرجل"

ترجمہ : بے شک اسلام نے عورت پر ظلم کیا ہے اور اسے نصف مرد کا وارث بنایا ہے۔

-- قرآن کریم کی صریح نصوص و واقعات کی تکذیب کرتے ہوئے پروفیسر مذکور لکھتا ہے :

"انهم یدعون ان هناک ملائکة وقد حاربوا مع محمد فی بدر وغیر هافاین هم الان فی البوسنیة والشیشان"

ترجمہ : یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہاں فرشتے ہیں جو بدر اور دوسری جنگوں میں محمد ﷺ کے ساتھ ہو کر لڑے تھے' تو اب وہ بوسنیا اور چیچنیا میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہاں ہیں؟

--- ہادی عالم' پیغمبر رحمت حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے بارے دریدہ دہنی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"ان النص هو القرآن والسنة وانه لم يعد صالحا لزماننا كتبه رجل عاش في الصحراء يركب الجمل والبغل والحمار ويعيش في خيمة منذ خمسه عشر قرنا فكيف يصلح لمن يركب سفينة الفضاء"

ترجمہ: نص قرآن و سنت کا نام ہے اور یہ ہمارے زمانے کے لیے قابل عمل نہیں ہے' جسے ایسے شخص نے لکھا ہے جو صحرا میں رہتا تھا' اونٹ' خچر اور گدھے پر سوار ہوتا تھا یہ پندرہ صدیوں کے بعد اس شخص کے لیے کیسے قابل عمل ہو سکتی ہے جو ہوائی جہاز پر سوار ہوتا ہے؟

اس عبارت میں جہاں دریدہ دہن مصنف نے آنحضرت فداہ امی وابی ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی و گستاخی کی ہے وہاں یہودی و عیسائی مستشرقین کی پیروی میں قرآن کریم کو وحی خداوندی ماننے کی بجائے آنحضرت ﷺ کی تصنیف قرار دیا ہے۔ (نعوذباللہ من ذالک)

--- ثالثاً رسالت میں گستاخی و بے ادبی پر مشتمل ایک اور عبارت یوں ہے:

"اذا اردتم يا بني قومي ان تركبوا اطباق الفضاء فتخلوا عن خرافات ساكني الصحراء"

ترجمہ: اے میری قوم کے نوجوانو! اگر تم فضا کی بلندیوں پر اڑنا چاہتے ہو تو صحرا نشین کی خرافات سے پیچھا چھڑاؤ۔ (العیاذباللہ)

--- مندرجہ بالا اقتباسات مصنف کی درج ذیل کتابوں سے بطور نمونہ نقل کیے گئے ہیں جن کی تمام عبارات ہی اس طرح کے غلیظ' بے ہودہ اور اشتعال انگیز مواد پر مبنی ہیں۔

1-مفهوم النص' دراسة في علوم القرآن 2-الامام الشافعي و تلسيس الايدلوجيه الوسطية 3-نقد الخطاب الديني 4-سلطان النص في مواجهة العقل۔

ان عبارات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے نام نہاد روشن خیال اور ترقی پسند ادیب و شعراء' جو آئے دن دینی عقائد' عبادات اور اسوۂ رسول کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں' کے ڈانڈے کن اسلام دشمنوں اور مغرب کے ایجنٹوں سے ملتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ملعون رشدی' تسلیمہ نسرین' مصر کے نصر حامد اور پاکستان کے احمد فراز اور اس کے ہمنوا ایک ہی گھاٹ سے پانی پینے والے مغرب کے آلہ کار ہیں۔ کٹھ پتلی حکمرانوں کی طرح یہ نام نہاد دانشور بھی مغرب بالخصوص امریکہ کی کٹھ پتلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہڈیوں کی بدولت اسلام اور اہل اسلام پر غراتے اور جھپٹتے ہیں۔

قرآن کی صداقت و حقانیت اور آنحضرت ﷺ کی عزت و حرمت ایمان کی اساس ہیں۔ اس اساس کو منہدم کرنے والے کے ملحد و بے دین اور دائرۂ اسلام سے خارج ہونے میں تو کسی قسم کا کوئی شبہ ہی نہیں۔ اصل بحث یہ ہے کہ کیا ان دریدہ دہن موذیوں کو اس سنگین جرم کی سزا دینے یا دلوانے سے چشم پوشی کر کے ہم دینی بے حسی و بے حمیتی کے مرتکب تو نہیں ہو رہے؟ جبکہ اس طرح کے موذیان رسول ﷺ کے بارے میں قرآن کریم نے دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا:

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا (الاحزاب: 57)

"بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

ایسے افراد کو قرآن کریم نے ملعون اور واجب القتل قرار دیا ہے۔

ملعونین این ماثقفو اخذوا وقتلوا تقتیلا (الاحزاب: 61)

"یہ ملعون اور پھٹکارے ہوئے لوگ جہاں پائے جائیں، پکڑے جائیں اور قتل کیے جائیں۔"

کعب بن اشرف ابن خطل اور ابو رافع یہودی کی معنوی اولاد جو شان رسالت میں گستاخی کی مرتکب ہو، کی سزا آج بھی وہی ہے جو ان کے آباء کو دور رسالت ﷺ میں دی گئی تھی۔ ایسے مرتدین کے واجب القتل ہونے میں امت کے کسی شخص کا اختلاف نہیں بلکہ اسے قتل بھی اس طریقے سے کیا جائے جو دوسروں کے لیے موجب عبرت بن جائے۔ علامہ ابن عابدین شامی کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"فنفس المومن لاتشتفی من ھذا لساب المعین الطاعن فی سیدالاولین والاخرین الابقتلہ و صلبہ بعد تعذیبہ و ضربہ فان ذالک ھوالائق بحالہ الزاجر لامثالہ عن سی افعالہ" (رسائل ابن عابدین ص 347، ج 1)

"جو ملعون اور موذی آنحضرت ﷺ کی شان عالی میں گستاخی کرے اور سب و شتم کرے، اس کے بارے میں مسلمانوں کے دل ٹھنڈے نہیں ہوتے جب تک اس خبیث کو سخت سزا کے بعد قتل نہ کیا جائے، یا سولی پر نہ لٹکایا جائے، کیونکہ وہ ایسی سزا کا مستحق ہے جو دوسروں کے لیے موجب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبرت ہو۔"

بہر حال یہ خبر باعث اطمینان ہے کہ "مصر کی ایک عدالت نے پروفیسر مذکور کو اس کی تحریروں کی بناء پر مرتد قرار دے کر بیوی سے فوری علیحدگی اور طلاق دینے کا حکم دے دیا ہے۔ عدالت کے روبرو مصر کے دیندار وکلاء نے اپنے استغاثہ میں یہ ثابت کر دیا کہ نصر حامد ابو زید مرتد ہے اور مرتد کو قتل کرنے کا حکم ہے اور اس کی بیوی کو الگ ہو جانا چاہیے۔ عدالت نے پروفیسر نصر حامد کے قتل کی منظوری بھی دے دی ہے۔ عدالت نے ملزم کی تین اپیلیں مسترد کر دی تھیں۔ تاہم میاں بیوی نے نیدرلینڈ میں پناہ لے رکھی ہے۔ (نوائے وقت' بدھ 21 ربیع الاول 1417ھ' 7 اگست 1996ء)

مصر کے یہ وکلاء اور عدالت اس جرأت مندانہ اقدام پر مبارکباد کے مستحق ہیں کہ مصر میں امریکہ نواز اور سیکولر حکمرانوں کے باوجود انہوں نے ایک ایسا فیصلہ دیا جو حریتِ فکر اور مومنانہ ہمت و جرأت کا آئینہ دار ہے۔

ہم پاکستان کے دینی شعور رکھنے والے وکلاء اور اصحاب بصیرت کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ بھی مصری وکلاء کی طرح ملک میں فکری ارتداد پھیلانے والوں اور اسلام اور اہل اسلام بالخصوص نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی اور آپ ﷺ کی سنن طیبہ کو نشانۂ تضحیک بنانے والوں کے محاسبہ کی روایت قائم کریں اور ان نام نہاد روشن خیال مغربی ایجنٹوں کے نجس خیالات سے قوم کے اذہان کو آلودہ ہونے سے بچائیں۔

کیا عجب کہ زندگی بھر کسب معاش کے لیے وکالت کرنے والوں کے لیے یہ مقدمہ دنیا و آخرت کی عزت و سرخروئی کا باعث بن جائے۔ آج رسول اللہ ﷺ کا دین اپنی مظلومیت و بے بسی پر فریاد کناں اور آپ کے التفات کا منتظر ہے!

(ماہنامہ حق چاریار' لاہور' اکتوبر 1997ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیشن آف اسلام

"ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ان دنوں سیاہ فام امریکیوں کی معروف تنظیم " نیشن آف اسلام" کے سربراہ لوئیس فرخان کو لیبیا کے صدر محترم کرنل معمر القذانی کی طرف ملنے والی ایک ارب ڈالر کی امداد اعلیٰ حلقوں میں زیر بحث ہے اور امریکی کانگریس کے ایک ممبر پیٹر کنگ نے کہا ہے کہ لوئیس فرخان کو کانگریس کے سامنے اس امر کی وضاحت کے لئے طلب کیا جائے گا کہ انہیں صدر قذانی کی طرف سے ملنے والی امداد سے امریکی قوانین کی خلاف ورزی نہیں ہوئی ہے۔ لوئیس فرخان نے گذشتہ دنوں لیبیا اور عراق کا دورہ کیا ہے اور اس سے قبل امریکی دارالحکومت واشنگٹن میں "نیشن آف اسلام" کی منعقد کردہ عوامی ریلی عالمی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پوری دنیا کے سامنے آچکی ہے جس میں دس لاکھ کے لگ بھگ افراد نے شرکت کی تھی' اس عوامی ریلی کی قیادت لوئیس فرخان نے کی اور اس میں تلاوت قرآن کریم اور اذان کے خصوصی اہتمام کے ساتھ دنیا کو یہ بتایا گیا کہ "نیشن آف اسلام" امریکہ میں مسلمانوں کی سب سے بڑی تنظیم ہے جو اپنے اثر و رسوخ میں مسلسل اضافہ کر رہی ہے۔

اس پس منظر میں ضروری ہو گیا ہے کہ "نیشن آف اسلام" کے بارے میں تعارفی معلومات کو منظر عام پر لایا جائے تاکہ عام مسلمان امریکہ میں اسلام کے نام پر تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے والی اس تحریک کے عقائد و نظریات اور مقاصد سے آگاہ ہو سکیں۔ "نیشن آف اسلام" امریکہ کے آنجہانی سیاہ فام لیڈر ایلی جاہ محمد کی قائم کردہ تنظیم ہے اور گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھانے سے قبل اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ لفظ "عالی جاہ" نہیں ہے جیسا کہ ہمارے ہاں عام طور پر لکھا جاتا ہے بلکہ "ایلی جاہ" (ELIJAH) ہے جو الیاس کا انگلش تلفظ ہے۔ جس طرح یعقوب کو انگریزی میں جیکب اور یوسف کو جوزف بولا جاتا ہے' اسی طرح الیاس کو ایلی جاہ بولا جاتا ہے۔ ایلی جاہ محمد کا اصل نام "ایلی جاہ پول" تھا۔ وہ 1897ء میں امریکی ریاست جارجیا میں عیسائیوں کے بپٹسٹ فرقہ کے ایک واعظ کے ہاں پیدا ہوا۔ آٹو موبائل کا کاریگر تھا۔ 1930ء میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ملاقات امریکی شہر ڈیٹرائیٹ میں "ولی دی فارد" نامی ایک مبلغ سے ہوئی اور اس سے متاثر ہو کر اس نے اسلام کے نام پر اس کا مذہب قبول کر کے اپنا نام ایلی جاہ محمد رکھ لیا "ولی دی فارد" جسے نیشن آف اسلام کے حلقوں میں ماسٹر ڈبلیو فارد محمد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں "انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا" میں ہے کہ یہ شخص 1877ء میں مکہ میں پیدا ہوا اور 1930ء میں امریکہ چلا گیا' وہاں اس نے ڈیٹرائیٹ اور شکاگو میں مسجدیں بنائیں' وہ سیاہ فام تھا' اس نے امریکہ کے سیاہ فاموں کو بتایا کہ وہ ان کی راہ نمائی اور نجات کے لئے بھیجا گیا ہے جبکہ "نیشن آف اسلام" کے ارکان کا اس کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ وہ خدا کا فرستادہ ہے اور کالوں کا نجات دھندہ تھا بلکہ خود اللہ تعالیٰ اس کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ ایلی جاہ محمد 1930ء میں اس کا ساتھی بنا اور تھوڑے عرصہ میں ہی اس کے دست راست کی حیثیت اختیار کر لی۔ 1934ء میں فارد محمد پر اسرار طور پر غائب ہو گیا اور ایلی جاہ محمد نے اس کے جانشین کے طور پر اس گروہ کی قیادت سنبھال لی۔ ایلی جاہ محمد کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ خدا کا پیغمبر ہے اور سیاہ فاموں کی نجات اور برتری کے لئے بھیجا گیا ہے۔ امریکہ میں سیاہ فاموں پر صدیوں سے چلے آنے والے مظالم اور نسلی تفریق کے پس منظر میں اس نے اپنے پیرو کاروں کو یہ عقیدہ دیا کہ دنیا کی قدیم سوسائٹیوں کے اصل راہ نما سیاہ فام ہیں' جو حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور ان کی برتری کا دور ختم ہونے والا ہے۔ اس نے سیاہ فاموں کو امریکی فوج میں بھرتی ہونے سے منع کیا جس کی پاداش میں اسے 42ء سے 46ء تک جیل بھگتنا پڑی اور اسے کالوں کے مسلمہ لیڈر کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اس نے اپنے گروہ کا نام "نیشن آف اسلام" رکھا اور "محمد بولتا ہے" کے نام سے آرگن جاری کیا۔ اس نے کہا کہ سیاہ فام سب کے سب فطرتاً "مسلمان ہیں' اس لئے انہیں گوروں کے مذہب (عیسائیت) کو چھوڑ دینا چاہئے' ایلی جاہ محمد بنیادی طور پر سفید فاموں کے صدیوں سے چلے آنے والے مظالم کے خلاف سیاہ فاموں کے فطری رد عمل کا نمائندہ تھا اور اس کے عقائد و افکار اور سرگرمیاں سفید ناموں کے خلاف اسی رد عمل اور نفرت کے اظہار کے گرد گھومتی رہیں' لیکن اس نے "اسلام" کا لبادہ اوڑھ کر اپنی تحریک کو مذہبی رنگ دے دیا۔ اسی دوران اسے عالمی مکہ باز محمد علی کلے اور مالکم ایکس جیسے ساتھی مل گئے جن کی وجہ سے اس کی تحریک کو بہت زیادہ شہرت اور وسعت حاصل ہوئی۔ محمد علی کلے کو تو ساری دنیا جانتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

البتہ مالکم ایکس کا تعارف یہ ہے کہ یہ شخص 1925ء میں پیدا ہوا‘ اس کا اصل نام مالکم لٹل تھا۔ ہوش سنبھالتے ہی جرائم کی دنیا میں آگے بڑھنے لگا اور رفتہ رفتہ ایک ٹولی کا لیڈر بن گیا۔ 1946ء میں رہائی ملی‘ جیل کے دوران ایلیجاہ محمد کی تحریک سے متعارف ہوا اور اس میں شامل ہو گیا۔ رہائی کے بعد ایلیجاہ محمد سے ملا اور اس کا سرگرم ساتھی بن گیا‘ شعلہ نوا مقرر تھا۔ تھوڑے دنوں میں ایلیجاہ محمد کے دست راست کی حیثیت اختیار کر لی۔ اسی طرح محمد علی کلے نے بھی ایلیجاہ محمد کی تحریک سے متاثر ہو کر "اسلام" قبول کیا تھا‘ اس لیے وہ بھی اس گروہ کے لئے خاصی تقویت کا باعث بنا لیکن مالکم لٹل جو‘ اب مالکم ایکس یا مالکم شہباز کے نام سے متعارف ہو چکا تھا اور محمد علی کلے دونوں کو یہ فضا زیادہ دیر تک راس نہ آئی۔ محمد علی کلے کو دنیا کے مختلف حصوں کے مسلمانوں سے ملاقات کا موقع ملتا رہتا تھا‘ اس لئے اس نے جلد محسوس کر لیا کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا اسلام اور ایلیجاہ محمد کا اسلام‘ دو مختلف اور متضاد مذہب ہیں جبکہ مالکم ایکس کو 1964ء میں حج بیت اللہ کے لئے حرمین شریفین میں حاضری کا موقع ملا تو دنیا بھر سے آئے ہوئے مسلمانوں کو دیکھ کر اس کے ذہن کے دریچے کھل گئے۔ چنانچہ حج سے واپسی پر امریکہ پہنچ کر اس نے ایلیجاہ محمد کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا اور محمد علی کلے نے اہل سنت و الجماعت کے عقائد کی بنیاد پر دنیا بھر کی مسلمان برادری میں شمولیت اختیار کر لی اور مالکم شہباز نے نیویارک میں "مسلم مسجد" کے نام سے الگ مرکز بنا لیا جو راقم الحروف نے دیکھا ہے۔ 21 فروری 1925ء کو ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مالکم شہباز کو شہید کر دیا گیا جس کے بارے میں عام طور کہا جاتا ہے کہ یہ قتل ایلیجاہ محمد کے ایماء پر کیا گیا۔

ایلیجاہ محمد اس کے بعد 1975ء تک زندہ رہا اور اپنے گروہ کی قیادت کرتا رہا۔ 1975ء میں اس کی وفات ہوئی تو اس کے بیٹے وارث دین محمد نے اس کے جانشین کی حیثیت سے گروہ کی قیادت سنبھال لی لیکن باپ کے غلط عقائد پر قائم رہنے کی بجائے اس نے بھی مالکم شہباز شہید" اور محمد علی کلے کا راستہ اختیار کیا اور اہلسنت و الجماعۃ کے عقائد اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ تنظیم کا نام بدل دیا اور اپنے ساتھیوں کے لئے "بلالی مسلم" کا خطاب اختیار کیا مگر بات یہاں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ وارث دین محمد کے ان اعلانات کے بعد ایلیجاہ محمد کے ایک اور ساتھی‘ "لوئیس فرخان" نے جو اس سے قبل مالکم شہباز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہید اور محمد علی کلے کے ساتھیوں میں شمار ہوتا تھا' الٹی زقند لگا کر ایلی جاہ محمد کی جانشینی کا دعویٰ کر دیا اور اس کے عقائد پر واپس جاتے ہوئے اس کے گروہ کی قیادت سنبھال لی' چنانچہ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ وارث دین محمد' محمد علی کلے اور ان کے ساتھ امام سراج وہاج اہل السنت و الجماعت (شافعی مسلک) عقائد کی بنیاد پر صحیح العقیدہ مسلمانوں کی راہ نمائی کر رہے ہیں جبکہ لوئیس فرخان' ایلی جاہ محمد کے جانشین ہونے کا دعویٰ کر کے "نیشن آف اسلام" کی قیادت سنبھالے ہوئے ہے۔

لوئیس فرخان انتہائی عیار اور چالاک شخص ہے جو ایک طرف تو ایلی جاہ محمد کا نمائندہ قرار دیتا ہے اور اپنے سرکاری آرگن "دی فائنل کال" میں اس کے عقائد و نظریات کا مسلسل پرچار کر رہا ہے مگر دوسری طرف دنیا بھر کی مسلمان تنظیموں اور حکومتوں کے ساتھ روابط بڑھا کر ان سے اخلاقی اور مالی تعاون بھی حاصل کر رہا ہے۔ یہ شخص ایلی جاہ محمد کے غلط عقائد کے خلاف بغاوت میں محمد علی کلے اور ما لکم شہباز شہید کے ساتھ تھا لیکن وارث دین محمد کے اعلانات کے بعد جب عالی جاہ محمد کی سیٹ خالی دیکھی تو فوراً" پلٹ کر اس کے گروہ کی قیادت سنبھال لی' اس نے ایلی جاہ محمد کے بیٹے وارث دین محمد کے خلاف امریکی عدالتوں میں ایک طویل مقدمہ لڑا کہ چونکہ وارث دین محمد اپنے باپ کے عقائد سے منحرف ہو گیا ہے' اس لئے ایلی جاہ محمد اور نیشن آف اسلام کے اثاثوں پر اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ مقدمہ لوئیس فرخان نے جیت لیا ہے اور وہ تمام اثاثے اب اس کے پاس ہیں لیکن مسلمان اداروں سے مفادات اٹھانے میں بھی وہ پیش پیش ہے۔ 1990ء میں رابطہ عالم اسلامی نے امریکہ میں مسلمان تنظیموں کی ایک کانفرنس منعقد کی تو اس میں لوئیس فرخان بطور مہمان خصوصی شریک تھا۔ اس نے اس کانفرنس کی رپورٹ اور تصویریں اپنے آرگن "دی فائنل کال" کے 13 اکتوبر 1990ء کے شمارے میں نمایاں طور پر "مسلمان متحد ہو گئے" کے عنوان کے ساتھ شائع کیں جبکہ اسی شمارے میں "دی فائنل کال" کی پرنٹ لائن یوں درج ہے:

Published by Minister Louis Farrakhan national representative the honourable Eli-Jah Muhammad and the Nation of Islam.

اس پر امریکہ کی مسلمان تنظیموں میں اضطراب پیدا ہوا' چنانچہ شکاگو کے ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم ادارہ "انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک انفارمیشن اینڈ ایجوکیشن" کے ڈائریکٹر ڈاکٹر امیر علی صاحب نے رابطہ عالم اسلام کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ عمر صیف کو ایک تفصیلی یاد داشت بھجوائی جس کی ایک کاپی شکاگو حاضری کے موقع پر انہوں نے مجھے بھی مرحمت فرمائی' اس یاد داشت کے ساتھ "نیشن آف اسلام" کے سرکاری ترجمان "دی فائنل کال" کی 28 ستمبر 1990ء کی اشاعت کے ایک صفحہ کی فوٹو کاپی بھی منسلک ہے جس میں "ایلیج محمد" کی فوٹو کے ساتھ "مسلمانوں کے عقائد کیا ہیں؟" کے عنوان سے "نیشن آف اسلام" کے عقائد درج ہیں۔ ان عقائد میں کالوں کی برتری اور آنے والے دور میں ان کی بالادستی کا ذکر ہے' وہاں یہ بھی ہے کہ قیامت امریکہ میں قائم ہو گی اور اس کے نتیجے میں کالوں کی حکومت قائم ہو جائے گی' ان عقائد میں یہ بھی لکھا ہے کہ قیامت کے دن سزا و جزا کا تعلق جسم و بدن کے ساتھ نہیں ہو گا بلکہ یہ روحانی اور ذہنی سکون یا اذیت کی صورت میں ہو گی اور انہی عقائد میں ماسٹر ڈبلیو فارد کے بارے میں لکھا ہے کہ:

We believe that Allah [God] appeared in the person of Master W. Fard Muhammad July 1930 the long awaited Messiah of the Christian and the Mahdi of the Muslims.

"ہم یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ 1930ء میں ماسٹر فارد محمد کی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔ یہ وہی مسیح ہے جس کا عیسائیوں کو مدت سے انتظار ہے اور وہی مہدی ہے جس کا مسلمانوں کو انتظار ہے" اس سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ لوئیس فرخان کی قیادت میں "نیشن آف اسلام" کے نام سے پیش رفت کرنے والی اس جماعت کا اسلام اور ملت اسلامیہ کے ساتھ کتنا کچھ تعلق ہے اور بعض مسلمان حکومتیں اپنے سیاسی مقاصد کے لئے اسلام کے نام پر کس قسم کے گمراہ گروہوں کو آگے بڑھا رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم ادارے اور جماعتیں اس سلسلہ میں بیداری کا مظاہرہ کریں اور "نیشن آف اسلام" کو تقویت دینے کی بجائے امریکہ بھر کے مسلمانوں کو اس گمراہی سے بچانے کے لئے اپنی دینی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا اہتمام کریں۔"

(مولانا زاہد الراشدی صاحب کا مضمون ہفت روزہ ختم نبوت کراچی جلد 14 شمارہ 48' 26 اپریل تا 2 مئی 96ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور مغرب کشمکش موجود

(از انور شیخ)

"مغربی دنیا اپنے آپ کو مہذب اور اعلیٰ اقدار کی دعویدار ہونے کے باوجود ہمیشہ اسلام کے خلاف اپنی نفرت کے اظہار کے لیے کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی" خاص طور پر امریکی نیو ورلڈ آرڈر کے بعد یہ کام مزید تیزی اور قوت کے ساتھ شروع ہو گیا ہے۔ سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد اب انہی قوتوں کا اسلام 'نمبر ایک دشمن تصور ہوتا ہے اور مختلف محاذوں پر ایسی کوششیں کی جا رہی ہیں کہ دنیائے اسلام کو جدید ترقی حاصل کرنے میں رکاوٹیں پیدا کی جائے اور دین اسلام کی بنیادی ثقافت کو ہر طرح سے ملیا میٹ کر دیا جائے۔ ذرائع ابلاغ کو خاص طور پر اس مقصد کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور ایسے مسلمان دانشور جو اپنی سوچ اور کارگزاری کے لحاظ سے مرتد ہو چکے ہیں اور اپنی گندی تحریروں کے ذریعے پیغمبر اعظم ﷺ کے خلاف اپنی کتب میں زہریلی سوچ کا مظاہرہ کر چکے ہیں۔ مغربی دنیا نے انہیں بڑے پیار کے ساتھ اپنی پناہ گاہ میں لے لیا ہے اور اس طرح مسلمانوں کا حصہ چڑھایا جا رہا ہے۔ اسلام دشمن قوتیں اس بات پر یقین رکھتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات مسلمانوں کے لیے سب سے بڑی قابل احترام ہستی ہے اور یہی ہستی اسلام کے مقدر کا محور ہے۔ اس لیے مغرب یہ جانتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح آپ ﷺ کی مقدس شخصیت کو داغدار کر دیا جائے تو اسلام کی پوری کی پوری عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ لہٰذا رسول اکرم ﷺ کے خلاف زہر افشانی ایک موثر اور مہلک ہتھیار تصور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس عظیم ہستی کے ساتھ مسلمانوں کی والہانہ عقیدت و محبت انہیں اچھی نہیں لگتی۔ مغربی ممالک سمیت تمام اسلام دشمن قوتیں ان تمام لوگوں کی حوصلہ افزائی بلکہ پشت پناہی کرتی ہیں جو نبی اکرم ﷺ کی توہین پر مبنی کوئی شرمناک کام انجام دے رہے ہوں۔ اس بات کے پس منظر میں یہ جان لینا کوئی مشکل بات نہیں کہ رشدی کو مغرب کیوں ہیرو کے طور پر پیش کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا ہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام مسلمانوں کا فرض بنتا ہے کہ جو کوئی حضور اکرم ﷺ کی ذات بابرکات پر حملہ آور ہو' اس کے خلاف جو بھی بن پڑے' کر گزریں۔ حال ہی میں برطانیہ میں ایک نئی کتاب بک رہی ہے جس کا نام "اسلام دی عرب نیشنل مومنٹ" ہے۔ جو اپنے مندرجات کے لحاظ سے نبی اکرم ﷺ کی ذات پر اس قدر شدید حملہ ہے کہ رشدی اور تسلیمہ نسرین کی حقیقت اس کتاب کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ اس کا مصنف جس کا نام انور شیخ ہے اور پاکستانی ہے' نے اپنی تازہ کتاب میں یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے نبی نہیں تھے اور یہ کہ ان پر کوئی نبوت نہیں اتاری گئی۔ 100 سو صفحے کی یہ کتاب جس کا ہر صفحہ اپنے اندر زہریلے مواد کا ڈھیر ہے' اس میں مصنف نے بڑے شاطرانہ طریقے سے اپنے دعوؤں کو سچ ثابت کرنے کے لیے قرآن و احادیث کے حوالے پیش کئے ہیں۔

کتاب کے چند مندرجات کا ذکر کر کے یہ بتانا مقصود ہے کہ انور شیخ نے اپنی ناپاک تحریروں کے ذریعے کس قدر مسلمانوں کے جذبات کی دل آزاری کی ہے اور مغرب سمیت اور دنیا بھر میں اسلام دشمن قوتوں کے لیے اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ اس منکر نے نیو ورلڈ آرڈر میں اسلام کے خلاف سازش کی تکمیل کے لیے ایندھن کا کام انجام دیا ہے تو غلط نہ ہو گا۔ مصنف لکھتا ہے۔ خدا کا کوئی پیغام نہیں آیا۔ کوئی نبی نہیں آیا اور نہ ہی رسالت نام کی کوئی چیز آئی ہے' کسی وحی کا وجود نہیں' مشرق وسطیٰ اور عرب سرزمین کی روایات' ثقافت اور تہذیب کا نام اسلام رکھ دیا گیا اور یہ کہ اسلام' کوئی مذہبی پروگرام نہیں بلکہ یہ سیاسی تحریک تھی جس کو محمد ﷺ نے دنیا بھر میں عرب قوم کا غلبہ قائم کرنے کے لیے شروع کی تھی۔ انور شیخ کے لکھنے کے مطابق قرآن کوئی الہامی کتاب نہیں' نہ ہی خدا نے محمد ﷺ پر اتاری تھی بلکہ عربوں کے تاریخی اور ثقافتی واقعات کا مجموعہ پر مبنی ہے۔ وہ مزید کہتا ہے کہ فلسفہ شفاعت انسانی اخلاقیات کے لیے زہر ہے اور یہ کہ ایک لاکھ چالیس ہزار پیغمبروں کی آمد محض مبالغہ آرائی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جنت وغیرہ کوئی شے نہیں صرف محمد ﷺ نے لوگوں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کے لیے دلکش رشوت کے لیے گھڑا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ ایسا خدا' جو محمد ﷺ کے کہنے کسی کو جنت میں جگہ دے گا' کو نہیں مانتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اللہ کے انصاف پر ایک انسان کا غلبہ ہے تو یہ کیسا انصاف ہو سکتا ہے (نعوذ باللہ) ایک سو صفحات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مشتمل انور شیخ کی کتاب بعنوان "اسلام دی عرب نیشنل موومنٹ" میں وہ سب کچھ کہنے کی کوشش کی گئی ہے جو اسلام کے بنیادی تصور اور فلاسفی کے وجود کو غلط قرار دیتی ہے۔ بلکہ تمام اسلام دشمن قوتوں کی دل کی آواز ہے۔ جس کا اظہار وہ گزشتہ سال ہا سال سے مختلف اوقات پر کرتے رہے ہیں۔ لیکن انور شیخ نے وہ سب کچھ ایک ہی وقت میں ایک ہی کتاب میں لکھ دیا ہے۔

بھارتی اخبارات میں انور شیخ کی کتب کے تبصرے اور مضامین بڑی کثرت سے شائع ہو رہے ہیں اور انور شیخ کو غیر معمولی حیثیت کا فلاسفر' محقق اور اسلام پر اتھارٹی کے طور پر ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہیں۔ بلکہ عالمی مذاہب پر انور شیخ کو بلند مرتبہ ثابت کیا جا رہا ہے۔ امریکہ اور برطانوی ذرائع ابلاغ اس کی شناخت مستحکم کر رہے ہیں۔ مقامی ریڈیو میں اس کے خیالات کو ایک مسلمان دانشور کے خیالات کی طرح پیش کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ انور شیخ کی دیگر کتب نے مقامی لوگوں میں بڑی اہمیت حاصل کی ہے۔

انور شیخ کی کتاب "اسلام دی عرب نیشنل موومنٹ" اسلام کے خلاف زہر کا ڈھیر ہے اور یہ بات اسلام دشمن قوتوں کے لیے بڑی مثالی ہے کہ انہیں رشدی کے بعد ایک اور مسلمان منکر ہاتھ لگ گیا ہے جو علم و دانش کے اعتبار سے پہلے دونوں مرتدین رشدی اور تسلیمہ کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے۔ اس کی تحریروں نے مسلمانوں کے سب سے عظیم اور محبوب حضور اکرم ﷺ کی ہستی پر بڑے ہی خوفناک حملے کئے ہیں۔ ان کی تمام زندگی' افکار اور سیرت کو اپنی تحریروں کے ذریعے پامال کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔ وہ اپنی اسی کتاب میں ایک جگہ رقم طراز ہے کہ اس کی آئندہ کتاب "اسلامی سیکس" کے عنوان سے ہو گی۔ لہٰذا کسی اسلام کے شیدائی کو یہ اندازہ کر لینا کہ وہ اس کتاب میں کیا مواد شائع کرے گا' کوئی مشکل نہیں۔

دین اسلام کی توہین کرنے والوں کا اب تک سلسلہ جاری رہنے کے باوجود خداوند کریم کے فضل و کرم سے اللہ کا دین دائمی حیثیت سے قائم و دائم ہے اور تاقیامت رہے گا۔ اب جس صدی میں ہم گزر رہے ہیں اس دوران بھی اسلام کے خلاف بڑے بڑے حملے کئے گئے ہیں اور اس میں خود نام نہاد مسلمان بھی شامل ہیں اور اسلام دشمن قوتوں کا آلہ کار بن کر مختلف انداز میں منافقانہ اور منکرانہ حرکات کا موجب بنتے رہے ہیں مگر ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس زمانہ میں سلمان رشدی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیمہ نسرین کے نام تازہ ہیں جنہوں نے اپنی منکرانہ تحریروں کے ذریعے اسلام کی بنیادی تعلیمات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی اور چٹ پٹے ناول کے انداز میں توہین اسلام کا ارتکاب کیا۔ اس کام کے پیچھے تمام دانشوروں کی اوٹ پٹانگ تحریروں کے ذریعے مسلم اقوام میں تقسیم در تقسیم درحقیقت اسلام دشمن قوتوں کا منشا انتہا ہے۔ لہٰذا وقفے وقفے سے یہ قوتیں سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے کرداروں کو پیدا کرتی رہیں گی اور بوقت ضرورت اپنی پناہ میں لیتی رہیں گی۔"

(روزنامہ پاکستان لاہور 26 مئی 95ء' ہفت روزہ مہارت لاہور 7 جون تا 14 جون 95ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ میں ملبوسات تیار کرنے والی کمپنی کی طرف سے تیار کردہ لباس' جس پر کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات لکھیں ہوئی ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں محمد ﷺ کا عشق اب بھی پکارتا ہے

سید منظور الحسن شاد

سنو محمد ﷺ کا نام نامی زبان اپنی پہ لانے والو
اسی کے صدقے سے ملنے والی کتاب ہستی سجانے والو
اسے حرا میں رلانے والو
اسے محبت جتانے والو
مگر محمد ﷺ کے دشمنوں سے محبتوں کو بڑھانے والو
تمہارے اندر نبی ﷺ کی الفت کی اک رمق بھی نہیں رہی ہے
تمہارے چہرے پہ اس کی یادوں کی ایک جھلک بھی نہیں رہی ہے
نبی ﷺ سے عشق و وفا نبھانے کے دعویدارو
ذرا محمد ﷺ کے پیار کا اپنے واسطے تم مقام دیکھو
گریباں اپنے بھی جھانک دیکھو
اسی نبی ﷺ کی محبتوں کا مقام دیکھو
کہ جس نے امت سے پیار کرنے پہ چمن طائف میں زخم کھائے
وہی محمد ﷺ کہ جس نے اپنے
تمام آنسو خدا کے آگے تمہاری خاطر ہی ہیں بہائے
شہید دندان بھی کرائے! شدید صدمات بھی اٹھائے
وہی محمد ﷺ کہ جس نے تم کو ہیں درس انسانیت سکھائے
وہی محمد ﷺ کہ جس نے تمہارے پیار خاطر ہی اپنا آبائی شہر چھوڑا
وہی محمد ﷺ کہ جس نے فاقے تو کر لیے پر نہ تم سے عہد وفا کو توڑا
وہی محمد ﷺ کہ جس کے ہونٹوں سے پتھروں کے عوض دعاؤں کے پھول برسے
وہی محمد ﷺ کہ جس کی چند مسکراہٹوں پر خدا تمہارے گناہ بخشے
اسی کی روح عظیم تمہاری الفتوں کو تلاش کرنے میں سرگرم ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر تمہاری محبتوں کے خزانے خالی پڑے ہیں لوگو
تمہارے آقا ﷺ تمہاری غیرت کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو
نبی کے دشمن بڑے ہیں لوگو' کفر کے پہرے کڑے ہیں لوگو
مگر ہم اپنی محبتوں پر
رسول ﷺ سے بے وفائیوں کے لبادے اوڑھے کھڑے ہیں لوگو
ہمارے آقا ﷺ ہماری چاہت کو دیکھ کر چپ کھڑے ہیں لوگو
سنو! محمد ﷺ کا نام سنتے ہی آنسوؤں کو بہانے والو
سنو! محمد ﷺ کے منہ سے نکلے حروف کو پیچ کھانے والو
سنو! نبی ﷺ کے نقوش پاکی تلاش میں نکلے راستوں کو مٹانے والو
سنو! محمد ﷺ کے دشمنوں سے محبتوں کو بڑھانے والو
تمہیں ذرا بھی خبر نہیں ہے
کہ قادیانی تمہارے آقا ﷺ کی عصمتوں کو
طویل مدت سے ماند کرنے میں سرگرم ہیں
وہ کب سے تمہاری بے بسی اور بے حسی پر
خوشی کے نعرے لگا رہے ہیں
نبی ﷺ کے دیں کو مٹا رہے ہیں
بنائے اسلام ڈھا رہے ہیں
تمہیں تمہارے عظیم آباء سے ملنے والی
میراث عشق محمدی ﷺ کو مٹا رہے ہیں
سنو! محمد ﷺ کا دیں بچانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
تفرقہ بازی کے بت گرانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
نجاست قادیاں مٹانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
نبی ﷺ سے عہد وفا نبھانے فلک سے کوئی نہیں آئے گا
سنو محمد ﷺ کے بے وفاؤ
تمہیں کو اپنے نبی ﷺ سے وعدے نبھانے ہوں گے
تمہیں کو امت کو ایک رستے پہ لانا ہو گا
تمہیں کو ہی دشمنان امت دبانے ہوں گے
تمہیں کو فتنہ قادیاں کو مٹانا ہو گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ سے عشق ووفا نبھانے کے دعویدارو
تمہیں محمد ﷺ کا عشق اب بھی پکارتا ہے
خدا بھی بھٹکے ہوؤں کے رستے سنوارتا ہے
چلو خدارا!
منافقت کے قبیح لبادے اتار ڈالیں
نبی ﷺ کے دشمن اجاڑ ڈالیں
خدا کی رحمت پکار ڈالیں
چلو کہ فتنہ قادیاں کو
جڑوں سے اس کی اکھاڑ ڈالیں
چلو کہ اپنے لہو کو عشق محمدی ﷺ پر نثار ڈالیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو دیوانے نبی کے ہیں وہ طاقت سے نہیں ڈرتے

"ہمیں اللہ کا ڈر ہے حکومت سے نہیں ڈرتے
کوئی فرعون ہو اس کی رعونت سے نہیں ڈرتے
حکومت کو اگر ہے ناز اپنے جبر و قوت پر
تو سن لے ہم کسی کے جبر و قوت سے نہیں ڈرتے
دکھا کر شان و شوکت تم خدا بنتے ہو نادانو
خدا والے تمہاری شان و شوکت سے نہیں ڈرتے
اگر طاقت ہے تم میں اپنی طاقت آزما دیکھو
جو دیوانے نبیؐ کے ہیں وہ طاقت سے نہیں ڈرتے
ہمیں ہے کملی والا جان و مال اولاد سے پیارا
چلاؤ گولیاں تمؔ ہم شہادت سے نہیں ڈرتے
رسول اللہ کے گستاخ کو ہم قتل کر دیں گے
اگر ہے یہ بغاوت ہم بغاوت سے نہیں ڈرتے
قیامت میں امیں یہ حکمراں کیا منہ دکھائیں گے
بڑے ہی سنگ دل ہیں جو قیامت سے نہیں ڈرتے"

(سید امین گیلانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ